

قاموس الفقہ

جلد پنجم

اُردو زبان میں مُرتب ہونے والی فقہ اسلامی کی پہلی انسائیکلو پیڈیا، جس میں فقہی اصطلاحات، حروفِ تہجی کی ترتیب کے فقہی احکام، حسبِ ضرورت احکامِ شریعت کی مصالح اور معاندینِ اسلام کے شبہات کے زور پر روشنی ڈالی گئی ہے، اور مذاہبِ اربعہ کو اُن کے اصل مأخذ سے نقل کیا گیا ہے۔ نیز جدید مسائل اور اصولی مباحث پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ ہر بات مستند حوالہ کے ساتھ دلائل و براہین سے آراستہ ہے۔

تالیف

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

زمزم پبلشرز



قاموس الفقهاء

جلد پنجم

قاموس الفقہ

جلد پنجم

اُردو زبان میں مرتب ہونے والی فقہ اسلامی کی پہلی انسائیکلو پیڈیا، جس میں فقہی اصطلاحات، حروفِ تہجی کی ترتیب کے فقہی احکام، حسبِ ضرورت احکامِ شریعت کی مصالح اور معاندینِ اسلام کے شبہات کے رد پر روشنی ڈالی گئی ہے، اور مذاہبِ اربعہ کو اُن کے اصل مأخذ سے نقل کیا گیا ہے۔ نیز جدید مسائل اور اصولی مباحث پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ ہر بات مستند حوالہ کے ساتھ دلائل و براہینِ عامہ و خاصہ پر مبنی ہے۔

تالیف

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

ناشر

زمزم پبلشرز

نزد مقدس: جانا اردو بازار کراچی

قانون حقوق معنی ناسر محفوظ حقین

قانون الفقه کے جملہ حقوق اشاعت و طباعت پاکستان میں مولانا محمد رفیق بن عبد المجید زمزم پبلشرز کراچی کو حاصل ہیں لہذا اب پاکستان میں کوئی شخص یا ادارہ اس کی طباعت کا مجاز نہیں بصورت دیگر زمزم پبلشرز کو قانونی چارہ جوئی کا مکمل اختیار ہے۔

از
مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

اس کتاب کا کوئی حصہ بھی زمزم پبلشرز کی اجازت کے بغیر کسی بھی ذریعے بشمول فونو کاپی برقیاتی یا میکائیکی یا کسی اور ذریعے سے نقل نہیں کیا جاسکتا۔
زمزم پبلشرز کراچی

ملنے چکے پیگڑ پتے

- محکمہ سٹیمپ ایڈمنسٹریشن کراچی۔ فون 2018342
- قومی کتب خانہ، انٹرنیشنل آرکائیو کراچی
- صوبائی آرکائیو، سیلہ چوک کراچی۔
- مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور
- کتب خانہ رشیدیہ، راج بازار راولپنڈی
- مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ
- ادارہ تحقیقات اشرفیہ، بیرون پور گیت ملتان
- دارالاشاعت، اردو بازار کراچی

کتاب کا نام: قانون الفقه جلد پنجم

تاریخ اشاعت: ستمبر ۲۰۰۷ء

باقی تمام

نمبر نمٹ

مہ ورق

مطبع

ناشر: زمزم پبلشرز کراچی

شمارہ زیب سینئر نذر مقتدر مسجد، اردو بازار کراچی

فون: 021-2760374

فیکس: 021-2725673

ای میل: zamzam01@cyber.net.pk

ویب سائٹ: http://www.zamzampub.com

Books Also Available in:

* United Kingdom

AL-FAROOQ INTERNATIONAL
68, Asfordby Street Leicester
LE5-3QG

* United States of America

ISLAMIC BOOK CENTRE
119-121 Hallwell Road, Bolton BL1 3NE

* South Africa

Madrasah Arabia Islamia
P.O. Box 5786

Azaadville 1750 South Africa

E-mail: darululumm@webmail.co.za



فہرست مضامین

۳۳	حضرت مولانا بدر الحسن قاسمی صاحب	پیش لفظ
۵۲	ماعون	ماء (پانی)
۵۲	ماعون سے مراد	○ پانی کی اہمیت
۵۲	مال	○ پاک اور پاک کرنے والا
۵۲	مال کا اخذ	○ مکروہ
۵۳	اعیان مال ہیں	○ پاک، لیکن پاک نہ کرے
۵۳	کیا صانع اور مالی حقوق مال ہیں؟	○ مستعمل پانی
۵۳	یہ مسئلہ عرف پر مبنی ہے	○ ناپاک پانی
۵۳	موجودہ عرف کا تقاضا	○ حنفیہ کے نزدیک ماء کثیر سے مراد
۵۳	مانع (اصول فقہ کی ایک اصطلاح)	○ مالکیہ کا نقطہ نظر
۵۳	لفظ مانع اصطلاح میں	○ جاری پانی اور اس کا حکم
۵۳	مانع کی پانچ قسمیں	○ مشکوک پانی
۵۵	○ مانع کی تین صورتیں	○ پانی پر ملکیت
۵۵	مباح	○ پانی کی خرید و فروخت — ایک نامناسب عمل
۵۵	(خلع کی ایک صورت)	مانع (بہنے والی مٹی)
۵۵	مباشرت	○ نجاست حقیقی و حکمی
۵۵	(ایک فقہی اصطلاح)	○ نجاست حکمی دور کرنے کے لئے پانی ضروری
۵۶	مباشرت اور متسبب سے مراد؟	○ نجاست حقیقی دور کرنے کے لئے پانی ضروری نہیں
۵۶	مباشرت فاحشہ سے مراد اور اس کا حکم	ماجن (غیر ممدار)
۵۶	مباہلہ	○ آوارہ خیال شخص کو فتویٰ دینے کا حق نہیں
۵۶	لفظی و اصطلاحی معنی	

- ۵۹ متواتر (حدیث کی ایک اصطلاح) ۵۲ عہد نبوی میں مہبلہ کا واقعہ
- ۵۹ مشال ۵۲ کیا مہبلہ کا حکم اب بھی باقی ہے؟
- ۵۹ جدید اوزان میں مشال کا وزن ۵۲ معنوتہ (مطلقہ بانیہ)
- ۵۹ مشلہ ۵۲ مہج (فروخت کی جانے والی چیز)
- ۶۰ اسلام میں مشلہ کی ممانعت ۵۷ اگر ایک طرف سے شمس ہو اور دوسری طرف سے سہمان؟
- ۶۰ جنگ میں کریم انسانی کی رعایت ۵۷ اگر ایک طرف سے مثلی فوج ہو اور دوسری طرف سے قہمی؟
- ۶۰ جانوروں کے ساتھ بدسلوکی کی ممانعت ۵۷ اگر دونوں طرف سے ایک ہی طرح کی چیز ہو؟
- ۶۰ قصاص صرف کھوار سے ۵۷ متارکہ
- ۶۰ مثلی ۵۷ متارکہ سے مراد
- ۶۰ مثلی اور قہمی کا فرق ۵۷ کیا متارکہ کے لئے زبان سے کہنا ضروری ہے؟
- ۶۱ قہمی کب مثلی کے حکم میں ہو جاتی ہے؟ ۵۷ تخیرہ
- ۶۱ مثلی اشیاء کے احکام ۵۷ متشابہ (اصول فقہ کی ایک اصطلاح)
- ۶۲ مجاز (اصول فقہ کی ایک اصطلاح) ۵۷ تعریف
- ۶۲ لغوی معنی ۵۷ معنی کے اعتبار سے متشابہ
- ۶۲ اصطلاحی معنی ۵۸ کیفیت کے اعتبار سے متشابہ
- ۶۲ مجاز اور معنی حقیقی کے درمیان مناسبت ۵۸ متشابہ کا حکم
- ۶۲ مجاز کا حکم ۵۸ اہل علم کے یہاں اس اصطلاح میں توسع
- ۶۲ بیک وقت حقیقی و مجازی معنی ۵۸ متعہ (مطلقہ کو رخصت کرنا)
- ۶۲ عموم مجاز ۵۸ مختلف مطلقہ عورتوں کے لئے متعہ کے احکام
- ۶۲ محبوب ۵۸ متعہ کی مقدار
- ۶۲ لغوی و اصطلاحی معنی ۵۸ زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم
- ۶۳ محبوب کا نسخ نکاح ۵۸ متعہ — ایک حسن سلوک
- ۶۳ مجری (پانی کے بہاؤ کی جگہ) ۵۹ مقنوم (شریعت کی نگاہ میں قابل قیمت)
- ۶۳ دوسرے کی زمین سے پانی لے جانے کا مسئلہ ۵۹

۶۷	محراب	۶۳	مجلس (ایک فقہی اصطلاح)
۶۷	محراب وسط میں ہو	۶۳	مجلس کی تبدیلی سے مجلس کی تبدیلی
۶۷	محراب کے اندر نہ کھڑا ہو	۶۳	کام کی تبدیلی سے مجلس کی تبدیلی
۶۷	محراب سے ہٹ کر دوسری جماعت	۶۳	اعراض و گریز سے بھی مجلس کی تبدیلی
۶۷	محب	۶۳	محمل (اصول فقہ کی ایک اصطلاح)
۶۷	حجاج کا وادی محب میں وقوف	۶۳	لفظی و اصطلاحی معنی
۶۷	وادی محب کا مقام	۶۳	علم
۶۷	مختلور (ممنوع)	۶۳	مجتون (پاک)
۶۷	محکم (اصول فقہ کی ایک اصطلاح)	۶۳	مجوس
۶۷	تعریف	۶۳	مجوس کا شکار اور ذبیحہ
۶۸	اگر محکم و مفسر میں تعارض ہو؟	۶۵	مجوس کے دوسرے کھانے
۶۸	محکم کی ایک اور تعریف	۶۵	اگر خود مجوس کھانے کے حلال ہونے کی اطلاع دے؟
۶۸	مخایرہ	۶۵	مجوس سے نکاح جائز نہیں
۶۸	مخایرہ اور مزارعہ	۶۵	مجبول
۶۸	مخایرہ کا مادہ اعتقاد	۶۵	○ مجبول المنسب
۶۹	مدبر (غلام کی ایک صورت)	۶۵	○ معاملہ میں عوض کا مجبول ہونا
۶۹	مد (ایک پیمانہ)	۶۵	○ محدثین کی اصطلاح میں
۶۹	موجودہ اوزان میں	۶۶	○ مجبول کی تین قسمیں
۶۹	مدرک (شروع سے شریک نماز)	۶۶	محاقلہ (غالی کی ایک ناجائز صورت)
۶۹	مدینہ	۶۶	غلو کے بدلہ بھگتی
۶۹	○ سب سے افضل شہر	۶۶	متعین مقدار پر بیانی
۶۹	زمین کا سب سے اشرف حصہ	۶۶	مقنصر (قریب بہ مرگ شخص)
۶۹	مالکیہ کا نقطہ نظر	۶۶	قریب بہ مرگ کی علامت
۶۹	جمہور کی رائے	۶۶	اس موقع کی مستحبات

۷۳	○ اگر بیچنے والے نے دھوکہ دیا؟	۷۰	○ مدینہ منورہ کا نام
۷۴	○ نقد اور ادھار قیمت میں فرق	۷۰	○ مدینہ کی حداد
۷۴	○ بیع یا وعدہ بیع	۷۰	○ کیا مدینہ حرام ہے؟
۷۴	مراطلہ (نقد مال کی ایک اصطلاح)	۷۰	حنفیہ کا نقطہ نظر
۷۴	مراہق (قریب الجلوغ)	۷۱	○ مدینہ میں قیام کی فضیلت
۷۵	عمر مرہقت	۷۱	مسجد نبوی کے توسیع شدہ حصہ کا حکم
۷۵	○ مراہق کا حکم	۷۱	○ مدینہ کے کچھ مبارک مقامات
۷۵	مرتد	۷۱	ریاض الجنہ
۷۵	مرسل	۷۱	جنت البقیع
۷۵	مرض (بیماری)	۷۲	مذی
۷۵	○ بیماری کا عذاب ہونا ضروری نہیں	۷۲	مذی سے مراد
۷۶	○ مریض اور اس کے احکام	۷۲	مذی و مذی میں فرق
۷۶	○ بیٹھ کر نماز	۷۲	مذی سے وضو کا وجوب
۷۷	○ لیٹ کر نماز	۷۲	نجس ہونے پر اتفاق
۷۷	○ اشارہ سے نماز	۷۲	پاک کرنے کا طریقہ
۷۷	○ متفرق مسائل	۷۲	مرأة (عورت)
۷۸	○ مریض اور جماعت	۷۲	مراہق (نفع کے ساتھ فروخت)
۷۸	○ نماز کے درمیان بیمار ہو جائے	۷۲	انغوی معنی
۷۸	○ درمیان میں صحت ہو جائے	۷۲	اصطلاحی تعریف
۷۸	○ امام مریض کی وجہ سے بیٹھ کر نماز ادا کرے	۷۲	مراہق بقولیہ اور مساومہ میں فرق
۷۹	○ مریض اور روزہ	۷۲	مراہق سابق معاملہ سے مربوط
۷۹	○ مریض کے لئے حج میں سہولتیں	۷۳	اگر سلائی وغیرہ کی وجہ سے قیمت زیادہ پڑ جائے؟
۷۹	○ مرض دقات سے مراد	۷۳	○ درست ہونے کی شرط

- ۸۰ ○ مرض وفات کی طلاق
- ۸۰ ○ مرض وفات میں اقرار
- ۸۰ ○ وصولی دین کا اقرار
- ۸۱ ○ مرض وفات کا ہبہ، صدقہ اور وقف
- ۸۱ **مرد** (گدرنے کا حق)
- ۸۱ شائع عام کا حکم
- ۸۱ مملوک راست
- ۸۱ مروت
- ۸۱ **مزاہ** (نولے ہوئے پھل کی دولت پر گئے ہوئے پھل سے فروخت)
- ۸۱ لغوی معنی
- ۸۱ مزاہ حرام ہے
- ۸۱ حرام ہونے کی وجہ
- ۸۲ **مزاج**
- ۸۲ مزاج اور استبراء
- ۸۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج فرماتا
- ۸۲ مزاج میں جھوٹ جائز نہیں
- ۸۳ مزاج میں افراط
- ۸۳ **مزارعت** (بٹائی داری)
- ۸۳ بٹائی کے سلسلہ میں امام صاحب اور صاحبین کا نقطہ نظر
- ۸۳ ○ مزارعت کے ارکان
- ۸۳ ○ بٹائی داری درست ہونے کی شرطیں
- ۸۳ ○ چھ صورتیں اور ان کا حکم
- ۸۴ اگر بٹائی میں مقدار متعین کر دے؟
- ۸۴ اگر زمین کا کوئی حصہ مقرر کر دے؟
- ۸۴ ○ بٹائی دار سے متعلق احکام
- ۸۴ کھیتی کے اخراجات کی ذمہ داری
- ۸۴ یہ معاملہ لازم ہے
- ۸۴ مدت ختم ہوگئی اور کھیتی تیار نہیں
- ۸۵ فریقین میں سے ایک کا انتقال ہو جائے
- ۸۵ اگر معاملہ فاسد ہو جائے؟
- ۸۵ **مزایدہ** (ڈاک لگا کر بیچنا)
- ۸۵ ڈاک لگانا جائز ہے؟
- ۸۵ **مزدلفہ** (ایک مقام کا نام)
- ۸۵ ○ قیام مزدلفہ کا حکم
- ۸۵ **مساقات** (درخت کی بٹائی)
- ۸۵ ○ مشروعیت اور اس میں فقہاء کا اختلاف
- ۸۶ ○ شرطیں
- ۸۶ ○ مساقات سے متعلق احکام
- ۸۶ **مساومہ**
- ۸۶ لغوی معنی
- ۸۶ اصطلاحی تعریف
- ۸۶ مساومہ ہر اسی، تولیہ اور وضعہ کا فرق
- ۸۶ **مسیبوت**
- ۸۶ ○ تعویذ اور ثناء کب پڑھے؟
- ۸۶ ○ باقی رکعتیں ابتدائی رکعتیں

- ۸۷ ○ امام کے قہرِ اخیرہ میں تشہد کے بعد کیا پڑھے؟
- ۸۷ ○ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کیا کرے؟
- ۸۸ ○ بجدہ سو میں امام کی اتباع
- ۸۸ ○ چار صورتیں جن میں مسبوق مقتدی کے حکم میں ہے
- ۸۸ ○ اگر امام مسبوق کو نائب بنا دے؟
- مستفاضہ**
- مستحب**
- مسجد**
- ۸۹ مساجد شعائرِ اللہ ہیں!
- ۸۹ ○ تعمیر مسجد کی اہمیت
- ۸۹ کعبہ کی تعمیر
- ۸۹ قبائیں تعمیر مسجد
- ۸۹ مسجد نبوی کی تعمیر
- ۹۰ ○ مسجد شریٰ کب بنے گی؟
- ۹۰ امام ابو یوسفؒ کی رائے
- ۹۰ طرفین کا نقطہ نظر
- ۹۰ متاخرین کی رائے
- ۹۰ ○ مسجد ہونے کے لئے عمارت ضروری نہیں
- ۹۰ ○ تحت العری سے آسمان تک مسجد
- ۹۱ اگر تعمیر کے وقت ہی ٹخلی منزل میں مسجد کی نیت نہ تھی
- ۹۱ بعد میں مسجد سے استثناء کی نیت معتبر نہیں!
- ۹۱ مساجد کی کھلی ہوئی جگہ پر دکان وغیرہ کی تعمیر
- ۹۱ کتب اور بیت الخلاء مسجد کے حکم میں نہیں!
- ۹۲ ○ تعمیر مسجد میں طال پیسے ہی استعمال ہوں
- ۹۲ اگر حرام روپیہ سے مسجد تعمیر کی؟
- ۹۲ ○ تعمیر میں غیر مسلم بھائیوں کا تعاون
- ۹۳ ہندوؤں کا تعاون
- ۹۳ ○ غصب کی زمین پر مسجد کی تعمیر
- ۹۳ ○ قبرستان میں مسجد کی تعمیر تو وسیع
- ۹۴ ○ مساجد کی تزئین و آرائش
- ۹۴ آرائش میں غلو
- ۹۴ زمانہ و حالات کی رعایت
- ۹۴ دیواروں پر نقش و نگار
- ۹۴ ○ مساجد کو کسی کے نام سے موسوم کرنا
- ۹۵ ○ مسجد میں داخل ہونے کے آداب
- ۹۵ ○ مسجد کے آداب
- ۹۵ تحیۃ المسجد
- ۹۵ مسجد میں وضو، استنجاء وغیرہ
- ۹۵ مسجد کی دیوار وغیرہ سے مٹی پونچھنا
- ۹۵ مسجد میں تھوکانا
- ۹۵ حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہونا
- ۹۶ بدبودار چیز کھا کر مسجد آنا
- ۹۶ کوڑھی اور جس کے زخم سے بو آتی ہو
- ۹۶ سگریٹ، جیڑی پینے کے بعد
- ۹۶ بے شعور بچوں کی مسجد میں آمد
- ۹۶ مسجد میں خرید و فروخت، شعر گوئی اور گفتگو

۱۰۰	مشترک (اصول فقہ کی ایک اصطلاح)	۹۶	○ مسجد میں سونا
۱۰۰	تعریف	۹۷	مسجد میں اخراج رتخ
۱۰۱	کیا مشترک غافلاً کا وجود ہے؟	۹۷	○ کسی مسلمان کو مسجد سے روکنا درست نہیں!
۱۰۱	ہر ایک وقت ایک سے زیادہ معنی مرد لپ جانا	۹۷	مسجد میں جگہ کی تخصیص
۱۰۱	○ علم	۹۷	مسجد میں تعلیم
۱۰۱	مشترک سے مؤدوں	۹۸	تعلیم کے لئے مسجد کی اشیاء کا استعمال
۱۰۱	مشترک درجہ میں فرق	۹۸	مسجد میں چڑغان
۱۰۱	مشترک میں تاویل کی مثال	۹۸	○ متفرق احکام
۱۰۲	مشکل (اصول فقہ کی ایک اصطلاح)	۹۸	مقدمات کا فیصلہ
۱۰۲	تعریف و مثال	۹۸	سزائیں کا اجراء
۱۰۲	علم	۹۸	غیر مسلموں کا داخلہ
۱۰۲	مصادره (ظلم، مال لینا)	۹۹	درس و تہذیب
۱۰۲	مصادره اور نصب میں فرق	۹۹	ذکر پآواز بند
۱۰۲	ایسے ممالک میں زکوٰۃ کا حکم	۹۹	بھیک مانگنا
۱۰۲	مصافحہ	۹۹	دینی اغراض کے لئے امانت کی اپیل
۱۰۲	فقہی معنی	۹۹	گھر کی مسجد
۱۰۲	مصافحہ کی فضیلت	۹۹	افضل مسجد
۱۰۳	مصافحہ مستحب ہے	۱۰۰	مسح
۱۰۳	○ بعض نمازوں کے بعد مصافحہ	۱۰۰	مسکین
۱۰۳	ملائی قاری کا چشم کش بیان	۱۰۰	مسیل (پانی کی نکاسی کی جگہ)
۱۰۳	○ مصافحہ کا مسنون طریقہ	۱۰۰	سرکاری نالی سے پانی کا اخراج
۱۰۴	○ دو ہاتھوں سے مصافحہ کی دیتیں	۱۰۰	دوسرے کی زمین سے پانی کا گذرنا
۱۰۴	مام بخاری کا نقطہ نظر	۱۰۰	مشاع (مشترک چیز)
		۱۰۰	مشاع سے مراد

۱۱۳	مصالح مرسد کے لئے شرطیں	۱۰۵	یہ کے نقطہ سے غلط نہیں
۱۱۳	○ مصمت و درمقا صد شریعت میں ہم آہنگی	۱۰۵	یک ہاتھ سے بھی جائز
۱۳	○ امور تعبدی نہ ہوں	۱۰۵	مور ناگنوئی کی رائے
۱۱۳	○ دفع حرج یا حفظ شریعت مقصود ہو	۱۰۵	علامہ کشمیری کی رائے
۱۱۳	○ ماموزائی کی تحقیقات	۰۵	مصالح مرسلہ
۱۱۴	○ غلام بحث	۰۵	○ مصمت سے مراد
۱۱۵	اگر مصالح درنصوص میں تقاضا ہو	۰۶	○ شریعت میں مصمت کی رعایت
۱۱۵	○ فقہاء کے نقطہ نظر	۰۶	○ غائب مصمت کو ترجیح
۱۱۶	مصر (شیر)	۰۶	○ شریعت کے مقاصد
۱۱۶	○ مصر سے مراد	۰۷	احکام شریعت کے مدارج
۶	مصراتہ	۰۷	○ ضروریات
۱۱۶	○ مصراتہ کے فقوی معنی	۰۷	○ حاجیات
۱۱۶	○ اموکراہین کے سنے دودھ روکے ہوئے پودے کا حکم	۰۷	○ تمکینات
۱۱۶	○ حبز کا نقطہ نظر	۰۸	مصالح مرسد
۱۱۷	مضاجعت (یک ساتھ سونا)	۰۸	○ مصالح مضافہ
۱۱۷	○ جب ستر الگ کرنا ضروری ہے	۰۸	مصالح معتبرہ
۱۱۷	مضاربہ	۰۸	○ مرسل مصمتیں
۱۱۷	○ فقوی و صطفاہی معنی	۰۸	معتبر ہونے کی باتیں
۱۱۷	ثبوت	۰۹	مالی نقطہ نظر
۱۱۸	○ مضاربہ کی حکمت	۱۰	احناف
۱۱۸	رکان	۱۱	حنابلہ
۱۱۹	درست ہونے کی شرطیں	۲	شافعی
۱۱۹	○ عاقدین وکیل بنانے کے اہل ہوں	۱۱۳	○ علماء مصالح مرسلہ کے معتبر ہونے پر اتفاق

۱۲۳	سرمایہ کاری کا حق	۱۱۹	د راس المال کر لسی ہو
۱۲۳	مضارب بت فاسد ہو جائے	۱۱۹	○ اصل سرمایہ مضمون و متعین ہو
۱۲۳	مضارب بت عقد لازم نہیں؟	۱۱۹	د سرمایہ نقد ہونہ کہ دین
۱۲۳	مضارب بت ختم ہونے کی صورتیں	۱۱۹	د سرمایہ مضارب کے حوالہ کر دے
۱۲۳	منصب (چاندی جی ہوئی چیز)	۱۱۹	د نفع میں دونوں کی شرکت ہو
۱۲۳	○ جس برتن میں چاندی سونا چڑا ہوا ہو، اس کا حکم	۱۲۰	د نفع کا تناسب متعین ہونہ کہ قطعی مقدار
۱۲۳	مضمونہ (کلی کرنا)	۱۲۰	شرط لگانا
۱۲۳	مطل (عال منوں)	۱۲۰	حکم
۱۲۵	د ثال منول کی ممانعت	۱۲۰	د امن، پھر وکیل، پھر شریک
۱۲۵	مطلق (اصول نقد کی ایک اصطلاح)	۱۲۰	د اگر محاسب فاسد ہو جائے
۱۲۵	د تعریف	۱۲۰	د مضارب سرمایہ کار کی خلاف ورزی کرے
۱۲۵	د اگر خطاب الہی مطلق ہو؟	۱۲۰	د اگر اصل سرمایہ میں بھی نقصان ہو جائے
۱۲۵	○ اگر مقید ہو؟	۱۲۰	مضارب بت کی دو قسمیں
۱۲۵	اگر ایک جگہ مطلق اور دوسری جگہ مقید ہو؟	۱۲۱	مضارب بت مطلقہ میں مضارب کے تصرفات
۱۲۵	سبب اور حکم مختلف ہوں	۱۲۱	مضارب کسی اور سے مضارب بت کرے
۱۲۶	سبب اور حکم ایک ہوں	۱۲۲	جو تصرفات بلا صراحت جائز نہیں
۱۲۶	حکم مختلف ہو سبب ایک ہوں	۱۲۲	جو تصرفات صراحت کے باوجود معتبر نہیں
۱۲۶	حکم ایک ہو سبب مختلف	۱۲۲	مقید مضارب بت
۱۲۶	معاذتہ	۱۲۲	○ جگہ کی تحدید
۱۲۶	معاذتہ کا ثبوت	۱۲۲	○ اشخاص و افراد کی تعیین
۱۲۶	فقہاء کا نقطہ نظر	۱۲۲	○ مال کی تعیین
۱۲۷	○ غیر محرم سے معاذتہ	۱۲۳	○ مدت کی تحدید
۱۲۷	○ معاذتہ کی ایک قبیح و ناجائز صورت	۱۲۳	○ شرائط و قیود کے سلسلہ میں بنیادی اصول
۱۲۷		۱۲۳	مضارب کے حقوق

۳۱	مفقود	۱۲۷	معاوضہ (لین دین)
۳۱	د مفقود سے مراد	۱۲۷	د معاوضت کی دو صورتیں
۱۳۱	د مفقود کے مال کا حکم	۱۲۷	معاوضہ
۱۳۱	د مفقود کے مال سے متعلقین کا نفقہ	۱۲۷	کئی برسوں سے نئے درخت اور باغ کو فروخت کرنا
۱۳۱	د مفقود کے مال میں میراث	۱۲۷	معدن (کان)
۱۳۲	د کتنی مدت کے بعد وفات کا حکم لگے گا؟	۱۲۸	د رکوة کا مسئلہ
۳۲	د مفقود کی بیوی کا نسخ کا حق	۱۲۸	د مالکیت کا مسئلہ
۳۲	د فقہ مالکی کی تفصیلات	۱۲۹	د شہر کی رائے
۳۳	د اگر مفقود سے ماں نہ چھوڑا ہو؟	۱۲۹	د حنبلہ کا نقطہ نظر
۱۳۳	مفلس (ایویلیہ)	۱۲۹	د کان کن سرور کی موت ہو جائے
۳۳	مفوضہ (جب عورت کو حق طلاق سوپہ دیا گیا ہو)	۲۹	معدوم
۳۳	مفہوم (اصول فقہ کی ایک اصطلاح)	۲۹	د معدوم سے مراد
۳۳	مطلق	۲۹	د معدومیت کی بیج
۳۳	د مفہوم سوا فاق	۱۳۰	معروف
۱۳۵	د مفہوم مخالف	۱۳۰	د غوی و صلاحتی معنی
۱۳۶	د مفہوم مخالف کے معتبر ہونے کی شرطیں	۱۳۰	د شریعت کی مامورات سے کسی سے معروف ہیں
۱۳۷	مقاصہ (دین کا اور دین)	۱۳۰	معصوم (لڑکے، عذرت، احترام)
۱۳۷	مقالبہ (سہان سے سہان کی فروخت)	۱۳۰	د حربی کی جان و مال کا حکم
۱۳۷	مقتضی (اصول فقہ کی ایک اصطلاح)	۳۰	مقارضہ (شرکت کی ایک قسم)
۳۷	مکاتب (علمی ایک قسم)	۱۳۰	مفسر (اصول فقہ کی ایک اصطلاح)
۱۳۷	مکروہ	۱۳۰	د تعریف
۱۳۷	مکہ	۱۳۰	د مفہوم کا حکم
۱۳۷	د سب سے افضل جگہ	۱۳	

۱۳۱	وقت و جگہ وغیرہ کی قید	۱۳۷	○ مکہ میں داخل ہونے کے آداب
۱۳۱	منافع میں میراث نہیں	۱۳۸	○ مکہ میں بلا احرام داخل ہونا
۱۳۱	مالک کو سپردگی ضروری ہے	۱۳۸	بلا احرام داخل ہونے والوں کے لئے حیلہ
۱۳۱	حفاظت کے اخراجات کی ذمہ داری	۱۳۸	ذرائعوں کے لئے حکم
۱۳۱	مدت گزرنے کے بعد واپسی	۱۳۹	قسم
۱۳۱	منی (ایک مقام کا نام)	۱۳۹	لف
۱۳۲	○ منی کا محل وقوع اور پکائش	۱۳۹	تعریف
۱۳۲	منابذہ (بیع کی ایک خاص صورت)	۱۳۹	○ شیخ زرقہ کا نقطہ نظر
۱۳۲	مناسب (اصول فقہ کی ایک اصطلاح)	۱۳۹	○ ملک کی دو قسمیں
۱۳۲	مناسبتہ (علم الفرائض کی ایک اصطلاح)	۱۳۹	ملک نامہ
۱۳۲	منامک	۱۴۰	○ اہانت
۱۳۲	منقحہ (گلا گھونٹ کر مارا گیا جانور)	۱۴۰	اہانت اور ملکیت نفع میں فرق
۱۳۲	مندوب	۱۴۰	○ ملکیت نامہ حاصل ہونے کے اسباب
۱۳۲	مندیل (ردہ)	۱۴۰	مباح چیز کا حصول
۱۳۲	وضوہ کے بعد تولیہ استعمال کرنے کا حکم	۱۴۰	عقد کے ذریعہ ملکیت
۱۳۳	منفعت	۱۴۰	نیابت کے ذریعہ ملکیت
۱۳۳	منفعت کی ملکیت اور حق میں فرق	۱۴۰	مملوکہ فی میں اضافہ
۱۳۳	منقول	۱۴۰	○ ملکیت نامہ کی خصوصیات
۱۳۳	○ ہاں منقول و غیر منقول	۱۴۰	دامی ملکیت
۱۳۳	مسکر	۱۴۱	مالک کو تصرف کا پورا حق
۱۳۳	سبی	۱۴۱	ضائع ہو جائے تو تادان نہیں
۱۳۳	فصل کا جواب	۱۴۱	○ منافع کا مالک ہونے کے تین ذرائع
		۱۴۱	○ منافع سے متعلق چند احکام

۱۳۴	پاک ہے دنا پاک ہے؟	۱۳۹	د مہر کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مقدار
۱۳۵	موات (اتحاد زمین)	۱۳۹	○ مختلف حالتوں میں مہر کے احکام
۱۳۵	مواقیات	۱۳۹	مہر متعین ہوا اور خلوت ہو گئی
۱۳۵	موت	۱۳۹	مہر متعین ہوا اور خلوت نہ ہو
۱۳۵	ر موت و ترم	۱۳۹	مہر متعین نہ ہوا اور خلوت ہو گئی ہو
۱۳۵	موضوہ	۱۳۹	مہر متعین ہو اور خلوت کی نوبت نہ آئے
۱۳۵	موقوف (نقدہ حدیث کی ایک اصطلاح)	۱۳۹	مہر میں اضافہ و کمی
۱۳۵	موکلہ القلوب	۱۵۰	جن خواتین کے لئے حصہ مستحب ہے
۱۳۶	سولی	۱۵۰	د روحانوں میں مشروط مہر کی مقدار
۱۳۶	سولی الموالات	۱۵۰	○ مہر مثل
۱۳۶	مہایاقہ (باری باری استفادہ)	۱۵۰	مہر مثل سے مراد
۱۳۶	مہر	۱۵۰	اگر مہر مثل کے بارے میں اختلاف ہو جائے؟
۱۳۷	مہر کی حیثیت	۱۵۱	○ مہر معین اور منہج
۱۳۷	د مہر وراث کا وجوب	۱۵۱	کی عورت کا ادائیگی مہر اپنے نفس کو روک سکتی ہے؟
۱۳۷	مہر کے دس نام	۱۵۱	اگر مقدار مہر میں اختلاف ہو جائے؟
۱۳۷	فنی تعریف	۱۵۱	نکاح فاسد کی صورت میں مہر کا حکم
۱۳۷	وجوب مہر کا ثبوت	۱۵۱	شبہ کی بنا پر وحی کی صورت میں مہر کا حکم
۱۳۷	اگر نکاح میں مہر نہ ہونے کی شرط ہو؟	۱۵۱	میت
۱۳۷	اگر زندگی میں مہر ادا نہیں کیا؟	۱۵۱	مرنے کے بعد کیا کیا جائے؟
۱۳۷	د کون سی چیزیں مہر بن سکتی ہیں؟	۱۵۲	پڑوسیوں اور اہل تعلق کو وفات کی اطلاع
۱۳۸	تعلیم قرآن و مہر	۱۵۲	مردہ کے پاس قرآن شریف کی تلاوت
۱۳۸	معلوم و متعین ہونا ضروری ہے	۱۵۳	داش کی منتقلی
۱۳۸	ائمہ ثلاثہ کا نقطہ نظر	۱۵۳	بلا جارت دوسرے کی زمین میں تدفین



۱۵۵	○ موانع میراث	۱۵۳	میتہ (مردار)
۱۵۶	قتل	۱۵۳	میتہ اور میت
۱۵۶	اختلاف دین	۱۵۳	○ پاکی دنا پاکی کے احکام
۱۵۶	اختلاف دار	۱۵۳	پانی کا جانور
۱۵۶	غلامی	۱۵۳	خنگلی کا جانور جس میں خون نہ ہو
۱۵۶	○ مردوں میں میراث کے حقدار	۱۵۳	خنگلی کا جانور جس میں خون ہو
۱۵۶	○ خواتین میں میراث کے حقدار	۱۵۳	سینگ، ہڈی وغیرہ کا حکم
۱۵۷	○ درہام کی چار قسمیں	۱۵۳	دودھ اور چمڑا
۱۵۷	ذوی الفروض	۱۵۳	○ مردار کی خرید و فروخت
۱۵۷	عصبہ	۱۵۳	میراث
۱۵۷	دوہری حیثیت	۱۵۳	قانون میراث میں اسلام کا عدل و اعتدال
۱۵۷	○ ورثہ کے حوال	۱۵۳	○ متروک سے متعلق چار حقوق
۱۵۸	شوہر	۱۵۳	تجہیز و تنہیں کا انتظام
۱۵۸	بیوی	۱۵۵	دین کی ادائیگی
۱۵۸	باپ	۱۵۵	وصیت کی تکمیل
۱۵۸	دادا	۱۵۵	ترکہ کی تقسیم
۱۵۸	ماں	۱۵۵	○ درہام میں ترتیب
۱۵۸	دادی و نانی	۱۵۵	اسحاب فرائض
۱۵۸	بچی	۱۵۵	نسبی عصبہ و رشتہ دار
۱۵۹	پوتی	۱۵۵	اگر عصبہات نہ ہوں؟
۱۵۹	ماں شریک بھائی	۱۵۵	اگر ذوی الفروض بھی نہ ہوں؟
۱۵۹	سگی بہن	۱۵۵	اگر ذوی الارحام بھی نہ ہوں؟
۱۵۹	باپ شریک بہن	۱۵۵	ہیت المال

۱۶۳	اگر کسی کی زمین میں بلا اجازت دفن کر دیا جائے؟	۱۵۹	ماں شریک بہن
۱۶۳	اگر کوئی قیمتی سامان رہ جائے؟	۱۶۰	○ عصبہ کی تین صورتیں
۱۶۳	اگر میت کا رخ درست نہ ہو؟	۱۶۰	عصبہ منفرد
۱۶۳	○ قبر پر نماز جنازہ	۱۶۰	○ عصبہ بغیرہ
۱۶۳	اگر بغیر غسل کے دفن کر دیا گیا ہو؟	۱۶۰	○ عصبہ مع بغیرہ
۱۶۳	○ قبرستان میں مسجد	۱۶۰	○ محبوب
۱۶۵	○ کفن چہرہ کی سزا	۱۶۰	جب نقصان
۱۶۵	نہی	۱۶۱	جب حرمان
۱۶۵	نہی کا ماخذ	۱۶۱	میل
۱۶۶	○ نہی دروس میں فرق	۱۶۱	میل کی مسافت
۱۶۶	○ انبیاء کی عصمت	۱۶۲	میلین اخضرین
۱۶۶	کبیرہ کا ارتکاب	۱۶۲	میلین اخضرین کے درمیان فاصد
۱۶۷	خفیس افعال کا ارتکاب	۱۶۳	نار (آگ)
۱۶۷	کفر یہ قیوں و فعل	۱۶۳	آگ مباحات میں داخل ہے
۱۶۷	جھوٹ عہد کیا ہو	۱۶۳	آگ میں جلانا
۱۶۷	صفہ زکا صدور	۱۶۳	چلنے کی وجہ سے پاکی
۱۶۷	زلیں اور لغزشیں	۱۶۳	نار
۱۶۷	○ سہو و نسیان	۱۶۳	ناتہ (دغی)
۱۶۷	○ اہانت انبیاء	۱۶۳	نبات (پود)
۱۶۸	○ شاتم رسول کی توبہ	۱۶۳	برائت، صاف عدل ہیں
۱۶۸	○ انبیاء کے فضلات	۱۶۳	تین صورتوں میں حرمت
۱۶۸	○ خیندہ قتل و ضوہ نہیں	۱۶۳	نہش (کفن کی چوری)
۱۶۸	○ انبیاء و اہل ان کے خاندان کے لئے زکوٰۃ	۱۶۳	○ تہمین کے بعد قبر کھونے کا حکم

۱۷۹	انبیاء و مرث	۱۷۹	نجاست مرثیہ و غیر مرثیہ
۱۷۹	○ انبیاء کے مال میں زکوٰۃ نہیں	۱۷۹	○ مرثیہ نجاست کو دور کرنے کا طریقہ
۱۷۹	نبیذ	۱۷۹	○ غیر مرثیہ نجاست سے پاکی کا طریقہ
۱۷۹	فتویٰ و صلاحی معنی	۱۷۹	نئے گھڑے وغیرہ پاک کرنے کا طریقہ
۱۷۹	○ نبیذ کی حلت و حرمت	۱۷۹	○ نجاست غلیظہ و خفیفہ
۱۷۹	کشمش اور کھجور کی شراب	۱۷۹	○ نجاست غلیظہ کا حکم
۱۷۹	فتویٰ امام محمدؒ کے قول پر	۱۷۹	درہم کا وزن اور مساحت
۱۷۹	جو، گیسوں وغیرہ کی شراب	۱۷۹	○ نجاست خفیفہ کا حکم
۱۷۹	○ بعض برتنوں کے استعمال کی ممانعت پھر اجازت	۱۷۹	جامد اور سیال اشیاء کا فرق
۱۷۹	○ نبیذ تھر سے وضو	۱۷۹	○ مختلف نجاستیں
۱۷۹	امام ابو حنیفہؒ کا رجوع	۱۷۹	انسان کے فضلات
۱۷۹	نساج	۱۷۹	حرام جانوروں کا فضلہ
۱۷۹	سز (سزی ہوئی چیز)	۱۷۹	حلال جانوروں کا فضلہ
۱۷۹	سزی ہوئی چیز کھانے کا حکم	۱۷۹	پرندوں کی بٹ
۱۷۹	نثار (نثار)	۱۷۹	مردار
۱۷۹	خوشی کے موقع پر پیسے یا شیر علی لٹانا	۱۷۹	سور
۱۷۹	حنیفہ کا نقطہ نظر	۱۷۹	کتا
۱۷۹	دوسرے فقہاء کی رائے	۱۷۹	کتا اور درندوں کا جھوٹا
۱۷۹	نکاح کے موقع پر	۱۷۹	شراب
۱۷۹	○ متفرق حکام	۱۷۹	نجاست کا دھون
۱۷۹	لٹانے کے بجائے تقسیم	۱۷۹	مستعمل پانی
۱۷۹	نجاست (ناپاکی)	۱۷۹	○ نجاست دور کرنے کے ذرائع
۱۷۹	نجاست حقیقی و محکی	۱۷۹	نجاست محکی زائل کرنے والی اشیاء

۱۷۸	○ روزہ کی حالت میں بنغم نکلے	۱۷۵	نجاست حقیقی
۱۷۸	نذرب	۱۷۵	پانی اور سیاہاں اشیاء
۱۷۸	نذر	۱۷۵	پونچھنا
۱۷۸	لغوی معنی	۱۷۵	کھرچنا
۱۷۸	اصطلاحی معنی	۱۷۵	خسک ہو جانا
۱۷۸	مشروعیت کی دلیلیں	۱۷۵	نا پاک زمین سوکھنے کے بعد دوبارہ تر ہو جائے؟
۱۷۸	○ ارکان	۱۷۵	جننے کی وجہ سے پاک
۱۷۸	شرائط	۱۷۶	نا پاک مٹی کا برتن
۱۷۸	نذر ماننے والے سے متعلق شرطیں	۱۷۶	تور نا پاک پانی سے پونچھا جائے
۱۷۹	○ نذر مانی ہوئی مٹی سے متعلق شرطیں	۱۷۶	حقیقت کی تبدیلی
۱۷۹	وجود ممکن ہو	۱۷۶	دہشت و دغ
۱۷۹	نذر سے قریب کا ذریعہ ہو	۱۷۶	پانی نکالنا
۱۷۹	معصیت کی نذر کا حکم	۱۷۶	○ پڑول سے نجاست کا ازالہ
۱۷۹	مہارت کی نذر	۱۷۶	○ کاغذ سے استنجاء
۱۷۹	جو عبادت مقصود نہ ہو اس کی نذر	۱۷۶	○ نجاست حقیقی و حکمی میں پاک کرنے کے اعتبار سے فرق
۱۷۹	عینکاف کی نذر سے متعلق ایک شبہ	۱۷۷	○ کیا پاکی کے لئے نجاست پر پانی ڈالنا ضروری ہے؟
۱۷۹	جس کا مالک نہ ہو اس کے بارے میں نذر	۱۷۷	نجش
۱۷۹	مالک ہونے کی شرط پر نذر	۱۷۷	نجش کے معنی
۱۸۰	فرض و واجب کی نذر	۱۷۷	نجش کی ممانعت
۱۸۰	○ ممنوعہ اوقات میں عبادت کی نذر	۱۷۷	نحر (نحر کی ایک خاص صورت)
۱۸۰	○ بیٹے کی قربانی کی نذر	۱۷۷	اصطلاحی معنی
۱۸۰	○ پیدر حج کرنے کی نذر	۱۷۷	نخامہ و نخامہ (بنغم دورینٹ)
۱۸۱	○ نذر میں تشاء	۱۷۷	بنغم اور تھوک پاک یا نا پاک؟

۱۸۸	○ نسخ کا ثبوت	۱۸۱	○ نذر ماننے کا حکم
۱۸۹	○ نسخ جاننے کے ذرائع	۱۸۱	○ نذر کا اثر
۱۸۹	شرع کی صراحت	۱۸۲	○ اگر نذر پوری کرنا نہ چاہے؟
۱۸۹	صحابی کی اطلاع	۱۸۲	”مجھ پر نذر ہے“ کا حکم
۱۸۹	تاریخ کے علم سے	۱۸۲	نذر کسی شرط سے مطلق ہو؟
۱۸۹	اجماع اُمت	۱۸۲	نذر پوری کرنا کب واجب ہے؟
۱۸۹	متاخرالسلام راوی کی روایت	۱۸۲	اگر نذر مطلق ہو؟
۱۹۰	قرآن کی موجودہ ترتیب سے نسخ کا فیصلہ	۱۸۲	کسی خاص جگہ سے متعلق ہو؟
۱۹۰	○ نسخ سے متعلق شرائط	۱۸۲	وقت سے متعلق ہو؟
۱۹۰	○ جن نصوص میں نسخ کا احتمال نہیں	۱۸۲	○ ادا نیکی فوراً واجب ہے، یا بہ تاخیر؟
۱۹۱	○ نسخ کی چار صورتیں	۱۸۳	○ حکم کے اعتبار سے نذر کی چار صورتیں
۱۹۱	قرآن کا نسخ قرآن سے	۱۸۳	طاعات کی نذر
۱۹۱	حدیث کا نسخ حدیث سے	۱۸۳	معصیت کی نذر
۱۹۱	آیات سے احادیث کا نسخ	۱۸۳	مکروہات کی نذر
۱۹۱	احادیث سے آیات کا نسخ	۱۸۳	مباحات کی نذر
۱۹۲	○ تلاوت و حکم کے اعتبار سے نسخ کی صورتیں	۱۸۳	نساء (عورتیں)
۱۹۲	تلاوت و حکم دونوں منسوخ	۱۸۳	عورتوں پر اسلام کے احسانات
۱۹۲	تلاوت باقی، حکم منسوخ	۱۸۴	مردوں اور عورتوں کے درمیان کن احکام میں فرق ہے؟
۱۹۲	حکم باقی، تلاوت منسوخ	۱۸۶	نسخ
۱۹۲	کیا شرط و قید کا اضافہ بھی نسخ ہے؟	۱۸۶	غوی و امطلاحی تعریف
۱۹۳	○ قرآن مجید میں نسخ کی تعداد	۱۸۷	○ تخصیص اور قید بھی نسخ ہے
۱۹۳	○ احکام پر نسخ کا اثر	۱۸۷	○ نسخ اور تخصیص میں فرق
۱۹۴	نسخ صریحی	۱۸۷	○ محمد بن کاتب

۱۹۷		۱۹۴	نسخ ضمنی
۱۹۷	لفوی اور اصطلاحی معنی	۱۹۴	نسخ کلی
۱۹۷	وضاحت کے اعتبار سے کلام کی چار قسمیں	۱۹۴	نسخ جری
۱۹۷	نص سے مراد	۱۹۴	نسل
۱۹۷	نص کا حکم	۱۹۴	حفظ نسل - شریعت کا ایک اہم مقصد
۱۹۷	اگر نص اور مفسر میں تعارض ہو؟	۱۹۴	نسل پر وقف
۱۹۸	عبارة النص	۱۹۴	کیڑ کیوں کی اولاد نسل میں داخل ہے؟
۱۹۸	اشارة النص	۱۹۵	
۱۹۸	اقتضاء النص	۱۹۵	نسیبہ
۱۹۸	اگر دولت کی ان صورتوں میں تعارض ہو؟	۱۹۵	نسیان
۱۹۹	نطق (بولنا)	۱۹۵	معنی و مراد
۱۹۹	گوئی کے حق میں اشارہ نطق کے قائم مقام ہے	۱۹۵	سیان اور سہو
۱۹۹	گوئی و اقرار اور نطق	۱۹۵	بھول کی وجہ سے گناہ معاف ہے
۱۹۹		۱۹۵	نماز میں
۱۹۹	نظر گنا	۱۹۵	روزہ میں
۱۹۹	نظر گننے کا علاج	۱۹۵	بھول کر نہ کرنے والے نفل کی تلاقی
۲۰۰	نفاس (دھنک)	۱۹۵	قسم اور طلاق
۲۰۰		۱۹۵	ممنوعات احرام کا ارتکاب
۲۰۰	وضوء میں نطمین پر مسح	۱۹۶	بھول کر موجب حد فعل کا ارتکاب
۲۰۰	جو تے میں نماز	۱۹۶	علامہ جرجانی کی رائے
۲۰۱	نفاس	۱۹۶	عز لدین بن عبد السلام کی چشم کش بحث
۲۰۱	لفوی و اصطلاحی معنی	۱۹۶	نشوہ
۲۰۱	جو خون سقاط کے بعد آئے	۱۹۶	نعت و اصطلاح میں ناشوہ بیوی کا حکم

۲۰۶	○ نفقہ میں شامل چیزیں	۲۰۱	○ نفاس کی مدت
۲۰۶	○ خوراک	۲۰۱	حنفیہ اور حنبلیہ کا نقطہ نظر
۲۰۶	کچا کھانا پکا ہوا؟	۲۰۱	مالکیہ و شوافع کی رائے
۲۰۶	خوراک کی مقدار	۲۰۲	کم سے کم مدت نفاس
۲۰۶	○ سرن — نوعیت اور مقدار	۲۰۲	حافظ ابن رشد کا تسامح
۲۰۶	سالانہ، ماہانہ یا یومیہ	۲۰۲	جن امور میں حیض و نفاس کے احکام میں فرق ہے؟
۲۰۶	کھانے سے متعلق دوسری ضروریات	۲۰۲	نفاق
۲۰۷	○ پوشاک	۲۰۳	منافی اور غدابی
۲۰۷	لباس میں عرف کی رعایت	۲۰۳	نفقہ
۲۰۷	سال میں کم سے کم دو جوڑے	۲۰۳	لغوی معنی
۲۰۷	موٹی کپڑے	۲۰۳	زنجیری کی نکتہ نجی
۲۰۷	جوتا، چپل، موزے	۲۰۳	اصطلاحی تعریف
۲۰۷	○ آرائشی اشیاء	۲۰۳	○ خود اپنا نفقہ
۲۰۷	○ بستر و فرش	۲۰۳	○ قربت دہری کی وجہ سے نفقہ کا وجوب
۲۰۷	گدے اور لحاف	۲۰۳	○ نفقہ — جس سے ضرورت پوری ہو جائے
۲۰۷	شامی کی اصولی وضاحت	۲۰۳	○ بیوی کا نفقہ
۲۰۸	○ رہائش	۲۰۳	وجوب نفقہ کی وجہ
۲۰۸	کرایہ دہ ریت کا مکان	۲۰۳	نفقہ نکاح صحیح کی وجہ سے
۲۰۸	مکان کا معیار	۲۰۵	○ جب بیوی نفقہ کی حقدار نہیں ہوتی
۲۰۸	غیر مشترک مکان	۲۰۵	مریض کا نفقہ
۲۰۸	مشترک مکان کی مختلف صورتیں اور ان کا حکم	۲۰۵	زمانہ حج کا نفقہ
۲۰۸	صالحین کا پڑوس	۲۰۵	○ تاشرہ کا نفقہ
۲۰۸	بیوی کے رشتہ داروں کا قیام	۲۰۵	تاشرہ سے مراد
۲۰۹	بیوی کی والدین سے ملاقات	۲۰۵	ملازمت پیشہ خواتین کا حکم

۲۱۴	بہو کا نفقہ	۲۰۹	ضرورت کے لئے والدین کی تمارداری
۲۱۴	○ نفقہ میں والدین کو ترجیح ہے یا اولاد کو؟	۲۰۹	○ خادم کا انتظام
۲۱۴	○ والدین کا نفقہ	۲۰۹	○ خادم کا نفقہ
۲۱۴	والدین کا نفقہ کب واجب ہے؟	۲۰۹	سہولت بخش مشینوں کا نظم
۲۱۴	نفقہ بہ قدر کفایت	۲۰۹	○ پکوان اور گھریلو کام
۲۱۴	اگر والدین میں سے ایک ہی کی کفالت کر سکتا ہو؟	۲۱۰	○ گزرے ہوئے دنوں کا نفقہ
۲۱۴	○ باپ کا نکاح	۲۱۰	واجب ہوئے کی صورتیں
۲۱۵	○ سوتیلی ماں کا نفقہ	۲۱۰	حنفیہ کا نقطہ نظر
۲۱۵	○ خادم کا نظم	۲۱۰	جسہور کا نقطہ نظر
۲۱۵	○ دادا، نانا وغیرہ کا نفقہ	۲۱۰	○ اگر پیشگی نفقہ ادا کر دیا اور نفقہ کی مقدار نہیں رہی؟
۲۱۵	○ تنہا اولاد — نفقہ کی ذمہ دار	۲۱۰	○ نفقہ کب راقط ہو جاتا ہے؟
۲۱۵	○ دوسرے رشتہ داروں کا نفقہ	۲۱۱	○ اگر قبل از وقت بیوی نفقہ معاف کر دے؟
۲۱۶	○ نفقہ واجب ہونے کی مقدار	۲۱۱	○ نفقہ میں کس کا معیار معتبر ہے؟
۲۱۶	○ متفرق اہم احکام	۲۱۱	○ لایا د کا نفقہ
۲۱۶	خوش حال (پسر) سے مراد	۲۱۲	باپ مالدار اور بچے نابالغ
۲۱۶	رشتہ داروں کا نفقہ کب واجب ہے؟	۲۱۲	باپ مالدار ہو اور بچے نابالغ
۲۱۷	گزرے ہوئے دنوں کے نفقہ پر قاضی کے فیصلہ کا اثر	۲۱۲	باپ محتاج اور بچے نابالغ و مالدار
۲۱۷	نفقہ کے لئے غائب شخص کے سامان کی فروخت	۲۱۲	باپ محتاج اور بچے بھی محتاج و نابالغ
۲۱۷	○ غلام کا نفقہ	۲۱۳	○ اگر کفالت کی کوئی صورت نہ ہو
۲۱۷	○ چالوروں کا نفقہ	۲۱۳	○ اولاد کی اولاد کا نفقہ
۲۱۸	○ جمادات کے حقوق	۲۱۳	○ بچہ کو دودھ پلانے کی ذمہ داری
۲۱۸	نفل	۲۱۳	کب عورت پر دودھ پانا واجب ہے؟
۲۱۸	نفی و اصطلاحی معنی	۲۱۳	ماں دودھ کی اجرت طلب کرے
۲۱۸	○ نفل شروع کرنے کے بعد توڑنا	۲۱۳	○ بیٹے کا نکاح
۲۱۸	○ کیا نفل شروع کرنے کے بعد واجب ہو جاتی ہے؟		

۲۲۳	جب نکاح کرنا سنت ہے	۲۱۸	جمہور کا نقطہ نظر
۲۲۳	جب نکاح کرنا تحریمی ہے	۲۱۹	حج کے مسئلہ میں اتفاق ہے!
۲۲۳	○ حدود ازدواج کا مسئلہ	۲۱۹	نقد
۲۲۵	○ ایجاب و قبول	۲۱۹	لفظی و اصطلاحی معنی
۲۲۵	ایجاب و قبول سے متعلق شرطیں	۲۱۹	○ کرنسی متعین ہوتی ہے اور کب نہیں؟
۲۲۵	○ خط اور فون کے ذریعہ نکاح	۲۱۹	راقم الحروف کی رائے
۲۲۵	○ ایجاب و قبول کے الفاظ	۲۲۰	غرض
۲۲۶	○ ایجاب و قبول کا میخذ	۲۲۰	ماوی اور معوی نقص
۲۲۷	○ مذاق اور مذاک کے تحت ایجاب و قبول	۲۲۰	معمولی نقص اور غیر معمولی نقص
۲۲۷	○ زبان سے ایجاب و قبول ضروری ہے	۲۲۰	معمولی اور غیر معمولی کا معیار
۲۲۷	○ ایجاب و قبول مشروط نہ ہو	۲۲۰	○ معنوی نقص کا احکام پر اثر
۲۲۷	○ نکاح کی اجازت میں کنواری اور شوہر دیدہ کا فرق	۲۲۰	نکاح (کشمش کی خام شراب)
۲۲۷	○ اجازت کب لی جائے؟	۲۲۰	کشمش کی کچی شراب کا حکم
۲۲۸	○ گواہ ضروری ہیں	۲۲۱	نکاح
۲۲۸	○ گواہان کے اوصاف	۲۲۱	لفظی معنی
۲۲۹	○ موانع نکاح	۲۲۱	○ نقد کی اصطلاح میں
۲۲۹	○ سرکاری نسبت سے حرام رشتے	۲۲۱	○ نکاح کے بارے میں اسلامی تصور
۲۲۹	○ زنا سے حرمت معاہرت	۲۲۱	○ اسلام سے پہلے عربوں میں نکاح کے طریقے
۲۳۱	○ عائشی حرمت کے اسباب	۲۲۲	○ نکاح کی ترغیب
۲۳۱	○ دوسرے عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا	۲۲۲	○ نکاح کے مقاصد
۲۳۱	○ مشرک اور اس سے نکاح	۲۲۳	○ مختلف حالات میں نکاح
۲۳۱	○ حکم کے اعتبار سے نکاح کی تین قسمیں	۲۲۳	جب نکاح کرنا فرض یا واجب ہے
۲۳۱	نکاح صحیح		

۲۳۵	ایجاب و قبول بذریعہ وکیل	۲۳۱	نکاح فاسد
۲۳۶	فضولی کا کیا ہوا نکاح	۲۳۱	○ نکاح باطل اور اس کا حکم
۲۳۶	○ نکاح کا مسنون طریقہ	۲۳۱	○ نکاح صحیح کے احکام
۲۳۶	منکوحہ کو دیکھنا	۲۳۱	○ نکاح کو ثابت کرنے کے طریقے
۲۳۶	اعلان نکاح	۲۳۱	○ عارضی حرمت کے کچھ اور اسباب
۲۳۶	مسجد میں	۲۳۱	دوسرے کی منکوحہ
۲۳۶	دن اور وقت	۲۳۲	جو عورت عدت میں ہو
۲۳۶	خطبہ	۲۳۲	جس کے پہلے سے چار بیویاں موجود ہوں
۲۳۶	○ عائدین میں مطلوبہ اوصاف	۲۳۲	لعان کے بعد
۲۳۶	○ نکاح میں لین دین	۲۳۲	○ مالکہ اور بائعی سے نکاح
۲۳۷	○ کلمات تحریر اور رعائیں	۲۳۲	○ احرام کی حالت میں نکاح
۲۳۷	حکم کے اعتبار سے نکاح کی تین قسمیں	۲۳۲	○ زنا سے عائد
۲۳۷	نکاح فاسد اور اس کا حکم	۲۳۳	○ حشو حرام ہے
۲۳۸	نکاح باطل اور اس کا حکم	۲۳۳	○ نکاح موقت
۲۳۸	نکاح صحیح کے احکام	۲۳۳	○ نکاح میں شرطیں
۲۳۹	نکاح کو ثابت کرنے کے طریقے	۲۳۴	جو شرطیں حقوق نکاح کی مؤید ہیں
۲۴۰	نکول (قسم کھانے سے انکار)	۲۳۴	جو شرطیں احکام نکاح سے متصادم ہیں
۲۴۰	○ نکول — فیصلہ کی بنیاد	۲۳۴	جو شرطیں نہ مطلوب ہیں نہ ممنوع
۲۴۰	کن معاملات میں نکول معتبر ہے اور کن میں معتبر نہیں ؟	۲۳۴	مالکیہ کا نقطہ نظر
۲۴۰	○ جن امور میں قسم نہیں لی جاسکتی	۲۳۴	حنابلہ کا نقطہ نظر
۲۴۰	○ شوافع اور مالکیہ کا مسک	۲۳۵	موجودہ حالات کا تقاضا
۲۴۰	○ قسم پیش کرنے کا طریقہ	۲۳۵	○ نکاح کی اہلیت
۲۴۰	قاضی عی کے سامنے انکار کا اعتبار	۲۳۵	نکاح کا خیار اور دہانے لڑکھاں

۲۳۶	○ تین اصولی اختلاف	۲۳۱	خاموشی انکار کے حکم میں!
۲۳۶	○ نمی تحریم کے لئے ہے یا کراہت کے لئے؟	۲۳۱	ہندوستان میں ذرائعہ کے لئے موزوں طریق کار
۲۳۶	○ تطہیث کا اختلاف نہ کہ اصول کا	۲۳۱	نماز (چہرہ کا بال اکھاڑنا)
۲۳۷	○ نمی میں دوام کے معنی	۲۳۱	ہمسہ اور ہمسہ
۲۳۷	○ فعل پر نمی کا اثر	۲۳۱	اگر عورتوں کو داذمی مونچھاگ آئے
۲۳۸	○ قبیح لعینہ کا حکم	۲۳۱	اگر جسم میں کوئی تکلیف دہ اضافہ ہو جائے
۲۳۸	○ وصف غیر لازم کی وجہ سے قبیح کا حکم	۲۳۱	نوحہ (مردہ پر دنا)
۲۳۸	○ وصف لازم کی وجہ سے قبیح کا حکم	۲۳۱	جائز دنا جائز صورت میں
۲۳۹	○ حسی افعال سے ممانعت کی صورت میں	۲۳۲	نوحہ کے لئے اجہر رکھنا
۲۳۹	○ شرعی افعال سے ممانعت	۲۳۲	نوم (خیر)
۲۳۹	○ اہم سرحد کی وضاحت	۲۳۲	نحاس، سبز اور نوم کا فرق
۲۵۰	نیاہت	۲۳۲	○ نیند کی وجہ سے حکم مؤخر
۲۵۰	○ معاملات میں نیاہت	۲۳۲	○ نیند میں جو افعال معتبر نہیں
۲۵۰	○ عبادات میں نیاہت	۲۳۲	○ جن احکام میں سویا ہوا شخص بیدار کے حکم میں ہے؟
۲۵۰	○ حج بدل کا مسئلہ	۲۳۳	نہب (لوٹ)
۲۵۱	نیت	۲۳۳	○ کب حرام اور کب جائز؟
۲۵۱	○ لغوی معنی	۲۳۳	○ لوٹنے والے کی سزا
۲۵۱	○ اصطلاحی تعریف	۲۳۳	نہر
۲۵۱	○ منہیات سے نیت کا تعلق	۲۳۳	نہی
۲۵۱	○ نیت کا مقصود	۲۳۳	○ لغوی معنی
۲۵۱	○ عبادت کی تعیین	۲۳۳	○ اصطلاحی تعریف
۲۵۱	○ اگر وقت میں وسعت نہ ہو؟	۲۳۵	○ نمی کی تعبیرات
۲۵۲	○ اگر وقت میں وسعت ہو؟	۲۳۵	○ صیغہ نمی کے معانی

۲۵۶	واجب اور فرض میں فرق	۲۵۲	حج میں نیت کا حکم
۲۵۶	واشستہ	۲۵۲	ایک ہی جنس میں تعین معتبر نہیں
۲۵۶	نغوی معنی	۲۵۲	اختلاف مقصد سے اختلاف جنس
۲۵۶	گودنے اور گودانے کی ممانعت	۲۵۲	○ نیت میں خطا
۲۵۶	تابالغہ کی گود والی	۲۵۳	○ منوی کی مفت کا متعین کرنا
۲۵۶	وتر	۲۵۳	○ ایک فعل میں دو عبارتوں کی نیت
۲۵۶	نغوی معنی	۲۵۳	○ نیت کا وقت
۲۵۶	وتر نام رکھنے کی وجہ	۲۵۳	فعل سے حقیقی اتصال
۲۵۷	○ نماز وتر واجب ہے یا مسنون؟	۲۵۳	محکم انصر
۲۵۷	امام ابو حنیفہؒ کے تین اقوال	۲۵۳	قاطع نیت فعل سے مراد
۲۵۷	واجب ہونے کی دلیل	۲۵۳	روزہ کی نیت
۲۵۷	دوسرے فقہاء کا نقطہ نظر	۲۵۳	حج کی نیت
۲۵۷	صرف تعبیر کا اختلاف ہے	۲۵۳	زکوٰۃ و صدقہ کی نیت
۲۵۸	○ وتر کی رکعات	۲۵۳	○ زبان سے نیت کا تلفظ
۲۵۸	احناف کا نقطہ نظر	۲۵۳	کلام اور دل کے ارادہ میں فرق ہو
۲۵۸	دوسرے فقہاء کا نقطہ نظر اور دلائل	۲۵۳	حبیب کی رائے
۲۵۸	○ نماز وتر کا طریقہ	۲۵۳	اگر تلاش کا نقطہ نظر
۲۵۸	وتر میں کن سورتوں کا پڑھنا مسنون ہے؟	۲۵۳	○ نیت درست ہونے کی شرطیں
۲۵۹	تھکے کا اولیٰ واجب ہے	۲۵۵	نیت اور عمل کے درمیان کوئی متافی عمل نہ پایا جائے
۲۵۹	کیا پورے سال ذی عہ قنوت ہے؟	۲۵۶	الحجب
۲۵۹	جماعت کے ساتھ وتر	۲۵۶	نغوی اصطلاحی معنی
۲۵۹	○ ذی عہ قنوت	۲۵۶	واجب علیٰ اصحاب اور واجب علیٰ الکفایہ
۲۶۰	ذی عہ کے آخر میں درود	۲۵۶	واجب معین اور واجب غیر

۲۶۴	○ امین کب ضامن ہوگا اور کب نہیں؟	۲۶۰	اگر زعاع قنوت یا دہر ہو؟
۲۶۴	امین کی کوتاہی کی صورتیں	۲۶۰	○ زعاع قنوت سے مطلق احکام
۲۶۴	ماں و دیت میں تعدی کی صورتیں	۲۶۰	زور سے پڑھے یا آہستہ؟
۲۶۴	مال و دیت ساتھ لے کر سفر	۲۶۰	اگر زعاع پڑھنا بھول جائے؟
۲۶۴	انکار کے بعد اقرار	۲۶۱	تیسری رکعت کے رکوع میں اہام کو پائے؟
۲۶۵	صاحب و دیت کی شرطوں کی رعایت	۲۶۱	○ فجر میں زعاع قنوت
۲۶۵	○ ریلوے امانت گھر اور سائیکل اسٹنڈ کا حکم	۲۶۱	اگر نام شافعی ہو اور معتدی حنفی؟
۲۶۵	○ صاحب و دیت اور امین میں اختلاف	۲۶۱	○ نماز وتر کا وقت
۲۶۶	درس	۲۶۱	اگر بعد میں نماز عشاء کا فاسد ہوتا معلوم ہو؟
۲۶۶	وسطی	۲۶۱	مستحب وقت
۲۶۶	دست (ایک پیمانہ)	۲۶۱	وجہ
۲۶۶	جدید اوزان میں	۲۶۱	چہرے کی اہمیت
۲۶۶		۲۶۲	چہرہ پر رہنے کی ممانعت
۲۶۷	نفوی معنی	۲۶۲	دوکی
۲۶۷	چہرے پر داغنے کی ممانعت	۲۶۲	دوکی سے مراد
۲۶۷	جسم کو داغنا	۲۶۲	دوکی کے احکام
۲۶۷	بطور ععامت حیوان کے کسی اور حصہ جسم پر داغنا	۲۶۲	ودیت
۲۶۷	دوسرے	۲۶۲	معنی و، مطلق
۲۶۷	نفوی معنی	۲۶۲	○ ودیت کا ثبوت
۲۶۷	وضوء میں دوسرے	۲۶۳	○ ارکان
۲۶۷	استنجاء میں دوسرے	۲۶۳	○ شرطیں
۲۶۷	دوسرے شیطان کی طرف سے	۲۶۳	○ حکم
۲۶۷		۲۶۳	○ مال و دیت کی حفاظت کس طرح کی جائے؟

۲۶۸	نہ ز میں دوسرہ	۲۷۱	قیم کے مال میں تجارت
۲۶۸	دش (دانت کو ٹھس کر باریک کرنا)	۲۷۱	قیم کی خدمت کے لئے اجیر
۲۶۸	○ حدیث میں اس کی ممانعت	۲۷۱	قیم کا مکان کراپہ پر لگانا
۲۶۸	دشم (گودا)	۲۷۱	صدقۃ الفطر اور قربانی
۲۶۸	گودنے کی ممانعت	۲۷۱	تقسیم و تربیت
۲۶۸	اسالی	۲۷۱	خرچ میں اعتدال
۲۶۸	صوم وصال سے مراد اور اس کی کراہت	■	سزا اور خورد و نوش کے اخراجات
۲۶۸	وصف	۲۷۱	وصی کا کسی اور کو وصی مقرر کرنا
۲۶۸	اصطلاحی تعریف	۲۷۲	مال کب حوالہ کرے؟
۲۶۹	قیمت اصل کے مقابلہ ہوگی یا وصف کے؟	۲۷۲	○ قیم کے مال سے اجرت نگرانی
۲۶۹	وصل	۲۷۲	وصی کی اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوشی
۲۶۹	وصی	۲۷۲	وصیت
۲۶۹	اصطلاحات	۲۷۲	لقوی و اصطلاحی معنی
۲۶۹	○ بیجا و قبول	۲۷۲	وصیت ادبہ کا فرق
۲۶۹	ذمہ داری قبول کرنے کے بعد اس سے سبکدوشی	۲۷۳	○ وصیت کے بارے میں اسلامی مزاج
۲۷۰	○ یک سے زیادہ وصی کا تقرر	۲۷۳	○ وصیت کی مشروعیت
۲۷۰	○ وصی کے لئے مطلوبہ اوصاف	۲۷۳	○ حکم کے اعتبار سے وصیت کی چار قسمیں
۲۷۰	○ وصی کی معزولی یا اس کے لئے معاون کا تقرر	۲۷۳	○ وصیت کے ارکان
۲۷۰	عورت اور نابالغ کو وصی بنانا	۲۷۳	فعل کے ذریعہ قبولیت کا اظہار
۲۷۰	○ وصی کے تصرفات	۲۷۳	○ ایجاب و قبول کے لئے شرط
۲۷۰	منقولہ مال کی خرید و فروخت کا حکم	۲۷۳	○ وصیت کنندہ سے متعلق شرطیں
۲۷۱	غیر منقولہ جائیداد کی فروخت	۲۷۴	○ جس کے لئے وصیت کی جائے اس سے متعلق شرطیں
		۲۷۵	○ جس چیز کی وصیت کی جائے اس سے متعلق شرطیں

۲۸۱	○ نیت	۲۷۵	ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت
۲۸۱	○ افعال وضوء میں ترتیب کا حکم	۲۷۶	وارث کے حق میں وصیت
۲۸۱	○ پے درپے دھونا	۲۷۶	○ معصیت کی وصیت
۲۸۲	○ وضوء کی سنتیں	۲۷۶	○ وصیت عقد لازم نہیں
۲۸۲	شرع میں ہاتھ دھونا	۲۷۶	○ وصیت کے مطابق ملکیت
۲۸۲	شرع میں بسم اللہ کہنا	۲۷۷	○ وصیت سے رجوع
۲۸۲	بسم اللہ کے الفاظ	۲۷۷	وضع
۲۸۲	مسواک	۲۷۷	اہل سنت کی اصطلاح میں
۲۸۲	مسواک کی تعداد اور طریقہ	۲۷۷	علماء اصول کی اصطلاح میں
۲۸۳	کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ	۲۷۷	وضوء
۲۸۳	واڑھی میں خلال سنت یا مستحب؟	۲۷۷	نفلت کا ایک کامل نظام
۲۸۳	خلال کا طریقہ	۲۷۸	○ وضوء — نفلت اور اصطلاح میں
۲۸۳	اگلیوں کا خلال	۲۷۸	کیا وضوء اس امت کی خصوصیت ہے؟
۲۸۳	اعضاء وضوء تین تین بار دھونا	۲۷۹	کلی دہنی زندگی میں وضوء کا حکم
۲۸۳	پورے سر کا مسح	۲۷۹	وضوء کے احکام میں تدریج
۲۸۳	کانوں کا مسح	۲۷۹	○ وضوء کے ارکان
۲۸۳	اعضاء کو مل کر دھونا	۲۷۹	چہرہ سے مراد
۲۸۳	دائیں حصہ سے ابتداء	۲۷۹	پیشانی سے مراد
۲۸۳	سر کے مسح کی ابتداء	۲۷۹	اگر سر کے اگلے حصہ میں بال نہ ہوں
۲۸۳	○ کچھ اور سنتیں	۲۷۹	واڑھی مونچھ کی جڑوں تک پانی پہنچانا
۲۸۳	○ مستحبات و آداب	۲۸۰	○ ہاتھ دھونا
۲۸۳	وضوء میں دوسروں سے مدد لینے کا حکم	۲۸۰	○ سر کا مسح
۲۸۵	قبل از وقت وضوء	۲۸۰	سر کے مسح کی مقدار میں فقہاء کا اختلاف

۲۸۸	وطن سکشی	۲۸۵	وضوء کے بعد کی دعاء
۲۸۸	وطن اقامت کے سلسلہ میں دوسرے فقہاء کی آراء	۲۸۵	پہا ہوا پانی کفر سے ہو کر چٹا
۲۸۹	وطنی	۲۸۵	○ وضوء میں کردہ باتیں
۲۸۹	لغوی و اصطلاحی معنی	۲۸۵	پانی میں اسراف
۲۸۹	وطن سے متعلق احکام	۲۸۶	مسجد میں وضوء
۲۹۰	احکام وطن سے متعلق ابن نجیم کی بعض وضاحتیں	۲۸۶	○ وضوء واجب ہونے کی شرطیں
۲۹۱	بیوی سے وطن کی ممانعت کی صورتیں	۲۸۶	○ وضوء درست ہونے کی شرطیں
۲۹۱	دوائی وطن کا حکم	۲۸۶	○ متفرق احکام
۲۹۱	وعدہ	۲۸۶	اگر اعضاء وضوء پر زخم ہو
۲۹۱	اسلام میں وعدہ کی اہمیت	۲۸۶	اگر ہاتھ کا کچھ حصہ کٹا ہوا ہو؟
۲۹۲	ایقاع وعدہ قضاؤ واجب ہے یا نہیں؟	۲۸۷	اعضاء وضوء میں زائد عضو کا حکم
۲۹۲	حقیقہ اور شروط وعدہ	۲۸۷	○ وضوء کب فرض و واجب ہے اور کب سنت و مستحب؟
۲۹۲	مالکیہ کا نقطہ نظر	۲۸۷	قرآن مجید چھونے کے لئے
۲۹۲	وفرہ (زلف کی ایک خاص صورت)	۲۸۷	سونے کے لئے وضوء
۲۹۲	گیسوائے نبی ﷺ	۲۸۷	جن صورتوں میں وضوء مستحب ہے
۲۹۲	وقف	۲۸۷	وضیفہ (قیمت خرید سے کم میں فروخت کرنا)
۲۹۲	اصطلاحی معنی	۲۸۸	وطن
۲۹۳	نصاب زکوٰۃ کی دو مقدار کے درمیان پر زکوٰۃ کا حکم	۲۸۸	وطن اصلی سے مراد
۲۹۳	وقف	۲۸۸	وطن اصلی کا تعدد
۲۹۳	لغوی معنی	۲۸۸	وطن اصلی کا حکم
۲۹۳	امام بو حنیفہ کے نقطہ نظر پر وقف کی تعریف	۲۸۸	وطن اقامت سے مراد
۲۹۳	ساحبین کا نقطہ نظر	۲۸۸	وطن اقامت کا حکم
۲۹۳	شوافع و حنابلہ کا مسلک	۲۸۸	حجاج کب قہر کریں؟

۲۹۷	مال وقف کا تعین ضروری ہے	۲۹۳	فتہ مالکیہ کی رائے
۲۹۷	کیا وقف کی جائیداد کا مقسم اور غیر مشترک ہونا ضروری ہے؟	۲۹۳	○ وقف — سلام کے امتیازات میں
۲۹۷	شواہخ کا نقطہ نظر	۲۹۳	○ اسلام میں وقف کی فضیلت
۲۹۸	مالکیہ کی رائے	۲۹۳	صحابہ کے اندر وقف کا ذوق
۲۹۸	حنابلہ کی رائے	۲۹۳	(۲) صفت وقف
۲۹۸	روپے پیسے کا وقف	۲۹۵	امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وقف جائز نہ کہ لازم
۲۹۸	مساجد میں وقف کے قرآن	۲۹۵	وقف کے لازم ہونے کی صورتیں
۲۹۸	○ کن مقاصد پر وقف درست ہے؟	۲۹۵	صاحبیں کا موقف
۲۹۸	معصیت کے کاموں پر وقف درست نہیں	۲۹۵	(۳) وقف کارکن
۲۹۸	جائز مصارف وقف کی تین صورتیں	۲۹۵	وقف کے لئے الفاظ
۲۹۸	کیا معارف وقف کا دئی ہونا ضروری ہے؟	۲۹۵	کیا وقف کے لئے قبول ضروری ہے؟
۲۹۸	○ تعبیر وقف سے متعلق شرطیں	۲۹۶	د وقف کے احکام
۲۹۸	وقف کی شرط کے ساتھ مشروط نہ ہو	۲۹۶	○ وقف صحیح ہونے کی شرطیں
۲۹۹	ہیشہ کے لئے ہو	۲۹۶	وقف سے متعلق شرطیں
۲۹۹	فی الفور لازم کئے جانے کا معنی ہو	۲۹۶	غیر مسلم کا وقف
۲۹۹	مقصد وقف کو متاثر کرنے والی شرط نہ ہو	۲۹۶	مرض وفات میں یک تہائی سے زیادہ کا وقف
۲۹۹	وقف مسجد کے ساتھ شرطیں	۲۹۶	○ وقف کی ہوئی چیز سے متعلق شرطیں
۲۹۹	د وقف کی ملکیت کب ختم ہوگی؟	۲۹۶	غیر منقولہ اشیاء کا وقف
۲۹۹	مسجد، عید گاہ اور جنازہ کا حکم	۲۹۶	تھیں راہ اور جانوروں کا وقف
۳۰۰	د مسجد اور دوسرے اوقاف کے درمیان فرقی	۲۹۷	شریعت کی نظر میں قابل قیمت مال ہو
۳۰۰	وقف کرنے والے کی شرطوں کی اہمیت	۲۹۷	وقف کرنے کے وقت ملکیت
۳۰۱	سات مسائل جن میں شرط واقف کا اعتبار نہیں	۲۹۷	جاگیر کی زمین کا وقف

۳۰۵	وقف کی جائیداد کو کرایہ پر دینا	۳۰۱	جن شرطوں کی رعایت واجب ہے
۳۰۵	اگر ختم وقف کم کرایہ مقرر کرے؟	۳۰۱	غیر مسلم پر وقف
۳۰۵	وقف کی جائیداد پر قرض حاصل کرنا	۳۰۱	اگر وقف کا مصرف ختم ہو جائے؟
۳۰۵	وقف کی جائیداد والد اور اولاد کو کرایہ پر دینا	۳۰۲	○ وقف کا استبدال
۳۰۵	وقف کی اراضی کی بٹائی کا حکم	۳۰۲	اگر وقف نے متولی کے لئے حق تبادلہ کی شرط لگائی ہو؟
۳۰۵	وقف کی زمین غصب کر لی جائے	۳۰۲	وقف کا قابل انتفاع ہو جائے
۳۰۶	وقف کی آمدنی سے کوئی جائیداد حاصل کی جائے	۳۰۲	زیادہ نفع کے لئے وقف کا استبدال
۳۰۶	○ متولی کی اجرت	۳۰۲	استبدال وقف کی شرائط
۳۰۶	واقف زیادہ اجرت متعین کر دے	۳۰۲	دوسرے مکاتب فقہ کا نقطہ نظر
۳۰۶	کارکن کا اضافہ	۳۰۲	○ تولیت کا حق
۳۰۶	انتظام وقف کے لئے ملازم کا تقرر	۳۰۲	اپنے لئے حق تولیت
۳۰۶	○ مصالح مسجد کے اوقاف	۳۰۳	دوسروں کے لئے حق تولیت
۳۰۶	غیر آباد مسجد کی جائیداد کا حکم	۳۰۳	بچے بعد دیگرے متولیان کا تقرر
۳۰۷	○ قبرستان کے اوقاف	۳۰۳	اگر واقف متولی مقرر نہ کرے؟
۳۰۸	اولاد پر وقف	۳۰۳	○ متولی ہونے کی شرائط
۳۰۸	واحد کے صیغہ سے	۳۰۳	○ حولی کن اوصاف کا حامل ہو؟
۳۰۸	تین پشت کی صراحت کر دے	۳۰۳	حق تولیت میں واقف کے فشا کی اہمیت
۳۰۸	”بنین“ کا غلط استعمال کرے	۳۰۴	○ اگر متولی کا نااہل ہونا ثابت ہو جائے؟
۳۰۸	لوگوں پر وقف	۳۰۴	متولی کو معزول کرنے کا حق
۳۰۸	نسل پر وقف	۳۰۴	متولی استعفاء دے دے
۳۰۸	عقب کا لفظ	۳۰۵	متولی دماغی توازن کھو دے
۳۰۸	آل، جنس اور اہل بیت	۳۰۵	○ حولی کے فرائض و اختیارات

۳۰۸	اہل قرابت اور ذی رحم پر وقف	۳۱۲	○ مقدمہ میں وکالت
۳۰۸	وقف میں فہراء کی قید	۳۱۲	○ گواہی میں وکیل
۳۰۹	وقف میں صاع کی قید	۳۱۲	○ معاملات میں وکالت
۳۰۹	○ وقف ثابت کرنے کا طریقہ	۳۱۳	○ وکالت عامہ اور اس کا حکم
۳۰۹	بکالت	۳۱۳	○ وکالت خاصہ اور اس کا حکم
۳۰۹	نقوی معنی	۳۱۳	معمولی اور غیر معمولی بہام سے مراد اور ان کا حکم
۳۰۹	اصطلاح میں	۳۱۳	○ وکیل کے اختیارات
۳۰۹	○ وکالت کا ثبوت	۳۱۳	کن مقدمات میں وکیل بنایا جاسکتا ہے؟
۳۰۹	قرآن مجید سے	۳۱۳	کیا مالی مقدمہ کا وکیل مال پر قبضہ بھی کر سکتا ہے؟
۳۱۰	سنت اور اجماع و آثار	۳۱۴	کیا اصولی دین کا وکیل ثبوت دین کے مقدمہ میں فریق بن سکتا ہے؟
۳۱۰	○ ارکان	۳۱۴	قبضہ کا وکیل دوسرے کو وکیل بنائے؟
۳۱۰	○ موکل سے تحقق شرط	۳۱۴	قید کے ساتھ توکیل
۳۱۰	بجود ارباب بالغ کن تصرفات کا مالک ہے؟	۳۱۴	مطلق وکیل بنانا
۳۱۱	○ وکیل سے متعلق شرطیں	۳۱۴	وکیل کا بہت کم قیمت میں فروخت کرنا
۳۱۱	بالغ کو وکیل بنانے کا حق	۳۱۴	وکیل کا بہت زیادہ قیمت میں خرید کرنا
۳۱۱	وکیل حسین ہونا چاہئے	۳۱۵	سامان کے کچھ حصہ کو فروخت کرے
۳۱۱	اپنے وکیل بنائے جانے سے واقف ہو	۳۱۵	مطلوبہ سامان کے کچھ حصہ کی خریداری
۳۱۱	وکیل نے بالتصدد تعریف کیا ہو	۳۱۵	خرید و فروخت میں وکیل کے اختیارات
۳۱۱	○ مغوضہ کام وکیل کے دائرہ اختیار میں ہو	۳۱۵	وکیل دوسرے کو فروخت کرنے کا وکیل بنادے
۳۱۱	○ حقوق اللہ کی ادائیگی میں وکیل بنانا	۳۱۵	وکیل اپنے آپ یا قریبی رشتہ داروں سے فروخت کرے
۳۱۲	حدود میں توکیل	۳۱۵	○ یک ہی کام کے لئے ایک سے زیادہ وکیل
۳۱۲	○ حقوق العباد میں توکیل	۳۱۵	○ حقوق وکیل سے متعلق ہوں گے یا موکل سے؟

۳۲۵	د ولایت جہار کن اقرار کو حاصل ہے؟	۳۱۵	جو حقوق و ضرورت وکیل سے متعلق ہیں
۳۲۵	ائمہ ثلاثہ کا نقطہ نظر	۳۱۶	جو حقوق موکل سے متعلق ہیں
۳۲۵	حنفیہ کا مسک	۳۱۶	د جن صورتوں میں وکالت ختم ہو جاتی ہے
۳۲۱	خیابان بلوچ	۳۱۶	وکالت عقد لازم نہیں
۳۲۱	د ولایت کے لئے اہلیت	۳۱۶	وکیل کی معزولی
۳۲۱	فاسق کی ولایت	۳۱۶	اگر وکیل کو جوں ہو جائے؟
۳۲۱	ولایت کی اہلیت کے نئے وارث ہونے سے مراد	۳۱۷	ولاء
۳۲۱	○ ولایت میں کون مقدم ہے؟	۳۱۷	الاینت
۳۲۲	○ اگر قرعہ ہی ولی موجود نہ ہو؟	۳۱۷	فقہی اور اصطلاحی معنی
۳۲۲	د نفیبت منقطعہ سے مراد	۳۱۷	د ولایت ثابت ہونے کے اسباب
۳۲۲	شواہد اور دوسرے فقہاء کا نقطہ نظر	۳۱۷	د ولایت عامہ
۳۲۳	○ ولایت ختم ہونے کی صورتیں	۳۱۷	د نفیس پر ولایت
۳۲۳	○ مال میں ولایت	۳۱۷	ولایت اجما
۳۲۳	د مال پر ولایت حاصل ہونے کی شرطیں	۳۱۸	ولایت استحباب
۳۲۳		۳۱۸	بالغ نژاد کے خود نکاح کرنے کے بارے میں امام ابوحنیفہ کے اقوال
۳۲۳	ولیمہ سے مراد	۳۱۸	امام ابو یوسف کے اقوال
۳۲۳	ولیمہ کی مصلحت	۳۱۸	د لڑکوں اور لڑکیوں پر ولایت اجبار
۳۲۳	ولیمہ کا حکم	۳۱۸	حنفیہ کا نقطہ نظر
۳۲۳	کس طرح کے کھانے بنائے جائیں؟	۳۱۹	دوسرے فقہاء کا نقطہ نظر
۳۲۳	ولیمہ کب کی جائے؟	۳۱۹	د کیا لڑکیاں خود اپنا نکاح کر سکتی ہیں؟
۳۲۳	دعوت دیمہ قبول کرنا	۳۱۹	ائمہ ثلاثہ کا نقطہ نظر
۳۲۳	غیر مسلم کی دعوت نکاح	۳۱۹	حنفیہ کا مسک

۳۲۷	○ ایجاب و قبول سے متعلق شرط	۳۲۳	گروہ و دیمہ میں منکرات شرعی کا ارتکاب ہو
۳۲۷	○ ہیہ کرنے والے سے متعلق شرط	۳۲۳	دیمہ کتنے دنوں تک
۳۲۷	تابیغ و مجنون کا ہیہ	۳۲۵	وہم
۳۲۷	تابیغ کی طرف سے ولی کا ہیہ	۳۲۵	وہم سے مراد
۳۲۷	○ ہیہ کی جانے والی شئی سے متعلق شرطیں	۳۲۵	وہم، یقین، ظن اور شک
۳۲۷	وہمی موجود ہو	۳۲۵	وضوہ نوٹنے کا وہم
۳۲۸	شریعت کی نگاہ میں مال ہو	۳۲۶	ہاشمہ (زخم کی ایک خاص صورت)
۳۲۸	مباح عام نہ ہو	۳۲۶	ہاشمہ سے مراد
۳۲۸	شرعی پر ملکیت ہو	۳۲۶	ہاشمہ کی دیت
۳۲۸	قابل تقسیم ہو	۳۲۶	ہیہ
۳۲۸	وہمی مشغول نہ ہو	۳۲۶	اصطلاحی تعریف
۳۲۸	○ ہیہ کی ہوئی شئی پر قبضہ	۳۲۶	ہیہ و عطیہ
۳۲۸	قبضہ کرنے کے لئے ہیہ کرنے والے کی اجازت	۳۲۶	ہیہ و در صدقہ
۳۲۸	○ قبضہ کی اہمیت	۳۲۶	ہیہ کا حکم
۳۲۸	اصلات اور نیلینا قبضہ	۳۲۶	دنیوی غرض سے ہیہ
۳۲۹	اگر ہیہ کی ہوئی چیز پہلے سے قبضہ میں ہو؟	۳۲۶	○ ارکان
۳۲۹	○ ہیہ کا حکم	۳۲۶	یجاب و قبول اور قبضہ کی حیثیت
۳۲۹	ہیہ لازم نہیں	۳۲۶	قبول کے بارے میں مشائخ کا اختلاف
۳۲۹	ہیہ اور شرط کا فاسدہ	۳۲۶	○ ہیہ کے الفاظ
۳۲۹	ہیہ سے زجوع کرنے کا حکم	۳۲۷	”تمہارے نام سے کرو یا“ کا حکم
۳۲۹	محرم رشتہ داروں کو ہیہ کے بعد زجوع	۳۲۷	معاذت کی تعبیر میں عرف کی اہمیت
۳۳۰	موانع زجوع	۳۲۷	عمری و قوی کے الفاظ
		۳۲۷	○ شرائط

۳۳۳	جن کے لئے مستحب ہے	۳۳۰	فہمی میں اضافہ
۳۳۴	جن کے لئے ہجرت نہ کرنا اولیٰ ہے	۳۳۰	طرفین میں سے ایک کی وفات
۳۳۴	ہدیٰ (انہدام میں مرنے والا شخص)	۳۳۰	عوض کی ادائیگی
۳۳۴	گر پیسے اور بعد میں مرنے والا معلوم ہو؟	۳۳۰	ملکیت باقی نہ رہے
۳۳۴	اگر یہ معلوم نہ ہو؟	۳۳۰	زوجین اور محرم اغراض کا ہیہ
۳۳۴	ہرثہ	۳۳۰	ہیہ کی ہوئی فہی ہلاک ہو جائے
۳۳۴	فقہی تعریف	۳۳۰	○ عوض کے ساتھ ہیہ کی دوصورتیں
۳۳۴	دوسری تعبیرات	۳۳۱	اوداد کو ہیہ
۳۳۴	کتاب وسنت سے غیر مسلموں کے ساتھ صلح کا ثبوت	۳۳۱	اوداد میں سے کس کو زیادہ دینا
۳۳۵	○ عوض پر اور بلا عوض صلح	۳۳۱	کیا ہیہ میں بڑکے اور لڑکی کو برابر دے؟
۳۳۵	بلا عوض صلح کی نظیر	۳۳۱	ہجرت (ترک کلام)
۳۳۵	غیر مسلموں سے عوض لینے کی نظیر	۳۳۱	مسلمان سے ترک گفتگو
۳۳۵	غیر مسلموں کو معاوضہ دینے کی نظیر	۳۳۲	کیا سهام ترک کلام کے گناہ سے بچنے کے لئے کافی ہے؟
۳۳۵	○ صلح کا حکم	۳۳۲	خط کے ذریعہ سهام
۳۳۵	کیا صلح کے لئے حکومت کی اجازت ضروری ہے؟	۳۳۲	بالواسطہ سلام پہنچانا
۳۳۵	○ کیا صلح لازمی معاہدہ ہے؟	۳۳۲	ہجرت
۳۳۵	○ صلح کب ختم ہوتی ہے؟	۳۳۲	لفوی واصطلاحی معنی
۳۳۶	معاہدہ کی مدت	۳۳۲	ہجرت نبوی ﷺ
۳۳۶	ہدیٰ (قربانی کا جانور)	۳۳۲	اسلامی تقویم کا نقطہ آغاز
۳۳۶	لفوی معنی	۳۳۳	(ہجرت کا حکم باقی ہے)
۳۳۶	اصطلاح فقہ میں	۳۳۳	(سوجودہ دور میں ہجرت کے احکام)
۳۳۶	○ نفل قربانی	۳۳۳	جن پر ہجرت واجب ہے
		۳۳۴	جن پر واجب نہیں

۳۳۸	○ داغظ و مفتی اور مام کے لئے ہدیہ	۳۳۶	لعل قربانی کا گوشت
۳۳۹	○ قاضی اور تحفہ	۳۳۶	○ واجب قربانی
۳۳۹	عہدیداروں کو تحفہ	۳۳۶	تمتع و قربان کی قربانی
۳۳۹	قرض و ہندہ کو تحفہ	۳۳۶	جنائیت اور نذر کی قربانی کا حکم
۳۳۹	○ غیر مسلموں کو ہدیہ	۳۳۷	ہدی کی نذر مانے تو کس جانور کی قربانی دے؟
۳۳۹	غیر مسلموں کا ہدیہ	۳۳۷	قربانی کی جگہ
۳۴۰	○ اگر ہدیہ دینے والے کے پاس مال حرام ہو؟	۳۳۷	قربانی کے اوقات
۳۴۰	ہرقہ (بلی)	۳۳۷	○ ہڈی کا جانور ساتھ لے جانا
۳۴۰	بلی کا جھوٹا	۳۳۷	ہدی کے آداب
۳۴۰	اگر بلی نے تاپاک چیز کھائی ہو؟	۳۳۷	ہدی پر سوار ہونا
۳۴۱	اگر کوئی اور پانی موجود نہ ہو؟	۳۳۷	ہدی کا دودھ
۳۴۱	اگر انسان کے ہاتھ کو چاٹ لے؟	۳۳۷	قلادہ لٹکانا
۳۴۱	کھانے کی چیز میں سے کھالے؟	۳۳۷	○ ہدی پہلے ہی ہلاک ہو جائے
۳۴۱	کراہت پر حنفیہ کی دلیل	۳۳۷	○ بعض مسائل میں اختلاف رائے
۳۴۱	بلی کے چمڑے کا حکم	۳۳۷	جانور کو عرفات لے جانا
۳۴۱	پینہ، رطوبت چشم اور لعاب کا حکم	۳۳۷	قربانی کی جگہ میں اختلاف
۳۴۱	ہرم (بہت بوڑھا)	۳۳۷	قربانی کا گوشت
۳۴۱	ہزل	۳۳۸	ہدیہ
۳۴۱	نوی واصطلاحی معنی	۳۳۸	ہدیہ صدقہ میں فرق
۳۴۱	○ جن امور میں مزاج بھی ارادے کے حکم میں ہے	۳۳۸	ہدیہ دینا
۳۴۲	نکاح و طلاق میں	۳۳۸	ہدیہ قبول کرنا
۳۴۲	رجعت میں	۳۳۸	ہدیہ کے آداب
۳۴۲	غلام آزاد کرنے میں	۳۳۸	○ ہدیہ واپس کرنا

ہلال

۳۴۹	د ریڈیو اور ٹی وی کی خبر	۳۴۲	ہلال سے مراد
۳۴۹	ہوام (کپڑے کھڑے)	۳۴۲	د چاند کیمنے کا حکم
۳۴۹	کھانے کی حرمت	۳۴۲	جن مہینوں کا چاند یکساں ہے
۳۵۰	حرید و حرمت	۳۴۲	جن مہینوں کا چاند یکسانیت یا مستحب ہے
۳۵۱	یا قوت	۳۴۳	د چاند کیمنے کی دعا
۳۵۱	د اُر یا قوت کی کانٹل جائے؟	۳۴۳	د چاند کیمنے سے روزہ و عید وغیرہ کا تحقق
۳۵۱	انٹرنیٹ میں یا قوت کا گیند	۳۴۳	فلکیاتی حساب اور علوم نجوم کا اعتبار نہیں
۳۵۱	یہ	۳۴۳	د روایت ہلال کا ثبوت
۳۵۱	نوی دور اصطلاحی معنی	۳۴۴	د حدیث کا نقطہ نظر
۳۵۱	اسلام میں قیاموں کے ساتھ شفقت کی اہمیت	۳۴۴	اُر مطلع صاف ہو؟
۳۵۲	یہ (ہاتھ)	۳۴۴	رمضان کے چاند میں مطلع اور آلود ہو
۳۵۲	د ہاتھ کو نقصان پہنچانے کا تاوان	۳۴۴	قاضی یا مذہب اور رویت ہلال کی حلال دینا جب ہے
۳۵۲	یہ (خاص قسم کا چوہا)	۳۴۴	اُر آسمان پر آلود ہو اور رمضان کے علاوہ کا چاند ہو؟
۳۵۲	د اس چاند کا حکم	۳۴۴	اُر ۳۰ رمضان کو چاند نظر نہ آئے؟
۳۵۲	یہ (حاشیہ)	۳۴۵	د میں نظر نہ آئے وال چاند
۳۵۲	د یہ سے مراد اہل سنت و جماعت کے فقہاء کے قول	۳۴۵	د مالکیہ کی رائے
۳۵۲	یہ	۳۴۵	د شوافع کا مسک
۳۵۲	د اہل شرق کی بیقات	۳۴۶	حدیث کا نقطہ نظر
۳۵۲	د یہم کا نکل و قوت	۳۴۶	د کی اختلاف مطاع معتبر ہے؟
۳۵۲	یہ	۳۴۷	اختلاف مطاع کی حد
۳۵۲	نوی اصطلاحی معنی	۳۴۷	د ہمدستان میں رویت ہلال کا فیصلہ کون کرے؟
۳۵۲	قسم کی شریعت	۳۴۷	د تحریری اطوار
۳۵۲	قسم کھانے کا حکم		

۳۵۱	○ قرآن مجید کی قسم	۳۵۲	جب قسم مستحب ہے
۳۵۱	○ غیر اللہ کی قسم	۳۵۲	جب قسم کھانا مباح ہے
۳۵۷	○ ورنہ میں یہودی ہوں گا	۳۵۲	جب قسم مکروہ ہے
۳۵۷	○ یحییٰ منعقد ہونے کی شرطیں	۳۵۲	جب قسم حرام ہے
۳۵۷	قسم کھانے والے سے متعلق شرطیں	۳۵۲	○ قسم کی قسمیں
۳۵۷	جس بات پر قسم کھائی جائے وہ ممکن ہو	۳۵۲	یحییٰ غموس کی تعریف
۳۵۷	اگر قسم کے ساتھ انشاء اللہ کہے؟	۳۵۲	یحییٰ غموس کا حکم اور فقہاء کی آراء
۳۵۷	مطلق اور مقید قسمیں	۳۵۲	○ یحییٰ منعقدہ
۳۵۸	اگر ثبت سے متعلق مطلق قسم کھائے؟	۳۵۲	تعریف اور حکم
۳۵۸	منفی بات پر مطلق قسم	۳۵۵	جبردا کر اور بھول کر قسم کھانا
۳۵۸	وقت کی قید کے ساتھ قسم	۳۵۵	بھول کر یا بے ہوشی وغیرہ میں قسم توڑ دے
۳۵۸	○ یحییٰ فوراً اور اس کا حکم	۳۵۵	○ یحییٰ لغو
۳۵۸	○ یحییٰ کی ایک اور صورت	۳۵۵	تعریف
۳۵۸	حلال کو اپنے اوپر حرام کرینا بھی یحییٰ ہے	۳۵۵	شواہخ کا نقطہ نظر
۳۵۸	اگر یحییٰ کسی عبارت سے مشروط ہو؟	۳۵۵	یحییٰ لغو کا حکم
۳۵۸	فعل کے ساتھ طلاق کی شرط	۳۵۵	○ قسم کا رکن
۳۵۸	یحییٰ کی اسی صورت سے متعلق شرطیں	۳۵۵	قسم زبان کا فعل ہے نہ کہ دل کا
۳۵۹	○ قسم کا کفارہ	۳۵۶	اللہ کی ذات کی قسم کھانا
۳۵۹	کفارہ کے روزے مسلسل رکھنا ضروری ہے یا نہیں؟	۳۵۶	صغائر سے قسم کھانا
۳۵۹	روزہ کے ذریعہ کفارہ کے لئے کس وقت کا فقرہ معتبر ہے؟	۳۵۶	پہلی قسم کی صغائر
۳۶۰	حادث ہونے سے پہلے کفارہ ادا کرے یا بعد میں؟	۳۵۶	دوسری قسم کی صغائر
۳۶۰	○ مسکینوں کو کھانا کھانا	۳۵۶	تیسری قسم کی صغائر

۳۶۰ اداء کفارہ کے لئے حیلہ

۳۶۰ ○ مسکینوں کے لئے کپڑوں کا انتظام

۳۶۱ ایک سے زیادہ دنوں میں کفارہ کی ادائیگی

۳۶۱ ○ اگر کوئی چیز اپنے اوپر حرام کر لے؟

۳۶۱ ○ قسم کھانے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا یا کھلانے والے کی؟

۳۶۱ اگر قسم لینے والا مظلوم ہو؟

۳۶۱ اگر قسم کھانے والا مظلوم ہو؟

۳۶۱ اگر کوئی مظلوم نہ ہو؟

۳۶۱ مستقبل کی قسم میں قسم کھانے والے کی نیت ہی معتبر ہے

۳۶۲ **یوم**

۳۶۲ تعوی معنی

۳۶۲ یوم سے کب دن مراد ہوتا ہے اور کب مطلق وقت؟

۳۶۲ اگر یوم سے پہلے یوم محمد آئے اور بعد میں فصل غیر محمد؟

۳۶۲-۳۸۲ ○ مراجع و مصادر

۳۸۳-۶۳۰ ○ اشاریہ بہ ترتیب مضامین

پیش لفظ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن حکیم کے نزول سے پہلے ”عربی“ کے دامن میں یا تو ایک مخصوص طرز و اسلوب کی شاعری تھی یا کچھ متفرق نثری نمونے یا پھر زمانہ جاہلیت کے بعض خطیبوں اور کاہنوں کی کج بندی اور قافیوں سے مرصع عبارتیں تھیں یا ضرب الامثال اور محاورے۔

لیکن آپ ﷺ کی بعثت کے آغاز اور کتاب الہی کے نزول کے ساتھ ہی اس زبان کی وسعت و جامعیت میں اضافہ ہونے لگا، چنانچہ نازک تر جذبات و خیالات اور علوم و فنون کے مشکل سے مشکل تر معانی و مفاہیم اور موضوعات و اصطلاحات کو سونے کی غیر معمولی صلاحیت نمایاں ہو کر سامنے آنے لگی اور دیکھتے ہی دیکھتے ”قرآن کریم“ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی شکل میں اس کی شرح مبین نے ”عربی زبان“ کو اس قدر مالا مال کر دیا کہ دنیا کی تمام زبانوں سے وہ آگے بڑھ گئی اور قدیم سے قدیم اور وسیع سے وسیع تر بولیاں اور زبانیں بھی عربی کے سامنے اپنی تنگ دانی کا شکوہ کرنے لگیں اور عربی زبان بجا طور پر مصری شاعر حافظ ابراہیم کے الفاظ میں یہ کہنے میں حق بجانب نظر آنے لگی۔

☆ فہل سألتم الفواہ عن صلتانی

☆ أنا البحر فی أحشائه الدرر کما من

☆ وما ضلقت عن آی بہ و عظامی

☆ وسعت کتاب اللہ لفظاً و غایۃ

”قرآن“ نے صرف ایمان و عقائد، احکام و مسائل، مواعظ و ہدایات اور تہذیبی و تمدنی تعلیمات و قوانین ہی نہیں دیئے ہیں بلکہ اس نے الفاظ و مفردات بھی دیئے ہیں، اصطلاحات و تعبیرات بھی دی ہیں اور عربی میں موجود بہت سے الفاظ کو اس کے عام لغوی معنی سے نکال کر مخصوص اصطلاحی مفہوم بھی عطا کئے ہیں۔

چنانچہ علماء نے ”الصلاة“، ”الزکوة“، ”الصوم“ اور ”الحج“ وغیرہ الفاظ کو منقول شرعی ہونے کا جو عنوان دیتے ہیں اگر حقیقی معنوں میں دیکھا جائے تو اس کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ پوری زبان ہی قرآن کریم کے نزول کے بعد ایک نئی شان و بان کی حامل نظر آنے لگتی ہے اور ہزار ہا ایسے الفاظ اور ایسی اصطلاحات کتاب الہی اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان مستنبط کردہ علوم کے نتیجہ میں پیدا ہو گئی ہیں کہ اب ہر طرح کے تمدنی حقائق، فلسفیانہ افکار اور نازک سے نازک تر جذبات کی تعبیر کے لئے عربی زبان کے ہم پلہ دنیا کی کوئی دوسری زبان نظر نہیں آتی۔

خود ایمان، کفر، نفاق، فسق، اسی طرح امر، خلق، قضاء و قدر، ملائکہ، جن، یا پھر روح، عقل، نفس اور امت، شریعت، ہدایت، ضلالت

وغیرہ اغاظ کے لغوی مفہوم اور شرعی و اصطلاحی معنی کے درمیان فرق کے بارے میں غور کیجئے تو اندازہ ہوگا کہ قرآن نے اس زبان کو کس طرح حل و گہر سے مالا مال کر دیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد ہی نحو و صرف اور بلاغت و معانی کے قواعد مدون ہوئے، عربی زبان کے اغاظ کی جامع ڈکشنریاں اور لغت کی کتابیں وجود میں آئیں، علوم قرآن، علوم حدیث، علوم فقہ و اصول وجود میں آئے اور ہر علم و فن میں نابغہ روزگار ہستیاں پیدا ہوئیں اور علوم و فنون کے چشمے ہر طرف اُٹنے لگے اور وہ معجزہ محقق ہوا جس کی تعبیر شیخ سعدیؒ نے ان غفلتوں میں کی تھی

پیچھے کہ ناکرہ قرآن درست
کتب خانہ چند ملت ہشت

عربی زبان کی حد تک جہاں اور دوسرے علوم و فنون سامنے آئے، وہیں خلیل احمد الفراهیدی، ابن فارس اور دیگر ائمہ و اعلام کی ابتدائی کوششوں کے بعد ”القاموس المحيط، لسان العرب، تاج العروس، المصباح“ جیسی لغت کی عظیم کتابیں سامنے آئیں، وہیں خاص ”عرب القرآن اور عرب الحدیث“ پر اصفہانی کی ”المعربات“، زنجیری کی ”العائق“ ابو عبیدہ کی ”عرب الحدیث“ علامہ خطابی کی ”عرب الحدیث“ ابن الاثیر کی ”الہایا“ اور علامہ محمد طاہر ثقفی کی ”مجمع بحار الانوار من لطائف عرب النریل والاثار“ جیسی جامع کتابیں بھی وجود میں آئیں۔

لیکن علوم شرعیہ کا گوہر مقصود اور قرآن و سنت کی تعلیمات کا خلاصہ ”فقہ“ کی اپنی مخصوص اصطلاحات ہیں، وہ بھلا کب بے اعتنائی کا شکار ہو سکتی تھیں۔

چنانچہ علامہ نجم الدین النسی کی ”طلبہ الطلبة“ المطرزی کی ”المغرب فی ترویج المعرب“ قاسم القنوی کی ”انیس الفقہاء فی تعریفات الالفاظ المتداولہ بین الفقہاء“ کے علاوہ بسطای کی ”الحدود والاحکام الفقہیہ“ علامہ ابن کیم کا رسالہ ”الحدود“ بنی نہیں مختلف فقہی مذاہب کی مخصوص اصطلاحات کے بارے میں بھی ازہری کی ”الراہر من لغة الإمام الشافعی“ فیوی کی ”المصباح المبر“ علی کی ”شرح المصطلحات الفقہیہ“ جیسی کتابیں بھی سامنے آئیں جن میں فقہی مصطلحات کی تشریح کی گئی ہے، موجودہ زمانہ میں بھی کلکتہ کے مفتی سید عظیم ار حسان البرکتی نے فقہی اصطلاحات پر ایک نہایت ہی جامع رسالہ تصنیف کیا ہے، عرب دنیا میں سعدی ابو جیب کی ”القاموس الفقہی“ بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے، ان کے علاوہ الجرجانی کی ”کتاب التعریفات“ مولانا محمد اعلیٰ التھانوی کی ”کشاف اصطلاحات الفہر“ اور عبدالنبی الاحمد مگرمی کی ”دستور العلماء“ وغیرہ میں بھی بہت سی فقہی اصطلاحات کی شرح و تفصیل آگئی ہے، گو کہ یہ کتابیں جامع قسم کی ہیں اور ان میں منطق، فلسفہ اور علم کلام اور تصوف وغیرہ کی اصطلاحات زیادہ ہیں۔

اردو زبان میں ”قاموس الفقہ“ کے نام سے ایک جامع کتاب لکھنے کا ارادہ برادر م جناب مورنا خالد سیف اللہ رحمانی ”ناظم المعهد العالی الاسلامی حیدرآباد“ نے کیا اور کئی سال کی مسلسل محنت سے اس کتاب کی پانچ جلدیں انھوں نے تیار کر لی ہیں اور اس میں

انہوں نے صرف لفظی و اصطلاحی شرح پر اکتفاء کرنے کے بجائے فقہی اصطلاحات سے متعلق احکام کو بھی بیان کرنے کا انداز اختیار کیا ہے، اس لئے اس کتاب کی حیثیت نام سے متبادر مفہوم کے برعکس ایک عام فقہی دشمنی کے بجائے ایک مختصر فقہی انسائیکلو پیڈیا کی ہو گئی ہے، اب سے پہلے مورخہ خالدہ سیف اللہ رحمانی فقہی موضوعات پر متعدد کتابیں لکھ کر شہرت حاصل کر چکے ہیں اور ان کو فقہی موضوعات پر لکھنے کا اللہ نے سلیقہ بھی عطا فرمایا ہے، چنانچہ اہل علم میں ان کی تحریروں کو وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

”قاموس الفقہ“ کی پہلی جلد کے کچھ صفحات برہا برس پہلے میری نظر سے گزرے تھے، جن میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا اور پتھل اور وسعت بھی زیادہ پیدا ہوتی رہی، چنانچہ اب پانچ ضخیم جلدوں میں جو کتاب آپ کے سامنے ہے وہ قدرتی طور پر اپنی پتھل، وسعت اور وقار و اعتبار کے لحاظ سے اس سے کہیں بہتر، دو چند اور مختلف ہے، جسے نقش اول کی شکل میں میں نے دیکھا تھا، کھلی ہوئی بات ہے کہ اس طرح کی کسی کتاب کے تمام مندرجات سے اتفاق نہ ممکن ہے اور نہ ضروری، البتہ ناقد مصنف اپنے اس کارنامے پر یقیناً سمار کباب کے مستحق ہیں، دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی سالہا سال کی محنت کو قبولیت بخشے اور عوام و خواص کے لئے اسے مفید اور نافع بنائے۔ (آمین)

بدر الحسن القاسمی

۲۰۰۴ء

(نائب صدر اساتذہ فکھ اکادمی عریضہ صدر المعهد اعلیٰ للتدریس فی الفقہ والافتاء، پھلواڑی شریف، پٹنہ)

۱۷ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ



ماء (پانی)

ماء کے معنی پانی کے ہیں، اس کی اصل ”موء“ ہے، اس کی جمع کثرت ”میاہ“ اور جمع قلت ”امواہ“ آتی ہے، (۱) جمع قلت اس یا اس سے کم افراد کو مشتمل ہوتا ہے اور جمع کثرت میں تعداد اس سے زیادہ ہوتی ہے۔

پانی اللہ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک ہے جس پر انسان، حیوانات اور نباتات کی زندگی کا مدار ہے، اور اس کی ضرورت جس قدر اہم ہے اسی نسبت سے اللہ تعالیٰ نے پانی کو اہل الحصول کیا ہے اور مخلوقاتِ عالم پر اپنی فیض رسانی کو عام رکھا ہے، پانی جہاں انسان کی جسمانی ضرورت کو پورا کرتا ہے، وہیں اللہ تعالیٰ نے اس سے انسان کی روحانی ضرورت کو بھی متعلق رکھا ہے اور وہ ہے طہارت و پاکی، جس پر نئی زاویر مختلف دوسری عبادتوں کا انحصار ہے، قرآن مجید نے اللہ کی طرف سے پانی جیسی نعمت سے سرفراز کئے جانے کی ایک اہم وجہ یہ بھی قرار دی ہے کہ اس کے ذریعہ انسان پاکی حاصل کرتا ہے، ”يَنْزِلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءٌ لِّيُطَهِّرَ بِكُمْ بِهِ“ (۲)

اسی لئے اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ اس طرح کا پانی اپنی اصل کے اعتبار سے پاک ہے اور پاک کرنے کی ملاحیت رکھتا ہے، (۳) اس پر قریب قریب فقہاء کا اتفاق ہے، کہ وضو غسل پانی ہی سے ہو سکتا ہے۔

فقہاء حنفیہ نے احکام کے اعتبار سے پانی کی پانچ قسمیں کی

پاک اور پاک کرنے والا

(۱) طاہر مطہر غیر مکروہ یعنی ایسا پانی جو خود پاک ہے، پاک کرنے کی ملاحیت بھی رکھتا ہے، اور اس کے استعمال میں کوئی کراہت بھی نہیں، (۴) یہ حکم ”ماء مطلق“ کا ہے، (۵) مطلق ماء سے ایسا پانی مراد ہے جس کو عرف میں کسی قید کے بغیر پانی کہا جاتا ہو، مثلاً گلاب کا پانی، یا عرق کیوڑا کو مطلق پانی نہیں سمجھا جائے گا، ہاں اگر اس کی نسبت جگہ کی طرف کی جائے، جیسے: کنویں کا پانی، نہر کا پانی، چشمہ کا پانی، تو اس کے باوجود بھی وہ ماء مطلق (مطلق پانی) ہی تصور کیا جائے گا، (۶) آب مطلق کی وہ تعریف زیادہ واضح معلوم ہوتی ہے جو فقہاء حنفیہ نے کی ہے کہ ماء مطلق وہ ہے جو آسمان سے برسا ہو یا زمین سے نکلا ہو، ”مانول من السماء او من الارض“ آسمان سے برسنے والے پانی سے مراد بارش اور اولے کا ٹپکنا ہوا پانی، اور زمین سے نکلنے والے پانی سے مراد کنواں، نہر اور سمندر کا پانی ہے، (۷) اس پر اتفاق ہے کہ ایسے پانی سے حکمی نجاست بھی دور کی جاسکتی ہے یعنی وضو غسل بھی کیا جاسکتا ہے اور حقیقی ظاہری نجاست جیسے پیشاب یا بخانہ سے بھی پاکی حاصل کی جاسکتی ہے، (۸) ماء مطلق میٹھا ہو یا کھارا، اُن دونوں کا حکم ایک ہی ہے اور پاک ہے۔ (۹)

ایسا پانی جو مطلق نہ ہو مقید ہو لیکن پاک ہو جیسے پھلوں کا پانی، شوربہ، عرق گلاب وغیرہ، ان سے نجاست حقیقی دور کی جاسکتی ہے

(۲) الاعمال ۱۱

(۱) شرح مہذب ۷۱

(۳) بدایۃ المجتہد ۲۳۱

(۴) الاحصاء لاسی مکر بن مسر میسبوری ۳۶، بات ما اجمعوا علیہ فی الماء

(۶) کبیری ۸۶

(۵) مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۳

(۸) حوالہ سابق

(۷) مہذب ۳۹، (مع تحقیق الرحیمی)

(۹) بدایۃ المجتہد ۸۳۱

وضو و غسل نہیں کیا جاسکتا، (۱) دوسرے فقہاء مالکیہ، شوافع اور حنابلہ وغیرہ کے نزدیک نجاست حقیقی بھی آب مطلق ہی سے دور کی جاسکتی ہے، آب مقید سے نہیں دور کی جاسکتی۔ (۲)

مکروہ

(۲) ”طاهر مطہر مکروہ“ یعنی جو پانی پاک ہو پاک کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو لیکن اس کا استعمال صحیح تر قول کے مطابق مکروہ تنزیہی ہے، (۳) بشرطیکہ آب مطلق موجود ہو اور نہ اس کے استعسا میں کراہت بھی نہیں، (۴) اس سے مراد ایسا پانی ہے جس میں سے پائو بی، کھنٹی، ہونی مرغی، درندہ، پرندہ، سانپ، چوہا، اور اس جیسے جانور جو حرام ہیں اور ان میں بہت ہو خون موجود ہے پی ہیں، اس لئے کہ عاصم پر یہ نجاست سے احتیاط نہیں کرتے، اور یہ کراہت اس وقت ہے جب ان جانوروں نے آب قلیل میں سے پی ہو۔

پاک - لیکن پاک نہ کرے

(۳) طاهر غیر مطہر یعنی وہ پانی جو پاک ہو لیکن پاک کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، اس سے وضو و غسل جائز نہیں، البتہ یہ پینے کے کام آتا ہے یہی حکم آب مقید کا ہے، اسی طرح پانی میں اگر کوئی پاک چیز پکائی جائے اور اس کی وجہ سے پانی کا بہاؤ متاثر ہو جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے، اگر بغیر پکائے ہوئے پانی میں کوئی پاک چیز ڈالی جائے اور سے غلبہ حاصل ہو جائے یعنی پانی کی رقت اور بہاؤ باقی نہ رہے جب بھی اس کا یہی حکم ہوگا، یہ حکم تو جامد اشیاء کے مٹنے کی صورت میں ہے، اگر سیال چیز پانی میں مل جائے

اور دو میں سے ایک یا تین میں سے دو وصف بدل جائے تو اس پانی کا بھی یہی حکم ہے، البتہ اگر بغیر پکائے ہوئے کوئی جامد چیز پانی میں ڈالی جائے اور پانی کی رقت اور سیلان متاثر نہ ہو تو وہ پانی پہلی قسم میں داخل ہوگا یعنی پاک بھی ہوگا، اور اس سے پاکی حاصل کرنا بھی درست ہوگا۔ (۵)

مستعمل پانی

یہی حکم صحیح تر قول کے مطابق ماء مستعمل کا بھی ہے کہ وہ پاک ہے لیکن اس سے وضو و غسل نہیں کیا جاسکتا، (۶) البتہ اس کا پینا مکروہ ہے، (۷) ماء مستعمل ایسے پانی کو کہتے ہیں جس سے حدث و جنابت دور کرنے یا ثواب حاصل کرنے کے لئے وضو یا غسل کیا جائے، جو نہی یہ پانی جسم سے الگ ہوگا، مستعمل سمجھا جائے گا، جب تک پانی جسم سے مکمل طور پر الگ نہ ہو اور جسم ہی پر ایک جگہ سے دوسری جگہ بہتا اور گرتا رہے پانی مستعمل نہیں، (۸) فقہاء مالکیہ، حنابلہ اور شوافع کے بھی ایک سے زیادہ اقوال ہیں، لیکن قوی مشہور یہی ہے کہ یہ پانی پاک ہے، لیکن اس سے پاکی حاصل نہیں کی جاسکتی۔ (۹)

ناپاک پانی

(۴) ماء نجس یعنی ناپاک پانی، پانی کے ناپاک ہونے کے سلسلہ میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ٹھہر ہوا (راکد) ہو، اس کی مقدار تھوڑی (قلیل) ہو اور اس میں نجاست گر جائے تو چاہے اس کی وجہ سے پانی کے اوصاف یعنی رنگ، بو، مزہ میں سے کسی میں تبدیلی آجائے یا نہ آئے پانی ناپاک ہو جائے گا، اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق

(۱) المعنى ۲۲-۲۳

(۲) معطای عینی، مرفعی الفلاح ۱۳

(۳) مرفعی الفلاح و معطای ۱۵-۱۶

(۴) کسری ۱۵۱

(۱) مدائع الصنائع ۸۳

(۲) مرفعی الفلاح علی هامش المعطای ۱۳

(۳) مرفعی الفلاح ۱۳-۱۴

(۴) حوالہ سابق ۶

(۵) کسری ۵۰-۴۹

اور دس ہاتھ چڑا ہو یعنی، بحیثیت مجموعی ۱۰۰ امر بلع ہاتھ ہو تو یہ ”ماء کثیر“ ہوگا، یہ قول اصل میں ابو سیمان جوز جاتی کا ہے، (۲) اور اکثر اصحاب متون نے غالباً عوام کی سہولت کے لئے اسی کو اختیار کیا ہے۔

مجھے امام ابو حنیفہؒ کی اس رائے میں ایک بڑی مصلحت نظر آتی ہے کیونکہ مختلف علاقوں میں پانی کی سطح یکساں نہیں ہوتی، مثلاً ہندوستان میں راجستھان اور گجرات کے جنوبی علاقوں میں پانی کی قلت محتاج بیان نہیں، جہاں بعض اوقات پینے کے پانی کے لئے کئی کئی کلومیٹر جانا پڑتا ہے، اور بنگال اور ہندوستان کے پوربی علاقوں میں پانی کی کثرت ہے اور ہر جگہ دستیاب ہے، اگر ان دونوں علاقوں کے لئے قلیل اور کثیر کا ایک ہی معیار قرار دیا جائے تو اس سے وقت اور مشکلات پیدا ہوں گی، اس لئے اگر قلیل کا تعلق اس علاقہ کے لوگوں کی رائے پر ہو تو اس سے آسانی ہوگی، اور حرج شدید سے بچا جاسکے گا۔

فقہاء و لکھ کے نزدیک خود اوصاف کا تغیر ہی قلیل و کثیر کا معیار ہے، یعنی اگر نجاست ملنے کی وجہ سے پانی کے اوصاف میں تبدیلی پیدا ہوگئی، تو اس کو قلیل مقدار سمجھا جائے گا، اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ مقدار کثیر تصور کی جائے گی، (۵) فقہاء شوافع اور حنابلہ کے نزدیک ”دو قلعہ“ کی مقدار ماء کثیر ہے، اور اس سے کم قلیل ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ پانی جب دو قلعہ ہو جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوتا، (۶) موجودہ اوزان میں دو قلعہ دوسو چار لیٹر کے برابر ہوتا ہے۔

تاہم اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ پانی کی مقدار

ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے اور پھر اس میں غسل کرنے سے منع فرمایا، (۱) آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جب کوئی سوکراٹھے تو ہاتھ کو دھونے سے پہلے برتن میں نہ ڈال لے کیونکہ معصوم نہیں کہ اس کے ہاتھوں نے کہاں رات گزاری ہے، (۲) نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کتر برتن میں نہ ڈال دے تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ برتن کو تین دفعہ دھویا جائے، (۳) ظاہر ہے کہ ٹھہرے ہوئے گڑھے میں پیشاب کرنے، ہاتھ میں لگی ہوئی معمولی نجاست کے ساتھ اس کو برتن میں ڈالنے یا کترے کے برتن میں نہ ڈالنے سے اوصاف میں تغیر نہیں ہوتا، اس کے باوجود پانی کو ناپاک قرار دیا گیا ہے، اس سے ظاہر ہے کہ ٹھہرے ہوئے پانی میں اگر نجاست گر جائے تو گو پانی کے اوصاف میں تغیر نہ ہوا ہو پھر بھی پانی ناپاک ہو جائے گا۔

اگر پانی کی مقدار زیادہ ہو، تو جب تک اوصاف میں تغیر نہ ہو جائے پانی ناپاک نہیں ہوگا، حنفیہ کے یہاں پانی کی مقدار زیادہ ہونے یعنی ماء کثیر ہونے سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلہ میں مختلف اقوال ہیں راجح قول یہ ہے کہ اس کی کوئی مقدار متعین نہیں، جس مقدار کو پانی کی ضرورت سے دو چار شخص کثیر سمجھے اور اس کا احساس ہو کہ اس میں ایک طرف کی نجاست کا اثر دوسری طرف نہیں پہنچ سکتا تو یہ کثیر ہے، اگر اس کے خیم میں یہ مقدار قلیل ہو اور ایک طرف کی نجاست کا اثر دوسری طرف پہنچ سکتا ہو تو پھر یہ پانی قلیل تصور کیا جائے گا، یہ قول تو حنفیہ کے یہاں راجح ہے، لیکن چونکہ عوام کے لئے اس طرح کثیر و قلیل کا امتیاز کرنا دشوار تھا اس لئے بعد کے فقہاء نے یہ رائے اختیار کی کہ اگر حوض دس ہاتھ لمبا

(۲) ترمذی، معیشۃ ۳۴ کتاب الطہارت

(۳) نسوی نقل حنفیہ ۱۹۷

(۱) معنی ۲۸-۲۹، بدایۃ المجتہد ۲۸۷

(۳) طحاوی ۳۱۷ باب سؤر الکلب

(۵) مختصر حلیں ۹

(۶) ترمذی، باب الماء لا یجسہ شیئ کتاب الطہارۃ، ابو داؤد، باب ما یجس الماء

مشکوک پانی

(۵) مشکوک پانی یعنی وہ پانی جو پاک تو ہے، لیکن یہ بات مشکوک ہے کہ اس سے پاکی بھی حاصل کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اس سے وہ پانی مراد ہے جس سے گدھے یا بے خچر نے پانی پیا جس کی پیدائش گدھی کے نطن سے ہوئی ہو نہ کہ گھوڑی کے نطن سے، (۷) گھوڑے کا جھوٹا بلاغاثاق جائز ہے۔ (۸)

پانی پر ملکیت

پانی میں استحقاق کے اعتبار سے چار درجے ہیں ایک تو سمندر اور بڑے دریا کا پانی ہے، اس سے ہر شخص کو پانی لینے، جانور کو پلانے اور کھیتوں کو سیراب کرنے کا حق حاصل ہے۔ نہریں اور تالابوں کا پانی ہے، اس میں ہر آدمی کو اپنی ضرورت کے لئے پانی لینے اور جانور کو پانی پلانے کا حق حاصل ہے، البتہ سیراب کرنے کی وجہ سے عام لوگوں کو دشواری پیش آتی ہو، تو اس سے کھیت سیراب کرنے کی گنجائش نہیں۔ تیسرا درجہ ایسی نہر اور چھوٹے تالاب کا ہے جو کچھ خاص لوگوں کی ملکیت ہو، اس میں سے انسان اپنی ضرورت کے لئے پانی لے سکتا ہے، جانوروں کو بھی پلا سکتا ہے، لیکن کھیت سیراب کرنے کے لئے بلا اجازت نہیں لے سکتا۔ چوتھی صورت، ایسے پانی کی ہے جو برتن یا حوض وغیرہ میں محفوظ کر لیا گیا ہو، ایب پانی اس شخص کی ملکیت ہے، اس کی اجازت کے بغیر اس سے قائم اٹھانا جائز نہیں، ہاں اگر آدمی شخص کی حالت میں ہو اور پانی نہ پئے تو جان جانے کا اندیشہ ہو تو وہ جبراً بھی پانی لے سکتا ہے، (۹) چونکہ یہ پانی اس شخص کی ملکیت ہے، اس لئے وہ اسے

کچھ بھی ہو اگر نجاست کی وجہ سے رنگ، بو یا مزہ میں تبدیلی آجائے تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔ (۱)

جاری پانی اور اس کا حکم

جو حکم ”آب کثیر“ کا ہے وہی حکم آب جاری یعنی بہتے ہوئے پانی کا ہے، آب جاری سے کتنے بہاؤ والا پانی مراد ہے؟ اس سلسلے میں مشائخ کے مختلف اقوال ہیں، من جملہ ان کے یہ ہے کہ پانی پننے وغیرہ کو بہالے جائے، بعض حضرات کا خیال ہے کہ اگر اس میں سے پانی لیا جائے تو زمین کھل نہ جائے اور بہاؤ باقی رہے علامہ حلی نے پہلے قول کو مشہور (اشہر) اور دوسرے قول کو ”اظہر“ قرار دیا ہے، (۲) علامہ حلی نے ایک قول یہ بھی لکھا ہے کہ جس پانی کو لوگ جاری سمجھیں وہ جاری ہے ”قیل مابعدہ الساس جاریاً“ (۳) اور اس قول کو صیغہ تریض یعنی ”لیل“ کے ساتھ ذکر کر کے غالباً اس کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے، لیکن علامہ ابن نجیم نے اسی قول کو اصح قرار دیا ہے، اور بدائع و مختلف کتابوں کے حوالہ سے اس کو نقل کیا ہے، (۴) خیال ہوتا ہے کہ ابن نجیم کا قول امام ابوحنیفہ کے مزاج فقہی سے زیادہ قریب ہے۔ واللہ اعلم

آب جاری میں نجاست گرنے کی وجہ سے اگر اس کا مزہ یا رنگ یا بو بدل جائے، تو پانی ناپاک ہو جائے گا، اور جب تک کوئی وصف نہ بدے پانی ناپاک نہیں ہوگا، (۵) یہاں تک کہ جس مقام پر نجاست گری ہو اگر وہاں بھی وصف میں تبدیلی نہیں تو پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ (۶)

(۲) کبیری ۹

(۳) سحر الرائق ۸۳۷

(۴) السحر الرائق ۸۳۸

(۵) حوالہ سابق

(۱) بدایۃ المجتہد ۲۳۸

(۳) کبیری ۹۱

(۵) مراقی فلاح ۱۷

(۷) مراقی فلاح ۱۷

(۹) رد المحتار و در المختار ۸۳۵-۸۳۶

فروخت بھی کر سکتا ہے۔

لفصل الماء“ (۵) کہ قیامت کے دن ایک شخص کی مغفرت اس وجہ سے ہو جائے گی کہ اس نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا ہوگا، (۶) اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ لوگوں کے لئے پانی کا انتظام کتنے بڑے اجر و ثواب کا کام ہے، اسی لئے اس کو صدقہ جاریہ قرار دیا گیا، اور آپ ﷺ کی ترغیب پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں ٹھٹھے پانی کے مشہور کنویں ”بنو رومہ“ کو پینتیس ہزار درہم میں خرید کر عام مسلمانوں کے لئے وقف فرما دیا تھا۔ (۷)

(پانی کے سلسلہ میں مزید احکام کے لئے ملاحظہ ہو: تبر، حوض، سور، شرب)۔

مائع (پینے والی شے)

”مائع“ کے معنی پینے والی چیز کے ہیں۔

ناپاکی دو طرح کی ہوتی ہے، ایک حقیقی جس کو محسوس کیا جاتا ہے، جیسے پیشاب، پاخانہ وغیرہ، دوسری حکمی، جس کو حکم شریعت کی بناء پر ناپاک مانا گیا ہے، انسان اس کی ناپاکی کو محسوس نہیں کر سکتا، جیسے وضو نہ جانے کی وجہ سے اعضاء وضوء کا اور جنابت کی وجہ سے پورے جسم کا ناپاک ہونا۔

نجاست حکمی، پانی ہی کے ذریعے دور کی جاسکتی ہے، اس پر اتفاق ہے، نجاست حقیقی حنفیہ کے نزدیک ہر ایسی چیز سے دور کی جاسکتی ہے جو پینے والی ہو، اور نجاست کو زائل کرنے کی ملاحیت رکھتی ہو، (۸) مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک نجاست حقیقی کو دور کرنے اور اس سے پاکی حاصل کرنے کے لئے بھی پانی ہی ضروری ہے۔ (۹)

اگر کسی شخص کا کنواں یا نہر ہو تو وہ پانی لینے والے کو روک سکتا ہے، بشرطیکہ قریب میں کوئی اور پانی دستیاب ہو، اگر قریب میں کوئی اور پانی دستیاب نہ ہو تو پھر اس شخص پر واجب ہے کہ یا تو ان لوگوں کو کنویں تک آنے کی اجازت دے، یا اپنی زمین کے کنارے تک خود پانی پہنچا دے، (۱) ایسی حکم اس زمانے میں پینڈ پائپ کا بھی ہونا چاہئے۔

امام احمدؒ کے نزدیک بھی کسی شخص کی زمین میں جو پانی ہو، وہ اس کی ملکیت ہے، البتہ امام احمدؒ کے نزدیک اس کو فروخت کر کے قیمت حاصل کرنا پسندیدہ نہیں، فقہاء شرافع سے بھی دو طرح کا قول منقول ہے، ایک قول کے مطابق پانی پر ملکیت ثابت ہوتی ہے۔ (۲)

پانی کی خرید و فروخت۔ ایک نامناسب عمل

تاہم اسلام کا حراج یہ ہے کہ انسان پانی کی سوداگری سے باز رہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمام مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں، پانی، آگ اور گھاس، (۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین اشخاص ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کی طرف نگاہ رحمت نہیں اٹھائیں گے، ان میں سے ایک وہ ہے جو زائد از ضرورت پانی دوسرے مسافروں سے روک رکھے، ”کان له فصل ماء فی الطريق فمنعہ من ابن السبیل“، (۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: زائد از ضرورت پانی لینے سے نہ روکا جائے، ”لا یمنع عن

(۲) المعنی ۷۴

(۱) بر مختار ۱۸۴/۵

(۳) سنن بیہقی حدیث نمبر ۱۱۱۴، باب مالا یجوز قطعہ من المعارن الطمعة

(۴) بحاری ۳۱۷/۱، باب اثم من منع ابن السبیل عن الماء

(۵) بحاری ۳۱۷/۱، مسلم، باب تحريم بيع فصل الماء

(۷) بحاری وحلیہ محمد علی سہارنپوری ۳۱۶/۱، باب فی الشرب

(۶) بحاری ۳۱۸/۱، باب فصل سفی الماء

(۹) المعنی ۲۳۱

(۸) حنیہ ۱۶۱

ماجن

(غیر ذمہ دار)

"مجن" کے معنی صل میں بے حیاء اور غیر ذمہ دار ہونے کے ہیں، "ی" سے "ماجن" کا لفظ ماخوذ ہے، فقہاء کے یہاں ایک اصطلاح "مفتنی ماجن" کی ہے، کہ اسے فحش کو فتویٰ دینے سے روک دیا جائے گا، جرجانی نے، جن کی تعریف اس غلطی میں کی ہے

هو العاسق وهوان لا يبالي بما يقول و
بفعل وتكون افعاله عسى بهج الفاعل
العساق (۱)

ماجن سے مراد فاسق ہے جس کو اپنے قول و فعل کی پروا نہ ہو، درجس کے افعال و سقوں کے افعال کے طریقہ پر ہوں۔

(مفتنی کے حکام کے سلسلہ میں تفصیل لفظ افتاء کے تحت آجکی ہے)۔

ماعون

لہ تعالیٰ نے ن لوگوں کی خدمت فرمائی ہے جو لوگوں سے ماعون کو بھی روک رکھتے ہیں، (۱) ماعون سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلہ میں مفسرین نے لکھا ہے کہ قریش کی زبان میں مطلق مال کو ماعون کہتے تھے۔ (۲) لیکن اس لفظ کا ماخذ بتاتا ہے کہ اس سے مال کی معمولی مقدار مراد ہے، کیونکہ یہ لفظ "معن" سے ماخوذ ہے جس کے معنی قلیل شے کے ہوتے ہیں، (۳) مفسرین کے درمیان اس میں اختلاف ہے کہ ماعون سے کیا مراد ہے؟ بعض حضرات نے زکوٰۃ کو اس کا مصدق قرار دیا ہے، لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود

رحمہ اللہ کے مختلف اقوال جو ابن کثیر اور قرطبی وغیرہ نے نقل کئے ہیں، ان سے ظاہر ہے کہ معمولی استعینی شیا جو عاریہ یک دوسرے کو دی جاتی ہیں، جیسے ڈول، کلبازی، ہانڈی، ترازو، وغیرہ یہی ماعون ہیں، (۴) اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ سیدنا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا چیزیں ہیں کہ ان کا نہ دینا جائز نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا پانی، آگ اور نمک، (۵) یہ حدیث گویا ماعون کی تشریح و توضیح ہے، پس ہر زمانہ کے عرف میں جو چیزیں لوگ ایک دوسرے کو بہ طور عاریت دیا کرتے ہوں، اور ان کو ایک دوسرے سے روک نہ رکھتے ہوں، ان کا شمار ماعون میں ہوگا، درہم شرط استطاعت ان کا روک رکھنا اخلافاً کراہت سے خالی نہ ہوگا۔

مال

مال یوں تو ایک واضح اور بدیہی لفظ ہے، لیکن اس کی تعریف و تحدید در اس کی حقیقت کی تعیین میں دقت پیش آتی ہے، اور اسی لئے اس میں فقہاء کے درمیان اختلاف رائے بھی پیدا ہوا ہے، عربی زبان و لغت کے اعتبار سے مال کا مادہ "م، ی، ل" بھی ہو سکتا ہے، اور "م، و، ل" بھی، اگر اس کا مادہ "م، ی، ل" ہو تو اس سے مراد مردہ چیز ہوگی جس کی طرف طبیعت مائل ہو، مایعیل الیہ الطبع، اسی کو بعض فقہاء نے "شئی مرغوب" سے تعبیر کیا ہے، دوسرے قتال یہ ہے کہ اس کا مادہ "م، و، ل" ہو، ایسی صورت میں مال کا طلاق ان چیزوں پر ہوگا، جو خیرہ اور تمول کے لائق ہو، پسے مادہ اشتقاق کے اعتبار سے مال کا رازہ بہت وسیع ہو جائے گا، اور دوسرے مادہ اشتقاق کے لحاظ سے اس کے صدقات میں تنگی رہے گی۔

(۲) ابن کثیر ۳: ۵۵۶

(۳) انجمن سن کثیر ۴: ۵۵۵

(۱) کتاب معارف ۲۵

(۴) الجامع لأحكام القرآن ۴: ۴۲

(۵) منہجہ حدیث ۳: ۲۳۳ موطا للرمول

اخراف بھی پایا جاتا ہے، اور مال کی حقیقت میں وسعت بھی معلوم ہوتی ہے، چنانچہ امام محمدؒ نے خدمت کو تسلیم کیا ہے "ثم علی قول محمد تجب قبضة الخدمة لان المسمى مال" (۳) علامہ کاسانی نے ترمذی منافع کو مہربانانہ کی اجازت دی ہے، اور دلیل یہ دی ہے کہ یہ منافع یا تو مال ہیں، یا مال کے حکم میں ہیں "لان هذه المنافع اموال او التحقت بالاموال" (۴) علامہ کاسانی نے وصیت کے باب میں صراحۃً منافع کو مال تسلیم کیا ہے "سواء كان المال عينا او منفعة عند العلماء كقوله" (۵) اسی طرح صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ راستہ سے گزرنے کا "حق" فروخت کرنا بھی ایک روایت کے مطابق جائز ہے۔ (۶)

حقیقت یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں مال کا قطعی مصداق متعین نہیں کیا گیا ہے، اور قاعدہ یہ ہے کہ کتاب وسنت میں جس لفظ کی حقیقت کو بیان نہ کیا گیا ہو، ورنہ سنت میں اس کا کوئی ضابطہ مقرر ہو، وہاں عرف کی طرف رجوع کیا جاتا ہے "کل ما ورد به الشرع مطلقاً ولا صابطاً له فيه ولا في اللغة يرجع فيه إلى العرف" (۷) اس لئے اس کی حقیقت اور اس کا مصداق ہر عہد کے عرف ورواج کی روشنی میں متعین ہوگا، اسی لئے فقہاء نے بدلے ہوئے عرف کے پیش نظر ایک ہی چیز کو ایک زمانہ میں مال تسلیم نہیں کیا ہے، اور اسی کو بعد کے ادوار میں نئے عرف کے تحت مال کی حیثیت دی ہے، مثلاً شہد کھٹی کہ ابتداء فقہاء نے اس کی خرید و فروخت کو منع کیا تھا، اس لئے کہ یہ حشرات الارض میں سے ہے، لیکن جب ان کھٹیوں کی پرورش شروع ہوئی اور باضابطہ طریقہ پر ان سے شہد حاصل کیا جانے لگا، تو فقہاء نے اس

ن ہی دو پہلوؤں کے تحت فقہاء کے یہاں مال کی حقیقت کے بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے، اس اختلاف کا حاصل یہ ہے کہ انسان جن چیزوں سے فائدہ اٹھاتا ہے، وہ تین طرح کی ہیں۔ اول "اعیان" یعنی وہ مادی اشیاء جن کا مستقل وجود ہے، دوسرے منافع، جن کا مستقل وجود نہیں، بلکہ وہ اعیان ہی سے حلق ہوتی ہیں، جیسے مکان میں سکونت، سواریوں پر سواری وغیرہ، تیسرے حقوق، یعنی وہ مصرع انسانی جن کا شریعت نے اعتبار کیا ہے، یہ حقوق دو طرح کے ہیں، بعض وہ ہیں جو اعیان سے متعلق ہیں، جیسے گزرنے کا حق، شرب (پانی حاصل کرنے) کا حق اور بعض وہ ہیں جن کا تعلق مال سے نہیں، جیسے مال کو بچہ کا حق پرورش، یا بیوی پر شوہر کا حق اطاعت وغیرہ۔

اعیان کے بارے میں فقہاء کا اتفاق ہے کہ وہ مال ہیں، اور ان کی خرید و فروخت درست ہے، غیر مالی حقوق مثلاً مال باپ کا حق پرورش وغیرہ کے متعلق اتفاق ہے کہ وہ مال نہیں ہیں، منافع اور وہ حقوق جو مالی نوعیت کے ہیں، ان پر مال کا اطلاق ہوگا یا نہیں؟ اس میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، احناف کا قول مشہور یہی ہے کہ یہ مال نہیں ہیں، اور چونکہ بچ کے لئے مال ہونا ضروری ہے، اس لئے ان کی خرید و فروخت بھی درست نہیں، جبکہ جمہور کے نزدیک منافع اور مالی حقوق بھی مال ہیں۔ (۱)

جیسا کہ مذکور ہوا حنفیہ کا قول مشہور تو یہی ہے کہ مال ایسی چیز ہے جو ذخیرہ کئے جانے کے لائق ہو۔ "العمال مامس شانہ ان يدخروا للاحتفاج وقت الحاجة" (۲) لیکن غور کیا جائے تو خود حنفیہ میں حنفیہ میں اور متاخرین دونوں کے یہاں اس تعریف سے

(۱) دیکھئے تاسیس النظر ۱۲

(۲) رد المحتار ۴/۴

(۳) ہدایہ ۲۸۶

(۴) بدائع الصنائع ۲۱۸۶

(۵) بدائع الصنائع ۳۸۵/۷

(۶) ہدایہ ۳۶۳

(۷) الاشدہ للسيوطی ۱۹۱

(أصول فقہ کی ایک اصطلاح)

مانع

عربی زبان میں "منع" کے معنی روکنے کے ہیں، اس طرح "مانع" کے معنی ہوئے "روکنے والا" علماء صوف کے نزدیک حکم وضعی کی ایک قسم مانع ہے، اصطلاح میں مانع ہر اس چیز کو کہتے ہیں، جس کے پائے جانے کی وجہ سے، دوسری چیز نہ پائی جائے کل ما يستلزم وجوده انتفاء غيره، (۳) گویا مانع شرط کی ضد ہے، شرط کا وجود مشروط کے وجود کو مستلزم ہے، اور مانع کا وجود اس بات کو مستلزم ہے کہ ممنوع کا وجود نہ ہو، فقہاء حنفیہ نے مانع کی پانچ قسمیں کی ہیں

(۱) ایسا مانع جو کسی سبب کو منعقد ہی نہ ہونے دے، جیسے آزاد شخص کی خرید و فروخت، آزاد شخص خرید و فروخت کا مکمل ہی نہیں ہے، اسی لئے گویا سبب کا وجود ہی نہ ہو پایا۔

(۲) ایسا مانع جو سبب کو مکمل نہ ہونے دے، جیسے انسان دوسرے کی چیز فروخت کر دے کہ وہ چیز خرید و فروخت کا مکمل تو ہے، لیکن اس شخص کی ملکیت نہیں، کیوں کہ سبب ناقص ہے، اسی لئے ایسی خرید و فروخت موقوف رہتی ہے، اگر اصل مالک نے اجازت دیدی تو نافذ ہوگی، ورنہ نہیں۔

(۳) جو سبب کو تو نہ روکے، لیکن حکم کو روک دے، اور ابتداء حکم ہی کے لئے مانع ہو جائے، جیسے خرید و فروخت کا اصل حکم یہ ہے کہ خریدی ہوئی چیز پر خریدار کی ملکیت ثابت ہو، لیکن اگر خود فروخت کرنے والا خیار شرط سے تو خریدار کی ملکیت قائم نہ ہو سکے گی۔

(۴) جو ابتداء حکم کو تو نہ روکے، لیکن حکم کے مکمل ہونے میں مانع ہو، جیسے کسی شخص نے بغیر دیکھے کوئی چیز خریدی، قبضہ بھی

کو ماں تسلیم کیا، اور اس کی خرید و فروخت کو جائز قرار دیا، ہلمی نے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے، "لأنه معتاد ليعهود للمحاجة"۔ (۱)

اب موجودہ زمانہ کے عرف میں چونکہ حقوق کی بعض صورتیں بھی ماں کا درجہ اختیار کر چکی ہیں، وہ قابل انتفاع بھی ہیں، اور بظہر ان کے مباح نہ ہونے کے لئے بھی کوئی بنیاد موجود نہیں ہے، اس لئے وہ از قبیل مال ہوگی، اور ان کی خرید و فروخت جائز ہوگی، یہ اختلاف "اختلاف برہن" نہیں بلکہ "اختلاف زمان" کے قبیل سے ہے، اور جیسا کہ مذکور ہوا، امام محمدؒ اور دوسرے فقہاء حنفیہ کا سنی وغیرہ کا بھی غیر مدعی اشیاء کو مال تسلیم کرنا ثابت ہے، اس سے یہ نہ صرف جمہور کے مسلک کے مطابق ہے بلکہ خود فقہ حنفی کے بھی خلاف نہیں، خود اس پر غور کرنا چاہئے کہ فقہاء نے جہاں حقوق کی بیخ سے منع کیا ہے وہاں "حقوق مجردہ" کی قید لگائی ہے، اس پر بھی فقہاء کا اتفاق ہے کہ فقہاء کے کلام میں مفہوم مخالف کا بھی اعتبار ہے، اس سے از خود یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ حقوق غیر مجردہ کی بیخ درست ہے، اور حقوق کی بعض صورتیں "ماں" ہیں یا مال کے حکم میں ہیں۔

فی زمانہ جن حقوق کی خرید و فروخت مروج ہے، ورجن کو موجودہ عرف کی بنیاد پر مال کا درجہ حاصل ہے، اور ان کا عوض لینا جائز ہے، ان میں مکانات، دوکانات کی چمڑی (بدل ضو) حق تالیف، حق عی، حق طہارت، رجسٹرڈ ناموں اور نشانات کی خرید و فروخت، نقد، اور عمومی نوعیت کے تجارتی سٹنس کی خرید و فروخت درست ہے۔ (۲)

(۱) حاشیہ شمسی علی تبیین الحقائق ۳۹۷

(۲) اس مسئلہ پر تفصیلی مطالعہ سے ملاحظہ ہو رقم حروف کا مقدمہ "ماں کی حقیقت اور حقوق کی خرید و فروخت" اسلام اور جدید معاشی مسائل

(۳) المدخل الفقہی اہام ۱۷۷

میں کلمہ کفر کا تلفظ وغیرہ۔ (۲)

مباح (مباح)

یہ لفظ اباحت سے ماخوذ ہے، مباح سے مراد وہ افعال ہیں جن کا کرنا بد کراہت جائز ہے، لیکن نہ کرنے پر ثواب ہے اور نہ نہیں کرنے پر گناہ۔

(باحث کے تحت تفصیل سے یہ بحث آچکی ہے)

مبارأت (ضیع کی ایک صورت)

مبارأت کے معنی ایک دوسرے کو برائی الذمہ کر دینے کے ہیں، فقہاء کے یہاں یہ لفظ ضیع کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، کہ عورت اس رعایت کے ساتھ مرد سے طلاق کا مطالبہ کرے کہ دونوں ایک دوسرے کی طرف سے جملہ مالی وغیرہ مالی حقوق سے بری ہو جائیں گے، امام بو حنیفہؒ کے نزدیک ضیع کا لفظ استعمال ہو یا مبارأت کا، اور ہر دو صورت میں صراحۃً ذکر ہو یا نہ ہو، زوجین ایک دوسرے کی طرف سے جملہ مالی وغیرہ مالی ذمہ داریوں سے بری ہو جائیں گے، امام محمدؒ کے نزدیک معاہدہ میں جن حقوق کا ذکر کیا گیا ہو صرف ان ہی سے برأت ہوگی، دوسرے حقوق سے نہیں، امام ابو یوسفؒ نے ضیع اور مبارأت میں فرق کیا ہے، مبارأت کے باب میں ان کی رائے وہ ہے جو امام صاحب کی ہے اور ضیع کے مسئلہ میں امام محمدؒ کے ہم خیال ہیں۔ (۳)

مباشرت (ایک فقہی اصطلاح)

مباشرت کے معنی کسی کام کو براہ راست انجام دینے کے ہیں، یعنی فعل اور فعل کے درمیان کسی اور کا واسطہ نہ ہو، تو اسے 'مباشرت' کہتے ہیں، (۴) جیسے ایک شخص نے خود کسی کو قتل کر دیا تو

کر لیا لیکن دیکھا نہیں، تو گو اس کو اس میں تصرف کا حق حاصل ہے، لیکن وہ اسے واپس کر سکتا ہے، اور واپسی کے نئے دوسرے فریق کی رضامندی یا قاضی کا فیصلہ بھی ضروری نہیں۔

(۵) ایسا نفع جو حکم کے لازم ہونے کو روکتا ہو، جیسے خیر عیب، اگر خریدی ہوئی چیز میں ایسا عیب نکل آیا، جس کی بیچنے والے نے وضاحت نہیں کی تھی، تو گو خریدار کی ملکیت اس پر ثابت ہو جائے گی، اور اسے اس میں تصرف کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے لیکن خریدار کو دوسرے فریق کی رضامندی یا قاضی کے فیصلہ کے ذریعے اسے واپس لوٹانے کا حق حاصل ہے۔ (۱)

مانع کی تین صورتیں

علامہ شاہی نے ان موانع کی جو احکام شریعت کے لئے مانع بن جاتے ہیں، تین قسمیں کی ہیں۔

(۱) وہ موانع جو تکلیف شرعی کے ساتھ جمع ہی نہیں ہو سکتے، یعنی ان کے پائے جانے کی صورت میں انسان احکام شرعیہ کا مکلف نہیں رہتا، جیسے وہ تمام چیزیں جن کی وجہ سے انسان عقلی توازن سے محروم ہو جاتا ہے، یعنی خند، جنون، بیہوشی۔

(۲) ایسے موانع کہ جن کے پائے جانے کے وجود آدمی احکام شرعیہ کا مخاطب باقی رہتا ہے، شریعت کا اس سے مخاطب ہونا ناقابل تصور نہیں لیکن فی الجملہ بعض احکام شرعیہ اس سے اٹھائے جاتے ہیں، جیسے حیض و نفاس کی حالت میں نماز، قرآن کی تلاوت وغیرہ۔

(۳) تیسری قسم کے موانع وہ ہیں جو آدمی کو دائرۃ تکلیف سے باہر تو نہیں نکالتے لیکن حکم شرعی کے لزوم کو ختم کر دیتا ہے، جیسے بیمار شخص کے لئے نماز جمعہ اور جماعت میں حاضری، حالت اکراہ

(۱) مطرہ الحکم و مصادر التشريع فی اصول الفقہ الاسلامی، الذکر محمد حمزہ ۵۰

(۲) ہدایہ ۲، ۴۰۸، باب الجمع

(۳) الموافقات للشاہی ۱۸۵۰/۱

(۴) کتب المعرفۃ ۳۲۵

رہنا نے اپنی قوم سے کہا، کہ محمد ﷺ واقعی نبی برحق ہیں، اور ان سے مہلبہ کرنے میں خطرہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آجائے اور ہمیشہ کے لئے عیسائیت ختم ہو جائے۔

بہرحال نہ وہ مہلبہ کے لئے تیار ہوئے، نہ جنگ کے لئے اور نہ اسلام قبول کیا، یہاں تک کہ معاہدہ ہو گیا، کہ وہ سالانہ دو ہزار خلع اور تیس زر ہیں، بطور جزیہ داکریں گے، (۳) قرآن مجید نے بھی اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ (ان عمران ۶۱)

سوال یہ ہے کہ کیا مہلبہ کا حکم باقی ہے یا اب باقی نہیں رہا؟ ناصبیہ کے نزدیک اب بھی اظہار حق کے لئے مہلبہ کا حکم باقی ہے، ان حضرات کا استدلال حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متعلق روایت ہے، کہ ان کے اور کسی اور شخص کے درمیان ہاتھ نزاع تھی تو انھوں نے اس کو مہلبہ کی دعوت دی، (۴) کٹر اہل علم کا خیال ہے کہ مہلبہ کا حکم اب باقی نہیں، یہ انبیاء کے لئے مخصوص ہے، کیونکہ مہلبہ حق کو ثابت کرنے کا ایک طریقہ ہے، جو شخص حق پر نہیں ہوگا، اس پر اللہ کی طرف سے عذاب نازل ہوگا، اور اس طرح حق اور باطل واضح ہو کر سامنے آجائے گا، ظاہر ہے کہ پیغمبر کو اس بارے میں آگاہ کر دیا جاتا ہے، کہ یہ مہلبہ ظہور حق کا نشان بن جائے گا، پیغمبر کے علاوہ کوئی اس بارے میں یقین سے اللہ کی طرف سے کچھ نہیں کہہ سکتا، کہ کیا واقعی معاندین حق پر اللہ کا عذاب نازل ہو کر رہے گا، اور یہ بات زیادہ درست معلوم ہوتی ہے کہ مہلبہ کے ذریعے حق کو ثابت کرنا انبیاء کی خصوصیات میں سے ہے۔ واللہ اعلم

مہوتہ (مطلقہ بابت)

”بت“ کے معنی عربی زبان میں کانٹے کے ہیں، اسی سے

یہ مباشرۃ قتل کرنا ہے، اگر فعل اور فاعل کے درمیان واسطہ ہو تو اس کو ”تسبب“ کہتے ہیں، جیسے ایسی جگہ کنواں کھود دیا جائے کہ وہ شخص گزرتے ہوئے اس میں گر پڑے، کنواں کھودنے والا اس کی موت کے سلسلہ میں متسبب کہلائے گا، ”جنایت“ کے تحت یہ تفصیل گذر چکی ہے کہ جرم میں مباشر اور متسبب کے کیا حکام ہیں؟

فقہاء کے یہاں ایک اور اصطلاح مباشرت فاحشہ کی ہے، ”مباشرۃ فاحشہ“ سے مراد یہ ہے کہ مرد و عورت بے لباس ہوں، اور دونوں کی شرم گاہیں کھل کر رہیں اور مرد کے عضوہ میں انتشار کی کیفیت ہو، (۱) کیونکہ ایسی صورت میں مذی کے نکلنے کا قوی گمان ہے، اور مذی نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

مہلبہ

”بہل“ کے معنی لعنت کے ہیں، (۲) اسی سے مہلبہ ہے، مہلبہ سے مراد ہے اظہار حق کے لئے اہل باطل کے خلاف بدعا کرنا اور لعنت بھیجنا، رسول اللہ ﷺ کے پاس نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد آیا، جو عقیدۂ تثلیث کا حامل تھا، آپ ﷺ نے ان پر اسلام پیش کیا اور جب آپ ﷺ نے بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندہ و امر خداوندی کا نتیجہ ہیں، ان عیسائی عہدافہ و کلمتہ، تو وہ اس پر معترض ہوئے، آپ ﷺ نے خدا و رسول کے بارے میں ساری تصورات پر دائل بھی پیش فرمائے، لیکن انھوں نے مان کر نہیں دیا، تب آپ ﷺ نے ان کو دعوت مہلبہ دی، شاید وہ اس کے لئے تیار بھی ہو جاتے، آپ ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہما کا ہاتھ تھا، حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو گود میں اٹھایا، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت علی رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے پیچھے چلے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب میں دعا کروں تو تم لوگ آمین کہنا، لیکن نجران کے مذہبی

(۲) الجامع لأحكام القرآن ۴/۲۲۲

(۳) روح المعانی ۱۹/۳

(۱) کتاب منہجیات ۲۴۵

(۳) تفسیر کبیری ۵/۲۴۶-۲۵۶، تفسیر قرطبی ۱۰۵/۴-۱۰۴

کہ بیوی شوہر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے، مثلاً شوہر بیوی کی دل کے ساتھ یا اس کا باپ اپنی بہو کے ساتھ دفعتی کر گزرے، تو بیوی اس پر حرام ہو جائے گی، ایسی صورت میں زوجین کے درمیان متارکہ یعنی ایک دوسرے سے زود، جی تعلق کو ترک کرنا ضروری ہے، متارکہ کے وقت سے عورت عدت گزارے گی، عدت گزارنے کے بعد اس کے لئے دوسرے مرد سے نکاح کرنا درست ہوگا۔

لیکن متارکہ کے لئے کیا جنسی فعل سے باز آجاتا ہی کافی ہے یا زبان سے اس کا اظہار بھی ضروری ہے؟ اس سلسلہ میں تفصیل یہ ہے کہ اگر بیوی سے صحبت کر چکا تھا، تب تو بالاتفاق مرد کا زبان سے کہنا ضروری ہے، کہ میں نے تم کو چھوڑ دیا، یا میں نے تمہیں آزاد کر دیا، وغیرہ، اگر دخول و صحبت کی نوبت نہیں آئی تھی تو ایک قول کے مطابق اس کا صحبت سے باز رہنا ہی متارکہ سمجھا جائے گا، اور دوسرے قول کے مطابق اس صورت میں بھی زبان سے کہنا ضروری ہوگا، اور ظاہر ہے کہ اسی میں احتیاط ہے، بہر حال متارکہ کے بعد عدت گزارنا ضروری ہے، اگر متارکہ نہ ہوا اور نہ قاضی نے تفریق کا فیصلہ کیا تو چاہے کتنا عرصہ بھی گزر جائے اس عورت کے لئے دوسرا نکاح جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

متحیرہ

تحریر کے معنی حیرت میں پڑ جانے کے ہیں، اسی سے ”متحیرہ“ بہ معنی حیرت زدہ، کا لفظ ہے، ایسی عورت کو کہتے ہیں کہ حیض کے سلسلہ میں اس کی کوئی عادت مقرر نہ ہو، کبھی کم مدت ہوتی ہو اور کبھی زیادہ۔

(لفظ حیض کے تحت احکام گزر چکے ہیں)

(اصول فقہ کی ایک اصطلاح)

مشابہ

مشابہ ایسے لفظ کو کہتے ہیں، جس کی قطعی مراد سے واقف نہ ہو

میتوتہ کا لفظ ہے، میتوتہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کو ہدق یا بکُن یا طلاق مغلطہ دی گئی ہو، ایسی عورت کی عدت کا نفاذ اس کے سابق شوہر پر واجب ہوگا یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو عدت، نفقہ۔

مبیع (فروخت کی جانے والی چیز)

”مبیع“ کے معنی بچی جانے والی چیز کے ہیں، خرید و فروخت میں معاملہ کی اصل مبیع ہی ہوتی ہے، نقہاء کے یہاں مبیع ایک چیز ہے جو متعین کرنے کی وجہ سے متعین ہو جائے، اسی لئے اگر ایک طرف سے سونا، چاندی، یا مروجہ سکہ ہو، اور دوسری طرف سے کوئی اور چیز، تو یہ سونا، چاندی یا مروجہ سکہ، ثمن (قیمت) تصور کیا جائے گا، اور اس کے مقابلہ میں سامان ہے، وہ مبیع ہوگی، اگر ایک طرف سے مٹکی (یعنی تول کر یا پیانا نہ سے ناپ کر، مقدار معدوم کی جانے والی) چیز ہو اور دوسری طرف سے قمی، یعنی مکن کر فروخت کی جانے والی چیز ہو، تو مٹکی، ثمن تصور ہوگی، اور قمی مبیع، جیسے گیہوں اور بکرے کا تبادلہ ہو تو گیہوں ثمن ہوگا اور بکر مبیع۔

اگر دونوں طرف سے ایک ہی طرح کی چیز ہو جیسے سونے کے بدلہ چاندی، گیہوں کے بدلہ چاوس یا بکری کے بدلہ بیل، تو پھر خرید و فروخت کرنے والے کے بیان و توضیح سے ثمن اور مبیع کا تعین ہو سکے گا، عربی زبان میں اس کے لئے اصول یہ ہے کہ ثمن پر ”ب“ داخل کی جاتی ہے، اور جس پر ”ب“ داخل ہو، اس کو ثمن تصور کیا جاتا ہے۔

(مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: بیع، ثمن)

متارکہ

”متارکہ“ ترک سے ہے، ترک کے معنی چھوڑنے اور متارکہ کے معنی ایک دوسرے کو چھوڑنے کے ہیں، اگر کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے

آمدی کا بھی یہی رجحان ہے۔ (۵)

متحدہ (مطلقہ کو رخصتانہ)

جس خاتون کو یک جائی سے پہلے ہی طلاق دیدی گئی ہو، اور اس کا مہر نکاح کے وقت ہی متعین ہو گیا ہو، وہ نصف مہر کی مستحق ہوگی اور اس کے لئے متحدہ واجب ہے اور نہ مستحب، اس پر سبھوں کا اتفاق ہے، ان کے علاوہ وہ مطلقہ عورتیں جن کا پورا مہر یا مہر مثل واجب ہوتا ہے، حنفیہ اور اکثر فقہاء کے نزدیک ان کے لئے بھی متحدہ مستحب ہے، بلکہ امام شافعیؒ سے تو مروی ہے کہ ہر مطلقہ کے لئے متحدہ واجب ہے۔ (۶)

متحدہ کی مقدار

متحدہ کی کوئی مقدار متعین نہیں، بلکہ عرف و عادت اور زمان و مکان کے حالات پر موقوف ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے معروف طریقہ پر متحدہ کا حکم دیا ہے، متاعاً بالمعروف حقاً علیٰ الْمُحْسِنِينَ (النورہ ۳۶) اور اسی آیت میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ خوش حال اور تنگ دست شوہر کو اپنے عادت کے موافق متحدہ ادا کرنا چاہئے، تو گویا مرد کے معاشی حالات کو بھی ملحوظ رکھا جائے گا اور سماجی عرف کو بھی، اور معروف کی رعایت نہیں ہو سکتی جب تک عورت کا معیار زندگی اور معیار پسندیدگی بھی ملحوظ نہ ہو، اس لئے ان تینوں کا خیال کرنا چاہئے۔ (۷)

متحدہ کی زیادہ سے زیادہ مقدار کے لئے کوئی حد نہیں، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے تھے کہ کم سے کم تیس درہم (تقریباً ۹۰ گرام چاندی) یا اس کے مساوی متحدہ ہونا چاہئے، زیادہ

جانکے ”هو اسم لما انقطع رجاء معرفة المراد منه“ (۱) قرآن مجید کے خود اپنے بیان سے واضح ہے کہ قرآن میں ایسی آیتیں بھی ہیں، جن کی مراد پوری طرح واضح اور بے غبار ہے، اور ایسی آیتیں بھی ہیں جن کی مراد ان کے لئے واضح نہیں، ”مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ“ (الرعر۱۷) قرآن مجید میں متشابہ آیات دو طرح کی ہیں، ایک وہ کہ جن کا کوئی معنی ہی معلوم نہ ہو، جیسے بعض سورتوں کے شروع میں آنے والے حروف مقطعات الم، حم، وغیرہ، دوسرے وہ آیتیں جن کا لغوی معنی تو معلوم ہو لیکن اس کی کیفیت معلوم نہ ہو، جیسے اللہ تعالیٰ کے اعضاء اور اعضاء کے افعال کا تذکرہ، بظاہر ان الفاظ، وجہ، ید، بصارت، سماعت، وغیرہ کے معنی معلوم ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے ان اعضاء اور افعال کی کیا کیفیت ہے؟ معلوم نہیں۔

متشابہ کا حکم یہ ہے کہ اس کے حق ہونے کا یقین رکھنا چاہئے، اور اس کی حقیقت اور کم نہ تک پہنچنے کی کوشش بھی نہ کرنی چاہئے، کیونکہ یہ تجسس اکثر ان کو صراطِ مستقیم سے منحرف کر کے رکھ دیتا ہے ”وَالْحَكْمُ فِيهِ اعْتِقَادُ الْحَقِيقَةِ وَالْتَسْلِيمُ بِتَرْكِ الْمَطْلَبِ“ (۲)

یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ تشابہ کی یہ تعریف تمام علماء اصول کے نزدیک متفق علیہ ہے، اس میں خاص اختلاف رائے بھی موجود ہے، (۳) بعض حضرات نے تشابہ کی تعریف میں زیادہ عموم برتا ہے، امام غزالیؒ کا خیال ہے کہ جہاں بھی احتمال جگہ پائے، وہ تشابہ ہے، المتشابه ما تعارض فيه الاحتمال، اس اعتبار سے مشترک الفاظ بھی من جملہ متشابہات کے قرار پاتے ہیں، (۴)

(۲) اصول السرحسی ۶۹

(۳) المستقصى ۶۱

(۴) الجمع لأحكام القرآن ۳۰۰۳

(۱) اصول السرحسی ۱۶۹

(۲) دیکھئے إرشاد للبعول ۳۱

(۳) الإحكام في أصول الأحكام ۲۱۸

(۴) أحكام القرآن للجصاص ۴۳۲

اب اگر شرعاً اس چیز سے نفع اٹھانا بھی جائز ہو، تو اب مال متقوم کہلاتا ہے ”والنقوم یشت فیہا وباباحۃ الاستماع بہ شرعاً“، مثلاً گیہوں، یہ مال متقوم ہے، کیونکہ شرعاً اس کا کھانا، خریدنا، بیچنا حلال ہے، اور شراب ماس ہے، لیکن متقوم نہیں کیونکہ شریعت نے اس کو حرام قرار دیا ہے۔ (۴)

متواتر (حدیث کی ایک اصطلاح)

ایسی خبر کو کہتے ہیں کو نقل کرنے والے اتنی کثیر تعداد میں ہوں کہ بخبر ان سب کا جموت پر متفق ہو جانا قابل تصور ہو۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے حدیث)

مثقال

عربوں کے قدیم اوزان میں ایک ”مثقال“ ہے، اصل حجاز کے نزدیک ایک مثقال میں قیراط کا ہوتا ہے، اور ایک قیراط پانچ جو کا، (۵) اس طرح ایک مثقال سو جو کے برابر ہوا، ان قدیم اوزان کو جدید اوزان کے سانچے میں ڈھانے کے لئے مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے بڑی سعی محمود فرمائی ہے، چنانچہ ان کی تحقیق کے مطابق ایک مثقال یہ سو جو کا وزن ۴۴ ماشہ ۴ ررتی ہوتا ہے، (۶) آج کل کے موجود اوزان میں ۴/۳۷۷ گرام ۳۷۷ ملی گرام یہ ہوتا ہے۔

مثله

”مثله“ (م پر پیش) کے معنی انسان یا جانور کے اعضاء تراش دینے کے ہیں اگر حیوان کی طرف اس کی نسبت کی جائے تو اس کے کسی حصے کے کاٹنے کے ہو گئے، اور انسان کی طرف نسبت کی جائے، تو ناک، کان، شرمگاہ یا کسی عضو کو کاٹ دینے کے ہیں، (۷) غرض مثله میں دو باتیں پائی جاتی ہیں ایک تو نہایت

کی حد نہیں، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ بہتر متعہ خادم کا انتظام ہے، حضرت حسن بن علیؓ نے بیس ہزار درہم اور کافی تحائف بہ طور متعہ اپنی مطلقہ کو پیش فرمایا، خود قاضی شریعت نے پانچ سو درہم (۱۶۹۹/گرام) متعہ کے طور پر دیا۔ (۱)

عام طور پر فقہاء نے متعہ کی حیثیت سے ایک جوڑے کیڑے کا ذکر کیا ہے، جو کرتا، اوزمنی اور چادر پر مشتمل ہو، (۲) یہ متعہ کی کم سے کم مقدار ہے، خود امام ابو حنیفہؒ سے منقول ہے ”دالک ادماھا“ (۳) اسلام، بھلائی اور حسن سلوک کا دین ہے اور ہر مرحلہ پر حسن سلوک اور رواداری کا حکم دیتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر کسی عورت کو نکاح میں رکھنا ہے تو بھلے ہی طریقے پر رکھو اور اگر اسے چھوڑنا ہی ہے، گو چھوڑنا اچھی بات نہیں تو بھلے طریقے پر چھوڑ دو، ”فَإِنْ مَسَاكُ بِمَغْرُوبٍ أَوْ مُسَوِّغٍ بِإِخْسَانٍ“ (انقرۃ ۲۲۹) متعہ کا منہا بھی اصل میں بھلے طریقہ پر حسن سلوک کے ساتھ بڑی کورخصت کرنا ہے، کہ جب ایک عورت مرد کی زندگی سے جدا ہو تو آخر اسے بہتر سلوک کے ساتھ رخصت کیا جائے، کہ یہ گزشتہ زندگی کی رفاقت کا تقاضا بھی ہے، اور اس سے توقع ہے کہ تلخیاں بھی کچھ نہ کچھ کم ہوں گی۔

(نکاح متعہ کے سسے میں ملاحظہ ہو: نکاح)

متقوم (شریعت کی نگاہ میں قابل قیمت)

متقوم کے معنی قابل قیمت کے ہیں، جو چیز جمع کی جاتی ہو، کہ بوقت ضرورت کام آجائے اور طبیعت اس کی طرف رغبت رکھتی ہو، اس کو فقہ کی اصطلاح میں ”مال“ کہتے ہیں ”المواد بالعمال ما یعمیل الیہ الطبع و یمکن ادخارہ لوقت الحاجة“،

(۱) احکام القرآن لجصاص ۲۰۱/۳

(۳) الجامع لأحكام القرآن ۲۰۱/۳

(۶) فتح القدیر ۲۱۱/۶

(۷) سہیۃ لابن اثیر ۲۹۴/۳

(۲) ہدایہ ۳۳۵/۲

(۴) دیکھئے رد المحتدر ۳۷/۴

(۵) حواہر الفقہ ۲۸/۱

اصول مقرر کر دیا کہ زندہ جانور سے کاٹا ہوا عضو مردار کے حکم میں ہوگا، اور اس کا کھانا حرام ہوگا، (۵) اسلام سے پہلے قصاص لینے کا طریقہ یہ تھا کہ مقتول جس ایذا و رسانی کیساتھ قتل کیا گیا ہو قاتل بھی اسی طرح قتل کیا جاتا تھا، اگر مقتول کے مختلف اعضاء کاٹ کاٹ کر پھر اسے قتل کیا گیا، یا اسے پتھر سے کچل کچل کر ہدک کیا گیا تو یہی سزا قاتل کو بھی دی جاتی تھی، شریعت اسلامی میں بھی ابتدا میں یہی حکم تھا، لیکن بعد میں آپ ﷺ نے قصاص کے لئے یہ قاعدہ مقرر فرمادیا کہ مقتول کسی بھی انداز سے قتل کیا گیا ہو، قاتل کی گردن تلوار سے اڑا دی جائے گی، لا قود الا بالسيف۔ (۶)

مثلی

فقہاء نے ماں کی مختلف حیثیتوں سے تقسیم فرمائی ہے، ان میں ایک تقسیم مثلی اور قہمی کی ہے، فقہاء کے یہاں اصول ہے کہ اگر کسی وجہ سے آدمی پر کسی چیز کا بدل واجب ہو جائے، تو اگر وہ مثلی شئی ہو تو اس کا مثل ادا کیا جاتا ہے، اور اگر مثلی نہ ہو قہمی ہو، تو اس کی قیمت ادا کرنی ہوتی ہے، گویا جس چیز کا مماثل دستیاب ہو وہ مثلی ہوگی، اور جس کے مماثل کا دستیاب ہو نا دشوار ہو، وہ قہمی ہوگی۔

یہ تو ایک اصولی بات ہے، فقہاء نے اسی پس منظر میں مثلی کی تعریف کی ہے، اور مثلی اور قہمی میں خط امتیاز قائم کرنے کی کوشش کی ہے، مثلی کی حقیقت کیا ہے؟ اس سلسلہ میں فقہاء کے یہاں جو مراجع متفق ہیں وہ اس طرح ہیں۔

(۱) ”کل مفقود بکامل او وزن“ وہ اشیاء جن کی مقدار ناپ تول کے ذریعہ معلوم کی جائے، لیکن اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ جن کے اجزاء مختلف نہ ہوں، اور تانے کے برتن جن کی مقدار تول کے ذریعہ ہی معلوم کی جاتی ہے، کو اس تعریف کی

شدید درجہ کی ایذا و رسانی کہ کسی شخص کو زندہ رکھتے ہوئے، اس کے اعضاء کاٹ دیئے جائیں، دوسرے اس کو بدہیث بنا دینا اور صورت کا بگاڑ دینا ہے۔

اسلام امن و آشتی اور تہذیب و شائستگی کا مظہر ہے، اس نے کسی موقع پر بھی بے جا ایذا و رسانی اور توہین انسانیت کی اجازت نہیں دی ہے، اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کا قتل جائز قرار پاتا ہو اور وہ سزاوار قتل ہو، جب بھی اس میں شائستگی کا دامن نہ چھوڑو اور اگر کسی جانور کو حلال طور پر ذبح کرو، تو ذبح بھی بہتر طریقہ پر کرو ’اذا قتلتم فاحسوا القتل و اذا ذبحتم فاحسوا الذبح‘۔ (۷)

چنانچہ آپ ﷺ نے قتل میں مثلہ سے منع فرمایا، حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ جب آپ ﷺ کسی فوج کو روانہ فرماتے تو انہیں جن باتوں کی نصیحت کرتے، ان میں ایک یہ بھی ہوتی کہ دشمنوں کا مثلہ نہ کرنا، (۲) حضرت عمران بن حصینؓ اور سمرہ بن جندبؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ہمیں صمدہ پر ابھارتے تھے، اور مثلہ سے منع فرماتے تھے، (۳) اور یہ کچھ انسانوں ہی کے ساتھ مخصوص نہ تھا، آپ ﷺ نے حیوانات کے ساتھ بھی ایسی شقاوت کو روا نہیں رکھا، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے جانور کا مثلہ کرنے والے پر لعنت بھیجی ہے، (۴) آپ ﷺ نے اس سلسلے میں اصولی ہدایت ہی پراکتفا نہیں کیا بلکہ کچھ ایسے عملی قوانین مقرر فرمائے کہ ایسی نا شائستہ باتوں کا سد باب ہو سکے، اسلام سے پہلے لوگ اونٹ کے کوہان اور بعض دوسرے جانور کے اعضاء زندہ حالت میں کاٹ لیا کرتے تھے، اور اسے مزے لے کر کھاتے تھے، آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور یہ

(۲) حوالہ سابق

(۳) بحوالہ مع الفتح ۵۸۵/۹، باب ما جاء من المثله الخ

(۴) ابن منہج، حدیث نمبر ۲۶۶۷-۲۶۶۸، أبواب الذیات

(۱) برمنی مع تحفة الاحوذی ۳۷۰۲، باب ما جاء من المثله الخ

(۲) دیکھئے فتح الباری ۵۴۳/۷، باب قصة عکک وعریة

(۵) ترمذی ۳۷۱/۷، باب ما قطع من الحي فهو ميتة

رو سے مثلی ہونا چاہئے، مگر ایسا نہیں ہے۔

(۲) ناپ و رتول کے ذریعہ جس کی مقدار معلوم کی جائے، اور اس میں بیع سلم جائز ہو جائے ”ما حصر بکیل او وزن و جاز المسلم فیہ“۔

(۳) ناپ و رتول کو فروخت کی جانے والی چیز، جس میں سلم اور خود اس شے کی اپنی ہم جنس سے خرید و فروخت درست ہو ”کل مکیل و مورون جار المسلم فیہ و بیع بعضہ ببعضہ“۔

(۴) وہ شے اگر دو شرکاء کے درمیان تقسیم کرنی ہو تو قیمت لگانے کی ضرورت نہ پڑے ”یقسم بین الشریکین من غیر تقویم“ لیکن یہ تعریف اس لئے صحیح نہیں ہے کہ ”زمین“ کو مثلی نہیں مانا گیا ہے، حالانکہ قیمت لگائے بغیر اس کو تقسیم کیا جاسکتا ہے، ”ونقص بالاراضی المتساویۃ“۔

(۵) جس میں ایک ہی نوع کے مختلف اجزاء میں قیمت کے اعتبار سے تفاوت نہ ہو، مالا یختلف اجزاء النوع الواحد مہ بالقیمۃ۔ (۱)

۶ - وہ اشیاء جن کی مقدار ناپ و رتول کر معلوم کی جاتی ہو، یا شمار کر کے معلوم کی جاتی ہو لیکن اس کے مختلف افراد میں قابل لحاظ تفاوت نہ ہو، ”کالمکیلات والموزونات والعددیات المتقارۃ“ اس طرح ہاتھ اور گز سے ناپی جانے والی اشیاء اور ایسی شہر کی جانے والی اشیاء جن کے افراد میں باہم کافی تفاوت ہو، مثلی نہیں ہوگی، ”مما لا مثل له من المنروعات والمعدودات المتقارۃ فعلیہ قیمتہ“۔ (۲)

(۷) جس کا مثل بازار میں قابل لحاظ تفاوت کے بغیر دستیاب ہو وہ مثلی ہے ورنہ قہمی، (۳) درحقیقت مثلی اور قہمی کی

تعریف میں حقیقی اختلاف نہیں، تعبیر و بیان کا اختلاف ہے، کسی شے کے مختلف افراد میں مالیت کے اعتبار سے تفاوت نہ ہو، یا اتنا کم تفاوت ہو جس کو عام طور پر لوگ نظر انداز کر دیا کرتے ہیں، وہ ”مثلی“ ہے اور جس کے افراد میں قابل لحاظ تفاوت ہو وہ ”قہمی“ ہے، سرخسی نے ایک مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے ”وہذا لان احاد هذه الاشياء لا تتفاوت فی المالۃ“۔ (۴)

قہمی کب مثلی کے حکم میں ہو جاتی ہے؟

تاہم بعض اوقات مثلی بھی قہمی کے حکم میں ہو جاتی ہے، جیسے کوئی مال ہے تو مثلی، لیکن اس میں عیب پیدا ہو گیا، یا کچھ دنوں زیر استمنا رہا، تو اب اس کا مثل واجب نہ ہوگا بلکہ اس کی قیمت واجب ہوگی۔ (۵)

مثلی اشیاء کے احکام

کسی ماں کے مثلی ہونے کی وجہ سے اس پر جو احکام مرتب ہوں گے، ان میں سے چند اہم یہ ہیں۔

(۱) مثلی چیزیں بطور ذین ذمہ میں ثابت ہو سکتی ہیں، قہمی چیزیں اس طرح ثابت نہیں ہو سکتیں، اس لئے مثلی اشیاء کا قرض لین دین جائز ہے، قہمی کا نہیں۔

(۲) اگر کوئی مثلی چیز ضائع ہو جائے تو بدل کے طور پر اس کا مثل واجب ہوگا نہ کہ اس کی قیمت، اور قہمی چیزوں میں قیمت واجب ہوگی۔

(۳) مثلی شے کا شمار بروی اموال یعنی ایسے اموال میں ہے جن میں سود کا تحقق ہوتا ہے، قہمی اموال میں سود کا تحقق نہیں ہوتا، مثلاً ایک کوٹھل گیہوں کے بدے ڈیزھ کوٹھل گیہوں کا لین دین

(۲) مدائع مصدع ۵۶۷

(۳) المسوط ۵۱۸

(۱) لاشبہ والنظائر لسیوطی ۵۷۶-۷۷۷، بیان المعنی والمتنوع

(۲) طحطاوی عن الدر ۱۰۲/۳

(۵) مکیئہ سجل الفقہی العام ۳۳۶-۳۳۷

ہو جس سے معلوم ہو کہ حکم کا مقصود معنی مجازی ہے، نہ تمام صورتوں میں لفظ سے اس کا معنی مجازی مراد لیا جائے گا، چاہے وہ عام ہو یا خاص۔

ایک ہی لفظ سے بہ یک وقت حقیقی اور مجازی دونوں معنی مراد نہیں لئے جاسکتے، جیسے ”قمر“ کے معنی حقیقی چاند اور معنی مجازی ”خوبصورت آدمی“ کے ہیں، اب قمر سے بہ یک وقت ان دونوں معنوں کو مراد لینا درست نہ ہوگا، البتہ اس سے ایک صورت مستغنی ہے جس کو ”عموم مجاز“ کہتے ہیں، ”عموم مجاز“ یہ ہے کہ لفظ سے معنی مجازی ہی مراد لیا جائے مگر اس معنی مجازی میں تا عموم ہو کہ معنی حقیقی بھی اس میں داخل ہو جائے، جیسے کوئی شخص کہے کہ میں تمہارے گھر میں پاؤں نہیں رکھوں گا، اس کے معنی حقیقی بغیر چپل جوتے وغیرہ کے پاؤں رکھنا ہے، ورموم مجاز یہ ہے کہ مطلق داخل ہونا مراد لیا جائے، چاہے ننگے پاؤں داخل ہو، یا چپل پہن کر۔ (۵)

محبوب

عربی زبان میں ”حب“ کے معنی کانٹے کے آتے ہیں، اسی مناسبت سے جس مرد کا عضو تناسل جڑ سے کٹا ہوا ہو، اس کو ”محبوب“ کہتے ہیں، فقہاء نے سی حکم میں اس مرد کو بھی رکھا ہے جس کا عضو تناسل بہت ہی چھوٹا گھنڈی اور بنن وغیرہ کے مرثل ہو، (۶) مگر عورت اپنے شوہر کو محبوب پائے تو اسے حق ہے کہ قاضی کے یہاں فتح نکاح کے لئے درخواست کرے، اور اگر قاضی کے نزدیک اس کا محبوب ہونا ثابت ہو جائے تو فوراً اس کا نکاح فتح کر دے، اور کوئی مہلت نہ دے، کیونکہ بطن ہر اس کا علاج ممکن نہیں، اس لئے اس کو بہت دینا بے فائدہ ہے۔ (۷)

جائز نہیں ہوگا، اور اس کا شمار سود میں ہوگا، اس لئے کہ گیہوں مثل چیزوں میں سے ہے، بخلاف اس کے ایک بکری کا تاجہ دو بکری سے درست ہوگا، یہ سود نہیں ہوگا، کیونکہ یہ قیمتی چیز ہے۔ (۱)

مجاز (اصول فقہ کی اصطلاح)

مجاز ”جواز“ سے ماخوذ ہے، جواز کے معنی ایک جگہ سے گذر کر دوسری جگہ جانے اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف جانے کے ہیں، (۲) علماء اصول کی اصطلاح میں مجاز وہ لفظ ہے جو اپنے اصل وضعی معنی میں استعمال نہ ہو، بلکہ کسی اور معنی میں استعمال ہو، (۳) قرآن و حدیث میں بہت سے مجازی الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

مجاز کے حقیقی معنی اور استعمالی معنی کے درمیان کسی طرح کی مناسبت کا پایا جانا ضروری ہے، خواہ یہ مناسبت معنوی طور پر ہو، جیسے کسی بہ در فتنہ کو شیر اور کسی بیوقوف فتنہ کو گدھا کہنا، کہ ان دونوں کے درمیان بہادری اور بیوقوفی میں اشتراک پایا جاتا ہے۔ یہ صورت مناسبت پائی جائے، جیسے قرآن مجید نے قضاء حاجت کو ”أَوْجَاءَ أَحَدًا مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ“ (مائدہ ۶) تعبیر کیا ہے، ”غائط“ کے معنی نرم زمین کے ہیں، چونکہ قضاء حاجت کے لئے عام طور پر ایسی ہی زمین کا انتخاب کیا جاتا ہے، اس لئے قضاء حاجت کو ایسی زمین میں آنے سے تعبیر کر دیا گیا۔ (۴)

مجاز کا حکم

مجاز کا حکم یہ ہے کہ جہاں معنی حقیقی مراد لینا ممکن نہ ہو، یہ منکلم خود کہتا ہو کہ اس نے معنی مجازی مراد لیا ہے یا کوئی قرینہ موجود

(۱) دیکھئے المدخل، فقہی العام ۳۰۲، ۳۰۶

(۲) الاحکام فی اصول الاحکام ۵۳۱

(۳) اصول السرحسی ۱۷۸

(۴) ہندیہ ۵۴۵

(۵) اصول السرحسی ۷۰

(۶) ار آسان اصول فقہ ۸۰-۷۹

(۷) ہدایہ ۳۲۷/۲ ط، کراچی، باب العین وغیرہ

صاحبِ زمین کو اس بات کا حق حاصل ہوگا، کہ وہ اس شخص سے کہے کہ پانی لے جانے کا ایسا راستہ بتاؤ کہ ہماری کھیتی کو نقصان نہ پہنچے، اگر وہ راستہ متعدد لوگوں کے لئے پانی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، تو جب تک وہ سب رضامند نہ ہوں، اس راستہ کو بند کرنے کی گنجائش نہیں ہوگی۔ (۲)

مجلس (ایک فقہی اصطلاح)

مجلس کے معنی بیٹھنے کی جگہ کے ہیں۔

فقہاء نے مختلف مسائل میں مجلس کے ایک ہونے اور مجلس بدل جانے کا اعتبار کیا ہے، اگر ایک ہی مجلس میں ایک ہی آیت سجدہ کی بار بار تلاوت کی جائے، اور سنا جائے تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا، اسی طرح تمام معاملات میں اصول یہ ہے کہ عجاوب کے بعد مجلس کے اندر ہی دوسرے فریق کی طرف سے قبول کا پایا جانا ضروری ہے، اگر مجلس بدل جانے کے بعد دوسرے فریق نے قبول کیا تو اس کا اعتبار نہیں، اس لئے یہ اہم مسئلہ ہے کہ کب تک مجلس ایک سمجھی جائے گی اور کب مجلس بدل جائے گی؟

فقہاء کی مراحتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مجلس دو صورتوں میں تبدیل ہوتی ہے، ایک۔ جگہ کی تبدیلی سے اور دوسرے۔ کام کی تبدیلی سے، جگہ کی تبدیلی سے مراد یہ ہے کہ اگر محراء، راستہ یا کھلی ہوئی وسیع جگہ ہو تو تین قدم یا اس سے زیادہ چلے، درخت کی ایک شاخ سے دوسری شاخ پر چلا جائے، اگر کمرہ میں ایک کونے سے دوسرے کونے یا سجدہ میں خواہ بڑی ہو، ایک طرف سے دوسری طرف چلا جائے تو اس سے مجلس تبدیل نہیں ہوگی۔

کبھی مجلس کام کی تبدیلی کی وجہ سے بھی تبدیل ہوتی ہے، یہ گویا حکماً تبدیل ہے، عمل سے مجلس کی تبدیلی اس وقت ہوتی ہے،

محبوب کے فتح نکاح کے سلسلہ میں تفصیلات اس طرح ہیں۔

☆ اگر شوہر ابھی نابالغ ہو لیکن محبوب ہو تو قاضی ہوخ کا انتظار کئے بغیر تفریق کر دے گا، البتہ اس نابالغ کی طرف سے اس کے باپ یا وصی اور ذمہ دار کو مقدمہ کا فریق بنائے گا،

☆ اگر شوہر محبوب ہونے سے انکار کرتا ہو تو قاضی کسی مرد کو اس کی تحقیق کے لئے مقرر کرے گا، اگر وہ کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگا کر ہی اس کے محبوب ہونے اور نہ ہونے کے سلسلہ میں تحقیق کو پہنچ جائے، تو اسی پر اکتفا کرے گا، ورنہ اس مقصد کے لئے مقدمہ ستر بھی دیکھ سکتا ہے۔ (۱)

☆ فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر عورت پہلے سے شوہر کے محبوب ہونے سے واقف رہی ہو، پھر بھی اس نے نکاح کیا ہو، یا نکاح کے بعد کم سے کم ایک دفعہ وہ بیوی سے صحبت کر چکا ہو، اس کے بعد محبوب ہوا ہو، تو ایسی صورت میں عورت کو تفریق کے مطالبہ کا حق حاصل نہیں ہوگا، (۲) لیکن موجودہ حالات میں فقہ کے اندیشہ کی وجہ سے کسی عورتوں کو بھی مطالبہ تفریق کا حق حاصل ہوگا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے ”عنین“)

مجرى (پانی کے بہاؤ کی جگہ)

مجرى سے مراد پانی کے بہاؤ کی جگہ کے ہیں، فقہ کی اصطلاح میں ایک حق ”حق مجرى“ ہے، اگر درمیان کی زمینیں اس کی نہ ہوں کسی اور کی ہوں، جب بھی ان کی اراضی سے گذار کر اپنی زمین تک پانی لانے کا اسے حق ہے، اس سلسلے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ موجود ہے کہ ایک شخص نے اپنے پڑوسی کو اپنی زمین سے پانی گزارنے سے منع کیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ فرمایا کہ پانی ضرور ہی گذرے گا ”لیس منہ به ولو علی بطنک“، البتہ

جب یک عمل کی مجلس دوسرے عمل کی مجلس سے مختلف کہتی ہو، جیسے خرید و فروخت کی، ات ہو رہی تھی کہ نکاح کا یہاں و قبول کرنے لگا، یا بیٹ گیا، یا عورت دودھ پانے یا شکھا کرنے میں مشغول ہو گئی، تو کوئی شخص گوئی کہ تم کاموں کو ایک ہی جگہ بیٹھ کر کرے لیکن ضمایا الگ الگ مجلس تصور کی جائیں گی۔ (۱)

ابنہ ایک فرقہ یہ ہے کہ معاملات کے یہاں و قبول کی مجلس میں، یہاں و قبول عمل ہونے سے پہلے کسی فریق کا کھڑا ہو جاتا مجلس کی تبدیلی سمجھی جائے گی، کیونکہ اس صورت میں ہر ایک کام مجلس کی تبدیلی کا باعث مقصود ہوگا، جس سے عراض اور گریز ظاہر ہوتا ہو اور کھڑا ہونا بھی گریز کی علامت سمجھا جاتا ہے، بخلاف تلاوت کے، کہ بعد تلاوت میں اس کی وجہ سے مجلس تبدیل نہیں ہوتی۔ (۲)

مجلس (اصول فقہ کی ایک اصطلاح)

مجلس "جمہ" سے ماخوذ ہے، (۳) جملہ کسی شے کے متعدد افراد کے مجموعہ کو کہتے ہیں، "الجمعة جماعة، لشيء" (۴) اصول فقہ کی اصطلاح میں مجلس وہ غلط ہے جس میں اس درجہ ابہام ہو کہ خود شارع اس کلام کے بولنے والے کی وضاحت کے بغیر دور نہ ہو سکے، جیسے ارشاد خداوندی ہے "اقیموا الصلاة" (نماز قائم کرو) لیکن نماز کے رکاع کیا ہیں؟ نماز کے صحیح ہونے کے لئے کیا شرطیں ہیں؟ نماز کی کیفیت کیا ہونی چاہئے؟ اگر خود قرآن وحدیث کے ذریعہ اس کی وضاحت نہیں ہو جاتی، تو اس کا سمجھنا اور ان غشیوں کو سمجھنا ناممکن نہ تھا، ہذا یہ "یت پنے نزول کے وقت مجلس تھی، جب دوسری خصوص کے ذریعہ اس کی وضاحت

ہو گئی تو اب منسوخ ہو گئی۔

مجلس کا حکم یہ ہے کہ اس کے حق ہونے کا اعتقاد رکھنا واجب ہے، جب تک شارع کی جانب سے وضاحت نہ ہو جائے اس کے بارے میں توقف کیا جائے گا، اور جب تفسیر وضاحت ہو جائے تو اس پر عمل کرنا واجب ہوگا۔ (۵)

جنون (پاگل)

جنون سے ماخوذ ہے، پاگل کو کہتے ہیں، احکام، لفظ "جنون" کے تحت آچکے ہیں۔

مجلس

مجلس ایک مشرک قوم تھی، جو ایران کے علاقہ میں آباد تھی، اسلام کے غلبہ کے بعد وہاں سے تو بحالی قریب قریب ختم ہو گئے لیکن ابھی دنیا کے مختلف علاقہ اور خود ہندوستان میں بھی اس قوم کے افراد پائے جاتے ہیں، یہ لوگ خاص طور پر سب کی پرستش کرتے ہیں۔

اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ ان کا شکار اور ذبیحہ حرام ہے، امام مالک اور بعض فقہاء کو چھوڑ کر اکثر اہل علم اس بات پر بھی متفق ہیں کہ پھلی درندہ کا شکار بخوشیوں کا بھی حرام ہے، کیونکہ ان دونوں میں ذبح کی ضرورت نہیں۔ (۶)

ابنہ ذبیحہ کے علاوہ بخوشیوں کے دوسرے کھانے جو نباتات کے قبیل سے ہوں، جن میں گوشت اور چربی نڈلی جاتی ہوں ان کا کھانا اور ایسی چیزوں کا کھانا کی جانب سے قبول کرنا درست ہے، (۷) کیونکہ محرمات ان کے کھانے کی نہیں بلکہ ان کے ذبیحہ اور شکار کی ہے، ہاں اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ یہ نجاست سے بچنے کا اہتمام

(۱) حدیث صحیح ۳۲۲

(۲) القاموس المحیط ۲۲۲

(۳) المعنی ۳۳۹

(۴) مجمع مرآۃ الفلاح وحاشیہ طحطاوی ۷۰ ۲۶۷

(۵) اصول السرحسی ۲۸۰

(۶) اصول السرحسی ۲۸۸

(۷) المعنی ۳۳۹

مجهول النسب

فقہاء کے یہاں نسب کے باب میں ”مجهول النسب“ شخص کے بارے میں اقرار کی بحث آتی ہے، ”مجهول النسب“ سے ایسا شخص مراد ہے، جس کا نسب کسی شخص سے معروف نہ ہو، اگر ایسے شخص کے بارے میں کوئی شخص نسب کا اقرار کرتا ہے، مثلاً کہتا ہے کہ وہ میرا بیٹا ہے، تو اس شخص سے نسب ثابت ہونے کے لئے ضروری ہے کہ بظاہر اس کو اس عمر کی اولاد کا ہونا ممکن ہو، اس شخص کا نسب کسی اور سے معروف نہ ہو، اور خود اس کو بھی اس کا اقرار ہو، نیز یہ اثر صرف قرار کنندہ ہی کے حق میں معتبر ہوگا نہ کہ دوسروں کے حق میں، (۱) یعنی اس کے قرار کی وجہ سے دوسرے لوگوں تک جو قرابت پہنچتی ہے جس کے حق میں اقرار کیا گیا ہے، وہ ان دوسرے قرابت داروں سے میراث کا حق در نہیں ہوگا۔

معاملہ میں عوض کا مجهول ہونا

خرید و فروخت کے لئے بھی ضروری ہے کہ فریقین جو معاوضہ ادا کریں، یعنی ”شمن“ اور ”مبیع“ ان کو پوری طرح متعین کر دیا جائے، بالخصوص مبیع کے معلوم و متعین ہونے ہی پر خرید و فروخت کے صحیح ہونے کا انحصار ہے، اور یہ کچھ خرید و فروخت ہی کے معاملہ پر موقوف نہیں، تمام ہی معاملات میں عوض کا اس طرح متعین ہونا ضروری ہے کہ ابہام اور آئندہ نزاع پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو، اگر عقد میں عوض پوری طرح متعین نہ ہونے پائے تو اس کو بھی ”مجهول“ کہتے ہیں۔

محدثین کی اصطلاح میں

مجهول کی اصطلاح اصول حدیث میں بھی آتی ہے، عام

نہ کرتے ہوں گے، تو پھر اس سے احتیاط کرنا چاہئے، اگر یقینی طور پر ان امور میں بے احتیاطی کا علم ہو تو بچنا واجب ہوگا، جیسا کہ ایسے مسائل میں فقہاء کا عام اصول ہے۔

ہاں، اگر خود اس مجوس نے اطلاع دی کہ اس نے پاکی کے اہتمام کے ساتھ کھانا پکایا ہے، تو اس کی بات پر اعتماد کر لینے کی گنجائش ہے، اسی لئے فقہاء لکھتے ہیں کہ اگر کسی مجوسی گوشت خریدنے کے لئے بھیجا، اور اس نے آکر بتایا کہ یہ گوشت مسلمان یا یہودی یا عیسائی کے پاس سے خرید کیا گیا ہے، تو اس کا قول معتبر ہوگا اور مسلمان کے لئے اس کا کھانا درست ہوگا۔ (۱)

مجوسی اور اسی طرح کے دوسرے مشرکین کے برتن بھی پکوان اور کھانے کے لئے استعمال کئے جاسکتے ہیں، چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ جہد میں شریک ہوتے تھے، اور مشرکین کے برتن ہمیں ہاتھ آتے تھے، تو اس پر کوئی نکتہ چینی نہیں کی جاتی تھی، (۲) اب تک اگر یہ شبہ ہو کہ وہ ان ہی برتنوں میں خنزیر پکاتے اور شراب پیتے رہے ہوں گے تو پھر اس سے احتیاط مناسب ہے، اور اگر ان برتنوں کے استعمال سے چارہ نہ ہو تو اسے دھو کر استعمال کرنا چاہئے۔ (۳)

مجوسی عورتوں سے مسلمان مردوں کے لئے نکاح جائز نہیں کیونکہ وہ اہل کتاب میں داخل نہیں۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے اہل کتاب)

مجهول

جہل کے معنی نادانف ہونے کے ہیں، لغت میں مجهول کے معنی اس شخص یا شئی کے ہیں، جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ وہ کون ہے اور کیا ہے؟

(۲) ابو داؤد ۵۳۶۰، باب فی استعمال ائمة اهل الکذب

(۳) مذاہن لمصنف ۲۲۸/۷

(۱) مسند ۳۰۹/۵

(۲) ابو داؤد ۵۳۶۰، باب فی استعمال ائمة اهل الکتاب

مختلف اقرار ہیں، اقرار کیا وہ مشہور ہے، ایک ابو حنیفہ کا کہ کھیت میں گئے ہوئے غنہ کی جنس سے گئے ہوئے غنہ سے فروخت کیا جائے گا، دوسرے زمین کی پیداوار کی ایک متعین مقدار پر زمین بنائی گئے سے ایک حصہ، (۱) اقرار کیا جائے کہ زمین میں پیدا ہوئے والے گیہوں میں سے ایک کو مکمل، ایک زمین کا ہوگا، یہ دونوں صورتیں فقہاء کے یہاں جائز نہیں۔

(تفصیل کے لیے دیکھئے حرمہ)

مختصر (قریب بہ مرگ شخص)

احقر کے معنی قریب بہ مرگ ہونے کے ہیں، ای سے "مختصر" ہے، جس کے معنی قریب بہ مرگ شخص کے ہیں۔

قریب بہ مرگ ہونے کی خدمت یہ ہے کہ پاؤں اچھے پڑ جائیں، کھڑے نہ ہو سکیں، ناک نہ چھو جائے، کپٹیاں پہن جائیں، ایسی صورت میں مسند سے کہ اس شخص کو دوا میں کراؤٹ پر قندرج لگایا جائے، شریک اس میں مشقت نہ ہو، اگر مشقت اور مریض کو تکلیف ہو تو اپنے خاص پر چھوڑ دیا جائے کہ اگر مریض کو دیت نہ ہے جس حالت میں پاؤں بھی قبضہ کی طرف ہو تو سر کو کسی قدر اونچا رکھے، تاکہ چہرہ کارن قبضہ کی طرف ہو، اس وقت مریض کو وہ شہادتین کی تلقین کر لی جائے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمادے)

یہ بات بھی بہت ہے کہ اس وقت تک انسان کو موجود رہیں، اس موقع پر سورہ یسین کا پڑھنا بھی مستحب ہے، ایسے شخص سے پاؤں حوض کا استعمال بھی مناسب ہے، ہا پاک مایا عورت کی اس وقت موجودگی میں کوئی قیامت نہیں۔ (۱)

طور پر مجھوں سے یہ راوی مراد کیا جاتا ہے، اس سے مراد ہے کہ یہ راوی غیر غنہ ہو، معصوم نہ ہو، ایسے ہانی بن نہیں کوئی، یہ راوی کو "مستور" بھی کہتے ہیں۔

بعض اہل علم نے مجھوں کی تین قسمیں کی ہیں، اول مجھوں لعین، یہ یہ راوی کہتے ہیں، جس سے صرف ایک راوی نے روایت کیا ہو جیسے ہارطانی کہ اس سے صرف ابو اسحاق سمیع نے روایت کیا ہے، یا جزل بن کلیب سدوی مری، کہ ان سے صرف قندرج نے روایت کی ہے، ثانی مجھوں کے نزدیک ایسے شخص کی روایت قابل قبول نہیں، بلکہ بن کثیر نے تو اس پر تعلق کیا ہے، لیکن یہ دعویٰ تعلق بھی صحیح نہیں، امام مودنی سے بہت سے محققین کے نزدیک یہ راوی کی روایت کو مقبول قرار دیا ہے، ای سے قریب تر سے مشہور محدثین بن خریزہ اور بن حبان کی ہے۔

دوسرا وہ شخص کہ خاصہ کی حالت سے اعتبار سے بھی اس کا حال ہونا معلوم نہیں اور باطنی حوالہ کے شمار سے بھی، جسور اہل علم کے نزدیک ایسے شخص کی روایت بھی قبول نہیں کی جائے گی، تیسرے وہ وہ جو تو اس شخص سے متعلق ہیں اس سے راوی اور بعض اہل علم سے اس سے اس سے اس میں حدیث سے روایات اختلاف ہے، اور باور کیا جائے کہ یہ راوی کی روایت مقبول ہے۔ (۲)

ماتلہ (بنائی کی ایک ناجائز صورت)

حدیث میں یہ قندرج سے منع کیا گیا ہے۔ (۱)
یہ قندرج "فصل" است، ماخوذ سے اور فصل کے معنی کھیتی ہیں یہ قندرج سے کیا ہے اس سلسلہ میں شارحین حدیث کے

(۱) - فقہ سطر ۳۳

(۲) - ابن کثیر، جامع ترمذی، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳

محراب

محراب کی جمع "محراب" ہے، قرآن مجید میں بھی یہ لفظ وارد ہو ہے (سورہ صافات ۳۷) مسجد کی سمت قبلہ میں امام کے کھڑے ہوئے کے لئے جو مخصوص جگہ بنائی جاتی ہے، اس کو "محراب" کہتے ہیں، چونکہ امام کا ایک جگہ کھڑا ہونا بہتر ہے، جو صف کے وسط میں پڑتی ہو، اس لئے محراب صف کے پچیس، بیچ بنائی جاتی ہے، کہ اگر امام بائیں کھڑے ہو، تو دونوں طرف صفیں برابر رہیں، اس کی رعایت کرنی چاہئے، اور محراب بالکل بیچ میں بنائی جائے تاکہ امام کی جائے قیام اسطے سے ہٹتی ہوں نہ ہو، اور مین سے بہت کرا امام کا دائیں، بائیں کھڑا ہونا سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے راہت سے خان نہیں "فان وقف فی میمۃ لوسط ارضی میسر نہ لقد اساء لمحالۃ المسۃ" (۱)

یہ بات بھی مردوبہ کہ امام تہا محراب کے اندر چلا جائے، یا تو امام محراب سے کسی قدر باہر کھڑا ہونا چاہئے، اس کا عہدہ محراب سے اندر ہو تو چھ حرج نہیں یا امام کے ساتھ مقتدیوں کی ایک صف بھی محراب کے اندر ہونی چاہئے۔ (۲)

محراب سے ایک مسند مسجد میں اور سی جماعت کا بھی متعلق ہے، اور اس طرح کہ امام ابو یوسف کے نزدیک جبکی جماعت میں میت کو بدن زوری جماعت کرنا جائز ہے، اور میت کے سامنے ایک صورت یہ بھی ہے کہ اگر پہلی جماعت محراب سے پاس ہوں ہوتا، اور سی جماعت محراب کی جگہ سے بہت کر بغیر ان، قیامت کے دن ہاں ہے، یہ درست ہے۔ (۳)

مصلیٰ

مصلیٰ سے مدہ جاتے ہوئے ایک دہائی پڑتی ہے جس کا نام

"مصلیٰ" ہے، رسول اللہ ﷺ نے مکی سے مکہ جاتے ہوئے اس مقام پر توقف فرمایا ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واہی مصلیٰ میں تر کرتے تھے، (۱) اسی لئے کثر لفظ "و ر خ و ح ف ی ہ کے نزدیک اس مقام پر مٹی سے مدہ کو جاتے ہوئے توقف کر، مستحب ہے (۲) امت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تعالیٰ عنہا، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، و بعض دیگر اہل علم کی رائے یہ ہے کہ حضور ﷺ کا یہ فعل محض سبوت کے لئے تھا، نہ کہ شرعی نقطہ نظر سے مستحب، و تاکہ لائے مخرط ہر ہے کہ جمہور کی راہ قوی ہے، کیونکہ حضور ﷺ کا فعل قابل اتہاں و در رقی جیروی ہے، خواہ وہ طبعی اسباب کے تحت میں نہ ہو، چونکہ یہ نشی پھر یہ مدق ہے، اس لئے اس "وادی طح" بھی کہتے ہیں، آج کل مد اور ٹی دوں شہر لگے ہیں، اس سے اس علاقہ کا پتہ نہیں چلے بت نہا جاتا ہے کہ "مسجد جاہ" کے نام سے مٹی اور مکہ کے درمیان جو مسجد آج کل ملتی ہے وہی وادی مصلیٰ کا علاقہ ہے۔

(ممنوع)

مختور

شریعت میں بہتاید جس چیز کے نہ کرنے کا مطلق کیا گیا ہو، اس کو "مختور" کہتے ہیں، چنانچہ فقہاء "مختور" کو حرام کے معنی میں استعمال کرتے ہیں، اور امر کی بحث حکم کے تحت آچکی ہے۔

(اصول فقہ کی ایک اصطلاح)

محکم

محکم وہ ہے جو نہایت وجہ وضع ہو اور اس میں نسخ کا کوئی ختم بھی نہ ہو، (۱) جیسے "ان اللہ یکل شیء علیہ" (۲) یعنی نہ تو اس پر چیز سے واقف ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات

(۱) حدیث ۱۹

(۲) سورہ بقرہ ۱۷۲

(۳) اصول فقہ ۱۲۵

(۱) حدیث ۱۹

(۲) حدیث ۱۹۵۲، حدیث ۱۹۵۳

(۳) حدیث ۱۹۵۲، حدیث ۱۹۵۳، حدیث ۱۹۵۴

اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ واللہ اعلم

مخبرہ

مخبرہ سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ (۳)

پیدا رکے کچھ حصے پر بٹائی داری کے معامہ کو مزارعت بھی کہتے ہیں، اور خبرہ بھی، امام ابو حنیفہ اسی حدیث سے بٹائی داری کے ناجائز ہونے پر استدلال کرتے ہیں، جمہور کے نزدیک زمین کی بٹائی جائز ہے، اور حنفیہ کے نزدیک بھی اسی پر فتویٰ ہے، سی لئے جمہور نے مزارعت اور خبرہ میں فرق کیا ہے، نوویؒ نے اس فرق کو اس طرح بیان کیا ہے کہ مزارعت میں بیج مالک زمین کی طرف سے ہوتی ہے، اور خبرہ میں مال یعنی کاشتکار کی طرف سے ہوتا ہے، کی اس تشریح کے مطابق خبرہ کی ممانعت پر جمہور اور حنفیہ کے درمیان کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا۔

اب سوال یہ ہے کہ عربی زبان میں ”مخبرہ“ کا مادہ اشتقاق کیا ہے؟ اس سلسلے میں اہل سنت نے مختلف باتیں لکھی ہیں، بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس کا ماخذ ”خبرۃ“ (”خ“ پر پیش) ہے جس کے معنی ”حصہ“ کے تھے ہیں، چونکہ پیداوار کا ایک حصہ کاشتکار کا اور ایک حصہ مالک کا ہوتا ہے، اس لئے اس کو ”مخبرہ“ کہتے ہیں، بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ ”خبر“ (”خ“ پر زبر) سے ماخوذ ہے، جس کے معنی نرم زمین کے ہیں، ایک رائے یہ بھی ہے کہ خبرہ کی اصل ”خبر“ ہے، کیونکہ حضور ﷺ نے اہل خیبر ہی سے پہلی دفعہ اس طرح کا معاملہ طے فرمایا تھا، (۵) یہ آخری قول ابن عربی سے منقول ہے۔ (۶)

(مزید وضاحت کے لئے دیکھئے مزارعت)

سے متعلق آیات، اور وہ احکام جن کے ابدی اور دوامی ہونے کی صراحت موجود ہے، محکم ہیں۔

محکم کا حکم یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا واجب ہے، مفسر و محکم میں تعارض ہو، تو محکم کو ترجیح دی جاتی ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”وَاضْهَلُوا دُونِي عَذْلًا مِّنْكُمْ“ (۱) یعنی ”اپنے میں سے دو معتبر افراد کو گواہ بناؤ۔“

یہ مفسر ہے، اس کا تقاضا ہے کہ ”محدود فی القذف“ (تہمت کے سزا یافتہ) کی گواہی بھی تو بہ کے بعد معتبر ہو، کیونکہ تو بہ سے انسان فسق کے دائرہ سے نکل آتا ہے، لیکن ایک روایت میں ”محدود فی القذف“ کے بارے میں ہے کہ ”وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا“ (۲) ”ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو“ یہ محکم ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ محدود فی القذف کی گواہی تو بہ کے بعد بھی معتبر نہ ہو، چنانچہ سی کو ترجیح ہے کہ ”محدود فی القذف“ (تہمت تراشی کے سزا یافتہ) کی گواہی معتبر نہیں۔

محکم کی یہ وہ تعریف ہے، جسے عام طور پر فقہاء حنفیہ نے اختیار کیا ہے، ویسے اس اصطلاح کی تعبیر میں علماء اُصول کے یہاں خاص اختلاف پایا جاتا ہے، علامہ شوکانیؒ نے اس کا کسی قدر تفصیل سے ذکر کیا ہے، (۳) امام غزالیؒ نے بھی محکم کی تعریف میں زیادہ عموم برتا ہے، غزالیؒ نے متشابہہ کے مقابل محکم کی تعریف یوں کی ہے کہ جس کا معنی واضح ہو، اور اس میں شکال و احتمال کی گنجائش نہ ہو ”المكشوف المعنى الذى لا يتطرق اليه اشكال و احتمال“، (۴) بہر حال یہ محض تعبیر کا اختلاف ہے، ورنہ سرخی نے محکم کی جو تعریف کی ہے اور اس کے مطابق جو حکم بتایا ہے، غالباً

(۲) المسعفی ۱۶۶

(۳) شرح مسلم ۱۰۶۲

(۶) شرح بیوی عی مسلم ۱۰۶۲

(۱) نیجۃ الارشاد لافحول ۳۲۱

(۳) مسلم عن حابر بن عبد اللہ ۱۰۶۲

(۵) النہایۃ لابن اثیر ۷۴

ساتھ نہ ملی ہوں، اور لاحق وہ ہے جو ابتداء میں تو امام کے ساتھ شامل رہا لیکن بعد میں اس کی کوئی رکعت فوت ہو جائے۔

مذربک کے لئے اقتداء کے خصوصی احکام نہیں، مسبوق اور لاحق سے متعلق کچھ خصوصی احکام ہیں، جن کو ان ہی الفاظ کے ذیل میں دیکھا جاسکتا ہے۔

مدینہ

مدینہ کے معنی شہر کے ہیں، مدینہ سے مراد وہ مبارک اور مقدس شہر ہے جس کو رسول اللہ ﷺ کے مقام ہجرت ہونے کا شرف حاصل ہے، جو تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے محبت و احترام کا قبلہ ہے، اور جس کا ذرہ ذرہ ہر مسلمان کی چشم عقیدت کا سرمہ ہے، ”بارک اللہ فیہا ورا د فی شرفہا“۔

سب سے افضل شہر

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دنیا کا سب سے مقدس اور افضل ترین شہر ہے، پھر ان دونوں شہروں میں مدینہ منورہ کی سرزمین کا دوا پاک حصہ جو رسول اللہ ﷺ کے جسد اقدس اور اعضاء مبارکہ سے مس کر رہا ہے، وہ پورے روئے ارض میں افضل ترین حصہ ہے، قاضی عیاض نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ یہ حصہ مکہ مکرمہ سے بھی افضل ہے، (۴) اس جگہ کو چھوڑ کر ان دونوں مقدس شہروں میں کون افضل ہے؟ اس بابت اہل علم کی رائیں مختلف ہیں، امام مالکؒ کے نزدیک مدینہ کو فضیلت حاصل ہے، اس لئے کہ یہی حضور ﷺ کا دار الحجرت ہے، یہیں صحابہ مقیم ہوئے اور رسول اللہ ﷺ سے مدینہ کی فضیلت اور مدینہ کے لئے دعائیں بکثرت منقولات ہیں، حنفیہ، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک مکہ افضل ہے (۵) کیونکہ آپ ﷺ نے مکہ سے نکلے ہوئے فرمایا تو روئے ارض کا بہترین حصہ ہے

(۲) حواہر الفقا ۶۸۰

(۳) رد المحتار ۲۵۷/۲

(غلام کی ایک صورت)

مذربک

جس غلام کے بارے میں اس کا مالک کہہ دے کہ وہ اس کے مرنے کے بعد آزاد ہے، اس غلام کو ”مذئبر“ کہتے ہیں، غلام کے بارے میں ”عبد“ اور ”رق“ وغیرہ الفاظ کے ذیل میں ضروری احکام آچکے ہیں۔

(ایک پیمانہ)

مذربک

”مذ“ ایک قدیم پیمانہ ہے، احادیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مد سے وضوء اور ایک صاع سے غسل فرمایا کرتے تھے، اس سلسلہ میں اس بات میں تو تمام فقہاء متفق ہیں کہ ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے، لیکن اس میں اختلاف ہے کہ خود مد کی مقدار کیا ہے؟ حنفیہ کے نزدیک ایک مد دو رطل اور ایک صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے، فقہ وجہ زکرائے ہے کہ ایک مد ایک اور تہائی رطل (۱-۱/۳) کا اور صاع پانچ اور تہائی رطل (۵-۱/۳) کا ہوتا ہے۔ (۱)

ظاہر ہے کہ موجودہ دور میں ان پیمانوں کا وجود تو کبھی نام و نشان بھی باقی نہیں رہا، اس لئے علماء و ادباء نے موجودہ اوزان میں اسے نخل کرنے کی کوشش ہے، چنانچہ مفتی محمد شفیعؒ کی رائے ہے کہ مد ۶۸ تو ۳ ماشہ کے برابر ہے، (۲) اور ایک تولہ ۱۲ گرام کے برابر ہے، اس سے موجودہ اوزان میں مد کے وزن کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

(شروع سے شریک نماز)

مذربک

مذربک اس مقتدی کو کہتے ہیں جس کی کوئی رکعت امام کے ساتھ فوت نہ ہوئی ہو، (۳) اس کے مقابلہ میں مسبوق اور لاحق ہے، مسبوق وہ مقتدی ہے، جسے ابتدائی رکعت یا رکعتیں امام کے

(۱) دیکھئے المعنی ۲۹۷

(۳) کبیری ۳۰

(۵) رد المحتار ۲۵۶/۲

"انک لجبر ارض اللہ"، اور اللہ کی زمین میں نہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے، "واحب بقعة فی الارض الی اللہ، اگر مجھے یہاں سے نکال دیا گیا ہوتا تو میں نہیں نکلتا۔" (۱)

مدینہ منورہ کا نام

اسلام سے پہلے مدینہ کو "بثرب" کہا جاتا تھا، "بثرب" کے معنی یک شخص کا نام تھا جس کی طرف یہ شہر منسوب تھا، (۲) آپ ﷺ نے اس کا نام حبیبہ رکھا، (۳) جس سے معنی پاکیزہ کے ہیں، چنانچہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مدینہ کا کثرت ہے اسے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا خواستگار ہونا چاہئے، "یہ" طیبہ "ہے" طیبہ" (۱۰) یوں مدینہ منورہ کے متعدد نام ہیں، ورنہ علم نے پچھلے (۹۵) نام ذکر کئے ہیں۔ ۱۱

مدینہ کی حدود

مدینہ کی حدود خود آپ ﷺ نے متعین فرمائی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام قرار دیا تھا، اور میں مدینہ کو حرام قرار دیتا ہوں، جو دو سنگ رخ، سیاہ، پتھر پیلے، حدوں کے درمیان ہے، عابیس لاتبھا۔ (۶) بعض روایات میں ہے کہ میں دو پہاڑ کے درمیان جیسے کو حرام قرار دیتا ہوں، (۷) ان روایتوں میں کوئی تباہی نہیں، کیونکہ مدینہ، مشرق و مغرب کی سمت سے پتھری زمینوں نے اور شمال و جنوب کی طرف سے پہاڑوں نے احاطہ میں لیا ہوا ہے، (۸) ان دو پہاڑوں میں سے ایک "عمیر" یا

"عمر" کہلاتا ہے، اور دوسرا "ثور"، جو اُحد کے شمالی جانب چھوٹا سا پہاڑ واقع ہے، ایک بڑی یعنی طول و عرض دونوں میں بارہ بارہ میل و سہ ماہی کا رقبہ ہوتا ہے۔ (۹)

کیا مدینہ حرم ہے؟

حدیثوں میں یہ بات بکثرت آئی ہے کہ آپ ﷺ نے مدینہ کو حرم قرار دیا، اس کے درخت کو اکھاڑنے اور یہاں کے جانوروں کے شکار کرنے سے منع فرمایا، (۱۰) چنانچہ، لکھنؤ، شوافع اور حنابلہ کے ایک مدینہ بھی اسی طرح حرم ہے، جس طرح مکہ، یہاں تک کہ خود روپوں کو کاٹنا اور جانوروں کا شکار کرنا جائز نہیں، (۱۱) حنفیہ کی طرف یہ بات منسوب ہے کہ وہ مدینہ کو حرم نہیں سمجھتے، لیکن ایسی صحیح، صریح روایات کی موجودگی میں اس سے انکار ناجائز میں نہیں آتا، ذیل ہوتا ہے کہ حنفیہ مدینہ کے حرم ہونے کے سکر نہیں، بلکہ حرم کی اور حرم مدنی میں یک نیت کے احکام میں قائل نہیں ہیں، کسی مدینہ میں شکار کرنا اور خود درخت کو کاٹنا حنفیہ کے یہاں بھی مکروہ ہے، (۱۲) اگر حنفیہ کے نزدیک مدینہ حرم نہیں ہوتا تو اس کراہت کی کوئی وجہ نہیں تھی، دوسرے فقہاء، لکھنؤ، شوافع اور حنابلہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ مدینہ کے شکار پر "جرا" واجب نہیں، (۱۳) اب گویا حنفیہ اور دوسرے فقہاء مدینہ کی حرمت پر متفق ہیں، اور اس بات پر بھی متفق ہیں کہ حرم کی اور حرم مدنی کے احکام یکساں نہیں، البتہ ممنوعات حرم کا ارتکاب حنفیہ کے یہاں مکروہ اور دوسرے فقہاء کے یہاں حرام ہے، حنفیہ کے پیش نظر اس سلسلے میں

(۱) دیکھئے القاموس بسبب ۹۰، مددہ ثرب

(۲) مجمع تراوئذ ۳۰۰۳ قال الہیثمی رود احمد و موسیٰ و رجالہ نقد

(۳) مسلم ۳۳۰۷ باب فصل المدينة

(۴) شرح نووی علی مسلم ۳۳۲۱

(۵) مسلم ۳۳۰۷ باب فصل المدينة

(۶) ۱۰ پچھے مرقۃ مفاتیح

(۱) کبر بحال ۹۵

(۲) ۱۰ پچھے مجمع الروا ۳۰۰۳

(۳) سنن ترمذی ابواب تاریخ المدینة المنورة

(۴) مسلم ۳۳۱۰

(۵) الفہمہ الاسلامی وأدبہ ۳۳۳، ۳

(۶) ۱۰ شرح نووی علی مسلم ۳۳۲۱

(۷) ۱۳ الفہمہ الاسلامی وأدبہ ۳۳۵، ۳

اس حصہ کے لئے مخصوص ہے جسے آپ ﷺ نے تعمیر فرمایا تھا۔ (۱۔)

مدینہ کے کچھ مبارک مقامات

ای مسجد میں آپ ﷺ کے منبر القدس اور حجرہ مبارکہ کا ارمیابی حصہ ہے، جسے آپ ﷺ نے جنت کی کباریوں میں سے ایک کیاری "روضة من ریاض الجنة" قرار دیا ہے، (۸) مدینہ ی میں احد کا پہاڑ واقع ہے، جس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے، اور ہم اس سے (۹) مدینہ ی کے قریب قبا ہے، جہاں سے پہلے آپ ﷺ نے مسجد کی بنیاد رکھی، اور خود قرآن نے شہادت دی ہے کہ اس مسجد کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے، (۱۰۔ ۱۱۔) آپ ﷺ کبھی پیس اور کبھی سواری پر یہاں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز ادا فرماتے، بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ خاص طور پر ہفتہ کے دن جانے کا معمول تھا، (۱۰) مسجد نبوی سے قریب ہی جنت البقیع کا قبرستان واقع ہے، جس میں بڑے بڑے صحابہ کرام اور ان کے خاندان ہیں، صدقہ صفحہ کی اس بستی کی زیارت بھی مستحب ہے، اور رسول اللہ ﷺ کا بعض اوقات اس مبارک قبرستان میں تشریف لاکر دعا کرنا ثابت ہے، (۱۱) غرض مدینہ کے چھپ چھپ پر جان نثاری، قربانی اور وفاداری و فداکاری کا نقش ثبت ہے، اور شہر کا ایک ایک ذرہ دامن دل کو کھینچتا اور نگاہ محبت کو اپنی جانب متوجہ کرتا ہے، اس لئے قدم قدم پر اس کے حرام کاری اور اس سے محبت و تعلق کا لحاظ ضروری ہے، (۱۲) و بابت التوفیق۔

(قبر شریف کی زیارت اور آداب زیارت کا ذکر، لفظ "احمد" کے تحت آچکا ہے)۔

۱۱ حدیث سے کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ایک پردہ سے کھیل رہے تھے، حرم آیا تھا، آپ ﷺ نے مڑ جان سے فرمایا "یا ابا عبیدہ ما فعل النعیر" (۱) اگر حرم مدینہ کا کھیل بھی حرم مکہ کی طرح حرام ہو جاتا تو آپ ﷺ نے حضرت عبیدہ جیسے کون سے پردہ کے پکڑنے سے منع فرمایا ہوتا۔ نہ ان کی دھمکی کی ہوتی۔

مدینہ میں قیام کی فضیلت

جو لوگ مدینہ میں کسی حیثیت و مقام کا احترام رکھتے ہوئے قیام پذیر ہو سکیں، ان کے لئے مدینہ میں قیام رہنا بہت ہے، اور مکہ میں قیام سے بھی افضل ہے، (۱۲) آپ ﷺ نے فرمایا جو مدینہ کی تکلیف کو برداشت کرتے ہوئے وہاں قیام کرے گا اور وہیں اس کی موت واقع ہوگی میں قیامت کے دن اس کے حق میں گواہ اور شفیع ہوں گا، (۱۳) مدینہ ی میں مسجد نبوی واقع ہے، اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسجد حرام کے سوا دوسری تمام مسجدوں میں ایک بزار نماز سے بڑھ کر اس مسجد میں ایک نماز ادا کرنا ہے، (۱۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ جس نے میری مسجد میں چالیس نمازیں پڑھیں، اور ان میں سے کوئی نماز اس سے فوت نہیں ہوئی، تو اس کے لئے جہنم کے عذاب سے اور نفاق سے براءت لکھی جائے گی۔ (۱۵)

مسجد نبوی کے حکم میں مسجد کا توسیع شدہ حصہ بھی ہے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اگر اس مسجد میں مدینہ کے قبرستان تک بھی توسیع کر دی جائے تو وہ مسجد نبوی ہی ہوگی۔ "لو ردنا فیہ حتی یبلغ الجبان لکان مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"، (۱۶) اہل ایمان کوئی کا خیال ہے کہ یہ فضیلت

(۲) در محضر و در انتظار ۲۵۷/۲

(۳) مسلم عن انس ہریرۃ ۳۳۶

(۴) مجمع الزوائد ۹/۴ بحوالہ مسند حمد و طبرانی و مال الہیثمی رحالہ ثقات

(۵) الفقه الاسلامی وادلہ ۳/۳۳۳

(۸) مسلم ۳۳۶

(۱۰) مسلم ۳۳۸

(۱) اس ماجہ حدیث نمبر ۳۷۱۵

(۳) مجمع بروشد ۳۰۰/۳ قال الہیثمی رحالہ ثقات

(۵) مجمع الزوائد ۹/۴ بحوالہ مسند حمد و طبرانی و مال الہیثمی رحالہ ثقات

(۷) شرح نووی علی مسلم ۳۷۱/۱

(۹) حوالہ سابق

(۱۱) دیکھئے ترمذی ۱۵۶۲ ط دیوبند

مذی

مذی سے مراد وہ سفیدی مائل رقت مادہ ہے جو شہوت اور بھجان کے وقت مرد کے عضو تناسل سے خارج ہوتا ہے، اسی کیفیت کے ساتھ عورت کے جسم سے جو مادہ خارج ہوتا ہے، اس کو 'مذی' کہتے ہیں، (۱) اس کے نکلنے کی وجہ سے وضوء واجب ہوتا ہے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے اس بابت سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مذی سے وضوء اور منی سے غسل واجب ہے، (۲) مذی اور ہر وہ چیز جس سے وضوء یا غسل ٹوٹ جاتا ہے، نجاست غلیظہ ہے، (۳) اس کے ناپاک ہونے پر فقہاء کا اتفاق ہے، (۴) اس کے پاک کرنے کے سلسلے میں وہی اصول ہیں جو دوسری اُس دیکھی غلیظہ نجاست (نجاست غلیظہ غیر مرئیہ) کا حکم ہے، یعنی خفیہ کے نزدیک اس کے پاک ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اسے تین بار دھویا جائے، (۵) چنانچہ حضرت اہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے کپڑے میں لگ جانے والی مذی کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کافی ہے کہ ایک چٹو پانی سے کس سے کپڑے پر چھینٹا مارو، (۶) حدیث میں 'نزع' کا لفظ آیا ہے، اور نزع کے معنی پانی بہانے اور دھونے کے بھی آتے ہیں، بعض روایات میں 'غسل' یعنی دھونے کا حکم ہے، (۷) الام احمد کے ایک قوس کے مطابق مذی سے صرف وضوء واجب ہوتا ہے، استبراء یا اس مقام کو دھونا جہاں نجاست لگی ہے، محض مستحب ہے۔ (۸)

مرأة (عورت)

احکام کے لئے دیکھئے نہ۔

مراجعہ

(نفع کے ساتھ فروخت)

مراجعہ کا مادہ ربح ہے، ربح کے معنی فائدہ کے ہیں، اس طرح مراجعہ کے معنی ایک کا دوسرے کو نفع پہنچانا ہے، شریعت میں خرید و فروخت کی ایک صورت یہ ہے کہ کسی چیز کو پہلی قیمت کا حاذ کئے بغیر فروخت کیا جائے، اس کو 'مسومہ' کہتے ہیں، دوسری صورت یہ ہے کہ کسی شے کو فروخت کرتے وقت پہلی قیمت کو ملحوظ رکھا جائے، اب اگر پہلی ہی قیمت میں فروخت کرے تو 'توینہ' ہے اور اس پر اضافہ کے ساتھ فروخت کرے تو 'مراجعہ' ہے، اسی طرح شریعت کی اصطلاح میں مراجعہ یہ ہے کہ کوئی آدمی جس چیز کو جتنے میں حاصل کرے، اس پر نفع کے ساتھ فروخت کرے، 'المعروضات بیع ماملکہ بعا قام علیہ وبفصل'، (۹) مراجعہ کی یہ تعریف صاحب تہذیب الاصول نے کی ہے جو سب سے جامع اور پوری طرح مراجعہ کے مصداق کو حاوی و شامل ہے، نیز اس تعریف سے ان اعتراضات و شبہات سے بھی حفاظت ہو جاتی ہے، جو اہل فن نے کیا ہے، اور جن کا ابن نجیم نے تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ (۱۰)

مراجعہ دراصل اپنے ماسبق سے مربوط ہوتا ہے، یعنی آدمی نے جس قیمت میں اس چیز کو حاصل کیا ہے، اسی پر اضافہ کے ساتھ فروخت کرنے کا نام مراجعہ ہے، خواہ اس نے یہ چیز خرید کر یا ہم مقررہ قیمت (ثمن) پر حاصل کیا ہو، یا کسی کی چیز غصب کر لی تھی اور اس کو بازار کے عام نرخ (قیمت) کے مطابق اس کا عوض ادا کیا ہو، یا اس نے کسی کو کوئی چیز بہہ کی تھی اور اس شخص نے اس کے عوض میں یہ سامان بہہ کیا، یا یہ اس کی موروثی چیز تھی، ورنہ اس نے سامان کی قیمت لگائی اور اسی قیمت کے تناسب سے فروخت کرنے والے کو

(۲) ترمذی باب ما جاء من المعنی والمذی

(۳) مدائع الصنائع ۹۳۱

(۴) ترمذی باب ما جاء من المعنی بصب ثوب

(۵) دیکھئے المعنی ۱۲۱

(۶) دیکھئے البحر الرائق ۵۸۲-۵۸۱

(۱) حبیب ۱۱

(۲) حبیب ۲۰

(۳) مدائع الصنائع ۸۷

(۴) أبوداؤد حدیث نمبر ۲۱۰

(۵) مدار المختار ۵۲-۵۳

حصہ دیا، ان تمام صورتوں میں جس شخص کو یہ چیز حاصل ہوئی، اگر اس نے اس کو نفع کے ساتھ فروخت کیا تو یہ تمام صورتیں مراہجہ میں داخل ہیں، اور مراہجہ کی مذکورہ تریف ان سب کو شامل ہے۔

بعض دفعہ دوسرے اسباب کے تحت سامان کی قیمت بڑھ جاتی ہے، مثلاً کپڑا خرید اور اسے رنگوایا، یا سلویا، تو رنگائی اور سلوائی کے پیسے بڑھ گئے، یا کہیں دور خرید ادھان سے خرید کر سائے یا کسی دلال کے واسطے سے سامان خرید کیا، تو ظاہر ہے کہ بار برداری اور دلالی کی اجرت کا اضافہ ہو جائے گا، تو اس اضافہ کو قیمت میں جوڑ سکتا ہے، علامہ حاکمی نے اس مسئلے میں یہ اصول بتایا ہے کہ ہر وہ چیز جو اس سامان میں اضافہ کرتی ہو، جیسے رنگوائی اور سلوائی، یا اس کی قیمت میں، جیسے بار برداری تو اسے اصل قیمت کے ساتھ طایا جائے گا، کل ما یزید فی المبیع اولی قیمته بضم۔ (۱)

البتہ اس زیادہ رقم کو مار کر یہ نہ کہے کہ میں نے اس کو اتنی رقم میں خریدا ہے کہ ایسا کہنا جھوٹ ہوگا، بلکہ چاہئے کہ یہ چیز مجھے اتنے میں پڑی ہے، فام علیہ بکذا۔ (۲) مثلاً دس روپے میں ایک چیز خریدی اور مزید پانچ روپے خرچ کرنے پڑے تو یوں کہے مجھے یہ چیز پندرہ روپے میں پڑی ہے۔

درست ہونے کی شرط

مراہجہ صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے کہ پہلی قیمت واضح کی جائے، اور دوسرا خریدار اس کو جان لے، دوسرے نفع بھی معلوم و متعین ہو، تیسرے اس سامان کو جس چیز کے عوض خریدا گیا تھا، وہ مثلی ہو، یعنی اس کی مقدار پیمانہ سے ناپ کر یا تول کر معلوم کی جاتی ہو، یا گن کر اس کی مقدار متعین کی جاتی ہو، لیکن اس کے افراد میں کوئی زیادہ تفاوت نہ پایا جاتا ہو، (عددیات متقار بہ) چوتھے

جو خرید و فروخت ہوئی تھی، اس میں ایک طرف سے اضافہ سود نہ قرار پاتا ہو، کیونکہ ایسی صورت میں مراہجہ سود کا باعث ہوگا، جیسے کسی شخص نے دس تولہ چاندی دس تولہ چاندی کے بدلے فروخت کی، اب خریدار اس کی دس تولہ چاندی کو گیارہ تولہ کے بدلے فروخت کرنا چاہے تو یہ سود ہونے کی وجہ سے حرام ہوگا۔ (۳)

اگر بیچنے والے نے دھوکہ دیا؟

اگر بعد کو یہ بات ظاہر ہوگئی کہ فروخت کرنے والے نے خیانت سے کام لیا ہے، اور جس قیمت میں سے یہ چیز پڑی تھی، اس سے زیادہ قیمت بتائی خواہ یہ خود اس کے اقرار سے ثابت ہو، یا گواہان کے ذریعے، یا اس سے قاضی نے قسم کا مطالبہ کیا اور اس نے اس سے انکار کیا، بہر صورت خریدار کو حق ہوگا، کہ یا تو اسے پوری قیمت ادا کر کے لے لے یا واپس کر دے، یہ حق نہیں ہوگا کہ اس دھوکہ کی وجہ سے کم قیمت ادا کرے، اور اسے لے لے۔ (۴)

اگر اس دوسرے خریدار نے سامان کو قصداً ضائع کر دیا یا ضائع ہو گیا، یا اس میں کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا، جس کی وجہ سے شرعاً وہ اسے واپس نہیں کر سکتا، تو اب اس کو پوری قیمت مقررہ ادا کرنی ہوگی، اور واپس کرنے کا اختیار بھی نہ ہوگا، (۵) خیانت قیمت کی مقدار میں بھی ہو سکتی ہے، اور اس کی مفت اور کیفیت میں بھی، مثلاً ایک شخص نے ایک سامان پچاس روپے میں ادھار خریدا، اور دوسرے خریدار سے یہی قیمت بتائی، لیکن یہ نہ بتایا کہ اس نے ادھار خریدا تھا، تو یہ بھی خیانت ہے، کیونکہ عام طور پر ادھار کی قیمت نقد سے زیادہ ہوتی ہے، اور صورت میں بھی اس خریدار کو معاملہ کے رد کرنے کا اختیار ہوگا، (۶) واضح رہے کہ مراہجہ میں فروخت کنندہ کو وہ قیمت بتانی ضروری ہے جو معاملہ کے وقت طے

(۲) حوالہ سابق، البحر، رائل ۱۰۶

(۳) درمختار و ردالمحتار ۵۵/۳

(۴) بدائع صنیع ۲۲۵/۵

(۱) درمختار ۱۵۵/۳

(۳) دیکھئے بدائع الصنیع ۲۲۵-۲۲۰

(۵) درمختار ۵۶/۳

پائی تھی، مثلاً دوسرو پے قیمت طے پائی، اور بعد میں باہمی رضا مندی سے بجائے دوسرو پے کے کپڑے دے دیئے تو سرسختہ میں دوسرو پے ہی بتانا ہوگا، نہ کہ کپڑے، بہت اگر طے شدہ قیمت میں فروخت کنندہ نے قیمت نہ مقرر کی تھی، مثلاً ذریعہ سورو پے ہی لئے، تو اس صورت میں اس کی قیمت ذریعہ سو ہی متصور ہوگی، اور دوسو بتانا خیانت تصور کیا جائے گا۔ (۱)

نقد و ادھار قیمت میں فرق

آج کل جو سودی مایاتی ادارے لوگوں کی رقم جمع کر کے سرمایہ کاری کرتے ہیں، اس میں مراہق کی صورت بکثرت مراج ہے، کیونکہ اس صورت میں سرمایہ کار کو نقصان کا اندیشہ نہیں ہوتا، اس سلسلے میں چند سوالات ہیں، جو قابل توجہ ہیں، اول یہ کہ اس میں نقد اور ادھار قیمت میں فرق کیا جاتا ہے، اگر ایک چیز نقد سورو پے میں ہے تو ادھار ایک سو دس روپے میں، کیا یہ صورت سود کی نہیں ہے؟ اس سلسلے میں فقہاء کے یہاں صراحت موجود ہے کہ نقد اور ادھار قیمت میں تفاوت جاتا ہے، بشرطیکہ نقد اور ادھار میں سے ایک پر معامدہ طے پا جائے، (۲) میرائے نہ صرف فقہاء حنفیہ کی ہے، بلکہ دوسرے فقہاء کی بھی ہے، صاحب بدایہ خود مراہق کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ قیمت میں مدت کی وجہ سے بھی اضافہ کیا جاتا ہے۔

”الابری انہ یزاد فی الشمس لاجل الاحل“۔ (۳)

بیع یا وعدہ بیع

آج کل یہ بھی ہوتا ہے کہ سرمایہ کاری کے ادارے خود اپنے پاس مال نہیں رکھتے، آرڈر لے کر مال خریدتے اور پھر اسے نفع کے ساتھ گاہک کو دیتے ہیں، اس صورت میں گاہک سے جو مال کا معاملہ

طے ہوتا ہے، اسے بیع نہیں بلکہ وعدہ بیع تصور کیا جائے گا، وعدہ کے سلسلے میں اصول یہ ہے کہ اس کو پورا کرنا دینا واجب ہے، قضاء نہیں، یعنی اگر دونوں فریق میں کوئی بھی خریدنے اور بیچنے کے وعدہ سے مکر جائے اور اس نے ایسا کسی ایسے عذر کی بناء پر نہ کیا ہو جو شرعاً قابل قبول ہے، تو وعدہ خلافی کا گناہ تو ہوگا، لیکن قضاء اس کی تکمیل واجب نہیں، چاہے خریدار لینے سے انکار کر دے، یا بیچنے والا اس سامان کی فراہمی سے مورانا اشرف علی تھ نوٹی نے بھی اس صورت کو وعدہ بیع قرار دیا ہے، (۴) یہی بات شیخ مصطفیٰ زرقاء نے لکھی ہے، (۵) امت دونوں فریق میں بین دین کا جو وقت طے پایا تھا، اس وقت اگر بین دین ہو جائے اور زبان سے ایجاب قبول نہ ہو، تو یہ بین دین ہی معاملہ کی تکمیل کے لئے کافی ہو جائے گا، مزید زبانی ایجاب و قبول کی ضرورت نہ ہوگی، اس کو فقہ کی اصطلاح میں ”بیع تعاطی“ کہتے ہیں۔

مراطلہ (فقہ مالکی کی ایک اصطلاح)

مراطلہ کی اصطلاح فقہاء مالکیہ کے یہاں استعمال ہوتی ہے، سونے کے سونے یا چاندی کی چاندی سے ہم وزن خرید و فروخت ہو، لیکن ایک طرف سے مال زیادہ عمدہ ہو، اور دوسری طرف سے نسبتاً ردی، اسی کو ”مراطلہ“ کہتے ہیں، اور فقہاء مالکیہ نے فہم سود سے بیچنے کی غرض سے اس کو حرام قرار دیا ہے۔ (۶)

مراہق (قریب البلوغ)

مراہق کے معنی عام طور پر قریب البلوغ کے کئے جاتے ہیں، فیروز آبادی نے ”راہق العلام“ کا معنی لکھا ہے، ”قارب الحلم“ (۷) شیخ مصطفیٰ زرقاء نے مراہق کی اس طرح توضیح کی ہے کہ بوج کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ عمر کے درمیان کا زمانہ

(۱) مدنی الصنائع ۳۳۵ بحوالہ الرائق ۶۹

(۲) ہدایہ ۱۰ باب المراج

(۳) مدخل الفقہی العام ۳۳۶

(۴) تقاموس المحيط ۱۳۸

(۵) ہدایہ ۷۳

(۶) امداد القاری ۳۷۳

(۷) الفقہ لاسلامی وادلیہ ۲۸۰۳

ہے، جس سے بہتر در کوئی سچہ نہیں ہو سکتا، پھر عقل و دانائی کی صورت میں اس کو ایسی نعمت کبریٰ سے نوازا گیا ہے، کہ اپنے جسم و صحت کی حفاظت کا سر و سامان کرنے کی جو صلاحیت اس میں ہے، کسی اور مخلوق میں اس کی مثال نہیں مل سکتی، اس کے باوجود عوارض سے وہ بھی خالی نہیں اور بیماری کے سامنے وہ بھی عاجز و مغلوب ہے، اور ایسا ہونا بھی ضرورتاً ورنہ بجز و فروتنی اور اپنی ناطقہ کا احساس شاید اس کے قریب بھی نہ پھٹک پاتا، انسان کتنے بھی جتن کرے، لیکن شفاء بہر حال اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

بیماری کا عذاب ہونا ضروری نہیں

سہم کا تصور یہ ہے کہ بیماری اور شفاء اللہ کی طرف سے ہے، اس میں نرماں بردار اور نافرمان کی کوئی تخصیص نہیں، حضراتِ انبیاء کرام جو تمام مخلوقات میں افضل ہیں، وہ بھی بیماری سے دوچار ہوئے ہیں، اور رسول اللہ ﷺ جو تمام پیغمبروں میں افضل ہیں، متعدد بار مریض ہوئے ہیں، اور بیماری کی تکلیفیں اٹھائی ہیں، یہ ضرور نہیں کہ بیماری اللہ کا عذاب اور اس کے ناراض ہونے کی دلیل ہو، بیماری اللہ کی طرف سے امتحان اور آزمائش بھی ہو سکتی ہے، مومن کے لئے اس کے گناہوں کا کفارہ بھی ہو سکتی ہے، آپ ﷺ سے مروی ہے کہ مومن کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی کاٹنا بھی چہتا ہے، تو یہ اس کے لئے اس کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے، (۱) اسی طرح بیماری مومن کے لئے اس کے درجات کی بندی کا باعث بھی ہو سکتی ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے روایت ہے، (۲) اسی لئے بیماری سے بدھگونی نہیں مٹی چاہئے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جس سے خیر کا ارادہ رکھتا ہے، اسے مصیبت میں مبتلا فرماتے ہیں، ”من یؤدقہ بہ حیواً یصب مہ“، (۳) علامہ

”مرہقت“ کہلاتا ہے، واضح ہو کہ یوغ کی کم سے کم عمر لڑکیوں کے لئے نو سال اور لڑکوں کے لئے بارہ سال مانی گئی ہے، اور زیادہ سے زیادہ عمر نام ابو حنیفہ کے یہاں لڑکوں کے لئے اٹھارہ اور لڑکیوں کے لئے سترہ سال کی ہے، لیکن جمہور فقہاء اور خود امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک لڑکوں اور لڑکیوں دونوں میں زیادہ سے زیادہ عمر یوغ پندرہ سال ہے، اور حنیفہ کے یہاں اسی پر فتویٰ ہے، مگر یوغ کی عجت اور تاخیر میں موسم، غذا اور سماجی حالات کا بھی اثر پڑتا ہے، اس لیے بارہ سال سے پندرہ سال تک کی عمر کے نابالغ لڑکے اور لڑکیوں کو مراہق سمجھا جائے گا۔ (۱)

مراہق کا حکم

مراہق کے حکام عام طور پر وہی ہیں، جو ”بشعور نابالغ“ (مبھی مجیز) کے ہیں، البتہ جس عورت کو تین طلاق اس کے شوہر نے دیدی ہو، مراہق سے اس کا نکاح ہو، ورنہ اس سے مقاربت کر لے، تو وہ عورت پہلے شوہر کے لئے طلال ہو جائے گی۔ (۲)

مرثہ

مرثہ کا لفظ ”ارثہ“ سے ماخوذ ہے، اسلام قبول کرنے کے بعد دین حق سے پھر جانے کا نام ارثہ ہے، مرثہ کے احکام لفظ رثہ کے تحت مذکور ہو چکے ہیں۔

مرسل

یہ حدیث کی ایک خاص اصطلاح ہے لفظ حدیث کے تحت وضاحت پہنچی ہے۔

مرض

(مرض، بیماری)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین جسمانی قالب عطا فرمایا

(۱) ہدیہ مع فقہ ۳۳۰ باب الزحاف

(۲) مع الداری ۱۰۹

(۱) السجل الفقہی بغداد ۱۹۴۶ء

(۳) معاری مع فقہ ۱۰۷، کتاب النکاح

(۵) معاری مع فقہ ۱۰۸

استحاضہ میں مبتلا ہو، تو ایسے مریض ہر نماز کے وقت نیا وضو کر کے، نماز ادا کر سکتے ہیں، گو وہ عذر رہتی ہو۔ (دیکھئے، معذورہ، استحاضہ)۔

بیٹھ کر نماز

جو شخص بیماری کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو، اس کے لئے بیٹھ کر نماز ادا کرنا جائز ہے، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکو تو بیٹھ کر ادا کرو، اور بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکو تو لیٹ کر۔ (۳)

کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر ہونے سے مراد یہ ہے کہ یا تو کھڑا ہو ہی نہ سکتا ہو، جیسے مفلوج ہو، یا سخت تکلیف کے بغیر کھڑا ہونا ممکن نہ ہو، یا ماہر احباء کا مشورہ ہو کہ اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھے گا، تو بیماری بڑھ جائے گی یا صحت میں تاخیر ہوگی، (۵) البتہ قیام پر قدرت کے باوجود بیٹھ کر فرض نماز پڑھنا جائز نہیں، اگر پورے وقت کا قیام دشوار ہو لیکن کچھ دیر کھڑا رہ سکتا ہو مثلاً تحریر کے بقدر کہ اتنی دیر کھڑے رہ کر پھر بیٹھ جانا چاہئے۔ (۶)

بیٹھنے کی کوئی ہیئت متعین نہیں، جس طرح بیٹھنے میں سہولت ہو اس طرح بیٹھ کر نماز ادا کرے، تشہد کی بیٹھک آلتی پالتی یا کسی اور طرح، (۷) — اگر بیٹھ کر پڑھتے ہوئے رکوع اور سجدہ کر سکتا ہے، تو رکوع اور سجدہ کرے، مگر رکوع اور سجدہ اپنی ہیئت پر ممکن نہ ہو تو سر کے اشارے سے رکوع اور سجدہ کرے، اور سجدہ کو ہتھ بلبہ رکوع کے زیادہ پست رکھے، نیچے رکھی ہوئی کسی چیز کو اٹھ کر سر سے لگا لیا سجدہ کے لئے کافی نہیں، (۸) البتہ اگر زمین پر تکیہ یا کوئی ایسی سخت چیز رکھی ہوئی ہو، جس پر پیشانی ٹک جاتی ہو، اور اس پر سجدہ کرے تو یہ کافی ہے۔ (۹)

قرآنی نے لکھا ہے کہ مصائب پر انسان راضی ہو یا نہ ہو، وہ بہر طور اس کے لئے کفارہ بنتی ہیں، اور حافظ ابن حجر کا خیال ہے کہ اگر آدمی اللہ کی ابتلاء پر راضی رہے، تو اس رضا بقدر یکا جزی بھی ہوگا، اور گناہ تو معاف ہو گا ہی۔ (۱)

یہ وضاحت اس لئے کی گئی ہے کہ بعض مذاہب میں بیماری کو پچھلے جنم کے گنہوں کی سزا تصور کیا جاتا ہے، یہ تصور انسان کے گنہگار ہونے کے خیال کو تقویت دیتا ہے، اور اسے معذور و مجبور لوگوں کے لئے جذبہ رحم کے بجائے جذبہ نفرت پیدا کرتا ہے، اسلام نے مرض کے سلسلے میں جو تصور دیا، اس سے مریض کے لئے رحم کے جذبات ابھرتے ہیں اور خود مریض کے لئے یہ بات تسکین خاطر کا باعث ہے۔

مریض اور اس کے احکام

جسم کا حد اعتدال میں باقی نہ رہنا مرض ہے، (۲) مرض بھی ان اسباب میں سے ہے جنکی وجہ سے بہت سے احکام شرعیہ میں سہولت اور آسانی پیدا ہوتی ہے۔

☆ بیماری کی وجہ سے وضو اور غسل کی بجائے تیمم کی اجازت ہے اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے۔ (۲)
(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تیمم)

☆ اگر أعضاء غسل میں سے کسی عضو پر زخم یا چوٹ کی وجہ سے پٹی بندھی ہو، تو پٹی پر مسح کر لینا کافی ہے، اس حصہ کو دھونا ضروری نہیں۔ (ملاحظہ ہو جبرۃ)

☆ اگر کوئی شخص ایسا مریض ہو کہ اس کا وضو نہیں ٹھہر پائے، جیسے مسلسل پیشاب کے قطرے آتے رہتے ہیں، یا عورت

(۲) کسر العرفاء ۲۳۸

(۳) ترمذی ۸۵۰، باب ما جاء في صلاة القاعد عني نصف من صلاة العائم

(۶) کبیری ۲۵۹

(۸) مراقی علاج و معطای ۲۳۵، کبیری ۲۵۹

(۱) فتح بدری ۷۰

(۳) نفعہ الاسلامی و آئینہ ۲۱۸

(۵) مراقی العلاج مع نطحطاولی ۲۳۳

(۷) نطحطاولی عنی المراقی ۲۳۳

(۹) کبیری ۲۵۹

لیٹ کر نماز

اگر بیٹھ کر بھی نماز پڑھنے کی قدرت نہیں، تو لیٹ کر نماز ادا کی جاسکتی ہے، لیٹ کر نماز پڑھنے کی دو صورت ہے، چت لینے، یہ پاؤں بھی قبلہ کی طرف رہے، اور رکوع اور سجدہ کے لئے سر سے اشارہ کرے، البتہ اس صورت میں سر کے نیچے تکیہ رکھ لینا چاہئے، تاکہ چہرہ بھی قبلہ کی طرف ہو سکے، اور رکوع اور سجدہ کا اشارہ بھی ممکن ہو، کہ اگر سر کے نیچے تکیہ نہ ہو، تو چہرہ کا رخ آسمان کی طرف رہے گا نہ کہ قبلہ کی طرف، نیز بہتر ہے کہ مریض اپنے گھٹنوں کو اوپر اٹھائے تاکہ پاؤں کا رخ قبلہ کی بجائے زمین کی طرف ہو جائے، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دائیں کمرے پر اس طرح لیٹے کہ چہرہ قبلہ کی طرف ہو، پہلی صورت یعنی چت لیٹ کر نماز ادا کرنا زیادہ بہتر ہے۔ (۱)

اشارہ سے نماز

اگر لیٹ کر بھی سر سے اشارہ ممکن نہ ہو تو محض آنکھ اور بھونکے اشارے یا دُل کے اشارہ سے نماز کی ادائیگی نہیں ہو سکتی، یہی حنفیہ کے یہاں ظاہر روایت ہے، کیونکہ سجدہ سر کا عمل ہے نہ کہ ان اعضاء کا، امام ابو یوسفؒ کے نزدیک آنکھوں اور بھونکوں کے اشارے سے بھی نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ (۲)

سوال یہ ہے کہ اگر آدمی اس حالت کو پہنچ جائے تو کیا اب بھی فریضہ نماز اس سے متعلق رہتا ہے یا ساقط ہو جاتا ہے؟ اس پر اتفاق ہے کہ اگر بیماری کی شدت کی وجہ سے ہوش و حواس بھی جاتا رہا اور یہ بیہوشی پانچ نمازوں کے اوقات سے زیادہ برقرار رہی، تو اس درمیان فریضہ نماز اس سے متعلق نہیں رہے گا، اور اس کی قضا اس پر واجب نہ ہوگی، اس پر بھی اتفاق ہے کہ گویا ہوش و حواس باقی رہا، لیکن اس کی معذوری اور بیماری نے اتنا طول کھینچی کہ وفات

ہوئی، اور عذر دور نہ ہوا، ایسی صورت میں اس پر ان نمازوں کی بابت قدیہ ادا کرنے کی وصیت کرنا واجب نہیں، اور نہ وہ اس کے لئے گنہگار ہوگا۔

لیکن اختلاف اس صورت میں ہے، جب وہ بیماری سے شغایب ہو جائے اور اسے نماز ادا کرنے کی قدرت حاصل ہو جائے، تو کیا اس پر ان فوت شدہ نمازوں کی قضا واجب ہوگی یا نہیں؟ خود مشائخ حنفیہ کے اس سلسلے میں دو طرح کے اقوال ملتے ہیں، ایک یہ کہ نماز کی قضا واجب ہوگی، اس کو صاحب ہدایہ نے اپنی کتاب ”التحصیص والمعریض“ میں ترجیح دیا ہے، دوسرا قول ہے کہ نماز ساقط ہو جائے گی، اور ان کی قضا واجب نہ ہوگی، اکثر فقہاء قاضی خان، شیخ الاسلام خواہر زوہد، فخر الاسلام، علامہ کاسانی اور امام طہوی وغیرہ نے اسی کو ترجیح دیا ہے، اور فتاویٰ ظہیریہ میں کہا گیا ہے، کہ اسی پر فتویٰ ہے، (۳) اور یہی قول مزاج شریعت سے زیادہ قریب ہے۔

مالکیہ اور شوافع کے نزدیک اگر کوئی شخص اشارے سے رکوع اور سجدہ پر قادر نہ ہو، تو گوشہ چشم کا اشارہ بھی نیت کے ساتھ رکوع و سجدہ کے لئے کافی ہوگا، (۴) حنبلیہ سے دو قول منقول ہیں، قوی مشہور وہی ہے جو شوافع اور مالکیہ سے منقول ہے۔ (۵)

متفرق مسائل

اگر مریض قیام پر قادر ہو، رکوع، سجدہ پر قادر نہ ہو یا قیام اور رکوع پر قادر ہو، سجدہ پر قادر نہ ہو، تو وہ کھڑے ہو کر بھی نماز پڑھ سکتا ہے۔ اور بیٹھ کر بھی، دونوں صورتوں میں رکوع اور سجدہ اشارہ سے کرے گا، تاہم بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے کہ اس صورت میں سجدہ کا اشارہ سجدہ کی ہیئت سے قریب سے قریب تر ہوگا۔ (۶)

(۲) کبیری ۲۹۰

(۱) کبیری ۲۵۹، مرامی العلاج ۳۶-۳۵

(۳) الشرح الصغیر ۳۶۳/۱۰، المہذب ۳۳۳/۱۰، (مع تحقیق الزحیلی)

(۴) مراقی العلاج ۲۳۶، کبیری ۲۹۰-۲۹۱

(۶) کبیری ۲۹۳

(۵) المعنی ۳۶۱

اس کا حکم محصر کا ہوگا، مریض جو خود ری کرنے یا جرات تک جانے کی قدرت نہیں رکھتا، نہایت دوسرے سے رلی کرا سکتا ہے، مریض سواری پر طواف وسی کر سکتا ہے، مریض تقاضے ضرورت حالت احرام میں بال مؤنث اسکتا ہے، بہت فدیہ ادا کرنا ہوگا، ان مسائل کو خود "حج" کے تحت دیکھا جائے۔

مرض وقات سے مراد

شخصی اور معاشی احکام میں عام طور پر مریض اور صحت مند کے درمیان فرق نہیں ہے، البتہ کچھ خاص احکام ہیں جو مرض وقات سے متعلق ہیں اس لئے ضروری ہے کہ پہلے خود مرض وقات کی حقیقت کو سمجھ لیا جائے، مرض وقات کی تعریف کے سلسلہ میں مختلف اقوال منقول ہیں اور ان میں خاص فرق و تفاوت پیدا جاتا ہے، (۱) حاکمی نے لکھا ہے، کہ بیماری یا کسی اور وجہ سے اس کی ہلاکت یقینی ہو، اور وہ گھر سے باہر نکل کر اپنی ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہو، (۲) لقیہ ابوالیث سے منقول ہے کہ وہ مرض موت کے تحقق کے لئے فریش ہونے کو ضروری قرار نہ دیتے تھے، اس بات کو کافی سمجھتے تھے کہ عام طور پر یہ بیماری ہلاکت تک پہنچ جاتی ہو، شامی سے اس کی تائید کی ہے، اور لکھا ہے کہ صدر شہید کا فتویٰ بھی اسی پر تھا، اور یہی امام محمد کے کلام سے ہم آہنگ ہے، پھر اس رائے کے حق میں بعض اور مؤیدات بھی نقل کئے ہیں، (۳) ابنتہ ایسے امراض جو عام طور پر طویل المدت ہوا کرتے ہیں، وہ اسی وقت مرض موت شمار ہوں گے، جب کہ ان میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہو، اگر وہ ایک خاص حد پر آ کر رک گیا اور سال بھر بھی اس پر کوئی اضافہ نہیں ہوا، تو یہ مرض موت شمار نہیں کیا جائے گا درمختار میں ہے

ہے (۱) کیونکہ مرض وقات میں آپ ﷺ نے بیٹھ کر امامت فرمائی ہے اور حضرت ابو بکرؓ اور مسلمانوں نے کھڑے ہو کر افتاء کی ہے، (۲) ظاہر ہے کہ یہ آپ کا آخری عمل یعنی طور پر قابل عمل ہوگا، پہلے جو عمل کیا گیا، ممکن ہے کہ وہ منسوخ ہو گیا ہو۔

مریض اور روزہ

بیماری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے رمضان کا روزہ توڑنے اور صحت مند ہونے کے بعد اس کی قضاء کرنے کی اجازت دی ہے، (۱) اسی لئے فی الجملہ اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ مریض روزہ افطار کر سکتا ہے، (۲) مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو یا صحت میں تاخیر کا اندیشہ ہو، روزہ کی وجہ سے جسم کو جسمانی نقصان پہنچنے یعنی کسی عضو کے تلف ہونے کا خطرہ ہو یا ابھی تو بیمار نہ ہو لیکن روزہ رکھنے کی صورت میں بیمار ہو جانے کا قوی اندیشہ ہو، جیسے بیماری سے شفاء ہو چکی ہو، ان تمام صورتوں میں روزہ نہ رکھنے کی گنجائش ہے، اور اس سلسلہ میں خود مریض کی رائے جو علامات، تجربات، یا ہر اطباء کے مشورہ پر مبنی ہو، اور اہل ان غالب کے درجے کی ہو، اصل ہے، (۳) خواہ ظہور صحت سے پہلے ہی سے بیمار ہو، یا روزہ شروع کرنے کے بعد بیمار ہوا ہو، دونوں ہی صورتوں میں روزہ توڑنے کی گنجائش ہے، (۴) یہی رائے شوافع، حنابلہ اور دوسرے فقہاء کی بھی ہے۔ (۵)

مریض کے لئے حج میں سہولتیں

حج میں بھی متعدد مسائل ہیں، جن میں مریض کے لئے رعایت ہے، مریض خود سہر حج کرنے کی بجائے حج بدل کرا سکتا ہے، احرام باندھنے کے بعد ایاب مریض ہو جائے کہ سفر نہ کر سکے تو

(۲) بحاری، حدیث ۱۹۸۰، باب جعل الإمام لیؤدہ

(۳) البحر الرائق ۳/۳۶۱، حدیث ۳۰۷

(۴) المہذب ۱۸۹۱، المعنی ۳۲۳-۳۲۴

(۵) الدر المنثور مع الرد ۵۲۰۲

(۱) حنفیہ فقہاء، ۳۷۱، شرح مہذب ۲۱۵/۴

(۲) معنی ۳۰۳

(۳) البحر الرائق ۲۸۲/۲

(۴) ایضاً مع تقدیر ۵۱/۴

(۵) الدر مع الرد ۲۱۲/۲

میں مریض وفات کے اقرار کا اعتبار نہیں، وارث سے ایسا شخص مراد ہے جو اس کی موت کے وقت شرعاً اس کا وارث ہو، (۲) مریض کے وارث کے حق میں اقرار کی بابت دو قول ہیں، اور قوی رائج یہ ہے کہ یہ اقرار درست ہوگا۔ (۳)

اگر ایسے شخص کے لئے اقرار کیا جائیگی ہو، یعنی وارث نہ ہو، تو یہ اقرار معتبر ہوگا، گو یہ ذین اس کے پورے ستر و کوشٹ مل ہو جائے البتہ، حالت صحت کا ذین اور مرضی وفات کا ترار کردہ ایسا دیں جس کے سبب معروف و معلوم ہوں، مقدم ہوں گے، پہلے انھیں ادا کیا جائے گا، پھر اس ذین کو جس کا اقرار اس نے مرضی وفات میں کیا ہے، اور جو معروف نہیں تھا، (۴) مریض کا اقرار اپنے قاتل کے حق میں بھی معتبر نہیں، اگر قاتل نے اس پر ایسا وار کیا ہو، کہ اس کو پوری طرح معذور کر دیا ہو، اور وہ آمدورفت پر بھی قادر نہ رہا ہو۔ (۵)

البتہ مریض وفات کا کسی ایسے شخص کے ہارے میں جس کے یہاں ذین باقی ہو یہ اقرار کرنا کہ اس نے اس کو ذین سے بری کر دیا تھا، درست نہیں، کیونکہ وہ بحالت موجودہ ذین سے بری کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لئے اس سلسلے میں اس کا اقرار بھی معتبر نہ ہوگا۔ (۶)

وصولی ذین کا اقرار

مریض کا ذین کسی اور کے ذمہ ہو اور مریض وفات اس کے وصول ہو جانے کا اقرار کرنا ہو اس کی دو صورتیں ہیں، وارث کے لئے اقرار کرے، غیر وارث کے لئے اقرار کرے، وارث کے لئے اقرار معتبر نہیں، غیر وارث کے لئے اقرار کی بھی دو حالتیں ہیں، یا تو یہ ذین حالت صحت کا ہوگا، یا مرضی وفات میں مبتلا ہونے کے بعد، حالت صحت کے ذین کے ہارے میں وصول ہونے کا اقرار کرنا

المقعد والمفلوج إذا تناول رسم يقعد في الفراش كالصحيح ثم روي حد التطاول سنة وهي الفية المفلوج والمسلول والمقعد مادام يرداد كالمریض۔ (۱)

اچھی، مفلوج، سل زدہ کا مرض طول پکڑ لے اور وہ فریض نہ ہوا تو صحت مند کی طرح ہے، پھر شمس الذکر حوالی سے منقوس ہے کہ مرض کے طویل ہونے کی حد ایک سال ہے، اور قلیہ میں سے کہ مفلوج، سل زدہ کا مرض جب تک بڑھتا رہے، وہ مریض موت ہی کے حکم میں ہے۔

گویا جو مرض وقفہ صحت کے بغیر موت تک پہنچ ہو، مرض وفات ہے۔

مرض وفات کی طلاق

مرض وفات کی حالت میں دی گئی طلاق کا مکمل اثر عورت کی عدت گزرنے کے بعد ہوتا ہے یعنی شوہر کے طلاق دینے کے بعد بھی اگر عورت کی عدت طلاق گزرنے سے پہلے ہی اس کی وفات ہوگئی، تو گو شوہر طلاق دے چکا ہے، پھر بھی عورت میراث کی مستحق ہوگی۔ (تفصیل، فارہ طلاق کے تحت مذکور ہو چکی ہے)۔

مرض وفات میں اقرار

مرض وفات سے ایک مسئلہ اقرار کا بھی متعلق ہے۔ اگر مریض نے خود اپنے وارث کے لئے کسی ذین کا اقرار کیا، تو یہ اسی وقت قائل قبول ہوگا، جب اس پر ثبوت موجود ہو، یا دوسرے ورثاء بھی اس کی تصدیق کرتے ہوں، ورنہ وارث کے حق

(۲) ہدایہ ۳/۳۳۱، باب اقرار مریض، ۱/۶۷۴۔

(۳) حوالہ سابق

(۶) بدائع الصنائع ۲/۲۹۷-۲۹۸

(۱) الدر المختار ۵۲۱/۲، رد المحتار ۳/۶۳۱

(۳) الفقه الإسلامي وأدلته ۶/۶۳۷

(۵) ہدایہ ۳/۱۷۷

ہوگی، ورنہ درست نہیں ہوگا۔

دوسرا وہ راستہ جو کسی کی خصوصی ملکیت ہو، یا چند آدمیوں کی مشترکہ ملکیت ہو، ظاہر ہے اس سے صرف انہیں لوگوں کو استفادہ کا حق حاصل ہوگا، کوئی اور شخص اس راستہ کی طرف گھڑی یا دروازہ کھولنے کا حق نہیں رکھتا۔ (۴)

مردت

یہ لفظ ”ذ“ پر تشدید اور بغیر تشدید کے، واو کے بعد ہمزہ اور بغیر ہمزہ دونوں طرح منقول ہے، کوئی بات شریعت میں ممنوع نہ ہو لیکن عرف میں اسے برا سمجھا جاتا ہو، ایسی بات کو اصطلاح میں ”مردت“ کہتے ہیں، جیسے بازار میں کھانا، ننگے پاؤں چلنا وغیرہ۔ حدیث کے مقبول ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا راوی نہ صرف خد ف شریعت ہاتوں سے بچتا ہو، بلکہ ایسی چیزوں سے بھی بچتا ہو جس کو عرف عام میں معیوب سمجھا جاتا ہے۔

(ٹوٹے ہوئے پھل کی درخت پر لگے ہوئے پھل سے فروخت)

مزہبہ

مزہبہ ”زین“ (”ز“ پر زب ”ن“ پر سکون) سے ماخوذ ہے جس کے معنی شدید دھکا دینے کے آتے ہیں، اسی لئے جنگ کو ”زبون“ بھی کہا جاتا ہے، (۵) رسول اللہ ﷺ نے خرید و فروخت کے اس طریقہ سے منع فرمایا ہے، جس کو مزہبہ کہا جاتا ہے، مزہبہ یہ ہے کہ ٹوٹے ہوئے پھل کو درخت پر لگے ہوئے پھل کے بدلہ فراخت کیا جائے، اور دونوں کی جنس ایک ہو، (۶) مزہبہ کی ممانعت کی وجہ یہ ہے، اگر دونوں کی مقدار میں کمی بیشی ہو جائے تو رہا بھی ہے اور علاوہ اس کے قمار کے احتمال سے بھی خالی نہیں،

ہے، تو یہ معتبر ہے، اگر مرض وفات ہی کی حالت کا ذین ہے، اور وہ کسی مال کے بدلے میں واجب ہو تھا، جیسے سامان کی قیمت، یا قرض، تو یہ اقرار معتبر نہیں، کیونکہ مرض وفات شروع ہونے کے بعد ورثاء کا حق اس سے متعلق ہو چکا ہے، اگر یہ کسی مال کا عوض نہ ہو تو پھر یہ اقرار درست ہوگا۔ (۱)

مریض وفات کا ہبہ، صدقہ اور وقف

مریض وفات کا ہبہ، صدقہ، اور وقف، وصیت کی طرح ایک تہائی مال ہی میں جائز ہے، اور یہ بھی ضروری ہے کہ موت سے پہلے ہی قبضہ در دے، اگر انتقال ہو گیا، تو پھر یہ ہبہ اور صدقہ معتبر نہیں، (۲) مالکیہ، شوافع، اور حنابلہ کے نزدیک بھی اس کا ہبہ و صدقہ ایک تہائی ہی میں نافذ ہوگا، اور یہ ان حضرات کے نزدیک وصیت کے حکم میں ہے، موت کے بعد بھی نافذ العمل ہوگا۔ (۳)

مردر (گڈرنے کا حق)

مردر کے معنی گڈرنے کے ہیں۔

فقہاء کے یہاں جن حقوق پر بحث کی گئی ہے، ان میں ایک حق مردر بھی ہے، حق مردر سے راستہ اور گڈر گاہ مراد ہے، راستے دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک تو عمومی راستہ اس سے ہر آدمی کو فائدہ اٹھانے کا حق حاصل ہے، اس راستہ سے چلنے کا، راستہ کی طرف گھڑی اور دروازہ کھولنے کا، راستہ سے کوئی کھلی ٹکالنے کا اور سواریاں ٹمہرانے کا، البتہ یہ تمام حقوق دو شرطوں سے وابستہ ہیں اول یہ کہ اس سے دوسروں کو نقصان نہ پہنچے، دوسرے گورنمنٹ کی طرف سے اس کی اجازت ہو، مثلاً گاڑی کی پارکنگ کا مسئلہ ہے، جہاں پارکنگ کی اجازت ہوگی وہیں گاڑی کو ٹمہرانے کی اجازت

(۲) ہندیہ ۴۰۰/۴

(۱) بدائع الصنیع ۲۹۷-۲۹۸

(۳) دیکھئے المدوۃ ۲/۲، کتاب الام ۳۰۴/۴، المعنی ۲۱۹/۵، مع الشرح الکبیر

(۳) الفقہ الاسلامی وادلتہ ۶۰۸/۵-۶۰۷

(۵) فتح الباری ۳۳۹/۳

(۶) بحری، ص ۱۱۱، بیع الامراء

کیونکہ ممکن ہے کہ درخت کا پھل ہاتھ نہ آئے اور تنگی جانے والی شی کی مقدار بھی معلوم و متعین نہیں۔ (۱)

مزاج کے ناجائز ہونے پر فقہاء کا اتفاق ہے، البتہ ”عریہ“ کے بارے میں اختلاف ہے، اس سلسلہ میں خود لفظ ”عریہ“ کو ملاحظہ کرتے مناسبت ہوگا۔

مزاج

مزاج (”م“ پر زبر) کے معنی خوش طبعی کے ہیں، اس کے مقابلے میں ”عریہ“ اور ”استہزاء“ کے الفاظ ہیں جس کے معنی مذاق اڑانے کے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں جہاں متانت و سنجیدگی کا عنصر رکھا ہے، وہیں گاہے گاہے ایسی مذاق اور خوش طبعی کرنے کا بھی، اس سے دل و دماغ کو نشاط و بھم پہنچاتا ہے، اور ہا ہی بے تکلفی و رحمت میں بھی اضافہ ہوتا ہے، نیز ایک دوسرے سے دشت اور ہوتی ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ بھی بعض اوقات اپنے رفقاء اور ازواج مطہرات سے خوش طبعی فرمایا کرتے تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں، کہ میرے چھوٹے بھائی گوریے سے کھیل رہے تھے، گوریے کو عربی میں ”غیر“ بھی کہتے ہیں، اتفاق سے وہ گوریہ مر گیا، آپ ﷺ نے ان سے مزاج فرمایا اے ابو عمیر! تمہارے گوریے کا کیا ہو؟ ”یا ابا عمیر ما فعل بک الغیر“۔ (۲)

ایک صاحب خدمت اقدس میں ”سے“ اور درخواست کی کہ مجھے ساری عطا فرمائی جائے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں دفنی کا پچوڑے سکتا ہوں، صاحب پریشان ہوئے اور کہنے لگے کہ میں دفنی کا پچوڑے کر کیا کروں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی اونٹ دفنی کا پچوڑے تو سوتا ہے، ”هل تلد الابل الا السوف“، (۳)

ایک بوڑھی خاتون خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں کوئی بوڑھی داخل نہیں ہوگی، وہ بے چاری رونے لگی، آپ ﷺ نے فرمایا، مطلب یہ ہے کہ اس دن تم بوڑھی نہیں ہوگی، بلکہ سارے لوگ جوان ہو کر جنت میں جائیں گے۔ (۴)

خاص طور پر ازواج مطہرات کے ساتھ آپ ﷺ زیادہ مزاج فرمایا کرتے تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج کے ساتھ لوگوں میں سب سے زیادہ مزاج کرنے والے تھے، ”کان من الفکہ الناس مع نساءہ“۔

امام غزالی نے رسول اللہ ﷺ کے مزاج کے متعدد واقعات ذکر فرمائے ہیں۔ (۵)

ابتداءً مزاج میں اگر کوئی گناہ کی بات شامل ہو جائے، تو گناہ ہوگا، چنانچہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں مزاج تو کرتا ہوں، لیکن حق و سچائی کے سوا نہیں کہتا ”لا اقول الا حقا“ (۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ محض لوگوں کو ہنسانے کے لئے کوئی بات کہے تو وہی اس کی وجہ سے آسمان سے بھی زیادہ دوری پر گرجا رہا ہے، (۷) اس حدیث کا منشا یہی ہے کہ محض لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولا جائے، یہ جائز نہیں۔

اسی طرح ایب مزاج جو دوسرے کے لئے باعث تکلیف اور مجاذبت ہو، جائز نہیں آپ ﷺ نے اس سے معنی فرمایا ”لا تعار اخاک ولا تعارحه“ (۸) اسی لئے حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ مزاج کینہ پیدا کرتا ہے، (۹) یہ بات بھی درست نہیں کہ فنی مذاق ہی کو ”دی اپنا اوڑھنا بچھونا“ بنا دے، امام غزالی نے لکھا ہے کہ مزاج میں فراط اور مداومت ممنوع ہے، (۱۰) افراط سے مراد بہت

(۲) بحوی، حدیث نمبر ۶۱۲۹، تاریخ الامم و السلاطین

(۳) مشتمل مرمی ۱۶

(۴) مجمع البحریں ۴۹۱۵، حدیث نمبر ۳۰۹۲

(۵) برسی ۱۰۲

(۶) حوالہ سابق

(۱) مجمع البحریں ۴۹۱۵، حدیث نمبر ۳۰۹۲

(۲) مؤلف، حدیث نمبر ۴۹۹۸، تاریخ الامم و السلاطین

(۳) حدیث نمبر ۳۰۹۲

(۴) مجمع البحریں ۴۹۱۵، حدیث نمبر ۳۰۹۲

(۵) مجمع بحریں ۴۹۱۵، حدیث نمبر ۳۰۹۲

متفق ہو جائے گی، (۱) البتہ یہ ضروری ہے کہ مالک زمین اور بٹائی دار عاقل ہوں یعنی فائر العقل یا اتنے کسب نہ ہوں جو معاملات کے شعور سے محروم ہوتے ہیں، بٹائی دار کے لئے باغ یا مسلمان ہونا ضروری نہیں۔ (۸)

بٹائی داری درست ہونے کی شرطیں

مزارعت کے صحیح ہونے کے لئے کچھ شرطیں بھی ہیں

- (۱) جس چیز کی کھیتی مطلوب ہے وہ معلوم و متعین ہو۔
 - (۲) زمین کھیتی کے لائق ہو، شور یا زیر آب ہونے کی وجہ سے ناقابل کاشت نہ ہو۔
 - (۳) زمین معلوم و متعین ہو۔
 - (۴) زمین بٹائی دار کے حوالہ کر دی جائے، اور بٹائی دار کے لئے اس میں کھیتی سے کوئی چیز مانع نہ ہو۔
 - (۵) بٹائی کی مدت بھی متعین ہو۔
 - (۶) پیداوار میں دونوں کا حصہ ہو، اور صرف ان ہی دونوں کا ہو کسی تیسرے کے لئے نہ ہو۔
 - (۷) مالک زمین اور بٹائی دار دونوں کے لئے تناسب متعین ہو، مثل نصف، تہائی، چوتھائی، وغیرہ۔ (۹)
- چھ صورتیں اور ان کا حکم

مزارعت میں بنیادی طور پر چار عناصر پائے جاتے ہیں، زمین، جج، جو تنے کا آلہ، جو نور ہو یا مشین، اور بٹائی دار کا عمل، اس لحاظ سے مزارعت کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں، جن میں بعض جائز اور بعض ناجائز ہیں، علامہ کاسانی نے اس کو تفصیل سے بیان کیا

زیادہ ہنسا اور ہنسانا ہے، اور مداومت سے مراد یہ ہے کہ زیادہ وقت ہنسی خدائی میں گزارے، حافظ ابن حجر نے مزارع سے متعلق تمام روایتوں کو سامنے رکھ کر لکھا ہے کہ مزارع میں افراط یا مداومت ناجائز ہے، اگر یہ بات نہ ہو تو مباح ہے، اور اگر کسی کی دلدادگی اور اس کو مانوس کرنا مقصود ہو اور شریعت میں معتبر مصمت پیش نظر ہو تو مستحب ہے۔ (۱)

مزارعت (بٹائی داری)

”مزارعت“ کی اصل ”زرع“ ہے، لغوی معنی کھیتی کرنے کے ہیں، شرعاً مزارعت پیداوار کے کچھ حصے کے عوض بٹائی کے معاوضہ کو کہتے ہیں، ”ہی عقد علی الزرع ببعض الحارج“۔ (۲)

مزارعت (بٹائی داری) کی اصل وہ روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اہل خیر کے ساتھ نصف پیداوار پر بٹائی معاوضے فرمایا تھا، جس کا اکثر کتب حدیث میں ذکر آیا ہے، (۳) چنانچہ حنابلہ، امام ابو یوسف اور امام محمدؒ کے نزدیک بٹائی داری کی صورت جائز ہے، (۴) امام شافعیؒ کے نزدیک درخت کے بغیر صرف کھیت میں بٹائی جائز نہیں، اس اگر درخت بھی ہوں، تو درخت کے ساتھ ضمناً کھیت میں بٹائی داری ہو سکتی ہے، (۵) امام ابو حنیفہؒ اور بعض اہل علم کے نزدیک بٹائی داری کی صورت جائز نہیں، لیکن تعامل اور لوگوں کی حاجت کو دیکھتے ہوئے اختلاف کے نزدیک بھی فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔ (۶)

مزارعت کے ارکان

دوسرے معاملات کی طرح مزارعت کے لئے بھی ایجاب و قبول رکن کا درجہ رکھتا ہے، صاحب زمین کہے کہ میں تم کو یہ زمین بٹائی پر دیتا ہوں، اور بٹائی دار قبولیت کا اظہار کرے تو مزارعت

(۲) البحر الرائق ۱۵۹/۸

(۳) دیکھئے معنی ۲۳/۵، بدائع الصنائع ۱۵۷/۶

(۴) دیکھئے ہدایہ ۲۵۳-۲۵۴، کتاب البراعة

(۸) بدائع الصنائع ۱۷۰/۲

(۱) فتح الباری ۵۳۱/۱۰

(۳) دیکھئے موسم ۱۳۲

(۵) دیکھئے سراج مہذب ۳۱۶/۳

(۷) بدائع الصنائع ۱۷۰/۲

(۹) بدائع الصنائع ۸۰۶/۲-۷، ہدایہ ۲۱۵/۳، البحر الرائق ۱۵۹/۸

ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔ (۱)

نمبر شمار	مالک زمین کی طرف سے	بٹائی دار یا دوسرے فریق کی طرف سے	کیفیت
۱	زمین، بچ، آہ کاشت	عمل	جائز ہے
۲	زمین	آہ کاشت، بچ، عمل	جائز ہے
۳	زمین، بچ	عمل، آہ کاشت	جائز ہے
۴	زمین، آہ کاشت	بچ، عمل	ظاہر روایت میں ناجائز، اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہے۔
۵	زمین، عمل	بچ، آہ کاشت	//
۶	زمین، عمل، آہ کاشت	بچ	//

اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے، کہ اگر کسی ایک فریق کے لئے پیداوار کی ایک مقدار متعین کر دی جائے، مثالیوں کہا جائے کہ صاحب زمین کو بٹائی دار ایک کو نخل و حمان دے دیگا خواہ پیداوار کچھ بھی ہو، یا کھیت کا کوئی حصہ متعین کر دیا جائے کہ اس کی پیداوار کسی ایک فریق کے لئے مخصوص ہوگی تو یہ صورت باتفاق جائز نہیں، (۲) اسی طرح یہ صورت بھی درست نہیں، کہ بچ میں زمین دار اور بٹائی دار دونوں کی شرکت ہو، (۳) بعض اوقات سیلاب یا سوکھے کی وجہ سے بچ ضائع ہو جاتا ہے، اور بٹائی دار مالک زمین سے بچ میں شرکت کا حاسب ہوتا ہے، تو اگر مالک زمین کی طرف سے مکمل بچ ہو جائے تو یہ صورت جائز ہے، اور اگر بچ کا کچھ حصہ دینا

پڑے، تو معاہدہ کو صحیح کرنے کے لئے ایسا کیا جاسکتا ہے، کہ وہ بچ کی رقم یا خود بچ بٹائی دار کو قرض دیدے، یا اس کے ہاتھ ادھار فروخت کر دے یا ذاتی طور پر بٹائی دار کو ہبہ کر دے، تاکہ مکمل بچ بٹائی دار کی طرف سے ہو جائے اور یہ معاملہ شرعاً درست باقی رہے۔

بٹائی دار سے متعلق احکام

بٹائی داری سے متعلق احکام حسب ذیل ہیں۔

- (۱) کاشت کاری کو درست رکھنے کے لئے جو عمل مطلوب ہے، وہ بٹائی دار کی ذمہ داری ہے، اور اگر کچھ پیداوار نہ ہوئی تو اس کو اپنی محنت کا معاوضہ طلب کرنے کا حق نہیں۔
- (۲) کھیتی سے متعلق جو اخراجات ہیں، جیسے کھاد، خور و پودوں کو اکٹھا کرنا، یا وہ افعال جو کھیت کی تیاری کے بعد کے ہیں، جیسے کٹائی، ہار برداری، گاہنا، وغیرہ، اس کے اخراجات دونوں فریق پر حصہ کے تناسب سے عائد ہوں گے۔
- (۳) یہ معاہدہ اس شخص کے حق میں لازم نہیں، جس کی جانب سے بچ ہے، اگر وہ ایک طرفہ طور پر بٹائی داری سے دستبردار ہونا چاہے تو اسے اس کا حق ہے، دوسرے فریق کے حق میں یہ معاملہ لازم ہے، اور وہ اس سے دستبردار نہیں ہو سکتا۔
- (۴) فریقین میں سے کوئی دوسرے کا حصہ بڑھا کر اپنا حصہ کم کرنا چاہے تو ایسا کر سکتا ہے۔ (۴)
- (۵) اگر بٹائی داری کی مقررہ مدت ختم ہوگئی، لیکن کھیتی ابھی تیار نہیں ہوئی ہے، تو اب مزید عیشی مدت کھیتی کی تیاری میں لگے گی، اس کا کرایہ، بٹائی دار مالک زمین کو ادا کرے گا، البتہ کھیتی کے اخراجات جیسے حفاظت اور آبیاری پر آنے والا خرچ دونوں کے ذمہ ہوگا، (۵) اگر صاحب زمین چاہے کہ مکمل حالت ہی میں کھیتی

(۲) البحر الرائق ۶/۸

(۳) معجم ار بدائع الصنائع ۱۸۱-۱۸۲/۶

(۱) بدائع الصنائع ۷۹۶

(۲) بدائع الصنائع ۱۸۰۶

(۵) ہدیہ ۳۲۹، ۳

کاٹ لی جائے تو کاشت کار اس کو ماننے کا پابند نہیں۔ (۱)

(۶) اگر فریقین میں سے ایک کا انتقال ہو جائے، تو اصولاً تو اسی وقت اس معاملہ کو ختم ہو جانا چاہئے، اس لئے کہ بٹائی داری ایک طرح کا جارہ ہے، اور جارہ میں حکم یہی ہے کہ کسی بھی ایک فریق کا انتقال ہو جائے تو جارہ ختم ہو جاتا ہے، لیکن فتویٰ اس بات پر ہے کہ اگر پودا آگ چکا ہے، تو کھیت کی تیاری تک یہ معاملہ باقی رہے گا، کہ اس میں دونوں ہی فریق کا فائدہ ہے۔ (۲)

(۷) اگر کسی وجہ سے بٹائی کا معاملہ فاسد ہو جائے تو حج جس کی طرف سے تھا، وہ پیداوار کا مالک ہوگا، اگر حج مالک زمین نے دیا تھا، تو وہ بٹائی دار کو اتنی مدت کی محنت کی اجرت ادا کرے گا، اور اگر بٹائی دار کی طرف سے حج تھا تو وہ مالک زمین کو اس مدت کا کرایہ زمین ادا کرے گا۔ (۳)

مزایدہ (ڈاک لگا کر بیچنا)

آپ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ ایک شخص کسی چیز کی قیمت طے کر رہا ہو، اور دوسرا شخص اس چیز کو خود حاصل کرنے کے لئے اس سے زیادہ قیمت دینے کی پیش کش کرے، تاکہ فروخت کرنے والا اس کی طرف متوجہ ہو جائے، لیکن اس سے یہ صورت مستثنیٰ ہے کہ کسی چیز کو ڈاک لگا کر فروخت کیا جائے، اور جو زیادہ ڈاک لگائے، اس کو وہ چیز دی جائے، اسی کو فقہاء اور شافعیین حدیث کی اصطلاح میں ”بیع مزایدہ“ یا ”بیع من یرید“ کہتے ہیں، (۴) چنانچہ آپ ﷺ نے ایک شخص کے غلام کو اسی طرح کے ڈاک لگا کر فروخت فرمایا، (۵) ترمذی اور بعض دیگر کتب حدیث میں بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے

آپ ﷺ کے سامنے دست سواں پھیلایا، تو آپ ﷺ نے اس کا پیالہ، اور ناٹ طلب فرما کر اس کی ڈاک لگائی، ایک صاحب نے ایک درہم میں بینے پر آمادگی ظاہر کی، آپ ﷺ نے فرمایا کون اس سے زیادہ قیمت لگائے گا؟ ایک صاحب دو درہم میں لینے کے لئے تیار ہو گئے، آپ ﷺ نے وہ سامان ان سے فروخت فرمایا۔ (۶)

اس لئے اس صورت کے جائز ہونے پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے، البتہ ابراہیم نخعی اُسے مکروہ خیال کرتے تھے۔ (۷)

مزدلفہ

مزدلفہ ایک مقام کا نام ہے، جو منی کے بعد واقع وادی مشعر اور عرفات کے درمیان واقع ہے، (۸) منیٰ الحجہ گزر کر شب میں مزدلفہ میں قیام مسنون اور طسوع فجر سے صبح کے اچھی طرح کھل جانے کے درمیان مزدلفہ میں توقف حنفیہ کے نزدیک واجب ہے، جس کے ترک کرنے سے دم واجب ہوتا ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے حج)

مساقات (درخت کی بٹائی)

”مساقاة“ منیٰ سے ماخوذ ہے، منیٰ کے معنی درخت کو سیراب کرنے کے ہیں، چونکہ درخت کو بٹائی پر لگانے کی صورت بٹائی دار کو زمین اور درخت سیراب کرنے کی ذمہ داری انجام دینی ہوتی ہے، اسی نسبت سے یہ معاملہ ”مساقات“ کہلایا، بعض فقہاء اس کو معاملہ سے بھی تعبیر کرتے ہیں، کیونکہ بٹائی دار کا عمل اس معاملہ کا ایک اہم جزو ہے، فقہ کی اصطلاح میں کچھ پیداوار کے بدلے درخت حاصل کے حوالہ کرنے کا نام مساقاة یا معاملہ ہے۔ (۹)

مشروعیت اور اس میں فقہاء کا اختلاف

امام ابوحنیفہؒ کو مساقات یعنی باغات اور درختوں کی بٹائی

(۲) المحرر الرثق ۱۶۸

(۳) معجم الباری ۴۱۵

(۴) ترمذی، حدیث نمبر ۱۲۱۸، باب ما جاء فی بیع من یرید

(۵) رد المحتار ۱۷۲/۲

(۱) ہدایہ ۴۴۹/۳

(۳) مدافع المصلحت ۱۸۲/۶

(۵) بحاری مع المعجم ۴۱۵/۳، باب بیع المرده

(۷) فتح ساری ۴۱۵/۴

(۹) ہدایہ ۲۷۷/۵

کے معاملہ کو جائز نہیں سمجھتے، لیکن خود فقہاء حنفیہ میں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ اس کے جواز کے قائل ہیں، لکھیہ شوافع اور حنابلہ بھی سے جائز قرار دیتے ہیں، مگر بعض جزوی تفصیلات میں خود حضرات کے درمیان بھی اختلاف رہے ہے، (درخت کی بٹائی داری کے جائز ہونے کی دلیل وہی خیر کا معاملہ ہے، خیر میں مقیم یہودیوں کو کھجور کے باغات، نصف پیداوار کی شرط پر حوالہ کئے گئے تھے، کثر کتب حدیث میں اس کا ذکر موجود ہے۔) (۲)

شرطیں

جو شرطیں مزارعت یعنی کھیتی میں بٹائی داری کی ہیں، وہی شرطیں اس معاملہ کی بھی ہیں، درخت میں بٹائی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ درخت اس حال میں بٹائی دار کے حوالہ کئے جائیں، کہ اس کے پھل پوری طرح تیار نہ ہوئے ہوں، اگر پھل تیار ہو چکا تو اب یہ معاملہ درست نہ ہوگا، اور پیداوار درخت کے مالک کی ہوگی۔ (۳)

مساقات سے متعلق احکام

جن شرطوں سے مزارعت کا معاملہ فاسد ہو جاتا ہے، یہ معاملہ بھی فاسد ہو جاتا ہے، درخت کی سنبھائی، پانی کا انتظام اور پھل کی حفاظت کی ذمہ داری بٹائی دار پر ہوگی، کھاد، زمین کے ارد گرد کوڑنا، اور مٹی ڈھیلی کرنے اور پھل توڑنے کے اخراجات دونوں پر پیداوار میں حصہ کے تناسب سے واجب ہوں گے، اگر پھل نہ آیا تو کسی کو کچھ نہ ملے گا، یہ معاملہ دونوں طرف سے لازم العمل ہوگا، ایک فریق دوسرے کی رضامندی کے بغیر ایک طرف طور پر معاملہ کو ختم نہیں کر سکتا، سوائے اس کے کہ کوئی عذر درپیش ہو، بٹائی دار کے

لئے اس کی منجائش نہیں کہ وہ کسی اور کو بٹائی پر لگا دے، سوائے اس کے کہ مالک درخت نے کہا ہو کہ اس کو جس طرح چاہو کرو۔ (۴) جن عذار کی وجہ سے اس معاملہ کو یک طرفہ طور پر ختم کیا جاتا ہے، ان میں ایک بٹائی دار کا بیمار پڑ جانا اور بوجہ بیماری کے مطلوبہ عمل پر قادر نہ ہونا بھی ہے، اسی طرح اگر عامل چوری میں معترف ہو، جب بھی مالک درخت کو اس معاملہ کے ختم کردینے کا اختیار ہوتا ہے، درخت میں بٹائی داری کا معاملہ فریقین میں سے کسی کی موت، مدت معاملہ کی تکمیل، اور معاملہ ختم کردینے پر فریقین کا رضامندی (اقالہ) سے ختم ہو جاتا ہے۔ (۵)

(مساقاة کی بحث کے ساتھ مزارعت کی بحث دیکھنا بھی مناسب ہوگا، کیونکہ مساقاة کے احکام قریب قریب وہی ہیں، جو مزارعت کے ہیں۔)

مسامہ

مسامہ ”سوم“ سے ہے، سوم کے معنی بھڑکرنے کے ہیں، اس طرح مسامہ کے لغوی معنی تو بیچنے والے اور خریدنے والے کے باہم قیمت طے کرنے کے ہوئے، لیکن فقہاء کے یہاں یہ ایک مخصوص اصطلاح ہے، خرید و فروخت میں بعض اوقات بیچ جانے والی چیز کی وہ قیمت ملحوظ ہوتی ہے، جس میں خود بیچنے والے نے اسے خرید کیا تھا، اگر بیچنے والا اسی قیمت میں فروخت کرے تو اسے تولیہ کہتے ہیں، اس سے زیادہ قیمت میں فروخت کرے، تو اس کو مراہم کہتے ہیں، اس سے کم قیمت میں فروخت کرے تو یہ وضع کہلاتی ہے، اور اگر اس کو فروخت کرتے وقت پہلی قیمت ملحوظ نہ ہو، اور اس کے ذکر کے بغیر خریدار اور فروخت کنندہ کسی قیمت پر راضی ہو جائیں تو یہ بیع مسامہ ہے، ”هو مبادلة المبيع باى نفس اتفاق“۔ (۶)

(۲) مسلم ۱۴۲

(۳) حنیفہ ۷۸۵-۷۸۷

(۴) مذاہل المصنوع ۱۳۴۵

(۱) الطرح الصغیر ۷۲۳، شرح مہذب ۴۰۷/۱۳، المنہج ۳۳۶/۵

(۲) منہج ۷۸۵

(۵) حوالہ سابق

(اس سے متعلق احکام کے سلسلے میں دیکھئے: بیچ)

مسبق

مسبق کے لغوی معنی اس شخص کے ہیں، جس پر سبقت اور پہل کی گئی ہو، فقہ کی اصطلاح میں ایسے شخص کو کہتے ہیں، جس کی کم سے کم ایک رکعت امام کے ساتھ چھوٹ جائے اور وہ تاخیر سے جماعت میں شریک ہو، (۱) کیونکہ امام نماز میں اس پر سبقت کر جاتا ہے۔

مسبق امام کے ساتھ جتنی رکعتیں پڑے، ان کو مقتدی ہی کی طرح ادا کرے گا، اور ان میں وہ امام کا قیام ہوگا، امام کی نماز ختم ہونے کے بعد اس کی حیثیت منفرد اور تنہا نماز پڑھنے والے کی ہوگی، اور اس کے لئے وہی احکام ہوں گے جو منفرد کے ہیں، ابتدا چار مسائل میں اس کے احکام وہی ہیں جو مقتدی کے ہوتے ہیں، ان چار کا ذکر آگے آتا ہے۔

مسبق کی اس دوہری حیثیت کے اعتبار سے فقہاء نے اس سے متعلق احکام ذکر کئے ہیں، ضروری احکام یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔

تعوذ اور ثنا کب پڑھے؟

مسبق جب جماعت میں شریک ہو تو اگر امام کو قیام کی حالت میں پائے، اور جہری قراءت والی نماز ہو، تو تعوذ اور ثنا پڑھے بغیر امام کے ساتھ شریک جماعت ہو جائے، اور اگر ہستہ قراءت والی نماز ہے، تو بہتر ہے کہ تعوذ اور ثنا پڑھے، اگر امام رکوع یا سجدہ کی حالت میں ہو اور اندازہ ہو کہ تعوذ اور ثنا پڑھ کر بھی رکوع یا سجدہ کو پا سکتا ہے، تو پڑھ کر رکوع یا سجدہ میں چلا جائے، اور اگر امام کو قعدہ کی حالت میں پائے، تو بعض فقہاء کی رائے پر ثنا اور

تعوذ نہیں پڑھنا چاہئے، لیکن قول صحیح یہی ہے کہ رکوع اور سجدہ کی طرح قعدہ کا بھی یہی حکم ہے، اگر ان چیزوں کو پڑھنے کے بعد قعدہ میں امام کو پائینے کی توقع ہو تو پڑھے ورنہ نہ پڑھے، قعدہ اولیٰ ہو یا قعدہ اخیرہ، دونوں صورت میں ایک ہی حکم ہے۔ (۲)

امام کی نماز مکمل ہونے کے بعد جب مسبوق کھڑا ہو تو پھر سے قراءت سے پہلے ثنا اور تعوذ پڑھنا چاہئے گو پہلے پڑھ چکا ہو، ویاتی بہ ایضا اذا قام الی قضاء ماسبق بہ۔ (۳)

باقی رکعتیں ابتدائی رکعتیں

امام کی نماز مکمل ہونے کے بعد جو نماز مسبوق ادا کرے گا، وہ اس کی ابتدائی رکعت ہوں گی، چنانچہ سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورۃ دعائے گا، جیسا کہ گذرا ثنا اور تعوذ پڑھے گا، البتہ تشہد کے اعتبار سے نماز کا آخری حصہ ہوگا اور وہ قعدہ اخیرہ تصور کیا جائے گا چنانچہ وہ تشہد کے بعد وہ درود و دعا بھی پڑھے گا۔

امام کے قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد کیا پڑھے؟

امام جب اپنا قعدہ اخیرہ کر رہا ہو، تو مسبوق بھی امام کے ساتھ تشہد میں شریک رہے گا، البتہ مسبوق صرف تشہد پڑھنے پر اکتفا کرے گا، درود اور دعا نہیں پڑھے گا، تو آخر اس پہنچے ہوئے وقت میں وہ کیا کرے؟ اس سلسلہ میں قاضی خاں وغیرہ کی رائے ہے کہ تشہد کو اس قدر غہر غہر کر پڑھے کہ امام کے سلام تک اس سے فارغ ہو، اور فقیہ ابن الشیخ سے منقول ہے کہ کلمہ شہادت اشہد ان لا الہ الا اللہ ہی کو مکرر پڑھتا رہے، فتاویٰ غیاثیہ میں اسی کو ترجیح دی گئی ہے۔ (۴)

امام کے سلام پھیرنے کے بعد کیا کرے؟

مسبق کو تشہد پورا ہونے کے بعد بھی جب تک امام سلام

(۲) البحر الرائق ۲/۳۱۶

(۳) ہندیہ ۱/۹۱

(۱) درمختار مع الرد ۳/۳۶۲، (تحقیق شیع عادل وغیرہ)

(۳) البحر الرائق ۳/۳۱۶، نیز دیکھئے درمختار مع الرد ۳/۳۶۲

نماز پڑھنے والے کے لئے امام صاحب کے نزدیک تکبیر تشریف نہیں ہے۔

(۳) تنہا نماز پڑھنے والا اگر نماز کو توڑنے اور دوبارہ نماز پڑھنے کے لئے محض تکبیر کہے تو وہ پہلی ہی نماز میں باقی رہے گا، وہ نماز منقطع نہ ہوگی، اور نقد کی زبان میں نماز کا استئناف نہ ہو سکے گا، یہ خلاف مسبوق کے، کہ اگر وہ ایسا کرے تو پہلی نماز ختم ہو جائے گی، اور وہ زمرہ نماز ادا کرنے والا تصور کیا جائے گا۔

(۴) اگر مسبوق اپنی بقیہ رکعت پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا اس کے بعد امام نے سجدہ سہو کیا تو مسبوق پر واجب ہوگا کہ واپس آئے اور امام کے ساتھ سجدہ سہو میں شریک ہو، اور اگر امام کے ساتھ سجدہ سہو میں شریک نہ ہوا تو پھر اس پر نماز کے اخیر میں سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا۔ (۳)

اگر امام مسبوق کو نائب بنا دے؟

اگر امام کسی وجہ سے نماز کو جاری نہ رکھ سکے اور نائب بنانا پڑے تو بہتر ہے کہ ایسے شخص کو نائب بنائے جو شروع سے نماز میں شریک ہو، تاہم اگر مسبوق کو نائب بنادی دے تو یہ بھی درست ہے، اگر مسبوق کو معلوم ہو کہ امام نے کتنی رکعتیں پڑھائی تھیں تب تو امام کی رعایت کرتے ہوئے جس رکعت میں امام کو قعدہ کرنا تھا اس میں قعدہ کرے گا، اور اس کے بعد باقی رکعتیں پوری کرے گا، اور اگر مسبوق کو اس کی اطلاع نہ ہو تو وہ احتیاطاً ہر رکعت میں قعدہ کرتا جائے، تاکہ مقتدی اپنی نماز کے اعتبار سے قعدہ کرے۔ پھر مقتدی حضرات اپنی نماز کی نسبت سے قعدہ کر کے بیٹھے رہیں، اور امام کا انتظار کریں، جب امام اپنی نماز پوری کر لے، اور سلام پھیرے تو مقتدی بھی امام کے ساتھ سلام میں شریک ہوں، اس طرح مقتدی

نہ پھیرے، اپنی باقی رکعتوں کو پورا کرنے کے لئے نہیں اٹھتا ہے، البتہ اس سے چند صورتیں مستثنیٰ ہیں، اگر مسبوق موزوں پر مسح کئے ہوا ہو، اور انتظار کرے جس مسح کی مدت گزر جانے کا اندیشہ ہو یا معذور ہو، اور وقت نکل جانے کا خطرہ ہو کیونکہ وقت نکلتے ہی معذور شخص کا وضو ٹوٹ جاتا ہے، یہ نماز کا آخری وقت ہو، اور اندیشہ ہو کہ اگر امام کے سلام پھیرنے کا انتظار کریں اور اس کے بعد بقیہ رکعتیں پوری کریں تو نماز کا وقت ہی نکل جائے گا، یا اتنی دیر انتظار کرنے میں وضو ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہو یا مسبوق کو اندیشہ ہو کہ امام کے سلام پھیرتے ہی لوگ سامنے سے گزرنے لگیں گے، اور اگر پہلے ٹھہرا جائے تو یہ نوبت نہیں آئے گی، تو اس صورت میں بھی فقہاء نے مسبوق کو پہلے اٹھنے کی اجازت دی ہے۔ (۱)

سجدہ سہو میں امام کی اتباع

مسبوق سجدہ سہو میں امام کی اتباع کرے گا، مسبوق کے لئے بہتر یہ ہے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کسی قدر توقف کرے، یہاں تک کہ جب نماز ہو جائے کہ امام سجدہ سہو نہیں کرے گا تو اب کھڑا ہو۔ (۲)

چار صورتیں جن میں مسبوق مقتدی کے حکم میں ہے! چار مسئلہ جن میں مسبوق کی حیثیت امام کی نماز مکمل ہونے کے بعد بھی مقتدی کی ہوتی ہے، یہ ہیں

(۱) مسبوق کی اقتداء جائز نہیں ہے، اور نہ یہ جائز ہے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد خود وہ کسی اور کی اقتداء کرنے لگے۔

(۲) جیسے امام و اس کے ساتھ مقتدی سلام پھیرنے کے بعد یا تشریف میں تکبیر تشریف کہتے ہیں، اور ان پر تکبیر کہنا واجب ہے اسی طرح مسبوق پر بھی تکبیر کہنا واجب ہوگا، جب کہ تنہا

اپنی نماز پوری کریں گے۔ (۱)

استحاضہ

اس عورت کو کہتے ہیں جسے بیماری کا خون آتا ہو، اور اس غیر طبعی خون کے آنے کو استحاضہ کہا جاتا ہے۔
(تفصیل کے لئے دیکھئے استحاضہ، حیض)

مستحب

لغوی معنی پسندیدہ بات کے میں، اصول فقہ کی اصطلاح میں حکم شرعی کا ایک خاص درجہ ہے، جو مطلوب تو ہوتا ہے، لیکن نہ واجب ہوتا ہے اور نہ سنت کے درجہ میں قابل اہتمام۔
(تفصیل کے لئے دیکھئے حکم)

مسجد

مسجد کے اصل معنی عجدہ کرنے کی جگہ کے ہیں، چونکہ عجدہ نماز کا نہایت اہم اور فضیلت کا حامل عمل ہے، اس لئے نماز گاہ کو مسجد سے تعبیر کیا گیا ہے، مسجدوں کے لئے یہ نام خود قرآن مجید میں بھی استعمال ہوا ہے، (بقہ ۱۱۳) — رسول اللہ ﷺ نے اس امت کی خصوصیات میں اس بات کو بھی شمار کیا ہے کہ اس امت میں اللہ کی عبادت کے لئے کسی خاص جگہ کا ہونا ضروری نہیں، اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین کو مومن کی عجدہ گاہ اور جائے عبادت بنایا ہے، عمارت ہو یا دیوانہ، صرف جگہ پاک ہونی چاہئے، وہاں نماز ادا کی جاسکتی ہے۔

لیکن اس کے باوجود جہاں کہیں مسلمان آباد ہوں، وہاں کوئی ایسی جگہ ہونی چاہئے، جو ہمیشہ پاک صاف رہے، اللہ تعالیٰ کی بندگی کے لئے وقف ہو، اور جس کا اپنا ماحول بھی انسان کو عبادت کی طرف دعوت دیتا ہو، مساجد اسی ضرورت کی تکمیل ہیں، گو مسجد کا بنیادی مقصد نماز ہی کا ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو عبادت کی بنیاد پر ہی قائم کرنا

درست ہے، وہاں عجدہ کا قیام ہے، لیکن درحقیقت مسجد مسلمانوں کے لئے ایک ہمہ مقصدی مرکز ہے، نماز کا بھی، تلاوت قرآن اور ذکر کا بھی، اعتکاف کا بھی، اصلاح و دعوت، اور تبلیغ کا بھی، مسلمانوں کے باہمی نزاعات کو سلجھانے اور ان کے فیصلے کا بھی اور ان تمام کاموں کا جن کے ذریعے امت کی اجتماعی شیرازہ بندی ہو سکے، اسی لئے مسجد شعائر اللہ میں داخل ہیں، اسی نسبت سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مسجد دیکھو، یا مؤذن کی آواز سنو، تو کسی کو قتل نہ کرو۔ (۲)

تعمیر مسجد کی اہمیت

تعمیر مسجد کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے کیا جاسکتا ہے کہ قرآن کے بیان کے مطابق، جب اللہ تعالیٰ نے اس کائنات ارضی کو بچانے کا ارادہ فرمایا تو اس کا آغاز ایک ایسی جگہ سے فرمایا، جو مسجد تھی، یعنی کعبہ اللہ کی زمین — مکہ مکرمہ میں کعبہ اللہ کی موجودگی کی وجہ سے کسی اور مسجد کی تعمیر کی حاجت نہ تھی، لیکن چونکہ مشرکین نے کعبہ کو جھوٹے دیوتاؤں و دیویوں کا مرکز بنا رکھا تھا، اور مسلمانوں کے لئے وہاں مکمل کر اور اطمینان کے ساتھ نماز پڑھنے کی گنجائش نہیں تھی، اس لئے آپ ﷺ نے در ارقم کو مرکز بنایا، جو دعوت و تبلیغ کا بھی مرکز تھا، اور نماز کا بھی، جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے، تو قبہ میں بھی چند روز قیام رہا، وہاں بھی آپ ﷺ نے مسجد کی بنیاد رکھی جس کا خود قرآن مجید نے ذکر کیا ہے۔ (۳۱۱-۳۱۸)

مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد اکثر مہاجرین ابھی بے گھر تھے، خود حضور ﷺ حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کو اپنی صیافت سے شرف فرما رہے تھے، مکہ کے اس نئے پٹے قافلہ کو اپنے مکانات کی ضرورت تھی، لیکن آپ ﷺ نے سب سے پہلے جس طرف توجہ

تعالیٰ، لرفع یدہ عہ و لصحیح انہ بصیر
مسجداً۔ (۴)

مسجد ہونے کے لئے عمارت ضروری نہیں!

البتہ یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ مسجد ہونے کے لئے
عمارت ضروری نہیں، زمین ہے لیکن اس پر عمارت کی تعمیر نہ ہو سکی، یا
عمارت منہدم ہو گئی، اور اب اس کی حیثیت افتادہ زمین کی ہے،
جب بھی وہ مسجد بنی رہے گی، علامہ بن نجیم مصری لکھتے ہیں

لو کان له ساحة لا بناء فيها لأمر قومہ ان
یصلوا فیہا یجماعہ قالوا ان امرهم
بالصلاة فیہا ابدأ أو امرهم بالصلاة فیہا
بالجماعہ ولم یدکر ابدأ إلا أنه اراد بها

الأبدنم مات لایکون میراثا عہ (د)
اگر کسی شخص کو کھلی زمین ہو جس کی کوئی عمارت نہیں،
اس نے لوگوں کو اس میں جماعت کے ساتھ نماز
پڑھنے کا حکم دیا، فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر اس نے
لوگوں کو اس میں ہمیشہ نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا، یا
جماعت سے نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا، اور ہمیشہ کے
لئے ہونے کا ذکر نہیں کیا، البتہ اس کی نیت ہمیشہ
کے لئے نماز پڑھنے کی اجازت کی تھی، پھر اس کا
انتقال ہو گیا، تو وہ زمین میراث نہ ہوگی، (یعنی
وقف مکمل ہو جائے گا)۔

تحت الرئی سے آسمان تک مسجد

مسجد کے سلسلے میں اصل قاعدہ تو یہ ہے کہ جو جگہ مسجد بن گئی وہ

فرمائی، وہ مسجد نبوی کی تعمیر ہے، آپ ﷺ نے اس کے لئے جس
زمین کا انتخاب کیا، اس کی قیمت ادا فرمائی، حضرات مہاجرین و
انصار کے پاک ہاتھوں نے اس مسجد کو تعمیر کیا، اور خود آپ ﷺ نے
بھی اس میں بنفس نفیس شرکت فرمائی، نیز اس سے متصل طالبان
علوم دین کے لئے صفہ (چبوترہ) کی تعمیر عمل میں آئی، تاکہ اللہ تعالیٰ
کی بندگی اور خلق اللہ کی تعلیم و تزکیہ کا کام ساتھ ساتھ ہو سکے، پھر اس
کے بعد حجرات تعمیر فرمائے، — اس اسوۂ نبوی سے خوب اندازہ
لگایا جاسکتا ہے، کہ اسلام میں مسجد اور تعمیر مسجد کی کیا اہمیت ہے؟ آپ
ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے چھوٹی یا بڑی مسجد
تعمیر کی، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیں گے۔ (۱)

مسجد شرعی کب بنے گی؟

کوئی جگہ کب مسجد شرعی بنے گی؟ اس میں اختلاف ہے، امام
ابویوسفؒ کے نزدیک وقف کرنے والے کا یہ کہہ دینا کہ میں نے
اسے مسجد بنادیا، کافی ہے، اب وہ مسجد شرعی ہو گئی مسجد شرعی ہونے
کے لئے اس میں نماز کی ادائیگی ضروری نہیں، (۲) امام ابوحنیفہؒ اور
امام محمدؒ کے نزدیک مسجد کو اس مقصد کے لئے سپرد کرنا (حسیم) بھی
ضروری ہے، جیسا کہ دوسرے اوقاف میں ہوتا ہے، اب ہر چیز کی
حوالگی اس کی حیثیت کے لحاظ سے ہوتی ہے، مسجد کی حوالگی اس
طرح ہوگی، کہ اس میں نماز ادا کی جائے، لہذا وہ جگہ اس وقت مسجد
شرعی ہوگی، جب وقف کی اجازت سے اذن و اقامت کے ساتھ
علائیہ نماز باجماعت ادا کی جائے، (۳) تاہم فقہاء متاخرین کا
رجحان یہ ہے کہ متولی یا قاضی کو زمین کا حوالہ کر دینا بھی وقف کے
مکمل ہونے اور اس جگہ کے مسجد بننے کے لئے کافی ہے، لان
بالتسلیم الی امتولی ایضاً یحصل تمام التسلیم الیہ

(۲) دیکھئے فتح القیوم ۴۴۴

(۳) سحر الرئی ۳۸۰

(۱) ترمذی ۷۳۱

(۲) حبیبہ ۵۵۰۲

(۵) حوالہ سابق

خالص نہیں رہا۔

اور اگر شروع میں ایسی نیت نہیں کی گئی، بلکہ تعمیر کے بعد زیریں یا بالائی منزل کو مستثنیٰ کیا گیا، تو یہ استثناء درست نہ ہوگا، غالباً یہی منشاء ہے، فقہاء کے اس ارشاد کا کہ:

إذا أراد انسان ان يتحد تحت المسجد

حوانیت غلة لمرمة المسجد او لوقه لیس

له ذالك كذا فی الذحیرة . (۲)

اگر انسان مسجد کے نیچے یا اس کے اوپر کچھ دکانیں

بنائے کہ وہ مسجد کی اصلاح و مرمت کے لئے

ذریعہ آمدنی ہو تو اس کے لئے یہ جائز نہیں۔

تاہم حقیقہً بہر حال عین مسجد کے حصہ کو اوپر اور نیچے مسجد ہی رکھنے میں ہے، خاص کر اگر اوپر کا حصہ مسجد نہ ہو، تو مسجد کی بے احترامی کا بہت کچھ اندیشہ ہے، اسی لئے امام محمدؒ کے ایک قول کے مطابق مسجد کے اوپر گھر یا دوکان بنانا درست نہیں، گو امام ابو یوسفؒ نے بغداد اور امام محمدؒ نے رے آنے کے بعد وہاں جگہ کی جنگی اور لوگوں کی ضرورت دیکھتے ہوئے، دونوں ہی صورتوں کو جائز قرار دیا ہے۔ (۳)

البتہ اگر عین مسجد کے علاوہ کھلی ہوئی جگہ موجود ہو، اور وہاں دوکان بنانا مسجد کے مفاد میں ہو تاکہ اس کی آمدنی سے مسجد کی ضروریات پوری کی جاسکے، تو ایسا کرنے کی گنجائش ہے، فلاہاس اذا كان لصلاح المسجد۔ (۴)

احاطہ مسجد کا وہ حصہ جو عین مسجد نہیں، یعنی جو نماز پڑھنے کے لئے مخصوص نہیں، بلکہ امتداد زمین چھوڑ دی گئی ہے، یا اس میں مسجد کی ضروریات کے لئے کمرے بنائے گئے ہیں، مسجد سے ملحق کتب ہے، یا بیت الخلاء وغیرہ ہے، یہ سب مسجد کے حکم میں نہیں ہیں، اس حصہ میں جنابت اور حیض کی حالت میں آمد و رفت یا

نیچے تخت اٹری تک اور اوپر آسمان تک مسجد ہے، اس لئے مسجد کا حقیقی اہتمام اور ادب یہی ہے کہ مسجد کے نیچے یا اس کے اوپر ایسی عمارت نہ بنائی جائے، جس کا مقصد مسجد سے مختلف ہو، تاہم اگر تعمیر مسجد کے وقت ہی مسجد کی زیریں منزل کو مسجد سے مستثنیٰ کر لیا جائے، یعنی شروع ہی سے یہ نیت کر لی جائے، کہ پہلی منزل دوسرے کاموں مثلاً دوکانات وغیرہ کے لئے ہوگی، اور اس کی چھت سے مسجد کا شمار ہوگا، تو ایسا کرنا درست ہوگا، اور نیچے دوکان کی تعمیر جائز ہوگی، اسی طرح کسی شخص نے دو منزلیں تعمیر کیں، اور شروع سے مسجد کی نیت نہ کی، اور تعمیر مکمل ہونے کے بعد اس طرح نیت کی، کہ پہلی منزل مسجد کے لئے ہوگی، اور دوسری منزل کسی اور کام کے لئے، اور دونوں کی آمد و رفت کے راستے بھی الگ کر دیئے، تو اس صورت میں صرف پہلی منزل پر مسجد کا حکم لگے گا، اوپر کی منزل کا شمار مسجد میں نہ ہوگا، صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

من جعل مسجداً تحتہ سرداب او لوقه

بیت وجعل باب المسجد الی الطريق

وعزله عن ملكه لله ان یبعه ، وان مات

یورث عہ لانه لم یخلص لله تعالیٰ لبقاء

حق العبد متعلقا بہ (۱)

جس نے ایسی مسجد بنائی کہ اس کے نیچے نہ خانہ یا اس کے اوپر گھر ہو، اور مسجد کا دروازہ راستے کی طرف رکھا اور اس کو اپنی ملکیت سے علاحدہ رکھا تو اس کے لئے (اس نہ خانہ یا گھر) کو فروخت کرنا جائز ہے، اور اگر اس کا انتقال ہو جائے، تو اس میں میراث بھی جاری ہوگی، کیونکہ بندہ کا حق اس سے متعلق ہونے کی وجہ سے وہ اللہ کے لئے

(۲) مسند ۴۵۵/۲

(۳) البحر الرائق ۲۳۹/۵

(۱) ہدایہ مع الفتح ۲۳۳/۶

(۲) دیکھئے ہدایہ مع الفتح ۲۳۵/۶

دنوی گفتگو اور خرید و فروخت وغیرہ جائز ہے، جب ہی وقفہ ہو، جب ہی تو قفہ ہو، نے قفہ مسجد یعنی وہ حصہ جس پر مسجد کا مسجد واقع ہو، اور وہ لوگوں کی رکھ نہ ہو، میں تعمیر دوکان وغیرہ کی اجازت دی ہے۔ (۱)

تعمیر مسجد میں حلال پیسے ہی استعمال ہوں

مسجد اللہ کا گھر ہے، جب کوئی شخص مسجد کے لئے زمین وقف کرتا ہے، یا مسجد کی تعمیر کرتا ہے، یا تعمیر مسجد میں تعاون کرتا ہے، تو گو یہ وہ براہ راست اپنا مال اللہ کے حوالہ کرتا ہے، ظاہر ہے اللہ کی ذات والا صفات، پاک اور حبیب ہے، اور اللہ تعالیٰ مال حبیب ہی کو قبول کرتے ہیں، اس لئے تعمیر مسجد میں حرام مال کا استعمال، گناہ بالائے گناہ ہے، اور اس سے خوب بچنا چاہئے، علامہ شامی نے تاج الشریعہ کا قول نقل کیا ہے

اما لو انعق فی دالک مالا حبیشا او مالا صبیہ
الخبیث والطیب، لان اللہ لا یقبل الا الطیب
فیکرہ تلویث بیتہ بمالا یفیلہ (۲)

اگر اس میں ناپاک مال استعمال کیا گیا، یا ایسا مال جس کا ذریعہ حصول ناپاک اور پاک دونوں ہو تو چونکہ اللہ تعالیٰ صرف پاک ہی کو قبول کرتا ہے، اس لئے اس کے گھر (مسجد) کو ایسی چیز سے آلودہ کرنا جس کو وہ قبول نہ کرتا ہو، مکروہ ہے۔

تاہم اگر کسی شخص نے زمین یا تعمیری اشیاء کا معاملہ تو مطلقاً ایک متعین رقم پر طے کیا، مثلاً کہا کہ یہ زمین میں پانچ ہزار روپے میں لیتا ہوں یا کہا کہ مجھے سو تھیلے سنٹ دس ہزار روپے میں چاہئے، اور بعد میں قیمت ادا کر دی، خریدتے وقت حرام طریقہ سے حاصل کئے

ہوئے روپیہ ہی کو حتمین نہیں کیا، کہ خاص ان ہی روپیوں کے عوض خرید کر رہا ہوں، یا زمین کی خریدی در تعمیر میں حلال و حرام دونوں طرح کی رقم مخلوط تھی، تو گو اس کا مال حرام کو تعمیر مسجد کے لئے استعمال کرنا گناہ ہے، لیکن شرعاً وہ درست مسجد ہی شمار کی جائے گی، اور اس کے وہی احکام ہوں گے، جو مسجد کے ہیں۔ (۳)

تعمیر میں غیر مسلم بھائیوں کا تعاون

بنیادی طور پر مسجد کی تعمیر اور مساجد کا قیام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے، اور یہ ان ہی کے شایان شان ہے، اور ارشاد خداوندی ماکان للمشورکین ان یعمروا مساجد اللہ، (۱۱۳-۱۸) کا تقاضا بھی یہی ہے، اسی لئے بعض فقہاء کے نزدیک تعمیر مسجد میں غیر مسلم کا تعاون بیجا درست نہیں، بعض حضرات نے اس کی اجازت بھی دی ہے، اور قرآن کی مذکورہ آیت کو مسجد کی تعمیر معنوی پر محمول کیا ہے، علامہ شامی کی تحقیق یہ ہے کہ غیر مسلموں کا ایسا وقف قبول کرنا جائز ہے، جس کو وہ بھی قربت و نیکی خیال کرتے ہوں، اور ہرے نزدیک بھی وہ کار قربت ہو، چنانچہ علامہ شامی نے لکھا ہے، کہ اہل کتاب (گوشی نے ذی کا لفظ استعمال کیا ہے، لیکن قرآن سے واضح ہے کہ یہاں ذی سے اہل کتاب ہی مراد ہیں) کا بیت المقدس پر وقف درست ہوگا، کیونکہ بیت المقدس پر خرچ کرنا ان کے نزدیک بھی قربت خداوندی کا باعث ہے، اور ہمارے نزدیک بھی، حج و عمرہ پر ان کا وقف درست نہ ہوگا، کیونکہ حج و عمرہ ہمارے نزدیک باعث قربت ہے نہ کہ ان کے نزدیک، شرط وقف العلمی ان یکون قربة عندنا وعدہم کالوقف علی الفقراء او علی مسجد القدس۔ (۴)

(۲) رد المحتار ۴۴۱

(۱) مسخر الراش ۳۳۹/۵

(۳) اس مسئلے میں تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کا فتویٰ ج ۱۱ لکھنؤ میں حکم المسجد لعمی مانعل الحرم کے عنوان سے حواہر لعمی

(۴) رد المحتار ۳۶۰۲

چہارم میں شامل ہے، (۱۳۳۲ھ)

قبرستان میں مسجد کی تعمیر و توسیع

اگر کوئی زمین قبرستان کے لئے وقف ہو، اس زمین میں مسجد کی تعمیر یا پسے سے تعمیر شدہ چھوٹی مسجد کی توسیع کی ضرورت ہو، تو اگر قبریں پرانی اور بوسیدہ ہوگی ہوں، اور غالب گمان یہی ہو کہ اب لاشیں مٹی بن چکی ہوں گی، تو ایسی قبروں پر مسجد کی تعمیر کی گنجائش ہے، بشرطیکہ تعمیر مسجد کے لئے کوئی اور صورت قابو میں نہ ہو، چنانچہ شرح بخاری علامہ بخاری کا بیان ہے ۔

لوان مقبرة من مقابر المسلمين عفت لهنی
فیہا مسجدا لم لو بذاکک ہامو وذاکک
لان المقابر وقف من اوقاف المسلمين
لدفن موتاهم ، لایجوز لاحد ان یملکھا
فاذا درست واسطی من الدفن فیہا جاز
صرلھا الی المسجد لان المسجد ایضاً
وقف من اوقاف المسلمين لایجوز تملکھ
لاحدا لعمناهما واحد (۳)

مسلمانوں کے قبرستان میں سے کوئی قبرستان اگر مٹ جائے اور اس میں مسجد بنادی گئی تو میں اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا ہوں، کیوں کہ قبرستان مسلمانوں کے اوقاف میں سے ایک وقف ہے جو مرنے والوں کے دفن ہونے کے لئے ہے، لہذا کوئی شخص اس کا مالک نہیں ہو سکتا، البتہ اگر قبرستان ختم ہو جائے اور اس میں تدفین کی ضرورت باقی نہ رہے تو اس کو مسجد میں استعمال کرنا جائز ہے، کیوں کہ مسجد بھی مسلمانوں ہی کا ایک وقف ہے،

ہمارے ملک میں ہندو بھائی کچھ ایسا مشرکانہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اپنے دیوی اور یوتاؤں کے ساتھ ساتھ خدائے برحق کے گھر کو بھی نگاہ احترام سے دیکھتے ہیں، اس لئے گویا مسجدوں کی خدمت ان کے عقیدہ کے مطابق بھی، باعث قربت و ثواب ہے، لہذا مسجد کی تعمیر میں ہندوؤں کا چندہ قبول کرنا جائز نظر آتا ہے، بشرطیکہ اس بات کا اندیشہ نہ ہو کہ وہ کل ہو کر مندر کی تعمیر میں مسلمان سے تعاون کے خواستگار ہوں، اس لئے کہ کسی مسلمان کا مندر اور غیر اسلامی عبادت گاہ میں تعاون کرنا شرک میں تعاون کی وجہ سے قطعاً حرام ہے، اس لئے جہاں یہ اندیشہ ہو کہ کل ہو کر غیر مسلم بھائی اپنی عبادت گاہوں یا تہواروں میں تعاون چاہیں گے، وہاں مسجد کی تعمیر میں نہ اس سے تعاون کی خواہش کی جائے، اور نہ قبول کیا جائے بلکہ خوش اسلوبی اور حکمت کے ساتھ معذرت کر دی جائے۔

غصب کی زمین پر مسجد کی تعمیر

کوئی جگہ اس وقت مسجد قرار پاتی ہے، جب اس جگہ سے انسان کی ملکیت ختم ہو جائے، اور ملکیت اسی وقت ختم ہوگی، جب خود مالک اسے مسجد کے لئے وقف کر دے، لہذا اگر کسی نے زمین غصب کر لی، اور اس پر مسجد کے نام اور نیت سے کوئی عمارت تعمیر کر دی، تو وہ شرعاً مسجد نہ ہوگی، کیونکہ غصب کی ہوئی زمین پر غاصب کی ملکیت قائم نہیں ہوتی، بلکہ اصل مالک کی ملکیت باقی رہتی ہے، ہوائے اس کے کہ زمین کے حقیقی مالک کو اس پر راضی کر لیا جائے، یا غصب کرنے والا پیسہ دیکر اسے حاصل کر لے، البتہ اگر اس میں نماز پڑھ لی جائے تو کراہت کے ساتھ نماز ادا ہو جائے گی، (۱) فتاویٰ عالمگیری میں ہے، مسجد بنی علی سرور الملبیہ قالو لایصلی فیہ لان السور حق العامة - (۲)

جس کا کسی اور کو مالک نہیں بنایا جاسکتا، پس دونوں کا مقصد ایک ہی ہے۔

مساجد کی تزئین و آرائش

مساجد کی تزئین و آرائش میں اعتدال مطلوب ہے، حضور ﷺ کے زمانہ میں مسجد نبویؐ ظاہری تعمیر کے اعتبار سے بہت معمولی حالت میں تھی، حضرت عمرؓ نے توسیع فرمائی، اور عورت بھی پہلے سے بہتر بنوائی، لیکن سادگی میں اب بھی کوئی کمی نہ آنے دی، حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے دور میں منقش پتھروں کی دیواریں بنوائیں اور عمدہ لکڑی کی چھت، (۱) کیونکہ اس زمانہ میں لوگوں کا تعمیراتی معیار بدس چکا تھا، اور اپنے زمانہ وعہد کے معیار کی رعایت ضروری ہوتی ہے، مازاہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن، لیکن اس میں بہت مبالغہ درست نہیں، مسجد کی ظاہری تعمیر اور آرائش میں تفاخر کو آپ ﷺ نے ناپسند فرمایا ہے، اور اس کو علامات قیامت میں قرار دیا ہے، آج کی تزئین و آرائش کا یہ کہنا، حضرت عثمانؓ کی تعمیر پر بھی صیہ کو اعتراض تھا، (۲) بد قسمتی سے فی زمانہ شہروں میں مساجد کی تعمیر میں بھی مقابلہ کی سی شکل پیدا ہو گئی ہے، اور لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں روپے مسجد کی تعمیر پر صرف کر دیا جاتا ہے، حالانکہ اس ملک میں اب بھی لاکھوں دیہات اور قریہ جات ایسے ہیں، جہاں غریب مسلمانوں کے کان اذان کو ترستے ہیں، اور جہاں میل ۱ میل تک کسی مسجد کا وجود نہیں۔ والی اللہ المشتکی

مساجد کی زیبائش و آرائش کا مسئلہ دراصل ہر عہد کے عرف اور تعمیراتی معیار سے متعلق ہے، تاہم پھر بھی فقہانے اس سلسلے میں بعض ہدایت دی ہیں، فتاویٰ عالمگیری میں ہے

والاولی ان تکون حیطان المسجد البیض

غیر منقوشہ ولا مکتوبہ علیہ (۳)

بہتر ہے کہ مسجد کی دیواریں سفید ہوں، نہ منقش

ہوں اور نہ اس پر تحریر ہو۔

گو نقش و نگار کی اجازت ہے پھر بھی خاص کر دیوار قبلہ میں نقش و نگار کو فقہاء نے ناپسند کیا ہے، کیونکہ اس سے نمازی کی توجہ ہٹ جاتی ہے، اور یہ نقش و نگار بھی اس وقت درست ہے جب یا تو کوئی شخص اپنے اخراجات سے کرائے یا وقف کرنے والے نے اس کی اجازت دی ہو۔ (۴)

آج کل مساجد کی دیواروں پر آیات قرآنی لکھنے اور کندہ کرنے کا ذوق بھی عام ہے، بلکہ زلمۂ قدیم ہی سے اس کا رواج ہے، حالانکہ اس میں قرآن کی اہانت کا اندیشہ ہوتا ہے، پرندے اس پر بیٹھتے ہیں، اور بیٹ کرتے ہیں، مزدور اسکی صفائی اور آہک پاشن میں اس پر پاؤں رکھتے ہیں، اسی لئے فقہاء نے اس عمل کی حصر افزائی نہیں کی ہے، علامہ حنفیؒ لکھتے ہیں، کہ دیوار پر کتابت مناسب نہیں، ولا یبغی الکتابة علی جدرانہ، (۵) اور علامہ ابن قیمؒ نے بھایہ کے حوالہ سے لکھا ہے، کہ دیواروں و محرابوں پر آیت قرآنی کا لکھنا بہتر نہیں، ولیس بمستحسن کتابت القرآن علی المحاریب والجدران، (۶) اس لئے گویا قرآنی کا لکھنا جائز ہے، لیکن بہتر نہ لکھنا ہے، اور اسی میں قرآن کا زیادہ احترام ہے۔ واللہ اعلم

مساجد کو کسی کے نام سے موسوم کرنا

مسجد کو کسی نام سے موسوم کرنا درست ہے، حضور کے زمانہ میں

(۱) صحیح بخاری، باب فی بناء المسجد، ۲۵۱

(۲) ہمدہ ۵۔

(۵) درمختار علی ہاشم الرازی، ۳۳۵

(۳) حوالہ سابق

(۴) درمختار علی الرازی، ۳۳۲

(۶) بحر مواش، ۲۷۲

مسجد کے آداب

آداب مسجد میں یہ بھی ہے کہ اگر ایسے وقت مسجد میں داخل ہو جس میں نماز پڑھنا مکروہ نہیں تھا تو دو رکعت تحیۃ المسجد بھی ادا کر لے، حضرت ابو قتادہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم سے کوئی شخص مسجد جائے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرے، (۴) اس نماز کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں، اور اس کا ادا کرنا اگر اربعہ کے نزدیک مسنون ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے: تحیۃ المسجد)

مسجد میں کوئی بھی ایسا عمل جو احترام مسجد کے خلاف ہو درست نہیں، اسی لئے مسجد میں وضو کرنا، تھوکانا، ناک صاف کرنا، مسجد کو رہگزر بنالینا، اس میں دنیا کی باتیں کرنا، بغیر پاکی کے مسجد میں داخل ہونا مکروہ ہے، (۵) اگر مسجد کے اوپر کوئی مکروہ واقع ہو تو اس میں بھی پیشاب و پاخانہ اور زن و شوکا تعلق پیدا کرنا مکروہ ہے، (۶) اسی طرح راستہ میں چلتے ہوئے جو مٹی لگ جائے اسے مسجد کی دیوار یا اس کے ستون یا مسجد کی حیر سے پونچھنا بھی کراہت سے خالی نہیں، ہاں اگر مسجد میں کوئی چیز اسی مقصد سے رکھی گئی کہ اس میں پاؤں پونچھ کر مسجد کے اندر جایا جائے تو اس کی گنجائش ہے، اسی طرح مسجد کی دیوار یا سطح مسجد پر تھوکن درست نہیں، اور اگر تھوک دے تو اسے صاف کر لینا چاہئے، اگر کچی زمین ہو تو اسے زمین ہی میں دفن کر دے اور اگر پختہ زمین ہو تو اسے پونچھ دے، (۷) جس آدمی پر غسل واجب ہو اس کے لئے اس حالت میں مسجد میں داخل ہونا قطعاً جائز نہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں جہنمی اور حائضہ کے لئے مسجد کو حلال نہیں رکھتا، لا أحل المسجد لحائض ولا جنب، (۸) مسجد میں کسی ناپاک چیز کا لے جانا جائز نہیں اگر کسی

ایک مسجد ایک قبیلہ کی طرف منسوب ہو کر ”مسجد بنی زریق“ کہلاتی تھی، (۱) اسلام کی ابتدائی صدیوں میں بھی بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام سے موسوم مسجد کا ذکر ملتا ہے، اس لئے ازراہ تعارف مسجدوں کا نام رکھنا بھی جائز ہے، اور اس میں حرج نہیں، بہتر ہے کہ مسجدیں صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام سے موسوم کی جائیں، کہ انبیاء کرام کے بعد حضرات صحابہ سے بڑھ کر کوئی اللہ کا دن نہیں، اس سے اسلامی نسبت کا بھی اظہار ہوتا ہے، اور مسلمانوں میں اپنے بزرگوں اور سلف صالحین کی پیروی بھی پیدا ہوتی ہے۔

مساجد پر مسجد تعمیر کرانے والوں کے نام کے کتبے لگانا بھی مروج ہے، یہ صورت بہتر نہیں ہے، کیونکہ اس میں ایک گونہ ریا اور نمائش کا اظہار ہوتا ہے اور اخلاص و انفاق کی روح محروم ہوتی ہے۔

مسجد میں داخل ہونے کے آداب

جب مسجد میں داخل ہو تو داخل ہوتے ہوئے پہلے درود شریف پڑھے پھر یہ دعا پڑھے

رب اعفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب

رحمتک

اور جب مسجد سے نکلے تو پھر درود شریف پڑھے، اور یہ

دعا پڑھے

رب اعفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب

فضلك (۲)

بعض روایات میں مسجد میں داخل ہوتے ہوئے صرف

لھم الفتح لی ابواب رحمتک، اور مسجد سے نکلے ہوئے

”اللھم انی اسئلك من فضلك“ بھی منقول ہے۔ (۳)

(۲) دیکھئے: ترمذی، باب ما یقول عند دخول المسجد

(۳) ترمذی، باب اذا دخل احدکم المسجد فلیرکم رکعتین

(۶) ہندہ ۱۰۹۰

(۸) ابوداؤد ۳۰۱

(۱) دیکھئے: بحاری، حدیث نمبر ۲۸۲۸-۲۸۲۹، باب اصبر الحیل للسبق

(۳) مسلم، ابوداؤد، حدیث نمبر ۳۶۵

(۵) سحر برائق ۲۵/۵

(۷) ہندہ ۱۰۰۱

ہے جو اسدی تصورات سے عاری ہو اور ناروا قسم کے اشعار ہوں جیسا کہ عام طور پر شعراء کا مذاق ہے، ورنہ تو آپ ﷺ کے سامنے حضرت حسان ﷺ اور بعض اور صحابہ ﷺ کا اشعار پڑھنا ثابت ہے، (۷۰) لہذا مناسب اور صالح اشعار اور خالص کرمہ یہ اور نفعیہ کلام کا مسجد میں پڑھنا درست ہے، اسی طرح مساجد میں گشدہ اشیاء کا اعلان بھی مناسب نہیں، اگر اعلان کرنا ہو تو حدود مسجد کے باہر آکر اعلان کر دے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم مسجد میں کسی گشدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے دیکھو تو کہہ دو کہ اللہ یہ تم کو نہ ملے "لا ردھا للہ علیک" (۷۱) مسجد میں بلا ضرورت دنیوی گفتگو کی بھی ممانعت ہے، البتہ اگر مسجد میں آنا تو نماز اور عبادت کے لئے ہو، لیکن ضمناً کوئی مباح گفتگو بھی کر لی، تو اس کی گنجائش ہے۔ (۷۲)

مسجد میں سونا

مساجد میں سونا بھی احترام مسجد کے خلاف ہے، جو شخص مسافر نہ ہو اور نہ مسجد میں سونے پر مجبور ہو، اس کے لئے مسجد میں سونا مکروہ ہے، یہی رائے حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کی ہے، (۷۳) چنانچہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں مسجد میں سویا ہوا تھا، آپ ﷺ تشریف لائے، مجھے پائے مبارک سے ٹھوکر دی اور فرمایا کہ کیا میں تم کو مسجد میں سویا ہوا نہیں دیکھ رہا ہوں؟ میں نے محذرت کی کہ میری آنکھ لگ گئی تھی، (۷۴) اس میں شبہ نہیں کہ اصحاب مفاہد اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کا مسجد نبوی میں سونا ثابت ہے، (۷۵) لیکن

کے ہاتھ پر نبی ست لگی ہو تو اسے مسجد میں داخل ہونا نہیں چاہئے، (۷۶) مسجد میں خورد و نوش کی بھی ممانعت ہے، سوائے اس کے کہ مسافر یا مریض ہو، (۷۷) ایسی باتیں بھی مناسب نہیں جس سے نمازیوں کو تکلیف پہنچ سکتی ہو، اسی لئے آپ ﷺ نے بدبودار چیز جیسے کچی پیاز اور ہسن کھا کر مسجد میں آنے کو منع فرمایا، (۷۸) اسی حکم میں ایسی تمام چیزیں ہیں جن سے منہ میں یا جسم میں بدبو پیدا ہوتی ہو، اگر کسی کے منہ سے بیماری کی دھبہ سے مستقل بدبو آتی ہو یا کسی کو ایسا زخم ہو جس سے بو آتی ہو تو اسے بھی مسجد میں آنے سے گریز کرنا چاہئے، اسی حکم میں کوڑھی بھی ہے، ایسے لوگوں کے لئے جماعت ترک کرنے کی گنجائش ہے، قصاب پھیرے اور اس طرح کا کام کرنے والے بھی اگر جسم میں بدبو ہو تو نہ دھو کر مسجد میں آئیں، (۷۹) سگریٹ، بیڑی پینے والے اور کھینی کھانے والے بھی اسی حکم میں ہیں کہ ان چیزوں کے استعمال کے بعد منہ صاف کئے بغیر مسجد میں نہیں آنا چاہئے، بچے اگر بہت چھوٹے ہوں اور ابھی ان میں شعور پیدا نہ ہوا ہو تو ان کی آمد بھی نمازیوں کے لئے ذہن بٹ جانے کا باعث بنتی ہے، اسی لئے آپ ﷺ نے مسجد کو بچوں اور پاگلوں سے بچانے کا حکم فرمایا: **مساجدکم صیابکم و محانیکم**۔ (۸۰)

مسجد میں ایسے کام کرنا روا نہیں جس سے مسجد کا احترام متاثر ہوتا ہو، اور جو بات مسجد کے بنیادی مقصد یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے میل نہ کھاتی ہو، چنانچہ آپ ﷺ نے مسجدوں میں خرید و فروخت اور اشعار پڑھنے سے منع فرمایا۔ (۸۱)

ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کا منشاء ایسے اشعار پڑھنے سے منع کرنا

(۷۲) درعی الرود ۹/۳۳۳

(۷۳) دیکھئے ردالمحتار ۳۳۳/۱

(۷۴) ترمذی، باب کراهیۃ البیع والشراء

(۷۵) مسند دارمی ۲/۶۶۱

(۷۶) ردالمحتار ۳/۳۴۰

(۷۷) دیکھئے بحاری مع بیہق ۲/۶۳۶، باب النوم فی المصحف

(۷۸) ردالمحتار ۳/۳۴۰

(۷۹) مسند، حدیث نمبر ۷۴

(۸۰) ابن ماجہ ۵۴۱

(۸۱) ترمذی ۱۱/۲، باب ما جاء فی اشعار الشعراء عن عائشہ

(۸۲) ردالمحتار ۳/۳۴۱

(۸۳) دارمی ۲/۶۵۱، باب النوم فی المسجد

مسجد اللہ کے کلمہ کی بلندی کے لئے ہے، اور اس لئے کہ انسان اپنی ہر طرح کی انا کو خدا کی چوکھٹ پر فنا کر دے، اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب مسجد میں ”ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و لیاظ“ کا منظر پیش کریں، اس لئے فقہاء نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص مسجد میں اپنے لئے کوئی جگہ مخصوص کرے، ”ویکروہ للانسان

ان یخص لنفسه مکاناً فی المسجد یصلی فیہ“۔ (۶)

مسجد میں اصل میں عبادت کی جگہ ہیں اور عبادت کی روح اخلاص ہے، یعنی آدمی کا عمل خالصہ لوجہ اللہ ہو اور اجر کے لئے ہونہ کہ اجرت کے لئے، اسی لئے فقہاء نے ایسے مدرسین کو مسجدوں میں تعلیم دینے کی اجازت نہیں دی ہے جو اجرت لے کر پڑھاتا ہو، کیونکہ یہ کام خالصہ لوجہ اللہ باقی نہیں رہا، (۷) تاہم فقہاء نے ضرورت اس کی اجازت دی ہے، نقادی عالم گیری میں غلامہ کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے

واما المعلم الذی یعلم الصبیان باجر اذا
جلس فی المسجد یعلم الصبیان لضرورة
الحرا وغیرہ لایکروہ (۸)

جو معلم اجرت لے کر بچوں کو تعلیم دیتا ہو، اگر وہ گرمی یا کسی اور مجبوری کی بنا پر بچوں کو تعلیم دینے کے لئے مسجد میں بیٹھے تو مکروہ نہیں۔

موجودہ زمانہ میں جبکہ بچوں کی بنیادی دینی تعلیم کے لئے غیر مسلم ممالک تو کیا مسلم ممالک میں بھی کوئی انتظام نہیں، اور ہر جگہ مسلمان اس موقف میں نہیں ہیں کہ مکاتب کی الگ عمارتیں تعمیر کریں، مسجد میں مکاتب کا قیام ایک بہت بڑی ضرورت ہے، اور اس سے محض گرمی اور ٹھنڈک سے بچاؤ ہی متعلق نہیں، بلکہ دین کا

یہ مجبوری کی بناء پر تھا، جو لوگ مسافر ہوں یا دینی یا دنیوی مقصد کے تحت مسجد میں قیام پذیر ہوں، اور مسجد سے متصل کمرے نہ ہوں، جہاں وہ ٹھہر سکیں تو ان کے لئے مسجد میں قیام کرنے کی گنجائش ہے، جیسا کہ اصحاب صفہ مسجد نبوی میں قیام کرتے تھے، البتہ اس صورت میں بھی بہتر ہے کہ اعکاف نفل کی نیت کر لے۔ (۹)

نیند کی حالت میں خروج ریح کی نوبت آنا مستحب نہیں اور مسجد میں خروج ریح کو بھی پسند نہیں کیا گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جب تک اپنی نماز گاہ میں ہوتا ہے، فرشتے اس کے حق میں دعاء رحمت کرتے ہیں، اور جب تک حدیث نہ پیش آجائے، کہتے رہتے ہیں اے اللہ! تو اس کی مغفرت فرما، تو اس پر رحم فرما، (۱۰) حافظ ابن حجر نے اس حدیث سے یہ بات اخذ کی ہے کہ مسجد میں اخراج ریح مسجد میں بغیر بھینکنے سے زیادہ ناشائستہ بات ہے، کیونکہ قہوکنے یا ناک صاف کرنے کا کفارہ تو حدیث میں بتایا گیا کہ اسے زمین میں دفن کرینا ہے، اور اس غلطی کا آپ ﷺ نے کوئی کفارہ نہیں بتایا، بلکہ اس کو فرشتوں کی دعاء استغفار اور رحمت سے محرومی کا باعث قرار دیا، (۱۱) علامہ ابن نجیم مصری نے بھی مسجد میں قصد اخراج ریح کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے۔ (۱۲)

کسی مسلمان کو مسجد سے روکنا درست نہیں!

مسجد اللہ کا گھر ہے، اور اس سے تمام مسلمانوں کا حق متعلق ہے، اس لئے کسی پر بھی مسجد کے دروازہ کو بند کر دینا درست نہیں، اسی لئے فقہاء نے مسجد کے دروازے بند کرنے کو منع کیا ہے، لیکن چونکہ فی زمانہ اس کے بغیر مسجد کے سامان اسباب کی حفاظت ممکن نہیں، اس لئے غیر اوقات نماز میں مسجد بند کر دینے میں مضائقہ نہیں۔ (۱۳)

(۲) محاری مع الفتح ۶۳۵، باب محدث فی المسجد

(۳) دیکھئے رد المحتل ۴۲۹/۲، مکتبہ دکریا

(۴) ہندیہ ۱۰۸

(۵) ہندیہ ۱۰۸

(۱) دیکھئے رد المحتل ۴۳۶

(۳) فتح الباری ۲۴۱/۱

(۵) ہندیہ ۹۰

(۷) البحر الرائق ۱۵۰۵

بقا اور اسلام کے ساتھ ان کے رشتہ کو استوار رکھنے کا بھی مسئلہ ہے، اس لئے جہاں ایسی درسگاہوں کے لئے کوئی اور جگہ میسر نہ ہو مسجد میں بھی مکاتب کے قیام میں کوئی حرج نہیں بلکہ اس کی کوشش کرنی چاہئے۔

درس و تعلیم کی غرض سے مسجد کی روشنی کا استعمال بھی درست ہے، (۱) اسی سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ تعمیری اغراض کے لئے مسجد میں بجھے ہوئے فرش و چٹخے وغیرہ کا استعمال بھی درس و تدریس کے اوقات میں درست ہوگا، کیونکہ تعلیم کا مقصد بھی اسامی ہی کی سر بلندی ہے، اور علم دین کا سیکھنا اور سکھانا بھی من جملہ عبادات کے ہے، بلکہ افضل العبادات ہے، البتہ ایسے کم عمر بچے مسجد میں نہ لائے جائیں جن کو بھی پیشاب پانچ نہ کی تمیز نہیں اور جن سے مساجد وغیرہ کے آلودہ ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ (۲)

البتہ آج کل بعض مواقع پر مساجد کی آرائش کے لئے روشنی کے غیر ضروری اور مسرفہ نہ استعمال کی جو صورت مروج ہو گئی ہے، وہ بھی کراہت سے خالی نہیں، اس سلسلہ میں فتاویٰ عالمگیری کی یہ صراحت اہل بصیرت کے لئے چشم کشا ہے

سنل ابو بکر عن اوصی بئث ماله
لاعمال البرہل بجور ان یسرج فی
المسجد ؟ قال یجوز قال ولا یجوز ان
یزاد علی سراح المسجد سواء کان فی
شہر رمضان اوفی غیرہ قال ولا یزین بہ
المسجد کذلکی المحیط (۳)

ابوبکر سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو اپنے تہائی مال کی نیکی کے کاموں کے لئے

وصیت کرے کہ کیا اس سے مسجد میں چراغ جلایا جاسکتا ہے؟ تو فرمایا جائز ہے، البتہ مسجد کے چراغ سے زیادہ نہ جلایا جائے، چاہے رمضان کا مہینہ ہو یا کوئی اور، نیز فرمایا کہ اس پیسے سے مسجد کی آرائش نہیں کی جائے گی۔

اور مسجد میں قلعے وغیرہ لگانا تو یوں بھی بہتر نہیں کہ اس طرح غیر مسلم قوم میں اپنی عبادت گاہوں کی آرائش کرتی ہیں، اور مسلمانوں کو دوسری قوموں کی مشابہت اور مرثیت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

متمرق احکام

☆ مسجد میں مقدمات کی سماعت اور فیصلے کئے جاسکتے ہیں، یا نہیں؟ اس سلسلہ میں دو قول ہیں، تاہم احادیث نبویہ اور شریعت کے مجموعی حراہ کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اگر شور و شغب کے بڑھنے اور مسجد کی بے احترامی پیش آنے کا اندیشہ نہ ہو، اور مقدمہ سے متعلق لوگ ناپاکی کی حالت میں نہ ہوں تو مسجد میں فیصلہ کی گنجائش ہے، ورنہ نہیں۔ (۴)

☆ مسجد میں سزاؤں کا جاری کرنا مناسب نہیں، ایک تو یوں بھی مساجد نزول رحمت کی جگہ ہے، نہ کہ تعذیب و تادیب کی، دوسرے اس سے مسجد کے آلودہ ہونے کا بھی امکان ہے، چنانچہ خود رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں حدود جاری کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (۵)

☆ مسجدوں میں غیر مسلموں کا داخلہ درست اور جائز ہے۔ (۶)

☆ یہ مکروہ ہے کہ مسجد سے متصل سمت قبلہ میں قبرستان، وضو خانہ، حمام وغیرہ ہو۔ (۷)

(۲) در مختار عنی هامش الرد ۴۳۷

(۳) تمیصل لے ۲، کیچے، قصا،

(۴) النور الراق ۲۵/۵

(۱) البحر الرائق ۲۵۰/۵

(۲) مسند ۴۶۱/۲

(۳) اسامی ۵۴

(۴) حوالہ سابق

اعتکاف کرنا درست نہیں، ایسی جگہ کو فقہاء ”مسجد بیت“ کا نام دیتے ہیں۔

افضل مسجد

مسجدوں میں سب سے افضل مسجد حرام مکہ مکرمہ ہے، پھر مسجد نبویؐ مدینہ منورہ، پھر مسجد اقصیٰ بیت المقدس، پھر مسجد قبا جس کی بنیاد پؐ کے ہاتھوں پڑی، پھر وہ مسجد جو زیادہ قدیم ہو، پھر وہ جو زیادہ بڑی (اعظم) ہو یعنی وہاں بڑی جماعت ہوتی ہو، پھر وہ جو قریب ہو، ویسے اس پر اتفاق ہے، کہ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے بعد وہ مسجد افضل ہوگی جس میں درس و بیان کا بھی انتظام ہو اور محلہ کی مسجد آبادی کی جامع مسجد سے بھی افضل ہے، گو مسجد محلہ کی جماعت میں کم لوگوں کی شرکت ہوتی ہو، نیز ایسی مسجد میں جانے کا اہتمام بہتر ہے جہاں امام علم و عمل کے اعتبار سے زیادہ فائق ہو — یہاں اس بات کا ذکر مناسب ہوگا کہ مسجد نبوی میں ہونے والا قیصری اضافہ اسی مسجد کے حکم میں ہے، اور اس میں انشاء اللہ وہی اجر حاصل ہوگا۔ (۵)

(مسجد سے متعلق وقف کے احکام خود وقف کے ذیل میں مذکور ہو گئے۔)

مسح

لغت میں ”مسح“ کسی چیز کو دوسری چیز پر اس طرح گزارنے کے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کو مس کرتے ہوں، فقہ کی اصطلاح میں ترہاتھ کو لگانا مسح ہے، اصطلاح البدلہ المستطیۃ وضوء اور موزوں کے مسح وغیرہ میں مسح سے یہی فقہی اصطلاح مرد ہے، اور تنہم میں لغوی معنی۔ (۶)

☆ مسجد میں وعظ و نصیحت، بیان و تقریر، قرآن و حدیث کا درس، مسائل فقہیہ کا بیان اور اس طرح کے تعلیمی، دعوتی کام کرنا نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہیں، اور یہ گویا مقاصد مسجد کی تکمیل ہے۔

☆ مسجد میں بہت بلند آواز میں ذکر، قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ مناسبت نہیں، کیونکہ اس سے دوسروں کو فضل ہو سکتا ہے، البتہ تقریر اور بیان کی غرض سے آواز کا بلند کرنا درست ہے، علامہ صکلیؒ نے کمروہات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے ”ورفع الصوت بل ذکر الالہ للتحقیق“۔ (۱)

☆ مسجد میں بھیک مانگنا جائز نہیں بلکہ بھیک دینا بھی کرہت سے خالی نہیں، (۲) — لیکن اس سے مراد اپنی ذات کے لئے سوال کرنا ہے، کسی دینی کار کے لئے مسجد میں اعانت کی اپیل کرنا درست ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض غزوات کے موقع پر مسجد میں امتیاعون کی خواہش فرمائی ہے، اور مسجد میں اس کا اعلان کیا ہے۔

گھر کی مسجد

نماز ایسی عبادت ہے جو بحالت ہوش و حواس بہر حال ہر مسلمان کو ادا کرنی ہے، اس لئے گھر میں بھی ایک جگہ نماز کے لئے مخصوص رکھنی چاہئے، جسے صاف ستھرا رکھے اور ممکن ہو تو محراب وغیرہ کی طرح کوئی علامت بھی اس میں نماز کی بنادے، گھر میں ایسی جگہ مخصوص رکھنا ہر صاحب ایمان کے لئے علامہ کرمانی نے مستحب قرار دیا ہے، لیکن یہ جگہ مسجد شرعی کے حکم میں نہیں ہوگی اور اس کے احکام مسجد کے نہیں ہونگے، (۳) البتہ خوانین کو چاہئے کہ وہ گھر میں اسی جگہ اعتکاف کریں، (۴) مردوں کا یہاں

(۲) در علی الرد ۴۳۶

(۳) حوالہ سابق ۴۳۶

(۶) کبیری ۱۵

(۱) در محفل علی الرد ۴۳۶

(۳) در محفل ورد المحسن ۴۳۶

(۵) دیکھئے در محفل ورد المحفل ۴۳۶

(ساح کے مختلف مواقع اور احکام کے لئے دیکھئے: خف، جبرۃ، وضوء، تیمم، غلامہ، خمار)۔

مسکین

مسکین اور فقیر کا لفظ نادار و محتاج فقص کے لئے قرآن مجید میں مستعمل ہوا ہے۔ زکوٰۃ کے باب میں یہ بحث آتی ہے، کہ مسکین کا اطلاق کس درجہ کے حاجت مند پر ہوگا؟ زکوٰۃ اور "فقیر" میں اس کی تشریح آچکی ہے۔

سبل

(پانی کی نکاسی کی جگہ)

"سبل" کے معنی بہانے کی جگہ کے ہیں۔

فقہاء کی اصطلاح میں حق سبل فاضل پانی کی نکاسی کے حق کو کہتے ہیں، خواہ یہ کھلی ہوئی نالی کے ذریعہ ہو، مسقف نالی کے ذریعہ ہو، یا پائپ کے ذریعہ، اگر پانی کی نکاسی کا راستہ خود اس شخص کی ملکیت میں ہو، یا گورنمنٹ کی طرف سے بنے ہوئے ڈریج نظام سے منسلک ہو، تب تو ظاہر ہے کہ اس میں کوئی کلام نہیں، اگر کسی دوسرے کی زمین سے گذرتا ہو، اور اس میں صاحب زمین کا کوئی نقص نہ ہو اور وہ اس سے فاضل پانی کے گزارنے کا فیصلہ سرکار کی طرف سے ہوا ہو تو یہ صورت بھی درست ہے، البتہ اگر پانی کی نکاسی کے لئے متعین نظام میں کوئی خرابی پیدا ہو، تو اس پر اس کی مرمت ضروری ہوگی۔ (۱)

مشاع

(مشترک چیز)

مشاع کسی مشترک چیز کو کہتے ہیں، جس میں کئی حصہ دار ہوں اور ان کے حصے الگ الگ نہ ہوں بلکہ ایک مناسب مقدار جیسے نصف، تہائی، چوتھائی وغیرہ ہر شریک کا حصہ ہو، چنانچہ محلۃ الاحکام میں حصہ مشاع کی تعریف اسی طرح کی گئی ہے۔ السهم الساری

الی کل جزء من اجزاء المال المشترك۔ (۲)

یہ بات ظاہر ہے کہ جب حصوں کی تقسیم عمل میں آجائے گی، اور تمام شرکاء کے حصے علیحدہ کر دیئے جائیں گے، تو ب یہ مشاع باقی نہیں رہے گا۔ فقہاء کے یہاں یہ بحث آتی ہے کہ ایسی مشترک چیز میں سے اپنا حصہ ہبہ کرنا، یا وقف کرنا، یا کرایہ پر لگانا، درست ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں مختلف ماعدت کی بحثیں دیکھنی چاہئیں، تاکہ مشترک چیزوں میں ان معاملات کے درست ہونے ورنہ ہونے کی بابت جانا جاسکے۔

مشترک

(اصول فقہ کی ایک اصطلاح)

اشتراک کے اصل معنی مساوات اور برابری کے ہیں، اسی سے مشترک کا غلط، غور ہے، ایک لفظ دو معنوں کے لئے وضع کیا گیا ہو تو وہ "مشترک" کہلاتا ہے، بعض دفعہ ایک لفظ کے دو معنی اس طرح ہوتے ہیں کہ ایک معنی حقیقی ہوتا ہے، اور دوسرا مجازی، اسے مشترک نہیں کہیں گے کیونکہ وہ لفظ اصل میں دو معنوں کے لئے وضع نہیں کیا گیا ہے، بلکہ اصل میں تو وہ معنی حقیقی کے لئے وضع کیا گیا ہے، اور کثرت استعمال کی وجہ سے دوسرے معنوں میں بھی استعمال ہونے لگا ہے، اسی طرح مشترک اور عام میں بھی فرق ہے، عام میں معنی یک ہی ہوتا ہے، لیکن اس معنی کے مصداق میں تعدد پایا جاتا ہے دوسرے عام جب استعمال کیا جاتا ہے، تو وہ تمام افراد کو شامل ہوتا ہے، اور لفظ مشترک میں معنی ہی ایک سے زیادہ ہوتا ہے، اور گو اس لفظ میں انفرادی حیثیت میں ان تمام معنوں کی منجائش ہوتی ہے، لیکن جب غلط مشترک بولا جاتا ہے، تو اس سے کوئی ایک ہی معنی مرد ہوتا ہے، جیسے مین، اس کے معنی آنکھ کے بھی ہیں، پانی کے چشمہ کے بھی، اھوپ کے بھی، ترارو کے بھی، نقد ہار اور متعین شے کے بھی، ظاہر ہے کہ جب یہ لفظ استعمال ہوگا تو ان

میں سے کوئی ایک ہی معنی مراد ہوگا۔

ہر چند کہ اس بات میں اختلاف ہے کہ مشترک الفاظ کا عربی زبان میں پایا جانا ممکن ہے یا نہیں؟ اور ممکن ہے تو اس کا وقوع بھی ہوا ہے یا نہیں؟ لیکن اہل علم کے نزدیک ترجیح اسی بات کو ہے کہ مشترک الفاظ کا وجود ممکن ہے، اور وہ نہ صرف عربی زبان میں موجود ہے، بلکہ قرآن وحدیث میں بھی ان کا استعمال ہوا ہے۔

اہل علم کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے کہ لفظ مشترک بیک وقت اپنے ایک سے زیادہ معنوں میں استعمال ہوتا ہے، یا نہیں؟ امام ابو حنیفہ، فقہاء شوافع میں فخر الدین رازی، امام کرخی، اور اکثر معتزلہ کا خیال ہے کہ ایک وقت میں لفظ مشترک کے ایک سے زیادہ معانی مراد نہیں ہو سکتے، کیونکہ جب کوئی شخص گفتگو کرتا ہے تو ایک متعین معنی اس کے کلام کا مقصد ہوتا ہے، امام شافعی اور امام مالک، تاحی ابو بکر باقلانی، عبد الجبار معتزلی وغیرہ کا خیال ہے کہ لفظ مشترک کے دو یا سے معنی جو باہم متضاد نہ ہوں، مراد لئے جاسکتے ہیں، ایسا دو معنی جو ایک دوسرے کی ضد ہوں جیسے ”قرء“، کہ اس کے معنی حیض اور طہر کے ہیں، بالاتفاق مراد نہیں لئے جاسکتے، پھر امام شافعی، باقلانی اور امام غزالی وغیرہ کے یہاں یہ دونوں ہی معنی اس کے لئے حقیقی ہوتے ہیں، اور علامہ قرانی اور ابن حابط مالکی کے یہاں ایک سے زیادہ معنوں پر اس کی درالت مجاز آہوتی ہے۔ (۱)

حکم

قرآن وحدیث میں جو مشترک الفاظ ہیں، ان کا حکم یہ ہے کہ جب تک مراد واضح نہ ہو جائے توقف سے کام لیا جائے، اور اس کے حق ہونے کا ایمان رکھا جائے، البتہ اس کے صحیح منشا و مراد کو سمجھنے

کی کوشش میں کوتاہی زوائد رکھی جائے، مشترک کی مراد یا تو خود اس لفظ میں غور کرنے سے معلوم ہوگی یا دوسرے قرائن سے، بہر حال مشترک کے مختلف معنوں میں سے اگر کسی معنی کو ترجیح دے دی جائے، تو اب وہ ”موؤل“ کہہ لئے گا۔

مشترک اور مجمل میں فرق یہ ہے کہ مجمل کی مراد میں جو ابہام پایا جاتا ہے، جب تک خود مکلم کی طرف سے وضاحت نہ ہو جائے ابہام دور نہیں ہو سکتا، بخلاف مشترک کے کہ مشترک میں اجتہاد اور قرائن سے بھی مراد متعین کی جاتی ہے، اور مرد متعین ہونے کے بعد وہ موؤل ہوتا ہے۔

لیکن چونکہ موؤل کی بنیاد اجتہاد و استنباط پر ہوتی ہے، خدا اور رسول کی نص پر نہیں، اس لئے اس سے جو احکام ثابت ہوں گے وہ قطعی نہ ہوں گے، ظنی ہوں گے، اس کے تقاضا پر عمل کرنا واجب تو ہوگا، لیکن وہ یقین کا فائدہ نہ دے گا۔ (۲)

مشترک و موؤل کی مثال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مطلقہ کے لئے تین ”قرء“ کو عدت قرار دیا ہے، (بقرہ ۲۲۸) یہ مشترک لفظ ہے جس کے معنی حیض کے بھی ہیں اور طہر کے بھی، احناف نے ان دو میں سے حیض کے معنی کو ترجیح دی، کیونکہ۔

(۱) عدت کا مقصد فراغت رحم کو جانا ہے، اور یہ حیض ہی سے معلوم ہوتا ہے۔

(۲) حدیث میں باندی کی عدت دو حیض قدر دی گئی ہے۔

(۳) قرآن نے حیض سے، یوس عورتوں کی عدت تین دن

مقرر کی ہے۔ (انطراق ۳) تو معلوم ہوا کہ عدت میں اصل حیض ہے اور جب لفظ قرء میں حیض کا معنی متعین ہو گیا تو یہ لفظ موؤل ہو گیا۔

(۱) ملخص در اصول السرحسی ۱۶۶، عواتق الرحموت علی هامش المستصفی ۲۰۱-۲۰۰

(۲) دیکھئے اصول السرحسی ۱۶۶-۱۶۷، عواتق الرحموت ۲۰۱

کے یہاں ”مصادره“ سے عبارت ہے، (۳) جس کا حرام و گناہ ہونا تو ظاہر ہی ہے، اگر کسی شخص کا مال اس طرح لے لیا جائے، اور ایک عرصہ کے بعد واپس کیا جائے، تو اس میں زکوٰۃ بھی واجب نہیں، کیونکہ زکوٰۃ ایسے مال میں واجب ہوتی ہے جو کسی اور کے یہاں باقی ہو اور اس کے وصول ہو جانے کی توقع ہو، جس ماں کے وصول ہونے کی امید نہ ہو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ (۴)

مصنفی

مصنفی ”مصحح“ سے ہے، صفحہ کے اصل معنی ہتھیلی کے ہیں، مصنفی کے معنی ہتھیلی سے ہتھیلی ملانے کے ہیں، (۵) بعض روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے آپ ﷺ سے مصنفی کا شرف اہل یمن نے حاصل کیا، خود ارشاد نبوی ﷺ ہے، ہم اول من حیثا ما بالمصافحة، (۶) احادیث میں مصنفی کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ جب بھی دو مسلمان ملتے ہیں، اور مصنفی کرتے ہیں، تو انگ ہونے سے پہلے ان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، (۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک شخص نے سوال کیا، کہ ہم میں سے کوئی بے بھائی یا دوست سے ملے، تو کیا اس کے لئے جھگڑے فرمایا نہیں، دریافت کیا، کیا اس سے چمٹے اور اس کا بوسہ لے لے؟ اس کا جواب بھی آپ ﷺ نے نفی میں دیا، پھر اس نے پوچھا کہ اس کا ہاتھ تھامے، در مصنفی کرے، ارشاد فرمایا ہاں۔ (۸)

خود آپ ﷺ کا معمول مبارک بھی مصنفی کا تھا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری جب بھی آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی آپ ﷺ نے ضروری مصنفی فرمایا، (۹) صحابہ رضی اللہ عنہم کے یہاں بھی

مشکل (اصول فقہ کی ایک اصطلاح)

جب کوئی شخص یا چیز اپنی ہم شکل اور مماثل چیزوں کے ساتھ مل جائے اور ان کے درمیان امتیاز و شمار ہو جائے، تو ایسے موقع پر عربی زبان میں ”اشکل علی“ کا لفظ بولا جاتا ہے، اسی سے ”مشکل“ ماخوذ ہے، مشکل وہ ہے جس کی مراد بذات خود واضح نہ ہو، جب تک کہ کوئی دلیل نہ آجائے، (۱) جیسے ارشاد خداوندی قواریر من فصۃ قدر وھا تقدیرا، (۲) قارورہ شیشہ کا ہوتا ہے نہ کہ چاندی کا، پس غور و فکر اور قرینہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ جنت کا قارورہ صفائی میں شیشہ کی طرح اور سفیدی میں چاندی کی طرح ہوگا۔

مشکل کا حکم یہ ہے کہ اس کے حق ہونے کا یقین رکھا جائے اور اس کی مرد جانے کی پوری کوشش کی جائے، اور جب مراد واضح ہو جائے تو پھر اس کے مطابق عمل کرنا واجب ہے۔ (۳)

مشہور

یہ صوبہ فقہ و اصول حدیث کی اصطلاح ہے، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو حدیث

مصادره (ظلم مال لینا)

”مصادره“ کے معنی ظلم مال لینے کے ہیں، ظلم مال لینے کی ایک صورت تو یہ ہے کہ جبراً کسی کا مال چھین لیا جائے، اس کو ”غصب“ کہتے ہیں، دوسری صورت یہ ہے کہ کسی شخص سے کہا جائے وہ اپنے مال کو حوالہ کرے، جبر و ظلم کی یہ دوسری صورت فقہاء

(۱) صور مبرحسی ۲۸

(۲) رد المحتار ۵۲

(۳) مجمع تباری ۵۷

(۴) بروندی باب ما فی المصافحة

(۵) ابورافعہ عن ابی ہریرہ عن ابی ہریرہ

(۶) حوالہ سابق

(۷) ایضاً حوالہ سابق

(۸) ایضاً حوالہ سابق

(۹) حوالہ سابق عن انس وحمہ الترمذی

مصافی کا معمول پایا جاتا تھا، (۱) بلکہ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سلام کی تکمیل ہی مصافی سے ہوتی ہے، تمام نجاتکم بیکم المصافحة، ویسے یہ حدیث ضعیف ہیں۔ (۲)

اسی لئے مصافی کے مسنون و مستحب ہونے پر اہل علم کا اتفاق ہے، امام نوویؒ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے، اور ابن بطال نے لکھا ہے کہ امام مالکؒ ابتداء اسے مکروہ خیال کرتے تھے، لیکن بعد کو وہ بھی اس کے مستحب ہونے کے قائل ہو گئے، (۳) مصافی کا وقت ملاقات ہے، آپ ﷺ سے اسی موقع پر مصافی ثابت ہے، اور امام نوویؒ کا بیان ہے، المصافحة سنة مجمع علیها عند التلاھی (۴) البتہ غیر محرم و غرت سے مصافی درست نہیں۔ (۵)

بعض نمازوں کے بعد مصافی

بعض نمازوں کے بعد خصوصی طور پر مصافی کا رواج پایا جاتا ہے، اس سلسلہ میں اہل علم کی رائیں مختلف ہیں، بعض حضرات نے مصافی کی عمومی اباحت کے پیش نظر اس کو جائز قرار دیا ہے، اور بعضوں نے ایک ایسے موقع کے خصوصی التزام و اہتمام کی وجہ سے اس کو منع کیا ہے جو سنت سے ثابت نہیں، امام نوویؒ کا رجحان اس کی اباحت اور حافظ ابن حجرؒ کا کراہت کی طرف ہے، (۶) فقہاء حنفیہ میں بھی ہسکلیؒ کا رجحان اباحت کی طرف ہے، اور شامی نے ملقط کے حوالہ سے اس کی کراہت نقل کی ہے، کیونکہ عہد صحابہ میں اس طرح کا معمول نہیں تھا، اور اس لئے بھی کہ یہ روافض کا طریقہ ہے۔ (۷)

مجھے اس سلسلے میں معروف محدث و فقیہ ملا علی قاریؒ کی بات زیادہ بہتر اور متوازن معلوم ہوتی ہے، فرماتے ہیں

فجر و عصر کے وقت لوگوں کے مصافی کا عمل مستحب و شروع طریقے کے مطابق نہیں، اس لئے کہ مصافی کا عمل آغاز ملاقات ہے، ان نمازوں میں لوگ بغیر مصافی کے باہم ملاقات کرتے ہیں، باہم گفتگو کرتے ہیں، عی مذاکرہ کرتے ہیں، اور سب چیزوں میں خاصا وقت گزارتے ہیں، پھر جب نماز پڑھ بیٹے ہیں تو مصافی کرنے لگتے ہیں، اسی لئے ہرے بعض علماء نے صراحت کی ہے کہ اس وقت مصافی مکروہ ہے، اور حقیقت یہ کہ یہ قبیح بدعتوں میں سے ہے، ہاں اگر کوئی مسجد میں آئے، لوگ مصروف نماز ہوں، یا نماز شروع ہی کیا چاہتے ہوں، پھر نماز سے فراغت کے بعد آنے والا شخص پہلے ان کو سلام کرے پھر مصافی — تو یہ بلاشبہ مسنون مصافی ہوگا، تاہم اس کے باوجود اگر کوئی مسلمان مصافی کے لئے ہاتھ بڑھائے، تو ہاتھ کھینچنا نہ چاہئے کہ اس میں ایک مسلمان کو ایذا پہنچاتا ہے، جو رعایت آداب سے بڑھ کر ہے — حاصل یہ ہے کہ اس وقت مروجہ طریقہ پر مصافی کی ابتدا تو مکروہ ہے مگر بدخلی (مجاہرہ) مناسب نہیں۔ (۸)

مصافی کا مسنون طریقہ

مصافی کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ سے ہو، براہ راست ہاتھ ہاتھ سے ملایا جائے، کپڑا حائل نہ ہو، ملاقات کے

(۲) دیکھئے حوالہ مسکور

(۳) حوالہ سابق

(۶) حوالہ سابق

(۸) مرقۃ ۵۷۴ باب المصافحة و المعانعة

(۱) دیکھئے بروندی، عن قتادة باب صحابہ علی المصافحة

(۳) فتح الباری ۱/۵۷۵

(۵) حوالہ سابق

(۷) دیکھئے بر مختار ورد المختار ۲۲۳/۵

وقت کیا جائے، پہلے سلام کیا جائے پھر مصافحہ، مصافحہ کے وقت دونوں کا رخ ایک دوسرے کی طرف ہونا چاہئے، (۱) مصافحہ کرتے ہوئے ”یغفر اللہ لنا ولکم“ کہنا مستحب ہے، (۲) رسول اللہ ﷺ سے مصافحہ کرتے ہوئے ”ربنا انا فی الدینا حسنة و فی الآخرة حسنة“ پڑھنا بھی ثابت ہے، (۳) اگر استاذ، شیخ یا والدین وغیرہ سے مصافحہ کیا جائے، اور ازراہ احترام و عقیدت ان کے ہاتھ کا بوسہ لے لیا جائے، تو اس کی گنجائش ہے، (۴) چنانچہ حضرت ابولبابہ، کعب ابن مالک اور ان کے دو رفقاء کا نیز جہد سے واپس ہونے والے صبح کی ایک جماعت کا اور بعض بنو دکا آپ ﷺ کے ہاتھوں کو بوسہ دینا ثابت ہے، حافظ ابن حجرؒ نے اس سلسلے میں متعدد احادیث و تراجم جمع کئے ہیں، (۵) اور امام ترمذی نے اس پر اس روایت سے استدلال کیا ہے، جس میں یہودیوں کے دست مبارک کا بوسہ لینے کا ذکر ہے، (۶) غیر مسلموں سے بھی مصافحہ کرنا درست ہے۔ (۷)

مصافحہ — دو ہاتھوں سے!

مصافحہ دو ہاتھ سے ہو، اس سلسلے میں متعدد احادیث و آثار موجود ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ راوی ہے کہ آپ ﷺ نے مجھے اس طرح تشہد سکھایا، جیسے قرآن کی کوئی سورت سکھایا کرتے تھے، اور اس وقت میرا ہاتھ آپ کے دو ہاتھ کے درمیان تھا، (۸) معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے دو ہاتھوں سے مصافحہ فرمایا اور جب آپ ﷺ کے دو ہاتھ تھے، تو ظاہر ہے کہ حضرت

عبداللہ ابن مسعودؓ کے بھی دو ہاتھ رہے ہوں گے، ورنہ یہ بات سوء ادب کی ہوگی کہ حضور ﷺ تو اپنے دو ہاتھ بڑھائیں، اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ ایک ہاتھ۔

(۲) امام بخاریؒ ”الادب المفرد“ میں عبدالرحمن بن رزیم سے نقل کیا ہے کہ ہم نے سلمہ بن اکوعؓ کی خدمت میں حاضری دی، ان کو سلام کیا، انھوں نے اپنے دونوں ہاتھ نکالے اور فرمایا کہ میں نے ان دونوں ہاتھوں سے حضور ﷺ سے بیعت کی ہے، بایعت بھائین نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (۹)

خیال رہے کہ بیعت میں بھی مصافحہ ہوتا ہے، چنانچہ حضرت امیر بنت رقیقہؓ سے روایت ہے کہ میں کچھ عورتوں کے ساتھ بیعت کے لئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، ہم نے عرض کیا، کہ آپ ﷺ ہم سے مصافحہ نہیں فرمائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا ہوں، میرا بیک وقت سو عورتوں سے کہنا ایسا ہی ہے جیسا ایک عورت سے کہنا، اور حضرت اسماءؓ کی روایت میں ہے کہ میں نے کچھ خواتین کے ساتھ آپ ﷺ سے بیعت کی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کے ساتھ مصافحہ نہیں کروں گا، لیکن تم سے وہی عہد لوں گا، جو اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ (۱۰)

(۳) بعض روایات میں مصافحہ کی کیفیت کو بتاتے ہوئے ہاتھ کو جمع کے صیغے سے تعبیر کیا گیا ہے، جیسے حضرت انسؓ کی روایت ہے، لا یفرق بین یدیهما حتی یغفر لھما، کہ مصافحہ کرنے والے اپنے ہاتھوں کو الگ نہیں کرتے، کہ ان کی مغفرت ہو جاتی ہے، حضرت ابوالامامہؓ، اور حضرت عبداللہ ابن عمرؓ وغیرہ

(۲) عون المعبود ۵۲۱/۴

(۳) در مختار ۲۳۵/۵

(۶) ترمذی، باب سحاء فی قیلة الید والرحل

(۸) حلی مع الفتح ۵۸۰/۱، باب الاحد بالید

(۱۰) حوالہ سابق

(۱) رد المحتار ۲۳۴/۵، فصل فی النظر والنس

(۳) حوالہ سابق

(۵) فتح الباری ۵۹/۱

(۷) حنیہ ۳۳۸/۵

(۹) دیکھئے اوجز المسائل ۱۹۳/۲ ط ہند

سے بھی ثابت ہے اور دونوں ہاتھوں سے بھی، لیکن چونکہ آج کل غیر مسلم قوم کا طریقہ ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کا ہے، نیز ایک ہاتھ سے مصافحہ والی روایتیں مبہم ہیں، اور دو ہاتھ سے مصافحہ والی روایتیں مصافحہ کی کیفیت بیان کرنے کے لئے آئی ہیں اور زیادہ واضح ہیں اس لئے دو ہاتھوں سے مصافحہ کرنا افضل ہے اور ایک ہاتھ سے بھی جائز ہے، مولانا رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں :

والحق فیہ ان مصافحتہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابتہ بالید والیدین الا ان المصافحة بہد واحدة لما كانت شعار اهل الاطراف وجب ترکہ لذلک . (۴)
اس بارے میں حق یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک ہاتھ سے بھی مصافحہ کرنا ثابت ہے اور دو ہاتھوں سے بھی، مگر ایک ہاتھ سے مصافحہ چوں کہ انگریزوں کا شعار ہے، اس لئے اس سے اجتناب واجب ہے۔

اور مولانا انور شاہ کشمیری کی رائے ہے :

فبید واحدة تجزی وبالیدین اکمل . (۵)
ایک ہاتھ سے بھی مصافحہ کرنا کافی ہے، اور دو ہاتھوں سے زیادہ اکمل طریقہ ہے۔

اس لئے اس مسئلہ میں زیادہ شدت اور اصرار نہ چاہئے،

وبالله التوفیق ۔

مصالح مرسلہ

”مصنعت“ منفعت حاصل کرنے اور معصرت کو دفع کرنے سے عبارت ہے، شریعت اسلامی جس کا مقصود انسانی گردنوں کو اصر

سے بھی اس طرح کے الفاظ منقول ہیں، یہ تعبیر بھی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کو ظاہر کرتی ہے، () کیونکہ دونوں طرف سے دو ہاتھ مل کر ہی جمع بن سکتے ہیں، جو عربی قواعد کے مطابق، ثمن یا اس سے زیادہ کو شامل ہوتا ہے، اگر ایک ایک ہی ہاتھ ہو تو حدیث میں اس کے لئے ”یہین“ یعنی عربی قاعدہ کے مطابق ”حشینیہ“ کا صیغہ ہوتا نہ کہ جمع کا۔

(۴) سف صالحین کا بھی یہی معمول تھا، اسی لئے امام بخاریؒ نے مصافحہ کے لئے ”باب الاخذ بالیدین“ کا عنوان اختیار کیا ہے، اس میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ والی والی روایت ذکر کی ہے جو شروع میں نقل کی گئی، پھر نقل کیا ہے کہ حماد بن زید نے عبداللہ ابن مبارکؒ سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا، (۲) امام بخاریؒ اس طرح کی باتیں نقل کر کے تعامل کی طرف اشارہ کیا کرتے ہیں، پس گویا امام بخاریؒ کے نزدیک سلف صالحین کا تعامل یہی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا تھا، اگر ایسا نہ ہوتا تو ضرور تھا کہ، بخاریؒ نے ایک ہاتھ مصافحہ کی روایت بھی نقل کی ہوتی، اسی لئے مولانا زکریا صاحب مرحومؒ نے لکھا ہے :

ولا یلہب علیک ان السنة فی المصافحة ان تكون بالیدین کما هو المعروف عن الصحابة والتابعین والمعارف عن المشفع (۳)

اس میں شبہ نہیں کہ بہت سی روایات میں مصافحہ کے لئے ”یہ“ (ہاتھ) کا غلط آیا ہے، جو عربی قواعد کے لحاظ سے واحد ہے، اور ایک ہاتھ کو بتاتا ہے، مگر عربی زبان میں یہ طریقہ کلام عام ہے کہ کبھی لفظ واحد بولا جاتا ہے، اور مراد اس سے ایک فرد نہیں بلکہ پوری جنس ہوتی ہے، اس لئے ممکن ہے کہ یہاں بھی ”جنس ہاتھ“ مراد ہو، جس میں دونوں ہاتھ شامل ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ مصافحہ ایک ہاتھ

(۲) دیکھئے بحاری مع الفتح ۵۸/۱۱

(۳) اوحر المسالك ۱۹۲/۶

(۱) دیکھئے اوحر المسالك ۱۹۲/۶ ط ھند

(۲) اوحر المسالك ۱۹۲/۶

(۵) العرف الشدی علی البرمدی ۱۰۲

باتیں جو قوی لذت اندوزی کی ہیں، یمن مطابق مصلحت ہیں، خواہ مالی و انجام کے اعتبار سے ان میں کسی قدر بھی نقصان اور خسارہ ہو، مثلاً نشہ آور اشیاء دقتی طور پر ضرور مذمت کام و دہن اور راحت و سکون کا باعث ہیں، لیکن انسانی صحت پر اس کا جو منفی اثر پڑتا ہے وہ محتاج اظہار نہیں، اس کے باوجود خلاف مصلحت نہیں کہ ایک ساعت کے لئے کسی سامانِ عیش و سکون تو ہے، اور اگر ان حضرات کی نگاہ میں پائیدار اور دیر پا نفع و نقصان کو ملحوظ رکھا جاتا ہے، تو اس کی انتہاء یہ دنیا کے بے ثبات و فانی ہے، دین و آخرت کا یہاں گزر نہیں، لیکن شرع اسلامی میں مصلحت کا تصور عقیدہ آخرت، ایمان باللہ اور خدا کی رضا جوئی سے جڑا ہوا ہے۔

اسی لئے ہمیں شریعت میں بہت سے ایسے احکام ملتے ہیں جن میں دینی اور اخلاقی مفادات کے لئے دنیوی اور مادی مصلحت کو قوی طور پر نظر انداز کیا گیا ہے، نماز میں بظاہر وقت کا خیال ہے، روزہ بھوک و پیاس ہے اور انسانی صحت و قوی پر اس کا اثر پڑنا عجیب نہیں، حج میں سفر کی مشقت اور مالی کثیر کا صرفہ ہے، قربانی میں ایک ہی وقت میں بڑی مقدار میں جانوروں کو ذبح کرنا ہے، حالانکہ ان کو بتدریج ذبح کرنے میں زیادہ غذائی کفایت ممکن ہے، بہت سے جانور ہیں کہ ان کے کھانے کی ممانعت ہے، طہارت و نجاست کے احکام کی تفصیلات ہیں جن سے بادی النظر میں تنگی و دشواری کا احساس ہوتا ہے، موسم سرما کی خشک ہواؤں میں بھی غسل و وضوء کی ہدایت ہے، بڑے بڑے جرائم پر عبرت انگیز سزائیں ہیں، ان میں سے کوئی عمل نہیں جو مادی اعتبار سے ایک گونہ نقصان کا حامل نہ ہو، لیکن اسلام کی نظر جس بات پر ہے وہ یہ ہے کہ اس کے روحانی اور اخلاقی فوائد ان نقصانات سے بہت زیادہ ہیں۔

شریعت کے مقاصد

اسی لئے اسلامی قانون کے ماہرین نے مصلحت کے بارے

اور اعدا (۱۷۱) سے آزاد کرنا اور عدل و احسان قائم کرنا (عمر ۹۰) ہے اور جس کے پیچھے مبرکات کو تمام کائنات کے لئے بیکر رحمت بنا کر مبعوث فرمایا گیا ہے، (انبیاء ۱۰۷) ممکن نہیں کہ وہ مصلحت انسانی سے خالی اور حکمت و دانش سے عاری ہو، چنانچہ مذہب عام کی موجودہ صورت اور سلام کا تقابل کیا جائے، تو شریعت اسلامی کی شان رحمت اور حکمت و مصلحت سے ہم آہنگی قدم قدم پر دامن دل کو کھینچتی اور ایمان میں نشاط و تازگی بہم پہنچاتی ہے، — شریعت کے اس مزاج و مذاق کا اندازہ ان آیات سے ہوتا ہے، جن میں احکام خداوندی کے دوش بدوش ان کی مصلحتیں بھی واضح کی گئی ہیں، قصاص کا حکم دیا گیا تو فرمایا گیا کہ یہ بظاہر ایک قتل کے بعد دوسرا قتل ہے، مگر درحقیقت اس میں انسانیت کی حیات اور بقاء مضمر ہے، ولکم فی القصاص حیاة (نور ۷۹) شراب کی حرمت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہوا کہ گو بظاہر اس میں کچھ نفع بھی ہے، لیکن اس کا نقصان نفع سے بڑھ کر ہے، انھما اکبر من نفعھما (نور ۲۹) شراب اور جوئے کی ممانعت کا ایک اور مقام پر ذکر ہوا تو بتایا گیا کہ یہ ایک طرف، ہم عدوت و نفرت کا سرچشمہ ہے، اور دوسری طرف نماز اور خدا کی یاد سے غفلت و بے اعتنائی کا سامان (نور ۹) — غسل اور وضوء دشوار ہو تو تنہم کی سہولت پیدا کی گئی کہ اصل مقصود پاکی و تطہیر ہے، حرج و تنگی پیدا کرنا مقصود نہیں، ما یزید اللہ لیجعل علیکم من حرج و لکن یزید لیطہرکم و ینم نعمتہ علیکم (نور ۶۵) اور ایک خاص حد میں یسر و سہولت کی رعایت اور تنگی و مشقت سے اجتناب ہی اس دین کی اصل روح اور مصالح سے اس کی ہم آہنگی کی اساس و بنیاد ہے، یزید اللہ بکم الیسر ولا یزید بکم العسر۔ (نور ۶۵)

لیکن ہاں یہ ضرور ہے کہ اسلام اور خالص مادی تصورات و فکار دونوں کی میزانِ مصلحت جدا گانہ ہے، الی مادہ کی نظر میں وہ

میں اسلام کے نقطہ نظر کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے اور کہا ہے کہ شریعت کے مقاصد پانچ ہیں، حفظ دین، حفظ نفس، حفظ عقل، حفظ نسل و حفظ مال، غور کیا جائے تو شریعت کے احکام ان ہی پانچوں مقاصد کے گرد گردش کرتے ہیں، نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ، صدق و راستی کا حکم، کذب و افتراء کی ممانعت، توحید و رسالت اور آخرت کا عقیدہ و یقین اور سینکڑوں احکام ہیں کہ ان کا منشاء و مقصود ”دین“ کی حفاظت اور اس کے مقتضیات اور مطالبات کی تکمیل ہے، ظلم کی ممانعت، قصاص و دیت کے قوانین، نفقہ و حضانت کے احکام، انسان کی عزت و آبرو کا لحاظ، کسی کی پاک دامنی پر تہمت لگانے کی صورت قذف و بہتان کی سزا وغیرہ ہدایات کا مقصود ”حفاظت نفس“ ہے، نکاح کی اجازت، رہبانیت اور تجرد کی ممانعت زنا اور اس کے دواعی کی حرمت اور اس کے ارتکاب پر شدید ترین تعزیر و عقوبت، ثبوت نسب میں کمال احتیاط نسل کے تحفظ سے عبارت ہے، مختلف مالی معاملات کی اباحت اور اس باب میں کشاکش و وسعت، چوری، راہزنی کی ممانعت اور اس کے لئے عبرت ناک سزائیں کا تعین، سود کی حرمت، معاملہ کے فریقین کی دھوکہ و غرر سے حفاظت وغیرہ کا تعلق ”حفظ مال“ سے ہے اور احکام دین میں غرور تدبیر کی اجازت، اظہار رائے اور تنقید کا حق، اجتہاد کے دروازہ کو کھل رکھنا، نشکی حرمت اور اس کا قائل سزا ہونا، یہ اور اس طرح کے احکام ”حفظ عقل“ کے قبیل سے ہیں۔

ان پانچوں مقاصد کی تکمیل ”مصلحت“ ہے اور جو بات ان میں سے کسی مقصد کے لئے مضرت ثابت ہو وہ ”مفسدہ“ ہے۔

احکام شریعت کے مدارج

لیکن نظام زندگی میں صبح و شام اس باب کا مشاہدہ ہوتا ہے کہ بہت سے مواقع پر یہ مصیبتیں باہم متصادم محسوس ہوتی ہیں، خنزیر نہ صرف حرام ہے، بلکہ نجس العین ہے، خورد و نوش ہی نہیں، اس کی

خرید و فروخت بھی حرام ہے، اس کے بالوں سے بھی نفع اٹھانا روا نہیں، جس پانی سے پی لے وہ خود بھی ناپاک اور ناقابل استعمال ہے، لیکن صورت حال یہ ہے کہ ایک بھوکا مرگ برب ہے، غذا کا ایک لقمہ اس کے تار حیات کو بظاہر ہی سکتا ہے، اور سوائے اس جانور کے گوشت کے کچھ اور موجود نہیں، حفظ دین کا تقاضا ہے کہ اس گوشت سے جان بچانی جائز نہ ہو، لیکن ”حفظ نفس“ ملتی ہے کہ اس گوشت کو اس کے لئے جائز قرار دیا جائے، قرآن نے یہاں ”حفظ جان“ کو ”حفظ دین“ پر ترجیح دیا اور مضطر شخص کے لئے فزیر کا گوشت کھا کر جان بچانے کی اجازت دی۔

اس کو سامنے رکھ کر فقہاء نے ان پانچوں طرح کے احکام کے تین درجات مقرر کئے ہیں، ضروریات، حاجیات اور تحسینات، ضروریات وہ ہیں جن پر دین، جان، نسل اور عقل و مال کا تحفظ موقوف ہو، جیسے حفاظت دین کے لئے ایمان اور نماز وغیرہ، حفاظت جان کے لئے خورد و نوش کی اباحت و قتل نفس پر قصاص و دیت کو واجب قرار دیا جانا، حفظ نسل کے لئے نکاح کی اباحت اور زنا کی حرمت، حفظ عقل کے لئے مسکرات کی حرمت اور حفظ مال کے لئے بہت سے ماں معاملات کی اباحت اور چوری وغیرہ کی ممانعت — جن امور پر ان پانچوں مقاصد کا حصول موقوف نہ ہو، لیکن ان کی اجازت نہ ہو تو ان مقاصد کے حصوں میں تنگی اور دشواری پیدا ہو جائے، ایسے مواقع پر رفع حرج کے لئے اور تنگی کو دور کرنے کی غرض سے جو احکام دئے جاتے ہیں، وہ ”حاجیات“ ہیں، جیسے حالت سفر میں روزہ کا افطار، شکار کی اباحت، قرض وغیرہ جیسے معاملات کی اجازت، جن کو شریعت کے عام اصول کے تحت جائز نہ ہونا چاہئے۔

اور وہ امور کہ اگر ان کی اجازت نہ دی جاتی تو کوئی قابل لحاظ تنگی بھی پیدا نہ ہوتی ہو ”تحسینات“ ہیں، جن کو ”تکمیلیات“ اور ”کما برت“ بھی کہا جاتا ہے، مکارم اخلاق، محاسن عادات، آداب معاشرت،

وغیرہ ن "تحسینی امور" کی فہرست میں ہیں، ان مصحتوں میں ترتیب اس طرح ہے کہ دین، پھر جان پھر عقل، اس کے بعد نسل اور سب کے بعد اس کو اہمیت حاصل ہے، لیکن یہ اس وقت ہے جب کہ یہ سب ایک ہی درجہ کے ہوں، اگر نہ پانچوں مقاصد میں سے مختلف درجات کے احکام میں ترجیح کی نوبت آئے تو ضروریات، پھر حاجیات اور اس کے بعد "تحسینات" کا درجہ ہوگا۔ (۱)

مصالح مرسلہ

ان مصحتوں کے قابل اعتبار ہونے کے لحاظ سے مصلحت کی تین قسمیں کی گئی ہیں، ایک وہ جس کو شارع نے نامعتبر قرار دیا ہے، ایسی مصحت کا اعتبار نہیں، اور نہ اس پر کسی حکم شرعی کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے، مثلاً کفارہ واجب قرار دینے کا مقصد زجر و تنبیہ ہے، اسی مقصد کے لئے رمضان میں قصد روزہ توڑنے پر غلام کو آزاد کرنے، ساٹھ روزے رکھنے یا ساٹھ مسکین کو کھانا کھلانے کا حکم دیا گیا ہے، ظاہر ہے کہ کسی بادشاہ کے لئے سوائے روزوں کے باقی دو صورتیں باعث زجر نہیں بن سکتیں، اسی مصحت کے پیش نظر بعض فقہاء مالکیہ نے بعض سرطین کے حق میں فتویٰ دیا کہ سوائے روزوں کے اور کوئی کفارہ ان کے حق میں معتبر نہیں، عام طور پر علماء نے اس استدلال کو غیر درست قرار دیا ہے، کیونکہ قرآن مجید نے کفارات میں سلطان اور رعایا کی کوئی تفریق نہیں کی ہے، پس یہ مصلحت شرعاً غیر معتبر ہے، ایسی مصالحت کو "مصالح منغاة" کہا جاتا ہے۔

دوسری قسم ان مصحتوں کی ہے جن کا شارع نے اعتبار کیا ہے، چاہے شارع نے اس مصلحت کے اس حکم کے لئے مؤثر ہونے کی صراحت نہ کی ہو، جیسے عدت طلاق کہ اس کی مصلحت نسب کی حفاظت ہے، ایسی مصحت کو "مناسب" کہا جاتا ہے، یا خود شارع

نے اس کے مؤثر ہونے کی صراحت کر دی ہو، مثلاً چوری کی وجہ سے ہاتھ کاٹنے جانے کی سزا، اس کو "مؤثر" یا "عدت" سے تعبیر کیا جاتا ہے، یہ مصالح جن کا شارع نے خود اعتبار کیا ہے، "مصالح معتبرہ" ہیں۔

تیسری وہ مصحتیں ہیں جو فی الجملہ شارع کے مقاصد میں داخل ہیں لیکن نہ خاص اس مصحت یا اس نوع کی مصحت کے معتبر ہونے پر نص وارد ہے، اور نہ ہی نصوص اس کو غیر معتبر قرار دیتی ہیں، شیخ زرقاء کے الفاظ میں:

هی کل مصلحة داخله فی مقاصد الشرع
ولم یرد فی الشرع نص علی اعتبارها
بعینها او بروعها ولا علی استبعادها (۲)

ان ہی کو "مصالح مرسلہ" کہا جاتا ہے، مرسلہ کے معنی "مطلقہ" کے ہیں یعنی غیر محدود اور غیر منصوص مصحتیں۔

معتبر ہونے کی دلیلیں

دین میں مصالح مرسلہ کو حجت اور اصل ماننے پر جو دلیلیں پیش کی جاتی ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ

(۱) احکام شریعت اصل میں مبنی بر مصحت ہیں، اور ممنوعات کی بنیاد مفاسد پر ہے، اس لئے مصحتیں بجائے خود قابل قبول اور مفاسد قائل رد ہیں، علامہ قرانی کے بقول

فان اوامر الشرع تتبع المصالح الحالصة
او الراححة والنواهی تتبع المفاسد
الحالصة او الراححة (۳)

شریعت کے احکام خالص یا غالب مصحتوں کے اور ممنوعات خاص یا غالب مفاسد کے تابع ہیں۔

(۲) عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں مختلف ایسے فیصلے کئے گئے ہیں

(۱) مقاصد اور شریعت کے لئے اہم عزائی کی المستصحبی ۳۹۰-۳۹۱ اور شاطبی کی الموافات ۱۲۴-۸، دیکھی پانچ

(۳) کذب الفروق ۵۱

(۲) الاستصلاح والمصالح المرسلہ ۳۹

مالکی نقطہ نظر

”مصالح مرسلہ“ کے بارے میں اہل سنت کے چاروں دبستان فقہ کا نقطہ نظر کیا ہے؟ اس کی ابتداء ”زمانی“ ترتیب کے اعتبار سے فقہ حنفی سے ہونی چاہئے تھی، لیکن یہ گنہگار اس کا آغاز فقہ مالکی سے کر رہا ہے، کیونکہ مالکیہ ہی نے ”اصلاح“ یا ”مصالح مرسلہ“ کی اصطلاح وضع کی ہے، انھوں نے ہی اس کے اصول و قواعد منقبط کئے ہیں، اس موضوع پر غور و بحث کا دروازہ کھولا ہے اور غالباً دوسرے مکاتب فقہ کی نسبت اس سے زیادہ کام بھی لیا ہے۔

”مصالح مرسلہ“ کے سلسلہ میں امام ابو اسحاق شافعیؒ نے مالکیہ کے نقطہ نظر کو اپنی مایہ ناز کتابوں ”المواقات“ ”لور“ ”ارغصم“ میں بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ احکام شریعت دو طرح کے ہیں ایک وہ جن کا تعلق آخرت سے ہے، اور وہ ”عبادات“ ہیں، دوسرے وہ جو دنیوی مسئلے، یعنی معاملات اور ”امور عادیہ“ سے متعلق ہیں، عبادات میں عدت و مصلحت اور چون و چرا کی گنجائش نہیں، بلکہ ان میں بن سمجھے جبروی (تعبد) ہی مقصود ہے، لیکن دوسری قسم بندوں کی مصلحت اور دنیوی زندگی کے مصالح سے مربوط ہے اور خود شارع کی نصوص سے اس کا اندازہ ہوتا ہے، اسی لئے امام مالکؒ نے شریعت کے مصالح کے ایسے احکام میں عدت اور مصلحت پر نظر رکھی ہے اور اس میں اسعت سے کام لیا ہے اور اسی لئے حضرت امام ”مصالح مرسلہ“ اور ”استحسان“ کے قواعد کے قائل ہیں اور ”استحسان“ کو علم کے دس حصوں میں نو حصہ قرار دیتے ہیں: الاستحسان تسعة اعشار العلم۔ (۵)

چنانچہ لکھیے ”مصالح مرسلہ“ کو احکام شرعیہ کے لئے ایک

جن کے بارے میں نہ نصوص میں حکم ہے نہ ممانعت، بلکہ وہ ایک مصنفوں پر مبنی ہیں جو مقاصد شریعت سے ہم آہنگ ہیں، مثلاً عہد صدیقی میں جمع قرآن، عہد فاروقی میں شراب نوشی کی سزا (۸۰ کوڑے) کا تعین، ایک مکتوں کے بدلہ تمام قاتلوں کے قتل کا حکم، کاریگر کو دئے گئے سدان کا اس کو ضامن قرار دینا اور امانت کا حکم جاری نہ کرنا، پانی ملائے ہوئے دودھ کو ضائع کر دینا تاکہ عامۃ الناس کو دھوکہ سے بچایا جاسکے۔ (۱)

(۳) ایسی ہی نظیریں تابعین کے عہد میں ملتی ہیں، جن کو رسول اللہ ﷺ نے من جملہ ”قرون خیر“ کے قرار دیا ہے، — اس کی سب سے واضح مثال کتب حدیث کی تدوین و ترتیب اور حدیث کے صحت و ضعف کی تحقیق کے لئے فن ”جرح و تعدیل“ کی ایجاد ہے، اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے عہد خلافت میں خراسان کے راستہ میں بیت المہاجر کے اخراجات سے مسافر خانوں کی تعمیر فرمائی، (۲) منی میں پختہ مکانات کی تعمیر پر پابندی عائد کر دی، تاکہ حجاج کے لئے تنگی نہ پیدا ہو۔ (۳)

یہ اور اس طرح کے اقدام اور ان پر اہل علم و ادب کا بجا اجتہاد کا سکوت، بلکہ نبوس ”مصالح مرسلہ“ کے احکام شریعت میں ایک اہم صل ہونے کا ثبوت ہے، — اسی نئے الفاظ اور تعبیر کے اختلاف کے باوجود فی نفسہ ”مصالح مرسلہ“ کے معجز ہونے پر قریب قریب اتفاق ہے، چنانچہ ڈاکٹر محمد سعید رمضان بولمی نے اپنی مہبوط اور مدلل بحث کے بعد جو نتیجہ قائم کیا ہے وہ یہی ہے کہ

صحة القول المصالح المرسله مقبولة

بالاتفاق و انما اعنى بالاتفاق اتفاق

الصحابه والتابعين والائمة الاربعة (۴)

(۲) طبقات ابن سعد ۲/۵۳۵

(۳) موطأ المصلح ۲۰۷

(۱) الاعتصام ۳/۳۵۲

(۳) حوالہ سابق ۲/۳۶۸

(۵) المواقات ۲/۳۷۷، (مختصاً)

مستقل، خذ اور اصل قرار دیا ہے، () یہاں تک کہ مصالح سے مطابقت کو اجر و ثواب کی کثرت اور قلت کے لئے اساس بنایا ہے۔ ”الاصل فی کثرة الثواب وقلته کثرة المصالح وقلتها، (۲) اور ہر چند کہ مالکیہ کے اس طریق اجتہاد پر بعض اہل علم اور خصوصاً شوافع نے تنقید کی ہے، لیکن یہ نظر انصاف دیکھا جائے تو سبھی فقہاء نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے، اور امام قرطبی کی یہ بات غلط نہیں کہ ۔

المصلحة المرسلة غيرنا يصرح بانكارها
ولكنهم عند التفريع تجددهم يقولون
بمطلق المصلحة ولا يظالبون انفسهم
عند الفروق والجوامع باهداء الشاهد لها
بالاعتبار بل يعتمدون على مجرد المناسبة
وهذا هو المصلحة المرسلة (٢)

ہمارے علاوہ دوسرے لوگ مصلحت مرسلہ کا انکار کرتے ہیں، لیکن تم دیکھو مجھے کہ مسائل کی تفریع کرتے وقت وہ مطلقاً مصلحت کو علت بتاتے ہیں اور احکام میں فرق یا یکسانیت کے لئے کسی منصوص شاہد کی موجودگی کے طالب نہیں ہوتے، بلکہ مجرد مناسبت اور مقاصد شریعت سے ہم آہنگی پر اعتماد کرتے ہیں، اور اسی کا نام ”مصلحت مرسلہ“ ہے۔

”مصلح مرسلہ“ کے تحت، لکھیے کہ یہاں جو قوتوں نے
 گئے ہیں، ان کو سامنے رکھا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے
 نہایت حزم اور احتیاط کے ساتھ اس سے کام لیا ہے، ”دور بالعموم اس
 کے ذریعہ مسلمانوں کے اجتماعی مسائل کو حل کرنے اور فتنوں کو دور
 کرنے کی سعی کی ہے، مثلاً افضل تر فتنے کی موجودگی میں نسبت کم تر

فصل کے ہاتھ پر بیعت کرنا اور اس کی امارت کو تسلیم کرنا بھی جائز ہے، کہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو بڑے فتنوں کا اندیشہ ہے، خزنہ (بیت المال) خالی ہو جانے اور فوجی ضروریات کے لئے مدد باقی نہ رہے تو فرماں روا اہل ثروت پر مناسب ٹیکس بھی عائد کر سکتا ہے، اگر کسی علاقہ میں سوائے مالِ حرام کے حلال طریقہ سے حاصل ہونے والی اشیاء دستیاب نہ ہوں نہ حلال ذریعہ معاش ہی حاصل ہو سکتا ہو اور نہ وہاں سے نقل و مقام کی گنجائش ہو تو اس کے لئے بقدر حاجت ایسے مال اور ذریعہ معاش سے فائدہ اٹھانا جائز ہوگا۔ (۴)

اس لئے اس امر کا اعتراف کیا جانا چاہئے کہ ”مصالحِ مرسلہ“ جیسی اصل کے انضباط کے لئے مالکیہ تمام فقہاء کی تحسین و اہتمام کے حقدار ہیں جس کے ذریعہ نئے مسائل کے حل، زندگی سے شریعت اسلامی کے ربط میں تسلسل اور اجتماعی دفتوں اور مشکلات کے علاج میں مدد ملی جاتی رہی ہے اور ملی جاتی رہے گی۔

احناف

فقہائے احناف نے گو ”اصطلاح“ یا ”مصالح مرسلہ“ کی اصطلاح استعمال نہیں کی ہے، مگر ان کے اصول استنباط اور اجتہادات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی ایسی مصالح کو معتبر مانتے ہیں، اس سلسلہ میں حنفیہ کے یہاں ”احسان“ کے قاعدے پر غور کیا جائے اور اس کے مقصد پر نظر رکھی جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ احناف اسی اصطلاح کے ذریعہ ”اصطلاح“ کے مقصد کو بھی پورا کرتے ہیں، امام ہر حسی ”احسان پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں

احسان قیاس کو ترک کرنے اور ایسی چیز کے قبول کرنے کو کہتے ہیں جو لوگوں کی ضروریات کے

(۱) مالک لاسی رہو۔ PFD، بالکلیہ کا مصالح مرسلہ کو ایک مستقل اصل لانا ایک معروضات ہے، مگر اسے ایک عجیبی کہا جاسکتا ہے کہ اس جانب نے خود امام مالک کی طرف "مصالح مرسلہ" کے معجزہ ہونے کی نسبت کی ہے۔ منہجی بوصول رد لام ۲۰۸، النصلحہ المرسلہ

(٣) متغير الفصول ٢٥٥

(۴) كتب الفروع ۱۵

$$PQZ = P \circ Y / P_{\text{مجموعه } Y} \quad (P)$$

مطابق اوفق للناس ہوں بعض لوگوں نے کہا: ان احکام میں سہولت کی جستجو کا نام ہے، جن میں عام و خاص جملہ ہوں — حاصل یہ ہے کہ استحسان آسانی کے لئے دشواری کو چھوڑنے سے عبارت ہے اور یہ دین میں ایک اصل ہے، کیونکہ ارشاد باری ہے، اللہ تم سے آسانی چاہتے ہیں، نہ کہ دشواری۔ (۱)

غور کیا جائے اور مصالح مرسلہ سے مستنبط احکام پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ احکام میں سہولت اور اوفق للناس کی جستجو ہی ”مصالح مرسلہ“ کا بھی مقصود ہے، — اسی لئے شیخ زرقاء نے لکھا ہے کہ ”استحسان قیاسی“ جس میں ایک ”قیاس“ کو دوسرے قیاس پر ترجیح دی جاتی ہے، تو ”قیاس“ میں داخل ہے، لیکن ”استحسان ضرورت“ جس میں کسی مصلحت کے پیش نظر اس قیاس کو رد کر دیا جاتا ہے، جو حرج اور تنگی کا باعث ہو ”مصالح مرسلہ“ کی ایک قسم ہے، اور اسی لئے احناف کو اس اصطلاح پر مستقل بحث کرنے اور اس کے اصول و قواعد مرتب کرنے کی ضرورت نہ پڑی۔ (۲)

احناف کی فقہی آراء کا تجزیہ کیا جائے اور بالخصوص ان آراء کا جو استحسان پر مبنی ہیں، تو مصالح مرسلہ کی رعایت میں وہ بھی قریب قریب مالکیہ کے ہم دوش نظر آتے ہیں، مال غنیمت میں بنی ہاشم کا خصوصی مد باقی نہ رہے تو ابو عاصمہ کی روایت کے مطابق بنو ہاشم کو بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے، (۳) کوئی شخص کہے کہ میرا تمام مال صدقہ ہے، تو

صرف ”اموال زکوٰۃ“ ہی صدقہ میں جائیں گے، تاکہ خود اس کو دست سوال دراز نہ کرنا پڑے، (۴) زندقہ کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی، (۵) مشترک کارگیر جو مختلف لوگوں کے سامان بناتا ہے، ضائع شدہ سامان کا ضام ہوگا، (۶) اعداء اسلام کی فوج کچھ مسلمانوں کو ذہل بنائے اور تیر اندازی کی صورت میں پہلے ان پر فعال مسلمانوں کے نشانہ بننے کا اندیشہ ہو تو مجبور اس اندیشہ کے باوجود حملہ کیا جائے گا، (۷) وغیرہ — غور کیا جائے تو ان میں سے متعدد مسائل ہیں کہ مالکیہ نے ان کو ”مصالح مرسلہ“ کی فہرست میں جگہ دی ہے اور احناف نے ان ہی کو ”استحسان“ کے ذیل میں ذکر کیا ہے۔

حنا بلہ

فقہاء حنا بلہ نے احکام شریعہ کے جن مصالح کا ذکر کیا ہے، گوان میں مصالح مرسلہ کا ذکر نہیں ملتا، لیکن ان فقہاء کی تصریحات اور اجتہادات کو سامنے رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حنا بلہ بھی معاملات اور عادات کے باب میں مصالح مرسلہ کو فیصلہ کی بنیاد اور اساس بنانے میں مالکیہ سے پیچھے نہیں ہیں، البتہ وہ مصالح کو قیاس صحیح ہی کے ذیل میں استعمال کرتے ہیں، بقول ابو زہرہ: لانه یروى انه داخل فی باب القیاس الصحیح، (۸) اسی بنا پر مختلف علماء نے حنا بلہ کی طرف ”مصالح مرسلہ“ کے معتبر ہونے کی نسبت کی ہے، خود نجم الدین طوفی حنبلی جو اپنی آزاد خیالی میں خاصے بدنام ہیں، فرماتے ہیں: الراجح المختار اختیار المصالح المرسلہ۔ (۹)

(۱) الاستحسان ترك القیاس والاحذ بما هو اوفق للناس وقبل الاستحسان طلب السهولة في الاحكام في مايشي فيه الحاضر والعام وحاصل هذه العبارات انه ترك العسر لليسر وهو اصل في الدين قال الله تعالى يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر (الميسر ۱۵۵/۱۰)

(۲) البحر الرائق ۲/۲۶۶

(۳) الاستصلاح والمصالح المرسلہ ۶

(۴) رد المحتار ۳/۳۵۸

(۵) الميسر ۱۲/۹۳

(۶) الاشباه والمطائر لابن نجيم ۵۵

(۷) مدائع المناهج ۳/۲۱

(۸) شرح مختصر نروضة ۳/۲۱۷

(۹) احمد بن حنبل ۳۰۹

الشیخ ابا محمد فی کتبہ اذا استقر فوالفی
توجیہ الاحکام يتمسکون بمساصات
مصلحیہ (۳)

شوافع

احسان اور اصلاح کے سب سے بڑے ناقد امام شافعیؒ اور
فقہائے شوافع ہیں، یہاں تک کہ امام شافعیؒ احسان کو یک نئی
شریعت کو وضع کرنے کے مترادف قرار دیا ہے اور احسان کے رد
میں اپنی "المسالہ" میں ایک مستقل باب "کتاب
ابطال الامتحنان" کے عنوان سے قائم کیا ہے، (۵) لیکن کوئی
بھی فقہ جو رواں دواں زندگی کا ساتھ دینا چاہتی ہو اور مختلف عہد،
عاقوں اور تہذیبوں میں اپنی نافعیت کی ضمانت چاہتی ہو، اس کے
لئے اس کے سوا چارہ نہیں کہ وہ احسان یا مصالح مرسلہ وغیرہ کو
نئے حالات پر احکام شرعیہ کے انطباق کے لئے اساس و بنیاد
بنائے، اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ بعد کے فقہاء شوافع نے بتدریج
مصالح مرسلہ کو ایک اصل شرعی کی حیثیت سے قبول کیا ہے، چنانچہ
علامہ زنجانی لکھتے ہیں ۔

ذهب الشافعی الى ان التمسك
بالمصالح المستنده الى کلی الشرع ،
ان لم تكن مستنده الى الجرنیات
الحاصلة المعیبة جائز (۶)

امام شافعیؒ کی رائے ہے کہ اگر مخصوص و مقرر
جزئیات کی بجائے شریعت کی کلیات اور عمومی
مقاصد و اصول سے ہم آہنگ مصیحتیں ہوں تو ان
کو بھی قبول کر لینا جائز ہے۔

چنانچہ فقہ حنبلی کے مشہور نمائندہ اور ترجمان حافظ ابن قیمؒ کا یہ
قول بہت معروف اور بعد کے مصنفین کے درمیان زبان زد عام و
خاص ہے کہ جن احکام سے عدل و انصاف کے تقاضے پورے
ہوتے ہوں، وہ اللہ کی شریعت اور اس کا دین ہے لہذا ظہور
امارات العدل واسمر وجہہ ہای طریق کان قسم شرع
اللہ و دینہ، (۱) — یہی وجہ ہے کہ فقہاء حنبلیہ کی آراء میں قدم
قدم پر مصالح کی رعایت اور مصالح کی بنا پر فتاویٰ ملتے ہیں، مثلاً
مخت کو شہر بدر کر دینے کا حکم اور شہر بدر کرنے میں بھی فتنہ ہو تو جس و
قید، تاکہ لوگ اس کے فتنہ سے محفوظ رہ سکیں، صیہ کو بڑا بھلا کہنے
والے کے لئے توبہ یا سزا کا وجوب اور سلطان کے لئے اس بات کی
اجازت نہ دیا جاتا کہ وہ ایسے مجرمین کو معاف کر دے، رمضان میں
دن کے وقت شراب پینے والے پر حد کے علاوہ مزید شدت برتا، (۲)
کاشکاروں اور اہل صنعت کو لوگوں کی ضروریات کو پیش نظر رکھتے
ہوئے مناسب اجرت لے کر کام پر مجبور کرنا، نیز بعض خاص
حالات میں گراں فروشی کرنے والے تجارت کے لئے اشیاء کی لازمی
قیمت متعین کر دینا کہ اس سے زیادہ میں سامان فروخت کرنے کے
محر نہ ہوں، (۳) — اس لئے حق یہی ہے کہ فقہاء حنبلیہ بھی
"مصالح مرسلہ" کا اعتبار کرتے ہیں، البتہ اس اصطلاح اور تعبیر کو
اختیار نہیں کرتے، اسی لئے طوفی کہتے ہیں کہ گو بعض لوگوں نے
فقہاء حنبلیہ کی طرف مصالح کے معتبر نہ ہونے کی نسبت کی ہے اور
خاص کر شیخ ابو محمدؒ سے یہ رائے نقل کی ہے، لیکن میرا تجربہ ہے کہ
جب ہمارے فقہائے احکام کی توجیہ کرتے ہیں تو مصلحت کی بنیاد
پر بھی رائے قائم کرتے ہیں

رايت من وقعت علی كلامه منهم حتی

(۱) الطرہ حکمیہ ۴

(۲) مطرق الحکمیہ ۲۴۳-۲۴۹

(۵) میسۃ الرسائلہ ۵۰۳

(۶) اعلام المومنین ۴۷۷

(۴) شرح مختصر الروصۃ ۲۱۰۳

(۶) شرح العروۃ علی الاصول ۲۹

اور مفاسد کے قریب جانا جائز نہیں، گو ان مصالح کے سلسلے میں اجماع، یا قیاس، یا نص نہ ہو، (۵) اسی لئے صاحب مختصر الروضہ کا بیان ہے کہ علاوہ ہلکیہ کے بعض شوافع بھی ”مصالح مرسلہ“ کو حجت مانتے ہیں۔

وقال مالک وبعض الشافعية هي حجة

لانا علمنا انها من مفاصل الشرع بادلة

كثيرة (۶)

اس لئے امام قرانی نے جو بات کہی ہے کہ عملاً مصالح مرسلہ کے معتبر ہونے پر اتفاق ہے، واقعہ یہ ہے کہ وہ صحیح اور معنی برحقیت ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ الفاظ و تعبیر اور بعض جگہ مصالح مرسلہ پر عمل کرنے کے قواعد اور اصول میں فقہاء کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

مصالح مرسلہ کے لئے شرطیں

اہم بات یہ ہے کہ مصالح مرسلہ پر عمل کرنے کی کیا شرطیں ہیں، علامہ شاطبی مالکی اس پر روشنی ڈالتے ہوئے تین شرطوں کا ذکر فرماتے ہیں، اول یہ کہ اس مصلحت اور مقاصد شریعت کے درمیان ہم آہنگی (ملائمت) پائی جاتی ہو، نہ اصول شرع میں سے کسی اصل کے منافی ہو، نہ شریعت کے اولیٰ قعیدہ میں سے کسی دلیل کے مغائر — دوسرے یہ کہ مصلحت ان امور سے متعلق ہو جن میں عقل و مصلحت کو ملحوظ رکھا جاتا ہو، تعبدی امور میں سے نہ ہوں — تیسرے اس مصلحت کو قبول کرنے کا مقصد دین میں کسی حرج کا دفع کرنا یا شریعت کی کسی بات کا تحفظ کرنا ہو۔ (۷)

فقہاء شوافع میں امام غزالی کی تحریروں سے بھی وہ شرطیں منع

امام الحرمین کے بارے میں بھی نقل کیا جاتا ہے کہ وہ مصلحتیں جو نصوص سے ثابت، معتبر مصالح سے قریب ہوں امام شافعی کے نزدیک بھی قابل قبول ہیں، (۱) اور اسی طرح کی بات امام غزالی کی کتاب ”المختصر“ کی طرف بھی منسوب کی گئی ہے، (۲) یہی وجہ ہے کہ مختلف فقہاء نے فقہائے شوافع کی طرف مصالح مرسلہ کے معتبر ہونے کی صراحت تک نقل کی ہے، چنانچہ اسنوی نے امام الحرمین کی طرف مصالح مرسلہ کے مطلقاً حجت ہونے کی نسبت کی ہے، اور ابن حابط نے یہی بات خود امام شافعی کے بارے میں کہی ہے، خود امام غزالی کی طرف منسوب ہے کہ وہ خاص شرطوں کے ساتھ مصلح مرسلہ کو معتبر مانتے تھے، (۳) امام غزالی نے گواہ اصطلاح کا رد کیا ہے لیکن ان کی پوری بحث دیکھی جائے تو اندازہ ہو جاتا ہے کہ بعض خاص شرطوں کے ساتھ وہ بھی ضرورت کے درجہ کے احکام میں معتبر مانتے ہیں اور فرماتے ہیں

فإذا فسروا المصلحة بالمحافظة على

مقصود لشرع فلا وجه للخلاف في

الابعاء (۴)

امام عزالدین بن عبدالسلام اپنی مشہور اور مایہ ناز کتاب ”قواعد الاحکام“ میں جہاں کتاب و سنت، اجماع اور قیاس کا بحیثیت دلیل شرعی ذکر کرتے ہیں، وہیں پانچویں دلیل شرعی کی حیثیت سے ”استدلال معتبر“ کا ذکر بھی آتا ہے، اور مختلف بڑی احکام کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں کہ مصالح کے حصول اور مفاسد کے ازالہ کے سلسلہ میں شریعت کے مقاصد کے تتبع کے بعد اس بات کا عرفان و اعتقاد حاصل ہوتا ہے، کہ مصلحتوں کو نظر انداز کرنا

(۱) صوبط المصلحة ۳۷۴-۳۷۵، بحوالہ مخطوط ”البرهان“ لایام الحرمین

(۲) دیکھئے الشافعی لابی دھرہ ۲۰-۳۹

(۳) قواعد الاحکام ۳۹۲

(۴) الاعتصام ۳۷۲

(۲) حوالہ سابق ۳۷۵

(۳) سننسی ۱۴۱

(۶) قواعد الاحکام ۱۸۱/۲

ہوتی ہیں جو مصالح مرسلہ کے معتبر ہونے کے لئے ضروری ہیں، وہ بھی تین ہیں، اول یہ کہ وہ مصمت ضرورت کے درجہ کی ہو، حاجت اور تحسین کے قبیل سے نہ ہو، (۱) دوسرے وہ مصمت اپنے مقصد کے حاصل کرنے میں نقصی ہو، محض احتیاج و ظن کے درجہ کی نہ ہو، تیسرے وہ مصمت جو کلی یعنی عمومی ہو جو کسی ایک فرد یا چند متعین افراد سے متعلق نہ ہو بلکہ عام مسلمانوں سے کسی ضرر کو دفع کرنا مقصود ہو۔

فقہائے حنبلیہ میں صاحب "مختصر الروضہ" کے بیان سے معلوم ہوتا ہے، کہ بعض فقہائے حنبلیہ بھی امام غزالی کی طرح ضرورت ہی کے درجہ کی مصمت کو معتبر تسلیم کرتے ہیں، تحسینی اور خارجی احکام میں "مصمت مرسلہ" کو معتبر نہیں مانتے، (۲) خود نجم الدین عوفی شارح "مختصر الروضہ" نے بھی اس موضوع پر گفتگو کی ہے اور ضرورت و حاجت اور تحسین میں فرق کو تکلف قرار دیا ہے، طوفی کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی فعل میں محض مصمت ہو تو اسے قبول کیا جائے گا اور نساد محض ہو تو ایسا عمل نادرست ہوگا ورنہ اگر منصفہ اور مصمت دونوں پہلو موجود ہوں اور کوئی ایک پہلو رائج اور غالب ہو تو اس کے مطابق عمل کیا جائے گا، اور اگر دونوں برابر ہوں تو یہ دونوں میں سے ایک پہلو کو اختیار کریں یا جب تک کوئی وجہ ترجیح نہ قائم ہو جائے، توقف کریں گے، پس اگر مصمت حاجت یا تحسین کے درجہ کی بھی ہو، لیکن اس میں منصفہ کا پہلو نہ ہو تو وہ مصمت یقیناً معتبر ہوگی، ہاں اگر اس مصمت کے مقابلہ میں کوئی منصفہ بھی موجود ہو اور وہ مصمت شریعت کے پانچوں مقاصد میں سے کسی مقصد کی تکمیل کے لئے "ضرورت" کا درجہ رکھتی ہو تو ایسی صورت میں منصفہ کا پہلو پائے جانے کے باوجود یہ مصمت معتبر

اور رائج ہوگی۔ (۳)

احناف کے یہاں غالباً اس سلسلے میں زیادہ وضاحت نہیں ملتی، البتہ شیخ ابو زہرہ نے عام حنفیہ کی طرف یہ بات منسوب کی ہے کہ وہ مصالح مرسلہ کو اس وقت معتبر مانتے ہیں جب کہ وہ شریعت کے اصول و ثابتہ سے قریب ہو۔ (۴)

فقہاء کی ان وضاحتوں سے جو بات واضح ہوتی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ مصالح مرسلہ کے معتبر ہونے کے لئے ضروری ہے کہ

(۱) مصمت مقاصد شریعت سے مطابقت رکھتی ہو، جیسے کسی حرج کو دفع کرنا۔

(۲) جن احکام میں مصمت کو بنیاد بنایا جائے، ضروری ہے کہ وہ تعبدی امور نہ ہوں کہ ایسے حکام میں بن سمجھے ہی تسلیم و رضا کا سرخم کرنا مقصود ہے۔

(۳) اس مصمت میں یا تو مجرد نفع ہو، یا اگر نقصان و منصفہ بھی ہو، تو اس کی نافعیت اور مصمت کا پہلو غالب ہو۔

امام غزالی اور شوافع نیز بعض حنبلیہ نے "مصمت" پر عمل کو جو اضطراب کے درجہ کے ساتھ مخصوص رکھا ہے، وہ کافی محل غور ہے اور خود شوافع اور حنبلیہ کی کتابوں میں مصالح پر مبنی جو جزئیات ہیں ان کا تجزیہ کیا جائے تو ان سے شاید اس اصول کی تصدیق نہ ہو سکے، فقہاء کا عام طریقہ ہے کہ "حاجت" کے درجہ کے ایسے احکام جو عام لوگوں سے متعلق ہوں، کے بارے میں دہی رعایت برتی جاتی ہے، جو "ضرورت" کی صورت میں دی جاتی ہے، بلکہ خود سیوطی کے بقول "حاجت" عمومی ہو یا خصوصی، بعض اوقات ضرورت کے حکم میں ہوتی ہے

الحاجة قد تمل مرلة الضرورة عامة

(۲) مختصر براہ ص ۲۰۶-۲۰۹

(۴) "مانت" لاسی زہرہ ۳۴۹

(۱) ضرورت حاجت تحسین تحسینیہ مجھے مذہبی ہے

(۳) شرح مختصر بروضہ ۱۶۳-۲۱۴، محصا

کانت اوخاصہ (۱)

اگر ان مصالح اور نصوص میں تعارض ہو؟

اخیر میں اس بات پر روشنی ڈالنی ضروری ہے کہ اگر ایک طرف ایسی مصلحت ہو جو مقاصد شریعت سے پوری طرح ہم آہنگ ہو، دوسری طرف کسی قضیہ خاص میں کوئی ایسی نص موجود ہو جو اس مصلحت پر عمل کی اجازت نہ دیتی ہو، تو نص اور مصلحت میں کس کو ترجیح حاصل ہوگی اور کس کو نظر انداز کیا جائے گا؟ اس پر فقہاء کے ان اصول سے روشنی حاصل کی جاسکتی ہے، جو ”قیاس“ اور ”نص“ کے درمیان اختلاف سے متعلق ہے، اور ان کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱) ایسی نصوص جو اپنے ذریعہ ثبوت کے اعتبار سے بھی یقینی ہوں اور اپنے معنی و مقصود پر اس کی دلالت بھی بے غبار ہو ”مصلحت“ کے ان سے متعارض ہونے کی اول تو شاید ہی کوئی نظیر مل سکے، لیکن اگر ایسی صورت پیش ہی آجائے تو بمقابلہ ”نص“ مصلحت کو نظر انداز کر دیا جائے گا، اس سلسلہ میں صرف ”نجم الدین حنفی“ کا شذوذ قول ہے، جو قطعی نصوص کو بھی ”مصالح“ کے مقابلہ میں دیکھ کر اجازت دیتے ہیں۔ (۲)

(۲) نص اپنے ذریعہ ثبوت کے اعتبار سے یا معنی پر دلالت اور اپنے مفہوم میں وضاحت کے لحاظ سے قطعی نہ ہو، غلطی ہو، ایسی صورت میں فقہاء کے تین نقاط نظر سامنے آتے ہیں۔

(الف) شوافع کا کہ صرف اضطرار ہی کی صورت میں مصلحت کی بنا پر نص سے کسی خاص جزئیہ اور واقعہ کا استثناء کیا جاسکتا ہے۔

(ب) حنابلہ کا کہ مصلحت اس صورت میں بھی ناقابل قبول ہے، اس لئے کہ ان کے نزدیک حدیث ضعیف اور آثار

صحیحہ کو بھی قیاس پر ترجیح حاصل ہے۔

(ج) احناف اور مالکیہ کا کہ ایسی صورت میں مصلحت کی بنا پر نہ صرف نص کے عمومی حکم میں استثنائی صورتیں پیدا کی جاسکتی ہیں بلکہ اگر نص کا ذریعہ ثبوت غلط ہو، مثلاً حدیث خبر واحد ہو، تو اس کو ترک بھی کیا جاسکتا ہے۔

جہاں تک مصالح کی بنا پر ”نصوص“ میں استثناء اور تخصیص کی بات ہے تو اس کی مثالیں تو ان دونوں مکاتب فکر میں بہ کثرت موجود ہیں جو احناف کے یہاں ”احتسان“ اور مالکیہ کے نزدیک ”مصلحت مرسلہ“ یا ”سد ذریعہ“ وغیرہ کے عنوان سے ذکر کی گئی ہیں،۔۔۔ در جہاں تک نصوص کو نظر انداز کرنے کی بات ہے تو اصولی طور پر اس کا اندازہ اس قاعدہ سے ہوتا ہے، جو شاطبی نے ابن عربی سے نقل کیا ہے کہ خبر واحد اگر شریعت کے قواعد میں سے کسی قاعدہ کے خلاف ہو تو مام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک اس پر عمل جائز نہیں، (۳) اور ان میں سے اکثر احکام میں حنفیہ بھی مالکیہ کے ہم خیال ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ یہی صحیح ہے، اس لئے کہ ”مصلحت مرسلہ“ کی وجہ سے منصوص احکام سے استثناء یا ثبوت کے اعتبار سے مشکوک اور معنی کے اعتبار سے مجمل و مبہم احادیث کو ترک کر دینا نص سے پہلو تہی نہیں ہے، بلکہ شریعت کے اساسی مقاصد اور اس کے مسلمہ قواعد کو ایسی نصوص پر ترجیح دینا ہے۔

ڈاکٹر محمد سعید رمضان بوطی نے یہ ثابت کرنے کی بڑی سعی کی ہے، (۴) کہ ائمہ مجتہدین میں سے کوئی بھی کسی بھی قسم کی نص کی موجودگی میں مصلحت کو معتبر نہیں مانتے، موصوف نے غالباً ایسا ان تجدد پسندوں کی زبان بندی کی غرض سے کیا ہے، جو طوینی کے ایک قول شاذ کو بنیاد بنا کر منصوصات پر یکسر خط پھیر دینا چاہتے ہیں،

(۱) لاشبہ والنظر، للسيوطی ۱۴۷، دیگر کتب قواعد

(۲) شرح مختصر الروضہ ۲۱۶، طوینی کی فکر پر مبنی رد، اور طوینی کے مسلک و شرب کے لئے ملاحظہ ہو صوابط المصلحة ۱۶-۲۰۲

(۳) الموافقات ۲۳، ۲۲-۲۵

(۴) موافقات ۲۳

لیکن رقم سطور کا خیال ہے کہ نفس مصلحت کے مقابلہ میں "نفس" کو ترک کرنا اور ایک ایسی مصلحت جس سے شریعت کے کسی اسی مقصود کی تکمیل ہوتی ہو، — کے مقابلہ کسی ایسی نفس کو ترک کرنا جو اپنے ذریعہ ثبوت یا اجمال و ابہام کی وجہ سے قطعی نہ ہو، کے درمیان غیر معین فرق ہے۔ (۱)

مصر

مصر کے معنی شہر کے ہیں، خلیج کے یہاں جمعہ کے درست ہونے کے لئے مصر ہونا ضروری ہے، اس ذیل میں یہ بحث آتی ہے کہ مصر سے کیا مراد ہے؟ (تفصیل کے لئے دیکھئے جمعہ)۔

مصرۃ

مصرۃ کا لفظ تصریہ سے، خود ہے، تصریہ کے معنی جمع کرنے کے ہیں، عرب بعض اوقات ایسا کرتے تھے، کہ جس دودھ دینے والے جانور کو بیچنا ہوتا، چند روز اس کا دودھ نہ دوتے یہاں تک کہ اس کے تھن میں دودھ جمع ہو جاتا، جب خریدار دودھ کی وافر مقدار دیکھتا تو زیادہ قیمت میں خریدنے کو تیار ہو جاتا، ایسے ہی جانور کو "مصرۃ" کہتے ہیں، کیونکہ اس کا دودھ تھن میں گویا جمع کیا گیا ہے۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اونٹ اور بکری کو اس طرح دودھ روک کر نہ بیچو، اگر اس طرح فروخت کیا تو جو اسے خریدے گا اسے دودھ دوہنے کے بعد اختیار ہوگا، اگر پسند ہو تو روک رکھے، ناپسند ہو تو ایک صاع کھجور کے ساتھ لوٹا دے، (۳) اس حدیث کی روشنی میں اس بات پر اتفاق ہے کہ اونٹنی، گائے، بکری یا کسی بھی مادہ کا دودھ روک رکھنا تا کہ خریدار دھوکہ کھا جائے حرام ہے، (۴) اور

اس پر بھی اتفاق ہے کہ اگر کسی کو اس طرح دھوکہ دیا گیا تو اسے معاملہ کو رد کرنے کا اختیار ہوگا، لیکن کیا خریدار جانور واپس کرتے ہوئے ایک صاع کھجور بھی واپس کرے گا، جیسا کہ بعض احادیث میں وارد ہوا ہے (۵) یا خرید و فروخت کے عام قانون کے مطابق خریدار کا صرف سامان واپس کر دینا کافی ہوگا؟ اس سلسلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، اکثر فقہاء کے نزدیک ایک صاع کھجور واپس کرے گا، ورا امام ابو حنیفہ ایک روایت کے مطابق اہم مالک، اور بعض مالکیہ کے نزدیک صرف جانور کا واپس کر دینا کافی ہے، دودھ کے بدلہ ایک صاع کھجور واپس کرنے کی ضرورت نہیں۔ (۶) اختلاف کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اوس تو دودھ کتنا بھی استعمال کیا ہو، اس کے بدلہ میں متعین طور پر ایک صاع کھجور واپس کرنا شریعت کے اصول مکافات سے ہم آہنگ نہیں، کیونکہ 'صوں' یہ ہے کہ انسان دوسرے کی جو چیز استعمال کرے، یا تو وہی واپس کرے یا اس کی قیمت، سامان کم ہو یا زیادہ لیکن واپس کیا جائے ایک صاع، یہ عام اصول کے خلاف ہے، دوسرے خریدار کو جانور کے جس دودھ سے اس نے فائدہ اٹھایا ہے، اس کا معاوضہ ادا کرنے کی حاجت ہی نہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نقصان کا ذمہ دار ہوگا، وہی نفع کا بھی حق دار ہوگا الحوراج بالصمان، (۷) تو اگر یہ جانور خریدار کے یہاں ہلاک ہو گیا ہوتا تو ظاہر ہے کہ یہ خریدار کا نقصان ہوتا، لہذا جانور کے دودھ پر بھی اس کا حق ہونا چاہئے، اور اس کا اس پر کوئی معاوضہ واجب نہیں ہونا چاہئے برہ گیا حدیث میں ایک صاع کھجور دینے کا حکم، تو یہ حکم بہ طور دیانت و تقویٰ کے طور پر ہے، (۸) یعنی چونکہ خریدار نے ایک ایسی چیز سے

(۱) یہ مقالہ مدنی صاحب جدید ہدایہ کے خصوصی شمارہ "نفع سلائی" اصول، فقہ، و درفتار سے "میں طبع ہوا تھا

(۳) مسلم عن ابی ہریرہ ۳۶۲

(۵) مسلم عن ابی ہریرہ ۳۶۲

(۷) بود و حدیث نمبر ۳۵۰۸ باب فیمن اشتری عبداً لاسمعه الخ

(۲) شرح نووی علی مسلم ۳۶۱

(۳) شرح نووی علی مسلم ۳۶۲

(۶) شرح نووی علی مسلم ۳۶۱

(۸) ہیض البیری ۲۳۱/۲

درمیان وجود میں آتا ہے، اور دونوں منافع کے حصہ دار ہوتے ہیں، یہ مضاربہ تجارت کا ذریعہ ہوتی ہے، اور تجارت کے لئے عام طور پر سفر کی ضرورت پیش آتی ہے، انہی مناسبتوں سے اس معاملہ کو مضاربہ کہا جاتا ہے۔

اصطلاح میں مضاربہ یہ ہے کہ سرمایہ دار کسی شخص کو اپنا مال تجارت کی غرض سے دے، تاکہ نفع میں مقررہ تناسب کے مطابق دونوں شریک ہوں، اس طرح مضاربہ میں ایک فریق کی طرف سے مال اور دوسرے فریق کی طرف سے عمل اور محنت پائی جاتی ہے، ہی شرکتہ بحال من جانب وعمل من جانب، (۲) مضاربہ کو "قرض" اور "معادہ" بھی کہا جاتا ہے، علماء عراق کے یہاں زیادہ تر "مضاربہ" اور فقہاء حجاز کے یہاں عموماً "قرض" کی تعبیر مروج ہے۔ (۳)

ثبوت

اہل علم نے شریعت میں مضاربہ کے جواز اور ثبوت پر یوں تو بعض آیات قرآنی سے بھی استدلال کیا ہے اور ان آیات کا ذکر کیا ہے جن میں مطلق تجارت، کسب معاش، اور کسب معاش کی غرض سے سفر کا ذکر ہے، (۵) لیکن میرے ناقص فہم میں ان آیات سے مضاربہ پر استدلال بہت دور ذکر محسوس ہوتا ہے، زیادہ سے زیادہ ان آیات سے استنباس ہی کیا جاسکتا ہے۔

البتہ بعض روایات میں مضاربہ کا ذکر موجود ہے، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایک صاحب کو مضاربہ کے طور پر مال دیا، اور شرط لگائی کہ اس مال کو لے کر نہ سمندر کا سفر کریں گے، نہ کسی داوی میں قیام کریں گے اور

فائدہ اٹھایا ہے جو مال اس کی ملکیت نہیں رہی، اس لئے کچھ مجبور اصل مالک کو پیش کر دے۔ واللہ اعلم

مضاربہ (ایک ساتھ سونا)

صحیح ("ض" اور "ج" پر زبر) کے معنی زمین پر پہور کئے کے ہیں، (۱) اسی سے "مضاربہ" کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں، دو آدمی کا ایک ساتھ لینا، خواہ دو مرد ہو یا دو عورتیں یا ایک مرد اور ایک عورت، ظاہر ہے اس طرح دو آدمیوں کا سوائے میاں بیوی کے سونا تو حرام ہے ہی، خود حدیث شریف میں صراحۃً اس کی ممانعت آئی ہے، صحابی رسول حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے دو مردوں اور دو عورتوں کے درمیان کسی ستر کے بغیر "مکامہ" سے منع فرمایا، مکامہ سے مراد ایک دوسرے سے ہم آغوش ہونا اور گلے لگانا ہے۔ (۲)

ساتر لباس کے ساتھ بھی عر مشعور کو پہننے کے بعد ساتھ سونا مکروہ، اور لڑکوں اور لڑکیوں کا بستر الگ کر دینا ضروری ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بچوں کی عمر سات سال ہو جائے تو انہیں نماز کا حکم دو اور دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو نماز کے لئے ان کی سرزنش کرو اور ان کے بستر الگ کر دو۔

مضاربہ

مضاربہ، "ضرب" سے ماخوذ ہے، ضرب کے اصل معنی تو مارنے کے ہیں، لیکن عربی زبان میں بعض حروف کے قصص کی وجہ سے معنی میں تغیر بھی واقع ہوتا رہتا ہے، اس لحاظ سے ضرب کے معنی بعض دفعہ حصہ لگانے اور حصہ دینے اور بعض اوقات چلنے اور سفر کرنے کے بھی آتے ہیں، مضاربہ کا معاملہ دو فریق کے

(۲) بخاری، مصد الرب، ۴: ۵۷-۵۸

(۳) کبر بدائع علی ہمش البحر، ۳۶۳/۷

(۱) اللہ موس المحيط، ۹۵۷

(۳) مسند احمد، ۸۰۲

(۵) بخاری، بدائع الصلح، ۷۹۶

نہ اس پیسے سے جانور خریدینگے، اگر مضارب نے ایسا کیا تو وہی اس کا ذمہ دار ہوگا، پھر حضور ﷺ کے سامنے اس معاملہ کو رکھ، آپ ﷺ نے اس معاملہ کو جائز قرار دیا، اس کو طہرائی نے روایت کیا ہے، لیکن اس میں ابو جارد اُمی نامی ایک ایسے راوی آئے ہیں، جن کو بعض محدثین نے ہدایت جہونا اور قابل ترک قرار دیا ہے، (۱) کی طرح حضرت صہیب سے مروی ہے کہ تین چیزوں میں برکت ہے، ادھر فروخت، مقارضہ یعنی مضاربیت، اور گھریلو استعمال کے لئے گیہوں اور جو کو دا کر رکھنا، (۲) لیکن اس حدیث میں بھی صالح بن صہیب نامی راوی مجہول ہیں (۳) — اس لئے حقیقت یہ ہے کہ اس سلسلے میں کوئی صحیح روایت شیعہ موجود نہیں، لیکن اہل سیر قریب قریب اس پر متفق ہیں کہ آپ ﷺ کو حضرت خدیجہؓ نے اپنا مال مضاربیت کے لئے دیا تھا، ورنہ وہ بدر کے موقعہ سے اہل سفین کا جو تجارتی قافلہ شام گیا تھا، اس سلسلے میں بھی اہل سیر کا بیان موجود ہے کہ مکہ کا کوئی گھر ایسا نہیں تھا، جس نے اپنا تجارتی سرمایہ ان کے حوالہ نہ کیا ہو، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عربوں میں اسلام سے پہلے مضاربیت کا تصور موجود تھا، اگر مضاربیت میں شرعاً کوئی قباحت ہوتی، تو رسول اللہ ﷺ نے جیسے زمانہ جاہلیت کی خرید و فروخت کے بعض طریقوں کو منع فرمایا، ضرور تھا کہ آپ ﷺ نے اس کو بھی منع فرمایا ہوتا، اس لئے یہ بجائے خود اسلام میں مضاربیت کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔

اسی لئے مضاربیت کے جائز ہونے پر علامہ ابو بکر بن منذر نے فقہاء کا اجماع نقل کیا ہے، (۴) حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے یتیم اور بیت اماس کے مال میں مضاربیت ثابت ہے، اور بقول علامہ کاسانی عہد نبوی ﷺ سے آج تک ہر عہد میں مضاربیت پر

مسلمانوں کا قائل رہا ہے، جو اس پر اجماع کی دلیل ہے۔ (۵) حقیقت یہ ہے کہ مضاربیت میں بڑی مصمت ہے، اور اس میں مبادروں اور غرباء دونوں کا نفع ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں نعمتوں اور صدقتوں کی تقسیم فرمائی ہے، بعض لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کو دولت و ثروت سے سرفراز فرمایا ہے، لیکن ان میں تجارت اور کاروبار کی صلاحیت اور لوگوں سے مؤثر رابطہ کا شعور اور تجربہ نہیں، اور بعض حضرات کے اندر تاجرانہ سوجھ بوجھ اور کاروباری صلاحیت تو ہے لیکن سرمایہ نہیں ہے، اس کے نتیجے میں اگر یہ دونوں طبقے ایک دوسرے سے مدد نہ لیں تو ایک کی دولت اور دوسرے کی صلاحیت بیکار رہے گی اور ضائع ہوگی اور اگر ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کریں تو ان دونوں کو بھی نفع ہوگا، اور بحیثیت مجموعی قوم اور سماج کو بھی ان کے فوائد ہوں گے، اسی لئے شریعت نے مضاربیت کو جائز رکھا۔

ارکان

دوسرے معاملات کی طرح مضاربیت بھی ایجاب و قبول کے ذریعے منعقد ہوتی ہے، یعنی ایک کی طرف سے اس معاملہ کی پیش کش ہو، اور دوسرا اسے قبول کرے، ایجاب و قبول یا تو مضاربیت، معاملہ، یا مقارضہ کے صریح لفظ سے ہو، یا کسی بھی ایسی عبارت سے جس سے مضاربیت کا مفہوم (دا ہوتا ہو، جیسے کہ، کہ یہ مال، اور اس میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نفع عطا فرمائے، اس کا آدھا یا تہائی، یا کوئی اور تناسب مقرر کرے، کہ وہ مجھے دے دو، (۶) سرمایہ لگانے والے کو رب المال، اس مال سے تجارت کرنے والے عامل کو مضارب، سرمایہ کار کی طرف سے دیئے جانے والے بنیادی سرمایہ کو راس

(۲) ابن ماجہ ۳۴۲۲ باب الشركة والمصاربة

(۳) الاجماع ۱۲۳، مکتب المصلوبہ

(۶) مدائع الصنائع ۷۶

(۱) مجمع الروايات ۷۴

(۳) تعلیق الاعظمی بحوالہ روايات ابن ماجہ، حوالہ سابق

(۵) مدائع الصنائع ۷۶

المال اور اس پر حاصل ہونے والے نفع کو ربح کہا جاتا ہے۔

درست ہونے کی شرطیں

بعض شرطیں معاملہ کے دونوں فریق سے، بعض سرمایہ سے، اور بعض اس کے نفع سے متعلق ہیں، سرمایہ کار ایک سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں، جیسے چند آدمی مل کر کسی کے پاس مضاربہ کے لئے سرمایہ حوالہ کریں، مضارب بھی ایک سے زیادہ ہو سکتے ہیں، یعنی ایک شخص مشترکہ طور پر ایک سے زیادہ آدمی کو تجارت کے لئے سرمایہ حوالہ کرے، (۱) اسی سے معلوم ہوا کہ موجودہ انوسٹمنٹ کمپنیاں جو مختلف لوگوں سے سرمایہ حاصل کر کے اپنی صلاحیت کو استعمال کرتی ہیں، اور اس پر نفع حاصل کرتی ہیں یہ صورت جائز ہے، اور قانون مضاربہ کے دائرہ میں آتی ہے۔

مضاربہ کے صحیح ہونے کے لئے درج ذیل شرطیں ہیں۔

(۱) معاملہ کے دونوں فریق اس بات کی صلاحیت رکھتے ہوں کہ وہ کسی کو وکیل بنائیں اور خود وکیل بن سکیں، اسی لئے مسلمان اور غیر مسلم کے درمیان بھی مضاربہ ہو سکتی ہے، کیونکہ یہ ایک دوسرے کے وکیل بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ (۲)

(۲) سرمایہ کار نے مضاربہ کے لئے جو مال دیا ہو، جس کو اصطلاح میں رأس المال کہتے ہیں، وہ درہم و دینار اور مروج کرنسی کی صورت میں ہو، دوسرے سامان چاہے منقولہ ہوں یا غیر منقولہ، جیسے مکان اور کپڑا وغیرہ ان کو مضاربہ کا سرمایہ نہیں بنایا جاسکتا۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تو سونے اور چاندی ہی کا مکہ ضروری ہے، دوسری کرنسی مضاربہ کا سرمایہ نہیں بن سکتی، لیکن امام محمدؒ کے یہاں بن سکتی ہے، اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (۳)

کرنسی کے علاوہ دوسری اشیاء میں مضاربہ کی صورت اس طرح ہو سکتی ہے، کہ مضارب کو سامان دے، اور کہے کہ اسے کرنسی سے فروخت کر دو اور اسی سے مضاربہ کر دو، تو یہ صورت جائز ہے، لودفع الیہ عوضا او عدا لفقال بعہ واقبص لعمہ واعمل بہ مصاربة فباعہ بملوہم او ذنائبہ ونصرف فیہا جازت المصاربة، کذا فی محیط السرخسی۔ (۴)

(۳) مضاربہ کا اصل سرمایہ معلوم و متعین ہو، تاکہ یہ بعد میں نزاع کا باعث نہ ہو، چاہے زبان سے تعین کی جائے، یا اشارہ سے متعین کر دیا جائے، تاہم اگر بعد میں سرمایہ کی مقدار یا اس کی نوعیت و کیفیت کی بابت فریقین کے درمیان اختلاف ہو جائے، اور کوئی ثبوت اس سلسلے میں موجود نہ ہو تو قسم کے ساتھ مضاربہ کی بات معتبر ہوگی۔ (۵)

(۴) یہ سرمایہ نقد ہو، نہ کہ دین، مثلاً الف کے ”ب“ پر دس ہزار روپے تھے، ”الف“ نے ”ب“ سے کہا کہ اسی دین میں جو تمہارے ذمہ ہے، مضاربہ کر دو اور اسی میں مضاربہ کی، تو یہ مضاربہ فاسد ہوگی۔ (۶)

(۵) یہ بھی ضروری ہے کہ صاحب سرمایہ سرمایہ کو مضاربہ کے حوالہ کر دے، اور اس کے قبضہ میں دیدے، تاکہ اس کے تصرف میں کوئی مانع باقی نہ رہے، (۷) البتہ حنابلہ کے نزدیک صاحب سرمایہ اس پر اپنا قبضہ برقرار رکھ سکتا ہے (۸)

(۶) نفع میں یہ بات ضروری ہے کہ مضاربہ اور سرمایہ کار دونوں کی نفع میں شرکت ہو، کیونکہ اگر تمام نفع کی شرط سرمایہ دار کے لئے لگا دی جائے، تو یہ معاملہ بضمہ کا ہوگا نہ کہ مضاربہ کا،

(۲) ہندیہ ۸/۶

(۳) حوالہ سابق

(۶) بدائع الصنائع ۸/۶

(۸) الفقہ الاسلامی وادلتہ ۸/۶

(۱) ہندیہ ۲۹۶/۳

(۳) ہندیہ ۲۸۶/۳

(۵) حوالہ سابق

(۷) بدائع الصنائع ۸/۶

اور نفع و نقصان مکمل طور پر سرمایہ کار سے متعلق ہو جائے گا، اور اگر پورا نفع مضارب کے لئے طے کر دیا جائے، تو یہ سرمایہ اس پر قرض ہوگا، اور نفع و نقصان اسی سے متعلق ہوگا، (۱) اور اگر اصل سرمایہ میں سے بھی مضارب کو دینا طے کیا گیا، تو مضاربہ کا معاملہ فاسد ہو جائے گا، (۲) اس لئے ضروری ہے کہ نفع میں دونوں فریق کی شرکت ہو، اور سرمایہ پر سرمایہ کار کی تنہا ملکیت باقی رہے۔

(۷) یہ بھی ضروری ہے کہ سرمایہ کار کے لئے نفع کی قطعی مقدار جیسے ایک ہزار، دو ہزار متعین نہ کر دی جائے، بلکہ نفع کا تناسب متعین کیا جائے مثلاً نفع کا نصف، چوتھائی، تہائی وغیرہ۔ (۳)

شرط لگانا

مضاربہ سے ایک اہم مسئلہ شرائط کا متعلق ہے، مضاربہ میں ایسی شرط لگانا کہ جس سے نفع متعین باقی نہ رہے، یا نفع میں دونوں فریق کی شرکت باقی نہ رہ پائے، مضاربہ کے معاملہ کو فاسد کر دیتی ہے، اور اگر اس طرح کی شرط تو نہیں لگائی لیکن ایسی شرط لگائی جو مضاربہ کے اصول کے خلاف ہو، تو معاملہ درست ہوگا، ورنہ خود شرط فاسد ہو جائے گی، مثلاً سرمایہ کار نے کہا کہ نفع کا تہائی حصہ اور مزید ایک ہزار روپے تمہیں ملا کریں گے، تو مضاربہ جائز ہوگی، نفع کا ایک تہائی حصہ مضارب کو ملے گا، ورنہ ہزار روپے کی شرط ناجائز ہوگی۔ (۴)

حکم

مضاربہ پر کیا حکم اور اثر مرتب ہوگا؟ اس سلسلے میں حاکم شہید کی کتاب ”الکافی“ کے حوالے سے بڑا جامع بیان فقہاء نے نقل کیا ہے، اور وہ یہ کہ مضاربہ ابتدائی مرحلہ میں جب تک کہ اس

نے سرمایہ میں تصرف نہیں کیا ہو، امین کا درجہ رکھتا ہے اور سرمایہ کی نسبت سے اس پر وہی احکام جاری ہوں گے، جو امانت پر جاری ہوتے ہیں، پھر جب مضارب نے اس پر تصرف کیا، تو اس کی حیثیت اس مال میں وکیل کی ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے نفع دیا، تو وہ اس نفع میں متعین تناسب کے مطابق شریک تصور کیا جائے گا، اگر کسی وجہ سے مضاربہ کا معاملہ فاسد ہو گیا، تو وہ اس میں اجیر ہوگا، پورے نفع کا حقدار سرمایہ کار ہوگا اور اس کام کی مروجہ اجرت کا مستحق قرار پائے گا، اگر مضارب نے سرمایہ کار کی ہدایت کی خلاف ورزی کی حالانکہ اس کو شرعاً اس معاملہ میں اس کے حکم کے خلاف ورزی کی اجازت نہیں تھی، تو اب مضارب اس سرمایہ کی نسبت سے غاصب تصور کیا جائے گا۔ (۵)

مضاربہ میں اگر اصل سرمایہ میں بھی نقصان ہو جائے، تو یہ نقصان سرمایہ کار کا ہوگا، (۶) تاہم یہاں اس امر کی وضاحت مناسب ہوگی کہ اگر دو اشخاص کے درمیان مسلسل تین سال مضاربہ کا معاملہ جاری رہا، پہلے اور دوسرے سال علی الحساب نفع کی تقسیم عمل میں آئی، در تیسرے سال بجائے نفع کے نقصان ہو گیا، تو یہ سہ سالہ مدت ایک ہی معاملہ مضاربہ کی ہے، لہذا تیسرے سال جو نقصان ہوا، پہلے اس نقصان کی تلافی گذشتہ دو سال کے نفع سے کی جائے گی، پھر اگر اس سے بھی نقصان کی تلافی نہیں ہوئی تو اصل سرمایہ سے نقصان کی تلافی ہوگی۔

مضاربہ کی دو قسمیں

مضاربہ میں ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ مضارب کو اس سرمایہ میں کن تصرفات کا حق حاصل ہوگا؟ اس مسئلہ میں تفصیل یہ ہے،

(۲) حندیہ ۳/۲۸۷

(۳) حندیہ ۳/۸۸۰-۸۸۷

(۶) یکے کبر مناقب مع سحر ۲/۲۹۳

(۱) حندیہ ۳/۲۸۵

(۳) نہ فی مصائب ۲/۹۵

(۵) حندیہ ۳/۲۸۹، کبر عنی مجلس المحر ۲/۲۹۳

کہ مضاربہ بت کی دو قسمیں ہیں، مضاربہ مطلقہ، مضاربہ مقیدہ، مضاربہ مطلقہ سے مراد یہ ہے کہ مضاربہ کو کسی خاص عمل، مقام، وقت، عمل کی کیفیت، اور کس سے معاملہ کرنا ہے؟ اس کی وضاحت اور قید کے بغیر مال حوالہ کر دیا جائے۔

مضاربہ بت مقیدہ، اس کے مقابل ہے، کہ اس میں کسی خاص عمل، جگہ، وقت وغیرہ کی قید رکھی جائے۔ (۱)

مضاربہ بت مطلقہ میں مضاربہ کے تصرفات

مضاربہ بت مطلقہ کے سلسلے میں اصول یہ ہے، کہ مضاربہ کے تصرفات اپنے حکم و اثر کے لحاظ سے تین قسم کے ہوں گے، ایک وہ تصرفات جن کا مضاربہ مطلق مضاربہ بت کی وجہ سے مجز ہوتا ہے، ان میں خود خرید و فروخت کرنا جہاں ضرورت ہو دم دوسرا کو خرید و فروخت کا وکیل بنانا، رہن رکھنا اور خود رہن لینا، کرایہ پر لگانا کسی کو مزدور رکھنا، کسی کے پاس بطور رہانت رکھنا، کسی کو مال حوالہ کرنا کہ وہ خود نفع لئے بغیر اس کو فروخت کر دے، جس کو فقہ کی اصطلاح میں "ابضاع" کہتے ہیں، سمندر یا خشکی کا سفر کرنا وغیرہ۔ (۲)

مضاربہ نقد بھی فروخت کر سکتا ہے، اور ادھار بھی، (۳) اگر مضاربہ نے کوئی چیز، اتنی زیادہ قیمت میں خریدی یا اتنی کم قیمت میں فروخت کر دی جو باعث نقصان ہے، اور ایسا دھوکہ ناقابل قیاس ہے، (لا یبغابن فیہ الناس) تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تو اس کا یہ تصرف بھی درست سمجھا جائے گا، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اس کا یہ تصرف درست نہیں ہوگا، اور اسی پر فتویٰ ہے، (۴) یہی رائے، لکھیہ، شوافع اور حنابلہ کی بھی ہے۔

مضاربہ کسی اور سے مضاربہ بت کرے

بعض تصرفات وہ ہیں کہ آدمی محض مضاربہ بت سے ان کا مالک

نہیں ہوتا، بلکہ اس وقت مالک ہوتا ہے، جب کہا جائے کہ تم جو بھی مناسب سمجھو کرو، ادا لیل لہ اعمل ہر ایک، مثلاً یہ کہ وہ کسی اور کو بھی مال مضاربہ بت کی غرض سے دے یا اس مال میں کسی اور سے شرکت کا معاملہ کر لے، یا مضاربہ بت کا مال اپنے یا دوسرے کے ساتھ غلط کر لے۔ (۵)

ان میں خاص طور پر یہ مسئلہ بہت اہم ہے کہ مضاربہ خود مال مضاربہ بت کو کسی اور شخص کو مضاربہ بت پر دے، یہ درست ہوگا، یا نہیں؟ حنفیہ کے یہاں اسی صورت میں اس کی گنجائش ہوگی، جب سرمایہ کار نے اس کو اپنی صواب دید پر تصرف کا مکمل اختیار دے دیا ہو، اس کے بغیر سرمایہ خود مضاربہ کو مضاربہ بت پر لگانے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ تاہم اگر مضاربہ نے مالک کی اجازت کے بغیر مضاربہ بت پر لگائی دیا، تو اس کا کیا حکم ہوگا؟ — حنفیہ کے یہاں جب تک دوسرے مضاربہ نے مال میں تصرف نہیں کیا ہو، اس وقت تک پہلا یعنی اصل مضاربہ اور دوسرا یعنی پہلے مضاربہ سے مال لینے والا ضامن نہیں ہوگا، جب دوسرا مضاربہ اس مال میں تصرف کر دے تو اب ضمان واجب ہوگا، پھر اس ضمان میں بھی یہ تفصیل ہے کہ اصل صاحب سرمایہ دونوں میں سے کسی بھی مضاربہ سے ضمان کا مطالبہ کر سکتا ہے، اگر پہلے مضاربہ سے وہ ضمان وصول کر لے، یعنی اپنا راس المال اس سے وصول کر لے، تو اس اصل مضاربہ اور دوسرے مضاربہ کے درمیان مضاربہ بت کا معاملہ صحیح قرار پائے گا، اور نفع حسب معاہدہ دونوں کے درمیان تقسیم ہوگا۔

اور اگر سرمایہ دار نے دوسرے مضاربہ کو ضامن بنایا اور اس سے اپنا سرمایہ وصول کیا، اور دوسرے شخص نے پہلے مضاربہ سے ادا کئے ہوئے پیسے وصول کر لئے، تو پہلے اور دوسرے کے درمیان

(۲) حنیفہ ۲۹۳/۴

(۳) حنیفہ ۲۹۳/۴

(۱) جامع الصنائع ۸۷۶

(۳) حنیفہ ۲۹۳/۴

(۵) الفقہ الاسلامی ۸۵۵/۴

میں مال ہی نہیں ہے، اور کوئی مسلمان ان کی خرید و فروخت کا مجاز ہی نہیں ہے، لہذا ایسی چیز کا خریدنا گویا اس مال کو ضائع کرنے کے مترادف ہوگا۔

مقید مضاربہ

مضاربہ کے ساتھ قید و تحدید کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں (۱) کسی خاص جگہ کی تحدید، مثلاً اس مال سے شہر دہلی میں تجارت کی جائے، اس شرط کی افادیت ہے، کیونکہ امن اور خطرات اور گرانی اور ارزانی کے اعتبار سے مختلف شہروں کے حالات مختلف ہوتے ہیں، مضاربہ کو حق نہیں ہوگا کہ وہ خود با مضاربہ کو شہر سے باہرے جائے یا کسی اور کے ذریعہ بھیجے، اب اگر اس نے شرط کی خلاف ورزی کی، اور دوسری جگہ مال لے گیا، تو وہ اس کا ضامن ہوگا، اور جو کچھ اس نے خرید و فروخت کی ہے، اس کا نفع و نقصان خود اس کی ذات سے متعلق ہوگا، اور اس پر واجب ہوگا، کہ جو کچھ نفع اسے حاصل ہوا ہے، اسے صدقہ کر دے، یہ رائے امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کی ہے۔ (۵)

(۲) مضاربہ میں اشخاص و افراد کی تعیین کر دی جائے، مثلاً تم یہ مال فلاں شخص ہی سے فروخت کرو یا فلاں شہر والوں ہی سے فروخت کرو، دوسروں سے فروخت نہ کرنا، تو یہ شرط بھی معتبر ہوگی، کیونکہ بعض لوگ معاملات میں معتبر اور قابل بھروسہ ہوتے ہیں، اور بعض لوگ قابل بھروسہ نہیں ہوتے، (۶) مالک یہ اور شوائع کے نزدیک اس شرط کا اعتبار نہیں۔ (۷)

(۳) مضاربہ میں مال کی نوعیت متعین کر دی جائے، مثلاً اس سرمایہ سے گیہوں کی خرید و فروخت کا کاروبار کیا جائے، یہ

معاملہ درست ہوگا، اور حسب معاہدہ نفع دونوں پر تقسیم ہوگا، البتہ یہ نفع دوسرے کے لئے تو پاک و حلال ہوگا، پہلے کے لئے نہیں۔ (۱) دوسرے فقہاء کو اس تفصیل کے بعض نکات پر اختلاف ہے، اس پر تو بھی متفق ہیں کہ مضاربہ کا بلا اجازت اس مال کو دوسروں سے مضاربہ پر لگانا جائز نہیں، البتہ مالکیہ کہتے ہیں کہ اس صورت میں دوسرے مضاربہ کے عمل سے جو نفع حاصل ہوا ہو، وہ نفع صاحب سرمایہ اور دوسرے مضاربہ کے درمیان تقسیم ہوگا، اور پہلے مضاربہ کو کوئی نفع نہیں ملے گا، اور شوائع کے نزدیک اس صورت میں مضاربہ کے اصل سرمایہ کار اور پہلے مضاربہ کو کوئی نفع نہیں ملے گا، اور شوائع کے نزدیک اس صورت میں مضاربہ اصل سرمایہ کار اور پہلے مضاربہ کے درمیان ہی تقسیم جائے گی، البتہ دوسرے مضاربہ کو اس کے محنت کی مرہبہ اجرت ادا کی جائے گی۔ (۲)

جو تصرفات بلا صراحت جائز نہیں

تیسرے قسم کے تصرفات وہ ہیں، کہ جو ان تصرفات کی صراحت اور ان کو ناجز نہ کرنے بغیر جائز نہیں، ان تصرفات میں قرض دینا، قرض لینا، ہبہ کرنا، اور صدقہ وغیرہ ہے۔ (۳) — کیونکہ اس طرح کے تصرفات میں یا تو کاروباری پہلو سے نقصان یعنی ہے، یا اس کا کافی امکان ہے۔

جو تصرفات صراحت کے باوجود معتبر نہیں

بعض تصرفات ایسے بھی ہیں کہ اگر سرمایہ کار نے اس کی اجازت دی ہو یا ان کا حکم دیا ہو، پھر بھی وہ تصرفات جائز نہیں، جیسے مردار، خون، شراب، خنزیر، وغیرہ کو خریدنا، (۴) کیونکہ یہ شریعت کی نگاہ

(۲) الفقہ الاسلامی وادلتہ ۸۶۰/۲

(۳) مدائع الصنائع ۹۸۶

(۶) مدائع الصنائع ۳۹۸/۲، ۱۰۰/۶

(۱) ہندیہ ۲۹۹/۳

(۳) دیکھئے مدائع صنائع ۹۰۶/۲، ہندیہ ۲۹۳/۳

(۵) ہندیہ ۳۹۸/۳، مدائع الصنائع ۹۹/۶

(۷) الفقہ الاسلامی وادلتہ ۸۶۳/۳

شرط بھی معتبر ہوگی، اس لئے کہ بعض اشیاء کی تجارت بمقابلہ بعض اشیاء کے زیادہ نافع ہوتی ہے۔ (۱)

(۲) مضارب کے ساتھ مدت کی تحدید کر دی جائے، جیسے کہے، ایک سال تک تجارت کی اجازت ہے، یہ صورت بھی حنفیہ اور حنبلیہ کے نزدیک جائز ہے، مالکیہ اور شوافع کے نزدیک مدت کی تحدید درست نہیں، کیونکہ بعض اوقات متعینہ مدت کا دوبارہ کے نتیجہ خیز ہونے کے لئے کافی نہیں ہوتی، (۳) حنفیہ اور حنبلیہ کے پیش نظر یہ ہے کہ مضارب بت ایک طرح کا اجارہ ہے، مضارب گویا صاحب سرمایہ کا اجیر ہوتا ہے، اور اجارہ ایک مقررہ محدود مدت کے لئے ہوتا ہے۔

مضارب بت میں وقت کی اس طرح کی تحدید بھی حنفیہ کے یہاں درست ہے کہ بعض ایام میں بیچنے کی اجازت دی جائے، اور بعض ایام میں نہیں، جیسے آج اور پرسوں بیچ سکتے ہو، کل اور ترسوں بیچنے کی اجازت نہیں۔ (۴)

مضارب بت میں شرائط و تود کے سلسلے میں اصول یہ ہے کہ اگر قید کسی اعتبار سے معاملہ کے لئے مفید ثابت ہو سکتی ہے، تو اس کا اعتبار ہوگا، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان اپنی تسلیم شدہ شرطوں کے پابند ہیں، المسلمون عند شروطہم۔ (۵) علامہ کاسانی نے اس سلسلے میں لکھا ہے الاصل فیہ ان القید ان کان مفیداً یثبت۔ (۶)

مضارب کے حقوق

مضارب بت میں مضارب کا حق دو ہے، ایک تو نفع میں مقررہ

حصہ کے مطابق سا مجھے داری جس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے، لیکن نفع سے مضارب کا حق تقسیم کے بعد یعنی معاملہ ختم ہونے اور سرمایہ کار کا اپنا اصل سرمایہ واپس لینے کے بعد متعلق ہوگا، نفع حاصل ہوتے ہی اس کے لئے اپنا حصہ لینا درست نہیں، مثلاً کسی کاروبار میں ایک ہزار نفع ہوا، اصل سرمایہ ابھی سرمایہ کار نے نہیں لیا، اور وہ مضارب ہی کے ہاتھ میں زیر معاملہ رہا، اسی درمیان ہزار روپے سے زیادہ کا نقصان ہو گیا، یہ اصل سرمایہ اتنی مقدار ضائع ہو گیا، تو اب وہ نفع کی تقسیم کا اہل نہیں ہو جائے گی، اور پہلے اس نقصان کی تلافی کی جائے گی، اس کے بعد نفع بچتا ہے تو قابل تقسیم ہوگا۔ (۷)

مضارب کا دوسرا حق سز کرنے کی صورت سفر کے اخراجات اور مضارب کا نفقہ ہے، جس میں کھانا، کپڑا، بستر، سواری، روشنی، کپڑا دھلائی، وغیرہ کے اخراجات شامل ہیں، اپنے شہر میں رہتے ہوئے مضارب کا نفقہ مال مضارب بت میں سے نہیں دیا جائے گا، اور حالت سفر کا نفقہ بھی اولاً نفع میں سے محسوب ہوگا، اگر نفع نہ ہوا ہو تو پھر اصل سرمایہ میں سے، (۸) امام شافعی کے نزدیک مضارب کا نفقہ مال مضارب بت میں سے نہیں دیا جائے گا چاہے سفر ہو یا حضر، یہی رائے حنبلیہ کی ہے، مالکیہ اس مسئلہ میں حنفیہ کے ہم خیال ہیں۔ (۹)

سرمایہ کاری کا حق

سرمایہ کار کا حق ظاہر ہے کہ نفع سے متعلق ہے، کہ اگر نفع ہو تو مقررہ شرط کے مطابق وہ اپنا نفع حاصل کر لے، اگر کوئی نفع نہیں ہوا تو مضارب پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ (۱۰)

(۲) بدائع الصنائع ۹۹/۱، الفقہ الاسلامی ۸۶۲/۳

(۳) بحوالی حدیث نمبر ۲۶۷۳، کتاب الاجلۃ

(۴) ہندیہ ۳۲۱/۴

(۸) بداية المحتند ۲۳۰/۲، الفقہ الاسلامی و تلک ۸۶۵/۴

(۱) بدائع الصنائع ۹۹/۱

(۳) بدائع الصنائع ۹۹/۱

(۵) بدائع الصنائع ۹۸/۱

(۷) بدائع الصنائع ۱۰۷/۱-۵

(۹) بدائع الصنائع ۱۰۸/۱

مضاربہت فاسد ہو جائے

اگر مضاربہت فاسد ہو جائے تو مضارب کے لئے سرمایہ میں کسی قسم کا تصرف جائز نہیں اور نہ وہ نفع یا اخراجات سفر کا حقدار ہے، بلکہ اس کو اپنی مدت کار کی 'جرت' (اجرت مثل) ملے گی، ورنہ اگر اس کے تصرف سے کچھ نفع حاصل ہوا، تو یہ پورا نفع سرمایہ کار کا ہوگا۔ (۱)

مضاربہت عقد لازم نہیں؟

مضاربہت کا مودہ فریقین میں سے کسی کے لئے لازمی نہیں ہوتا ہے، فقہ کی اصطلاح میں یہ "عقد غیر لازم" ہے، سرمایہ کار یا مضارب ایک طرف طور پر مودہ کو ختم کر سکتا ہے، لیکن دوسرا کا یہ جاننا ضروری ہے، دل یہ کہ دوسرے فریق کو معاملہ کے ختم کئے جانے کی اطلاع ہو جائے، دوسرے مضاربہت کا بنیادی سرمایہ اس وقت کرنسی کی صورت میں موجود ہو، اگر سرمایہ کار نے اس وقت مضاربہت کو ختم کرنا چاہا، جب کہ اصل سرمایہ سالانہ کی صورت میں ہو، تو ایسا کرنا درست نہ ہوگا، تاکہ مضارب اس کو فروخت کر کے اس کو کرنسی کی صورت دے سکے، اور نفع نقصان ظاہر ہو، اور مضارب کو بھی اس کا حق مل پائے۔ (۲)

مضاربہت ختم ہونے کی صورتیں

مضاربہت درج ذیل صورتوں میں ختم ہو جاتی ہے۔

- (۱) فریقین میں سے کوئی معاملہ منسوخ کر دے، یا سرمایہ کار مضارب کو تصرف سے روک دے، اور دوسری طرف پائی جاتی ہوں جو اس معاملہ کو ختم کرے کے لئے ضروری ہیں۔
- (۲) فریقین میں سے کسی ایک کی موت واقع ہو جائے۔
- (۳) فریقین میں سے کسی ایک کا دماغی توازن متاثر ہو

جائے۔

(۴) اصل سرمایہ کوئی سامان خریدے بغیر ہی ضائع ہو جائے، اب بھی مضاربہت باطل ہو جائے گی۔

(۵) مسم ملک میں سرمایہ کار کا خدا نخواستہ اسلام سے مرتد ہو جانا (العیاذ باللہ) بھی ان اسباب میں سے ہے جن کی وجہ سے مایہ حنفیہ کے نزدیک مضاربہت ختم ہو جاتی ہے۔ (۳)

مضرب

"مضرب" کا لفظ تعصیب سے ماخوذ ہے، کوئی جگہ ٹوٹی ہوئی ہو، اس کو درست کرنے کے لئے وہاں چاندی رکھ دی جائے، اس کو تعصیب کہتے ہیں، (۴) فقہاء کے یہاں برتن، کرسی، آئینہ وغیرہ میں چاندی سونا جڑا ہوا ہو تو اس کو "مضرب" کہا جاتا ہے، ایسے برتن سے پینا اور ایسی کرسی پر بیٹھنا جائز ہے، لیکن اس جگہ پر منہ اور جسم لگانے سے جتناب ضروری ہے، جہاں چاندی یا سونا بھرا گیا ہے۔ (۵)

مضمضہ (کلی کرنا)

کلی کرنا حنفیہ کے نزدیک وضوء میں سنت اور غسل میں واجب ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے وضوء)

مطل (نال منور)

'مطل' کے اہل معنی کسی چیز کو پھیلانے اور طوں دینے کے ہیں، عربی زبان میں ہی کے کھینچنے کو "مطل احسن" کہتے ہیں، (۶) اسی مناسبت سے اونٹنی دین میں تاخیر اور نال منوں کو بھی "مطل" کہا جاتا ہے، یعنی جس چیز کی ادائیگی واجب ہے، بلاغذا اس میں تاخیر مطل ہے، تاحیر ما المستحق اذاؤہ بعیر عذر۔ (۷)

(۲) - نہ تصانیع ۶۹

(۳) - بیعہ عددہ السال ۵

(۶) - بدروس المحیط ۳۶

(۱) - نہ تصانیع ۶۹

(۳) - محصر - نہ تصانیع ۵۰، ۵۱

(۵) - بیعہ بر مجبر اور المختار ۹۹

(۷) - فتح باردی ۵۳۳

ہی دنوں روزہ رکھ لے، نہ مہینہ اور تاریخ کی قید ہے، نہ مسلسل رکھنے کی قید ہے، فعدۃ من ایام آخر۔ (البقرۃ ۱۸۵)
 اور اگر اللہ تعالیٰ کے خطاب میں ہی کوئی قید ٹھوکر رکھی گئی ہو، تو حکم بھی اسی قید کے ساتھ ہوگا، جیسے کوئی شخص اپنی بیوی سے ٹھہر کر لے، اس پر کفارہ واجب قرار دیا گیا ہے، اور وہ کفارہ قرآن مجید کے انفاظ میں اس طرح ہے۔

فمن لم یجد فصيام شهرين متتابعين من

قبل ان یتماسا۔ (بخاری ۴)

جس کو غلام میسر نہ ہو وہ محبت کرنے سے پہلے مسلسل دو ماہ روزے رکھے۔

اس آیت میں کفارہ ظہار کے روزوں میں دو باتوں کی قید ہے، ایک یہ کہ یہ روزے مسلسل رکھے جائیں، دوسرے بیوی سے ہمبستری سے پہلے رکھے جائیں، چنانچہ اسی کے مطابق کفارہ ظہار کے روزوں کا حکم ہوگا۔

اگر ایک جگہ مطلق اور دوسری جگہ مقید ہو

مسکداہم اور قابل توجہ اس وقت ہو جاتا ہے، جب ایک ہی لفظ ایک نص میں مطلق، اور دوسری نص میں قید کے ساتھ ذکر کیا جائے، اس کی چند صورتیں ہوتی ہیں:

(۱) سبب اور حکم دونوں مختلف ہوں، جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

والسارق والسارقة فاقطعوا ايديهما۔ (النساء ۳۸)

چوری کرنے والے مرد و عورت کے ہاتھ کاٹو۔

اور دوسری جگہ وضوء کا حکم دیتے ہوئے کہا گیا:

اذا قمتم الى الصلاة فاغسلوا وجوهكم

اسلام جس کی تمام تعصبات سر تا پا عدل اور اعتدال پر مبنی ہے، اس نے ایک طرف قرض خواہوں کو تلقین کی کہ اگر مقرض تنگدست اور حاجت مند ہو تو اس کے ساتھ فراخ دلی کا معاملہ کریں اور اسے مہبت دیں، وان كان ذو عسرة فظرة الى ميسرة، (البقرۃ ۲۸۰)
 دوسری طرف مقرض سے کہا گیا ہے کہ وہ قرض کو اپنے اوپر ایک بوجھ تصور کرے، اور خواہ مخواہ دین کی ادائیگی میں ٹاس مٹول اور بلا عذر تاخیر سے کام نہ لے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا غنی یعنی جو شخص ادائیگی پر قادر ہو اس کا مال مشور سے کام لینا ظلم ہے، ”مطل الغنی ظلم“ (۱) اسی لئے ایب کرنا حرام ہے۔ (۲)

(أصول فقہ کی ایک اصطلاح)

مطلق

مطلق اور مقید اصول فقہ کی دو اصطلاحیں ہیں، جو ایک دوسرے کے مقابل ہیں، عام طور پر اصولیین نے مطلق اور مقید کی تعریف ایسی معنوی تعبیر کے ذریعے کی ہے کہ وہ اصطلاح کو واضح کرنے کے بجائے اور بھی غیر واضح کر دیتا ہے، (۳) مطلق اور مقید کی واضح تعریف اس طرح کی جاسکتی ہے، کہ جو اپنی حقیقت پر بلا کسی قید و دلائل کرے وہ مطلق ہے، جیسے کتاب، مسجد، وغیرہ اور مقید وہ لفظ ہے جس میں صفت، اضافت یا کسی اور طرح کی قید لگا دی جائے، جیسے رقیۃ مومنا (مومن غلام) شہرین متابعین (مسلسل دوہ) ان مثالوں میں غلام کے ساتھ ایمان اور مہینوں کے ساتھ تسلس قید کا درجہ رکھتی ہے، اس لئے یہ مقید کہہ سکتے ہیں۔

اگر اللہ تعالیٰ کا خطاب مطلق ہو، تو حکم بھی مطلق ہوگا، مثلاً عذر کی وجہ سے آدمی رمضان کے جو روزے نہ رکھ پائے، قرآن نے ان کی قضاء و جب قرار دی ہے، اور اس حکم کو مطلق رکھا ہے، اتنے

وایدیکم اسی المراقق

جب نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہرے اور کہنیوں

سمیت ہاتھ دھوؤ۔

ان دونوں آیتوں میں 'ید' کا لفظ استعمال ہوا ہے، لیکن دونوں جگہ سبب اور حکم مختلف ہے، پہلی آیت میں سبب چوری ہے، اور دوسری آیت میں دُضوء، پہلی آیت میں ہاتھ کانٹنے کا حکم ہے، اور دوسری آیت میں ہاتھ دھونے کا۔

ایسی صورت میں مقید کی حیثیت مطلق کے لئے بیان کی نہیں ہوتی ہے، یعنی مطلق کو مقید پر محمول نہیں کیا جاتا، قاضی ابو بکر باقلانی، جوہی اور آمدی وغیرہ نے اس بر فقہاء کا اتفاق نقل کرے۔

(۲) سبب اور حکم دونوں ایک ہو، تو بالاتفاق مطلق مقید پر محمول ہوگا، جیسے ایک جگہ ارشاد ہے کہ تم پر مزا دار اور خون حرام کیا گیا حرمت علیکم الميتۃ والدم، (۲۰) دوسری جگہ خوں کے ساتھ بہتے ہوئے ہونے کی قید لگائی گئی ودماً مسحاً، (۲۱) لہذا جہں مطلق خون کا ذکر آیا ہے، وہاں بھی بہت ہوا خون مزا دار ہوگا، کیونکہ دونوں آیتوں میں حکم حرام ہونے کا ہے، اور خون ہونے کو اس کا سبب قرار دیا گیا ہے۔

(۳) حکم مختلف ہو در سبب ایک ہو، تب بھی ایک کو دوسرے پر محمول نہیں کیا جائے گا، ابن حابط وغیرہ نے اس پر محققین کا اجماع نقل کیا ہے، جیسے کسی شخص نے کہا یتیم کو کپڑا پہنادو، پھر کہا ایک عام یتیم کو کھانا کھلا دو، یہاں سب دونوں احکام میں نہیں تو یہ دو الگ الگ حکم سمجھے جائیں گے، ایک کو دوسرے پر محمول نہیں کیا جائے گا۔

(۴) حکم یک ہو اور سب الگ الگ ہو، جسے کفارۂ ظہار

میں بھی غلام آزاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور کفارہ قتل میں بھی، حکم دونوں جگہ غلام آزاد کرنے کا ہے، اسباب مختلف ہیں ایک میں ظہار اور دوسرے میں قتل، کفارہ ظہار میں غلام آزاد کرنے کا حکم ہے، اور کفارہ قتل میں مومن غلام آزاد کرنے کا حکم ہے، لہذا حنفیہ کے نزدیک کفارہ ظہار میں کافر غلام کو بھی آزاد کرنا کافی ہو جائے گا، اور کفارہ قتل میں مومن غلام کو آزاد کرنا ضروری ہوگا۔

یہ رائے خفیہ اور اکثر مالکیہ کی ہے، شوافع کے نزدیک اس صورت میں بھی مطلق کو مقید پر محسوس کیا جائے گا، چنانچہ ان حضرات کے نزدیک کفارۂ ظہر میں بھی مومن غلام کو آزاد کرنا ضروری ہوگا۔ (۱)

معانقہ

معانقہ کا لغتہ ”عنق“ سے ماخوذ ہے، عنق کے معنی گردن کے ہیں، اس طرح معانقہ کے معنی گلے ملنے کے ہوئے حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت زید بن حارثہؓ عینہ تفریف لائے، تو رسول اللہ ﷺ بہت پر تپاک انداز پر کھڑے ہوئے، ان سے معانقہ فرمایا، اور ان کو بوسہ بھی دیا، ۱۲۔ یہ فتح خیبر کا موقع تھا، حضرت جابرؓ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ مجھے جعفرؓ کے آنے سے زیادہ مسرت ہوئی یا خیبر کی فتح سے ۱۳ (۲) حضرت جعفرؓ کے علاوہ آپ ﷺ کا حضرت یوزرؓ سے بھی معانقہ کرنا مروی ہے، (۳) نیز حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ جب آپؐ میں ملے تو مصافحہ کرتے، ورسفر سے آتے تو باہم معانقہ فرماتے، (۵) خود علامہ بیہقیؒ نے مجمع الزوائد میں اس روایت کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کے رواۃ بخاری کے رواۃ ہیں۔ (۶)

(۱) کیجئے۔ یہ تہ الرحمہ وہ المستصحب ۳۶، اصول السر حمی ۲۶، ارشاد الفحوص ۱۵، ۲۳، رقم خرافے تحریر کرتے ہیں، وچشمی نظم و حد سے

(۲) بر مبنای حدیث نمبر ۲۷۳۲، باب صحابه فی المعاصی والفتنہ وادی حدیث حسن

(۳) نص الماده ۲۵۴، بحواله مستبرك حاكم

(٣) بوراؤ، محدثہ ۵۲۱۳ باب فی العسفة

(٦) محمد بن عبد الله بن ٣٧/٨

(د) محمد سعید ۲۶۴/۵

ان معاملات میں کبھی دونوں فریق کی طرف سے عین شئی ہوتی ہے، جیسے خرید و فروخت کا معاملہ، اور کبھی ایک فریق کی طرف سے عین شئی ہوتی ہے، اور ایک کی طرف سے مالی یا غیر مالی نفع، جیسے اجارہ، کہ اس میں ایک فریق کی طرف سے کرایہ ہوتا ہے، اور دوسرے فریق کی طرف سے مکان یا سواری کی صورت میں مالی نفع، اسی طرح نکاح، اس میں مرد کی طرف سے ”مہر“ ہوتا ہے، اور عورت کی طرف سے اس کی عصمت، جو معنوی نفع ہے۔

معاومہ

”عام“ کے معنی سال کے ہیں، درختوں کا پھل دو یا اس سے زیادہ سالوں کے لئے فروخت کر دیا جائے، اس صورت کو حدیث میں ”بیع معاومہ“ اور ”بیع مسبین“ سے تعبیر کیا گیا ہے، اور آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، (۳) کیونکہ ایسی ہی چیز کو بیچنا جائز ہے، جو وجود میں آچکی ہے، اور معاومہ کی صورت میں آدمی ان پھلوں کو فروخت کرتا ہے جن کا ابھی سرے سے کوئی وجود ہی نہیں، اسی لئے اس معاملہ کے باطل اور نادرست ہونے پر فقہاء کا اجماع ہے۔ (۵)

معدن (کان)

معدن کے معنی ”کان“ کے ہیں، معدن سے وہ مال مراد ہے، جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین کے اندر تخلیق فرمایا ہے، جیسے سونا، چاندی، لوہا، تانبا، تیل اور پٹروں وغیرہ۔ خود انسان نے جو مائیں زیر زمین دفن کر رکھا ہو جیسا کہ پہلے زمانے میں چاندی اور سونے کے سکے فن کئے جاتے تھے وہ کنہ کہلاتا ہے، اردو زبان میں اس کو ”دفینہ“ کہا جاتا ہے، اور رکاز کا لفظ خفیہ کے نزدیک ان دونوں ہی پر بولا جاتا ہے۔

ان روایات سے واضح ہوتا ہے کہ طویل فصل کے بعد معاوند کرنا مسنون ہے، اور یہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب سے ثابت ہے، یہی عام طور پر فقہاء محدثین کا نقطہ نظر ہے، امام مالک رحمہ اللہ معاوند کو مکروہ قرار دیتے ہیں، وہ حضرت جعفر رحمہ اللہ سے حضور ﷺ کے معاوند کو ایک خصوصی واقعہ قرار دیتے تھے، نہ کہ عمومی حکم، (علامہ حاکمی نے لکھا ہے کہ اگر صرف ایک تہبند پر معاوند کیا جائے تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ بھی درست ہے، امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک مکروہ، لیکن اگر تہبند کے علاوہ جسم کے اوپری حصہ پر کرتا یا جبہ وغیرہ ہو تو بالاتفاق اور بلا کراہت معاوند درست ہے، (۱) ابدتہ یہ ظاہر ہے کہ غیر محرم سے معاوند یا نفسانی جذبہ کے تحت شہر و بیوی کے سوا کسی اور سے معاوند قطعاً حرام ہے، اس کو حدیث میں ”مکامہ“ سے تعبیر کیا گیا ہے، صحابی رسول حضرت ابو ربیعہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس بات سے منع فرماتے تھے، کہ مرد مرد سے یا عورت عورت سے اس طرح گلے میں کہ ان دونوں کے درمیان کوئی کپڑا نہ ہو۔ (۳)

معاوضہ (الین دین)

”معاوضہ“ کے معنی ایک دوسرے کو عوض ادا کرنے کے ہیں۔ شریعت میں معاملات دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک وہ کہ جس میں ایک فریق کچھ ادا کرے اور دوسرے فریق کی طرف سے اس کے مقابلہ میں کوئی عوض نہ ہو، ایسے معاملات ”تہرعات“ کہلاتے ہیں، جیسے ہبہ، صدقہ، وقف، عاریت وغیرہ، دوسری قسم ان معاملات کی ہے جن میں فریقین ایک دوسرے کو عوض ادا کرتے ہیں، جیسے خرید و فروخت، ایسے معاملات کو عقد معاوضہ کہا جاتا ہے،

(۲) بندر محنتار عسی ہامس الرد ۳۷۹-۳۸۰

(۳) دیکھئے مسلم عن حابر ۱۲

(۱) بیہ فیح الباری ۱۱

(۳) مصاب نربہ ۵۷۳-۵۷۴

(۵) لاجماع لابن المنذر ۱۵

زکوٰۃ کا مسئلہ

معدنیات سے متعلق اہم مسئلہ اس میں زکوٰۃ (ذمائی فیصد) یا خمس (میں فیصد) کے واجب ہونے کا ہے، علامہ کا سانی نے اس سلسلہ میں حنفیہ کے نقطہ نظر کو تفصیل سے پیش کیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ معدنیات تین طرح کی ہیں، ایک وہ جامد معدنیات جن کو آگ میں پگھلایا جاتا ہے، جیسے سونا، چاندی، لوہا، تانبا اور سیسہ وغیرہ، دوسرے وہ جامد معدنیات جو آگ میں پگھلائے نہیں جاسکتے، جیسے چونا، سرمہ، یاقوت اور نمک وغیرہ، تیسرے وہ معدنیات جو سیال صورت میں پائے جاتے ہیں، جیسے تیل، پٹرو، آج کل جو بعض قیمتی گیس زمین سے نکالی جاتی ہیں، ان کو بھی اسی حکم میں سمجھنا چاہئے۔

ان میں سے پہلی قسم میں خمس واجب ہوگا خواہ کسی شخص کی مملوکہ زمین ہو، یا سرکاری زمین اور وہ کسی کے زیر کاشت اور زیر استعمال ہو، یا کسی کے مکان ہی میں یہ کان نکل آئے، البتہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مکان میں نکلنے والی کان میں خمس واجب نہیں۔

دوسری اور تیسری قسم میں نہ خمس واجب ہوگا، نہ زکوٰۃ ہوگی، البتہ ”پارہ“ میں حنفیہ کے یہاں بھی زکوٰۃ واجب ہوگی، جن معدنیات میں حنفیہ نے زکوٰۃ واجب قرار دی ہے ان کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ یہ ایک درجہ میں مالِ غنیمت ہے، کیونکہ اب جو کچھ علاقہ مسلمانوں کے زیر قبضہ ہے وہ دراصل کافروں کی ملکیت تھی، مسلمانوں نے اس پر قبضہ کیا ہے تو گویا اسے کافروں سے حاصل کیا گیا، اور وہ مالِ غنیمت ہوا، اور مالِ غنیمت میں خمس واجب ہے، — دوسرے آپ ﷺ نے رکاز میں خمس واجب قرار دیا ہے، (۱) اور رکاز میں دینہ اور کان دونوں صورتیں داخل ہیں — دوسری

معدنیات میں خمس اس لئے واجب نہیں کہ یا تو وہ پتھر کے قیل سے ہے، اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ پتھر میں خمس نہیں، لا خمس فی الحجر، (۲) اور جو چیزیں سیال ہوں، وہ زمین پر غلبہ حاصل کرنے میں مقصود نہیں ہوتیں، ان کا شمار مالِ غنیمت میں نہ ہوگا۔ (۳)

کا سانی کی یہ بات شاید اپنے عہد کے اعتبار سے درست ہو، لیکن اس دور میں پٹرول کی دولت سونے چاندی سے بھی بڑھ کر ہے، اور جن علاقوں میں پٹرول دستیاب ہے، ان پر پوری دنیا کی لپکتی ہوئی نظر مرکوز ہے، اس لئے جیسے پارہ میں خمس واجب ہونے کے امام صاحب بتداء قائل نہیں تھے، بعد کو قائل ہو گئے اگر ان حضرات نے موجودہ حالات دیکھے ہوتے تو غالباً وہ پٹرول اور قیمتی گیسوں میں بھی خمس واجب ہونے کے ضرور قائل ہوتے۔ واللہ اعلم حنفیہ کے نزدیک سمندر سے نکلنے والی معدنیات جیسے، موتی، مرجان، خمر وغیرہ میں بھی زکوٰۃ واجب نہیں، امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس میں بھی خمس واجب ہے، کیونکہ حضرت عمرؓ نے موتی اور خمر میں بھی خمس وصول کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ (۴)

مالکیہ کا مسلک

مالکیہ کے نزدیک معدنیات سرکاری زمین سے نکلے یا کسی مسلمان کی مملوکہ زمین سے، وہ حکومت کی ملکیت ہوگی، البتہ جو زمین صلح کے ذریعہ غیر مسلموں کے حوالے کی گئی ہو وہ جب تک ان غیر مسلموں کے پاس رہیں، وہی افراد و اشخاص ان کے مالک ہوں گے، اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو پھر اسلامی بیت المال کی ملکیت ان پر بھی قائم ہو جائے گی، حکومت چاہے تو کسی مسلمان کو جاگیر کے طور پر دیے یا عام مسلمانوں کے نفع کے لئے بیت المال کے تحت رکھے، اگر کسی شخص کو اس کی ملکیت دیدی جائے، تو پھر اس

(۱) اس حدیث کو صحاح ستہ کی تمام کتابوں نے روایت کیا ہے، دیکھئے صمد الرواہ ۳۹۷۲ (۲) دیکھئے نصب الرأۃ ۲۸۳/۲

(۳) یہ پوری بحث بدائع الصنائع ۲۸۷۲-۲۸۷۵ سے ملخص ہے (۴) دیکھئے بدائع الصنائع ۲۸۷/۲

حادث اور اجتماعی مفاد سے قریب تر ہے، ورنہ ملک کی دولت چند ہاتھوں میں سمٹ کر رہ جائے گی۔ واللہ اعلم

کان کن مزدور کی موت ہو جائے

معدنیات میں کان کنی کا کام کرنے والے اگر حادثہ کا شکار ہو جائیں، اور موت واقع ہو جائے، تو ان کا خون بہا کان کے مالک پر واجب نہیں، خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے شخص کا خون ہدر ہے یعنی کسی اور پر اس کی ذمہ داری نہیں، (۵) — یہی فقہاء کی رائے ہے، (۶) لیکن ظاہر ہے کہ یہ اس وقت ہے جبکہ آجر اور مزدور کے درمیان اس ذمہ داری کا کوئی معاہدہ نہ ہو، اگر پہلے ہی سے معاہدہ ہو گیا ہو تو خون بہا کی ذمہ داری حکومت یا کان کنی کا کام کرنے والی کمپنی پر ہوگی، واولہا بالعقود (مائدہ) ”عہد کو پورا کرو“ کے تحت معاہدہ کے مطابق عمل کرنا واجب ہوگا۔

معدوم

معدوم سے کسی چیز مراد ہے جو عالم واقعہ میں موجود نہ ہو، جیسے ”مضامین“ اور ”ملاح“ مضامین سے مراد وہ بچے ہیں جو زر کے صلب میں ہو، اور ملاح سے مراد وہ ہے جو وہدہ کے صلب میں ہو، اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں ایسی غیر موجود چیزوں کی خرید و فروخت بھی کیا کرتے تھے، بلکہ جانور کے حمل میں موجود جنین کو ”سندہ جو پچ ہو سکتا ہے، اس کی بھی خرید و فروخت کی جاتی تھی، اور اس کو بیع حبل الحلی کہا جاتا تھا، آپ ﷺ نے اس طرح کی چیزوں کی خرید و فروخت سے منع فرمادیا، (۷) — اسی لئے اُس کے باطل ہونے پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔ (۸)

میں وہی احکام جاری ہوں گے جو زکوٰۃ کے ہیں یعنی زکوٰۃ سونے، چاندی کی کان میں ہی واجب ہوگی، لیکن خمس یعنی میں فیصد واجب ہوگی نہ کہ ڈھائی فیصد، اہل بیت دینہ میں مالکیہ کے یہاں بھی مطلقاً خمس واجب ہوگا، (۱) سمندر سے جو معدنیات حاصل ہوں ان میں مالکیہ کے نزدیک خمس واجب نہیں، جس نے نکالا ہے، وہی اس کا مالک ہوگا۔ (۲)

شوافع کی رائے

شوافع کے نزدیک سونے اور چاندی کی کان میں زکوٰۃ واجب ہوگی، خواہ ایسی زمین میں نکلے جو کسی شخص کی ملکیت ہو، یا ایسی زمین ہو جو حکومت کی ملکیت ہو، اس کا حکم زکوٰۃ ہی کا ہے کہ اس میں ڈھائی فیصد واجب ہوگا، گو امام شافعی کا ایک قوس خمس واجب ہونے کا بھی ہے، ہاں البتہ ان کے نزدیک بھی اس میں زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے سال کا گذرنا شرط نہیں، جس وقت کان سے سونا اور چاندی نکالا، اسی وقت زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ (۳)

حنابلہ کا نقطہ نظر

حنابلہ کے نزدیک زمین سے جو کچھ بھی نکلے اس میں ڈھائی فیصد کے لی ظ سے زکوٰۃ واجب ہوگی، سونا چاندی ہو یا کچھ اور، بشرطیکہ سونا ۲۰ اوقیہ یا کوئی اور چیز سونے چاندی کے نصاب کی قیمت کے برابر دستیاب ہو، سال کا گذرنا شرط نہیں اور سمندر سے حاصل ہونے والی معدنیات میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ (۴)

حقیقت یہ ہے کہ فی زمانہ مالکیہ کا یہ نقطہ نظر کہ معدنیات جو بھی ہوں اور جہاں سے بھی نکلیں، قومی ملکیت تصور کی جائیں گی،

(۲) شرح الصغیر ۵۵۴/۱

(۳) المعنی ۳۲۰-۳۳۰/۲

(۶) دیکھئے معج الساری ۳۷۷/۳

(۸) دیکھئے الفقہ الاسلامی وادستہ ۵۰۴/۴

(۱) الشرح الصغیر ۵۵۴/۱-۵۵۵

(۳) دیکھئے شرح مہذب ۷۹-۸۲

(۵) بحاری باب فی ترککار و نحس

(۷) بحاری ۲۸۷، باب مع العرر و حبل الحلی

معروف

معروف کا لفظ ”عرف“ سے ماخوذ ہے، عرف کے معنی جانی، پہچانی چیز ہونے کے ہیں، اس طرح معروف کے لغوی معنی ایسی بات کے ہوئے جو سناج کے لئے جانی پہچانی بات ہو، یعنی سناج میں اس کا رواج اور چھن ہو، قرآن وحدیث میں معروف، ایک مستقل اصطلاح ہے، وہ تمام باتیں جو دین میں مطلوب ہیں، معروف ہیں، جو حین اندکی کے الفاظ میں ہر وہ بات جس کا شریعت میں حکم دیا گیا ہو معروف ہے، مامور بہ فی الشرع، (۱) یہ، ایک جامع لفظ ہے جس میں تمام ہی نیکیاں داخل ہیں، علامہ ابن اثیر کے بقول

هو اسم جامع لكل ما عرف من طاعة الله والتقرب اليه والاحسان الى الناس (۲)
یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و قربت اور ان کے ساتھ بہتر سلوک سے متعلق تمام فعلوں کے لئے جامع نام ہے۔

کون سی باتیں معروف ہیں، اور کون سی باتیں معروف کے دائرہ میں نہیں آتیں؟ اس کے جانے کا سب سے ہم ذریعہ شریعت اسلامی ہے، شریعت جن باتوں کا مطالبہ کرتی ہے وہ یقیناً معروف ہے، تاہم اس کے ساتھ ساتھ معروف و منکر کے دراک میں عقل سلیم کو بھی دخل ہے، چنانچہ امام ابو رغبہ اصفہانی نے شریعت کی تحسین اور عقل کی معرفت دونوں ہی کو معروف و منکر کے جاننے کا ذریعہ بنایا ہے، المعروف اسم لكل فعل يعرف بالعقل او الشرع حسہ، (۳) تاہم حکم شریعت کے خلاف اگر کوئی عمل مروج ہو جائے اور رواج و چلن کی وجہ سے انسانی عقل و

دانش کے لئے بھی وہ بات گوارا ہو جائے جب بھی وہ منکر ہی ہوگی نہ کہ معروف، کیونکہ عقل و رواج شریعت پر فیصل نہیں ہو سکتی، اس لئے حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ شریعت جن چیزوں کو نیکی قرار دیتی ہو وہ بہر حال معروف ہے، خواہ اس کا رواج ہو یا نہ ہو، سواء جرت به العادة ام لا۔ (۴)

(مزید تفصیل کے لئے دیکھئے امر بالمعروف، اور منکر)

معصوم

(رائق حفاظت و احترام)

معصوم کا مادہ ”عصم“ ہے، عصم کے معنی روکنے اور حفاظت کرنے کے ہیں، اس طرح معصوم کے معنی ہوئے، محفوظ اور رائق حفاظت — فقہ کی اصطلاح میں معصوم اس جان یا مال کے ہیں جو شریعت کی نگاہ میں محفوظ اور قابل احترام ہو، جو جان یا مال شریعت کی نگاہ میں مامون و محفوظ نہ ہو، بلکہ اس کا قتل یا اس مال کو تلف کرنا جائز ہو، اسے مباح کہتے ہیں، چنانچہ حربی کی جان اور اس کا مال، شریعت کی نگاہ میں مباح ہے نہ کہ معصوم اور اسی لئے امام ابو حنیفہؒ نے حربوں سے دارالحرب میں رہو اکو جائز قرار دیا ہے۔ (دیکھئے دارالحرب)

مناوضہ

شرکت کی ایک قسم ہے، (دیکھئے شرکت۔)

مفسر

(أصول فقہ کی ایک اصطلاح)

فسر کے معنی وضاحت کے ہیں، اسی سے مفسر ہے، جو اصول فقہ کی ایک اصطلاح ہے۔
مفسر ایسے کلام کو کہتے ہیں، جس کی مراد نہایت واضح ہو، یہاں تک کہ اس میں تاویل و تخصیص کی بھی محتاج نہ ہو، جیسے

(۲) النہایہ لاسنن الشیر ۲/۲۶۲

(۳) فتح مبدی ۳۲۶/۱

(۱) البحر المحیط ۲/۳۰۳

(۳) مغربان القرآن

ارشاد خداوندی ہے

الرأبۃ والزانی فاجلدا کل واحد منهما

مائة جلدة (البور ۲)

زنا کرنے والے مرد و عورت میں سے ہر ایک کو سو

کڑے لگاؤ۔

اس آیت میں مائة کے معنی سو کے ہیں جو بالکل واضح ہے، اور جس میں کسی تاویل و تویہید کی کوئی گنجائش نہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

للسجد الملائكة کلهم اجمعون۔ (س ۷۳)

تمام فرشتے ایک ساتھ سجدہ ریز ہو گئے۔

اس آیت میں ”کلهم“ کے لفظ نے واضح کر دیا کہ تمام ہی فرشتے سجدہ ریز ہوئے، ایسا نہیں کہ کچھ فرشتوں نے سجدہ کیا ہے، اور کچھ نے نہیں۔

مفسر کا حکم یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا واجب ہے، اس میں تاویل معتبر نہیں، البتہ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ تک اس میں نسخ کا احتمال موجود تھا، اب جب کہ سلسلہ وحی منقطع ہو گیا، نسخ کا احتمال بھی باقی نہ رہا، — اگر مفسر اور نص (جو ایک مستقل اصولی اصطلاح ہے) میں تعارض ہو جائے، تو مفسر کو ترجیح دی جائے گی، جیسے ”تروجت“ (میں نے نکاح کیا) کا لفظ نکاح صحیح کے لئے نص ہے، اب اگر کسی نے ”تروجت“ کے ساتھ ”شہرا“ کہا تو ”شہرا“ اس نکاح کے نکاح حرم ہونے پر ”مفسر“ ہو گیا، لہذا اب یہ نکاح باطل قرار پائے گا۔ (۱)

مفقود

مفقود کے معنی کم شدہ کے ہیں، مفقود ایسے لفظ کو کہتے ہیں،

جس کے بارے میں یہ بھی معلوم نہ ہو کہ وہ زندہ ہے یا مر چکا، (۲) — مفقود سے متعلق تین باتیں اہم ہیں، اول یہ کہ اس کے چھوڑے ہوئے مال کا کیا حکم ہوگا؟ دوسرے وراثت کے باب میں اس کے کیا احکام ہونگے؟ تیسرے مفقود شخص کا نکاح اس کی بیوی سے باقی رہے گا، یا قاضی اس کی بیوی کا نکاح منع کر سکتا ہے؟

مفقود کے مال کا حکم

جہاں تک مفقود کے چھوڑے ہوئے مال کی بات ہے، تو وہ اپنے مال کے بارے میں زندہ تصور کیا جائے گا، اس کے مال میں اس وقت تک میراث جاری نہ ہوگی، جب تک قاضی اس کی موت کا فیصلہ نہ کر دے، قاضی اس کے مال کا ولی ہوگا، وہی اس کے مال کی حفاظت کے لئے مگر اس متعین کرے گا، اگر کوئی مال جلد خراب ہو جانے والا ہو، تو اسے فروخت کر کے اس کی قیمت محفوظ کر دے گا، مفقود کی بیوی، اس کے محتاج والدین، نابالغ بیٹے، بیٹیوں اور بالغ محتاج و معذور بیٹوں، اور محتاج و ضرورت مند بیٹیوں کا نفقہ اس مال میں سے ادا کرے گا، تاہم امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قاضی ان حضرات کا نفقہ مفقود کے مال میں سے اسی وقت ادا کرے گا، جبکہ اس کا چھوڑا ہوا مال، کھانا، کپڑا یا روپے، پیسے (درہم و دینار) کی صورت میں ہو، قاضی اس مقصد کے لئے دوسری قسم کے مال کو یا غیر مفقود جائیداد کو فروخت کرنے کا حق نہیں رکھتا، باب، امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اپنے نفقہ کے لئے مفقود کی منقولہ جائیداد کو تو فروخت کر ہی سکتا ہے، غیر منقولہ جائیداد بھی قاضی کی اجازت سے فروخت کر سکتا ہے، تاکہ اپنی بنیادی ضروریات کو پورا کر سکے۔ (۳)

مفقود کے مال میں میراث

اس پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ مفقود کے مال میں وراثت نہیں

جاری ہوگی تا آنکہ قاضی اس کی موت کا فیصلہ کر دے، امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مفقود دوسرے کا وارث بھی نہیں ہوگا، اور نہ اس کے حق میں وصیت ہی معتبر ہوگی، کیونکہ ممکن ہے کہ وہ اب زندہ نہ ہو، اور حق میراث اور کسی بھی قسم کا بولی حق ثابت ہونے کے لئے زندہ ہونا ضروری ہے، (۱) مالکیہ، شوافع، حنابلہ اور دوسرے فقہاء کے نزدیک مفقود بھی وارث بنتا ہے۔ (۲)

کتنی مدت کے بعد وفات کا حکم لگے گا؟

قاضی کسی شخص کے ماپہ ہونے کے کتنی مدت بعد اس کی وفات کا حکم لگائے؟ اس میں فقہاء کے مختلف قواں ہیں، مالکیہ کے نزدیک جب اس کی عمر ستر سال ہو جائے، حنابلہ کے نزدیک جب عمر نوے سال کو پہنچ جائے امام محمدؒ سے سو سال کی مدت منقول ہے، اور امام ابو حنیفہؒ سے حسن بن زیاد نے ایک سو بیس سال کا قول نقل کیا ہے، تاہم حنفیہ کے یہاں قول رائج یہی ہے، کہ اس کے لئے کوئی مدت متعین نہیں، قاضی اس کے ہم عمر لوگوں کی موت سے اس کی موت و حیات کا اندازہ کرے گا، اور عادتاً اس زمانہ میں جو زیادہ سے زیادہ عمر ہوتی ہو، اس کی تکمیل پر اس کی موت کا حکم لگایا جائے گا، اور اس کی میراث لوگوں میں تقسیم کر دی جائے گی، جو اس وقت زندہ ہوں۔ (۳)

مفقود کی بیوی کا نسخ نکاح

جہاں تک مفقود شخص کی بیوی کا مسئلہ ہے، تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جب تک مفقود کی موت کا فیصلہ نہ ہو جائے، اس وقت تک

اس کی بیوی کو دوسرے نکاح کی اجازت نہ ہوگی، (۴) اور قول جدید کے مطابق امام شافعیؒ کی بھی یہی رائے ہے، (۵) ان حضرات نے اپنے مسلک کی بنیاد حضرت علیؓ کی رائے پر رکھی ہے، (۶) دوسری رائے یہ ہے کہ شوہر کے غائب ہونے کے بعد جب مقدمہ قاضی کے پاس جائے، تو قاضی اسے چار سال انتظار کا حکم دے، اور اس مدت کے گزرنے کے بعد قاضی اسے چار ماہ دس روز عدت و فوات گزرنے کے بعد نکاح کی اجازت دے، حضرت عمرؓ و حضرت عثمان غنیؓ سے اسی کے مطابق فیصلہ کرنا منقول ہے، (۷) اور یہی رائے مالکیہ اور حنابلہ کی ہے۔ (۸)

حنفیہ میں بھی فقہاء متاخرین نے مالکیہ ہی کے قول کو اختیار کیا ہے، علامہ قسطلانی مالکیہ کا مسلک نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں، فلو الفقیہ فی موضع الضرورة ینبغي ان لا یاس بہ علی ما اطلق، (۹) عطاء ہند میں مولانا عبدالحق کھنوی، مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا عبدالصمد رحمانی نے بھی اس پر بحثیں کی ہیں اور مالکیہ کے قواں کو اختیار کیا ہے، (۱۰) اور اسی پر اس وقت ہندوستان میں رد القضاء اور شرعی پچايتوں کا عمل ہے۔

فقہ مالکی کی تفصیلات

چونکہ اس مسئلہ میں فقہ مالکی پر فتویٰ ہے، اس لئے مناسب ہے کہ فقہ مالکی کی اس بابت تفصیل نقل کر دی جائے۔ امام مالکؒ کے ہاں مفقود کی پانچ صورتیں ہیں (۱) وہ جو دارالاسلام سے لاپتہ ہو اور کسی وبائی مرض کا

(۲) فقہ الاسلامی و دستہ ۳۱۸۸

(۳) حوالہ سابق جامع بر مور ۱۵۰۲ تنسیخ حقائق ۳۴۳

(۶) دیکھئے مصنف بر ای شیخ ۳۲۶-۳۲۷

(۸) دیکھئے المدونة الكبرى ۱۰۹۲۲ الاقسام ۱۳۰۳

(۱) بدائع الصنائع ۶-۹۷

(۳) بدائع الصنائع ۶-۹۷

(۵) کتاب الام ۳۹۳

(۷) حوالہ سابق

(۹) جامع بر مور ۱۵۰۳

(۱۰) دیکھئے عمدة الرعاۃ فی حل شرح الوقایہ ۳۹۳۲ الحصة نسحرہ، کتاب بفسح والتفریق

زمانہ نہیں ہو۔ کرے تو بھی قاضی پھر اس کے لئے مدت انتظار (چار سال)

متعین کرے گا، وان قامت عشرين سنة۔ (۲)

(۳) جہاں قاضی شریعت موجود نہ ہو وہاں "جماعت المسلمین" (۳) بھی یہ کام انجام دے سکتی ہے۔

(۵) چار سال کے انتظار کے بعد بھی اگر مرد نہ آئے تو

اب عورت از خود چار ماہ دس دنوں کی عدت وقات گزارے، اس کے بعد وہ دوسرے نکاح کی مجاز ہوگی، اس عدت کے لئے قاضی کے پاس رجوع ہونا ضروری نہیں، بلکہ خود اس کا ارادہ بھی ضروری نہیں، اگر نیت نہ تھی دونوں کے حساب میں غلطی ہوگئی، اور "عدت وقات" گزر گئی تو اب وہ گزر چکی۔ (۴)

ہمارے زمانہ میں ان خبری اشتہارات بھی کسی معاملہ کی تحقیق و تخصص کے لئے ایک اہم ذریعہ ہیں، اور اس کے ذریعہ بھی قاضی تحقیق کر سکتا ہے۔ (۵)

اگر مفقود نے مال نہ چھوڑا ہو؟

تاہم یہ حکم اس وقت ہے، جب مفقود شخص ایسا مال چھوڑ کر گیا ہو جس سے حیرتی کا نفقہ ادا کیا جاسکے، اور عورت اس پر قادر بھی ہو، اگر وہ نفقہ چھوڑ کر نہ گیا ہو تو ایسی صورت میں قاضی اپنی صواب دید سے اس سے کم مدت میں بھی نکاح فسخ کر سکتا ہے، (۶) نفقہ سے زیادہ اہم مسئلہ عورت کے لئے عفت و عصمت کا ہے، کیونکہ نفقہ تو دوسرے ذرائع سے بھی پورا کیا جاسکتا ہے، لیکن اگر عورت کی عصمت و عفت کو خطرہ درپیش ہو، اور وہ اپنے آپ کو تجرد کی زندگی میں گناہ سے محفوظ رکھنے کی طاقت نہ پاتی ہو تو اس صورت میں بھی

(۲) جو دارالاسلام سے کسی وبائی مرض مثلاً طاعون وغیرہ کے درمیان مفقود ہو گیا ہو۔

(۳) اہل اسلام کی باہمی جنگ کے دوران لاپتہ ہو۔

(۴) جو دارالحرب سے لاپتہ ہو۔

(۵) جو مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان جنگ کے موقع سے لاپتہ ہو جائے۔ (۱)

ہندوستان دارالحرب تو نہیں ہے، البتہ یہ دارالاسلام بھی نہیں ہے، تاہم مفقود کے مسئلہ میں ہندوستان کا حکم دارالاسلام کا ہی ہونا چاہئے، اس لئے کہ قانونی طور پر جس طرح ایک مسلمان شہری دارالاسلام میں مامون ہوتا ہے، اسی طرح ہندوستان کے سیکولر قانون میں بھی اس کو تحفظ حاصل ہے۔

دارالاسلام میں عام مفقود لاپتہ شخص کا حکم یہ ہے کہ :

(۱) عورت قاضی کے پاس فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کرے رفعت امرھا الی السلطان۔

(۲) قاضی اولاً معاملہ کی تحقیق کرے، لوگوں سے دریافت کرے، جہاں ہو وہاں سے پتہ لگائے، بنظر فیہا ویکتب الی موضعه الدی خروج الیہ۔

(۳) جب کوئی پتہ نہ لگ سکے تو اب قاضی اس کو چار سال کی مہلت دے کہ اس میں وہ شوہر کا انتظار کرے، لہذا ینس مہ صرب لہا فی تلک الساعة اربع سنین، از خود عورت کا انتظار معتبر نہیں، چنانچہ جھون، مکی نے امام مالک کا قول نقل کیا ہے کہ عورت از خود بیس سال تک انتظار کے بعد بھی قاضی سے رجوع

(۱) حاشیہ شیخ احمد بن صلی مالکی علی الشرح الصغیر ۲۹۳/۲ (۲) المدونة الکبریٰ ۹۲-۹۳/۲

(۳) چونکہ فقہ ماحنف کے یہاں ہندوستان جیسے غیر اسلامی ملکوں میں بھی دارالافتاء قائم ہو سکتا ہے، اس لئے ہم امت المسلمین کی ضرورت نہیں

(۴) المدونة الکبریٰ ۱۰۹۳/۲، الشرح الصغیر ۲۹۵/۲ (۵) جیسا کہ دارالافتاء وادارت شریعہ بہار وائیر میں کی پرنٹل ہے

(۶) دیکھئے سبل السلام ۲۰۷/۳

منطوق وہ ہے جس پر براہ راست اس کلام کے الفاظ دلالت کرتے ہوں، آمدی کے الفاظ میں

المنطوق ما لهم من دلالة اللفظ قطعاً فی

محل الطوق (۱)

منطوق وہ ہے جو یقینی طور پر موقع نطق سے خود لفظ

کی دلالت سے سمجھ میں آجائے۔

جیسے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چرائی جانے والی بکریوں میں زکوٰۃ ہے، فی الغنم السائمة زکوٰۃ، یہاں سائے میں سرکاری چراگاہ میں چرنے والی بکریوں پر زکوٰۃ واجب قرار دی گئی یہ اس حدیث کا منطوق ہے، اب اگر منطوق میں تاویل کا حتم ہو تو اسے ظاہر کہتے ہیں، اور حتم نہ ہو تو نص۔ (۲)

مفہوم موافق

مفہوم اس معنی کو کہتے ہیں جو کلام کے اصل لفظ سے سمجھ میں نہ آئے، ما فہم من المعط فی عبور محل الطوق، (۳)۔ پھر مفہوم کی بھی دو قسمیں ہو میں، مفہوم موافق، مفہوم مخالف۔

مفہوم موافق یہ ہے کہ جس صورت کا کلام میں ذکر نہیں، اس کا وہی قسم ہو جس کا کلام میں ذکر ہے، حیث بکون المسکوب عہ موافقاً للملفوظ، اگر منطوق کے مقابلہ میں "مسکوت" یعنی غیر مذکور صورت بدرجہ اولیٰ اس قسم کی حامل ہو، تو اسے

"لحموی الحطاب" کہتے ہیں، جیسے ارشاد باری ہے کہ ماں باپ کو "ف" نہ کہو، "لا تقبل لهما ف" (۴) یہ آیت ماں، باپ کو ڈنٹ ڈپٹ کرنے یا ان پر دست درازی کی حرمت کو بدرجہ اولیٰ بتاتی ہے، اور کبھی مسکوت معنی نص میں صریحاً غیر مذکور صورت، نص میں مذکور صورت کے برابر درجہ کی ہوتی ہے، اس کو

اس کے لئے فتح نکاح کی گنجائش ہے، جب اللہ تعالیٰ نے ایذا کو (جس میں عورت چارہ حق ازدواجی سے محروم رہتی ہے) باعث تفریق قرار دیا ہے، تو ظاہر ہے کہ شوہر کا مذکور غائب رہنا، اور اپنی بیوی کو اس سے چارہ حق سے محروم رکھنا کس طرح شریعت کو گوارا ہو سکتا ہے؟

(تفصیل کے لئے دیکھئے راقم الحروف کا مقالہ مفقود النظم اور غائب شخص کی بیوی کا حکم، سدوم اور جدید مع شرعی مسائل)۔

مفلس

مفلس کو کہتے ہیں جس کو عدالت نے دیوالیہ قرار دے دیا ہو، اس سے وہ تصرفات کا حق عداوت سبب کر سکتی ہے یا نہیں؟ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، ملاحظہ ہو "حجر"۔

مفقوضہ (جس عورت کو حق طلاق سونپ دیا گیا ہو)

تفویض کے معنی سپرد کرنے کے ہیں، اس طرح مفوضہ کے معنی اس عورت کے ہوئے جس کو کوئی چیز سپرد کی جائے، فقہ کی اصطلاح میں جس عورت کو اس کے شوہر نے حق طلاق سپرد کر دیا ہو اور اختیار دے دیا ہو کہ وہ اپنے آپ پر طلاق واقع کرے، اس کو "مفوضہ" کہتے ہیں، لفظ طلاق کے تحت تفویض طلاق کے احکام مذکور ہو چکے ہیں۔

مفہوم (اصوب فقہ کی ایک اصطلاح)

جس وقت ایک ہی کلام سے کئی معانی پھوٹتے ہیں، کسی معنی کا تعلق کلام سے زیادہ واضح ہوتا ہے، اور کسی کا کم واضح، اس کاظ سے اصولیں نے کلام سے کسی معنی کو خذ کرنے کے تین درجات مقرر کئے ہیں، منطوق، مفہوم موافق اور مفہوم مخالف۔

(۳) غایت، یعنی ابتدائی یا انتہائی حد کا مفہوم مخالف، جیسے اللہ تعالیٰ نے حالت حیض میں مقاربت سے منع فرمایا اور پاک ہونے کو اس کی حد بتایا بولا تقریہن حتی یطہرن، (البقرہ ۲۲۲) اس کا مفہوم مخالف یہ ہوا کہ پاک ہونے کے بعد مقاربت درست ہوگی۔

(۴) حروف صحر کا مفہوم، جیسے آپ ﷺ نے فرمایا: انما الولاء لمن اعنن، ولاء عتق اسی کو حاصل ہوگا، جس نے آزاد کیا ہو، معلوم ہوا کہ جس نے آزاد نہ کیا ہو، اس کو ولاء حاصل نہ ہوگا۔

(۵) مفہوم عدد یعنی جب کسی حکم کے ساتھ کسی خاص عدد کی صراحت کر دی جائے تو اس عدد کے ماسوا پر وہ حکم جاری نہ ہوگا، مثلاً کہتے کا بھوٹا پاک ہونے کے لئے آپ ﷺ نے تین بار دھونے کا حکم فرمایا، معلوم ہوا کہ تین سے کم میں پاک کی حاصل نہ ہوگی۔

(۶) مفہوم لقب، یعنی حکم کو کسی متعین نام یا نوع سے متعلق کر دیا جائے، جیسے آپ ﷺ نے فرمایا کہ بکری میں زکوٰۃ ہے، فی الغنم زکوٰۃ، اس سے یہ بات اخذ کی جائے کہ بکری کے ماسوا میں زکوٰۃ نہیں — عام طور پر فقہاء شوافع نے جو مفہوم مخالف کی حجت کے وکیل ہیں، بھی اس کو قبول نہیں کرتے، البتہ ابو بکر دقاق شافعی اس کے قائل ہیں۔

(۷) مفہوم زمان یعنی حکم کسی زمانہ کے ساتھ منسوب ہو کر ذکر ہو جیسا کہ الحج اشہر معلومات (۱۹۷) یعنی حج کے متعین مہینے ہیں، ظاہر ہے کہ ان مہینوں کے علاوہ میں حج نہیں ہو سکتا۔

(۸) مفہوم مکان، جیسے انتم عاکفون فی المساجد (البقرہ ۱۸۷) معلوم ہوا کہ غیر مسجد میں اعتکاف درست نہیں۔

ہر چند کہ اہل علم نے بعض اور صورتیں بھی ذکر کی ہیں، لیکن وہ

”لحم الحطاب“ کہا جاتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے قلمیاتیوں کا مال کھانے سے منع فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ قیموں کے مال کو تلف کرنا بھی جائز نہیں۔

سوائے داؤد ظاہری کے تمام علی فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ مفہوم موافق معتبر ہے، اختلاف صرف اس امر میں ہے کہ جو حکم مفہوم موافق کے طور پر سمجھا جاتا ہے، وہ قیاس سے ثابت ہوتا ہے یا نص سے، اور ترجیح اس کو ہے کہ اس کا ثبوت خود نص ہی سے ہوتا ہے، (۱) — غور کیا جائے تو یہی وہ صورت ہے جسے خفیہ دلالت النص سے تعبیر کرتے ہیں۔

مفہوم مخالف

مفہوم مخالف یہ ہے کہ محل سکوت میں ایسا حکم لگایا جائے جو منطوق کی ضد ہو، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عدت طلاق گزارنے والی عورت حالت حمل میں ہو تو اس کا نفقہ ادا کرو، وان کن اولات حمل فانفقوا علیہن، (الطلاق ۶) اب اس سے اس بات پر استدلال کیا جائے کہ اگر عدت گزارنے والی عورت حالت حمل میں نہ ہو، تو اس کا نفقہ واجب نہیں ہوگا، گویا غیر حاملہ کے لئے اس حکم کی ضد ثابت کی گئی، جس کا حاملہ عورت کے لئے قرآن نے ذکر کیا تھا — اس کو ”دلیل خطاب“ بھی کہا جاتا ہے۔

مفہوم مخالف کی متعدد صورتیں ذکر کی گئی ہیں۔

(۱) صحت کا مفہوم مخالف، جیسے حدیث میں سائر (چرنے والے جانور) میں زکوٰۃ واجب قرار دی گئی ہے، اس کا مفہوم مخالف یہ ہوا کہ جو جانور سواری، اور بار برداری وغیرہ کے لئے رکھا جائے اس میں زکوٰۃ نہیں۔

(۲) شرط کا مفہوم مخالف جیسا کہ اوپر حمل کی شرط کے ساتھ عدت گزارنے والی عورتوں کا نفقہ واجب ہونے کا ذکر آچکا ہے۔

میں فرمایا گیا، لا تاكلوا الربوا اضغاثاً مضطعة، (ترغیر ۱۳۰) یعنی سودور سود نہ کھاؤ، اس کا مطلب یہ نہیں کہ پہلا سود جائز ہے، اور اس پر یا جانے والا سود ناجائز۔

(۳) نص، تاکید اور کسی معاملہ کی اہمیت کے اظہار کے لئے وارد ہوئی ہو، جیسے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والی عورت کے لئے تین دنوں سے زیادہ سوگ جائز نہیں لایحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر ان تحبذ الح یہاں ایمان کی قید کا یہ مطلب نہیں کہ غیر مومن کے لئے تین دن سے اوپر سوگ جائز ہے۔

(۵) یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کلام ضماً اور ضمناً آیا ہو، ضمناً برسمیل تذکرہ جو بات کہی جائے اس کا مفہوم مخالف ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، لا تبشروهن وانتم عاكفون فی المساجد، (النورہ ۱۸۷) یعنی عورتوں سے جماع نہ کرو، حالانکہ تم مسجد میں معکف ہو، ”یہاں مسجد میں معکف ہو“ کے الفاظ ضمناً ہیں، اصل حکم معکاف کی حالت میں بیوی سے مقاربت کی ممانعت کا ہے، لہذا اس میں مفہوم مخالف کا اعتبار نہ ہوگا یعنی یہ مطلب نہ ہوگا، کہ معکف مسجد سے باہر کسی اور جگہ ہمبستری کر سکتا ہے۔

(۶) کوئی بات بطور حکایت واقعہ اور عمومی احوال کے کہی گئی ہو، اس کا مفہوم مخالف بھی معتبر نہیں، جیسے اللہ تعالیٰ نے سوتیلی بیٹیوں سے نکاح کو حرام قرار دیا ہے، اور سوتیلی بیٹیوں کے ساتھ یہ قید لگائی کہ وہ تمہارے زیر پرورش ہو، وربائبکم النبی فی حعودکم، (النورہ ۲۳) اس کا یہ مطلب نہیں کہ جوڑکیاں زیر پرورش نہ ہوں ان سے نکاح جائز ہے، بلکہ چونکہ عام طور پر مرد اپنی سوتیلی بچیوں کی بھی پرورش کرتا ہے، اور اس کی ترغیب دینا مقصود ہے، اس لئے اس قید کے ساتھ قرآن نے ذکر فرمایا ہے۔

ان مذکورہ صورتوں میں شامل ہیں بلکہ خود ان صورتوں میں بھی ایک دوسرے کے دائرے میں داخل ہیں۔

عام طور پر فقہاء شوافع نے مفہوم کو قبول کیا ہے، لیکن مفہوم کی مختلف صورتوں کے بارے میں فقہاء شوافع اور دوسرے فقہاء کے یہاں بھی خاصا اختلاف ہے، شاکانی نے کسی قدر تفصیل سے ان کا ذکر کیا ہے۔ (۱)

خفیہ کے یہاں بھی اس مسئلہ میں اختلاف کی گونج نظر آتی ہے، خود امام محمدؒ سے نقل کیا جاتا ہے، کہ وہ نصوص میں مفہوم مخالف کو معتبر جانتے تھے، لیکن بالآخر متاخرین نے جس رائے کو قبول کیا وہ یہ کہ مفہوم مخالف نصوص میں معتبر نہیں، فقہاء کے کلام میں اس کا اعتبار ہے، علامہ شامی کے الفاظ میں والحاصل ان العمل الآن علی اعتبار المعہوم فی غیر کلام الشارع۔ (۲)

مفہوم مخالف کے معتبر ہونے کی شرطیں

مفہوم مخالف کو جو حضرات معتبر مانتے ہیں، ان کے نزدیک بھی اس کے اعتبار کے لئے کچھ شرطیں ہیں، ان میں سے اہم شرطیں یہ ہیں

(۱) قرآن وحدیث کا منطوق، مفہوم موافق یا قیاس، غرض اس سے قوی دلیل اس سے معارض نہ ہو۔

(۲) نص بطور امتنان یعنی اللہ تعالیٰ کے احسانات جن سے اور یاد دلانے کے طور پر وارد نہ ہوئی ہو مثلاً اللہ تعالیٰ نے بطور امتنان کے ذکر فرمایا ہے، لئن اکتو مہا لحمنا طریاً، (النورہ ۱۳) اس کا یہ مطلب نہیں کہ گوشت تازہ نہ ہو تو اس کا کھانا روا نہیں۔

(۳) کسی خاص واقعہ یا حکم سے متعلق سوال کا جواب نہ ہو، جیسے زمانہ جاہلیت میں جو سودور سود کا سلسلہ چلتا تھا، اس پس منظر

مکاتب (غلام کی ایک قسم)

غلام کی ایک قسم ہے، غلام سے اس کا مالک کہے کہ تم اتنا پیسہ دو، تو آزاد ہو اس غلام کو مکاتب کہتے ہیں، اور اس طرح مشروط آزادی دینے کو کتابت، اور جو پیسہ غلام کو ادا کرنے کو کہا گیا ہو، اس کو ”بس کتابت“۔

- (دیکھئے عبد ربق)



”مکروہ“ کراہت سے ہے، جس کے معنی ناپسند کرنے کے ہیں، اس طرح مکروہ کے معنی ہوئے ”ناپسندیدہ“ فقہاء کے یہاں یہ ایک اہم اصطلاح ہے، جس چیز کو شریعت نے تاکید قوت سے منع کیا ہو، اس کو حرام کہتے ہیں، اور جس کی ممانعت اس درجہ شدید نہ ہو، اسے مکروہ، پھر مکروہ کی دو قسمیں کی گئی ہیں، جو حرام کے قریب ہو وہ مکروہ تحریمی، اور جو جائز و طہا کے قریب ہو وہ مکروہ تنزیہی، ان اصطلاحات کی تعریف و توضیح حکم کے ذیل میں ہو چکی ہے۔



مکہ پورے روئے ارض پر سب سے افضل جگہ ہے، آپ ﷺ نے مکہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تو مجھے سب سے زیادہ محبوب اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ شرافت کی حامل ہے، انک احب بلاد اللہ الی واکرمہ علی اللہ، (۲) ایک اور روایت میں ہے کہ شیطان اس شہر میں اپنی پرستش سے مایوس ہو گیا۔ (۳)

(مزید وضاحت کے لئے دیکھئے: ”مدینہ“)

مکہ میں داخل ہونے کا ادب یہ ہے کہ پہلے غسل کرے، یہ غسل بطور نظافت کے ہے، اس سے حیض و نفاس سے دوچار

اس کے علاوہ کچھ اور شرطیں بھی اہل علم نے ذکر کی ہیں، یہاں اہم شرائط کے بیان کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ (۱)

مقاصد (ذین کا اول بدل)

”مقصد“ کے اصل معنی مماثلت کے ہیں، دو اشخاص کے ایک دوسرے پر ذین ہوں اور وہ برابر برابر پر معاملہ طے کریں، کہ دونوں میں سے ہر ایک کا جو ذین ہے، وہ اس کے ذمہ واجب الاداء ذین کے مقابلہ ہو جائے گا اس کو، ”مقاصد“ کہتے ہیں۔

مقایضہ (سامان سے سامان کی فروخت)

اگر سامان کی بیع سامان کے بدلہ ہو، اور کسی طرف سے رد پیسہ یا سونا چاندی نہ ہو تو اس کو اصطلاح میں ”مقایضہ“ کہتے ہیں، یہ صورت بالاتفاق جائز ہے، سوئے اس کے کہ طرفین کی جانب سے ایک ہی جنس کا سامان ہو اور مقدار میں فرق ہو کہ یہ صورت سود کے دائرہ میں آ جاتی ہے۔

مقتضی (أصول فقہ کی ایک اصطلاح)

بعض دعوئہ رت میں کوئی لفظ مذکور نہیں ہوتا ہے، لیکن وہاں وہ لفظ مخذوف مانا جاتا ہے، تو اگر یہ مخذوف ماننا نحوی اور صرفی قواعد کے تحت ہو تو اسے ”مقدّر“ کہتے ہیں، اور اگر شریعت کے کسی کلام کو واضح کرنے کے لئے ہو تو اسے مقتضی کہتے ہیں، (۲) جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تم پر مردار حرام کئے گئے حرمت علیکم المیتة، (۳) اب ظاہر ہے کہ ”میتہ“ کے حرام ہونے سے مراد یہ ہے کہ مردار کا کھانا حرام ہے، اس لئے سمجھا جائے گا کہ اصل میں یہ ”حرم علیکم“ ”اکل“ ”المیتة“ ہے۔ (تفصیل کے لئے لفظ ”نفس“ کے تحت اقتصاد النفس کی بحث دیکھی جائے)۔

(۲) عمر عیون البصائر ۵۲/۱

(۳) حوالہ سبق ۱۸۵/۳

(۱) دیکھئے ارشاد الفقہ ۸۰-۱۷۹

(۲) مجمع الرواۃ ۱۸۳/۳ بحوالہ مسند ابویعلیٰ

ہے کہ بلا احرام میقات سے آگے نہ بڑھا جائے، لا بجاور الوقت الا باحرام، (۲) خود امام شافعی نے اپنی سند میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ وہ بلا احرام میقات سے آگے بڑھنے والوں کو واپس لوٹا دیا کرتے تھے، (۳) — جہاں تک فتح مکہ کی بات ہے تو وہ ایک استثنائی مسئلہ ہے، کیوں کہ آپ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ اس دن مکہ کو ہمارے لئے عدل کر دیا گیا تھا، اس کو عام دلیل بنانا درست نہیں۔ (۵)

البتہ حنفیہ نے ایسے شخص کے لئے جو احرام باندھ کر جانے میں دقت محسوس کرتا ہو یہ حیلہ بتایا ہے کہ ایسا شخص ابتداء میقات اور حدود حرم کے درمیان "حل" کے کسی مقام جیسے بستان بنی عامر کا قصد کرے، اور وہاں بلا احرام آجائے، پھر وہاں سے بلا احرام حرم میں داخل ہو جائے، کیوں کہ حدود میقات کے اندر سے حرم میں آنے والوں کو احرام باندھنا ضروری نہیں، (۶) موجودہ دور میں تیز رفتار ذرائع حمل و نقل کی ایجاد اور تجارت کے دائرہ کے وسیع ہوجانے کی وجہ سے بعض اوقات تجار اور ذرائعوں کو روز روز میقات کے باہر سے حرم آنا ہوتا ہے، اب ہر بار رتے ہوئے ان کو احرام کا منطف کرنے اور ان پر عمرہ واجب قرار دینے میں جو دشواری ہے وہ ظاہر ہے، ان حالات میں ایسے لوگوں کے لئے ائمہ تلاش کی رائے پر عمل کر لینے کی گنجائش ہے، اسلامک فدا کیڈمی کے روس سیمینار منعقدہ بمبئی نیز "ادارۃ المباحث الفقہیہ، جمعیت علماء ہند" کے ایک اجتماع منعقدہ دیوبند میں علماء دار باب افتاء کا بحاست موجودہ اس کے جوار پر اتفاق ہو چکا ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے میرا مقالہ حج — نئے اور اہم مسائل)

عمرتس بھی غسل کریں گی، اور داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے مسجد حرام جائے، دن کے وقت مکہ میں ہونا بہتر ہے، یہ بھی بہتر ہے کہ مکہ میں بالائی حصہ کی طرف سے داخل ہوا جائے، اور نشی حصہ کی طرف سے نکلا جائے، نیز کعبہ میں بھی باب السلام سے داخل ہوا جائے، جس کو آج کل باب الشیخ کہا جاتا ہے، یہ بہتر ہے، مکہ میں داخل ہوتے ہوئے عبید اور زعاء کے کلمات زبان پہ ہونے چاہئیں اور دل کو تواضع اور خشیت سے مامور ہونا چاہئے — مسجد حرام داخل ہونے کے بعد اگر فرض نماز یا جماعت یا وتر کے فوت ہونے کا خوف نہ ہو تو داخل ہوتے ہی بیت اللہ شریف کا حوالہ کرنا چاہئے، جیسے مسجدوں کے لئے دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ہے اسی طرح بیت اللہ شریف کے لئے حوالہ تحیۃ البیت۔ (۱)

ایک اہم مسئلہ مکہ میں بد احرام داخل ہونے کا ہے، جو لوگ حدود میقات کے اندر ہوں، جن کو طی کہا جاتا ہے، وہ بد احرام مکہ میں داخل ہو سکتے ہیں، اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے، اس پر بھی اتفاق ہے کہ جو لوگ میقات کے باہر سے حج یا عمرہ کے ارادہ سے آئیں، ان کے لئے احرام باندھ کر آنا ضروری ہے، اختلاف اس صورت میں ہے کہ میقات کے باہر سے حج و عمرہ کے علاوہ کسی اور ضرورت مثلاً تجارت وغیرہ کے لئے کوئی شخص مکہ کا سفر کرے، مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک ایسے شخص کے لئے احرام باندھ کر آنا ضروری نہیں، (۲) ان حضرات کے پیش نظر فتح مکہ کا واقعہ ہے، کہ فتح مکہ کے موقع سے آپ ﷺ اپنے رفقاء کے ساتھ بد احرام مکہ میں داخل ہوئے تھے۔

حنفیہ کے پیش نظر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت

(۱) دیکھئے الدر المحصور و رد المحتار ۶۵۲

(۲) کتاب لا یمسح بملووی ۹۷، دیکھئے المدوۃ بکری ۳۰۳، المدعی ۶۳

(۳) مصنف الروایہ ۵۳، مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث ۵۳۵۸ (۴) مسند امام شافعی ۶

(۵) مناقبہ ببحاروی ۴۳۱، رقم الحدیث ۱۸۴۲ (۶) عنایۃ علی ہاشم فتح القدیر ۳۶۶

ملترزم

ملترزم (”م“ پر پیش، ”ت“ اور ”ز“ پر زیر) حجر اسود اور کعبۃ اللہ کے درمیانی حصہ کو کہتے ہیں، ملترزم کے اصل معنی ایسی جگہ کے ہیں، جس سے چمنا جائے، ملترزم نام مقامات میں سے ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے دعاء فرمائی ہے، () اور جو دعاء کی قبولیت کی جگہوں میں سے ایک ہے۔

ملک (مالک ہونا)

مغت میں ملک کے معنی کسی چیز کے احاطہ اور اس میں تصرف پر قادر ہونے کے ہیں، (۲) علامہ ابن ہائم نے ملک کی اصطلاحی تعریف اس طرح کی ہے :

الملک هو قدرة یثبت بها لشرع ابتداء

عمی التصرف (۳)

ملکیت تصرف کی ایسی قدرت سے عبارت ہے، جس کو شریعت نے مستقل طور پر ثابت کیا ہو، نہ

کہ نہیہ۔

ابن نجیم نے اس تعریف پر تنقید کی ہے، اور لکھا ہے کہ اس میں اس قید کا اضافہ ہونا چاہئے کہ سوائے اس کے کہ کوئی چیز اس کے حق تصرف کے لئے منع ہو، جیسے مسلوب اختیار (محجور) آدمی اپنی چیز کا مالک ہوتا ہے، لیکن اس میں تصرف نہیں کر سکتا، اسی طرح منقولہ چیز جسے خرید کیا گیا ہو، درابھی خریدار نے اس پر قبضہ نہ کیا ہو کہ خریدار اس کا مالک تو ہوتا ہے، مگر قبضہ سے پہلے اسے فروخت نہیں کر سکتا۔ (۴)

چنانچہ شیخ مصطفیٰ زرقاؤ نے فقہاء کی مختلف تعبیرات کو سامنے

رکھ کر ملک کی تعریف اس طرح کی ہے

اختصاص حاجر شرعاً صاحبه التصرف

الامتناع (۵)

ملکیت ایسی اختصاصی کیفیت کا نام ہے، جو صاحب فی کے سواء دوسروں کو امتناع اور تصرف سے روکتی ہے، اور صاحب فی کو تصرف کا حق دیتی ہے، سواء اس کے کہ کوئی بات اس کے تصرف کے لئے مانع ہو۔

ہر وہ فی جو مال ہو، بنیادی طور پر اس بات کی صحت رکھتی ہے کہ اس پر ملکیت ثابت ہو، سوائے اس کے کہ کسی خاص عارض کی وجہ سے اس میں ملکیت قائم ہونے کی گنجائش نہ رہے، جیسے وہ اموال جن سے لوگوں کے اجتماعی حقوق متعلق ہیں، سڑکیں، بڑی نہریں دروہ، پل، لیکن عوامی اور اجتماعی ملکیت ان پر بھی ثابت ہوتی ہے۔ (۶)

ملکیت کی دو قسمیں

ملک کی دو قسمیں ہیں: ملک تام اور ملک ناقص۔

ملک تام وہ ہے جس میں اصل فی کا بھی مالک ہو، اور اس کی منفعت کا بھی، اس طور پر کہ وہ فی اس کے قبضے میں ہو، ہو ما اجتماع فیہ الملک والید، (۷) اگر آدمی فی کا مالک ہو، لیکن ابھی وہ قبضہ میں نہ آئی ہو، جیسے مہر پر قبضہ نہ ہوا ہو، تو یہ ملک ناقص تصور ہوگا، (۸) اسی طرح اگر صرف منفعت کا مالک ہو، اصل فی کا مالک نہ ہو، جیسا کہ کرایہ پر کسی چیز کو حاصل کرنے میں ہوتا ہے، تو یہ بھی ملک ناقص ہوگی۔

(۲) سنن العرب ۸۳/۱۳ وایضاً انظر قاموس المحيط ۲۸۷/۳

(۳) الاشعہ والبطش ۳۳۹، (ط مکتبہ نزارکرمہ)

(۶) دیکھئے المدخل بدراسة اشريعة الاسلامیہ (ڈاکٹر عبدالحکیم ربیع ان ۲۴۵)

(۸) دیکھئے حوالہ مذکور

(۱) انوار ذیاب الملزم ۲۶۱/۱، حدیث نمبر ۸۹۸

(۳) فتح القدیر ۳۵۲/۵، کتاب البیوع

(۵) المدخل العنقی ۳۱۲

(۷) حدیث ۱۰۶۳۱، دیکھئے رد المحتدر ۳/۲

اباحت

اس کا مالک نہیں ہوگا۔

(۲) مالک ہونے کا دوسرا ذریعہ عقد یعنی معاملہ ہے، متعدد معاملات ہیں جن کے ذریعے اصل شی کا مالک ہوا جاتا ہے، جیسے خرید و فروخت، ہبہ وغیرہ، یہ منفعیت کا مالک ہوا جاتا ہے، جیسے اجارہ — ایسے معاملات کے درست ہونے کے لئے بنیادی طور پر مالک ہونے والے شخص میں مالک ہونے کی اہلیت اور ارادہ و اختیار کے ساتھ معاملہ کی انجام دہی ضروری ہے۔

(۳) ملکیت کا تیسرا ذریعہ بیعت (خلفیہ) ہے، چاہے ایک شخص دوسرے شخص کے نائب کی حیثیت سے، مالک بنے، جیسا کہ میراث میں ہوتا ہے، کہ ورثاء کو یا متوفی کے نائب اور اس کے جانشین ہوتے ہیں، یا ایک شی دوسرے شی کی نائب کی حیثیت سے ملکیت میں آئی ہو، مثلاً ”لف“ کا سامان کسی نے ضائع کر دیا، اور ضائع کرنے والے نے ”الف“ کا تاوان ادا کیا تو یہ تاوان کے ذریعہ حاصل ہونے والا مال اصل شی کی جگہ ہے۔

(۴) مملوکہ چیز میں اضافہ بھی ملکیت کا ایک ذریعہ ہے، جیسے کھیت میں غلہ، درخت میں پھل، جانوروں میں دودھ اور بچے، زن اشیاء میں اسی بنیاد پر زمین، درخت اور جانور کے مالک کی ملکیت ثابت ہوتی ہے۔ (۲)

ملکیت نامہ کی خصوصیات

ملکیت نامہ کی تین اہم خصوصیات ہیں

(۱) محدود وقت تک کے لئے نہیں ہوتی، کہ اس کے ختم ہونے پر ملکیت ختم ہو جائے، بلکہ ہمیشہ مالک کی ملکیت میں باقی رہتی ہے، سوائے اس کے کہ وہ خود کسی اور کو اس کا مالک بنادے خواہ بیچ کر ہو، یا ہبہ کر کے، اور سوائے اس کے کہ اس کی موت واقع ہو جائے کہ اس صورت میں وہ مال اس کے ورثاء کی طرف منتقل

منفعت کے مالک ہونے سے قریب ہی ایک اور صورت اباحت کی ہے، اباحت کبھی کسی خاص شخص اور فرد کے لئے ہوتی ہے، جیسے آپ کسی کو کھانے پر مدعو کریں، اور کبھی اباحت عمومی نوعیت کی ہوتی ہے، جیسے عام سرزمینیں، نہریں کہ ہر ایک کو اس سے نفع اٹھانے کا حق حاصل ہے۔

نفع کا مالک ہونا اور اباحت کی وجہ سے نفع اٹھانے کے حق دار ہونے میں فرق یہ ہے کہ نفع کا مالک اس منفعت میں تصرف بھی کر سکتا ہے، دوسروں کو اس کا مالک بھی بنا سکتا ہے، مثلاً کوئی گاڑی کرایہ پر لی گئی، اس میں خود بھی بیٹھ سکتا ہے، دوسروں کو بھی بٹھا سکتا ہے، لیکن اگر کسی نے کسی شخص کو سواری پر خود بیٹھنے کی اجازت دی، تو دوسرے کو نہیں بٹھا سکتا، کسی شخص کو کھانے پر مدعو کیا، تو وہ دوسروں کو نہیں کھلا سکتا۔ (۱)

ملکیت نامہ حاصل ہونے کے اسباب

ملکیت نامہ کے حصول کے اسباب بنیادی طور پر چار ہیں۔
(۱) ایسی مباح چیز کو حاصل کر لینا جو کسی کی ملکیت میں داخل نہیں، اور نہ اس کو اپنے میں کوئی شرعی رکاوٹ ہو، جیسے شکار، غیر مملوکہ جنگلات کے درخت اور گھاس، دریاؤں کا پانی وغیرہ — ایسی مباح چیزوں کے مالک ہونے کے لئے دو باتیں ضروری ہیں، ایک یہ کہ اس نے اس مباح چیز کو حاصل کرنے میں سبقت کی ہو، اگر کوئی دوسرا شخص پہلے قبضہ کر چکا تھا، اور پھر اس نے قبضہ کیا، تو یہ غصب ہوگا، دوسرے اس نے مالک بننے ہی کے ارادہ سے اس مباح چیز کو حاصل کیا ہو، اگر اس کی جانب سے ارادہ نہ پایا جائے، تو پھر وہ اس کا مالک نہ ہو سکے گا، جیسے کسی شخص نے اپنا جال اس لئے پھیلا یا کہ خشک ہو جائے، اور اس میں کوئی شکار آ پھنس، تو وہ

ہو جائے گا۔

(۲) مالک کو اس میں استعمال اور تصرف کا پورا حق حاصل ہوتا ہے، وہ براہ راست اس سے نفع اٹھائے، یا کسی کو حوالہ کر کے بواسطہ نفع اٹھائے۔

(۳) اگر مالک اسے ضائع کر دے، تو اس پر کوئی تاوان واجب نہیں ہوگا، کیوں کہ اس نے اپنی ہی چیز ضائع کی، ہاں اگر اس نے کسی ذی روح کو بے مقصد ہلاک کر دیا ہو، تو وہ اس سفاکی پر لائق سزائش ہوگا۔ (۱)

منافع کا مالک ہونے کے تین ذرائع

منفعت کے مالک ہونے کے تین ذرائع ہو سکتے ہیں :

- (۱) جاریہ، یعنی کوئی چیز کرایہ پر حاصل کی جائے۔
- (۲) عارضہ، یعنی بلا معاوضہ کسی شی سے نفع حاصل کرنے کا مالک بنادیا جائے۔

(۳) وقف، اس میں بھی کسی شی سے نفع حاصل کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے، اس شی پر ملکیت حاصل نہیں ہوتی۔ (۲)

منافع سے متعلق چند احکام

منفعت سے متعلق چند احکام اس طرح ہیں :

- (۱) اس میں وقت، جگہ اور نفع اٹھانے کی مخصوص کیفیت کی نید لگائی جاسکتی ہے، مثلاً کوئی سواری ایک ہفتہ کے لئے حاصل کی جائے، یا شہرولی میں چلانے کے لئے لی جائے، یا زمین کر یہ پردی جائے، اور کہا جائے کہ اس میں گے ہوں، ہی کی کھیتی کی جاسکتی ہے۔
- (۲) خفیہ کے نزدیک منافع کی ملکیت میں وراثت جاری نہیں ہوتی، یعنی اصل صاحب معاملہ کی وفات کے بعد معاوضہ ختم ہو جاتا ہے۔

(۳) یہ ضروری ہے کہ جس شخص کو منفعت کا مالک بنایا گیا ہے، جیسے کرایہ دار، اصل شی اس کے حوالہ کر دی جائے، اور خود اس شخص کی ذمہ داری ہے کہ وہ مناسب طریقہ پر اس کی حفاظت کرے، اگر اس کی کسی زیادتی کے بغیر وہ ہی ہلاک ہوگئی، تو وہ اس کا ضامن نہیں ہوگا، اور اگر اس کی زیادتی اور کوتاہی کو دخل ہو، اور اس کی وجہ سے وہ چیز ضائع ہوگئی یا عیب زدہ ہوگئی تو اس پر تاوان واجب ہوگا۔

(۴) اگر نفع اٹھانے والے سے اس کا کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا، جیسے عاریت، تو اس صورت میں اس شی سے متعلق حفاظت اور بقا وغیرہ کے اخراجات خود اس شخص پر عائد ہوں گے، اور اگر وہ اس کا معاوضہ ادا کرتا ہو، جیسے کہ کرایہ وغیرہ کی صورت میں ہوتا ہے، تو اس شی سے متعلق اخراجات کی ذمہ داری اصل مالک پر ہوگی۔

(۵) مقررہ مدت کے گزرنے کے بعد اور جس نفع کا حاصل کرنا مقصود تھا، اس نفع کے حاصل کرنے کے بعد ہی، اصل مالک کو لوٹا دی جائے گی۔ (۳)

منی

حج کے اٹھارہ جن مقامات سے متعلق ہیں، ان میں ایک اہم مقام منی کا ہے، ایام حج میں حجاج کے لئے کم از کم چار راتیں منی میں گزارنا مسنون ہے، منی ہی میں حجرۂ اوتی اور حجرۂ وسطی واقع ہے، جس پر گیارہ اور بارہ تاریخ کو رمی کرنی ہے، منی ہی میں حج کی قربانی مسنون ہے۔

یہ ایک مستطیل علاقہ ہے، جو حجرۂ عقبہ کے بعد شروع ہوتا ہے اور خود حجرۂ عقبہ مکہ میں واقع ہے، اور وادی معسر پر آکر ختم ہوتا ہے، یہ وادی منی اور مزدلفہ کے درمیان حد فاصل ہے، در اس کی لمبائی ۵۴۵ ہاتھ ہے۔ (۴)

(۲) حوالہ سابق ۲۳۰

(۳) رد المحتار ۷۹/۲

(۱) المدخل بدرس الشریعة الاسلامیة ۳۳

(۲) حوالہ سابق ۳۱۰-۳۲۸

منسک آتی ہے، حج بھی چوں کہ عبادت ہے، اور قربانی اس عبادت کا ایک ہم فعل ہے، اس مناسبت سے افعال حج کو ”مناسک“ کہتے ہیں، اور فقہاء و محدثین کے یہاں یہ لفظ اسی معنی میں معروف و مستعمل ہے۔ (۵) (حکام کے نئے دیکھئے حج

مختصہ (گلا گھونٹ کر مارا گیا جانور)

جس کو گلا گھونٹ کر مار دیا گیا ہو، یہ مردار ہے، اور اس طرح جس جانور کو مارا گیا ہو، اس کا کھانا حلال نہیں، خود قرآن مجید میں اس کی صراحت موجود ہے، (۱) (۲) — مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ”میتہ“۔

مندوب

”ندب“ کے معنی بدنے، پکارنے اور دعوت دینے کے ہیں، اسی لئے نقباء کے یہاں مندوب ان افعال کو کہتے ہیں کہ جن کی طرف بہ طریقہ ترغیب دعوت دی گئی ہو، اسے واجب قرار نہ دیا گیا ہو، اس کے کرنے پر اجر تو ہو، لیکن نہ کرنے پر گناہ بھی نہ ہو۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے حکم)

مندیل (رومال)

یہ لفظ ”ندل“ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی میل و پکیل کے ہیں، مندیل (”م“ اور ”ذ“ پر زبر) کے معنی ایسی چیز کے ہیں جس سے پونچھا جائے، کیوں کہ اس سے میل و پکیل کا ازالہ ہوتا ہے، بعض حضرات نے اس لفظ کا کچھ ور بھی ماخذ بتایا ہے، اور ”م“ پر زبر کے ساتھ بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے، اسی طرح ”یاء“ کے بغیر ”مندل“ (”م“ پر زبر اور ”ذ“ پر زبر) بھی اسی معنی میں ہے۔ (۶)

منی کی لمبائی دو میل کے قریب ہے، اور چوڑائی اس سے کم ہے، یہ علاقہ دونوں طرف سے پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے، پہاڑ کا جو حصہ منی کی طرف ہے اس کا شمار بھی حدود منی میں ہے، اور پہاڑ کی پشت کا حصہ منی میں داخل نہیں ہے۔ (۱)

منابذہ

بیچ کی ایک خاص صورت ہے، جو اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں مروج تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔ (۲) (دیکھئے بیع)

مناسب

یہ اصول فقہ کی اصطلاح ہے، اصولیین نے قیاس کی بحث میں وصف منسب کی تعبیر استعمال کی ہے۔ (۳) (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو قیاس)۔

مناسخہ (عمم الفرائض کی ایک اصطلاح)

مناسخہ نسخ سے ماخوذ ہے، کے معنی ختم کرنے کے ہیں، علم الفرائض کی اصطلاح میں ”مناسخہ“ اس کو کہتے ہیں کہ بعض ورثاء کا حصہ تقسیم سے پہلے ہی اس کے ورثاء کی طرف منتقل ہو جائے، (۴)، مناسخہ بنیادی طور پر ایک حسابی مسئلہ ہے، کہ میراث کی تقسیم کے لئے کیا طریقہ حساب اختیار کیا جائے، ورنہ مصلحتیں پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ تفصیل فرائض کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔

مناسک

نسک کے معنی عبادت کے ہیں، اسی مناسبت سے عرب قربانی کو بھی نسک کہتے تھے، اور قربانی کی جگہ کو ”نسک“ جس کی جمع

(۲) رد المحتار ۲۵۵/۷

(۳) دستور العمل ۴۱۴/۳

(۶) حاشیہ شیخ حمد محمد شاکر علی الرمیدی ۷۴/۱

(۱) الفقه الاسلامی وادلتہ ۱۹۳/۳

(۳) اصول شاشی ۹۱

(۵) رد المحتار ۵۱۹/۳

استعمال مکروہ ہے، کیوں کہ یہ وضوء کے پانی کو کم کرنے کے مترادف ہوگا، لیکن اس دلیل میں کوئی وزن نہیں، کیوں کہ وضوء کے پانی سے وہ پانی مراد ہے جو وضوء کے وقت استعمال کیا گیا ہو، ورنہ کچھ دیر بعد تو پانی کو قدرتی طور پر خشک ہو جاتا ہے۔

منفعت

کسی شئی سے متعلق فوائد کو "منفعت" کہتے ہیں، جیسے مکان میں رہائش، سواری پر سوار ہونا وغیرہ — خفیہ کے نزدیک منافع مال نہیں ہیں، جمہور کے نزدیک مال ہیں۔ (۱)

منافع کے مالک ہونے کی کیا صورتیں ہیں، اور اس کے احکام کیا ہیں؟ اس سلسلہ میں تفصیل "ملک" کے تحت گزر چکی ہے — اہل علم نے ایک بحث یہ کی ہے کہ منفعت کے مالک ہونے اور حق انتفاع میں فرق ہے یا نہیں؟ علامہ قرانی نے بھی اس پر روشنی ڈالی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ منفعت کا مالک فحی میں تصرف کا حق رکھتا ہے، جیسے کسی فنص نے کرایہ مکان اور سواری حاصل کی، تو وہ خود بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، اور دوسروں کو بھی دے سکتا ہے، اور اس کا کرایہ وصول کر سکتا ہے، بخلاف حق انتفاع کے، کہ جس کو نفع اٹھانے کا حق حاصل ہو، وہ اس میں مالکانہ انداز کا تصرف نہیں کر سکتا، دوسرے کو نہیں دے سکتا، اور نہ کسی سے اس کا حق وصول کر سکتا ہے، جیسے مساجد میں بیٹھنے کی جگہ، سرائے میں قیام کی جگہ وغیرہ، (-) نیز منفعت کا مالک انسان کسی معاملہ کے ذریعہ ہوتا ہے، جیسے اجارہ، عاریت، اور حق انتفاع کے لئے کسی عقد و معاملہ کی ضرورت نہیں۔ (۸)

عام حالات میں روم اور تولیہ سے بدن پونچھنے میں کچھ حرج نہیں، لیکن وضوء کے بعد تولیہ کے استعمال کرنے میں کسی قدر اختلاف ہے، ابن شہاب زہری اسے مکروہ قرار دیتے ہیں، کیوں کہ حضرت میمونہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وضوء کے بعد کپڑا پہن کیا گیا، تو آپ ﷺ نے نہیں لیا، اور ہاتھ جھڑتے ہوئے تشریف لے گئے، (۱) ائمہ اربعہ اور اکثر فقہاء کے نزدیک وضوء کے بعد تولیہ کے استعمال میں حرج نہیں، البتہ قاضی خان، وراہن نجمی نے اسے مباح قرار دیا ہے، (۲) اور علامہ طہی نے مستحب، (۳) راجح بھی ہے کہ وضوء کے بعد رومال کا استعمال جائز ہے، کیوں کہ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے کپڑا کا ایک ٹکڑا تھا، جس سے آپ ﷺ وضوء کے بعد پونچھا کرتے تھے، لیکن اس حدیث کی سند ضعیف ہے، (۴) نیز حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ وضوء فرماتے تو اپنے کپڑے کے ایک حصہ سے چہرہ مبارک پونچھ لیتے، اس کی سند پر بھی محدثین کو کلام ہے، (۵) ان حدیثوں کے ضعیف ہونے کے باوجود چوں کہ ممانعت پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے، اور اصل جائز ہونا ہے، اس لئے جمہور کے نزدیک وضوء کو پونچھنا جائز ہے۔

وہ گئی حضرت میمونہ والی روایت تو اس میں ممانعت پر کوئی دلیل نہیں، ممکن ہے آپ ﷺ نے کسی اور وجہ سے یا شذک کی بناء پر کپڑا استعمال نہ کیا ہو، بعض محدثین کا خیال ہے کہ چوں کہ وضوء کے پانی قیامت کے دن تولے جائیں گے، اس لئے تولیہ کا

(۱) بخاری ۴/، باب بغض اللبس من عس الحماة

(۳) الکبریٰ ۵۲

(۵) ترمذی حدیث نمبر ۵۴

(۷) کتاب معروف ۱۸۷، معروف ۳۰، تہذیب، معروف عی ہاشم العروق، للعرومی ۹۴۱

(۸) المسجل الفقہی العام ۲۸۵/۱

(۲) قاضی خان ۱۵/۱، بحر الرائق ۲۸۷

(۳) ترمذی حدیث نمبر ۵۳، باب ما جہ فی التمدل بعد الوضوء

(۶) المسجل بمراسة الشريعة الاسلامیة للکتور عبدالکریم ریدان ۲۱۸

منقول

علاوہ اس کے صاع اور نیکو کار و گ جو دین پر عمل کرنے کی وجہ سے ایک ذوق سلیم کے حامل ہو چکے ہیں، وہ جس بات کو برا سمجھیں وہ بھی من جملہ منکرات کے ہیں، اسی لئے مفسر طبری نے منکر کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے ما انکرہ اللہ وراوہ قبیحا فعلمہ۔ (۴)
(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ”نہی عن المنکر“)

منی

منی سے مراد وہ چمکا آمیز مادہ ہے، جس سے انسان کی تولید عمل میں آتی ہے، فقہاء کا خیال ہے کہ مردوں کا مادہ منویہ سفید اور عورتوں کا رقیق اور زرد ہوتا ہے۔ (۵)
فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ شہوت کے ساتھ منی نکلنے سے غسل ثبوت جاتا ہے۔ (۶)

(اس سلسلے میں تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ”جناہت“)

امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک منی ناپاک ہے، البتہ امام مالکؒ کے یہاں دھوئے بغیر پاکی حاصل نہیں ہو سکتی، اور حنفیہ کے نزدیک اگر منی مرطوب ہو تو دھونا ضروری ہے، اور کپڑے پر خشک ہو گئی ہو، تو کھرج دینا کافی ہے، امام شافعی کے نزدیک آدمی کی منی تو پاک ہے ہی، صحیح قول کے مطابق کہتے اور سور کے سوا تمام جانوروں کا مادہ منویہ بھی پاک ہے، امام احمدؒ سے دونوں طرح کے اقوال منقول ہیں، امام ابو حنیفہؒ کی موافقت میں بھی، اور امام شافعی کی رائے کے مطابق بھی (۷)۔ حقیقت یہ ہے کہ حنفیہ کی رائے احادیث سے قریب تر ہے، منی کی وجہ سے غسل کا واجب ہونا بچے خود اس کے ناپاک ہونے کی دلیل ہے، اور حضرت عائشہؓ کی روایت سے منی کا آپ ﷺ کے کپڑے سے دھونا ثابت ہے، اور

منقول کے معنی ایسی چیز کے ہیں جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی گئی ہو، فقہاء کے یہاں ماں کی دو قسمیں کی گئی ہیں منقول اور غیر منقول، جو مال اس وقت ہو کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کیا جاسکتا ہو، جیسے زمین، مکان، ان کو ”مال غیر منقول“ کہا جاتا ہے، آج کل کشتیاں، ہوائی جہاز، بسیں وغیرہ مال منقول میں شامل ہیں، حنفیہ کے نزدیک درخت اور مکان اگر زمین سمیت فروخت کئے جائیں تو مال غیر منقول ہے، اور تنہا فروخت کیا جائے تو اس کا شمار بھی مال منقول میں ہوگا، اسی لئے ان میں حق شفعہ جاری نہ ہوگا، (۸) نیز فقہاء حنفیہ کے اس اصول پر کہ اموال منقولہ کا وقف درست نہیں، زمین کو چھوڑ کر تنہا درخت اور مکان کا وقف درست نہیں ہوگا، اگر وہاں مجرد مکان یا درخت کا وقف مروج نہ ہو، ہاں اگر اس کا عرف ہو تو پھر اس کا وقف درست ہوگا، (۹)۔ حنفیہ کے نزدیک قبضہ کے باب میں مال منقول اور مال غیر منقول کے حکم میں فرق کیا گیا ہے، مال منقول کو قبضہ سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں، مال غیر منقول کو قبضہ کئے بغیر بھی فروخت کرنا درست ہے۔
(تفصیل کے لئے دیکھئے قبضہ)

منکر

عربی زبان میں منکر کا مادہ ”نکڑ“ ہے، ہر وہ بات جس کو شریعت سے قبیح سمجھا ہو، یا حرام و مکروہ قرار دیا ہو، وہ منکر ہے، (۱۰) معروف و منکر کو جاننے کا اصل ذریعہ قرآن و حدیث ہے، الدلیل علی کون، دالک الشئ، معروف او منکر او الکتاب او الی، لیکن

(۲) رد المحتار ۲/ ۵۹۹ کتاب الوضوء

(۳) تفسیر طبری ۱/ ۵۰۴

(۴) الاصلح ۸۴۱

(۱) بیہ محضہ لاحکام، ربعہ ۲۰-۱۹

(۲) البیانہ لاسر ۱۵۵

(۳) بیہ ۰

(۴) بیہ ۴۳ شرح مہذب ۵۵۲/ ۵۵۳

سے بھی ہوتی ہے، جس کا نماز کے بعد پڑھنا حدیث سے ثابت ہے، کہ اے اللہ جب آپ کسی قوم کے ساتھ آزمائش کا ارادہ فرمائیں تو مجھے فتنہ و آزمائش میں پڑنے سے پہلے اٹھ اے، اذا اردت بقوم فتنۃ ففوسی الیک غیر مفتون۔ (۴)
اگر دعاء کرنی ہو تو حضور ﷺ نے اس طرح دعاء کرنے کی تلقین فرمائی

اللهم احیی ما کانت الحیوة حیرالی ،
وتوفی اذا کانت الوفاة حیرالی (۵)
اے اللہ! مجھے زندہ رکھئے جب تک کہ زندگی
میرے لئے بہتر ہو، اور مجھے موت دے دیجئے
اگر موت ہی میرے لئے بہتر ہو۔

موضع

زخم کی ایک خاص صورت۔ (دیکھئے شجرہ دیت)

موقوف

موقوف کی اصطلاح محدثین کے یہاں بھی استعمال ہوتی ہے اور فقہاء کے یہاں بھی، محدثین کے یہاں موقوف وہ ہے جس کی سند صحابی پر ختم ہو جاتی ہو، اور فقہاء کے یہاں موقوف عقد (معاملہ) کی ایک قسم ہے، ایسا معاملہ جو اپنی اصل کے اعتبار سے درست ہو، لیکن کسی اور کا حق متعلق ہونے کی وجہ سے نامکمل، اسے عقد موقوف کہتے ہیں۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے حدیث، "عقد")

مؤلفۃ القلوب

جن لوگوں کو اسلام سے، نوس رکھنے کے لئے کچھ مال و متاع دیا جائے ان کو قرآن مجید نے مؤلفۃ القلوب کے لفظ سے موسوم کیا

کھر چتا بھی، (۱) اس طرح تمام روایتوں پر عمل ہو جاتا ہے۔
واضح ہو کہ کسی چیز کے پاک ہونے سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ اس کا کھانا بھی حلال ہو، اسی لئے شوافع کے یہاں قول صحیح و مشہور یہی ہے کہ اس کا کھانا جائز نہیں، گو ایک قول جو زکا بھی ہے، جو شیخ ابوزید مروزی سے مروی ہے۔ (۲)

موات

"موت" فادہ زمین کو کہتے ہیں۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے احیاء موات)

مواقیت

مقیات کی جمع ہے، وہ عام مقامات جہاں سے حاجی کو احرام باندھ کر آگے بڑھنا ضروری ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے حج)

موت

رسول اللہ ﷺ نے موت کی دعاء اور تمنیٰ کو ناپسند فرمایا ہے، اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی آزمائشوں اور اس کی مقرر کی ہوئی قدر سے راہ فرار اختیار کرنا ہے، حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ اگر حضور ﷺ نے موت کی دعاء سے منع نہ فرمایا ہوتا تو میں اس کی دعاء کرتا، (۳) البتہ اہل علم کا خیال ہے کہ موت کی تمنیٰ اس وقت ممنوع ہے جب ابتلاء دنیا سے عاجز نہ ہو اس طرح کی دعاء کی جائے، اگر دین کی نسبت سے فتنہ کا اندیشہ ہو، اور اخروی معززت سے بچنے کے لئے موت کی تمنیٰ کی جائے، تو اس کی مجائز ہے۔ کیوں کہ ابن حبان کی روایت میں صراحت ہے کہ تم میں سے کوئی ایسی تکلیف کی وجہ سے موت کی تمنیٰ نہ کرے، جو دنیا کی نسبت سے آئی ہو، بضرر مولیٰ فی الدنیا، اور اس کی تائید اس دعاء

(۱) دیکھئے ترمذی، حدیث نمبر ۱۶، باب ما جاء فی المسی مصیبت لثوب (۲) شرح مہذب ۵۵۶، ۲

(۳) صحیح مع الفتح ۳۶۰، باب تمنی المریض الموت

(۴) صحیح مع الفتح ۳۶۰، باب تمنی المریض الموت، ترمذی حدیث نمبر ۹۷۰، باب ما جاء فی تمنی عن التمنی للموت

ہے، اور ان کو زکوٰۃ کا مصرف بنایا ہے۔

(تفصیل کے لئے جو حفظ "زکوٰۃ" ملاحظہ ہو)

مولیٰ

جو شخص اپنا مایہ باندی سے آزاد کرے، اسے اس آزاد شدہ غلام یا باندی کی نسبت سے "مولى" حاصل ہوتا ہے، "مختصر" نے فرمایا کہ یہ رشتہ ویسائی، رقی رشتہ سے جیسے کسی رشتہ "الولاء لحمۃ كحمۃ نسب" اور "الاء سے ایک عہدہ وارث کا متعلق ہے، یعنی اگر ترہ یا ہو شخص میں طرح فوت ہو گیا کہ اس نے اپنا کوئی وارث نہیں چھوڑا تو آزاد کرنے والے شخص کو اس کا متروکہ ملے گا۔ اگر آزاد شدہ کا انتقال ہو گیا تو اس کی اولاد ذکور حصہ قرار پائے گی، اور سے میراث ملے گی، امتہ میں بی بی میراث نہیں پائے گی۔ (۱۲)

حق و ان حریدہ و دست نہیں ہو سکتی اور نہ اس کو بہرہ کیا جاسکتا

ہے۔ (۱۳)

مولی الموالاة

والاء کی یہ صورت مولی الموالاة کی ہے، مولی الموالاة سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہو، وہی شخص سے یا کسی اور مسلمان شخص سے کہے کہ میں تم سے مولا بن کر رہوں، اس طرح کہ میری موت ہو تو میری میراث تمہیں حاصل ہوگی، ورنہ مجھ سے کوئی حلیت ہوگئی، تو میراث کی ادائیگی میں تم اور تمہارے عاقلہ رشتہ دار شریک ہوں گے، اس صورت میں اگر اس شخص کا انتقال ہو جائے تو اس کی غرض عصبہ اور ذوی الارحام کا حق مقدم ہوگا، ورنہ اس نے ہونے کی صورت میں وہ شخص متروکہ کا حق درہوگا جس سے اس نے ولاء موالاة کیا تھا۔

ولاء عتاقہ و ولاء موالاة میں تین باتوں میں فرق ہے، اس میں یہ کہ ولاء موالاة کو ختم کیا جاسکتا ہے، ولاء عتاقہ ختم نہیں کیا جاسکتا، دوسرے یہ کہ ولاء موالاة (جس سے ذمہ شخص نے ولاء کا معاہدہ کیا ہے) میراث کا مستحق ہونے میں ذوی الارحام سے مؤخر ہے، جب کہ مولائے عتاقہ ذوی الارحام پر مقدم ہے، تیسرے ولاء عتاقہ میں آزاد کنندہ آزاد شدہ سے میراث پائے گا نہ کہ آزاد شدہ آزاد کنندہ سے، لیکن ولاء موالاة میں اگر دونوں نے ایک دوسرے سے وارث ہونے کا معاہدہ کیا ہو تو دونوں ایک دوسرے سے وارث ہوں گے۔ (۱۴)

یہ تقسیم حنفیہ کے مسلک پر ہے، درہمی صی بہ میں حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے لئے ہے، اگر بلاشبہ ولاء موالاة کے قائل نہیں، اور یہی نقطہ نظر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہے۔ (۱۵)

مہایاة (باری باری استفادہ)

ایک شخص سے دوسری باری باری استفادہ کرے، اس کو مہایاة کہتے ہیں، یہ "تحمیل" سے ماخوذ ہے، جس کے لغوی معنی تیار ہونے کے ہیں، ویسا ایک شخص اپنے شریک کی باری ختم ہونے کے وقت یہاں سے انتقال کے لئے تیار ہوتا ہے۔ (۱۶)

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو قسمت)

مہر

اسد مہیاں بیوی کے رشتہ کو ایک مقدس اور قابل احترام رشتہ باور کرتا ہے، اس لئے اس نے نکاح کی حوصلہ افزائی کی ہے، نکاح کے ذریعہ زوجین کے لئے ایک دوسرے کی عصمت حلال ہوتی ہے،

(۱) سنن - مسند ابی یوسف ص ۲۶۳ (۲) بحر الرقائق ۹۹۸ ۹۹۹ شرح مصنف المسند ص ۵۷

(۳) بحار الرقائق ۹۹۸ ۹۹۹

(۴) مسند الفقہ ۳ ۴۵۵

(۵) الفقہ (اسلامی) دلائل ۶۶۶

اور چوں کہ مرد سربراہ خاندان کی حیثیت رکھتا ہے، اسی لئے گویا وہ اپنی بیوی کی عصمت کا مالک ہو جاتا ہے، اور شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے اس کے لئے عورت سے حظ اٹھانا اور نفع اندوز ہونا جائز ہوتا ہے، نہ کہ جو چیز دوسری مخلوقات سے ممتاز کرتی ہے، ان میں کوئی نہیں، جس میں نہ نہ کی طرح نکاح ہوتا ہو، اور بیوی کی عصمت اس کے شوہر ہی کے لئے مخصوص ہوتی ہو، رشتہ نکاح گویا آنکھوں سے دیکھی جانے والی مخلوقات میں حضرت انسان ہی کے ساتھ مخصوص ہے، اور یہ اس پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے، کہ اسی سے خاندانوں کا وجود ہے، قبائلی کی شناخت ہے، اور نسب کی حفاظت ہے!

اس رشتہ کی سمیت اور عصمت نسوانی کے احترام کے طور پر نکاح کے ساتھ مہر کا تصور رکھا گیا ہے، یہ عورت اور اس کی عصمت کی قیمت نہیں، ایسا نہیں ہے کہ مرد مہر داکر کے عورت کا، لک بن جاتا ہے، بلکہ شوہر کی طرف سے ایک تحفہ احترام ہے، جو وہ اپنی رفیق حیات کے لئے پیش کرتا ہے۔

مہر اور اس کا وجوب

ہل عم نے مہر کے دس نام بتاتے ہیں، اور اس کو اس شعر میں نظم کیا ہے

صداق و مہر بحلۃ و فریضۃ

حباء واجر ، ثم عقر ، علائق

مہر وہ مال ہے، جو عقد نکاح یا جنسی رباط کی وجہ سے کسی عورت کا مرد پر واجب ہوتا ہے، (۱) — اگر نکاح صحیح ہو تو پھر عقد ہی مہر واجب کے وجہ ہونے کے لئے کافی ہے، اور اگر نکاح

فاسد ہو، تو عورت سے جنسی ارتباط کے بعد ہی مہر واجب ہوتا ہے۔ مہر کا واجب ہونا قرآن وحدیث اور اجماع سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ نے متعدد مواقع پر مہر کا ذکر فرمایا ہے، (انب۔ ۴۔ ۳۰) احادیث بھی بکثرت مہر کے سلسلے میں موجود ہیں، خود آپ ﷺ نے بھی اپنی ازواج مطہرات کے مہر مقرر فرمائے، اپنے کئی ارشادات میں آپ ﷺ نے مہر کی تاکید بھی فرمائی ہے اور اس کے احکام بھی بیان کئے ہیں، (۲) اسی لئے نکاح کے ساتھ مہر کے واجب ہونے پر حضرات صحابہ کے زمانہ سے آج تک امت کا اجماع نظر آتا ہے۔

مہر گو نکاح کے واجبات میں ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اسی شرط پر نکاح کرے کہ اس کا کچھ مہر نہ ہوگا، جب بھی نکاح درست ہو جائے گا، اور مہر مثل واجب ہوگا، لیکن نکاح کے وقت اگر مہر متعین نہ کیا جائے تو اس سے نکاح کے انعقاد پر کوئی اثر نہ پڑے گا، نکاح بہر حال منعقد ہو جائے گا، (۳) — اگر مہر فوراً ادا نہ کیا گیا ہو جب بھی مرد کے ذمہ وہ ایک دین ہے، جس کی جداد از جداد ادا کیگی کی سعی کرنی چاہئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی نے نکاح کیا، مہر بھی متعین کیا، لیکن مہر ادا کرنے کی نیت نہیں ہے، تو آپ ﷺ نے ایسے شخص کو زنی اور بدکار قرار دیا، (۴) اگر زندگی میں مہر ادا نہیں کیا، تو موت کے بعد اس کے ترکہ میں سے مہر ادا کیا جائے گا، اور مہر کی دانگی، وصیت و میراث کی تقسیم پر مقدم ہوگی، اگر شوہر و بیوی دونوں کو انتقال ہو گیا، مہر متعین تو تھا، لیکن ادا نہ ہوا، تو عورت کے ورثاء شوہر کے مترکہ سے مہر وصول کریں گے۔ (۵)

کوئی چیزیں مہر بن سکتی ہیں؟

کوئی چیزیں ہیں جو مہر بننے کی صلاحیت رکھتی ہیں؟ — اس

(۱) الاحوال منحصہ فی الشریعہ الاسلامیہ ۱۲۵، (محمد بن عبد اللہ بن

(۲) حدیث ۲۳۲۲

(۳) سنن ۷۲۶

(۴) حدیث ۲۳۷۲

(۵) مجمع بروہد و منبع لغو ائد، حدیث نمبر ۷۵۰۶

ہے، تاکہ اس کی وجہ سے کوئی نزاع پیدا نہ ہو اور جہاں کہیں مہر کی ایسی تعیین نہ ہو پائے، جو وجہ نزاع سے محفوظ ہو، وہاں مقررہ مہر کی بجائے مہر مثل واجب ہوتا ہے۔

مالکیہ کے نزدیک مہر کے لئے پاک، قابل انتفاع، اس کی حوالگی پر قدرت اور معلوم و متعین ہونا ضروری ہے، (۳) حنابلہ کے نزدیک جو چیز بھی بیع میں قیمت اور جاہ میں اجرت بن سکتی ہو، وہ مہر بھی بن سکتی ہے، (۵) تریب قریب یہی رائے شافعی کی بھی ہے۔ (۶)

مہر کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مقدار

حنفیہ کے نزدیک مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم چاندی (۳۳۵) ہے، (۷) چنانچہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مہر دس درہم سے کم نہیں ہونا چاہئے، لا مہر اقل من عشرة دراهم، (۸) نیز دارقطنی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ نہ دس درہم سے کم کی چوڑی میں چور کا م تھکا جاتا جائے، اور نہ دس درہم سے کم مہر ہو، (۹) — البتہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ و ابن ہاشم وغیرہ نے ان روایتوں کو ضعیف قرار دیا ہے، (۱۰) مالکیہ کے نزدیک کم سے کم چوتھائی دینار سونا (۱.۹۳۵) یا تین درہم چاندی کی مقدار مہر کے لئے ضروری ہے، (۱۱) فقہاء شافعی اور حنابلہ کے نزدیک مہر کی کم سے کم مقدار متعین نہیں، فریقین جس پر متفق ہو جائیں، درست ہے، کیوں کہ احادیث میں دس درہم سے کم کی اشیاء پر بھی نکاح کرنا ثابت ہے، (۱۲) حنفیہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جن روایتوں میں معمولی چیزوں مثلاً بوسے کی انگوٹھی، یا ایک جوزا جوتا، کے مہر بنانے

سلسلے میں حنفیہ کے یہاں یہ اصول ہے کہ ہر اس چیز کو مہر بنایا جاسکتا ہے، جو مال ہو، شریعت کی نگاہ میں قابل قیمت ہو، یعنی کسی چیز ہو، جس کا شرعی عوض یہ جاسکتا ہو، معلوم و متعین ہو، خواہ گفتگو کے ذریعے مقدار مہر کی صراحت کر دی جائے، یہ اشارہ کے ذریعے مہر کی تعیین ہو جائے، موجود ہو اور وہ اس کے حوالہ کرنے پر قادر ہو۔ (۱۰)

اسکی چیز جو ماں نہ ہو، مہر نہیں بن سکتی، اسی لئے تعلیم قرآن اور تعلیم دین کو مہر نہیں بنایا جاسکتا، کیوں کہ یہ مال نہیں ہے، اور قرآن مجید میں مال کو مہر بنانے کا حکم دیا گیا ہے، ان تبصروا بما مالکم (۱۳) دوسرے فقہاء کے نزدیک تعلیم قرآن اور کسی بھی ایسے کام کو مہر بنایا جاسکتا ہے، جس کی اجرت لینے کی گنجائش ہے، (۲) چنانچہ روایت ہے، کہ ایک صاحب کے پاس مہر ادا کرنے کے لئے کچھ نہ تھا، لیکن قرآن کا کچھ حصہ ان کو یاد تھا، آپ ﷺ نے ان خاتون کا نکاح فرما دیا، اور ارشاد فرمایا قد انکحتکھا بما معک من القرآن، (۳) حنفیہ کے نزدیک ”بما معک“ میں ”باء“ سبب اور اجل کے معنی میں ہے، یعنی میں نے اس سبب سے تمہارا نکاح اس عورت سے کیا ہے، کہ تم کو قرآن مجید یاد ہے، دوسرے فقہاء کے نزدیک ”باء“ عوض کے معنی میں ہے، کہ میں نے قرآن کے عوض تمہارا نکاح اس سے کیا ہے، کہ تم اتنا قرآن مجید اسے پڑھاؤ۔

یہ بھی ضروری ہے کہ جس مال کو مہر بنایا جائے، وہ شریعت کی نگاہ میں قابل قیمت بھی ہو، اگر کوئی مسلمان شراب اور سور کو مہر بنائے، تو درست نہیں، کیوں کہ یہ شریعت کی نگاہ میں قابل قیمت اور لائق فروخت نہیں، — مہر کا معلوم و متعین ہونا بھی ضروری

(۲) المعنی ۱۶۷

(۳) الشرح لصعیر ۳۶۲، ۳۶۹

(۶) شرح مہذب ۱، ۳۸

(۸) سنن دارقطنی ۱۳۰۳، حدیث نمبر ۳۴۱۶

(۱۰) دیکھئے حسب لرایۃ ۱۹۹۳، فتح القدیر ۳۱۹/۳

(۱۲) دیکھئے المعنی ۶۷، شرح مہذب ۳۲۲/۶

(۱) مدنیع مصنفات ۲۷۷، ۲۷۸

(۳) بحاری ۵۱۳۹، حدیث نمبر ۵۱۳۹

(۵) المعنی ۱۶۷

(۷) الذر المحتر عی ہاشم الفرد ۳۶۹/۲

(۹) دارقطنی ۱۳۰۳، حدیث نمبر ۳۴۱۶

(۱۱) الشرح، صعیر ۳۶۲، ۳۸

کا ذکر ہے، اس میں مہر مغل مراد ہے، جو نکاح کے بعد بیوی کے ساتھ استمتاع سے پہلے ادا کر دینا مسنون ہے۔

مہر کی زیادہ سے زیادہ مقدار کی کوئی حد متعین نہیں، اس پر فقہاء کا جماع ہے، (۱) چنانچہ قرآن مجید میں مہر کو قطار قرار دیا گیا ہے، (۲) اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قطار بارہ سواقیہ چاندی یعنی اڑتالیس ہزار درہم کے برابر ہے۔ (۳)

تاہم مہر میں اعتدال اور میاندردی بہتر ہے، حضرت ام حبیبہ کو چھوڑ کر، آپ ﷺ کی ازوان مطہرات اور عات طہرات کا مہر پانچ سو درہم (۴۳۹) تھا، (۴) یہی مہر مقرر کرنا مستحب ہے، آپ ﷺ کے طریقہ کار سے معصوم ہوا کہ مہر کی مقدار اتنی کم بھی نہ ہونی چاہئے کہ بالکل غیر محسوس ہو، اور بہت کثیر مقدار میں مہر مقرر کرنا یہ بھی آپ کو پسند نہیں، امام احمد و طبرانی نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ زیادہ بربکت عورت وہ ہے جس کا مہر کم ہو، "اخفض النساء صداقاً اعظمھن ہو کا" (۵) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مہر میں غلو نہ کرو، کہ اگر مہر کا زیادہ رکھنا دنیا میں عزت اور اللہ کے نزدیک تقویٰ کی بات ہوتی تو حضور ﷺ اس کے زیادہ مستحق تھے۔ (۶)

مختلف حالتوں میں مہر کے احکام

مہر واجب کی مقدار کے اعتبار سے چار حالتیں ہوتی ہیں۔

(۱) نکاح کے وقت یا نکاح کے بعد باہمی رضا مندی سے مہر متعین ہو گیا، شوہر نے بیوی کے ساتھ خلوت بھی کر لی، اس کے بعد طلاق یا عیحدگی کی نوبت آئی، یا خلوت تو نہیں ہوئی لیکن شوہر کا انتقال ہو گیا — اس صورت میں پورا مہر متعین (بشرطیکہ اس کی

مقدار دس درہم سے زیادہ ہو) واجب ہوگا۔

(۲) نکاح کے وقت مہر متعین ہو گیا، اور پھر خلوت (دخول) سے پہلے ہی طلاق یا عیحدگی ہو گئی ہو، اس صورت میں مہر متعین کا ادا حائلے گا۔

(۳) نکاح کے وقت مہر متعین ہی نہ کیا، یا ایسی چیز کو مہر بنایا، جس میں مہر بننے کی صلاحیت نہیں، یا اس شرط پر نکاح کیا کہ اس کا کوئی مہر ہی نہ ہوگا، اور خلوت کے بعد عیحدگی ہوئی، یا خلوت تو نہیں ہوئی، لیکن شوہر کا انتقال ہو گیا، ان صورتوں میں عورت کا مہر مثل واجب ہوگا۔

(۴) نکاح کے وقت مہر متعین نہیں ہوا، یا ایسی چیز کو مہر بنایا گیا، جس میں مہر بننے کی صلاحیت نہیں، اور خلوت سے پہلے ہی زوجین میں عیحدگی ہو گئی، تو اب ایسی عورت کے لئے متعہ واجب ہوگا، — یہ بات پیش نظر ہے کہ جس عورت کا مہر عقد کے وقت متعین نہ ہوا ہو، بعد میں باہمی رضا مندی سے طے ہوا تو، اگر خلوت سے پہلے ہی عیحدگی ہو جائے تو اس کا مہر غیر متعین ہی مقصود ہوگا، ورنہ متعہ کی مستحق ہوگی، نہ کہ مہر مثل کی، (۷) "متعہ" اور "خلوت" کی حقیقت کیا ہے؟ اس کے لئے ن ہی الفاظ کو ملاحظہ کر لیا جائے۔

عقد کے بعد مہر میں اضافہ اور کمی درست ہے، اور مہر کی ادائیگی میں اس کا اعتبار ہے، البتہ اگر مہر میں شوہر کی طرف سے رضا کارانہ اضافہ ہو جائے، اور خلوت سے پہلے ہی طلاق کی نوبت آجائے، تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک صرف عقد کے وقت مقررہ مہر کا نصف واجب ہوگا، اور امام ابو یوسفؒ کے یہاں اضافہ شدہ مہر کو ملا کر مجموعہ کا نصف واجب ہوگا۔ (۸)

(۲) شرح مہذب ۳۲۲/۱

(۳) مجمع الزوائد ۵/۶۳، حدیث نمبر ۷۴۸۱

(۴) ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۸۸۷، باب المہر، ارداؤد، ۱۰، نمبر ۲۹، حدیث نمبر ۲۱۰۶، ترمذی حدیث نمبر ۱۴

(۵) حوالہ سابق

(۱) المعنی ۷

(۳) مسلم حدیث نمبر ۳۳۸۹

(۲) ہدایہ ۲۵۲-۲۵۳

مام محمد کے قول پر عمل کر یہ چائے تو معشرتی اُبھنوں کے حل میں شاید آسانی بہم پہنچے، مثلاً اگر کوئی عورت شرط گائے کہ گرم نے میری موجودگی میں دوسرا نکاح کیا، تو میرا مہر پچاس ہزار ہوگا، اور اگر دوسرا نکاح نہ کیا تو میرا مہر دس ہزار، تو اس سے غیر منصفانہ اور ٹھیک مذاق پر مبنی کثرت ازدواج کے واقعات کو روکنے میں مدد ملے گا۔

مہر مثل

مہر مثل سے مراد وہ مقدار ہے جو عورت کے دادھیلی خاندان کی عورتوں کا مہر رہا ہو اور عقد نکاح کے وقت اس سال، جہاں وہ خوبصورتی، دوست مندی، سی شہر میں سکونت حسن میں عورت ہوندا ہو، کنوار پن، ور شوہر ویدہ ہونا، عفت و پاکیزگی، علم و ادب، اور کمال اخلاق کے اعتبار سے دونوں ایک درجہ کی ہوں، ان شرطوں کا یہ مقصد نہیں، کہ دونوں خواتین بالکل یکساں ہوں، مثلاً دونوں کی عمر عقد کے وقت بالکل ایک ہی ہو، بلکہ فی الجملہ ان امور کے اعتبار سے دونوں کا قریب ہونا اور زیادہ غنات کا نہ پایا جانا کافی ہے، (۱) دادھیلی رشتہ دار سے پھوپھی، بہن، چچا زاد بہن، وغیرہ مراد ہیں۔ (۲)

مہر مثل کے ثبوت کے لئے — اگر زوجین میں اختلاف ہو جائے، — دوسرا یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے، جو اس بات کی شہادت دیں کہ اس کی فلاں دادھیلی عزیزہ کا مہر اتنا متعین ہوا تھا اور وہ ان مطلوبہ اوصاف میں عقد کے وقت ای منکوحہ کے مساوی و مثل تھی۔ (۳)

یوں تو متعہ واجب صرف اس عورت کے لئے ہے، جس کا مہر متعین نہیں ہو تھا، اور غلوت سے پہلے ہی طلاق کی نوبت آگئی تھی، لیکن ن خواتین کے لئے بھی متعہ مستحب ہے، جن کو غلوت کے بعد طلاق واقع ہوئی ہے، خواہ نکاح کے وقت ان کا مہر متعین ہوا ہو یا نہیں۔ (۴)

دو حالتوں سے مشروط مہر کی دو مقدار

اگر مہر اس طرح متعین کیا جائے، کہ مہر کی دو مقدار کو دو حالتوں کے ساتھ مشروط کر دیا جائے، تو کیا اس کا اعتبار ہوگا؟ مثلاً ایک شخص نے نکاح کیا کہ اگر وہ اپنی بیوی کو اس شہر میں رکھے گا، تو اس کا مہر دس ہزار ہوگا، اور اگر شہر سے باہر لے گیا تو بیس ہزار، تو مام یوسف کے نزدیک پہلی شرط معتبر ہوگی، دوسری معتبر نہ ہوگی، یعنی اگر وہ اپنی منکوحہ کو شہر سے باہر لے گیا تو اسے مہر مثل داکرنا ہوگا، جو دس ہزار سے مائے سوا دس بیس ہزار سے زیادہ نہ ہو، مام یوسف اور مام محمد کے نزدیک دونوں ہی شرطیں معتبر ہوں گی، اور اگر اس شہر میں رکھا، تو مہر دس ہزار ہوگا، اور باہر لے گیا، تو بیس ہزار، (۵) — یہی رائے احمد اربعہ میں امام محمد بن حنفیہ کی ہے، (۶) اور محدثین میں امام بخاری کی ہے، "بہت مناسب ہوگا کہ طلاق یا ایک سے زیادہ نکاح کی صورت میں، مہر کے اضافہ کی شرط کو اس طرح رکھا جائے کہ مہر دس ہزار ہوگا، لیکن اگر میں نے قاضی شریعت (۷) اور جہاں دارا قصداً نہ ہو، وہاں تین دین دار علماء) کی چارٹ کے بغیر دوسرا نکاح کیا یا طلاق دی تو مہر مثل پچاس ہزار ہوگا، تاکہ چار ہزار اور مناسب طلاق اور نکاح ثانی میں رکاوٹ بھی پیدا نہ ہو، اور مردان حقوق کا غلط استعمال بھی نہ کر پائے، فی زمانہ اگر مام ابو یوسف اور

(۲) ہدایہ ۳۲۹/۲

(۱) ہدایہ ۳۲۹/۲

(۳) بخاری ۵۵۱ فتح الباری ۲/۱۶۹ ویضاً ۲۷۴۱ باب "شروط فی النکاح"

(۴) المعنی ۷/۱۷۱

(۵) درمختار و رد المحتار ۳۵۴/۲

(۶) حوالہ سابق ۳۵۵/۲

(۷) حوالہ سابق ہدایہ ۳۳۲/۲

مہر - مہر اور مؤجل

اس پر تمام لوگوں کا اتفاق ہے کہ نکاح کے وقت ہی مہر کا ادا کر دینا ضروری نہیں، ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ پورا مہر فوراً ادا کر دیا جائے، اس کو ”مہر مہر“ کہتے ہیں، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پورا مہر ادھار ہو، مہر ادھار ہونے کی صورت میں بہتر ہے کہ ادا تنگی مہر کی مدت متعین کر دی جائے، تاہم اگر مدت متعین نہیں کی گئی، تب بھی نکاح درست ہو جاتا ہے، البتہ ایسا مہر جلد از جلد ادا کرنے کی سعی کرنی چاہئے، اور یہ بھی درست ہے کہ مہر کا کچھ حصہ نقد اور کچھ حصہ ادھار ہو، بلکہ مسنون طریقہ ہے کہ مہر کا کچھ حصہ کجائی کے وقت ادا کر دے، اگر مطلق مہر متعین کیا، اور مؤجل یا مؤجل (نقد یا ادھار) کی تعیین نہیں کی، تو فقہاء اس کو ”مہر“ شمار کرتے ہیں، (۱) لیکن ہمارے یہاں کے عرف میں ایسا مطلق مہر مؤجل یعنی ادھار ہی شمار کیا جاتا ہے، اسی طرح اگر مہر مؤجل متعین کیا، لیکن ادا تنگی کا وقت ذکر نہیں کیا، تو فقہاء کے نزدیک اس کا شمار ”مہر مہر“ نقد میں ہے، (۲) اور عورت کو فوری طور پر مطالبہ کا حق حاصل ہے، اور کاسانی کی یہ بات اصول شریعت کے مطابق ہے، اس لئے مہر مؤجل میں مدت کا بھی ذکر کرنا چاہئے۔

اگر کسی عورت کا مہر مؤجل ہو، تو شوہر کے مہر ادا کرنے تک وہ شوہر کو اپنے نفس پر قدرت دینے اور اس کے گھر جانے سے انکار کرنے کا حق رکھتی ہے، اور ایسی صورت میں باوجود انکار کے، عورت کا نفقہ شوہر پر واجب ہوگا۔ (۳)

اگر زوجین کے درمیان مہر کی مقدار کے بارے میں اختلاف ہو جائے، تو اول تو گواہان کے بیان پر فیصلہ ہوگا، لیکن اگر کسی کے

پاس بھی گواہان فراہم نہیں ہیں، تو پھر مہر مثل سے جس کا دعویٰ قریب ہوگا، (۴) سے قبول کیا جائے گا، (۵) چاہے اختلاف زندگی میں ہو یا موت کے بعد ان کے ورثاء کے درمیان، یا ایک زندہ ہو اور ایک کی وفات ہو گئی ہو، (۶) قریب قریب یہی رائے شوافع اور حنابلہ کی ہے، مالکیہ کے نزدیک دونوں فریق سے قسم دی جائے گی، اور نکاح فسخ کر دیا جائے گا، اگر میں بیوی میں محبت نہ ہوئی ہو، اگر محبت ہو چکی ہو تو قسم کے ساتھ شوہر کی بات معتبر ہوگی۔ (۷)

اگر نکاح صحیح نہ ہو، نکاح فاسد ہو، جیسے ایسی عورت سے نکاح ہو، جو ابھی عدت کی حالت میں تھی، اور صحبت سے پہلے ہی مرد و عورت میں علیحدگی ہو گئی، تو عورت کا کوئی مہر نہ ہوگا، اگر خلوت ہو چکی ہو، لیکن ہمستری کر چکا تھا، پھر علیحدگی عمل میں آئی، تو مہر مثل اور مہر مقررہ میں جو کم ہو واجب ہوگا۔ (۸)

اگر کسی عورت سے شہہ میں محبت کر لی جائے، یعنی غلط فہمی میں اپنی بیوی سمجھ کر ہمستری کر لے، جس کو نفقہ کی اصطلاح میں ”وطی با شہہ“ کہتے ہیں، تو اس صورت میں بھی عصمت انسانی کی حرمت و عظمت کے پہلو کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس عورت کا مہر مثل واجب ہوگا۔ (۹)

میت

میت کے معنی فوت شدہ آدمی کے ہیں۔

انتقال کے بعد از مہوں کو کپڑوں سے باندھ دینا چاہئے، اس طرح کہ ٹھوڑی کے نیچے سے کپڑا بٹا جائے اور سر کے اوپر باندھ دیا جائے، تاکہ منہ کھلا نہ رہ جائے، بدھ مت کی نہ پیدا ہو، اور منہ میں کپڑے وغیرہ کے داخل ہونے کا امکان نہ رہے، آنکھوں کو بھی بند

(۲) حوالہ سبق

(۴) رد المحتار ۴/۲۹۷، یکنے النظار حایب ۱۹/۳

(۶) الفقہ الاسلامی و اذلتہ ۳۰۹

(۸) العدیۃ بہمیش فتح القدیر ۳۵۹/۳

(۱) نمینے مد شع الصلح ۳۸۸/۲

(۳) حوالہ سبق، رد المحتار ۳۵۸/۲

(۵) در مختار ۲۶۲/۲

(۷) ہدیہ ۳۳۲/۲

کہ انہوں نے اپنی وفات کے وقت قبلہ رخ کر دینے کی وصیت کی تھی، آپ نے سن کر ارشاد فرمایا کہ اس نے فطرت کو پایا، اصاب الفطرة۔ (۲)

پڑوسیوں اور اہل تعلق کو وفات کی اطلاع دینے میں قباحت نہیں، تاکہ وہ نماز اور دعاء میں شریک ہو سکیں، یہ بھی مستحب ہے، کہ جو دین اس کے ذمہ باقی ہو، اسے جہد از جہاد کر دیا جائے، یہ حق دار بخوشی معاف کرنے کو، وہ ہوں تو معاف کر دیا جائے، اور تجھیزا بھین میں غلت کی جائے، تاخیر نہ کی جائے، (۳) آج کل لوگ دور دراز سے رشتہ داروں کو بدانے کے لئے جو تکلیف روا رکھتے ہیں، اور اس کی وجہ سے تدفین میں جو تاخیر ہوتی ہے، وہ کسی بھی طرح مزاج شریعت کے موافق نہیں، رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر میں تشریف لے جاتے ہوئے حضرت رقیہؓ پر حضرت عثمانؓ کو تیار دار بنا کر تشریف لے گئے، حضرت رقیہؓ اس وقت قریب المرنہ تھیں، لیکن آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ آپ ﷺ کو وفات کی اطلاع دی جائے اور آپ کی واپسی تک تدفین کے مرحلوں کو ملتوی رکھا جائے، حالانکہ بدر مدینہ سے کچھ بہت دور نہیں تھا، آپ ﷺ نے تدفین میں غلت کی خاص طور پر تاکید فرمائی ہے، حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جنازہ لے جانے میں غلت کرو، کہ اگر وہ نیک ہے، تو ایک نیک انجام کی طرف تم سے چارہ ہوا، اور اگر ایسا نہیں ہے تو ایک خراب شخص سے تو اپنی گردن آزاد کر رہے ہو۔ (۴)

جب تک مردہ کو غسل نہ دے دیا جائے، وہاں پر قرآن شریف پڑھنا مکروہ ہے، (۵) مردہ کے پاس حائضہ عورت اور ناپاک آدمی کے بیٹھنے میں قباحت نہیں ہے۔ (۶)

کر دیا جائے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوسلمہؓ کی وفات کے بعد ان کی آنکھیں بند کر دی تھیں، آنکھ بند کرتے ہوئے موقع کی مناسبت سے فقہاء نے اس دعاء کی تلقین کی ہے

بسم الله وعلى ملة رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم يسر عليه امره وسهل عليه مابعده واسعده بلفانك واجعل

ما حرج اليه حبرا معا خروح عنه (۱)

اللہ کے نام سے اور سوس اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت پر، اے اللہ! اس پر اس کے معاملہ کو آسان فرما، آئندہ کے مرحلہ کو آسان کر، اپنی ملاقات کی سعادت عطا کر، اور جہاں چاہے، اس کو اس سے بہتر بنا جہاں سے جا رہا ہے۔

پھر مردہ کے ہاتھ، زود کی طرف لے جا کر کسی قدر کھینچ کر سیدھا کر دیا جائے، ہاتھ کی انگلیوں کو آٹھ کی طرف لے پھر سیدھا کر دیا جائے، دونوں کو بیٹ سے اور پنڈلیوں کو رانوں سے مل کر پھر سے بھی سیدھا کر دیا جائے، یہ بھی مستحب ہے کہ جن کپڑوں میں موت واقع ہوئی ہے، انھیں اتار دیا جائے، پورے بدن کو کسی کپڑے سے ڈھک دیا جائے اور شاکو کی تخت وغیرہ پر رکھ دیا جائے، تاکہ زمین کی رطوبت کی وجہ سے بونہ پیدا ہو جائے، نیز پیٹ پر کوئی دہلی چڑھ دی جائے تاکہ پیٹ پھونسنے نہ پڑے، مرنے کے بعد اٹھ کو پتہ قبر کی طرف مہائی میں رکھنا چاہئے، جیسے نماز پڑھتے ہوئے مریض شخص کی کیفیت ہوتی ہے، قبلہ کی طرف مردہ کا چہرہ ہو، اس کی دلیل حضرت یوسفؑ کی روایت ہے کہ جب حضرت براء بن معمرؓ کے بارے میں آپ کو اطلاع ملی

(۲) میصداۃ ۲۵۲/۲ بحوالہ مستدرک حلکم

(۳) بحاری مدیغہ ۱۳۱۵، ملب السرعة بالجملة

(۶) کبیری ۵۳۳

(۱) حصہ ۵۰

(۳) مسند ارسہ ۱۵۰، کبیری ۵۳۳

(۵) حصہ ۵۰

پاک و ناپاک کی احکام

میتہ کے سلسلے میں اہم مسئلہ اس کی پاک اور ناپاک کی کا ہے، موت بھی اسباب نجاست میں سے ہے، اس لئے اصولی طور پر مردار ناپاک ہوتا ہے، کیوں کہ کسی بھی ذی روح چیز میں جو بہتا ہوا خون پایا جاتا ہے، اور وہ ناپاک ہوتا ہے، موت کی وجہ سے وہ اس کے جسم ہی میں جذب ہو کر رہ جاتا ہے۔

اس سلسلے میں تفصیل یہ ہے کہ

(۱) پانی کے جانور باوجود مرنے کے پاک ہوتے ہیں، اس پر ائمہ مذاہب کا اتفاق ہے۔ (۲)

(۲) خشکی کے ایسے ذی روح جن میں بہتا ہوا خون پایا نہ جاتا ہو، جیسے کبھی، مچھر، بٹڑ، بچھو وغیرہ یہ حنفیہ کے نزدیک ناپاک نہیں ہوں گے، (۵) حنابلہ کے نزدیک بھی اگر اس کی پیدائش پاک چیز سے ہوتی ہو، تو زندہ و مردہ پاک ہی سمجھا جائے گا، اور اگر ناپاک چیز سے ہوئی ہو، جیسے پانکھانہ اور گندی موڑیوں سے پیدا ہونے والے کیڑے، تو یہ زندہ و مردہ ہر دو حال میں ناپاک ہی ہوں گے۔ (۶)

(۳) ایسے مردار جن میں بہتا ہوا خون پایا جاتا ہو، ان کے وہ اعضاء و اجزاء جن میں خون کا دوران پایا جاتا ہو، جیسے گوشت، چربی، چمڑا وغیرہ، بالاتفاق موت کی وجہ سے یہ اجزاء ناپاک ہو جائیں گے۔ (۷)

(۴) ایسے ہی مردار کے وہ اجزاء جن کے اندر خون نہ پہنچتا ہو، جیسے سینک، ہڈی، کھر، ناخن، بال وغیرہ، حنفیہ کے نزدیک یہ بھی ناپاک نہیں ہوتے، کیوں کہ ان میں موت حلول ہی نہیں کرتی، (۸) — دوسرے فقہاء کے نزدیک مردار کے تمام ہی اجزاء ناپاک ہیں، یہاں تک کہ فقہاء شوافع تو مردار کے بال اور اون کو بھی ناپاک قرار

جہاں انتقال ہو، مردہ کو اسی شہر میں دفن کر دینا چاہئے، یہی بہتر طریقہ ہے، گو دوسرے شہر کو منتقل کرنا بھی درست ہے، (۱) آج کل لوگ اس مسئلہ میں بہت غلو اور تکلف سے کام لیتے ہیں، اور نہ صرف ایک شہر سے دوسرے شہر کو بلکہ ایک ملک سے دوسرے ملک کو نفس منتقل کرتے ہیں، حالاں کہ یہ مزاج شریعت کے خلاف ہے، اس میں لاش کے بھی خراب ہو جانے کا اندیشہ ہے، متولی کے قارب کے لئے بھی باعث تکلیف ہے، اور اسراف و فضول خرچی بھی ہے، سیدنا حضرت عائشہ جب اپنے بھائی حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے قبر پر آئیں، تو ایک شعر پڑھا، جو آپ رضی اللہ عنہما کے غم اندوہ کا مظہر تھا، اور فرمایا کہ اگر میں تمہاری موت کے وقت موجود ہوتی، تو جہاں تمہارے موت ہوئی ہے وہیں تمہاری تدفین ہوتی، کیوں کہ حضرت عبدالرحمن کا انتقال حبشی میں ہوا، جو مکہ سے قریب ہی تھا، اور لاش مکہ لائی گئی، اور یہیں تدفین عمل میں آئی۔ (۲)

البتہ اگر بلا اجازت کسی دوسرے کی زمین میں مردہ کو دفن کر دیا جائے، اور مالک زمین کو قبر کی منتقلی پر اصرار ہو، تو پھر لاش منتقل کی جاسکتی ہے۔ (۳)

(اس سب سے دیگر احکام کے لئے ”تلقین“، غسل، کفن، دفن، تجمیر، نہ، شق، قبر، جنازہ اور حضور کے لفاظ بھی دیکھئے من سب ہوں گے)۔

میتہ (مردار)

میتہ کے معنی مردار کے ہیں، مرے ہوئے جانور کے لئے ”میتہ“ و نفوت شدہ انسان کے لئے ”میت“ کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔

(۲) نرمدی باب ماجہ، فی زیادۃ القبور للنساء، حدیث نمبر ۱۰۵۵

(۳) الفقہ الاسلامی و ادلتہ ۵۴۱

(۶) معنی ۴۴۱

(۸) حوالہ سابق

(۱) حدیث ۷۷

(۳) حدیث ۱۷۱

(۵) بدائع الصنائع ۱۶۱

(۷) بدائع الصنائع ۱۳۱

کے محض ایک دوفرد میں مرکوز نہیں کیا، بلکہ واعدین، ولاد، ور زوجین کو تو میراث میں لازمی طور پر حصہ دار بنایا، ان رشتہ داروں کے علاوہ دوسرے رشتہ داروں کو بھی بعض مواقع پر میراث میں شریک رکھ گیا، اور اس کے لئے یہ اصول مقرر کیا گیا کہ نسبتا قریبی رشتہ دار کی موجودگی میں دور کا رشتہ رکھنے والا، میراث میں حصہ پانے سے محروم رہے گا، ہم درجہ رشتہ داروں کو میراث میں برابر کا حقدار رکھا، البتہ کثر مواقع پر بمقتادہ عورت کے مرد کا حصہ دوگنا رکھ گیا، کیوں کہ شریعت نے قریب قریب تمام مالی ذمہ داریاں مرد ہی سے متعلق رکھی ہیں، بیوی، ورنہ بال بچوں کی کفالت کا ذمہ مرد ہی کا ہے، پس ذمہ داریوں کی نسبت سے اس کے حقوق بھی زیادہ رکھے گئے۔

اسلام نے نظام میراث کے سلسلے میں جو انقلابی تصوریہ، کہ عورتوں کو حق دیا، اور نظام میراث کو تقسیم دولت کا ایک وسیلہ بنایا، سچ پوری دنیا میں اس کی بازگشت سنی جاسکتی ہے، اور دنیا کا شاید ہی کوئی قانون ہو جس نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا ہو۔

متروک سے متعلق چار حقوق

متوفی جو ماں و اسباب چھوڑ کر جائے، اس سے بنیادی طور پر چار حقوق متعلق ہیں، ان حقوق کی ترتیب اس طرح ہے

(۱) سب سے پہلے ترکہ سے واجب اخراجات میں کمی، اور زیادتی کے بغیر تجبیر و تکفین اور دفن کا انتظام کرنا، اگر تمام ورثہ یا ان میں بعض اپنے ذاتی اخراجات سے تجبیر و تکفین کا انتظام کریں، تو یہ بھی درست ہے، متروکہ علی سے تجبیر و تکفین ضروری نہیں، — آج کل بعض حضرات نے زیارت، سوم، چہم کے نام سے دولت کے اہتمام کی جو رسمیں ذالی ہیں، اور اس میں بے فائدہ کثیر رقم خرچ

دیتے ہیں، بہت مالکیہ اور حنابلہ ہاں اور اون کو پاک قرار دیتے ہیں۔ (۱)

(۵) امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مردار کا دودھ بھی پاک ہے، امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک ناپاک ہے، اور یہی دوسرے فقہاء کی رائے ہے، (۲) تاہم خود مشائخ حنیفہ کی صاحبین کے قوس کو ترجیح دی ہے، (۳) — مرد رکاز چڑاؤ باغت سے پاک ہو گا یا نہیں؟ اور دباغت کا طریقہ کیا ہو گا، اس سلسلے میں ”جد“ اور ”دباغت“ کے الفاظ اذیکھے جائیں۔

مردار کی خرید و فروخت

شرعاً خرید و فروخت کے درست ہونے کے لئے ضروری ہے کہ جس چیز کو فروخت کیا جا رہا ہو، وہ شریعت کی نگاہ میں مال ہو، اور قابل قیمت ہو، مردار چون کہ شریعت کی نگاہ میں ماں نہیں، اس لئے اس کی خرید و فروخت باطل ہے، نہ درست ہے ورنہ معتبر، البیع بالمبتة و الدم باطل۔ (۴)

میراث

اسلام نے دولت و ثروت کی تقسیم کا جو نظام قائم کیا ہے، اس کا ایک حصہ ”میراث“ ہے، اسلام سے پہلے بعض مذاہب میں صرف مردوں کو ترکہ میں حصہ ملتا تھا، عورتوں کو نہیں ملتا تھا، بعض مذاہب میں میراث کا حقد صرف ”پہلوٹھا“ یعنی بڑا لڑکا ہوا کرتا تھا، خود عرب سماج میں میراث کے تیس بڑی بے اعتدالی پائی جاتی تھی، یتیم بچوں کو بھی میراث سے محروم کر دیا جاتا تھا، اسلام نے اس باب میں بھی ایک منصفانہ، متوازن اور مصالح سے ہم آہنگ قانون دیا۔

دوست کی تقسیم کا وسیع نظام قائم کیا، اور تمام دولت کو خاندان

(۲) مدائع مصداق ۱۳۰

(۳) ہدایہ ۴۹۳ باب البیع الفاسد

(۱) دیکھئے الفقہ الاسلامی و دلتہ ۵۵۶-۱۵۶ الشرح المصغیر ۴۴

(۲) رد المحتار علی الدر المختار ۳۲۱، ط دار احیاء التراث العربی

کرتے ہیں، یہ تجنیز و تملین کے آخر جات میں شامل نہیں ہیں، بلکہ یہ شخص فضول خرچی ہے۔

(۲) اس کے بعد جو مال بچ رہے، اس سے سب سے پہلے وہ دین اور قرض واکے جائیں، جو متوفی کے ذمہ تھے، — اس میں بیوی کا مہر بھی داخل ہے، گزندگی میں ادا نہ کیا ہو۔

(۳) اگر متوفی نے کوئی وصیت کی ہو، تو دین کی ادائیگی کے بعد بچ رہنے والے مال کا ایک تہائی حصہ میں وصیت پوری کی جائے، اگر وارث کے لئے وصیت نہ کی ہو — یہ تو وصیت کے عام اصول کے تحت ہے، ورنہ ایک تہائی مال میں تو وصیت نافذ ہوگی ہی، اگر وصیت ایک تہائی مال سے زیادہ کی ہو، اور تمام ورثاء اس کے نافذ کرنے پر متفق ہوں تو پھر ایک تہائی سے زیادہ میں بھی وصیت کا جاری کرنا درست ہے۔

(۴) اب اس کے بعد جو مال بچ رہے، ان کی ورثاء کے درمیان تقسیم عمل میں آئے گی۔ (۱)

ورثہ میں ترتیب

ورثہ میں بھی ترتیب اس طرح ہے

(۱) صحابہ فرائض، یعنی وہ ورثہ جن کے حصے قرآن مجید میں مذکور ہیں، (نہ۔ ۱۱۰) کو "ذوی الفروض" بھی کہا جاتا ہے۔

(۲) نسبی عصبہ رشتہ دار، — عصبہ کی تین صورتیں ہیں، اول متوفی کا وہ مرد رشتہ دار جس کی میت کی طرف نسبت میں کسی عورت کا واسطہ نہ ہو، ان کو "عصبہ بنفسہ" کہا جاتا ہے، دوسرے وہ خواتین جن کا حصہ نصف یا دو تہائی ہے، وہ اپنے بھائیوں کی وجہ سے عصبہ بن جاتی ہیں، ان کو اصطلاح میں "عصبہ بغیرہ" کہا جاتا ہے، تیسرے وہ

خاتون جو دوسری خاتون کے ساتھ مل کر عصبہ بنتی ہے، جیسے بیٹی کے ساتھ مل کر بہن، یہ "عصبہ مع العیر" کہلاتی ہیں۔ (۲)

ذاتی افروض سے جو کچھ بچ رہے، وہ عصبہ کے حصہ میں آئے گا، اور اگر وہ تنہا ہو تو وہی پورے متروکہ کا حق دار ہوگا۔

(۳) اگر عصبہات نہ ہوں، تو پھر زوجین کے علاوہ دوسرے ذوی الفروض کو ان کے حصہ شرعی کے تناسب سے ملے گا۔

(۴) اگر ذوی الفروض اور عصبہات موجود نہ ہوں، تو اب ذوی الارحام متروکہ میں حقدار ہوں گے، ذوی الارحام سے وہ رشتہ دار مراد ہیں، جو نہ عصبہات میں سے ہوں اور نہ ذوی الفروض میں سے، جیسے نو سے، بھانجے، وغیرہ۔

(۵) ان سبھوں کی عدم موجودگی میں متروکہ سے اس شخص کا حق متعلق ہوگا، جس کا نسب معروف نہ ہو، اور متوفی نے اس کے نسب کا اقرار کیا ہو، جیسے وہ کسی کے چچا اور بھائی ہونے کا اقرار کرے۔

(۶) ان کی عدم موجودگی میں وہ شخص متروکہ کا مستحق ہوگا، جس کے لئے اس نے پورے مال کی وصیت کی ہو۔

(۷) اگر کوئی مستحق نہ ہو، تو پھر اس کا متروکہ بیت المال میں داخل کر دیا جائے گا، (۲) — مورثا نظام الدین کیرانوی نے لکھا ہے کہ چونکہ فی زمانہ بیت المال موجود نہیں، اس لئے اگر عصبہ نسبی، اور ذوی الارحام وغیرہ موجود نہ ہو، تو بیت المال کے بجائے متروکہ کا یہ حصہ بھی زوجین کو حوالہ کر دیا جائے۔ (۴)

موانع میراث

میراث کا حقدار ہونے کے لئے ضروری ہے، کہ کوئی ایسی

(۲) کتاب المغیرات ۲۷۲

(۱) دیکھئے السراج فی المیراث ۵۲۳

(۳) سراجی ۱/۵۱ میں عصبہ سبب (میں کا تعلق خاندان سے ہے) اور مولیٰ الموءاد کا کہ نہیں آیا ہے، کیوں کہ یہ دونوں صورتیں عملاً اس وقت موجود نہیں ہیں۔

(۴) حاشیہ سراجی ۱

بات نہ پائی جائے، جو شرعاً میراث کا حقدار ہونے میں رکاوٹ ہو، جن اسباب کی وجہ سے آدمی حق میراث سے محروم ہو جاتا ہے، وہ ”موانع رث“ کہلاتے ہیں، چار چیزیں موانع رث ہیں

(۱) قتل، یعنی قاتل، مقتول کے ماں میں وارث نہ ہوگا، چاہے اس نے قتل عمو کیا ہو یا شہ عمو، یا قتل خطا، یا قائم مقام خطا، (دیکھئے قتل) قتل بالسبب مانع ورثہ ہیں۔

(۲) اختلاف دین، یعنی مسلمان غیر مسلم کا اور غیر مسلم مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا۔

(۳) اختلاف دار، یعنی رشتہ مندی کے اعتبار سے جو دو اشخاص مورث و وارث بنتے، ان میں سے ایک دھن اسدی مملکت (دارالاسلام) میں ہو، اور دوسرے کا وطن دار محرب، یعنی ایسے ملک میں ہو، جہاں دستور کی طور پر مسلمانوں کو اپنے مذہب پر رہنے کی اجازت نہ ہو۔

(۴) غلام، یعنی ندم اپنے اقرباء سے میراث نہیں پاسکتا، کیوں کہ اس میں مال کا مالک بننے کی صلاحیت نہیں۔ (۱)

مردوں میں میراث کے حق دار

’مت کا سب بات پر اتفاق ہے کہ فی الجملہ پندرہ مرد ہیں، کہ جو میراث کے مستحق ہو سکتے ہیں

بیٹا، پوتا، اور پوتا سے نیچے کا اولاد سلسلہ، باپ، دادا، اور اس سے اوپر آبائی سلسلہ، سگا بھائی، سگا بھتیجہ، باپ شریک بھائی، باپ کا سگا بھائی، چچا زاد بھائی، باپ کا باپ شریک بھائی، باپ کے باپ شریک بھائی کا بیٹا، ان تمام رشتوں میں

شرط ہے کہ متوفی اور اس کے درمیان کسی عورت کا واسطہ نہ ہو، شوہر، تزاو کرے والا سوتلی۔

غور کیا جائے تو ان میں ایک شخص کو ازواجی رشتہ کی وجہ سے میراث مل رہی ہے، اور ایک کو آزاد کرنے کی نسبت سے، باقی تیرہ اشخاص وہ ہیں کہ جن کو میراث ملنے کا باعث قرابت و رشتہ داری ہے، پھر یہ قرابت بھی چار طرح کی ہے، کچھ تو میت کے اصول ہیں، باپ، دادا، اور دپر کا آبائی سلسلہ، کچھ میت کے فروغ ہیں، بیٹا، پوتا، اور نیچے کا اولاد سلسلہ، کچھ متوفی کے وادین کے فروغ ہیں، بھائی یا بھتیجے، کچھ متوفی کے دادا کے فروغ ہیں، چچا اور چچا زاد بھائی۔

مردوں میں دو کی بابت اختلاف ہے ایک تو مولی الموالاة، (تقریب کے لئے خود لفظ کو دیکھا جائے) کہ یہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک وارث ہوں گے، دوسرے فقہاء کے نزدیک وارث نہیں ہوں گے، دوسرے ذوی الارحام جیسے نانا، ماموں، نواسے، کہ امام ابوحنیفہ اور امام احمد نیز فقہاء مالکیہ اور شوافع متاخرین ان کو وارث قرار دیتے ہیں، خود امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک یہ وارث نہیں ہوتے۔ (۲)

خواتین میں میراث کے حق دار

خواتین میں دس ہیں، جن کے فی الجملہ وارث ہونے پر فقہاء کا اتفاق ہے، اور وہ یہ ہیں

بیٹی، پوتی، اور پوتے کے اولاد سلسلہ میں سے کسی کی بیٹی، بشرطیکہ اس کے اور متوفی کے درمیان کوئی عورت کا واسطہ نہ ہو، ماں، نالی اور نانی کے اوپر کا، وری سلسلہ، براہ راست دادی،

(۱) سراجی ۸-۷، فصل فی موانع

(۲) محاصرہ، احکام الموارث علی مذهب الاثنیۃ الاربعہ (محمد منی الدین عبدالحمید) ۹۲-۹

نگی بہن، باپ شریک بہن، ماں شریک بہن، بیوی، آزاد کرنے والی مالکہ۔

ان میں ایک خاتون، ازواجی رشتہ سے مستحق میراث ہوتی ہے، یعنی بیوی، ایک ملکیت کے رشتہ سے، یعنی آزاد کرنے والی خاتون، باقی آٹھ وہ ہیں، جو قرابت کی بنیاد پر میراث کی حقدار ہیں، پھر یہ اہل قرابت بھی تین طرح کی ہیں، ایک میت کی فروغ، بنی پوتی، دوسرے، میت کے اُصوں ماں، دادی اور نانی، تیسرے اُصوں کی فروغ، جیسے نگی بہن، باپ شریک بہن وغیرہ۔

خواتین میں تین کے بارے میں اختلاف ہے، ذوات ادرحام، جیسے پھوپھی، خالہ، پھوپھی زد، خالہ زاد، بہن، نواسی، امام ابوحنیفہؒ، امام احمد اور مالکیہ اور شوافع میں متاخرین ان کو وارث قرار دیتے ہیں، امام مالک اور امام شافعی کا اصل مسلک اس کے خلاف ہے، دوسرے مولی الموالاة (دیکھئے، مولی الموالاة) یہ امام ابوحنیفہؒ کے یہاں وارث ہیں، دوسرے فقہاء کے یہاں نہیں، تیسرے دادی، جب اس کے اور اس کے متوفی کے والد کے درمیان ایک سے زیادہ واسطہ ہو، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بالواسطہ دادی اس وقت وارث ہوگی، کہ اس کے اور متوفی کے درمیان کوئی ایسا مرد نہ آئے جو وارث نہیں ہو سکتا، اور قاعدہ یہ ہے کہ جو مرد رشتہ کے اعتبار سے دو عورتوں کے درمیان آئے، وہ وارث نہیں ہو سکتا، یہی رائے امام شافعیؒ کی ہے، دوسرے فقہاء کی رائے اس سے مختلف ہے۔ (۱)

ورثہ کی چار قسمیں

میراث میں حصص کی مقدار کے اعتبار سے مختلف رشتہ داروں کے جو احوال ہیں، وہ ابھی ذکر کئے جائیں گے، اس سے پہلے اجمالاً اس بات کی وضاحت مناسب ہوگی، کہ بحیثیت مجموعی میراث کے

مستحق مردوں اور عورتوں کی چار قسمیں بنتی ہیں۔

(۱) وہ جو ذوی الفروض کی حیثیت سے ہی میراث کے مستحق ہوتے ہیں، بحیثیت عصبہ ان کو کوئی حق نہیں ملتا، اور یہ سات ہیں۔ شوہر، ماں شریک بھائی، بیوی، ماں، ماں شریک بہن، نانی اور اس کا مادری سلسلہ، دادی اور اس کا مادری سلسلہ۔

(۲) جو صرف عصبہ کی حیثیت سے وارث ہوں گے، ذوی الفروض کی حیثیت سے ان کا کوئی حصہ نہ ہوگا، یہ بارہ ہیں، جن میں گیارہ مرد اور ایک عورت ہے، اور وہ یہ ہیں

بیٹا، پوتا، اور اس کا اور ذی سلسلہ، سگا بھائی، سگے بھائی کا بیٹا، باپ شریک بھائی، اور اس کا بیٹا، باپ کا سگا بھائی، یعنی حقیقی چچا، اور اس کا بیٹا، باپ کا باپ شریک بھائی اور اس کا بیٹا، آزاد کرنے والا آقا، اور آزاد کرنے والی مالکہ۔

(۳) وہ اقارب جن کو ذوی الفروض کی حیثیت سے بھی میراث ملتی ہے، کبھی عصبہ کی حیثیت سے بھی، اور کبھی یہ دونوں حیثیتیں اس میں جمع ہو جاتی ہیں، یہ دوازدہ ہیں باپ اور دادا۔

(۴) جو کبھی ذوی الفروض کی حیثیت سے وارث ہوتے ہیں، اور کبھی عصبہ کی حیثیت سے، لیکن یہ دونوں حیثیتیں اس میں جمع نہیں ہوتیں، یہ چار خواتین ہیں بنی، پوتی، نگی بہن، باپ شریک بہن، خواہ یہ ایک ہوں یا ایک سے زیادہ۔ (۲)

ورثہ کے احوال

جو لوگ شرعاً میراث کے مستحق ہیں، ضروری نہیں کہ ہر حال میں ان کا حصہ یکساں ہو، مختلف حالات میں حصوں کی مقدار میں تفاوت ہو سکتا ہے، اس سلسلہ میں مختلف رشتہ داروں کے حصوں کی تقسیم اس طرح ہے

(۲) دیکھئے حوالہ سابق ۹۳-۹۴

(۱) تفصیل و وضاحت کے لئے ملاحظہ ہو حوالہ سابق ۹۲-۹۳

۱- شوہر :

شوہر کی دو حالتیں ہیں، (۱) اگر متوفی کی اولاد یا والد کی اولاد نہ ہو تو نصف اور اگر اولاد یا والد کی سلسلہ ہو تو ایک چوتھائی خواہ اولاد زینہ ہو یا ناث۔ البتہ شوہر کبھی میراث سے مکمل طور پر محروم نہیں ہو سکتا۔

۲- بیوی :

بیوی کی بھی دو حالتیں ہیں، (۱) اگر شوہر متوفی کی اولاد یا والد کا سلسلہ نہ ہو تو چوتھائی اور ہو تو آٹھواں حصہ (۸) خواہ اولاد زینہ ہو یا ناث۔ بیوی بھی بہر حال مستحق میراث ہوتی ہے، کسی رشتہ دار کی مد سے وہ میراث سے محروم نہیں رہ سکتی۔

۳- باپ :

باپ کی تین حالتیں ہیں، اول یہ کہ باپ کو صرف اصحاب فرض کی حیثیت سے ملے، جیسے متوفی کے بیٹے، پوتے، پر پوتے یا ان کی اولاد زینہ موجود ہو، دوسری حالت یہ ہے کہ اس کو صرف منصب کی حیثیت سے حصہ ملے اگر میت کی کوئی اولاد موجود نہ ہو، اور مصباح الغروض میں سے کوئی موجود ہو تو اس کا حصہ نکال کر باقی سب باپ کا ہوگا، ورنہ اگر مصباح الغروض میں سے بھی کوئی نہ ہو تو پورا متروکہ باپ کو ملے گا، تیسری صورت یہ ہے کہ باپ کو اصحاب الغروض میں سے ہونے کی حیثیت سے چھٹا حصہ تو ملے ہی ورنہ دوسرے اصحاب فرض کو دینے کے بعد جو بچ رہے، وہ بھی بحیثیت مصباح مل جائے، جیسے متوفی کی صرف بیٹی، پوتی یا پر پوتی موجود ہو۔

باپ بھی کسی اور قرابت دار کی وجہ سے میراث سے محروم نہیں رہ سکتا البتہ اس کی موجودگی سے بعض رشتہ دار محروم ہو جاتے ہیں،

جیسے دادا، نانی، بہن، یا ان کا حصہ کم ہو جاتا ہے۔

۴- دادا :

داد کی چار حالتیں ہیں، اگر متوفی کا باپ موجود ہو تو وہ محروم ہوگا، باقی تین حالتیں اس کی دہی میں، جو باپ کی ہیں، یعنی ان حالتوں میں داد کو کبھی وہی حصہ ملے گا جو باپ کو ملتا تھا، البتہ چار صورتوں کو اس سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ (۲)

۵- ماں :

ماں کی تین حالتیں ہیں، اگر متوفی کی اولاد، بیٹیاں بیٹی یا ان کے سلسلہ اور د کے بڑے یا بڑکیں موجود ہوں، یا متوفی کے دوا یا اس سے زیادہ بھائی یا بہن موجود ہوں، خاص ملے بھائی بہن ہوں یا باپ شریک یا ماں شریک، تو اس صورت میں ماں کا حصہ پورے متروکہ کا چھٹا حصہ (۶) ہوگا، دوسری صورت یہ ہے کہ اس کے متوفی بڑے کی مذکورہ اولاد اور بھائی بہن نہ ہوں اس صورت میں اس کا حصہ پورے متروکہ کا ایک تہائی ہوگا تیسری صورت یہ ہے کہ ماں کے علاوہ متوفی بڑے کی بیوی کا حصہ نکالنے کے بعد جو بچ رہے، اس کا تہائی ماں کو ملے گا، مثلاً نصف ماں، باپ اور شوہر کو چھوڑا، ورنہ کوئی اولاد نہ چھوڑی تو نصف شوہر کا ہوگا، ورنہ باقی نصف میں ایک تہائی (جو پورے متروکہ کا چھٹا حصہ ہے) ماں کا حصہ ہوگا۔

۶- دادی، نانی :

دادی، نانی کو متروکہ کا چھٹا حصہ (۶) ملے گا، اگر ماں موجود ہو تو دادی، نانی دونوں اور باپ موجود ہو تو دادی کو بچھ نہ ملے گا۔

۷- بیٹی :

بیٹی کی تین صورتیں ہیں ایک ہی بیٹی ہو، کوئی دوسری اولاد نہ

(۱) جیسے حوالہ سابقہ ۹۳-۹۴

(۲) میر حبی

(۳) جیسے میر حبی

☆ اگر متوفی کا بیٹا، پوتا، یا اس سے نیچے کا اولادی سلسلہ موجود ہو، یا باپ، دادا موجود ہو، تو اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔

☆ اگر ایک ہی سگی بہن ہو، دوسرا بھائی بہن نہ ہو، تو نصف کی حقدار ہوگی۔

☆ اگر دو یا اس سے زیادہ بہنیں ہوں، تو بحیثیت مجموعی دو تہائی کی حق دار ہوں گی۔

☆ اگر کوئی سگ بھائی ہو، تو بھائی کو دو ہر اور بہن کو اس کے مقابلہ نصف ملے گا، اور یہ عصبہ ہو جائیں گے۔

☆ اگر بہن کے علاوہ متوفی کی بیٹی یا پوتی بھی موجود ہو تو اس صورت میں بھی وہ عصبہ بن جائے گی، اور بیٹی یا پوتی کا حصہ نکالنے کے بعد جو بچ جائے گا، وہ اس بہن کے حصہ میں آئے گا۔

۱۱- باپ شریک بہن :

باپ شریک بہن کی سات حالتیں ہیں، پانچ تو وہی ہیں جو سگی بہن کی ہیں، چھٹی صورت یہ ہے کہ اگر باپ شریک بہن کے ساتھ ایک سگی بہن بھی موجود ہو تو اس باپ شریک بہن کو چھٹا حصہ (۶/۱) ملے گا، جیسے ایک بیٹی کی موجودگی میں پوتی کو ملا کرتا ہے، ساتویں صورت یہ ہے کہ سگی بہن دو یا اس سے زیادہ ہوں، اور باپ شریک بھائی نہ ہو، تو ایسی صورت میں باپ شریک بہنیں محروم رہیں گی، ہاں اگر باپ شریک بہن کے ساتھ باپ شریک بھائی بھی موجود ہو تو اب وہ عصبہ بن جائے گی، اور سگی بہنوں کا حصہ نکالنے کے بعد جو بچ رہے، اس میں باپ شریک بھائی بہن اس طرح حصہ پائیں گے، کہ بھائی کے مقابلہ بہن کا حصہ آدھا ہوگا۔

۱۲- ماں شریک بہن :

ماں شریک بہن کے وہی احکام ہیں، جو ماں شریک بھائی کے ہیں۔^(۱)

ہو، تو آدھے مترکہ کی مستحق ہوگی، دو یا دو سے زیادہ صرف بیٹیاں ہوں، تو دو تہائی کی حق دار ہوں گی، — تیسری صورت یہ ہے کہ بیٹیوں کے ساتھ بیٹا بھی ہو، ایسی صورت میں اس کا شمار عصبہ میں ہوگا، یعنی اسی ب انفروض کا حصہ نکالنے کے بعد جو بچ جائے، اس کی اس طرح تقسیم ہوگی کہ لڑکے کو دو گن اور لڑکی کو اس کا آدھا ملے۔

۸- پوتی

پوتی کی چھ صورتیں ہیں تین صورتیں تو وہی ہیں، جو بیٹی کی ہیں، بشرطیکہ بیٹی نہ ہو، چوتھی صورت یہ ہے کہ متوفی کی ایک بیٹی بھی ہو، تو اسے مترکہ کا چھٹا حصہ بھی ملے گا، پانچویں صورت یہ ہے کہ بیٹیاں دو یا دو سے زیادہ ہوں، یا متوفی کا ایک بھی بیٹا ہو، تو اس صورت میں پوتیاں محروم ہوں گی، چھٹی صورت یہ ہے کہ پوتیوں کے ساتھ پوتا، یا پر پوتا موجود ہو، ایسی صورت میں یہ عصبہ بن جائے گی، اور اسی ب انفروض کا حصہ نکالنے کے بعد اس طرح تقسیم عمل میں آئے گی کہ پوتا کا حصہ بمقابلہ پوتی کے دو گنا ہوگا۔

۹- ماں شریک بھائی :

ماں شریک بھائی کے بھی تین احوال ہیں اگر متوفی کی اولاد اولاد کی اول دیہ اس کے باپ دادا میں سے کوئی بھی موجود ہو، تو اسے چھٹی نہیں ملے گا، دوسری صورت یہ ہے کہ یہ اعزہ موجود نہ ہوں، درودہ تنہا ہو، تو اسے چھٹا حصہ ملے گا، اور اگر دو یا اس سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی جو ان سب بھائیوں میں تقسیم ہوگا، اگر ماں شریک بہنیں بھی ہوں تو بھائیوں اور بہنوں کو مساوی حصہ ملے گا۔

۱۰- سگی بہن

سگی بہن سے ماں باپ شریک بہن مراد ہے، اس کی پانچ صورتیں ہیں

(۱) حصص شرعی سے متعلق پتہ احکام شرعی ۸۴۲۱ سے ماخوذ ہیں۔

عصبہ کی تین صورتیں

میراث سے متعلق عصبہ رشتہ داروں کا بار بار ذکر آیا ہے، عصبہ کی تین قسمیں ہیں، عصبہ بنفسہ (جو اپنے آپ عصبہ ہو)، عصبہ لغيرہ (جو دوسرے کی وجہ سے عصبہ ہوئے ہیں)، عصبہ مع غیرہ (جو دوسرے کے ساتھ مل کر عصبہ ہوتے ہیں)۔

عصبہ بنفسہ سے وہ مرد مراد ہے، جس کا میت سے رشتہ جوڑنے میں کسی عورت کا واسطہ نہ آئے — یہ کل چودہ مرد ہیں (۱) متونی کا بیٹا، (۲) متونی کا پوتا، پر پوتا وغیرہ، (۳) متونی کا باپ، (۴) متونی کا دادا، پردادا وغیرہ، (۵) متونی کا سگا بھائی، (۶) باپ شریک بھائی، (۷) سگے بھائی کا بیٹا، (۸) باپ شریک بھائی کا بیٹا، (۹) باپ کا سگا بھائی، (۱۰) باپ کا باپ شریک بھائی، (۱۱) سگے چچا کا بیٹا، (۱۲) باپ شریک چچا کا بیٹا، (۱۳) باپ کا سگا چچا، پھر باپ شریک چچا، (۱۴) باپ کے سگے چچا کا بیٹا، پھر اس کے باپ شریک چچا کا بیٹا — عصبہ کے اس قسم کے رشتہ داروں میں یہی ترتیب ملحوظ ہے۔ (۱)

غور کیا جائے تو ان رشتہ داروں کی بحیثیت مجموعی چار صورتیں بنتی ہیں، ایک یہ کہ خود متونی کی اولاد ہو، جیسے بیٹے، پوتے، پر پوتے وغیرہ، دوسرے وہ جو متونی کے اُصول ہوں، جیسے باپ، دادا، پردادا وغیرہ، تیسرے وہ جن سے متونی کا اخوت کا رشتہ ہے، جیسے سگا بھائی، باپ شریک بھائی، بھتیجے وغیرہ، چوتھے متونی کے دادا کی اولاد، جیسے سگا اور چچا زاد چچا، ان کی دراشت میں رشتہ کی قربت ملحوظ ہوگی، قریب کی موجودگی میں دور کے رشتہ دار کو کچھ نہ ملے گا، اگر میت کی اولاد موجود ہے، تو اس کے اُصول کو بحیثیت حصہ کچھ نہ ملے گا، گویا صاحب الطرفہ ہونے کی حیثیت سے اس کو اس کا حصہ نہ ملے گا، پھر میت کی فردع میں بھی بیٹا موجود ہو تو پوتا محروم رہے گا، اور میت

کے اُصول میں باپ موجود ہو تو دادا کو کچھ نہ ملے گا — اسی طرح رشتہ کی قوت بھی ترجیح کا باعث بنے گی، سگا بھائی موجود ہو تو باپ شریک بھائی کا کوئی حصہ نہیں، سگا چچا موجود ہو تو باپ شریک چچا کا کوئی حصہ نہیں۔

عصبہ لغيرہ

عصبہ لغيرہ وہ خواتین ہیں، جن کو ذوی الفروض ہونے کی حیثیت سے تہہ ہونے کی صورت میں نصف اور دو یا دو سے زیادہ ہونے کی صورت میں دو تہائی ملتا ہے، اگر ان کے بھائی موجود ہوں تو وہ عصبہ ہو جاتی ہیں، بیٹی بیٹے کے ساتھ، پوتے کے ساتھ، سگی بہن، سگے بھائی کے ساتھ اور باپ شریک بہن، باپ شریک بھائی کے ساتھ مل کر عصبہ بن جائیں گی، یہی چار خواتین عصبہ لغيرہ ہیں، گویا عورت مرد کی وجہ سے عصبہ بن جائے تو یہ عصبہ لغيرہ کہلاتی ہیں۔

عصبہ مع غیرہ

عصبہ مع غیرہ سے وہ عورت مراد ہے، جو دوسری عورت کے ساتھ مل کر عصبہ بن جائے، مثلاً بہن، بیٹی کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہے۔

محبوب

احکام میراث سے متعلق ایک اور اصطلاح کا ذکر مناسب ہوگا، اور وہ ہے حجب، حجب کی دو قسمیں ہیں حجب نقصان، حجب حرمان، حجب نقصان سے مراد کسی وارث کے حصہ میں دوسرے وارث کی موجودگی کی وجہ سے کسی پیدا ہو جانے کے ہیں، اگر وہ دوسرے درجہ نہ ہوتے، تو ان کا حصہ زیادہ ہوتا، یہ پانچ ہیں شوہر، بیوی، ماں، پوتی، اور باپ شریک بہن، جیسے اولاد نہ ہو تو شوہر کو نصف اور بیوی کو چوتھائی ملتا ہے، اولاد ہو تو شوہر کا حصہ چوتھائی، اور بیوی کا حصہ آٹھواں (۸/۱) ہو جاتا ہے۔ (۲)

شریک اشاعت ہے) مختصر لیکن بہت جامع اور عام فہم ہے، راقم سطور نے بھی ان تحریروں سے استفادہ کیا ہے، میراث سے متعلق بعض احکام کے لئے اس کتاب میں، ان الفاظ کو ملاحظہ کرنا مناسب ہوگا، حمل، مفقود، غرق، حرقی، ہدیٰ)۔

میل

ایک خاص مسافت کو کہتے ہیں، فقہاء کے یہاں کئی مواقع پر یہ لفظ زیر بحث آیا ہے، خاص کر تیمم اور مسافت سفر کے سلسلہ میں، کیوں کہ بعض فقہاء احناف نے اس وقت تیمم کی اجازت دی ہے، جب پانی کم سے کم ایک میل کے فاصلہ پر ہو، اسی طرح مسافت سفر بھی فرسخ اور میل ہی سے متعلق ہے — فقہاء کے یہاں یہ بات طے شدہ ہے کہ میل ایک فرسخ کا تہائی ہے، اب ایک میل کی مقدار کیا ہے؟ اس سلسلہ میں اختلاف ہے، عدہ شامی کی تحقیق کے مطابق قول رائج یہ ہے کہ ایک میل چار ہزار ہاتھ (ذراع) کا ہوتا ہے، اور ایک ہاتھ سے مرد چوبیس انگلی ہے، جب کہ ایک انگلی کی چوڑائی چھ چھوٹی جو کے برابر مانی گئی ہے، (۱) فتاویٰ عالمگیری میں بھی تبیین الحقائق سے یہی قول نقل کیا گیا ہے، اور اس کو اقرب الاقوال کہا گیا ہے۔ (۲)

فقہاء کی اس رہنمائی کی روشنی میں میل شرعی اور موجودہ مروجہ میل انگریزی میں فرق واقع ہوگا، مفتی محمد شفیع صاحب نے اپنے رسالہ ”اوزان شرعیہ“ میں اس پر چشم کشا گفتگو فرمائی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ میل شرعی میل انگریزی سے دو سو چالیس گز بڑا ہے، یعنی انگریزی ایک میل اور دو سو چالیس گز ایک میل شرعی کے برابر ہے۔ (۳)

جب حرمان سے وہ ورثہ مراد ہیں، جو دوسرے اقارب کی موجودگی کی وجہ سے میراث سے بالکل ہی محروم ہو جائیں، جیسے بیٹے کی موجودگی میں پوتا، اور باپ کی موجودگی میں دادا میراث سے محروم ہو جائے گا، اس سلسلے میں فقہاء کے یہاں دو قیدی ہیں، ایک یہ جس شخص سے متوفی کی قرابت کسی واسطہ سے ہو، جب تک وہ واسطہ موجود ہو، وہ میراث کا مستحق نہیں ہوگا، جیسے دادا اور پوتا کہ اس سے قرابت باپ اور بیٹے کے واسطے سے ہے، لہذا باپ کی موجودگی میں دادا، اور بیٹا کی موجودگی میں پوتا محروم رہے گا۔

دوسرے قریبی رشتہ دار کی موجودگی میں نسبتاً دور کا رشتہ دار محروم رہے گا، جیسے بھائی کی موجودگی میں چچا کو اور سسے بھائی کی موجودگی میں باپ شریک بھائی کو حصہ نہیں ملے گا۔ (۱)

(یہ حصص، میراث سے متعلق احکام و قواعد کا

خدمہ ہے، عربی اور اردو زبان میں اس موضوع پر متعدد اہم اور مفید تالیفات موجود ہیں، عربی کتابوں میں، فرائض کی مشہور، مستند اور قدیم کتاب علامہ سراج الدین سجاد ندوی حنفی کی السراجی فی المیراث تو ہے ہی، علاوہ اس کے ماضی قریب میں بھی اس موضوع پر متعدد اور اہم کتابیں آگئی ہیں، جن میں شیخ محمد نجی الدین عبد الحمید کی ”احکام الموارث فی الشریعۃ الاسلامیہ علی مذاہب الائمة الاربعہ“ نہایت نفیس اور عمدہ چیز ہے، اردو زبان میں اس موضوع پر جو کام ہوا ہے، ان میں میرے استاذ گرامی مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی کا مختصر رسالہ ”آسان فرائض“ (جو فتاویٰ محمودیہ جلد آٹھ میں

(۱) دیکھئے سر جی فی المیراث ۲۷

(۲) منحة الحائق علی البحر الرائق ۳۷۹-۳۸۰

(۳) دیکھئے جواهر الفقہ ۳۳۸

(۳) ہندیہ ۲۷۷

میلین اخضرین

مفا اور مروہ کے درمیان وہ حصہ جہاں تیز چلنا بلکہ ایک گوندہ
 دوڑتا ہے، اس کی نشاندہی کے لئے دونوں طرف سبز پائے بنائے
 گئے ہیں، ان کو ”میلین اخضرین“ کہا جاتا ہے، بعض اہل علم نے
 لکھا ہے کہ میلین اخضرین کے درمیان حقیقی فاصلہ چھ ہاتھ کا
 ہے۔ (۱)



(۱) دیکھئے رد المحتار ۵/۳۵۳ (پہ تحقیق شمس الدین دیرہ)

نار

(آگ)

تین چیزیں سماعت میں داخل ہیں، جس کو روکنے سے منع کیا گیا ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تین چیزیں سے روکا نہ جائے پانی، آگ، اور گھاس، (۱) نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کس چیز کا روکنا جائز نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا پانی، نمک، آگ — آگ آپ ﷺ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ جس نے آگ دی تو گویا اس آگ سے جو کچھ پکایا گیا ہو سب اس کی جانب سے صدقہ ہے، فکانما تصدقت بجمع ما صنعت نلک النار، (۲) چنانچہ مفسرین نے "ماعون" یعنی وہ عام چیزیں جس کے نہ دینے کی مذمت کی گئی ہے، اس میں آگ کو بھی شامل رکھا ہے، (۳) — البتہ یہ حکم نقد کی اصطلاح میں دیانت کے طریقہ پر ہے نہ کہ بہ طریق قضاء، یعنی قانونی اعتبار سے کسی شخص کو اس پر مجبور نہیں کیا جاسکتا، یہ محض اخلاقی واجبات میں سے ہے۔

آگ میں جدنے کی ممانعت ہے (دیکھئے اراق) آگ میں جلنے کی وجہ سے بھی چیزیں پاک ہو جاتی ہیں۔ (دیکھئے تھیر)

ناصیہ

پیشانی سے اوپر سر کے اگلے حصے کو "ناصیہ" کہتے ہیں۔ کم سے کم ناصیہ کے بقدر سر کا مسح کرنا خفیہ کے نزدیک وضو میں فرض ہے۔ (تفصیل خود لفظ "وضو" میں دیکھی جائے)

ناتہ

(اونٹنی)

دیکھئے اہل

نبات

(پودا)

دنیا میں جتنے حیوانات ہیں وہ عام طور پر دو طرح کے ہیں، یا تو ان کی غذا نباتات ہے جیسے گائے، بھینس، بکری، مرغی وغیرہ، عام طور پر شریعت نے ایسے جانوروں کو حلال رکھا ہے، بعض حیوانات وہ ہیں کہ ان کی غذا گوشت ہے، جیسے شیر، بھیشا، کتا، سانپ وغیرہ، ایسے جانوروں کو انسان کی غذا کے لئے حرام قرار دیا گیا ہے، انسان کو بھی حالانکہ حیوان ہی کی ایک قسم ہے لیکن اس کے جسم میں ایسی صلاحیت دی گئی ہے کہ وہ نباتاتی اور حیوانی دونوں طرح کی غذائیں استعمال کر سکتا ہے، بلکہ اس کی جسمانی ضروریات کے لحاظ سے دونوں طرح کی غذاؤں کا استعمال ضروری ہے۔

جہاں تک نباتات کی بات ہے، یہ اصلاً حلال ہیں، سوائے اس کے کہ کوئی وجہ ممانعت پائی جائے، نباتات کے کھانے کی ممانعت تین وجوہ سے ہو سکتی ہے، یا تو وہ نشہ آور ہو کیونکہ آپ ﷺ نے ہر نشہ آور چیز کو حرام قرار دیا اور فرمایا کل مسکر حرام۔ (۴) یا وہ زہر اور انسانی زندگی کے لئے مہلک ہو، کیونکہ آپ ﷺ نے خود کشی کو حرام قرار دیا اور فرمایا کہ جو زہر کھا کر خود کشی کرے گا وہ جہنم میں بھی ہمیشہ زہری پیتا رہے گا، (۵) یا ناپاک ہو، نہاست اس کے ساتھ مل گئی ہو، کیونکہ ناپاک چیز کا کھانا جائز نہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گھی میں چوہا گر کر مر جائے تو اگر گھی بچا ہوا ہو تو اس کے گرد و پیش کا گھی نکال کر پھینک دو اور کھا لو، اور اگر گھی بہتا ہوا ہو تو اسے بہا دو، (۶) تو اگر ناپاک چیز کا کھانا بھی جائز ہوتا تو آپ ﷺ نے گھی پھینکنے کا حکم نہ فرمایا ہوتا۔

ایسی چیزیں جو زہر اور نشہ آور نہ ہوں، لیکن جسم کے لئے

(۱) اس صحیحہ، حدیث نمبر ۲۳۹۸، اسنادہ صحیح

(۲) اس صحیحہ، حدیث نمبر ۲۳۹۹، اسنادہ صحیح، نیز دیکھئے موارد الطمان، حدیث نمبر ۱۳۲

(۳) دیکھئے تفسیر قرطبی ۵/۲۰، ۲۱۳

(۴) بخاری، حدیث نمبر ۶۲۳، مسلم، حدیث نمبر ۵۲۱۹، کتاب الاشریہ

(۵) بخاری عن مینوۃ، حدیث نمبر ۲۳۵-۲۳۶، کتاب الوضوء

(۶) ترمذی، حدیث نمبر ۲۰۳۳، کتاب الطب

نقصان دہ ہوں جیسے تہہ کو، ان کا کھانا یا ان کا سرگارا اور حقہ پینا مکروہ ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے ایسی چیزوں سے منع فرمایا ہے جو صحت کو نقصان پہنچانے والی (مفتّر) ہو، بھی عن کل مسکر ومفتّر (۱) نیز اس لئے بھی کہ جسم اللہ کی امانت ہے اور اس کی حفاظت میں کوتاہی امانت میں خیانت کرنے کے مترادف ہے۔ واللہ اعلم

نبش (کفن کی چوری)

نبش کے معنی کسی چیز کو کھود کر نکالنے کے ہیں، جب اس کی نسبت قبر کی طرف کی جائے تو قبر سے مردے یا مردے کی ہڈیوں کے نکالنے کو کہتے ہیں، ناش کفن چور کو بھی کہا جاتا ہے۔ قبر کھود کر مردہ یا اس کی ہڈیوں کو نکالنے والے اور کفن چور کی نسبت سے یہ لفظ کتب فقہ میں استعمال ہوا ہے۔

مدفین کے بعد قبر کھولنے کا حکم

مردہ کی حرمت اور اس کی تکریم کا قاعدا ہے کہ مردہ کی تدفین کے بعد اس کی قبر کھول نہ جائے، کیونکہ اس میں بے ستری کا اندیشہ ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ دفن کے بعد طبعی اسباب یا عذاب قبر کی وجہ سے اس کے جسم میں مدموم قسم کا تغیر پیدا ہو گیا ہو، قبر کھولنے کی صورت میں ایسے عیوب کا اظہار اور اس کی تشہیر ہو سکتی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اس کے اکرام و احترام کے منافی ہے۔

اسی لئے عام محاسن میں قبر کو کھولنا یا لاش کو قبر سے نکالنا جائز نہیں، (۲) البتہ بعض اعذار اور ضروریات کی وجہ سے قبر کھولنے کی گنجائش ہے، جس کا فقہاء نے ذکر کیا ہے اور اس کی دلیل خود رسول اللہ ﷺ کا عبد اللہ ابن ابی کی قبر سے اس کی نعش کو نکالنا ہے، چنانچہ اگر مردہ کو کسی دوسرے کی زمین میں بد جازت دفن کر دیا گیا اور

مغصوبہ زمین کا مالک اس کے باقی رہنے دینے یا اس کی قیمت لینے کے لئے تیار نہیں تو مردہ کو اس قبر سے نکالا جاسکتا ہے، ویسے مالک زمین کو اس بات کا اختیار ہے کہ چاہے تو قبر کے حصہ کو بھی برابر کر کے اس پر کھیتی کر لے بشرطیکہ اس نے اس کی قیمت وصول نہ کی ہو، (۳) اسی طرح اگر قبر میں کوئی قیمتی سامان دفن ہو گیا ہو تو احتیاط کے ساتھ قبر کو کھودنا اور سامان نکالنے کے بعد قبر کو درست کر دینے کی گنجائش ہے، (۴) البتہ اگر میت کو قبہ کی طرف رخ کئے بغیر قبر میں نہ دیا گیا یا جدھر پاؤں ہونا چاہئے اُدھر سر یا جس طرف سر ہونا چاہئے اُدھر پاؤں رکھ دیا گیا، تو قبر کھولنے کی ضرورت نہیں۔ (۵)

قبر پر نماز جنازہ

اسی طرح اگر بغیر غسل کے تدفین ہو گئی جب بھی قبر کھود کر مردہ نکالا نہیں جائے گا، اور نہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی، نیز اگر غسل دے کر دفن کیا گیا، لیکن نماز جنازہ اس پر نہیں ہوئی تو امام ابو یوسفؒ کے ایک قول کے مطابق قفس دونوں کے اندر نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے، اس کے بعد نہیں، دوسرا قول یہ ہے کہ دن کا اعتبار نہیں بلکہ جب تک لاش پھٹی نہ ہو اس وقت تک نماز پڑھنے کی گنجائش ہے، (۶) اور یہی صحیح ہے، اس لئے کہ مختلف علاقوں کے موسم کے لحاظ سے جسم کے پھٹنے کی مدت میں فرق ہو سکتا ہے۔

قبرستان میں مسجد

اگر قبرستان میں مسجد واقع ہو اور مسجد تنگ پڑ رہی ہو، نیز مسجد کے قریب کی قبریں پرانی اور بوسیدہ ہوں تو اس بات کی گنجائش ہے کہ قبرستان کے حصہ میں مسجد کی توسیع کر دی جائے، اور اس میں جو ہڈیاں وغیرہ نکالیں ان کو نکال کر کہیں اور دفن کر دیا جائے، (۷)

(۱) مسند احمد و ابوداؤد عن مسلمة بن عبد الصمد صحیح، الجمع المصغیر مع لخص ۳۳۸/۶

(۲) ہندیہ ۶۷/۱

(۳) حوالہ سابق

(۴) عمدة القاری ۱۵۲۰، ہندیہ ۱۳۶/۱

(۵) مدائع ۳۵۰/۱

(۶) حوالہ سابق

(۷) مدائع الصلح ۳۱۵/۱

نے حضرات فقہاء صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس بارے میں استفسار کیا تو سبھی اس بات پر متفق تھے کہ ایسے شخص کو مار پیٹ کی جائے اور پورے مدینہ میں پھرایا جائے، (۶) — حقیقت یہ ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے علامہ زمینی کی تحقیق کے مطابق ضعیف ہے، اب دونوں نقطہ نظر پر تیسری حدیث یہی رہ جاتے ہیں، اور اہل طہرہ حال ”حد“ سے بچنے میں ہے، اس لئے امام ابو حنیفہ اور امام محمد کا نقطہ نظر صحیح معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم، بالکلیہ، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک بھی کفن چور کا حکم عام چوری کا ہے اور اس پر چوری کی شرعی سزا جاری کی جائے گی۔ (۷)

نبی

یہ لفظ ”نبأ“ سے، خود ہے، اور اس کے معنی ”خبر“ کے ہیں، عربی زبان میں فعل کا وزن کسی بات میں مبالغہ کو ظاہر کرنے کے لئے آتا ہے، اسی لئے قرآن مجید نے بہت سی صفات باری کو اسی وزن سے تعبیر کیا ہے، جیسے نصیر، خیر، کریم وغیرہ، نبی بھی اسی وزن پر ہے، کیونکہ نبی اللہ کی طرف سے خبر دینے والا ہوتا ہے، اس کے اخیر میں ہمزہ کے ساتھ بھی تلفظ کیا جاسکتا ہے، اور بغیر ہمزہ کے بھی، تاہم بہتر ہے کہ بغیر ہمزہ کے ”نبی“ کہا جائے، (۸) — بناء کے مقابلہ میں ”بناء“ کا لفظ ہے بناء کے معنی بہ تکلف ”خبر“ دینے کے ہیں یعنی خلاف واقعہ خبر، اسی لئے جھوٹے مدعی ثبوت کو ”متنبی“ کہا جاتا ہے۔

بعض حضرات نے نبی کو ”نبأ“ سے مشتق مانا ہے ”نبأ“ اور ”نبوة“ کے معنی بلند زمین کے ہیں، کیونکہ نبی بھی بلند مرتبت اور عال درجہ ہوتا ہے، لیکن ترجیح اسی کو ہے کہ یہ ”بناء“ سے ماخوذ ہے،

البتہ اس کا خیال رکھا جائے کہ ہڈیاں توڑی نہ جائیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردہ کی ہڈیوں کو توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈیوں کو توڑنا، (۱) اگر غیر مسلموں کا قبرستان مسلمان خرید کر لیں تو اس بات کی گنجائش ہے کہ ہڈیاں نکال کر منتقل کر دی جائیں اور مسلمانوں کے قبرستان یا مسجد وغیرہ کے معرف میں بھی ان کو استعمال کیا جائے، بتہ ان کی ہڈیوں کا بھی انسانی نقطہ نظر سے احترام ملحوظ رکھا جائے، (۲) چنانچہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جگہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر فرمائی وہاں پہلے مشرکین کی کچھ قبریں بھی تھیں، جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلوادیا تھا۔ (۳)

کفن چوری کی سزا

کفن کی چوری حد درجہ دانت اور حساست کی بات ہے امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک گو کفن چور کی تعزیر اور من سب سرزنش کی جائے گی، لیکن چوری کی جو شرعی سزا ”ہاتھ کاٹنا“ مقرر ہے، کفن چور پر یہ سزا نافذ نہیں ہوگی، کیونکہ چوری مال محفوظ کے لئے لینے کا نام ہے، در کفن مال غیر محفوظ ہے، کیونکہ مردہ خود اپنے کفن کی حفاظت نہیں کر سکتا، امام ابو یوسف کے نزدیک کفن چور کے بھی ہاتھ کاٹے جائیں گے، (۴) چنانچہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کفن چرائے اس کے ہم ہاتھ کاٹیں گے، اور حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ہمارے مردوں سے چوری کرنے والا یہی ہے جیسے زندہ سے چوری کرنے والا، (۵) امام ابو حنیفہ کے پیش نظر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے کہ کفن چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب مدینہ میں ایک ایسا مقدمہ سامنے آیا اور والی مدینہ

(۱) مواد و رد المحتار ۳۴۰، کتاب الجسائر

(۲) مسند احمد ۴۰۳، کتاب المساجد

(۳) نصب الرایۃ ۶۵۳، ۳۶۶، بحوالہ بیہقی فی کتاب معرۃ

(۴) الفقہ الاسلامی و دستہ ۱۲۶۱

(۵) درمحل و رد المحتار ۷

(۶) المحرر الرائق ۵۵۵

(۷) نصب الرایۃ ۶۸۳، ۳۶۷، بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ

(۸) فی المحیط ۶۷، النہایۃ لابن اثیر ۲۵

اور یہی معنی کا نبوت کو ظاہر کرتا ہے۔ (۱)

انبیاء کی عصمت

نبیاء و رسل کی حیثیت انسانیت کے لئے اسوۂ و نمونہ کی ہے، اسی لئے انبیاء معصوم ہوتے ہیں تاکہ ان کی حیات طیبہ کو انسان اپنے لئے اسوۂ بنا سکے، اگر پیغمبر بھی اسی طرح گناہوں اور غلطیوں کا مرکب ہو جیسے عام انسان ہوتے ہیں تو پھر کیسے اس کے قول و فعل کو اسوۂ بنایا جاسکے گا؟ — البتہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ کن گناہوں اور کس درجہ کی غلطیوں سے انبیاء معصوم و محفوظ ہوتے ہیں؟ اس سلسلہ میں تفصیل ہے اور تفصیلات میں خود اہل سنت والجماعت کے درمیان بھی کسی قدر اختلاف رائے ہے، جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

(۱) اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ نبوت کے بعد ان سے گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہیں ہو سکتا۔ (۲)

(۲) اس بات پر بھی اجماع ہے کہ منصب نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد ایسی کسی بات کا ارتکاب ان سے نہیں ہو سکتا جو خست اور دناست کے قبیل سے ہو اور جو ان کے منصب و مقام سے فراتر ہو۔ (۵)

(۳) اس بات پر بھی امت کا اجماع ہے کہ پیغمبر نبوت مٹنے سے پہلے اور نبوت مٹنے کے بعد کفر یہ قوس و فعل کا مرکب نہیں ہو سکتا۔ (۶)

(۴) اس بات پر بھی اجماع ہے کہ نبوت کے بعد احکام شریعت اور ارشاد و ہدایت کی بابت عمدہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ (۷)

(۵) کیا پیغمبر کی زبان سے ہو، کوئی جھوٹ بات صادر ہو سکتی ہے؟ اس میں اختلاف ہے، لیکن اہل علم کے نزدیک پیغمبر سے ہو، بھی جھوٹ صادر نہیں ہوتا، (۸) — اور یہی صحیح ہے ورنہ تو

نبی اور رسول میں فرق

نبی اور رسول میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے، علامہ ابن ہائم کے نزدیک یہ دونوں ہم معنی الفاظ ہیں اور نبی و رسول میں کوئی فرق نہیں، لیکن اکثر اہل علم کے نزدیک نبی اور رسول میں معنی و مصداق کے اعتبار سے کسی قدر فرق پایا جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے اس کی تائید ہوتی ہے

وَمَا ارْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِیٍّ (ج ۵۲)

سیت میں نبی و رسول کا عطف کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے اور عطف دو چیزوں کے ایک دوسرے سے مختلف ہونے کو ظاہر کرتا ہے، اسی لئے قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ جمہور کے نزدیک نبی عام ہے اور رسول خاص۔ (۱)

پھر جن حضرات نے رسول اور نبی میں فرق کیا ہے ان کے درمیان بھی اس بارے میں اختلاف ہے، کہ بناءً فرق کیا ہے؟ ایک نقطہ نظر یہ ہے کہ رسول وہ ہے جو نئی شریعت لے کر آئے یا شرائع سابقہ کے بعض احکام کو منسوخ کرے، اس کے لئے صاحب شریعت ہونا ضروری نہیں، جس پر بھی وحی نازل ہوئی وہ نبی ہے، جس کا سلسلہ پیغمبر، سلام علیہ وسلم پر ختم ہو چکا۔

دوسرے نقطہ نظر یہ ہے کہ جس نبی کو اللہ تعالیٰ سے دوسری اقوام میں بھی دعوت و تبلیغ کا حکم دیا ہو اور رسول ہے اور جس کو حکم نہ دیا گیا ہو وہ نبی ہے، (۲) یہی منشاء ہے شیخ علی بن ابی العزکھلی کی اس عبارت کا کہ ”امرہ ان یبلغ غیرہ فہو سید رسول وان لم یامروا ان یبلغ غیرہ فہو سید ولیس برسول“۔ (۳) اللہ اعلم

(۲) حاشیہ طبرانی، ۱۰۷، علی شرح الفقہ ۱۳۷

(۳) شرح عقیدۃ بطحاری ۸۸

(۴) ارشاد بحول ۳۳

(۵) شرح عقیدۃ ۳۹

(۱) فی الجہد ۵، ۳

(۲) کتاب صوم، ۵۳، منصور، مفاہر، متعدد، ۵۳

(۳) ارشاد بحول ۳۳

(۴) شرح عقیدۃ، سفیہ للفقہ، ۱۳۹

انبیاء کی ہدایت مشکوک ہو جائیں گی۔

سہو و نسیان

انبیاء سے سہو و نسیان ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں ابراہیم بن اسحاقؒ و اہل علم نے انبیاء سے سہو و نسیان کو بھی ناممکن قرار دیا ہے (۱) لیکن اکثر اہل علم کے نزدیک سہو و نسیان کا صدور ممکن ہے، بلکہ بعض حضرات نے تو اس پر اجماع نقل کیا ہے (۲) کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا

ان بشر مثلکم امسى کما قعمون سبت
فدکروسی (۳) — اور اس سے شاید ہی انکار ممکن ہو کہ آپ ﷺ سے متعدد مواقع پر سہو و نسیان کا صدور ہوا ہے، نماز میں بھی، قرآن مجید کی تلاوت میں بھی اور بعض دیگر مواقع پر بھی، اس سے صحیح یہی ہے، انبیاء سے سہو و نسیان کا صدور ہوتا ہے، البتہ تیغ دین اور احکام شرعیہ کے اظہار و بیان میں انبیاء سے سہو و نسیان نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہ انکا اصل فرض منصبی ہے، اور اگر اس میں سہو و نسیان ہو تو ان کی شان ہدایت پر حرف آتا ہے، اختلاف صرف اس بارے میں ہے کہ انبیاء کے سہو و نسیان کا مکان ہے یا نہیں؟ اور اکثر اہل علم کے نزدیک ایسا ممکن ہے۔ (۴)

اہانت انبیاء

انبیاء کا احترام واجب ہے، اور انبیاء کی اہانت یا عت کفر، ممتاز خفی فقیہ عبدالرشید طبربخاری نے اس سلسلہ میں تفصیل سے گفتگو کی ہے، فرماتے ہیں:

وفی المحيط: من شتم النبی صلی اللہ
علیہ وسلم و اہلہ او عاہلہ فی امور دینہ او

(۱) ایسے گنہ صغائر جن سے دنائت اور خسٹ کا اظہار نہ ہوتا ہو، کیونکہ پیغمبروں سے ان کا صدور ہو سکتا ہے؟ اس سلسلہ میں بھی اختلاف ہے، سہو تو ایسی باتوں کا ارتکاب ہو سکتا ہے اس پر اتفاق ہے، (۲) محمد اس کے صادر ہونے کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے، امام الحرمین نے اکثر اہل علم سے نقل کیا ہے کہ انبیاء سے صغائر کا بھی صدور نہیں ہوتا، اور قاضی عیاضؒ نے امام طبریؒ اور فقہاء و محدثین کی اکثریت کا نقطہ نظر نقل کیا ہے کہ انبیاء سے صغائر کا ارتکاب ہو سکتا ہے، یہی رائے امام رازیؒ کی بھی ہے، (۳) علامہ تفتازانی نے لکھا ہے کہ یہی جمہور کی رائے ہے۔ (۴)

البتہ انبیاء سے اگر صغائر کا ارتکاب ہو جائے تو من جانب اللہ ان کو اس پر متنبہ کر دیا جاتا ہے۔ (۵)

(۶) الفقہ الاکبر جو امام ابو حنیفہؒ کی طرف منسوب ہے، اس میں فرمایا گیا ہے کہ انبیاء بجز صغائر گنہوں سے معصوم ہیں، البتہ زلیں اور لغزشیں ہو سکتی ہیں، پھر شارح کتاب ملا علی قاریؒ نے اس کو مثال سے واضح کیا ہے، کہ جیسے حضرت آدم علیہ السلام سے شجر ممنوعہ کے کھانے کا ارتکاب ہوا تھا، (۱) اسی طرح کی لغزشیں مراد ہیں، (۲) اور جن حضرات نے انبیاء سے صغائر کے ارتکاب کو جائز قرار دیا ہے، انھوں نے اس طرح کے واقعات کو مثال میں پیش کیا ہے، اس لئے صحیح یہی ہے کہ صغائر اور لغزشوں کا صدور پیغمبر سے بھی ہو سکتا ہے، اور غالباً اللہ تعالیٰ پیغمبروں سے اس کا ارتکاب کراتے ہیں تاکہ بشریت اور ان کے انسان ہونے کا پہلو لوگوں کی نگاہ میں رہے۔ واللہ اعلم

(۲) إرشاد معقول ۳۴

(۳) إرشاد معقول ۳۴، شرح عقائد ۱۳۰

(۴) یمنی الأحکام للآمدی ۲۲۴، شرح فقہ اکبر ۹۰

(۵) بحاری، ترجمہ بیہ ۳۰۱، باب الفوجیہ نحو الخ

(۱) شرح عقائد ۹۰

(۲) شرح عقائد ۹۰، الأحکام للآمدی ۲۲۵

(۳) دیکھئے شرح فقہ اکبر ۹۰، ۸۹

(۴) إرشاد المعقول ۳۵

(۵) إرشاد المعقول ۳۵

فی شخصہ او فی وصف من اوصاف ذاته
سواء كان الشاتم مثلاً من امته او غيرها
وسواء كان من اهل الكتاب او غيره ، دميماً
كان او حربياً ، سواء كان للشتم او الإهانة
او العيب صادراً عنه عمداً او سهواً او عفة
أو حداً أو هولا فقد كفر حلوذاً بحيث ان
كتاب لم يفسد ثوبته ابدلاً لا عند الله ولا عند
الناس وحكمه في الشريعة المطهرة عد
المباحرين المحتهدين إجماعاً وعد
المتقدمين القتل قطعاً (۱)

محیط میں ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا
کہا، آپ کی امانت کی، یا کسی دینی معاملہ میں یا
شخصی معاملہ میں یا کسی ذاتی وصف میں عیب لگایا،
تو برہم کہنے والا ہے مسلمانوں میں سے رہا
ہو یا غیر مسلموں میں سے، اہل کتاب میں سے ہو،
یا غیر اہل کتاب میں، ذمی ہو یا حربی، نیز چاہے
سب و شتم، اہانت یا عیب لگانا عمدہ ہو یا سهواً،
غفلت میں ہو ہو یا ارادہ، یا ہلکی مذاق میں، بہر
صورت وہ ہمیشہ کے لئے کافر ہے، یہاں تک کہ
اگر توبہ بھی کرے تو توبہ قبول نہیں ہوگی، نہ عند اللہ
اور نہ عند الناس، در شریعت مطہرہ میں متاخرین
کے نزدیک جماعہ فہمہ مین کے نزدیک بھی
یہ شخص کی سزا یقینی طور پر قتل ہے۔

شاتم رسول کی توبہ

تاہم شاتم رسول کی توبہ کے مقبول ہونے اور نہ ہونے کی

بابت عدم مشائی کی تحقیق یہ ہے کہ حنفیہ در شوافع کے نزدیک اس کی
توبہ مقبول ہوگی، خواہ وہ مسلمان تھا اور شتم رسول کا ارتکاب کر کے
مرتد ہو گیا یا کافر تھا، اور اسلام قبول کر لیا ہو، مالکیہ اور حنابلہ سے
اس مسئلے میں دو روایتیں منقول ہیں، لیکن امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا
قول مشہور یہی ہے کہ ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں ہوگی، (۲) بہر
صورت اس بات پر امت کا اجماع اور ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ
شاتم رسول کافر اور موجب قتل ہے۔ (۳)

انبیاء کے فضائل

نبیاء کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ ان کے فضائل
(پیشاب، پانچانہ) پاک ہیں، آنحضور ﷺ کے بوس و براز کے
بارے میں شوافع اور حنفیہ نے اس کی صحت کی ہے، اور حافظ
ابن حجر کا بیان ہے کہ اس پر بکثرت دلائل موجود ہیں۔ (۴)

نہینہ ناقض وضوء نہیں

انبیاء کی خصوصیات میں یہ بھی ہے کہ ان کی نہینہ ناقض وضوء
نہیں ہوتی، (۵) کیونکہ وضوء نوسنے کا اصل باعث یہ ہے کہ بعض
دفعہ نیند کی حالت میں نواقض کا صدور ہوتا ہے، اور آدمی اس کا
ادراک نہیں کر پاتا، نبی کی شان یہ ہے کہ گواہ کی آنکھ بند ہو لیکن
قلب بیدار رہتا ہے، در کسی وقت بھی شعور و ادراک سے محروم نہیں
ہوتا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام عیبی و لا یسام قلبی (۶)
اسی لئے انبیاء کا خواب بھی وحی الہی کے حکم میں ہوتا ہے۔

انبیاء اور ان کے خاندان کے لئے زکوٰۃ

حضرت انبیاء اپنے آپ کو تہمت اور بدگمانیوں کے مواقع

(۲) رد المحتار ۹۱۳ ۹۱۰

(۳) ایضاً رد المحتار ۲۴۱

(۶) ابوداؤد، حدیث نمبر ۲۰۲، باب الوضوء من النوم، کتاب الطہرۃ

(۱) خلاصہ مسند ۳۶۶

(۳) حوالہ سابق

(۵) ابوداؤد حدیث نمبر ۲۰۲، باب الوضوء من النوم

انبیاء کے مال میں زکوٰۃ نہیں

چونکہ انبیاء کا سارا کچھ اللہ کی راہ میں وقف ہوتا ہے، اسی لئے خود انبیاء کے مال میں بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، فقہاء نے اس کی مصمت یہ لکھی ہے کہ زکوٰۃ کا مقصد مال کی گندگی کو دور کرنا ہے اور حضرات انبیاء کرام کا مال ہر طرح کی گندگی سے مبرا ہے، اس لئے ان کے مال میں زکوٰۃ واجب قرار دینے کی ضرورت نہیں۔ اس سلسلہ میں قرآن مجید کی اس آیت سے جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ ”جب تک میں زندہ رہوں مجھے اللہ نے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے“ (مریم: ۳۰) سے شبہ ہو سکتا ہے، لیکن اہل علم کا خیال ہے کہ اس سے مراد زکوٰۃ الفطر (صدقۃ الفطر) یا حکم زکوٰۃ کی تبلیغ یا زکوٰۃ نفس یعنی ان رذائل سے تزکیہ مراد ہے جو انبیاء کے شایان شان نہیں۔ (۵) واللہ اعلم

نبیذ

عربی زبان میں ”نبذ“ کے معنی پھینکنے اور ڈالنے کے ہیں، جس چیز کو ڈالا جائے اس کو نفث میں نبیذ کہتے ہیں، (۶) — فقہاء کے نزدیک نبیذ وہ مشروب کہلاتا ہے، جس میں کھجور وغیرہ ڈالا جائے اور اس کی وجہ سے پانی میں حلاوت پیدا ہو جائے۔ (۷)

نبیذ کی حلت و حرمت

عام طور پر کتب فقہ میں نبیذ سے متعلق دو مسائل زیر بحث آئے ہیں، اول وہ خام نبیذ جو بطور مشروب کے استعمال کیا جاتا تھا، اس سلسلہ میں دو قسم کی نبیذ کا ذکر ملتا ہے، ایک کشمش کی نبیذ یعنی ایسا پانی جس میں کشمش ڈالی گئی ہو اسے معمولی طور پر پکایا گیا ہو،

سے بالترتیب کہتے تھے، یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے اور اپنے اہل خاندان کے لئے زکوٰۃ کو روا نہیں سمجھتے تھے، من جملہ دوسری مصمتوں کے اس کی ایک مصمت یہ بھی تھی کہ لوگوں کو اس بدگمانی کا موقع نہ مل پائے کہ نبوت کا ڈھونگ (نعوذ باللہ) زکوٰۃ وصول کرنے اور اپنے خاندان پر خرچ کرنے کے لئے رچا دیا گیا ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے آپ پر اور اپنے اہل خاندان پر زکوٰۃ و صدقات کو حرام قرار دیا، ان الصدقة لا محل لها، (۸) — یہ بات تو حضور ﷺ نے اپنے اور اپنے اہل خاندان کے بارے میں فرمائی، رہ گئے دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کی اولاد، تو اس بارے میں اختلاف ہے، لیکن قوس مستند یہ ہے کہ خود حضرات انبیاء کے لئے تو صدقہ حلال نہیں تھا، لیکن ان کے خاندان کے لئے حلال ہے، واعتمد فی الیوم حلہا لا قربانہم لا لہم (۹)

انبیاء اور میراث

اسی قبیل سے یہ مسئلہ بھی ہے کہ انبیاء کرام کا متروکہ صدقہ ہوا کرتا ہے، ان کے اقرباء کا حصہ میراث اس سے متعلق نہیں ہوتا، چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے، اس میں میراث جاری نہیں ہوگی، لا نورث ما ترکنا صدقة، (۱۰) اسی لئے فقہاء نے نبوت کو بھی موانع میراث میں سے مانا ہے، نہ انبیاء کے مال میں میراث جاری ہوگی اور نہ خود انبیاء اپنے اقرباء کے مال میں میراث کے حق دار ہوں گے، یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہئے کہ حضرت خدیجہ کے مال میں آپ ﷺ کو میراث حاصل ہوئی، حقیقت یہ ہے کہ حضرت خدیجہ نے اپنی حیات ہی میں سارا مال آپ ﷺ کو ہبہ کر دیا تھا۔ (۱۱)

(۲) درمختار ۲/۷۷

(۳) رد المحتار ۵/۳۹۰

(۶) دیکھئے قاموس، ص ۲۳۲

(۱) ترمذی ۸۷

(۳) بحاری ۴/۹۹۵

(۵) دیکھئے رد المحتار ۲/۲۴

(۷) حنبیہ علی ہاشم للہدیہ ۱۸/۱

بعض برتن کے استعمال کی ممانعت پھر اجازت

ابتداء اسلام میں آپ ﷺ نے ایسے برتنوں کے استعمال سے منع فرما دیا تھا، (۵) جس میں شراب بتائی جاتی تھی، ایسے چار برتنوں کا ذکر احادیث میں وارد ہے، ”دہا“ یعنی کدو کو کھوکھلا کر کے بنایا جانے والا برتن، ”حتم“ (سبز ٹھلپے اور گھڑے) ”حرفت“ یعنی ایسا برتن جس میں ایک خاص قسم کا روغن لگایا ہوتا تھا اور ”نقیر“ کھجور اور کسی درخت کی جڑ کو اندر سے کھوکھلا کر کے بنایا جانے والا برتن۔۔۔ بعد کو آپ ﷺ نے ان برتنوں کے استعمال کی اجازت بھی دیدی تھی، (۶) اس لئے ان برتنوں میں بھی نبیذ بنانا جائز ہے۔ (۷)

نبیذ تمر سے وضوء

نبیذ سے متعلق دوسرا اہم مسئلہ نبیذ تمر سے وضوء کرنے کا ہے، اگر پانی میں کھجور ڈالنے کے بعد نہ اسے پکایا گیا نہ نشہ پیدا ہوا، نہ پانی میں کوئی تغیر آیا، نہ مٹھاس پیدا ہوئی اور نہ پانی کا پتلا پن ختم ہوا، تو بالاتفاق ایسے پانی سے وضوء کرنا جائز ہے، اگر کھجور کو پانی میں ’بالا لگایا اس میں نشہ پیدا ہو گیا یا پانی کا پتلا پن ختم ہو گیا تو بالاتفاق اس سے وضوء کرنا جائز نہیں۔

البتہ ایسی نبیذ جس میں پتلا پن تو باقی ہو لیکن مٹھاس پیدا ہو گئی ہو، البتہ نہ اسے پکایا گیا ہو اور نہ نشہ پیدا ہوا ہو، اس صورت کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، سفیان ثوریؒ کے نزدیک اس سے وضوء کیا جاسکتا ہے، (۸) امام ابو حنیفہؒ کا بھی قول مشہور یہی ہے، کیونکہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے وضوء کے لئے پانی مانگا، میں نے عرض کیا کہ

اس میں جوش آگیا ہو اور شدت پیدا ہو گئی ہو، دوسرے نبیذ تمر یعنی پانی میں کھجور ڈالی گئی ہو پھر اسے پکایا گیا ہو، یا نہ پکایا گیا ہو، لیکن جوش و شدت پیدا ہو گئی ہو اور جھاگ اٹھنے لگی ہو، ان دونوں ہی صورتوں میں شدت نہ پیدا ہوئی ہو تو بالاجماع حلال ہے، اور اگر نشہ کی کیفیت پیدا ہو گئی ہو اور اتنا پیسا جائے کہ اس سے نشہ پیدا ہو جائے تو بالاتفاق حرام ہے، ورنہ اس کی وجہ سے حد بھی واجب ہوگی، اگر اتنی مقدار میں پی کہ جس سے نشہ پیدا نہیں ہوتا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس کی گنجائش ہے، امام محمدؒ کے نزدیک وہ بہر حال حرام ہے، تم مقدار ہو یا زیادہ، پھر امام محمدؒ کے ایک قول کے مطابق اس پر حد بھی جاری ہوگی، اور ایک قول کے مطابق حد جاری نہ ہوگی، مگر گارہوگا، لیکن فقہاء کے نزدیک فتویٰ امام محمدؒ کے اس قول پر ہے کہ اس کا پینا بھی حرام ہے اور اس کی وجہ سے حد بھی جاری ہوگی، (۱) جو، گیہوں، نجیر اور شہد کی شراب کا بھی یہی حکم ہوگا، اسی لئے قاضی حان نے مطلق لکھا ہے کہ جس مشروب میں بھی نشہ کی کیفیت پیدا ہو جائے اس کا پینا حرام ہے، فہاں کسان مسکروا لا یحل شربہ (۲) دوسرے فقہاء کی رائے بھی یہی ہے کہ جس مشروب میں نشہ پیدا کرنے کی صلاحیت ہو وہ مطلقاً حرام ہے چاہے وہ کم مقدار میں پی جائے یا زیادہ مقدار میں، اور چاہے بالفعل اس سے نشہ پیدا ہو یا نہ ہو، (۳) اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ جو چیز نشہ آور ہے اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ بہر صورت حرام ہے، ما اسکر کثیرہ لقلیلہ حرام۔ (۴)

(۱) دیکھئے مہذبہ ۴/۵

(۲) المعنی ۲/۴۵

(۳) ترمذی ۸۲

(۴) سمر الرائق ۲۱۹/۸

(۲) حنبیہ علی ہاشم مہذبہ ۱۸

(۳) ترمذی ۸۲ باب ملحد، ما اسکر کثیرہ لقلیلہ حرام

(۴) حوالہ سابق

(۸) ترمذی باب بوضوء بالنبیذ حدیث نمبر ۸۸

والزيت والنهن اذا اتس لایحرم، والطعام
اذا تعمير واشتد تسجس والاشربة بالتغير
لايحرم، کذا فی حزانة المعاولی (۵)
گوشت میں سڑن پیدا ہو جائے تو اس کا کھانا
حرام ہے، مٹی، دودھ، تیل، اور زیتون کا تیل سڑ
جائے تو حرام نہیں ہے، کھانے میں تغیر پیدا
ہو جائے اور جھاگ اٹھ جائے تو ناپاک ہے،
مشروبات تغیر کی وجہ سے حرام نہیں ہوتے۔

نثار (لُٹانا)

”نثار“ کے معنی نکھیرنے کے ہیں، — زہ نہ قدیم ہی سے
خوشی اور بالخصوص شادی بیاہ کے مواقع پر روپے، پیسے اور مٹھی چیزوں
کے نکھیرنے کا طریقہ مروج ہے، مالکیہ اور شافعی کے یہاں اس
طرح کسی چیز کا نکھیرنا، لٹانا اور حاضرین کا اسے لوٹ کر حاصل کرنا
مکروہ ہے لیکن کراہت سے خالی نہیں، (۶) حنفیہ کے نزدیک بلا
کراہت جائز ہے، (۷) امام احمدؒ سے دو قول منقول ہے، ایک قول
کراہت کا اور دوسری ان کے نزدیک زیادہ مشہور ہے، دوسرا قول مکروہ
نہ ہونے کا، بعض فقہاء حنابلہ نے اسی کو ترجیح دیا ہے، (۸) جو لوگ
مکروہ قرار دیتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ اس میں چھیننے اور چھینے کی
کیفیت پیدا ہوتی ہے اور آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (۹)
جو حضرات اس کو بد کراہت جائز کہتے ہیں، ان کا خیال ہے
کہ لوٹنے کی ممانعت اس وقت ہے جب کہ ناجائز اور غیر مشروع
طریقہ پر کسی کے مال پر ٹوٹ پڑا جائے، یہاں تو خود مالک کی
طرف سے اس کو لوٹنے کی اجازت ہوتی ہے، اس لئے اس کے

صرف نبذ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجبور بھی پاک ہے، اور پانی
بھی پاک، پھر آپ ﷺ نے اس سے وضو فرمایا۔ (۱)
ائمہ ثلاثہ اور دوسرے فقہاء و محدثین نبذ سے وضو کے قائل
نہیں ہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے پانی سے وضو کرنے کا حکم دیا
ہے اور یہ پانی نہیں بلکہ اس کا نام نبذ ہے، روایت مذکورہ حدیث تو وہ
حد درجہ ضعیف ہے، امام ترمذیؒ نے خود اس روایت کو ناقابل
استدلال قرار دیا ہے اور امام طحاویؒ اور حافظ زلیخاؒ جیسے مقلدین
نے بھی اس حدیث کے ضعف کو تسلیم کیا ہے، (۲) — نیز خود امام
ابو حنیفہؒ نے اپنی اس رائے سے رجوع کر لیا تھا اور آخری قول امام
صاحب کا یہی ہے کہ نبذ تہر سے وضو جائز نہیں، (۳) اس طرح
اب گویا اس مسئلہ پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔

نتاج

چوپائے کے وضع حمل کو ”نتاج“ کہتے ہیں، (۴) اسلام سے
پہلے خرید و فروخت میں یہ طور مدت وضع حمل کا ذکر کیا کرتے تھے، یا
حمل کے حمل کی بیج کیا کرتے تھے، آپ ﷺ نے اس سے منع فرما
دیا۔ (دیکھئے ج)

سڑی ہوئی چیز

نخن (”ن“ پر زبر اور ”ت“ پر زیر) ایسی چیز کو کہتے ہیں جس
میں بدبو پیدا ہو جائے، ظاہر ہے یہ سڑنے کی علامت ہوتی ہے
— فقہاء کے یہاں اس سلسلہ میں کچھ زیادہ وضاحت نہیں ملتی،
تاہم فتاویٰ تفسیری میں ہے

واللحم اذا اتس بحرماً أكله والسمن واللبن

(۴) دیکھئے شرح معانی الآثار ۷/۱، نصب الراية ۳۸۱-۳۸۲

(۵) القاموس المحیط ۳۶۳

(۶) تفسیر ۲۲۰/۷

(۸) تفسیر ۲۹۸/۸

(۱) ترمذی، باب الوضوء، بالسند، حدیث نمبر ۸۸

(۲) قصصی حبان علی ہمش، ہمدیہ ۱۸۸/۱، البحر، برقی ۷۰

(۳) ہمدیہ ۳۳۹/۵

(۷) فتاویٰ سرحدیہ ۵، باب الولیمة والحتان

(۹) ترمذی حدیث نمبر ۱۱۲۳

نجاست (ناپاکی)

نجاست کے معنی ناپاکی کے ہیں، فقہاء نے نجاست کی کئی قسمیں کی ہیں، اور اک واحساس کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں نجاست حقیقی ورنجاست حکمی، جن صورتوں میں ہم شریعت کے حکم کی بناء پر ناپاک ہونے کو تسلیم کرتے ہیں، گو بظاہر ناپاکی نظر نہیں آتی، اس کو ”نجاست حکمی“ یا ”حدث“ کہتے ہیں، جیسے نواقض وضوء کے پیش آجانے کی وجہ سے اعضاء وضوء کا ناپاک ہو جانا اور نواقض غسل پیش آجانے کی وجہ سے پورے جسم کا ناپاک ہونا۔

(سلسلہ میں تفصیل ”حدث“ کے تحت مذکور ہو چکی ہے)

جو نجاست محسوس ہو اور عقل بھی اس کا ادراک کرتی ہو وہ ”نجاست حقیقی“ ہے جیسے پیشاب، پانچ نہ خون، وغیرہ۔ پھر نجاست حقیقی کی بھی دو صورتیں ہیں، ایک صورت یہ ہے کہ نجاست خشک ہونے کے بعد نظر آئے جیسے پانچخانہ، اس کو نجاست ”مرئیہ“ کہتے ہیں۔ دوسری قسم کی نجاست حقیقی وہ ہے جو خشک ہونے کے بعد نظر نہ آئے جیسے پیشاب یا ناپاک پانی وغیرہ، اس کو ”نجاست غیر مرئیہ“ کہتے ہیں۔

مرئی نجاست کو دور کرنے کا طریقہ

نجاست مرئیہ کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اصل نجاست دور ہو جائے، اگر ایک دلو میں دور ہو جائے تو یہی کافی ہے، نیز گراہی نجاست ہے کہ اس کا اثر بھی بلا مشقت زائل ہو سکتا ہے تو اسے زائل کر دیا جائے اور اگر بلا مشقت اس کا زائل ممکن نہ ہو جیسے صابن کے استعمال یا گرم پانی میں جوش دے بغیر نجاست کا اثر زائل نہ ہو پائے تو پھر نجاست کے اثر کو دور کرنا ضروری نہیں، جیسے ناپاک رنگ میں کپڑا رنگ، یا تواتنا دھونا کافی ہوگا کہ زہون

ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں، پھر جن حضرات نے ایک حدیث بھی پیش نظر رکھی ہے، یہ روایت حضرت معاذ بن جبل رحمہ اللہ سے ہے، اس میں نکاح کے موقع سے آپ ﷺ نے لٹانے کی اجازت دی، بلکہ آپ ﷺ نے خود بھی اس میں شرکت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میں نے ماں غنیمت کے گونے سے منع کیا تھا نہ کہ شادی بیاہ کے موقع سے، لیکن یہ روایت ضعف سے خالی نہیں۔ (۱)

مفرق احکام

۱۔ صحیح قوں کے مطابق یہ روپ پیسے کا لٹانا بھی جائز ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا نام یہ کلمہ شہادت لکھا ہوا ہو۔

۲۔ اگر کسی نے کے درمیان کسی شخص نے اپنا دامن یا کپڑا اس چیز کے حاصل کرنے کی نیت سے پھینکا اور اس میں وہ چیز آ رہی تو وہی اس کا مالک سمجھا جائے گا، کسی اور شخص کا اٹھایا جائے نہیں۔

۳۔ اگر کسی شخص نے اپنا دامن نہیں پھینکا لیکن نہ لٹی ہوئی شئی اس کی گود میں گئی تو محض اس کے گود میں نہ کر گرنے کی وجہ سے وہ اس کا مالک نہیں ہوگا اور دوسرے شخص کے لئے اس کو اٹھانا جائز ہوگا۔

۴۔ اگر میٹھا کسی کسی کونے کے لئے دی تو عام طور پر ایسے مواقع سے لوگوں کو جو حصہ ملتا ہے اتنی مقدار ملے لے لے کا اپنے لئے روک رکھنا جائز ہے۔ (۲)

۵۔ اگر گرنے کے بجائے میٹھا کی حاضریں میں تقسیم کر دی جائے تو یہ باہق جائز ہے، اس کے جائز ہونے میں اختلاف نہیں، (۳) — اس لئے یہ صورت بہر حال بہتر ہے، کیونکہ یہ تقاضے تہذیب سے قریب بھی ہے اور اس میں فقہاء کا اختلاف بھی نہیں۔ واللہ اعلم

رنگین نہ رہے، گو کپڑے پر رنگ پاتی ہو۔ (۱)

غیر مرئی نجاست سے پاکی کا طریقہ

اگر نجاست غیر مرئی ہو تو تین بار دھونا ضروری ہے، اور اگر وہ چیز نچوڑی جا سکتی ہے تو ہر بار نچوڑنا بھی ضروری ہے، اسی میں احتیاط ہے، گو ایک قوس یہ بھی ہے کہ ایک بار کا نچوڑنا کافی ہے، اور بعض حضرات نے کسی پر فتویٰ دیا ہے — اور جن چیزوں کا نچوڑنا ممکن نہ ہو تو اس کو تین بار اب دھویا جائے کہ ہر بار پانی کے قطرات اچھی طرح نکل جائیں، گو بالکل خشک نہ ہونے پائیں، خواہ اس شے نے کسی قدر بھی نجاست اپنے اندر جذب کر لی ہو، یہ صورت اس کو پاک کرنے کے لئے کافی ہو جائیگی، یہاں تک کہ اگر نیا گھڑایا اینٹ ہو تو اس کو پاک کرنے کے لئے بھی یہ صورت کافی ہوگی، اور ہاں یہ تینوں پانی ناپاک سمجھ جائے گا۔ (۲)

نجاست غلیظہ و خفیفہ

پھر نجاستیں تمام ایک ہی درجہ کی نہیں ہوتیں، بعض نجاستیں زیادہ شدید ہوتی ہیں اور بعض کم، اس اعتبار سے بھی نجاست کی دو قسمیں کی گئی ہیں نجاست غلیظہ و نجاست خفیفہ، جس چیز کے ناپاک ہونے پر دلیل قطعی موجود ہو اور اس سلسلہ میں نصوص متعارض نہ ہوں جیسے انسان کا پیشاب، پانکھانہ، خون، وہ نجاست غلیظہ کہلاتی ہے اور جو ایسی نہ ہو وہ نجاست خفیفہ، جیسے ان جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت کھانا حلال ہے، یہ تعریف امام ابو حنیفہؒ کی رائے پر ہے، صاحبین کے نزدیک جس چیز کے ناپاک ہونے پر فقہاء کا اتفاق ہو وہ نجاست غلیظہ ہے، اور جس کی بابت اختلاف ہو، وہ نجاست خفیفہ ہے۔ (۳)

نجاست غلیظہ کا حکم

نجاست غلیظہ اور خفیفہ میں حکم کے اعتبار سے فرق یہ ہے کہ نجاست غلیظہ کی مقدار درہم ہی معاف ہے، یعنی اگر ایک درہم کی مقدار تک کپڑے یا جسم میں نجاست لگی ہو تو اس میں نماز پڑھنے کی گنجائش ہے، ”گنجائش“ سے مراد یہ ہے کہ کرہت پھر بھی پاتی رہے گی، اگر مقدار درہم نجاست ہو تب تو اس کے ساتھ نماز ادا کرنا بلا جہار مکروہ تحریمی ہے، اگر مقدار درہم سے کم ہے اور نماز میں داخل ہونے کے بعد نظر پڑی اور وقت میں اتنی گنجائش ہے کہ ناپاکی کو دھو کر دوبارہ نماز پڑھ سکتا ہے تو دھو کر دوبارہ نماز ادا کر لینا ہی بہتر ہے۔

پھر مقدار درہم سے کیا مراد ہے؟ اس میں بھی اختلاف ہے، ایک درہم کا وزن یا ایک درہم کی پیمائش؟ دونوں طرح کے اقوال موجود ہیں، علامہ ہندواہی نے اس کو ترجیح دیا ہے کہ اگر نجاست رقیق ہو، جیسے پیشاب، تو مساحت مراد ہے، اور اگر نجاست گاڑھی ہو تو ایک درہم کا وزن مراد ہے، بہت سے مشائخ احناف نے ہندواہی کی اس ترجیح کو پسند کیا ہے، زیلعیؒ، ابن ہمام اور کاسانی وغیرہ بھی اسی طرف رجحان رکھتے ہیں، (۴) — واضح ہو کہ اس میں درہم سے بڑا درہم مراد ہے جو ایک مثقال یعنی بیس قیراط کا ہو، (۵) اور ایک درہم کی مساحت سے اگلیوں کے جوڑ کے حصہ کو الگ کرنے کے بعد ہتھیلی کا حصہ گویا ہتھیلی کی گہرائی والا حصہ مراد ہے۔ (۶)

نجاست خفیفہ کا حکم

نجاست خفیفہ ایک چوتھائی معاف ہے، یعنی اس کے ساتھ نماز ادا ہو سکتی ہے، یہی قول صحیح ہے، گو اس بارے میں امام ابو حنیفہؒ

(۲) ہندیہ ۳۳۱

(۳) البحر الرائق ۲۸۸/۱

(۶) البحر الرائق ۲۲۹/۱، مصدر مع ۲۱۷/۱

(۱) ہندیہ ۳۲۱-۳۲۲

(۲) دیکھئے ہدایۃ مع الفہم ۲۵۱-۲۵۲

(۵) حوالہ سابق، ہدایۃ مع الفہم ۲۵۱

پیشاب ناپاک ہیں، اس پر سکھوں کا اتفاق ہے، جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہو، ان کا پیشاب امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ناپاک اور امام محمدؒ اور بعض دیگر فقہاء کے نزدیک پاک ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک ازراہ علاج اس کا استہساں جائز ہے، (تفصیل کے لئے دیکھئے بوس، حیوان) — جانوروں کا پانچ نہ بھی حنفیہ اور اکثر فقہاء کے نزدیک ناپاک ہے، خواہ ان کا گوشت کھایا جاتا ہو یا نہ کھایا جاتا ہو، امام مالکؒ و حنفیہ میں امام زفرؒ کے نزدیک جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہو ان کا پانچ نہ بھی پاک ہے۔

یہ پرنڈے جو فضاء میں بیٹ کرتے ہوں اور ان کا گوشت کھایا جاتا ہو جیسے کبوتر، گویے وغیرہ، ان کی بیٹ حنفیہ کے نزدیک پاک ہے، اور شوافع کے نزدیک ناپاک، اور جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا جیسے چیل، شاہین، ان کی بیٹ بھی امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک پاک اور امام محمدؒ کے نزدیک ناپاک ہے، لبتہ جو پرنڈے زمین میں بیٹ کرتے ہوں جیسے مرغی اور بکری وغیرہ، تو ان کی بیٹ ناپاک ہے۔

(۳) وہ مردار جس میں بہتا ہوا خون ہو۔ جس مردار میں بہتا ہوا خون (دم ساکل) نہ ہو وہ ناپاک نہیں جیسے، چمچر، کھٹی، بھڑ وغیرہ، اسی طرح مردار کے جن اعضاء میں خون نہ پایا جاتا ہو جیسے ہڈی، ہینگ، دانت، کھر، باں وغیرہ، یہ بھی حنفیہ کے نزدیک ناپاک نہیں، بعض فقہاء کے نزدیک تمام مردار اور ان کے تمام اجزاء ناپاک ہیں۔

(۴) سوز اپنے تمام اجزاء کے ساتھ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ناپاک ہے اور اسی لئے وہ "نجس العین" کہلاتا ہے۔

(۵) کتے کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ نجس العین

سے مختلف اقوال منقول ہیں، (۱) — تاہم اس میں اختلاف ہے کہ ایک چوتھائی سے کیا مراد ہے؟ اس مسئلہ میں تین قول ہیں ایک یہ کہ جسم یا کپڑے کے جس عضو میں نجاست لگی ہو اس کا ایک چوتھائی جیسے آستین میں لگی ہو تو آستین کا چوتھائی، راسن میں لگی ہو تو دامن کا چوتھائی، بہت سے مشائخ حنفیہ اس کے قائل ہیں اور تبیین المحتائق میں اسی پر فتویٰ دیا گیا ہے، شامی کا رجحان بھی اسی طرف معصوم ہوتا ہے، دوسری رائے یہ ہے کہ پورے کپڑے اور پورے بدن کا چوتھائی مراد ہے، علامہ سرخسیؒ نے اس کو ترجیح دیا ہے، تیسری رائے یہ ہے کہ کم سے کم جتنے کپڑے میں نماز درست ہو سکتی ہے جیسے تہبند اس کا چوتھائی مراد ہے۔ (۲)

تاہم نجاست غلیظہ اور خفیہ کے حکم میں یہ فرق کپڑا، جسم اور سی طرح کی جامہ چیزوں کے بارے میں ہے، پانی میں نجاست غلیظہ گرے یا نجاست خفیہ، دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔ (۳)

مختلف نجاستیں

عدد کا ساٹی نے اپنے ذوق خاص کے مطابق نجاست کی مختلف قسموں کا ذکر کر کے نجاستوں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے جس کا خلاصہ اس طرح ہے

(۱) انسانی جسم سے نکلنے والی وہ تمام چیزیں جن سے وضو یا غسل واجب ہو جاتا ہے ناپاک ہیں اور وہ یہ ہیں پیشاب، پانچانہ، ودی، مذی، منی، حیض و نفاس اور استحاضہ کا خون، بہتا ہوا خون، پیپ اور منہ بھرتے، ان میں صرف منی کی بابت اختلاف ہے کہ شوافع کے نزدیک یہ پاک ہے۔

(۲) حیوانات کے جسم سے نکلنے والے فضلات، پیشاب، پانچانہ — جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ہو ان کے

ہے یا نہیں؟ لیکن قول صحیح اس کا نسخہ الحین نہ ہوتا ہے۔

(۶) کہ، سور اور زندہ جانوروں کا جھوٹا بھی ناپاک ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے: سور)

(۷) شراب بھی ناپاک ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے

”رجس“ یعنی نجس قرار دیا ہے۔

(۸) نجاست حقیقی کا دھون (غسالہ) بھی ناپاک ہے،

نجاست حکمیہ کا دھون جسے ما، مستعمل کہتے ہیں صحیح تر قول کے

مطابق ناپاک نہیں۔ (۱) (دیکھئے غسالہ، ماء)

نجاست دور کرنے کے ذرائع

نجاست حکمی یعنی حدت کا ازالہ تو صرف پانی ہی سے ہو سکتا

ہے کسی اور چیز سے نہیں، یعنی وضوء و غسل کے لئے پانی ہی ضروری

ہے، البتہ اگر پانی موجود نہ ہو یا موجود ہو لیکن کسی وجہ سے اس کے

استعمال کرنے پر قادر نہ ہو، تو مٹی اور جنس ارض سے تیمم کیا جاسکتا

ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے وضوء، غسل، تیمم)

لیکن نجاست حقیقی کے ازالہ کے لئے مختلف ذرائع ہیں اور وہ

اس طرح ہیں

(۱) پانی میٹھا ہو یا کھار۔

(۲) ہر ایسی بننے والی پاک چیز جس سے نجاست کو زائل

کرنا ممکن ہو، جیسے سرکہ، عرق گلاب وغیرہ جس کو نچوڑا جاسکتا ہو، جو

چیزیں پوری طرح نچوڑی نہ جاسکتی ہوں جیسے تیل، ان سے

نجاست کا ازالہ نہیں ہو سکتا۔

(۳) مسح یعنی پونچھنا — تلو اور چھڑی، آئینہ اور ان جیسی

بیزوں پر نجاست لگ جائے، خواہ نجاست ذی جرم ہو یا غیر ذی جرم،

یعنی جسامت والی ہو یا نہ ہو، پونچھنے سے پاک ہو جاتی ہیں۔

(۴) فرک یعنی کھرچنا — گاڑھا، خشک مادہ منویہ یا اس

طرح کی کوئی ایسی نجاست ہو تو کھرچنے اور رگڑنے کی وجہ سے

پاک کی حاصل ہو جاتی ہے، جو نجاستیں جسامت والی نہ ہوں، جیسے

پیشاب اور شراب، تو وہ دھونے سے پاک ہوگی، لیکن اگر اس پر مٹی

ڈال دی جائے اور وہ مٹی کے ساتھ جذب ہو جائے پھر وہ مٹی

کھرچ دی جائے تو یہ اس کی پاک کی لئے کافی ہے، چرمی سوزے

میں گر پانچا نہ یا لید لگ جائے تو اس کو بھی کھرچ دینا کافی ہے۔

(۵) خشک ہو جانا اور اثر نجاست کا دور ہو جانا بعض اشیاء

میں پاک کی کا سبب ہے مثلاً زمین پر پیشاب تھا، زمین خشک ہوگئی اور

نجاست کا اثر دور ہو گیا تو اس پر نماز ادا کی جاسکتی ہے، البتہ اس پر

تیمم کرنا درست نہیں، زمین دھوپ کی وجہ سے خشک ہوئی ہو یا آگ

کی وجہ سے یا ہوا کی وجہ سے، سب کا حکم یہی ہے، اسی طرح جو

چیزیں زمین میں لگی ہوئی ہوں اور اس سے پیوست ہوں جیسے:

دیواریں، درخت، بانس، ان کا بھی یہی حکم ہے، لیکن جب درخت

یا بانس کاٹ لیا جائے تو پھر ان کو دھونا ضروری ہوگا، اینٹ اگر کچھی

ہوئی ہو تو وہ زمین کے حکم میں ہے اور رکھی ہوئی ہو کہ ایک جگہ سے

دوسری جگہ اس کا منتقل کرنا ممکن ہو تو پھر اس کو دھونا ضروری ہوگا،

یہی حکم پتھر کا بھی ہے۔

اگر زمین خشک ہوگئی، پھر دوبارہ اس پر پانی آگیا تو کیا زمین

کے تر ہونے سے ناپاک لوٹ آئیگی؟ اس میں اختلاف ہے، لیکن

صحیح تر قویٰ یہی ہے کہ ناپاک نہیں لوٹے گی۔

(۶) جلانا بھی پاک کرنے کا ایک ذریعہ ہے، چنانچہ اگر

جانور کے یا خود انسان کے فضلے جلا کر راکھ کر دیئے جائیں تو امام محمدؒ

کے نزدیک پاک ہو جائے گا، اور اسی پر فتویٰ ہے، اسی طرح بکری

کے سر کا حصہ خون میں لت پت تھا اس کو آگ میں ڈال دیا گیا یہاں

تک کہ خون جل گیا تو اب وہ پاک شمار کیا جائے گا، ناپاک پانی سے

ہے کیونکہ کاغذ علم کے نشر و اشاعت کا ذریعہ ہے، لہذا اس کے حرام کا تقاضہ ہے کہ اس کو ایسے مواقع پر استعمال نہ کیا جائے، فقہاء نے اس کی ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ کاغذ میں بہت چکنائٹ ہوتی ہے اس لئے اس سے لڑی طرح نجاست کا ازالہ دشوار ہے۔ (۲)

لیکن آج کل جو کاغذ خاص اسی مقصد کے لئے تیار کیا جاتا ہے نہ وہ تحریر و کتابت کے لائق ہوتا ہے، اور نہ چکنا، اس لیے اس کے استعمال میں کوئی قحاحت نظر نہیں آتی، ظاہر ہے کہ استنجاء میں کاغذ کے استعمال کا حکم وہی ہوگا جو ڈھیلوں کے استعمال کا ہے، یعنی نجاست کا کھل ازالہ اس سے نہ ہوگا، بلکہ نجاست میں صرف کی واقع ہوگی اور چونکہ نجاست کی معمولی مقدار معاف ہے، اس لئے ایسے شخص کی نماز درست ہو جائیگی لیکن اگر وہ پانی کی معمولی مقدار (۱۰۰ گلیل) میں اتر جائے تو پانی ناپاک ہو جائے گا، اس لئے کہ، قلیل نجاست کی معمولی مقدار سے بھی ناپاک ہو جاتا ہے۔ ولذا علم

نجاست حقیقی و حکمی میں پاک کرنے کے اعتبار سے فرق

مذکورہ سطور سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ نجاست حکمی یعنی حدث و جنابت اور نجاست حقیقی میں کیا فرق ہے؟ — ایک فرق تو یہ ہے کہ نجاست حکمی کے ازالہ کے لئے پانی ہی ہونا ضروری ہے، اور نجاست حقیقی پانی کے علاوہ ہر بہتی ہوئی چیز سے بھی دھوی جاسکتی ہے، نیز بعض صورتوں میں دھونے کے بجائے پونچھنے، خشک ہو جانے اور اس طرح کی بعض دوسری صورتوں کے ذریعے بھی نجاست کا ازالہ ہو جاتا ہے، دوسرے نجاست حکمی کو دور کرنے کے لئے ایک دفعہ دھونا کافی ہے و ضوہ ہو یا غسل، لیکن نجاست حقیقی کی بعض ایسی صورتیں بھی ہیں کہ جن میں تین بار دھونا ضروری ہے، اس سلسلہ میں تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔ (۳)

مٹی کا برتن تیار کیا گیا اور ابے آگ میں پکایا گیا تو اب برتن پاک سمجھا جائے گا، نور کو ناپاک پانی سے پونچھ گیا پھر سلگایا گیا، آگ کی گرمی سے تراوٹ ختم ہوگئی تو اب اس میں ردنی پکانا درست ہوگا۔

(۷) پاک کرنے کے طریقوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی ناپاک شے میں ایسا تغیر پیدا ہو کہ اس کی حقیقت ہی بدل جائے فقہ کی اصطلاح میں اس کو استمالہ کہتے ہیں۔ (دیکھئے استمالہ)

۸-۱۰) پاک کرنے کے طریقوں میں چڑے کو دباغت دینا اور جانور کو شرعی طریقہ پر ذبح کرنا بھی ہے، (تفصیل کے لئے دیکھئے دباغت، ذکاۃ) — اسی طرح ایک صورت پانی نکالنے کی ہے کہ پانی کی ایک متعینہ مقدار نکالنے سے کواں پاک ہو جاتا ہے۔ (۱)

(کنویں کی پکی اور ناپکی کے احکام کے لئے ملاحظہ ہو بشر)

پٹرول سے نجاست کا ازالہ

سج کل بعض اشیاء کے دھونے میں پٹروں کا استعمال کیا جاتا ہے، چونکہ یہ بھی ایک بہتی ہوئی چیز ہے اور اس میں دوسری چیزوں کے اثر کو زائل کرنے کی غیر معمولی صلاحیت موجود ہے، یہاں تک کہ بعض رنگ جو پانی سے دور نہیں ہوتا، پٹرول سے وہ بھی دور ہو جاتے ہیں، اس لئے پٹرول بھی نجاست کو زائل کرنے کے لئے کافی ہے۔

کاغذ سے استنجاء

اسی طرح فی زمانہ ایسے کاغذ بھی تیار کئے جاتے ہیں جن کا مقصد آرائش کو دور کرنا ہے اور استنجاء کے لئے بھی ان کا استعمال کیا جاتا ہے، نجاست حقیقی اگر کاغذ کے استعمال سے دور ہو جائے تو اس کا استعمال بھی کافی ہوگا، فقہاء نے کاغذ سے استنجاء کو مکروہ قرار دیا

نخش

یہ لفظ ”ن“ پر زبر اور ”ج“ پر جزم کے ساتھ ہے۔ اصطلاح میں نخش یہ ہے کہ کسی چیز کو خریدنے کا ارادہ نہ ہو، لیکن بڑھا کر قیمت بولی جائے، ان سرید فی ثمن سلعة ولا رعبۃ لک فی شراءھا (۳) اس کا مقصد چونکہ دھوکہ دینا ہے، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

(تفصیل لفظ بیع کے تحت چکی ہے)



لغت میں ”نخر“ قدوہ پہننے کی جگہ کو کہتے ہیں، فقہاء کی اصطلاح میں گردن اور سینے کے درمیان اونٹ کی شہرگ پر میزہ مارنے کو نخر کہا جاتا ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے ذبح)

نخامہ، نخامہ (بنغم اور ریٹ)

نخامہ اور نخامہ ”ن“ کے پیش کے ساتھ ہے، اس کے معنی بنغم اور ریٹ کے ہیں، (۴) اسی معنی میں عربی زبان کا لفظ ”نخامہ“ بھی آتا ہے۔

ابن ابی شیبہؒ نے ابراہیم نخعیؒ سے نقل کیا ہے کہ بنغم ناپاک ہے اور ابن حزمؒ کی روایت ہے کہ سمان ذریؒ نے ابراہیم نخعیؒ کا خیال تھا کہ لعاب جب منہ سے باہر آجائے تو ناپاک ہو جاتا ہے، (۵) تو ظاہر ہے کہ یہی حکم ن حضرت کے نزدیک بنغم کا بھی ہوگا، لیکن جمہور فقہاء انسان کے بنغم اور تھوک کو پاک قرار دیتے ہیں، بلکہ بعض نے تو اس پر جماع کا دعویٰ کیا ہے، (۶) — اس کا پاک ہونا ظاہر ہے، کیونکہ اس میں کسی نجاست کی آمیزش نہیں ہوتی اور جب تک نجاست کی آمیزش نہ ہو انسانی جسم سے باہر آنے والی چیز

یہ تفصیل حنفیہ کی رائے پر ہے، مالکیہ اور شوافع کے نزدیک نجاست حقیقی کے ارالہ کے لئے بھی پانی ہی کا استعمال ضروری ہے، امام احمدؒ سے دونوں طرح کی روایتیں منقول ہیں۔ (۱)

کیا پانی کے لئے نجاست پر پانی ڈالنا ضروری ہے؟

جیسا کہ مذکور ہو ناپاک چیز کو پاک کرنے کا اصل اور بنیادی طریقہ دھونا ہے، اس سلسلہ میں یہ وضاحت قابل ذکر ہے کہ ناپاک چیز کو دھونے کی ایک صورت تو یہ ہے کہ بہتے ہوئے پانی میں دھویا جائے، دوسری صورت یہ ہے کہ خود اس پر پانی بہایا جائے، یہ دونوں صورتیں بالاتفاق درست ہیں، مگر پانی کی مقدار فقہاء کی اصطلاح کے مطابق کثیر ہو جیسے بڑے تاداب یا حوض تو یہ بھی جاری پانی ہی کے حکم میں ہے، اس لئے پاک کرنے کا یہ طریقہ بھی بالاتفاق درست ہوگا۔

لیکن ختلاف اس صورت میں ہے جب کپڑے برتن میں دھوئے جائیں یا خود انسان کے جسم میں نجاست لگی ہو اور لب میں یکے بعد دیگرے غسل کیا تو تیسرے برتن اور لب کے بعد پاکی حاصل ہوگئی، ظاہر ہے کہ یہی حکم اس صورت میں بھی ہوگا جب ایک نئی برتن میں تیس بار اس طرح دھوئے کہ پچھلا پانی پھینک دے اور نیا پانی استعمال میں لائے۔

امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس صورت میں پاکی حاصل نہیں ہوگی، ان کے نزدیک ناپاک کپڑوں یا بدن میں لگی ہوئی ناپاکی کو اس وقت تک دور ہی نہیں کیا جاسکتا، جب تک اس پر پانی نہ ڈال جائے، امام ابو یوسفؒ کی رائے میں جو مشقت ہے وہ ظاہر ہے اسی لئے امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کی رائے رائج ہے۔ (۲)

(۲) دیکھئے مدائع الصدق ۸/۱

(۳) القاموس محیط ۳۳۳

(۶) حوالہ سابق

(۱) الإقصاص ۶۰

(۳) دستور النماء ۳۹۶/۲

(۵) فتح مبری ۴۲۱

پاک ہی تصور کی جائیگی، امام بخاریؒ نے اس پر صلح حدیبیہ کے اس واقعہ سے استدلال کیا ہے جس میں ذکر آیا ہے کہ آپ ﷺ جب بھی ناک صاف کرتے تھے اس کو زمین پر گرنے نہ دیتے اور اپنے ہاتھوں میں لے کر چہرے اور جسم پر سے مل لیتے۔ (۱)

روزہ کی حالت میں بلغم نکل لے

اگر بلغم منہ سے باہر آجائے اور پھر کوئی شخص اسے نگل جائے تب تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا، جیسے کہ فقہاء نے اپنے یا دوسرے کا تھوک چائے کا تخم بیان کیا ہے اور اگر ابھی بلغم اندر ہی ہو جیسے ناک میں سم گیا پھر آدمی نے سانس لے کر کھینچا اور بلغم حلق میں داخل ہو گیا تو اس کی وجہ سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ (۲)

(مزید دیکھئے بلغم)

نَدَب

نَدَب کے اصل معنی پکارنے اور میت پر رونے کے ہیں، علماء اصول کی اصطلاح میں نَدَب ایک حکم شرعی ہے جسے مندوب اور مستحب کے لفظ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے علم)

نَذْر

نذر کے لغوی معنی کسی چیز کو واجب اور لازم کرینے کے ہیں، (۳) عربی زبان میں اس کی جمع 'نذور' اور 'نذر' (ن اور 'ذ' کے پیش کے ساتھ) آتی ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں کسی مباح کام کو اللہ تعالیٰ کی تعظیم و اجلاس کی نیت سے اپنے اوپر واجب کر لینا "نذر" ہے۔ (۴)

نذر کے مشروع اور معتبر ہونے کی دلیل قرآن و حدیث اور اجماع ہے، قرآن میں ایک سے زیادہ مواقع پر نذر کو پورا کرنے کا ذکر ہے، (نذر ۷۷، ج ۲۹) — جو اللہ کی فرماں برداری کی نذر مانے تو اسے نذر پوری کرنی چاہئے اور جو نافرمانی کی نذر مانے تو اسے نافرمانی نہیں کرنی چاہئے، من سئل ان یطیع اللہ فلیطعه ومن نذر ان یعص اللہ فلیأبعه۔ (۵)

نیز ابن قتادہؒ نے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے نذر کے صحیح ہونے اور اس کے ایفاء کے واجب ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ (۶)

ارکان

حنفیہ کے نزدیک نذر کا رکن ایک ہی ہے اور وہ ہے زبان سے صیغہ نذر کو ادا کرنا، جیسے یوں کہنا مجھ پر اللہ کیلئے یہ واجب ہے، یا کہے میرا مال اللہ کی راہ میں صدقہ ہے، وغیرہ۔ (۷) دوسرے فقہاء کے نزدیک علاوہ صیغہ نذر، نذر ماننے والا (ناذر) اور جس چیز کی نذر مانی جائے یہ تینوں چیزیں نذر کے ارکان ہیں۔ (۸)

شرائط

نذر سے متعلق شرائط تین طرح کی ہیں ایک وہ جن کا تعلق نذر ماننے والے سے ہے، دوسرے وہ جن کا تعلق اس چیز سے ہے جن کی نذر مانی جائے، تیسرے وہ جن کا تعلق خود صیغہ نذر سے ہے۔

نذر ماننے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ عاقل و بالغ اور مسلمان ہو، پاگل سمجھ دار یا نا سمجھ بچہ اور کافر کی نذر کا اعتبار نہیں، اگر کافر نے مسلمان ہونے سے پہلے کوئی نذر مانی پھر مسلمان ہو گیا تو اس نذر کا پورا کرنا اس پر واجب نہ ہوگا، البتہ حنفیہ کے نزدیک یہ

(۲) منیہ ۲۰۲

(۱) بحاری ۲۱، عبود و المحیط ۲۲۱

(۳) دیمیہ القاموس، محیط ۶۹، حاشیہ صوری علی الشرح الصغیر ۲۳۹/۲ (۴) کتاب التعریفات ۲۶۸

(۶) المعنی ۶۷۰

(۵) بحاری ۲

(۸) الفہم الإسلامی وأدلتہ ۶۸/۳

(۷) بدائع الصنائع ۸۰۵

ضروری نہیں کہ اس شخص نے برضا و رغبت نذر مانی ہو، اگر اس نے جبر و اکراہ کے تحت نذر مانی تب بھی نذر منعقد ہو جائے گی۔ (۱)

نذر مانی ہوئی شئی سے متعلق شرطیں

جس چیز کی نذر مانی جائے اس سے متعلق شرطیں یہ ہیں

(۱) شراب اس کا وجود ممکن ہو، اگر کسی شخص نے رات میں روزہ رکھنے کی نذر مانی، یا کسی عورت نے زمانہ حیض میں روزہ کی نذر مانی تو نذر منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ رات میں اور حیض کی حالت میں شرعاً روزہ ہوئی نہیں سکتا، علامہ ابن نجیم مصریؒ نے اس بات کو کسی قدر عموم کے ساتھ یوں کہا ہے کہ جس چیز کی نذر مانی جائے وہ ناممکن نہ ہو مثلاً یوں کہا جائے میں کل گزشتہ کے روزہ یا ماہ گزشتہ کے احکام کی نذر مانتا ہوں یا ایسی نذر بھی غیر معتبر ہے۔ (۲)

(۲) یہ بھی ضروری ہے کہ وہ عبادت اور اللہ تعالیٰ سے تقرب کا ذریعہ ہو۔

معصیت کی نذر صحیح نہیں، جیسے کوئی شخص شراب پینے یا کسی ایسے شخص کو قتل کرنے کی نذر مانے جس کا قتل جائز نہیں، تو یہ نذر بھی صحیح نہیں، اس لئے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی نافرمانی کی نذر درست نہیں، لا سدر فی معصیۃ اللہ۔ (۳) — اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ اس کی نذر پوری نہیں کی جائے گی، البتہ حنفیہ اور حنبلیہ کے نزدیک اس صورت میں نذر ماننے والے کو کفارہ قسم ادا کرنا پڑے گا، (۴) کیونکہ حضرت عائشہؓ سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا معصیت میں نذر کا اعتبار نہیں اور اس کا کفارہ کفارہ یحییٰ ہے، لا نذر فی معصیۃ و کفارۃ یحییٰ۔ (۵)

اسی طرح اگر کسی چیز کی نذر مانی جو شخص مباح ہے جیسے کھانا

چٹا، جوار، تو اس کا بھی اعتبار نہیں، اور ایسی صورت میں نذر منعقد نہیں ہوگی۔

(۳) یہ بھی ضروری ہے کہ جس بات کی نذر مانی جائے وہ عبادت مقصودہ کا درجہ رکھتی ہو، جیسے نماز، روزہ، حج، عمرہ، اعتکاف، قربانی، وغیرہ، جو چیزیں عبادت مقصودہ کا درجہ نہیں رکھتیں، جیسے مریضوں کی عیادت، جنازہ کے ساتھ چلنا، وضو و غسل، مسجد میں داخل ہونا، مصحف قرآنی کو چھونا اور اذان وغیرہ، ان کی نذر معتبر نہیں۔ شوافع کے نزدیک ایسی نیکی کی نذر ماننا بھی درست ہے جو آدمی پر مستقل طور پر واجب نہیں، جیسے مریض کی عیادت، جنازہ کی مشیعت اور سداغ وغیرہ۔ (۶)

اس سلسلہ میں فقہاء کے یہاں یہ بات متفق علیہ ہے کہ ان تمام اعمال کی نذر معتبر ہے جن کی جنس آدمی پر واجب ہوتی ہے، جیسے نماز، روزہ، حج، صدقہ، اس میں ایک شبہ اعتکاف کے سلسلہ میں ہوتا ہے کہ بظاہر اعتکاف کی جنس واجب نہیں، لیکن اہل علم کا خیال ہے کہ اعتکاف ایک ہی جگہ پر کے رہنے کا نام ہے جس کی جنس نماز میں قعدۂ اخیرہ اور حج میں وقوف عرفہ ہے، اور یہ دونوں فرض ہیں، اس لئے اعتکاف کی نذر بھی بالاتفاق معتبر ہے۔

(۴) یہ بھی ضروری ہے کہ جس چیز کی نذر مان رہا ہے نذر ماننے کے وقت وہ اس کی ملکیت میں ہو یا نذر مانی ہی ہو ملکیت کی شرط کے ساتھ یعنی اگر کوئی شخص مثلاً بکری کا مالک نہ ہو اور کسی متعین بکری کی نذر مان لے جو دوسرے کی ملکیت میں ہو کہ فلاں بکری صدقہ ہے، تو اس کا اعتبار نہیں، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی جس چیز کا مالک نہ ہو اس کی نذر ماننے کا اعتبار نہیں، لا نذر

(۲) البحر الرائق ۲/۲۹۴

(۳) المعنی ۱۹۰، البحر الرائق ۲/۲۹۴

(۴) مسند احمد عن عائشہ

(۵) دیکھئے البحر الرائق ۲/۲۹۴، معنی المحتاج ۳/۳۷۰

(۱) مدائع الصنائع ۵/۸۲

(۲) مسلم عن عمران بن حصین حدیث نمبر ۱۶۴۱

(۳) ابوداؤد، باب من رأى علیہ کفارہ فاکل فی معصیۃ، حدیث نمبر ۳۴۹۰

(۴) الفقہ الاسلامی وادلہ ۳/۴۱

فیما لا یملکہ ابن آدم، (۱) اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے۔

البتہ اگر یوں نذر مانے کہ اگر میں غدر بکری کا مالک ہو گیا تو وہ اللہ کے راستہ میں صدقہ ہے، امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس صورت میں نذر منعقد ہو جائے گی اور جب بھی وہ بکری اس کی ملکیت میں آئے گی نذر کی تکمیل واجب ہوگی، یہ حنفیہ کی رائے ہے اور ان کا استدلال قرآن کریم کی اس آیت سے ہے

وَمِمَّنْ مِّنْ عَهْدِ اللَّهِ لِنَاسٍ مِّنْهُمْ

لَمَصَدَقٍ وَلَكُلٍّ مِّنَ الصَّالِحِينَ (تو۔ ۷۵)

لوگوں میں بعض وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد و

پیمانہ کیا کہ اگر اللہ اپنے فضل سے کچھ عطایت

کے تو ہم ضرور تصدیق کریں گے اور ضرور

نیک لوگوں میں ہوں گے۔

پھر آگے اللہ تعالیٰ نے ان کی عہد شکنی کی مذمت فرمائی (تو۔

۷۷-۷۶)۔ یہی رائے مالکیہ کی بھی ہے، (۲) شوافع کے نزدیک

ایک نذر معتبر نہیں کیونکہ یہ ارشاد نبوی ﷺ لَانْذَرُ فِيمَا لَا يَمْلِكُهُ

ابن آدم، (آوی جس چیز کا مالک نہ ہو، اس کی نذر معتبر نہیں)

کے دائرہ میں آتی ہے۔ (۳)

(۵) جس چیز کی نذر مانی جا رہی ہو وہ پہلے ہی سے فرض

عین یا فرض کفایہ یا واجب عین یا واجب کفایہ نہ ہو، اس لئے نماز

بخجائے نہ نماز جنازہ، وتر، صدقۃ الفطر اور مردہ کی تجنیز و تکفین کی نذر

معتبر نہیں، کیونکہ یہ تو پہلے ہی سے فرض یا واجب ہیں۔ (۴)

ممنوعہ اوقات میں عبادت کی نذر

اگر ایسے وقت عبادت کو انجام دینے کی نذر مانی جائے جس

وقت کو شریعت نے اس عبادت کے لئے ناپسند کیا ہے، جیسے عید الفطر کے دن یا ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی نذر، تو حنفیہ کے نزدیک یہ نذر معتبر ہوگی، البتہ اس پر واجب ہے کہ وہ اس دن روزہ نہ رکھے اور دوسرے دنوں میں اس کی قضاء کر لے، حنفیہ میں امام زقر نیز دوسرے فقہاء کے نزدیک ایسی نذر کا سرے سے کوئی اعتبار نہیں، نہ اس دن روزہ رکھے اور نہ دوسرے دن۔ (۵)

بیٹے کی قربانی کی نذر

اگر کسی شخص نے اپنے بیٹے یا کسی انسان کی قربانی کی نذر مان لی تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نذر تو منعقد ہو جائیگی، لیکن بجائے نذر کے کسی جانور کی قربانی واجب ہوگی، اونٹ کی قربانی افضل سے درجہ گائے کی پھر بکری کی، یہ رائے امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کی ہے، امام ابو یوسفؒ، امام زقر اور امام شافعیؒ کے نزدیک یہ نذر غیر معتبر ہے۔ (۶)

پیدل حج کرنے کی نذر

اگر کسی شخص نے پیدل حج کرنے کی نذر مانی تو یہ نذر معتبر ہے اور اس پر اتفاق ہے، کیونکہ پیدل حج کرنے میں اجر و ثواب زیادہ ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے پیدل حج کیا اس کو ہر قدم کے بدلہ حرم کی نیکیوں میں سے ایک نیکی حاصل ہوگی، دریافت کیا گیا کہ حرم کی نیکیوں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک نیکی دس کروڑ نیکیوں کے برابر، (۷)۔ البتہ اگر پیدل چلنے میں مشقت ہو تو اس بات کی گنجائش ہے کہ سواری کا استعمال کریں، اور نذر پوری نہ کرنے کی وجہ سے کم سے کم بکری کی قربانی دے دیں، (۸) یہی رائے شوافع و مالکیہ کی بھی ہے، البتہ ان فقہاء کے نزدیک

(۲) دیکھئے الشرح الصغیر ۲/۲۳۳

(۳) ملخص ر بدائع الصنائع ۵/۹۰-۸۴

(۴) بدائع الصنائع ۵/۸۵

(۸) بدائع الصنائع ۵/۸۴

(۱) ابن ماجہ، حدیث نمبر ۲۲۴، باب الدر فی المعصیۃ

(۲) "فقہ الإسلامی وأدلته" ۲/۷۴

(۵) فیہ بدائع الصنائع ۵/۸۳، رحمة الأمة ۱۵۳

(۷) صحیح ابن حریبہ ۲۳۴/۳، مگر یہ روایت ضعیف ہے

ہے، کسی ایسی بات سے مشروط نذر جو معصیت کی نہ ہو جیسے اگر میں شفا یاب ہو جاؤں تو مجھ پر صدقہ ہے، کے بارے میں مالکیہ کے یہاں اختلاف ہے، علامہ ردوئہ، علامہ باجی اور ابن شاش کے نزدیک مکروہ ہے، اور ابن رشد کے نزدیک مباح، اس نذر جو کسی عمل طاعت میں تکرار کا تقاضہ کرتی ہو، جیسے کہا جائے کہ میں ہر جمعرات کے رازہ کی نذر ماننا ہوں، تو یہ مکروہ ہے۔ (۷)

منازلہ کے نزدیک نذر مستحب نہیں، بلکہ مکروہ تہذیبی ہے، (۸) کیونکہ آپ ﷺ نے نذر کو پسند نہیں فرمایا اور رشاد فرمایا کہ نذر سے تقدیر نہیں بدلتی بلکہ یہ بخیل سے دل نکلوانے کا ذریعہ ہے، (۹) شوافع کا انہوں بھی کراہیت ہی کا ہے، البتہ امام نووی اور امام غزالی اور بعض مشائخ شافعیہ استحباب کے قائل ہیں۔ (۱۰)

نذر کا اثر

نذر پر کیا اثر مرتب ہوگا؟ اس سلسلہ میں حنفیہ کے یہاں یہ تفصیل ہے کہ اگر کسی متعین بات کی نذر مانی گئی ہو تو چاہے نذر مطلق ہو، جیسے کہا جائے کہ ”میں اللہ کے لئے حج کی نذر ماننا ہوں“ یا نذر مشروط ہو جیسے یوں کہے کہ اگر میں بیماری سے شفا یاب ہو گیا تو میں ایک ہزار روپے صدقہ کرونگا، ہر دو صورت میں جس چیز کی نذر مانی ہے، اس کو پورا کرنا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نذر کو پورا کرنے کا حکم فرمایا ہے ولیلو لواءہم (ن ۲۹) اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانی اسے نذر پوری کرنی چاہئے من بدر ان یطیع اللہ فلیطعمہ (۱۱) نیز اس پر امت کا اجماع و اتفاق ہے۔

اونٹ بنی کی قربانی ضروری ہوگی، (۱) امام احمد کا بھی ایک قول اسی طرح کا ہے، لیکن قوی مشہور یہ ہے کہ اس کو قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا، (۲) ابن عمر نے اس حدیث کو پیش نظر رکھا ہے، کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے حضور سے اپنی بہن کے بارے میں پوچھا جنہوں نے پیدل کعبہ جانے کی نذر مانی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس نذر سے بے نیاز ہے، سے چاہئے کہ سوار ہو اور اونٹ کی قربانی دے، (۳) اور مستدرک حاکم کی روایت میں اونٹ کی تعیین نہیں ہے، بدہ مطلق قربانی کا ذکر ہے۔ (۴)

نذر میں استثناء

نذر کے اصل رکن یعنی صیغہ و تعبیر سے متعلق شرط یہ ہے کہ استثناء کے ذریعہ کلام کو بے اثر نہ کر دیا جائے، (۵) چنانچہ اگر کوئی شخص صیغہ نذر کے ساتھ انشاء اللہ کہے، مثلاً مجھ پر چار رکعت نماز ہے انشاء اللہ، تو یہ انشاء اللہ کا کلہ فقہاء کی اصطلاح میں استثناء تعطیل ہے یعنی کلام سابق کو بے اثر کر دیتا ہے۔

نذر ماننے کا حکم

نذر سے متعلق حکم کی بابت بنیادی طور پر دو پہلو ہیں اول یہ کہ خود نذر ماننا کیسا مکمل ہے؟ مستحب ہے؟ مکروہ ہے؟ یا محض مباح ہے؟ دوسرے نذر ماننے کے بعد کیا اثر مرتب ہوتا ہے؟ اور کن صورتوں میں نذر کو پورا کرنا یا کفارہ ادا کرنا واجب ہوتا ہے؟ پہلے مسئلہ میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، حنفیہ کے نزدیک ایسی باتوں کی نذر ماننا جن کا شرط طاعت میں ہے مباح ہے، نذر مطلق ہو یا مشروط، (۶) مالکیہ کے نزدیک نذر مطلق مستحب

(۱) المہذب ۹۶۲۲ الشرح الصغیر ۲۵۸۰۲

(۲) صحیح ابن جریر ۳۷۷

(۳) بدائع ص ۹۷۵

(۴) بدائع ص ۹۲-۹۱

(۵) مجمع الشرح الصغیر ۲۵۲۲۲ حاشیہ ص ۲۵۲۲

(۶) بحری حدیث ص ۲۶۹۳ باب الوعد والعدول

(۲) المعنی ۳۰۷

(۳) مجمع الشرح ص ۳۰۵۰۳

(۴) بحری حدیث ص ۲۶۹۶

(۵) الفقہ الاسلامی وأدلتہ ۴۷۳۳

(۶) المعنی ۱۰۷

البتہ اگر کسی شخص نے نذر کو ایسی بات کے ساتھ مشروط کیا کہ وہ اس کے وقوع کو نہیں چاہتا ہو، مثلاً کسی نے غصہ میں کہہ دیا کہ ”اگر فلاں سے بات کروں تو مجھ پر اس ہزار روپیہ صدقہ“ حالانکہ وہ چاہتا ہے کہ اس سے بات کرے۔ اس صورت کو فقہاء شوافع ”یمن غضب“ کہتے ہیں اور شوافع کے نزدیک اس صورت میں اس کو اختیار ہے کہ یا تو جس چیز کی نذر مانی ہے اسے پورا کرے یا قسم کا کفارہ ادا کرے، امام ابو حنیفہؒ کے قول مشہور کے مطابق نذر کو پورا کرنا ضروری ہے، لیکن عبد اللہ ابن مبارکؒ اور عبد العزیز بن خالدؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے در علی بن معبدؒ نے امام محمدؒ سے نقل کیا ہے کہ ان حضرات نے اپنی رائے سے رجوع کر لیا تھا، اور اس بات کے قائل ہو گئے تھے کہ کفارہ قسم کا ادا کر دینا کافی ہے۔

اگر نذر مانی اور متعین نہیں کیا کہ کس چیز کی نذر مانا رہا ہے؟ مثلاً یوں کہا ”مجھ پر اللہ کے لئے نذر ہے“ تو اگر اس نے اپنے دس میں کسی خاص عمل جیسے نماز، روزہ، حج یا عمرہ کی نیت کی تھی تو نیت کے مطابق نذر کو پورا کرنا واجب ہوگا، اور اگر کوئی نیت تھی تو کفارہ قسم ادا کریگا، ہر دو صورت میں اگر نذر مطلق ہے تو فی اہل حائث ہو جائے گا، اور اگر کسی شرط سے متعلق ہے تو شرط کے پوری ہونے کے وقت نذر کو اسی تفصیل کے مطابق ادا کرنا واجب ہوگا۔ (۱)

نذر پوری کرنی کب واجب ہے؟

نذر کو پورا کرنا کب واجب ہوگا؟ — اس سلسلہ میں مجموعی طور پر چار صورتیں ہیں

(۱) نذر مطلق ہو نہ کوئی شرط ہو، نہ کسی جگہ اور وقت کی قید ہو، اس صورت میں فوراً ہی نذر کا وجود ہو جاتا ہے، اور وہ نذر ماننے والے کے ذمہ واجب ہو جاتی ہے۔

(۲) نذر کسی شرط سے متعلق ہو، جیسے کہا جائے کہ اگر فلاں

غائب شخص آجائے تو میں دو رکعت نماز ادا کروں گا تو جب تک شرط نہ پائی جائے بالاتفاق نذر کا ایفاء واجب نہ ہوگا، یہاں تک کہ اگر شرط کے پائے جانے سے پہلے ہی وہ اسی نیت سے دو رکعت نماز ادا کر لے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

(۳) اگر نذر کو کسی خاص جگہ سے متعلق کیا تھا مثلاً یہ کہ میں فلاں جگہ دو رکعت نماز پڑھوں گا فلاں مقام کے فقراء پر صدقہ کروں گا، تو اہم ابو حنیفہؒ کے نزدیک جگہ کی قید غیر معتبر ہے، کہیں بھی نماز پڑھ لے اور صدقہ کر دے کافی ہے، البتہ اہم زمر کے نزدیک اسی جگہ نذر کو پورا کرنا واجب ہے۔

(۴) اگر نذر کو وقت سے متعلق کیا تھا مثلاً یوں کہ ”میں رجب کا روزہ رکھوں گا، یا فلاں دن صدقہ کروں گا، تو اس صورت میں بھی وقت کی قید غیر معتبر ہے، اگر بدنی عبادات جیسے نماز اور روزہ کی نذر ہو تو وقت سے پہلے اس کی ادائیگی کافی نہیں ہوگی۔ (۲)

ادائیگی فوراً واجب ہے یا بتا خیر؟

نذر کے واجب ہونے کے بعد پھر یہ مسئلہ باقی رہ جاتا ہے کہ اس کو ادا کرنا فوراً واجب ہوگا یا بتا خیر بھی ادا کر سکتا ہے؟ فقہاء کی اصطلاح میں اس کا وجوب علی الفور ہوگا یا علی التراخی؟ — تو اگر نذر کسی وقت متعین سے متعلق ہو مثلاً کوئی شخص کہے میں کل کے روزہ کی نذر مانتا ہوں، یا کہے ماہ رجب کے روزہ کی نذر مانتا ہوں اور رجب سے پہلے روزہ نہیں رکھ پایا، تو ایسی صورت میں وقت مقررہ ہی پر روزہ رکھنا ضروری ہوگا۔

اور اگر غیر متعین وقت کی طرف نذر کی نسبت کی، جیسے نذر مانی کہ میں ایک ماہ کا روزہ رکھوں گا لیکن مہینہ متعین نہیں کیا تو کرخی کا خیال ہے کہ نذر کو فوراً پورا کرنا واجب ہے اور ابن شجاعؒ نے نقل کیا ہے کہ فوری طور پر نذر کا پورا کرنا واجب نہیں، زندگی میں

کبھی بھی اس کو ادا کر دے کافی ہے۔ (۱)

حکم کے اعتبار سے نذر کی چار صورتیں

اصولی طور پر نذر کو پورا کرنا واجب ہوتا ہے، لیکن اس کا تحقق اس بات سے بھی ہے کہ جس فعل کی نذر مانی گئی ہے وہ فعل شریعت میں مطلوب ہے یا مذموم؟ — اس اعتبار سے اہل علم نے نذر کی چار صورتیں کی ہیں

(۱) ایسی چیز کی نذر مانی گئی ہو جو اللہ تعالیٰ کی امانت کی قبیل سے ہو جیسے نماز، روزہ وغیرہ تو ایسی نذر کو پورا کرنا باہد اتفاق واجب ہے۔

(۲) جس چیز کی نذر مانی گئی ہو وہ معصیت ہو، جیسے شراب پینے کی نذر، ایسی نذر کو پورا کرنا حرام اور ترک کرنا واجب ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے، البتہ جیسا کہ اس سے پہلے مذکور ہوا، اس صورت میں کفارہ قسم ادا کرنا واجب ہوتا ہے — آج کل میلاد منعقد کرنے کی نذر مانتے ہیں یہ سب اسی حکم میں ہے اور اس کو پورا کرنا جائز نہیں، بلکہ کفارہ قسم ادا کر دینا چاہئے اور آئندہ ایسی نذر سے توبہ کرنا چاہئے۔

(۳) ایسی چیز کی نذر مانی گئی ہو جو مکروہ ہو تو اس کو پورا کرنا بھی مکروہ ہے۔

(۴) ایسی چیز کی نذر مانی گئی ہو جو شخص مباح ہے جیسے کھانا پینا، تو اس سے نذر منعقد نہیں ہوتی، چاہے تو اسے کرے یا چھوڑ دے۔ (۲)

(نذر سے متعلق یہ اصولی اور ضروری احکام ہیں، جزوی تفصیلات کے لئے ہندیہ ۱۰/۱-۲۰۸، البحر الرائق ۲/۹۸-۲۹۴ اور دوسری کتب فقہ دیکھی جاسکتی ہیں)۔

نساء (عورتیں)

”نساء“ مرآتہ کی جمع ہے نساء، نسوان (ن کے زیر کے ساتھ) ایک ہی معنی میں ہے اسی معنی میں نسوة کا غلط بھی ہے جو ”ن“ پر پیش اور زیر دونوں طرح آیا ہے، (۳) — اسد میں یوں توبہ طبقہ کے لئے رحمت بن کر آیا اور ہر ایک کو اس کی بارگاہ رحمت نے میراب کیا ہے، لیکن دو طبقات ہیں جو پیغمبر اسلام ﷺ کی ولادت یا سعادت کے وقت سب سے زیادہ مظلوم اور ستم رسیدہ تھے، خواتین اور غلام، اس لئے ان دونوں کے حالات کو سنوارنے اور سماج کے ظلم و ستم سے نجات دلانے کی آپ ﷺ نے خصوصی جدوجہد فرمائی، حجۃ الوداع کے موقع سے عام مسلمانوں سے آپ ﷺ نے آخری خطاب فرمایا، اور اس وقت بھی ان کے حقوق کا بلکہ اخیر وقت تک آپ ﷺ اس سلسلہ میں فکر مند رہے، اس لئے یہ ایک حقیقت ہے کہ سلام نے سماج میں عورت کو عزت و احترام کا مقام دیا، اس کو خاندان کی ملکہ بنایا، اس کی مستقل شخصیت کو تسلیم کیا، نکاح میں مرد کی طرح عورت کو برابر کا درجہ دیا، اسے اپنے نفس اور مال و جائداد کے بارے میں خود مختار بنایا، اسے متردک کا حق دار قرار دیا، علوم و فنون کی تحصیل اور ترقی کے مواقع عطا کئے اور حق کو سماج میں منحوس، مرد کی ملکیت، گناہ کا دروڑہ اور مرد کے لئے ایک کھلونا تصور کیا جاتا تھا اور بڑے بڑے فلاسفہ روزگار، جن کے بارے میں خیال کرتے تھے کہ ان میں انسانی روح کے بجائے انسان سے کمتر درجہ کی روح پائی جاتی ہے، اس مظلوم طبقہ کو یہ مقام دیا کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا ماں کے قدموں کے نیچے جست ہے، بیوی کے بارے میں فرمایا کہ بہتر شخص وہ ہے جس کا سلوک اپنی بیوی کے ساتھ بہتر ہو اور بیٹی کے بارے میں فرمایا کہ جو شخص محبت کے

کے مطابق اس کے بازو بھی احکام ستر سے مستثنیٰ ہیں، اور ایک قوں کے مطابق عورت کی آواز بھی قابل ستر ہے۔

د نماز کی حالت میں خواتین اپنے ہاتھوں کو کانوں تک نہیں اٹھائیں گی، نہ زور سے قرأت کریں گی، رکوع اور جعدہ میں بدن کو سمیٹ کر رکھیں گی، رکوع میں اپنی انگلیوں کو کھوں نہ رکھیں گی، سینہ پر ہاتھ باندھیں گی، عقدہ میں ٹخنوں پر ہاتھ رکھیں گی، اور "تورک" کریں گی۔

د نماز میں کوئی بات پیش آجائے تو تصفیق کریں گی یعنی ایک ہاتھ کی پشت پر دوسرا ہاتھ ماریں گی، مردوں کی طرح تسبیح نہیں پڑھیں گی۔

د خواتین کی جماعت مکروہ ہے، لیکن جماعت ربی لیس تو امام وسط میں کھڑی ہوگی۔

د خواتین مردوں کی امام نہیں بن سکتیں۔

د خواتین کا جماعت میں شریک ہونا مکروہ ہے اور گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔

د خواتین پر جعدہ نہیں، لیکن اس کی شرت سے بھی حصہ منفقہ ہو جاتا ہے۔

د خواتین پر نماز عید اور تکبیر تشریق نہیں۔

د شوہر یا محرم کے بغیر سفر نہیں کریں گی۔

د سفر میں شوہر یا محرم کی رفاقت میسر نہ ہو تو ان پر حج فرض نہیں

د تنبیہ آہستہ پڑھیں گی نہ کہ زور سے، سلا ہو اپنا احرام میں بھی پہنیں گی سر کھلا ہوا نہیں رکھیں گی، نہ صفا اور مردہ کے درمیان سعی میں میہین اٹھریں کے درمیان دوڑیں گی، نہ طواف میں رمل کریں گی طواف میں بھی ان کے لئے بیت اللہ سے دور دور چلنا افضل ہے۔

ساتھ اپنی دو بیٹیوں کی پرورش کرے گا، وہ جنت میں مجھ سے اتنا قریب ہوگا جیسے یہ میری دو انگلیاں۔

تاہم اس وقت اس موضوع پر گفتگو مقصود نہیں بلکہ خواتین سے متعلق فقہی احکام کا ذکر پیش نظر ہے، کثر مسائل و احکام وہ ہیں کہ جن میں شریعت نے مردوں اور عورتوں میں کوئی فرق نہیں رکھا ہے، جن احکام میں مردوں اور خواتین میں فرق رکھا گیا ہے ان کا ذکر بھی اپنی اپنی جگہ وضاحت کے ساتھ آچکا ہے، اس وقت ان احکام کی طرف محض اشارہ مقصود ہے، مدد ماہن نجیم مصری نے ان احکام کو نہایت اختصار اور جامعیت کے ساتھ اپنی کتاب "الاشباہ والظائر" کے فن "ثالث الجمع والعرق" کے تحت "احکام الانثی" کے عنوان سے جمع کر دیا ہے، یہاں ہی کا خلاصہ درج کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے

د مردوں کے حق میں زیر ناف ہاں کا موطا نامسنون ہے اور عورتوں کے حق میں اکھیر ناف۔

د عورتوں کے لئے ختہ مسنون نہیں بلکہ "مکروہ" کے درجہ میں ہے۔

د اگر عورتوں کو داڑھی کے بال اگے میں تو اس کو موطا دینا مسنون ہے۔

د عورتوں کو سر کے بال موطا ناجائز نہیں۔

د ایک قوں کے مطابق کھرچنے کی وجہ سے عورتوں کی منی سے پانی حاصل نہیں کی جاسکتی۔

د عدوہ ابراہیم کے، حیض کا آنا اور جعدہ ہونا بھی عورت کے حق میں باغ ہونے کی علامت ہے۔

د عورت کا اذان و اقامت کہنا مکروہ ہے۔

د حنفیہ کے یہاں صحیح تر قول کے مطابق چہرہ، ہتھیلی اور پاؤں کو چھو کر پورا بدن حصہ ستر میں داخل ہے اور مرجوح قول

بمقابلہ مرد کے نصف ہے، کیونکہ عورتوں سے معاشی کفالت متعلق نہیں۔

○ اپنے قرابتاء اوروں کے نفقہ میں بھی عورت کی ذمہ داری، بمقابلہ مرد کے آدمی ہوگی۔

○ گواہی میں دو عورتیں ایک مرد کے برابر سمجھی جائیں گی۔

○ عورتوں کو منصب قضا، پر فرائز کرنا مناسب نہیں تاہم اگر ن کو قاضی بنایا جائے تو حدود و قصاص کو چھوڑ کر دوسرے مقدمات میں خاتون قاضی کا فیصلہ معتبر ہوگا۔

○ عورت کی عصمت کے مقابلہ مرد پر مہر کی ذمہ داری ہوگی مرد کی نسبت سے عورت پر یہ ذمہ داری نہیں ہوگی۔

○ عورت کے دودھ سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی، مرد کو بالقرض اگر دودھ بھی جائے تو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

○ چھوٹے بچے کے حق پرورش میں خواتین کو مردوں پر ترجیح حاصل ہے۔

○ حج میں عورتیں بھی جماعت میں شریک ہوں تو نماز ختم ہونے کے بعد وہ پیچھے واپس ہوں گی۔

○ نماز کی جماعت میں خواتین کی صف مردوں کے پیچھے ہوگی۔

○ عرفات اور مزدلفہ میں بھی وقوف میں خواتین پیچھے رہیں گی۔

○ اگر مردوں اور عورتوں کے جنازے جمع ہو جائیں تو مرد کا جنازہ امام سے قریب ہوگا اور عورت کا نسبتاً دور، قبلہ کی سمت میں۔

○ شریک قبر میں مرد و عورت کو دفن کرنا پڑے جب بھی ایسی حکم ہے۔

○ احرام سے حلال ہونے کے لئے بال ترشوائیں کی، مونڈائیں گئی نہیں۔

○ وقوف عرفہ میں کنارے وقوف کریں گی اور بیٹھ کر، خطبہ نہیں دیں گی۔

○ حالت احرام میں موزے بھی پہن سکتی ہیں۔

○ اگر حیض آجائے تو طواف زیارت کو مؤخر کر سکتی ہیں۔

○ حیض کی وجہ سے طواف و اعراف معاف ہو جاتا ہے۔

○ بہتر ہے کہ ان کو پانچ چیزوں میں سفن دیا جائے۔

○ عورتوں کو نماز جنازہ کی مات نہیں کرنی چاہئے، تاہم اس میں تو یہ عیدہ دیا ہو جائے گا۔

○ عورت کا جنازہ جس تابوت میں لے جایا جائے، مناسب ہے کہ وہ اوپر سے گنبد ہو تاکہ جسم کی ساخت نظر نہ آئے۔

○ ماہائیت میں خواتین کا حصہ نہیں ہوگا، کیونکہ ان پر جب فرض نہیں، اہل اُردو جہاد میں شریک ہوئی جائیں تو ان کو بطور انعام چھو دیا جاسکتا ہے۔

○ مشرک خواتین کو بھی جہاد میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

○ اگر مرد مرتد ہو جائے تو اس کی سز قتل ہے، لیکن عورت مرتد ہو تو قتل نہیں کی جائے گی بلکہ اسے سزائے قید دی جائے گی۔

○ حدود و قصاص کے مقدمات میں عورت کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

○ عورت اپنے گھری میں اعتکاف کرے گی، نہ کہ مسجد میں۔

○ عورت نے ہاتھ اور پاؤں میں ازراہ آرائش مہندی لگا سکتی ہے، مہر نہیں لگا سکتا۔

○ میراث میں عام طور پر عورت کا حصہ اس کے ہم درجہ مرد و شہداء کے مقابلہ نصف ہوتا ہے۔

○ جان یا جزوی سہمی نقصان کی دیت عورت کی

د اگر عورت کے پستان یا پستان کی گھنٹی کاٹ دی جائے تو پوری دیت واجب ہوگی بخلاف مرد کے، کہ مردوں کے حق میں "حکومت عدل" واجب ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیے حکومت)

و عورتوں کا عضو کاٹ دیا جائے تو دیت واجب ہوگی نہ کہ قصاص۔

د اگر عورت بلا قصد خط، کسی کو قتل کر دے تو اس کے عاقبہ پر دیت واجب ہوگی، خود عورت دیت کی ادائیگی میں شریک نہیں رہے گی، اگر مرد قاتل ہو تو خود وہ بھی دیت کی ادائیگی میں شریک ہوگا۔

و اگر عورت کا زنا کرنا ثابت ہو جائے اور شادی شدہ ہو تو اس کے لئے گزحاکھوڑا جائے گا اور اس میں بٹھا کر رجم کیا جائے گا، اور غیر شادی شدہ ہو تو بٹھا کر کوڑے لگائے جائیں گے بخلاف مرد کے۔ اسی طرح اگر مرد نے زنا کیا ہو تو ازراہ مصمت اس کو ایک سال کے لئے شہر بدر کیا جاسکتا ہے، عورت شہر بدر نہیں کی جائے گی۔

و پردہ نشین خواتین کو عداوت میں حاضر ہو کر دعویٰ اور رفع الزام کا مکلف نہیں کیا جائے گا بلکہ خود قاضی یا اس کا نائب جائے گا، اور گواہوں کی موجودگی میں اس کی طرف سے وکالت کو قبول کیا جائے گا۔

و نوجوان لڑکیوں کے لئے نہ سلام اور تعزیت میں پہل کرنا درست ہے اور نہ اس کا جواب دینا، بلکہ چھینک کا جواب بھی اسے نہ دینا چاہئے۔

د اجنبی خواتین کے ساتھ تنہائی حرام اور (بلا ضرورت

شدیدہ) اس کے ساتھ گفتگو کر وہ ہے۔

و اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا عورتیں نبی ہو سکتی ہیں؟ "مسامرہ" میں جس بات کو ترجیح دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ عورت نبی تو ہو سکتی ہے، رسول نہیں ہو سکتی، کیونکہ رسالت میں تبلیغ و تشہیر مطلوب ہے، اور عورتوں کیلئے ستر ضروری ہے۔ (۱)

(خواتین سے متعلق احکام کے نئے حیض، نفاس، استحاضہ، حمل، حجاب، جلباب، حضانت، رضاعت، نفقہ، نکاح، طلاق، وراثت، تفریق، عدت، نماز کی بحث میں مرد و عورت کی نماز کا فرق، اور حج کی بحث میں خواتین کے خصوصی احکام، وغیرہ عناوین کو دیکھنا مناسب ہوگا)۔

نسخ

عام طور پر "نسخ" تبدیل کرنے، کسی چیز کو اٹھانے (رفع) اور پھاندینے (ازالہ) کے لئے بولا جاتا ہے "محوپ نے سایہ کو ختم کر دیا" اس کے لئے سحبت الشمس الظل کی تعبیر عربوں کے یہاں عام ہے، (۲) علامہ آلوسیؒ کی یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ نسخ میں ازالہ کے معنی پائے جاتے ہیں، خواہ یہ ازالہ محسوس اشیاء میں ہو یا معنوی طور پر سوءا کسا فی الاعراض اوفی الاعیان۔ (۳)

نسخ کی اصطلاحی تعریف کے سلسلہ میں گواہی عم اور اصحاب فن کی تعبیرات مختلف ہیں، لیکن ان کا حاصل یہی ہے کہ "نسخ" شریعت کے ایسے احکام کا نام ہے جس کا مقصد شرع کی جانب سے آنے والے پہلے حکم کو ختم کرنا ہو، اور یہ پہلے سے متصل نہ ہو بلکہ ایک وقتی فائدہ کے ساتھ ہو۔

(۱) الأشبه والنظائر لاس مجیب ۲۵-۲۴۲

(۲) کتاب الترفیع للجرجانی ۳۰۹، نیز فیح لاس عرب ۳-۱ ج العروس ۲۸۲

(۳) روح المعانی ۳۵۱

جیسا کہ بعد میں آنے والی دلیل شرعی کی بناء پر پہلے سے موجود حکم شرعی کے ختم کرنے کو نسخ کہتے ہیں۔

نسخ اور تخصیص میں فرق

مکون نسخ اور تخصیص دونوں کا مقصد افراد پر حکم کے اطلاق کو روک دینا ہے، لیکن بعض وجوہ سے ان دونوں میں فرق پایا جاتا ہے، تخصیص کا تعلق بعض افراد سے ہوتا ہے، اور نسخ کا بعض زمانہ سے، یعنی نسخ کے ذریعہ ایک حکم کی مدت بیان کی جاتی ہے، (۱) تخصیص عقل اور قیاس کے ذریعہ بھی ہوتی ہے لیکن نسخ میں عقل و قیاس کا کوئی دخل نہیں، نسخ قرآن یا حدیث کی نص ہی سے ہو سکتی ہے، (۲) تخصیص ہمیشہ علت پر مبنی ہوتی ہے، چنانچہ اگر وہی علت کسی اور فرد میں پائی جائے تو وہ بھی تخصیص کے دائرہ میں آجائے گا، اسی لئے خاص پر دوسرے کو قیاس کیا جاسکتا ہے، جبکہ نسخ کسی علت سے مربوط نہیں ہوتی ہے، اس لئے ایک حکم منسوخ پر قیاس کر کے کسی اور حکم کو منسوخ قرار نہیں دیا جاسکتا، (۳) دلیل الحصر صریحاً قبل التعلیل و دلیل السح لا یقبلہ۔ (۴)

ملحدین کا شبہ

نسخ کے مسئلہ پر ہمیشہ ملحدین کی طرف سے اعتراض ہوتا رہا ہے کہ نسخ اللہ تعالیٰ کے حکم کو ناقص قرار دینا ہے، کیونکہ نسخ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ جس حکم کو اپنے بندوں کے لئے لائق اور مناسب چاہا وہ بندوں کے لئے ناموزوں اور نامناسب ثابت ہو، چنانچہ خدا اس بات پر مجبور ہوا کہ پہلے حکم کے بجائے دوسرا حکم دے، ظاہر ہے اس سے اللہ تعالیٰ کے حکم کا نقص ظاہر ہوتا

نفر امین رازیؒ، علامہ سرخسیؒ، ابن حابط مالکیؒ، ابوبکر باقلانیؒ، امام غزالیؒ، آمدیؒ اور متعدد اہل علم نے الفاظ کے کسی قدر فرق کے ساتھ اسی طرح نسخ کی تعریف کی ہے۔ (۱) — حکم شرعی عام ہے، قرآن ہو یا حدیث، اور حدیث قولی ہو یا حدیث فعلی، اس تعریف سے یہ بات بھی واضح ہے کہ نسخ اور منسوخ قرآن و حدیث کی نص ہی ہو سکتی ہے، اجماع یا قیاس نہ نسخ ہو سکتا ہے، اور نہ منسوخ، دوسرے حکم کا پہلے حکم سے کسی قدر مؤخر ہونا بھی نسخ کے لئے ضروری ہے، کیونکہ اگر دوسرا حکم پہلے حکم سے متصل ہو تو دوسرے حکم کی حیثیت استثناء اور قید کی ہوگی نہ کہ نسخ کی۔

کیا تخصیص اور قید بھی نسخ ہے؟

یہاں اس بات کی بھی وضاحت مناسب ہوگی کہ بعض اہل علم خصوصیت سے محدثین کے نزدیک نسخ کے مفہوم میں بہت وسعت ہے، ان حضرات کے نزدیک کسی حکم کی جگہ کھل طور پر دوسرا حکم دیا جانا ہی نسخ نہیں ہے، بلکہ عام کی تخصیص اور کسی مطلق کو مقید کرنا بھی ”نسخ“ ہی کہلاتا ہے، علامہ شاطبی کا بیان ہے:

لقد يطلقون علی تقييد المطلق نسخا
وعلى تخصيص العموم بدليل متصور او
مفصل سحا وعلى بيان المبهم و
المحمل نسخا، كما يطلقون على رفع
الحكم الشرعي بدليل شرعي مناحر
سحا (۲)

یہ حضرات مطلق کے مقید کرنے، عام کے دلیل متصل یا غیر متصل کی بناء پر خاص کرنے اور مبہم اور مجمل کی وضاحت کرنے کو بھی نسخ کہتے ہیں،

(۱) ”محصول فی علم أصول الفقہ“ ۲/۲۸۲، کشف الأسرار سحری ۲/۲۹۹، ۳

(۲) أصول الفقہ ملرحیلی ۲/۴۳۲

(۳) حوالہ سابق

(۴) موافقات للشاطبی ۷۳۲

(۵) کشف الأسرار ۲/۲۷۳

ہے، اور اس کے علیم و خبیر اور حکیم ہوئے ہر حرف آتا ہے۔

لیکن گروہ کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ محض ایک مقالہ ہے، نسخہ نسخہ کے علم کے اعتبار سے حکم میں تبدیلی ہے، اللہ تعالیٰ کے علم کے اعتبار سے کوئی تبدیلی نہیں، بلکہ اللہ کے منصوبہ کے مطابق پہلے ہی سے جس حکم کے لئے جو مدت مقرر تھی، یہ اسی کا بیان و اظہار ہے، اسی کے بعض علماء اصول نے نسخہ کی تعریف ہی اس طرح کی ہے کہ دو حکم شرعی کی انتہا مدت کو بیان کرنے کا نام ہے، ہویا یا انتہاء الحکمہ الشرعی، جیسے ایک دانا طیب مریض و یک وقت مختلف مراحل میں آنے والی دو دواؤں سے نگاہ نہیں کرتا، بلکہ ایک نسخہ لکھتا ہے، پھر چند دنوں کے بعد اس کی جگہ دوسری دوا تجویز کرتا ہے، مریض یہ خیال کر سکتا ہے کہ یہ دوا میں تبدیلی ہے، لیکن درحقیقت یہ کوئی تبدیلی نہیں ہے، معائنہ پہلے سے جانتا ہے کہ ایک ہفتہ کے بعد اس کے سے یہ دوا میں ناموزوں ہو جائیں گی اور اس کے لئے دوسری دوا تجویز کی جائیں گی، قریب قریب یہی حال حکام خداوندی میں نسخہ کا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کا تقاضہ یہی تھا کہ انسانی تہذیب و تمدن جوں جوں پایہ نماں کو پہنچے اور ارتقاء کی منزلتیں طے کرے اسی کے مطابق اس کے نئے ردگی کے احکام تجویز کئے جائیں گے، جیسے یہ بات عقل و حکمت کے خلاف ہے۔ پانچ سال کے بچہ کوئی وقت مانع ہونے و رکنا کرنے کے بعد نئے مسائل سے روشناس کیا جائے کی حرج یہ بات بھی حکمت کے خلاف تھی۔ انسان کو ابتداء کائنات سے آخر تک محدود رکھنے والے احکام سے آگاہ کر دیا جائے، اس لئے حقیقت یہ ہے کہ نسخہ علم ربانی اور حکمت الہی کے نقص و نہیں بعد نماں و ظاہر کرتا ہے، (۱۲) البتہ جنہیں عدم

خاتم النبیین ﷺ اس عہد میں مبعوث فرمائے گئے جب انسانی تہذیب اپنے ارتقاء کے مراحل طے کر چکی تھی و رد و بچپن سے کہوت تک پہنچ چکی تھی، اس لئے آپ ﷺ کی الائی ہوئی شریعت کے بعد نسخہ کی نہ ضرورت باقی رہی و رد و بچپن۔

نسخہ کا ثبوت

قرآن وحدیث میں نسخہ کے جائز ہونے پر امت کا اجماع اتفاق ہے، (۱۲) البتہ معتزلہ میں ابو مسلم اصفہانی نسخہ کے قائل نہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں نسخہ کے پابجائز اتنی دلیلیں اور نظائریں موجود ہیں کہ ان کے باوجود نسخہ کا انکار مہرہ روز کے انکار سے نہیں، قرآن مجید نے تو صراحتاً نسخہ کا اقرار کیا ہے

ما نسخ من آية أو سها مات معبر منها
أو مشها (۱۲: ۱۰)

جب ہم کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا اسے مٹا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس کے مثل بھیج دیتے ہیں۔

وإذا بدلنا آية مكان آية والله أعلم بمايرسل قالوا الصالحات مفتروا على الله
جب ہم ایک آیت کو جگہ دوسری آیت بدلتے ہیں اور اللہ خوب جانتے ہیں جو نماز فرماتے ہیں، تو وہ کہتے ہیں کہ تم تو گھڑ کر رہے ہو۔

یہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میری حدیثوں میں سے ایک اور کو منسوخ کر سکتی ہے ان احادیثی یسبح بعصھا بعض ۱۰-۱۱ اس سے علاوہ اور بھی متعدد آیات و

۱۲) مسند امام ربیع بن جابر ۳۰۰ ص ۱۰۲ بحوالہ اصول سرحدی ۵۶۲ ذیل ۳۳۰

(۱۲) ۱۰۲ ص ۱۰۲ اصول سرحدی ۵۶۲، حوالہ بر حوالہ ۵۵۲ ص ۱۰۲

(۱۳) کتب الامام ربیع بن جابر ۲۲

(۱۴) اصول سرحدی ۵۶۲

آثار علامہ حازمیؒ نے اس سلسلہ میں نقل کئے ہیں۔ (۱)

نسخ جاننے کے ذرائع

یہ بات ظاہر ہے کہ دو متعارض احکام میں تاریخی اعتبار سے جو پہلے ہو وہ منسوخ، اور جو بعد میں ہو وہ ناسخ ہوگا، لیکن قرآن کی تمام آیات اور آپ ﷺ کی تمام احادیث میں تاریخ اور زمانہ کی تصریح، ورتقدیم و تاخیر کی تحدید ممکن نہیں، اسی لئے کسی حکم کا منسوخ ہونا بعض اوقات شارع کی صراحت سے معلوم ہوتا ہے، بعض اوقات تاریخی شواہد سے اور بعض دفعہ اس کا فیصلہ قرآن سے کیا جاتا ہے۔

اسی پس منظر میں اہل علم نے یہ بحث اٹھائی ہے کہ نسخ کو جاننے اور ناسخ و منسوخ کو متعین کرنے کے ذرائع کیا ہیں؟ اہل علم نے اس سلسلہ میں درج ذیل نکات ذکر کئے ہیں

(۱) شارع کی جانب سے ایسی صراحت متقن ہو جو کسی حکم کے منسوخ ہونے کو بتاتی ہو جیسے آپ ﷺ کا ارشاد

کنت نہیتکم عن دیار القبور فزورواھا (۲)

میں نے قبر کی زیارت سے منع کیا تھا، اب زیارت کر سکتے ہو۔

(۲) صحابی نے کسی حکم کے منسوخ ہونے کی صراحت کی ہو جیسے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے ہمیں جنازہ گزرتے وقت کھڑے ہونے کا حکم دیا تھا پھر اس کے بعد آپ ﷺ بیٹھنے لگے اور ہمیں بھی بیٹھنے کا حکم فرمایا۔ (۳)

(۳) دو متعارض احکام میں صحابی کے بیان سے تاریخ معلوم ہو جائے کہ کون سا حکم پہلے کا ہے اور کون بعد کا؟ جیسے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر محبت میں انزاں نہ ہو تو اس

صورت میں آپ ﷺ نے غسل کو ضروری قرار نہیں دیا، بلکہ وضو اور مقام مخصوص کے دھوینے کو کافی قرار دیا لیکن حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ فتح مکہ سے پہلے آپ ﷺ کا یہ عمل تھا، فتح مکہ کے بعد ایسی صورت میں آپ ﷺ غسل فرمایا کرتے تھے اور صحابہ کو بھی اس کا حکم فرماتے تھے۔

(۴) کسی حکم کے دوسری نص سے منسوخ ہونے پر امت کا اجماع و اتفاق ہو جائے، جیسے قرآن میں اولاد وغیرہ کے لئے وصیت کا ذکر ہے جس کے مقابلہ میں وہ حدیث ہے جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وارث کے لئے وصیت معتبر نہیں، لاوصیۃ لوارث۔ (۴)

علامہ حازمیؒ نے نسخ کے جاننے کے بنیادی وجوہ بھی چار لکھے ہیں۔ (۵)

بعض امور کے بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ یہ نسخ کی دلیل ہے یا نہیں؟ — من جملہ ان کے یہ ہے کہ صحابی کسی نص کو منسوخ قرار دے اور دوسرے کو ناسخ، شوافع کے نزدیک یہ دلیل نسخ نہیں، علامہ آمدیؒ نے اس نقطہ نظر کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا ہے کہ شوافع کے نزدیک یہ دلیل نسخ نہیں، کیوں کہ صحابی کی یہ رائے جہتی براجمہاد بھی ہو سکتی ہے، (۶) حنفیہ کے نزدیک یہ نسخ کے لئے کافی دلیل ہے، اس لئے کہ تمام صحابہ عادل اور معتبر ہیں اور بظاہر یہ بات مستبعد معلوم ہوتی ہے کہ صحابی کسی حکم کے بارے میں حضور ﷺ سے بغیر اس کو منسوخ قرار دے، کیونکہ محض قیاس سے کسی حکم شرعی کے منسوخ ہونے کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ (۷)

اسی طرح ایک روایت پہلے اسلام قبول کرنے والے راوی کی

(۲) مسلم حدیث نمبر ۹۷۷ کتاب الحداشر

(۳) ابوداؤد، حدیث نمبر ۲۸۷۰

(۴) الاحکام فی اصول الاحکام ۱۹۷۳

(۱) دیکھئے کتاب الإعتبار لحارمی ۳۳

(۲) حوالہ سابق، کتاب الإعتبار ۱۱

(۵) کتاب الإعتبار ۷

(۷) دیکھئے تبصیر لتحریر ۲۲۲۳

ہے اور دوسری روایت ایسے راوی کی ہے جو بعد میں مسلمان ہو، تو حنا بلہ کے نزدیک متاخر لاسم راوی کی روایت بعد کی سمجھی جائے گی اور اگر دونوں کی روایت متعارض ہو، تو اس راوی کی روایت کو ترجیح ہوگی، (۱) حنفیہ کے نزدیک متاخر الاسلام راوی کی روایت کا ناخ ہونا ضروری نہیں، (۲) ایسی مثالیں موجود ہیں کہ متاخر اسلام راوی کی روایت منسوخ مانی گئی ہے اور متقدم الاسلام راوی کی روایت ناخ، جیسے آگ میں پکی ہوئی چیزوں سے وضو واجب ہونے کی روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور اس کے منسوخ ہونے پر قریب قریب اتفاق ہے، حضرت سید بن نعمان رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے وضو واجب نہیں، یہ پہلے اسلام لائے ہیں اور ان کی اس روایت کو ناخ سمجھا گیا ہے۔

اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ چونکہ مصحف قرآنی کی موجودہ ترتیب نزولی ترتیب نہیں ہے، اس لئے اس ترتیب کے خلاف سے کسی حکم کا پہلے ذکر ہونا اور کسی حکم کا اس کے بعد ذکر ہونا پہلے حکم کے منسوخ ہونے کی دلیل نہیں۔ (۳)

نسخ سے متعلق شرائط

اہل علم نے نسخ کے لئے کچھ شرطیں متعین کی ہیں جو نسخ سے متعلق اصول و قواعد کا احاطہ کرتی ہیں، وہ شرائط یہ ہیں

- (۱) منسوخ حکم شرعی ہو، محض عقل پر مبنی نہ ہو۔
- (۲) منسوخ ایہ حکم ہو جو شروع ہونے اور نہ ہونے کا احتمال رکھتا ہو، جس حکم کے بارے میں شروع ہونا ہی متعین ہو جیسے ایمان باللہ تو اس میں نسخ واقع نہیں ہو سکتا۔
- (۳) یہ بھی ضروری ہے کہ منسوخ فروغی مسائل میں سے ہو،

کیونکہ عقائد اور اصول میں نسخ نہیں ہو سکتا۔

(۴) ایہ حکم منسوخ نہیں ہو سکتا جو ابدی اور دواۓ ہو خواہ خود نص ہی کی عبارت سے اس حکم کا دوام اور ابدیت ظاہر ہو یا اس لئے کہ ان احکام کو سی طرح چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لئے گئے، کیونکہ مسئلہ نبوت ختم ہونے کے بعد اب یہ احکام بھی حکم ہو گئے اور اب ان میں نسخ کا احتمال نہیں رہا۔

(۵) اگر کسی حکم کے ساتھ اس کی مدت بھی بیان کر دی گئی ہو اور اس مدت کے گزرنے کے بعد دوسرا نیا حکم دیا جائے تو یہ نسخ نہیں۔

(۶) یہ بھی ضروری ہے کہ ناخ منسوخ سے مؤخر ہو اور دونوں حکم کے درمیان کسی قدر فاصلہ ہو۔

(۷) ناخ کو اپنے ذریعہ ثبوت کے اعتبار سے منسوخ سے قوی یا اس کے ہم درجہ ہونا ضروری ہے۔

(۸) نسخ کا تحقق اس وقت ہوگا جب دونوں احکام متعارض ہوں، ان کا تقاضا ایک دوسرے سے مختلف ہو اور ان کے درمیان توفیق ممکن نہ ہو۔

(۹) منسوخ تکلف کے علم میں چکا ہو، خواہ اس پر عمل کی نوبت آئی ہو یا نہ آئی ہو۔ (۱۰)

جن نصوص میں نسخ کا احتمال نہیں

نسخ کی شرائط ہی کے دلیل میں اس امر کی وضاحت بھی مناسب ہوگی کہ وہ کون سی نصوص ہیں جن میں نسخ کا احتمال نہیں، ماضی قریب کے علماء اصول نے اس نکتہ کو بھی پنے اظہار خیال کا موضوع بنایا ہے — اصولی طور پر تین قسم کی نصوص ہیں جن میں

(۲) تیسیر المحریر ۲۲۰۳ ۲۲۲

(۳) تفصیل — نے مدخلہ بکشف الأسرار ۳۳۳ ۳۳۳۳ الإحكام للآمدي

۶۷۷ اصول الفقہ لابی زہرہ ۸۷۸ حاشیہ الحسامی ۸ اصول الفقہ

(۱) فیض سرخ مختصر الروضہ لجم الدین طوسی ۳۳۲-۳۳۲

(۲) الإحكام في أصول الأحكام ۹۸/۳

۲۹۳ المحرر المحيط ۹۸۳ ۹۸۳ مواتع الرحمن مع السبكي

الاسلام للرحملي ۵۸۷-۵۸۷، علم أصول الفقہ لحداد ۲۲۷

نسخ کا احتمال نہیں۔ (۱)

زیادت قبور کی ممانعت، پھر اس کی اجازت، ان برتنوں کے استعمال کی ممانعت جن میں شراب بنائی جاتی تھی پھر اجازت، کتے کو مارنے کا حکم پھر اس کی ممانعت، بلا انزال جماع سے غسل کا واجب نہ ہونا اور بعد میں اس کا واجب قرار دیا جانا وغیرہ۔ اس سلسلہ میں ابو بکر حازمیؓ کی ”کتاب الاعتبار فی النسخ و النسخ من الآثار“ ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

آیات سے احادیث کے منسوخ کئے جانے کی بابت اختلاف ہے، جمہور فقہاء، متکلمین اور محققین شوافع کے نزدیک قرآن سے حدیث کا نسخ جائز ہے، امام شافعیؒ کے دو قس ہیں لیکن ان کا قول مشہور جواز کا ہے، (۲)۔ جمہور کے نقطہ نظر کا قوی ہونا ظاہر ہے، اس لئے کہ آپ ﷺ کا ارشاد بھی بدرجہ اولیٰ ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (نجم ۵) اس نئے قرآن سے حدیث کا نسخ ایک حکم الہی سے دوسرے حکم الہی کا نسخ ہے اور بظاہر اس میں کچھ حرج نہیں، رمضان المبارک میں ابتدائے عزات میں بھی بیوی سے صنفی تعلق کی ممانعت تھی، جس کا ذکر قرآن میں نہیں، تو ظاہر ہے کہ وہ حکم حدیث ہی پر مبنی ہوگا، اور قرآن سے اس کا نسخ عمل میں آیا۔ (اسقۃ ۱۸۷)

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً آپ ﷺ نے یوم عاشوراء کے روزہ کو فرض قرار دیا تھا پھر جب قرآن میں رمضان کے روزہ کا حکم نازل ہوا، (سورۃ ۸۵) تو یوم عاشوراء کے روزہ کا حکم منسوخ ہو گیا، بیت اللہ کو قبلہ قرار دے کر قبلہ اوس کا حکم منسوخ ہو یہ قبلہ اول حدیث ہی پر مبنی تھا۔

احادیث کے ذریعہ آیات قرآنی کے منسوخ ہونے کے بارے میں بھی اختلاف ہے، احناف، متکلمین، اکثر اصولیین اور

(۱) وہ نصوص جو اساسی احکام کے درجہ میں ہیں، اشخاص و ادوار کے فرق کی وجہ سے ان میں تغیر نہیں ہوتا، جیسے ایمانیات، صدق و عدل اور امانت و دیانت کے احکام، شرک، خون ناحق، جھوٹ، دھوکہ دہی، والدین کی نافرمانی اور ظلم و زیادتی کی ممانعت وغیرہ۔

(۲) وہ نصوص جن کا تعلق ماضی یا مستقبل کی خبروں سے ہے جیسے انبیاء اور ان کی قوموں کے قصص و واقعات، فتن اور علامات قیامت کے بارے میں آپ ﷺ کے ارشادات۔

(۳) وہ نصوص جن میں ابدیت اور ہمیشگی کی صراحت کے ساتھ کوئی حکم دیا گیا ہو، جیسے تہمت اندازوں کی سزا متعین کرتے ہوئے یہ ارشاد کہ کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو لَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا۔ (نور ۴)

نسخ کی چار صورتیں

نسخ اور منسوخ کا تعلق قرآن سے ہے یہ حدیث سے؟ اس اعتبار سے نسخ کی چار صورتیں ہیں قرآن کا نسخ قرآن سے، حدیث کا نسخ حدیث سے، حدیث کا نسخ قرآن سے، قرآن کا نسخ حدیث سے، ان میں سے پہلی دو صورتوں پر اتفاق ہے اور بعد کی دونوں صورتوں کی بابت اختلاف۔ (۲)

قرآن سے قرآن کے نسخ پر متعدد شواہد موجود ہیں، عدت و قات کا ذکر اوپر آچکا ہے، اسی طرح آیت وصیت (سورۃ ۱۸) مفصل احکام میراث والی آیت (نور ۷) سے منسوخ ہے، ان کے علاوہ بھی ایسے متعدد احکام ہیں جن کا مفسرین نے ذکر کیا ہے۔ حدیث سے حدیث کا نسخ، اس کی مثالیں تو بکثرت ہیں،

جانب اللہ پیغمبر کے قلب و ذہن سے محو کر دی جاتی ہیں، اس لئے قرآن میں اس کی کوئی مثال ملنی ممکن نہیں، بہت علماء اُصول نے اس کی مثال میں تو رات، انجیل، صحیفہ برہنہ اور پہلی آسمانی کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ (۵)

تذوت باقی ہو اور حکم منسوخ، اس کی متعدد مثالیں قرآن میں موجود ہیں جیسے ایک سارہ عدت ولدت وان آیت (۱۲۰)، زانیہ عورتوں کو ازراہ سزا گھر میں محبوس رکھنے والی آیت (نہ، ۱۵)، کیونکہ ابتداء میں یہی زنا کی سزا تھی بعد کو اس کی جگہ باضابطہ حد رونا مقرر کی گئی ہے، (۲۶) وغیرہ۔

حکم باقی ہو اور تلاوت منسوخ، اس کی بھی کچھ مثالیں اہل علم نے ذکر کی ہیں، جیسے قسم کے کفارہ میں مسلسل تین روزے فصیام ثلثۃ ایام متتابعات، کے الفاظ تھے، اب بھی تسلسل کا حکم باقی ہے، لیکن متابعات کا لفظ حذف کر دیا گیا، حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کی ایک روایت کے مطابق اخینابی بھائی بہن کا چھنہ حصہ قرآن میں مقرر تھا یہ حکم بھی باقی ہے، لیکن اس کی تلاوت منسوخ ہے، اسی طرح کہا جاتا ہے کہ شادی شدہ میوں بیوی کہتے، جم جینی سنگسار کرنے کی سزا قرآن میں مذکور تھی، یہ حکم ابھی بھی باقی ہے لیکن ان الفاظ کی تلاوت باقی نہ رہی۔ (۶)

کیا شرط و قید کا اضافہ بھی نسخ ہے؟

ایک اہم مسئلہ جس میں اہل علم کے درمیان اختلاف رائے ہے اور احکام شریعہ کے اخذ و استنباط میں جس کا بہت گہرا دور رس اثر پڑا ہے یہ ہے کہ ایک حکم پر کسی شرط یا قید کا اضافہ نسخ کے دائرہ میں آتا ہے یا نہیں؟ شوافع، حنابلہ اور اکثر اہل علم کے نزدیک

محققین شوافع نسخ کی اس صورت کو بھی جائز قرار دیتے ہیں، امام شافعیؒ کے نزدیک یہ صورت بھی درست نہیں، (۱)۔ جمہور کا نقطہ نظر یہ ہے کہ قرآن نے رسول اللہ ﷺ کا یہ منصب و مقام متعین کیا ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کے لئے قرآن کا بیان و توضیح کرنے والے ہیں *إسراء الیک الذکر لنبین للناس ما نزل الیکم*، (نہ) اور نسخ بھی دراصل بیان ہی کی ایک صورت ہے جس سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ اس حکم کی مدت، اب ختم ہو چکی۔ (۲)

حدیث سے قرآن کے نسخ کی مثال وارث کے لئے وصیت کا مسئلہ ہے، قرآن مجید نے وصیت کے حکم کو عام رکھا ہے جس میں وارث اور غیر وارث کا کوئی فرق نہیں، (اسراء ۱۸۰) حدیث میں فرمایا گیا کہ وارث کے لئے وصیت معتبر نہیں، لا وصیۃ لوالد، (۳) اور مقدمہ وصیت کی بھی تحدید کر دی گئی کہ زیادہ سے زیادہ ایک تہائی کی وصیت کی جا سکتی ہے۔ (۴)

تلاوت و حکم کے اعتبار سے نسخ کی صورتیں

قرآن مجید میں الفاظ بھی مقصود ہیں، اور معانی بھی، اس لئے قرآن میں نسخ کا تعلق تلاوت سے بھی ہوتا ہے، اور احکام سے بھی اس لحاظ سے اہل علم نے قرآن میں نسخ کی تین صورتیں کی ہیں، تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہو جائیں، تلاوت باقی ہو حکم منسوخ ہو جائے، حکم منسوخ ہو تلاوت باقی رہے۔

ان میں سے پہلی صورت کا ذکر قرآن مجید کی اس آیت میں ہے، *مسقر نیک فلا نسئ الا ما شاء اللہ* (الاحق ۶) یعنی ہم جو کچھ آپ ﷺ کو پڑھا رہے ہیں، آپ ﷺ اسے نہیں بھولیں گے سوائے اس کے جسے اللہ ہی بھلنا چاہے، چونکہ ایسی آیت سن

(۱) دیکھئے اصول سرحسی ۶۷۲، کشف الاسرار لسردوی ۳۶۳-۳۳۵، المحصول ۵۵۵، الاحکام لآمدی ۱۶۵، ۳

(۲) دیکھئے اصول سرحسی ۷۲۲

(۳) دیکھئے اصول سرحسی ۷۸۲

(۴) دیکھئے ابوداؤد، حدیث نمبر ۲۸۶۳

(۵) دیکھئے تبصیر التحرير ۲۰۴/۳، کشف الاسرار ۳۵۹/۲

محدود ہے، متقدمین کے یہاں جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے، نسخ کا دائرہ بہت وسیع تھا، وہ قید کے اضافہ اور عام کی تخصیص کو بھی نسخ شمار کرتے تھے، زمانہ جاہلیت سے مروج طریقوں کی ممانعت اور شریعت سابقہ کے کسی حکم کی تبدیلی کو بھی سی دائرہ میں رکھتے تھے، اس لئے ان کے یہاں قرآن میں نسخ کی تعداد پانچ سو تک پہنچتی ہے، بلکہ شاہدوں نے صاحب کے بقول فکر و تامل سے کام لیا جائے تو یہی سبب شمار ہوگی، بان تاملت متعمقاً فہو غیر محصورة - (۱)

متاخرین نے ان ہی آیات کو منسوخ شمار کیا ہے جن پر اب بالکل ہی عمل نہیں، چنانچہ جلال الدین سیوطی کی تحقیق کے مطابق اس اصول پر بیس آیات منسوخ ہیں، (۲) مدد سیوطی نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ بعض اہل علم کے نزدیک صرف دو، حضوں کے نزدیک تین اور بعض حضرات کے نزدیک چار آیات ہی منسوخ ہیں — شہ ولی اللہ صاحب نے اس موضوع پر بڑی چشم کش بحث کی ہے شہ صاحب کی رائے ہے کہ منسوخ سببیں صرف پانچ ہیں البقرة ۱۸۰، البقرة ۲۴۰، الانعام ۶۵، الزاب ۵۲ اور المجادلة ۱۲۔ مولانا عبد الصمد رحمانی نے بھی اس موضوع پر تفصیل سے قلم اٹھایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ قرآن مجید میں ایک آیت بھی منسوخ نہیں، مولانا کی یہ کتاب "قرآن محکم" کے نام سے طبع ہو چکی ہے، ویسے خیال ہوتا ہے کہ جب قرآن نے فی نسخ کو تسلیم کیا ہے، متعدد آیات میں اس کا ذکر فرمایا گیا ہے اور عقل و قیاس سے بھی اس کا کچھ تضاد نہیں، تو قرآن میں نسخ سے پائے جانے سے بالکل ہی انکار کیونکر درست ہو سکتا ہے؟ واللہ اعلم۔

احکام پر نسخ کا اثر

احکام پر نسخ کا جو اثر پڑتا ہے، اس اعتبار سے اہل علم نے نسخ

یہ نسخ میں داخل نہیں ہے، حنفیہ کے نزدیک یہ صورت بھی نسخ ہے اور چونکہ نسخ کو ثبوت کے اعتبار سے منسوخ سے کم قوی نہ ہونا چاہئے، اس لئے اہم ابو حنیفہ کے نزدیک کسی حکم پر اسی طرح کی زیادتی کے لئے اسی درجہ کی نص مطلوب ہے، اسی لئے خبر واحد سے کتاب اللہ پر زیادتی نہیں ہوسکتی، جمہور کے نزدیک اس طرح کی زیادتی بیان کے درجہ میں ہے اور خبر واحد کتاب اللہ کا بیان ہو سکتا ہے، لہذا خبر واحد سے کتاب اللہ کے عام میں تخصیص اور مطلق میں تہید کی گنجائش ہے۔

یہ اصول اختلاف بہت سے مسائل میں اختلاف رائے کا سبب بنا ہے، مثلاً قرآن نے اضعاء کا طریقہ ذکر کیا ہے، اور اس میں نیت کا ذکر نہیں ہے، حدیث میں ہر عمل کے ساتھ نیت کو ضروری قرار دیا گیا ہے، تو شوافع نے نیت کو ضروری قرار دیا اور حنفیہ نے کہا کہ اس زیادتی سے ایک حکم قرآنی کا نسخ لازم آتا ہے، اس لئے نیت رکن وضو، تو نہیں ہو سکتی البتہ مستحب یا مسنون ہوگی — قرآن میں زنا کی سزا صرف سو گڑے مقرر کی گئی، حدیث میں اس کے ساتھ ایک سال جلاوطن کرنا بھی مذکور ہے، اسی لئے شوافع کے یہاں ایک سہ کے لئے شہر بدر کرنا بھی حد زنا کا حصہ ہے، حنفیہ کے یہاں ایک سہ شہر بدر کرنے کا حکم بطور سماجی مصمت (سیاست مدنیہ) کے ہے اور قاضی کی صواب دید پر ہے، اس طرح کے کتنے ہی حکام ہیں جن کو اس اصول اختلاف نے متاثر کیا ہے۔

قرآن مجید میں نسخ کی تعداد

اسی احادیث جو منسوخ ہیں، سینکڑوں ہیں، اور ان میں سے بعض روایات کے بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف بھی ہے کہ یہ منسوخ ہیں یا نہیں؟ — لیکن آیات قرآنی میں نسخ بہر حال

بیوی پر بدکاری کا الزام لگانا ہو اور گواہ فراہم نہ ہوں۔ (۱۰، ۱۱)

نسل

اہل علم اور علماء اصول نے لکھا ہے کہ احکام شریعت کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد ”حفظ نسل“ بھی ہے، زنا کی حرمت، ان اسباب کا سد باب جو زنا تک پہنچاتے ہوں، نکاح کی ترغیب، شوہر سے عدہ حدگی یا وفات کے بعد عورت کا عدت گزارنا، اسقاطِ حمل اور افزائشِ نسل کو روکنے کا جائز نہ ہونا، ان سب کا مقصد یہی نسل و نسب کا تحفظ ہے، اس لئے شریعت میں سل اور نسل شناخت کی حفاظت کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

نسل پر وقف

فقہاء کے یہاں یہ مسئلہ زیر بحث آیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی نسل پر کوئی چیز وقف کرے تو یہ وقف کن لوگوں پر سمجھا جائے گا؟ — فقہاء نے اس کا مصداق اولاد اور سلسلہ اولاد کو قرار دیا ہے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ بنیوں کی اولاد اس میں داخل ہوگی یا نہیں؟ دونوں طرح کے اقوال ہیں، بعض اہل علم نے ایک قول کو ترجیح دیا ہے اور بعض نے دوسرے کو، علامہ حاکمی کا خیال ہے کہ لڑکیاں بھی اس میں داخل ہوں گی، (۳) — قریب قریب یہی رائے دوسرے فقہاء کی بھی ہے، البتہ متاثرہ کے یہاں یہی صورت میں اگر اس کی نسل میں ایک سے زیادہ پشتوں کے لوگ بیک وقت موجود ہوں تو وقف کی آمدنی میں وہ سب بیک وقت شریک رہیں گے، (۴) اور شوافع کے نزدیک بالترتیب یعنی جب پہلے پشت کے لوگ باقی نہ رہیں تب دوسری پشت والوں کا استحقاق رہے گا، وعلى هذا القیاس۔ (۵)

کی چار قسمیں کی ہیں صریحی، ضمنی، کلی، جزئی۔ (۱)

(۱) نفع صریحی وہ ہے جس میں کسی حکم کے منسوخ ہونے پر شرعاً نہ صحت موجود ہو، جیسے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے رکا تھا تو اب تم قبروں کی زیارت کر سکتے ہو کہ اس سے زہم پیدا ہوگا اور آخرت کی یہ دنازہ ہوگی، (۲) یا جیسے ابتداء میں مسلمانوں کا قبدر بیت المقدس تھا پھر مصر خطا اس کو منسوخ کیا گیا اور شاہِ باری ہوا، قول وحکم شطر المسجد الحرام۔ (۳، ۴، ۵)

(۲) نفع ضمنی یہ ہے کہ نفع میں تو کسی حکم کے نفع یا منسوخ ہونے کی صحت نہ ہو، لیکن فرآن و شواہد سے کسی حکم کے منسوخ ہونے کا فیصلہ کیا جائے، جیسے ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے بیوہ عورتوں کے لئے ایک ماہ عدت و ذت مقرر فرمائی ہے، (۱، ۲، ۳، ۴، ۵) پھر دوسری جگہ باری تعالیٰ نے بیوہ عورت کی عدت چار ماہ دس دن مقرر کی ہے، (۶، ۷، ۸) ان دونوں احکام کے درمیان بالاجماع جمالی لہذا حکم نافع ہے اور پس حکم منسوخ۔

(۳) نسخ کلی سے یہ مراد ہے کہ شارع نے کسی حکم کو تمام مکلفین سے ختم کر دیا ہو، ایسا نہ ہو کہ بعض افراد کے حق میں حکم باقی ہو اور بعض کے حق میں منسوخ، جیسے بیوہ عورت کی عدت یا تحویل قبدر کا مسئلہ۔

(۴) نسخ جزئی سے مراد یہ ہے کہ بعض افراد کے حق میں حکم منسوخ ہو گیا ہو اور بعض افراد کے حق میں باقی ہو، جیسے ابتداء تہمت لگانے اور ثبوت فراہم نہ کرنے کی صورت میں چالیس کوڑے کی سزا تمام ہی لوگوں کے لئے مقرر ہوئی تھی، (۱، ۲، ۳، ۴) لیکن پھر شوہر کے لئے استثنائی طور پر ”لعان“ کا حکم رکھا گیا، اگر وہ

(۲) ابن ماجہ ۲۲۱۳

(۳) معنی ۳۵۴/۵

(۱) مبداء اصول الفقہ للحلاف ۲۲۳، ۲۵

(۲) یکے درمختار و رد المحتار ۳۲۹/۳

(۵) یکے شرح مہذب ۲۵۱/۵

نسی

”نسی“ کے معنی مؤخر کرنے کے ہیں، حدیث میں متعدد مواقع پر یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے، (۱) اسی سے ”نسئ“ کا لفظ، خود ہے جو زمانہ جاہلیت میں کسی مہینہ کو اپنے وقت سے ہٹا کر مؤخر کر دینے کو کہا جاتا تھا — فقہاء کے یہاں ایک اصطلاح ”روسیہ“ کی ہے جو سود کی ایک خاص صورت ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ربو)

نسیہ

نساء کے معنی تاخیر کے آتے ہیں، عرب بعض مہینوں کو اپنے وقت سے مؤخر کر دیتے تھے اور اس کو ”نسئ“ کہتے تھے، فقہ کی اصطلاح میں یہ سود کی ایک قسم ہے، تفصیل ربو کے تحت مذکور ہو چکی ہے۔

(بھول)

نسیان

”نسیان“ حفظ (یاد رہنے) کی ضد ہے، (۲) ایک شئی معلوم ہو، لیکن ذہن اس سے غافل ہو، تو اس کیفیت کو ”نسیان“ کہتے ہیں، (۳) علامہ ابن ہمام نے نسیان کی تعریف اس طرح کی ہے کہ بوقت ضرورت کوئی چیز یاد نہ رہے، (۴) — اس مسئلہ میں اہل لغت کا اختلاف ہے کہ سہو و نسیان کے درمیان فرق ہے یا یہ دونوں ہم معنی الفاظ ہیں اور قول صحیح یہی ہے کہ یہ دونوں مترادف ہیں (۵) اس پر اہل علم کا اتفاق ہے (۶) کہ بھول کی وجہ سے گنہ معاف ہو جاتے ہیں، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان الله وضع عن امتي الخطاء والنسيان وما اسكر هوا عبیه (۷)

دنوی احکام میں بعض صورتوں میں نسیان موثر ہوتا ہے، اور بعض صورتوں میں موثر نہیں ہوتا، عبادت میں اگر بھول ہو تو اسے بھول کے لئے کوئی داعی نہ ہو، نیز مذکر یعنی یا دہانی کرے اور کیفیت موجود ہو، تو بھول سے ہوئے دن دہانی معاف نہیں ہوتی جیسے کوئی شخص نماز میں کھائے تو نماز ناسید ہو جائے گی، یوں نماز کی کیفیت اس کو اس کی خصوصی حیثیت یا دہانی دیتی ہے، برخلاف روزہ کے، کہ روزہ میں کوئی باعث یا دہانی مر جو نہیں، اس لئے اس حال میں آدمی بھول کر کھالے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، اسی طرح جانور ذبح کرتے وقت بسم اللہ نہیں بھولے تو جانور حلال ہو جائے گا، اس لئے کہ کوئی یہ سبب دہانی موجود نہیں جو کہ بدن حرف متوجہ کرے وہ ہو۔

اہل بھول جانے کی وجہ سے تہی ولی یا کاسہ پر پانی جس کا شریعت نے ضمیمہ دیا ہے، یا کسی کی بات کا ارتکاب رہا جس کو شریعت نے منع کیا ہے، تو اس کا تہاب و آب سے، جیسے نماز، روزہ، ہجرہ، وغیرہ بھول جائے، حج کرنے میں وقف کردہ بھول جائے، اور کافر کوئی رکن بھول جائے، یا ست تہی گئی ہو نماز اس کے ساتھ نہیں ہو سکتی اور کسی حال میں بھول رہا ہو، تو ان صورتوں میں اس کو ان افعال کی قضاء کرنی ہوگی، قسم اور طہار کے معاملہ میں بھی قصد اور بھول کا حکم یکساں ہے، بھول رہی قسم کھائے یا طہار کیا، تو طہار واقع ہو جائے گی، اور قسم منعقد ہو جائے گی، یہی حال اگر کسی ممنوعات کا ہے کہ بھول رہی، ارتکاب کر لے تو اس کو وہی جنایت دہانی ہوگی، قصد ممنوعات احرام کے ارتکاب کی وجہ سے واجب ہوتی۔

(۲) القاموس المحیط ۴۵

(۳) مجمع لا مشاء و لمطائر لاسر محمد ۳۰۲

(۴) حوالہ ۱۰۰

(۱) سنن ابی داؤد ۳۳

(۲) کتاب المعرفۃ ۲۶۹

(۳) حوالہ ۱۰۰

(۴) مجمع ۳۰۹ بطلان بکفرہ والناسی

نص وہ ہے جس کے معنی الفاظ ہی سے واضح ہوں اور ان کلام کا مقصود ہو، اہل اس میں تخصیص و تاویل کا احتساب بھی پیش نہ ہو، تخصیص و تاویل کے احتساب کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس صم میں تخصیص یا تاویل کی ہی گئی ہو، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کلام میں تخصیص و تاویل کی گنجائش ہو۔

نص کا حکم یہ ہے کہ ہر کے مقابلہ سے ترجیح ہوتی ہے، اور اگر نص اور مفسر میں ٹکراؤ محسوس ہو تو یہ مقابلہ نص کے مسرہ ترجیح حاصل ہوتی ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ سے پنجہ حرمت کا ذکر کر کے ارشاد فرمایا ہے کہ ”س کے سوا اور تمہیں تمہارے لئے حلال ہیں“ و احل لکم ما وراء ذلكم، (سہ ۳) اس آیت کا ظاہر یہ ہے کہ ان عورتوں کے علاوہ عورتیں حلال ہیں، خواہ ان کی تعداد چار سے زیادہ ہو، لیکن سورہ نساء کی آیت نمبر ۴ آئی ہی اس لئے ہے کہ نکاح کی چار تک حد بندی کی جائے، پس یہ آیت چار سے زیادہ نکاح کے جائز نہ ہونے میں نص کا درجہ رکھتی ہے، اس لئے اس آیت کو ترجیح حاصل ہے کہ چار سے زیادہ نکاح جائز نہیں۔ (۱۰)

اسی طرح نص پر مفسر کو ترجیح ہوتی ہے جیسے ایک شخص نکاح کرتے ہوئے کہتا ہے تروہت (میں نے شادی کی) تو نکاح صحیح کے لئے یہ عبارت نص کے درجہ میں ہے، جو نکاح کے یک باب و قبوس کے لئے استعمال ہوتی ہے، لیکن اگر ایک شخص ”شہر“ کا لفظ بڑھا کر کہہ دیا نہ روحنت شہراً (میں نے ایک ماہ کے لئے نکاح کیا) تو اب یہ نکاح درست نہیں ہوگا، کیونکہ ایک ماہ کی قید نے اس کلام کو مفسر بنا دیا، اور یہ بات واضح ہو گئی کہ اس سے عارضی نکاح (نکاح موقت) مراد ہے، جو شرعاً درست نہیں ہے۔

(دوسری اصطلاحات ”ظاہر، مفسر، محکم، خفی، مشکل، مجمل، متشابہہ“ کے سلسلہ میں ہی الفاظ کو حفظ کیا جائے)۔

نص سے مراد فقہاء، حنفیہ کے نزدیک ایک اور اصطلاح

اور ناشزہ عورت اگر شوہر کے گھر سے چلی جائے تو شوہر پر اس کا نفقہ واجب نہیں رہتا، نافرمانی کے باوجود اگر وہ شوہر کی فراہمی کی ہوئی رہائش گاہ میں موجود ہو تو وہ نفقہ کی مستحق ہے۔

(تفصیل کے لئے طلاق اور نفقہ کے احکام دیکھے جائیں)

اگر بیوی کی طرف سے بے جانا فرمائی ہو اور خلع پر مقدمہ طے پا جائے تو مرد نے مہر کے طور پر جو رقم دی ہے، وہ اسے واپس لے سکتا ہے۔ (دیکھئے خلع)

نص

نصت میں ”نص“ کے معنی تیز چلنے کے آئے ہیں اور حدیث میں یہ لفظ ایک موقع پر اسی معنی میں استعمال ہوا ہے، اہل علم کی اصطلاح میں نص ایسی صریح اور واضح بات کو کہتے ہیں جس میں تاویل و توجیہ کی گنجائش نہ ہو، عام طور پر اللہ اور اس کے رسول کے کلام کے لئے نص کا لفظ بولا جاتا ہے، اور اسی لئے ”ذیل معقول“ کے مقابلہ ”ذیل منصوص“ کی تعبیر استعمال کی جاتی ہے، لیکن شارع تعالیٰ کے عہدہ انسان کی عبارتوں کے لئے بھی نص کے لفظ کا استعمال عام ہے، خاص کر جب کسی کی عبارت بلفظ نقل کی جائے تو اس وقت ”نص“ کی تعبیر اختیار کی جاتی ہے۔

یہ تو اس لفظ کا عمومی استعمال ہے، لیکن علماء اصول فقہ کے ردِ یک ”نص“ ایک مستقل اصطلاح ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ کلام کبھی واضح ہوتا ہے اور کبھی مبہم، پھر وضاحت و ابہام بھی ایک درجہ کا نہیں ہوتا، کوئی بات اپنے مقصد کے اظہار میں زیادہ واضح ہوتی ہے اور کوئی کم واضح، کسی میں زیادہ ابہام و اشتباہ ہوتا ہے اور کسی میں کم، اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے اصولیین نے وضاحت کے اعتبار سے کلام کی چار قسمیں کی ہیں اور ابہام کے اعتبار سے بھی، وضاحت کے اعتبار سے کلام کی چار قسمیں یہ ہیں ظاہر، نص، مفسر، محکم، اور ابہام کے اعتبار سے چار قسمیں یوں ہیں خفی، مشکل، مجمل، متشابہہ۔

بھی ہے، اور وہ یہ کہ قرآن وحدیث کی نصوص میں لفظ کی اپنی معنی پر
ت کے اعتبار سے چار قسمیں کی گئی ہیں، عبارت النص،
شرع النص، دلالت النص اور اقتضاء النص۔ لفظ جس معنی کو بتلانے
کے لئے آیا گیا ہے وہ عبارت النص ہے، اور جو معنی لفظ سے معلوم ہو
نہیں کہ اس کے لئے یہ نہ گیا ہو، وہ اشارۃ النص ہے، جیسے کہ
قرنی کا ارشاد ہے

وعلى المولى دلہ ردقہیں و کسوتہیں

ما المعروف (۲۰۱: ۲۲۲)

اس کلام کا اصل مقصود یہ بتانا ہے کہ نفقہ والد پر واجب ہوتا
ہے، لیکن اس میں کئی باتوں کی طرح اشارہ ہوتا ہے، اس میں یہ کہ بچوں
کا نسب باپ سے ثابت ہوگا، دوسرے اولاد کے مال میں والد کو
ولایت حاصل ہوگی، تیسرے تہا والد ہی پر نفقہ واجب ہوگا، اور
کا نفقہ ادا کرے میں کسی اور کی شرکت نہ ہوگی، چوتھے اگر والد
میت ہو تو اولاد پر بھی بلا شرکت غیر سے والد کا نفقہ واجب ہوگا،
”یونکہ“ ”موقوفہ“ میں ملکیت کو بتلانے کے لئے ہے، پس گویا
اور اس کا ماں سے باپ کی ملکیت کے درجہ میں ہے۔ (۱)

حضرت نص نے غلط فہمی میں مذکور نہ ہو مگر زبان کے سب وجوہ کے
تخاصص سے عور، فکر کے بغیر بھی وہ سمجھ میں آتا ہو، اس کو دلالت النص
کہتے ہیں، جیسے بعد تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ماں باپ کو اف بھی نہ
کہ، فلا تقبل لہما اف (۲۳) اس سے ایک عامی شخص
جس میں یہ سمجھ متا ہے کہ ماں باپ پر تھانھا نایا گالی دینا بدرجہ
دن حرام ہوگا تو ماں باپ کو مار پیٹ اور گالی گلوچ کی حرمت اس
تیت کا دلالت النص ہے۔ (۲)

نص میں ایسی زیادتی کہ اس کے بغیر کلام درست نہ ہو سکے،
اقتضاء نص اور مقتضی کہلاتا ہے، جیسے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایا انما الاعمال بالنیات کرا مال سے پہلے ثواب واجریہ
صحت کا عقد نہ بڑھایا جائے اور یوں نہ کہا جائے کہ اعمال پر اجر و
ثواب یا اعمال کا صحیح و درست ہونا نیت پر موقوف ہے، تو اس
حدیث کا کوئی صحیح معنی نہیں کیا جاسکے گا، اسی لئے شرعی ضرورت کے
تحت ایسی نصوص میں لفاظ مخذوف مانے جاتے ہیں، پس اس
حدیث میں ثواب یا صحت کا لفظ اقتضاء النص سے ثابت ہے۔ (۳)

والالت کی ان چار صورتوں سے احکام ثابت ہوتے ہیں، اور

یہ قیاس پر مقدم ہیں، البتہ تعارض کے وقت عبارت النص کو اشارۃ

النص پر اور اشارۃ النص کو دلالت النص پر ترجیح دی جائے گی مثلاً

یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم القصاص

فی القتلی (۲: ۱۷۱)

اے مومنو! تم پر مقتولین کے سلسلہ میں قصاص

فرض قرار دیا گیا ہے۔

اس آیت کا عبارت النص یہ ہوا کہ قتل عمد میں قصاص واجب ہوگا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے

ومن یقتل مؤمناً متعمداً فحراً وہ جہم خالداً

فیہا وعصب اللہ علیہ ولعہ (النہ: ۹۳)

جو کسی مسلمان کا جان بوجھ کر قتل کرے اس کی

جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اس پر اللہ

کا غضب ہو اور اللہ کی لعنت۔

اس آیت میں قتل مومن کی پوری سزا جہنم کو قرار دیا گیا ہے،

کیونکہ جزا پورے بدلہ کو کہتے ہیں، اس کا اشارۃ النص یہ ہوا کہ قتل

عمد کی صورت میں قصاص واجب نہ ہوگا، ورنہ جہنم اس کی پوری سزا

نہ ہوتی، پس پہلی آیت کے عبارت النص کو اس آیت کے اشارۃ

النص پر ترجیح دی جائے گی، اور قصاص واجب ہوگا۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

مَنْ قَتَلَ مَوْماً حَطَّاءَ فَتَحْوِيرِ رَقِيعَةِ مَوْمَةٍ وَدِيَةِ

مَسْمُومَةٍ إِلَى أَهْلِهَا إِلَّا أَنْ يَصْلَحُوا (نہ۔ ۹۳)

اس آیت کا درست انص یہ ہے کہ قتل عمد پر بد درجہ اولیٰ کفارہ واجب ہونا چاہئے، دوسری جگہ فرمایا گیا

وَمَنْ يَقْتُلْ مَوْماً مَتَعَمِداً فَجَزَاءُ ۝ جَهَنَّمَ

حَالِدًا فِيهَا (نہ۔ ۹۳)

جو کسی مسلمان کا قصد اُقتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

اس آیت کا اشارۃً انص ہے کہ قتل عمد میں کفارہ واجب نہ ہو کیونکہ قتل عمد کی سزا جہنم کو قرار دیا گیا ہے، اور جہنم اسی صورت میں واجب ہوتی ہے کہ اس گنہ کا کفارہ ممکن نہ ہو، پس اس آیت کا اشارۃً انص کو پہلی آیت کے دلالۃً انص پر ترجیح دی جائے گی۔

نطق (بولن)

نطق کے معنی بولنے کے ہیں، یوں فقہاء کے یہاں ”گویائی“ اور ”قوت گویائی“ دونوں پر نطق کا اطلاق کیا جاتا ہے — شریعت میں بعض معاملات میں اشارہ کو بھی نطق کے قائم مقام سمجھا گیا ہے، اور جو شخص بولنے پر قادر نہ ہو جس کو ”اخرس“ یا ”اکم“ کہتے ہیں اس کے لئے بہت سے ان امور میں اشارہ سے مافی الضمیر کا اظہار کافی ہے، جن میں قوت گویائی رخصتوں کے لئے بول کر اپنے مقصد و منشاء کا ظہر ضروری ہوتا ہے۔ (دیکھئے احسن)

فقہاء نے لکھا ہے کہ گواہی میں نطق ضروری ہے، اشارہ کافی نہیں خواہ کسی بھی معاملہ کی گواہی ہو، اسی لئے تحریر اور اشارہ سے گواہی نہیں دی جا سکتی خواہ وہ بولنے پر قادر ہو یا نہ ہو، (اسی طرح

حدود کے مقدمات میں خواہ کوئی بھی حد ہو، زبان ہی سے اقرار معتبر ہے تحریر اور اشارہ سے اقرار کا اعتبار نہیں، گونگا اگر قری تحریر لکھ دے یا واضح اشارہ کے ذریعہ اقرار کرے، جب بھی یہ اقرار غیر معتبر ہوگا۔ (۲)

نظر

”نظر“ کے معنی نظر لگنے کے بھی ہیں، اور حدیث میں یہ لفظ اس معنی میں استعمال ہوا ہے، (۲) حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے گھر میں ایک لڑکی کو دیکھا جس کے چہرے پر ایک دھبہ سا تھا، تو فرمایا کہ اس کو بھانڈا پھونک کر دیکھو کیونکہ اسے نظر لگ گئی ہے۔ (۱)

حدیث میں نظر لگنے کا دو علاج منقول ہے، ایک یہ کہ دُعا پڑھ کر پھونکا جائے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خود مجھے اس کا حکم فرمایا، (۵) دوسرے آپ ﷺ نے یہ بھی مدیت فرمائی کہ جس شخص کی نظر لگ جائے وہ اپنا چہرہ، ہاتھ، ہڈیاں، گھٹنے، پاؤں اور تہبند کے اندرونی حصہ کو ایک برتن میں دھوئے دراز پانی سے نظر لگے ہوئے شخص کو غسل دیا جائے۔ (۶)

اہل علم نے لکھا ہے کہ نظر لگنے سے نقصان تو ہوتا ہے، لیکن اس سے ہلاکت و قح نہیں ہوتی، اور یقین کے ساتھ یہ بھی نہیں جا سکتا کہ کس کو نظر لگی ہے اور کس کی؟ اس لئے نظر کی بنیاد پر قصاص، دیت یا کفارہ وغیرہ کے احکام جاری نہیں ہو سکتے۔۔۔

نظر لگنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ جس شخص کی نظر لگ جائے وہ بد خواہ ہی ہو، کوئی چیز نگاہ کو بہت بھ جائے اس سے بھی نظر لگتی ہے، اس لئے جب کوئی چیز اچھی لگے تو ”ماشاء اللہ لا فوۃ الا باللہ“ کہنا

(۲) بدائع الصنائع ۲/۲۹۷

(۳) حوالہ مذکور

(۶) دیکھئے فتح باری ۲/۱۵۰-۱۵۱

۱۔ دیکھئے بدائع الصنائع ۲/۲۹۸

۳۱۔ بحاری عن سلمۃ، حدیث نمبر ۵۷۳۹

۵۰۔ بحاری حدیث نمبر ۵۷۳۸

۵۔ فتح باری ۲/۲۹۷

چاہئے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلقین فرمائی۔ (۱)

نعل

نعل کے معنی اونٹن کے ہیں، مولانا نور شاہ کشمیری نے لکھا ہے کہ ایسا سونا کردوں میں غفلت کی کیفیت پیدا ہو جائے نوم ہے، اور وہ نعل کہ جس میں آدمی جھونے لگے اور سر میں حرکت ہونے لگے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے نوم)

نعل

عربی زبان میں ”نعل“ پاؤں میں پہننے والی ایسی چیز کو کہتے ہیں جو زمین سے پاؤں کی حفاظت کرے صافیت بہ القدم من الارض اس کی جمع ”نعال“ آتی ہے، (۲) اس طرح چپل اور جوتا دونوں پر نعل کا اطلاق ہو سکتا ہے۔

نعل سے متعلق تین فقہی حکام قائل ذکر ہیں، اول یہ کہ پاؤں دھونے کی جگہ کیا نعلین پر مسح کرنے پر اکتفا کیا جاسکتا ہے؟ دوسرے کیا نعلین کے ساتھ نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ تیسرے رسول اللہ ﷺ کی نعلین مبارکین کس وضع کی تھیں؟

وضوء میں نعلین پر مسح

جہاں تک وضوء میں نعلین پر مسح کی بات ہے تو گواہ روایت میں یہ بات آئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پائے مبارک اور نعل مبارک پر مسح فرمایا، (۳) لیکن قرآن مجید میں پاؤں کے دھونے کا حکم اور صحیح و مشہور احادیث میں صرف موزوں پر مسح کرنے کی اجازت سے یہ روایت متعارض ہے، اسی لئے جمہور فقہاء و رخنہ ائمہ اربعہ نعلین پر مسح کے قائل نہیں، اس روایت کی توضیح حضرت

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ہوئی ہے جسے امام ترمذی نے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے وضوء کیا اور موزوں (جوربین) اور نعلین پر مسح فرمایا، (۴) اس سے ظاہر ہے کہ اصل میں تو آپ ﷺ نے موزوں پر مسح فرمایا تھا، لیکن چونکہ آپ ﷺ ان موزوں پر نعلین پہنے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کے نعلین میں وہی طرح اس طرح کھلے ہوئے تھے کہ ان کو اتارے بغیر بھی مسح کیا جاسکتا تھا، اس لئے راوی نے اس کو موزوں اور نعلین دونوں پر مسح کرنے سے تعبیر کر دیا اور چونکہ یہ ایک طرح سے بالواسطہ پاؤں ہی پر مسح کرنا ہے، اس لئے بعض روایتوں میں نعلین اور قدمین کا ذکر کیا گیا — مام محاذی اور علامہ زیلعی نے اس پر تفصیل سے کلام کیا ہے۔ (۵)

جوتے میں نماز

جہاں تک نعلین میں نماز پڑھنے کی بات ہے، تو اگر ایسی چپل ہو جس میں انگلیاں کھلی ہوئی ہوں اور ان کو زمین پر رکھا جاسکتا ہو، نیز اس میں ناپاکی لگی ہوئی نہ ہو تو اس میں نماز پڑھی جاسکتی ہے، چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی نعلین میں بھی نماز ادا فرمائی ہے، (۶) — نعلین میں نماز پڑھنا مباح ہے یا مستحب یا مکروہ؟ اس سلسلہ میں تینوں طرح کے قوال ہیں، جو حضرات مباح قرار دیتے ہیں، انھوں نے اس روایت کو جواز و بابت پر محمول کیا ہے، کیونکہ حضور ﷺ کا عام معمول مبارک اس طرح نماز پڑھنے کا نہیں تھا، یہی رائے ابن دقیق العید کی ہے، جو حضرات استحباب کے قائل ہیں انھوں نے بوداؤد اور حاکم کی اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا یہودیوں کی مخالفت کرو کہ وہ نعلین اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے، عدم مہینگی کا رجحان اسی طرف ہے، ہمارے زمانہ میں اب یہ علت باقی نہیں

(۲) القاموس المحیط ۳۷۳

(۳) ترمذی باب فی المسح علی الجوربین والنعلین، حدیث ۹۹

(۴) ترمذی حدیث ۳۰۰، باب ماجاء فی صلاة فی النعال

(۱) فتح بغدادی ۲۵۰، بحوالہ مسند برار

(۲) بوداؤد بن مسعود ۹۸۰-۹۸۱

(۳) مجمع معانی آثار لفظی باب المسح علی النعلین ۵۹

یہی ۱۰ اس نے اب یہود کی مخالفت کی نسبت سے نطین میں نماز پڑھنے کو اولیٰ قرار نہیں دیا جاسکتا۔

جو لوگ مکروہ کہتے ہیں ان کا خیال ہے کہ اس میں سوءادب ہے اور اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور پر حاضری کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ آپ ﷺ نطین اتار میں ملاحظہ نعلبک (۱)۔ اور فی زمانہ یہی سے بھی اس نقطہ نظر کو تقریر پہنچتی ہے، (۱)۔ اور فی زمانہ یہی درست معلوم ہوتا ہے، کیونکہ مشرق میں یزوں کے سامنے جوتے پہن کر بیٹھنے کو خلاف ادب تصور کیا جاتا ہے، اور اس لئے بھی کہ آپ ﷺ کے زمانہ میں مسجد کا فرش کچا تھا اور اس پر نکل کر بچائے گئے تھے، اس لئے اگر چہل میں کچھ گندگی لگ گئی ہو تو اس سے مسجد کا فرش آلودہ نہیں ہوتا تھا، آج کل مسجدوں میں جس قسم کے فرش بنائے جاتے ہیں، ان میں آلودگی کے پھیل جانے اور زمین میں جذب نہ ہونے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے اور پھیل جوتے میں چاہے نجاست نہ لگے، لیکن گندگی کا لگا رہنا عین ممکن ہے۔ والتداظم

نفاس

”نفاس“ کے اصل معنی عورت کے بچہ جنمنے کے ہیں، (۲)۔ فقہاء کی اصطلاح میں نفاس سے مراد وہ خون ہے جو بچے کی مکمل پیدائش یا اس کا زیادہ حصہ باہر آجانے کے بعد یا ہو، خواہ فطری طریقہ پر بچہ کی ولادت ہو جائے یا کسی وجہ سے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکالنا پڑے، (۳)۔ اگر جنین ابھی ناقص اخلاقت تھا، لیکن بعض اعضاء جیسے ہاتھ یا پاؤں یا ناخن یا انگلی یا بوس کی تخلیق ہو گئی تھی اور عام طور پر یہ تخلیق عمل ایک سو بیس دنوں کے بعد ہی وجود میں آتا ہے،

ایسے جنین کے ساقہ ہونے کے بعد جو خون آئے وہ بھی ”نفاس“ ہی تصور کیا جائے گا، (۴)۔ اگر بچہ کا کم حصہ باہر آیا ہو اور زیادہ حصہ اندر ہو اس وقت جو خون آئے وہ استخاضہ ہوگا نہ کہ حیض، (۵)۔ اسی طرح اگر حمل پر ایک سو بیس دن نہیں گزرے اور اعضاء ظاہر نہیں ہوئے اسی حال میں جنین ساقہ ہو گیا، تو یہ نفاس نہیں ہوگا، اگر مدت صہر کم سے کم پندرہ دن گزر چکی تھی اور خون کا سلسلہ تین دنوں تک باقی رہا تو حیض شمار کیا جائے گا ورنہ استخاضہ، اگر کسی عورت کے حمل میں دو بچے ہوں جو یکے بعد دیگرے پیدا ہوں، لیکن پیدائش میں چھ ماہ سے کم کا فاصلہ ہو تو پہلے بچہ کی پیدائش ہی سے آنے والا خون نفاس شمار کیا جائے گا، البتہ دوسرے بچہ کی پیدائش پر وضع حمل کی تکمیل ہوگی، یعنی اگر حامد حلاق یا وفات کی عدت کی حالت میں تھی تو دوسرے بچہ کی پیدائش پر عدت مکمل ہوگی۔ (۶)۔

نفاس کی مدت

نفاس کی کم سے کم کوئی مدت نہیں، اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے، (۷)۔ زیادہ سے زیادہ مدت کے بارے میں البتہ اختلاف ہے، حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن کی ہے، (۸)۔ چنانچہ حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں خواتین ولادت کے بعد چالیس شب دروز بیٹھتی تھیں، (۹)۔ یعنی نماز وغیرہ ادا کرنے سے بچت رہتی تھیں، امام ترمذی نے اس پر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتفاق نقل کیا ہے۔ (۱۰)۔

فقہاء شوافع کے نزدیک زیادہ سے زیادہ مدت ساٹھ دن ہے، لیکن شوافع میں امام مزنی کی رائے وہی ہے جو حنفیہ اور حنابلہ

(۱) دیکھئے معارف السنن ۴/۲۰۲، (مولانا محمد یوسف، روم)

(۳) درمختار ۹۹/۱

(۵) حوالہ سانس ۱۹۹

(۷) المحرر، رتبۃ ۲۱۹/۱، مبدیۃ المجتہد ۵۲، المعنی ۲۰۹

(۹) ترمذی، باب ما جہل فی کم تمکد النفس حدیث ۳۹

(۲) القسوس محیط ۷۵

(۴) حوالہ سانس ۲۰۱

(۶) درمختار ۲۰۰

(۸) المحرر، رتبۃ ۲۲۰، المعنی ۲۰۹

(۱۰) حوالہ سانس

کی ہے، (۱) امام مالکؒ کا ایک قول ساتھ دن کا ہے، لیکن امام صاحب نے اس سے رجوع کر لیا تھا اور آپؒ کی آخری رائے یہ تھی کہ اس سلسلہ میں اہل تجربہ فوائتین سے دریافت کیا جائے، تاہم مالکیہ کا عمل امام مالکؒ کی اسی ابتدائی رائے پر ہے جس سے آپؒ نے رجوع کر لیا ہے۔ (۲)

حنفیہ کے یہاں ایک صورت میں نفاس کی کم سے کم مدت بھی متعین ہوتی ہے، چنانچہ ولادت کے کچھ دنوں بعد عورت عدت گزار جانے کا دعویٰ کرتی ہے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کم سے کم مدت نفاس پچیس دن متصور ہوگی، اس کے بعد طہر اور تین حیض شمار کیا جائے گا، امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس صورت میں گیارہ دن اور امام محمدؒ کے نزدیک ایک ایک لمحہ نفاس شمار ہوگا، (۳) حافظ ابن رشدؒ کو اس سے یہ غلط فہمی ہوئی کہ انھوں نے امام ابوحنیفہؒ کی طرف مطلقاً یہ بات منسوب کر دی کہ آپؒ کے یہاں نفاس کی کم سے کم مدت متعین ہے، (۴) حالانکہ یہ تعین ایک خاص صورت سے متعلق ہے۔

جن امور میں حیض و نفاس کے احکام میں فرق ہے!

اس پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ نفاس حدث یعنی ناپاک ہونے کے اسباب میں سے ایک ہے، جو چیزیں حیض کی وجہ سے حرام ہیں وہ نفاس کی وجہ سے بھی حرام ہیں، اور حیض کی وجہ سے جو فرائض ساقط ہو جاتے ہیں نفاس کی وجہ سے بھی ساقط ہو جاتے ہیں، (۵) البتہ صحتی نے سات احکام نقل کئے ہیں جن میں حیض اور نفاس کا حکم مختلف ہے

(۱) حیض کی کم سے کم مدت مقرر ہے، نفاس کی کم سے کم مدت مقرر نہیں۔

(۲) حیض باغ ہونے کی علامت ہے اور نفاس عدمت جوغ نہیں، کیونکہ اس کا حامد ہونا بجائے خود اس کے باغ ہونے کی

دلیل ہے۔

(۳) حیض استبراء، حرکی دلیل ہے اور نفاس بعض اوقات استبراء کے لئے کافی نہیں ہوتا، مثلاً کسی باندی کو جس میں توہم پڑے تھے، پہلا بچہ پیدا ہوا، اور اس کے بعد خون شروع ہو گیا تو دوسرے بچہ کی پیدائش تک جو خون یا وہ نفاس سمجھا جائے گا، لیکن چوں کہ ابھی حمل میں بچہ موجود ہے اس لئے استبراء، رحم ابھی نہیں ہوا۔

(۴) حیض کے ذریعہ عدت گذرتی ہے نہ کہ نفاس۔ ذریعہ، مثلاً کسی نے بچہ کی ولادت کے ساتھ مشروط حدیقہ کی تو ولادت کے ساتھ ہی طلاق پڑ جائیگی، لیکن نفاس عدت میں شمار نہ ہوگا بلکہ نفاس ختم ہونے کے بعد تین حیض کا تا بھی ضروری ہوگا۔

(۵) جن کفارات میں مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنے ہیں اگر اس روزہ کے درمیان بیچ میں نفاس کی نوبت آگئی تو روزہ میں تسلسل باقی نہیں رہا، اور دوبارہ اسے روزہ رکھنے ہوں گے بخلاف حیض کے، چونکہ حیض ہر ماہ عادتاً آیا ہی کرتا ہے اس لئے حیض کی وجہ سے گوروزہ کا تسلسل ٹوٹ جائے پھر بھی اسے مسلسل ہی سمجھا جائے گا۔

(۶) اگر اوطاقوں کے درمیان ایک حیض کا قصد ہو جائے تو طہر سنت ہوتی ہے، اور اگر پانی کی حالت میں طلاق دی اور پھر حیض کے گزرنے سے پہلے ہی دوبارہ طلاق دی تو یہ طلاق بدعت ہوتی ہے۔ (۷)

(نفاس کے احکام کے سلسلہ میں حیض اور جنابت کے الفاظ بھی دیکھے جائیں)۔

نفاق

نفاق ”نافقہ“ سے ماخوذ ہے، کہا جاتا ہے کہ غور اپنی چاند گاہ

(۲) میس مدایہ المجتہد ۲۰۱

(۳) میس مدایہ المجتہد ۵۲

(۴) درحسار رد المحتار ۱۹۹

(۱) المہد ۲۳۱

(۲) میس در مختار ۹۹

(۵) لإصباح ۹۹

مناصب طور پر جاری رہتے ہیں، فساد بھسا ہلاک المال و رواج الحال، (۱) — شامی نے زہری سے ایک چھانکنہ نقل کیا ہے کہ عربی زبان میں ہر وہ لفظ جس کا ابتدائی حرف (ف کلمہ) "ن" اور درمیانی حرف (ع کلمہ) "ف" ہو تو اس میں نکلنے اور جانے کے معنی پائے جاتے ہیں۔ (۲)

اصطلاح میں نفقہ خوراک، پوشاک اور رہائش کے انتظام کو کہتے ہیں، ہی الطعام والكسوة والسكنی (۳) — نفقہ کی یہ تعریف تمام صورتوں کو شامل ہے، انسان اور حیوان دونوں کے نفقہ کو بلکہ فقہاء نے تو زمین کو بھی رفق نفقہ قرار دیا ہے کہ میرا بے کرنا اس کا نفقہ ہے، یہ در بات ہے کہ اس پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ (۴)

خود اپنا نفقہ

سب سے پہلے تو انسان پر خود اپنا نفقہ واجب ہے کہ آدمی اپنے آپ کی ضروریات کو پورا کرے، سی سئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے اپنے آپ سے شروع کر د پھر اپنے زیر پرورش لوگوں پر خرچ کرو، ابدأ بنفسک فتصدق عیہا فان فعلت شئی فلافعلک، (۵) کیونکہ انسان کے ہاتھ میں اس کا وجود اللہ تعالیٰ سے ہے، اور حتی المقدور اس کی حفاظت وصیانت واجب ہے۔

قرابت داری کی وجہ سے نفقہ کا وجوب

دوسرے شخص کا نفقہ آدمی پر تین اسباب کے تحت واجب ہوتا ہے، زودواجی رشتہ، قرابت مندی اور ملکیت (۶) بحیثیت مجموعی قرابت کی بناء پر نفقہ واجب ہونے کے سلسلہ میں وسعت و تنگی کے اعتبار سے مذہب اربعہ کی ترتیب اس طرح ہے کہ سب سے زیادہ وسعت متبادلہ کے یہاں ہے، پھر خفیہ کے یہاں، پھر شوافع کے یہاں در آخری درجہ لکھیا ہے۔

میں دو طرح کا مل رکھتا ہے، ایک کھلا ہوا جو نظر آتا ہے، اور دوسرا چھپا ہوا، جو عام نگاہوں سے مخفی ہوتا ہے تاکہ وقت ضرورت وہ اس بل سے باہر نکل کر اپنی جان بچا سکے، اسی سے نفاق کا لفظ اخذ ہے، نفاق یہ ہے کہ ایک شخص اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے، حالانکہ بہ باطن کافر ہو، سہم کے ایسے خفیہ دشمنوں کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں منافق کہا جاتا تھا، قرآن وحدیث میں بے شمار مواقع پر یہ اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔

سہم وحی بند ہونے کے بعد چونکہ یہ جاننا ممکن نہیں کہ کون شخص مخلص مسلمان ہے اور کون شخص منافق ہے اس لئے اب کسی پر نفاق کا حکم نہیں لگایا جاسکتا، البتہ اگر کسی شخص کے بارے میں معلوم اور عیبت ہو جائے کہ یہ شخص اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے، لیکن اندرونی طور پر مسلمان نہیں ہے، یا وہ دین کے کسی اساسی حکم کی بے جا تاویل کرتا ہو جیسا کہ قادیانی خاتم النبیین کی من چاہی توجیہ کرتے ہیں، تو ان کو "زندیق" کہتے ہیں۔

(ایسے لوگوں کے احکام جاننے کے لئے دیکھیے زندیق)

نفقہ

نفقہ یا تو "نفوق" سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہدک ہونے کے ہیں، اس نے جانور کے ہدک ہونے کو "سفقت الدابة" صوفاً کہتے ہیں، یا نفاق (ن پر زبر) سے مشتق ہے، نفاق کے معنی مروج ہونے کے ہیں، اسی لئے جس سودے کا چلن ہو جائے اس کے لئے "سفقت لسلعة" کی تعبیر استعمال ہوتی ہے، نفقہ کے اصطلاحی مفہوم کی اس کے لغوی معنی سے مطابقت اور قرابت یہ ہے کہ نفاق میں ماب ہلاک و خرچ ہو جاتا ہے، اور حالات

(۲) حوالہ سابق

(۳) رد المحتار ۶۴۴/۲

(۴) رد المحتار ۶۴۴/۲

(۱) مجمع رد المحتار ۶۴۴/۲، القاموس المحيط ۱۹۵

(۲) رد المحتار ۶۴۴/۲

(۳) رد المحتار ۶۴۴/۲

تعالیٰ نے صاحب منجائش پر اپنی منجائش کے مطابق نفقہ ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے، (طلاق)۔ حضرت جابر جعفی سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ تم پر بیویوں کی رزق و ران کا لباس معروف طریقہ پر واجب ہے، ولہٰذا عیبکم در فقہس و کسوتہن بالمعروف۔ (۵)

بیوی کا نفقہ نکاح صحیح کی وجہ سے واجب ہوتا ہے نکاح فاسد اور نکاح باطل کی وجہ سے واجب نہیں ہوتا، مسلمان ہو یا کتبیبہ، بائند ہو یا ایسی نابالغہ جس سے صحبت کی جاسکتی ہو، یا وہ شہوت کی عمر کو پہنچ گئی ہو، مالدار ہو یا غریب، شوہر اس سے صحبت کر چکا ہو یا کسی عذر کی وجہ سے نہیں کر پایا ہو، سلیم العقل ہو یا فاجر عقل، اتنی سن رسیدہ ہو کہ شوہر کے لائق ہو یا کم عمر ہو، لیکن شوہر کے گھر میں ہواور کم سے کم خدمت اور موانست کے لائق ہو، خود شوہر نابالغ اور اس کی وجہ سے صنفی تعلق سے معذور ہو یا نہ ہو اور مالدار ہو یا محتاج، بہر صورت اگر یہ کسی جائز حق اور عذر کے بغیر شوہر کے گھر سے باہر نہ ہو تو اس کا نفقہ واجب ہوگا بلکہ اگر والد کے گھر ہو اور خود شوہر نے اس کی رخصتی کا مطالبہ نہ کیا ہو، جب بھی اس کا نفقہ واجب ہے، شوہر کے گھر میں ہو، لیکن مریض ہو تب بھی اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے، اسی طرح اگر وہ اپنے کسی جائز حق کے مطالبہ کی وجہ سے اپنے میکہ میں مقیم ہو تب بھی وہ مستحق نفقہ ہے، جیسے ہر معقل ہو اور وہ مہر لے کر ہی شوہر کے یہاں رخصت ہونے کے لئے تیار ہو تب بھی وہ نفقہ کی مستحق ہے اور ایک مہر ہی پر موقوف نہیں کسی بھی جائز حق کی بناء پر اپنے آپ کو روک رکھنے کی وجہ سے وہ نفقہ سے محروم نہیں رہ سکتی۔ (۶)

مالکیہ کے نزدیک نفقہ صرف والدین، بیٹے اور بیٹیوں کا واجب ہے، دادا، دادی، نانا، نانی یا پوتے، نواسے وغیرہ کا واجب نہیں، شوافع کے نزدیک علاوہ والدین کے والدین کا جو آبائی سلسلہ دادا، دادی، نانا، نانی اور اولاد ہی کی طرح اولاد کے ذیلی سمیع پوتے، نواسے وغیرہ کا نفقہ بھی واجب نہیں، حنفیہ کے نزدیک ان رشتہ داروں کے علاوہ بعض حالات میں دوسرے محرم رشتہ داروں کا نفقہ بھی واجب ہوا کرتا ہے، غیر محرم رشتہ داروں کا نفقہ واجب نہیں ہوتا، حنا بلہ نے محرم ہونے کی بھی شرط نہیں رکھی، بلکہ غیر محرم رشتہ داروں جیسے چچا زاد بھائی وغیرہ کا نفقہ بھی بوقت ضرورت واجب قرار دیتے ہیں۔ (۱)

نفقہ۔ جس سے ضرورت پوری ہو جائے

نفقہ کا مقصد بنیادی ضروریات کی تکمیل ہے، جو ہر زمانہ کے عرف و رواج اور زیر کفالت شخص کے حالات کے لحاظ سے مختلف ہو سکتا ہے، (۲) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نفقہ کے ساتھ ”بالمعروف“ (مروج طریقہ کے مطابق) کی قید لگائی ہے، (۳) اور حضرت ہندہ کے نفقہ کے بارے میں اپنے شوہر کی طرف سے ہونے والی تنگی کی بابت استفسار پر آپ ﷺ نے یہی جواب دیا کہ تاملے سکتی ہو جو ”معروف“ طریقہ پر تمہارے اور تمہارے بچوں کے لئے کفایت کر جائے، عابیکھک و ولدک بالمعروف۔ (۴)

بیوی کا نفقہ

بیوی کا نفقہ واجب ہونے پر اُمت کا اجماع و اتفاق ہے، (۵) اور کیوں نہ ہو خود قرآن کریم میں اس کی صراحت موجود ہے، اللہ

(۲) المعنی ۵۷۸

(۱) ملخص از فقہ اسلامی وادعہ ۶۸/۷

(۳) بحاری، کتاب الاداء یفق الرجل للمرأة ان تأخذ بغير عہد ما یکفہا، وولدہا بالمعروف، حدیث نمبر ۵۳۶۳

(۴) المعنی ۵۷۸

(۵) ابو داؤد، عن حابر بن عبد اللہ، حدیث نمبر ۱۹۰۵

(۶) ملخص از درمختصر ۶۸/۲ ۶۳۳

جب بیوی نفقہ کی حقدار نہیں ہوتی!

مردہ ہسکتی نے لکھا ہے کہ گیارہ صورتوں میں بیوی نفقہ کی حق دار نہیں رہتی، اگر وہ مردہ ہوگئی ہو یا اس نے اپنے سوتیلے بیٹے کے ساتھ کوئی شہوانی فعل کیا ہو، کیونکہ اس کی وجہ سے وہ اپنے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے، عدت و دفات میں ہو، نکاح فاسد یا اس کی عدت میں ہو، کسی اور کی باندی ہو شوہر کے پاس قیام پذیر نہ ہو، اتنی کم عمر ہو کہ اس سے صحبت نہ کی جاسکے، کسی وجہ سے جیل میں ہو، اسے اغوا کر لیا گیا ہو۔

جس فقہ نے اسی زمرہ میں ایسی مریض خاتون کو بھی رکھا ہے جو شوہر کے ساتھ میکہ سے اس کے گھر منتقل نہ ہو سکتی ہو، کیونکہ ایک درجہ میں اس کی طرف سے اپنے نفس کی حوالگی مفقود ہے، لیکن ظاہر ہے کہ یہ بات محل نظر ہے، کیونکہ مریضہ کی طرف سے تسلیم نفس موجود ہے یہ درمات ہے کہ قدرتی مجبوری کی وجہ سے شوہر کے یہاں اس کی منتقلی ممکن نہیں، شانی کا رجحان بھی ایسی عورت کے مستحق نفقہ ہونے کی طرف ہے، فرماتے ہیں

وحيث لا يسقى اذ حاجها فيص لا نفقة لهن (۱)

اگر عورت شوہر کی بجائے کسی اور محرم کے ساتھ حج کو گئی ہو تو اس کا نفقہ بھی بقول ہسکتی شوہر پر واجب نہیں، حج فرض ہو یا نفل، بہت شوہر ساتھ ہو، تو حالت اقامت کا نفقہ اس پر واجب ہوگا، سفر سے واپس آنے کا نفقہ واجب نہیں ہوگا۔ لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حج فرض کی صورت میں شوہر ساتھ نہ ہو پھر بھی حالت اقامت کا نفقہ اس کو ادا کرنا ہوگا، کیونکہ سفر حج بھی اس کے لئے ایک عذر ہے، غائبی راۓ مزاج شریعت سے قریب تر ہے۔ واللہ اعلم

ناشزہ کا نفقہ

جن صورتوں میں نفقہ واجب نہیں ہوتا ان میں ایک صورت

عورت کے ناشزہ ہونے کی ہے، ناشزہ کے لغوی معنی نافرمان کے ہیں، نفقہ کی اصطلاح میں ہر وہ عورت ناشزہ ہے جو کسی جائز حق کے بغیر شوہر کے گھر سے باہر ہے حار جہ من بیتہ بعیر حق، اسی حکم میں وہ عورت بھی ہے جو اپنے گھر میں رہتی ہو، وہیں شوہر آتا جاتا ہو اور اس نے شوہر کو وہاں آنے سے روک دیا ہو، اسی طرح اگر عورت شب کے وقت تسلیم نفس کرتی ہو، دن میں نہ کرتی ہو، تو شوہر پر اس کا نفقہ نہیں عدم ہسکتی کا خیال ہے کہ وہ عورتیں جو دن میں ملازمت وغیرہ کرتی ہوں یا خود کوئی درجہ معاش رکھتی ہوں، اور شب میں شوہر کے پاس رہتی ہوں، تو ان کا نفقہ واجب نہیں، علامہ شافعیؒ نے اس ذیل میں عالمگیری کا ایک جزئیہ نقل کیا ہے کہ اگر کسی کی بیوی باندی ہو، قاذن میں اس سے خدمت لیتا ہو، اور رات میں شوہر کے حوالہ کر دیتا ہو، تو صرف رات کا نفقہ شوہر پر واجب ہوگا نہ کہ دن کا، پھر لکھا ہے کہ اسی مسئلہ پر اس کو قیاس کیا جاسکتا ہے، مگر یہ بات بھی ظاہر ہے کہ عورت اس وقت ناشزہ ہوتی ہے جب وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر رہے۔ شوہر کی اجازت سے باہر رہے تو ناشزہ نہیں۔ (۲)

اس گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ عورت اصطلاحی اعتبار سے اس وقت ناشزہ ہوتی ہے جب وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر رہے، اگر گھر میں رہتے ہوئے نافرمانی کا ثبوت دے یا اپنے کسی جائز حق کی بناء پر اپنے آپ کو روک دے تو وہ نفقہ سے محروم نہیں ہوگی، اسی طرح ملازمت پیشہ خواتین اگر ملازمت شوہر کی اجازت سے کر رہی ہوں تو وہ نفقہ کی حق دار ہیں اور اگر بلا اجازت دن میں چلی جاتی ہوں اور رات میں چلی آتی ہوں جب بھی اس کا رات کا نفقہ شوہر کے ذمہ رہے گا، گو شوہر کو حق ہے کہ وہ اس کو اس عمل سے روکے اور اس کے لئے شرعی حدود میں رہتے ہوئے سرزنش کرے، اور عورت اس نافرمانی کی وجہ سے گنہگار ہوگی۔

نفقہ میں شامل چیزیں

قرآن وحدیث اور شریعت کے مزاج و مذاق کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوی کے نفقہ میں اس کی تمام بنیادی ضروریات شامل ہیں، جو اصل میں ہر زمانہ کے عرف اور حالات سے متعلق ہیں اور اس سلسلہ میں قطعی تحدید و تعیین نہیں کی جاسکتی، تاہم پھر بھی فقہاء نے ایک حد تک ان کو متعین کرنے کی کوشش کی ہے، چنانچہ بعض فقہاء شوافع نے سات چیزوں کا ذکر کیا ہے کھانا، سالن، صفائی ستھرائی کا سامان، لباس، گھر کا ضروری اثاثہ، رہائش گاہ، اور اگر عورت ایسے سماج سے تعلق رکھتی ہو جس میں خدم اور چاکروں سے کام لیا جاتا ہو تو خادم کا قلم۔ (۱)

خوراک

خوراک مہیا کرنے کی دونوں صورتیں ہو سکتی ہیں، یہ بھی کہ کچا سامان بیوی کے حوالہ کر دے تاکہ وہ اسے پکالے، چاول، آٹا، نمک، پانی، تیل، جلدون، (۲) اور یہ بھی کہ پکا پکایا کھانا فراہم کرے، اگر عورت ایسے خاندان سے تعلق رکھتی ہے جس میں خواتین خود کھانا پکایا کرتی ہوں تو مرد پر پکا ہوا کھانا فراہم کرنا ضروری نہیں، اور اگر عورت ایسے گھرانے سے تعلق رکھتی ہو، جس میں لوگ خود کھانا بنانے کے عادی نہ ہوں، شوہر کی طرف سے کوئی خادم بھی فراہم نہ ہو، ورنہ بیوی مریض بھی نہ ہو، صحت کے اعتبار سے اس لائق ہو کہ اپنا کچوان کر سکتی ہو تو بھی شوہر پر پکا ہوا کھانا فراہم کرنا ضروری ہوگا۔ (۳)

کھانے کی ظاہر ہے کہ کوئی مقدار متعین نہیں کی جاسکتی، جتنا کافی ہو جائے، اتنا دینا ضروری ہے، لان المقصود من النفقة

الکھایة، (۴) اسی طرح یہ بات بھی ظاہر ہے کہ مختلف حالات اور مقامات میں غذا کی نوعیت مختلف ہوا کرتی ہے، اس کا خاکہ کرتے ہوئے ہی عرف اور رواج کے مطابق کھانا اور سالن کا انتظام کرنا ہوگا، امام شافعیؒ کے نزدیک مقدار متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور وہ اس طرح کہ شکرست شخص پر ایک منہ اور خوشحال شوہر پر دو منہ کے بقدر دینے دینا واجب ہے، پھر شوافع کے یہاں دانے ہی دینا ضروری ہے، آٹا یا مکی ہوئی روٹی دی جائے تو عورت پر اس کا قبول کرنا ضروری نہیں، ائمہ ثلاثہ کی رائے اس کے برخلاف ہے۔ (۵)

سالن — نوعیت اور مقدار

بعض فقہاء نے سالن کی نوعیت متعین کرنے کی زحمت بھی اٹھائی ہے، مثلاً یہ کہ ہر جمعہ کو گوشت دینا چاہئے، ورنہ گوشت کی مقدار ایک رطل ہونی چاہئے، لیکن ظاہر ہے کہ یہ مقامی حالات و آداب پر مبنی ہے جہاں گوشت زیادہ ہوتا ہو اور زیادہ مقدار میں کھایا جاتا ہو، وہاں اسی لحاظ سے کمی غذا فراہم کرنی ہوگی (۶)

جیسے نفقہ میں غذا کی مقدار متعین نہیں کی جاسکتی، اسی طرح کوئی رقم بھی متعین نہیں کی جاسکتی، کیونکہ کرنی و درازانی ہوتی رہتی ہے، (۷) نفقہ سالانہ بنیاد پر بھی دیا جاسکتا ہے، ماہانہ بھی مقرر کیا جاسکتا ہے، ہفتہ وار بھی اور یومیہ بھی، یہ اپنے حالات اور سہولت پر مبنی ہے۔ (۸)

جیسے غذا کی فراہمی شوہر کے ذمہ ہے، اسی طرح کھانے سے متعلق دوسری ضروریات بھی شوہر ہی کے ذمہ ہیں، جیسے کھانے پینے کے برتن، گھڑسے، بچکی، (۹) — ہمارے زمانہ میں شہری

(۲) ہندیہ ۵۴۹/۱

(۳) ہدایہ مع بیع ۳۹۱/۴

(۴) یکم المعنی ۱۵۸/۸، شرح مہذب ۱۵۴/۱۸

(۵) در مختار ۶۵۰/۲

(۱) معنی المحتاج ۳۲۶/۳

(۲) نبحر الرائق ۲۹۶/۴ ط دبیوت تحقیق الشیخ رکریم عمیرت

(۳) المعنی ۵۷۰/۸

(۴) در مختار ۶۵۰/۲

(۵) یکم المعنی ۵۴۹/۱

زندگی گزارنے والوں کے لئے گیس اور اس کا چولہا، ریفریجیٹر اور گرائنڈر وغیرہ اسی حکم میں ہے۔

پوشاک

بیوی کی پوشاک کا انتظام بھی بالاتفاق شوہر کے ذمہ ہے، (۱) کہ خود قرآن میں پرناطق ہے، (۲) (بقدر ۲۳۳) لباس میں بھی مقدار و نوعیت متعین نہیں، اور نہ اس کو مکمل طور پر متعین کرنا ممکن ہی ہے، بلکہ مختلف مقامات کے عرف کی رعایت کرتے ہوئے لباس کا فراہم کرنا واجب ہے، (۲) ظاہر ہے کہ کم سے کم ایسا لباس واجب ہے جو ستر کے تقاضا کو پورا کر دے، وہ گیارہ لباس کا معیار تو یہ شوہر کی معاشی استطاعت اور عورت کے خاندان کے لوگوں کے معیار زندگی کے اعتبار سے واجب ہوگا، یہ مختلف خالک بساؤ و اعساراً و حالاً و بلداناً۔ (۳)

سال میں کم سے کم دو جوڑے بنانے ضروری ہیں، اور اگر قبل از وقت کپڑا پھٹ گیا تو قانوناً نیا کپڑا دینا شوہر کی ذمہ داری نہ ہوگی (۴) لیکن اگر عورت کپڑے کی ضرورت مند ہو تو دینا شوہر کا فریضہ ہے کہ وہ اس کے لئے کپڑا فراہم کرے، کپڑے میں یہ بھی ضروری ہے کہ جاڑے اور گرمی کے موسم کی ضرورت کے لحاظ سے کپڑا فراہم کئے جائیں۔ (۵)

اسی طرح جوتا چل اور جاڑے کے موسم کی رعایت کرتے ہوئے موزوں کا فراہم کرنا بھی شوہر کی ذمہ داری ہے۔ (۶)

آرائشی اشیاء

سماں آرائش میں بعض چیزیں تو لازمی درجہ کی ہیں، جیسے

کنکھی، تیل، نہانے اور کپڑا دھونے کا صابن، ایسا خوشبودار پاؤڈر یا کریم جس سے پسینہ وغیرہ کی بو دور کی جاسکے، ان کی فراہمی شوہر پر واجب ہے، اسکی چیزیں جو اس درجہ ضروری نہیں ہیں بلکہ خصوصی آرائش کے درجہ میں آتی ہوں جیسے سرمہ، کاجل، خضاب، عطریات وغیرہ شوہر پر واجب نہیں، لیکن اگر شوہر خود بیوی سے ان چیزوں سے آراستہ ہونے کا تقاضا کرنا ہو تو پھر اس کے لئے ان کا فراہم کرنا بھی واجب ہوگا۔ (۷)

بستر اور فرش

تکلیف، بستر اور فرش کا انتظام بھی شوہر پر واجب ہے، اور یہ بھی ضروری ہے کہ شوہر اپنا حیثیت کے مطابق موسم کی رعایت کرتے ہوئے ان چیزوں کو فراہم کرے، خوشحال آدمی ہے، تو ٹھنڈک میں اسٹینچ کا گدا، اور غریب آدمی ہے تو اونٹنی فرش وغیرہ (۸) اسی طرح لحاف اوڑھنے کا انتظام اور عورت کے لئے ان چیزوں کا مستقل انتظام کہ اگر بیماری وغیرہ کی وجہ سے عورت، شوہر سے الگ سونا چاہے تو اسے وقت نہ ہو، ضروری ہے، (۹) علامہ شامی نے فقہ کے ذیل میں آنے والی ان تمام چیزوں کو اس طرح بیان فرمایا ہے:

والمحاصل ان المرأة ليس عليها الاكسليم
نفسها في بيته وعليه لها جميع مايكفيها
بحسب حالهما من اكل وشرب ولبس
وفرش (۱۰)

حاصل یہ ہے کہ عورت پر صرف یہ بات واجب ہے کہ شوہر کے گھر میں اپنے نفس کو حوالہ کر دے، اور

(۲) ردالمحتار ۶/۲۳۹

(۳) ہندیہ ۵۵۶/۱، ردالمحتار ۶/۲۳۹

(۴) ردالمحتار ۶/۲۵۲

(۵) ہندیہ ۵۵۶/۱، المعنی ۵۹/۸

(۱۰) ردالمحتار ۶/۲۵۲

(۱) المعنی ۵۹/۸

(۳) ردالمحتار ۶/۲۵۲

(۵) دیکھئے ردالمحتار ۶/۲۵۲، ہندیہ ۵۵۶/۱

(۷) دیکھئے ہندیہ ۵۵۶/۱، شرح مہذب ۲۵۳/۱۸، المعنی ۵۹/۸

(۹) ردالمحتار ۶/۲۵۲

(ب) ایسا مکان کہ جس کے احاطہ میں کوئی اور شخص مقیم نہ ہو، اور عورت کو وہاں رہنے میں خوف دامن گیر نہ ہو، یہ صورت بالاتفاق کافی ہے۔

(ج) مکان کا ایک احاطہ ہو جس میں کئی علاحدہ کمرے ہوں، ہر کمرہ مستقل طور پر مستقل کیا جاسکتا ہو، بیت المقدس اور بادرنہی خانہ بھی الگ الگ ہو، دوسرے کمرے میں سوکن کے علاوہ دوسرے سرین رشتہ دار رہتے ہوں، اور عورت کو ان سے کوئی اذیت نہ پہنچ رہی ہو، تو اس صورت میں یہ کافی ہو جائے گا، یہی رائج ہے، جو بعض فقہاء کے نزدیک اس صورت میں بھی دو علاحدہ مکان کا مطالبہ کر سکتی ہے۔

(د) مکان ان ہی خصوصیات کا حامل ہو، لیکن دوسرے کمرے میں سوکن مقیم ہو، تو اس صورت کے بارے میں بھی اختلاف ہے کہ شوہر بیوی کو اس میں اقامت پر مجبور کر سکتا ہے یا نہیں؟ توں رائج یہ ہے کہ مجبور نہیں کر سکتا، کیونکہ سوکنوں کے درمیان اختلاف بہت شدید ہوتا ہے۔

(۱) ایک بڑا احاطہ ہو، متعدد کمرے ہوں اور بیت المقدس، مشترک ہو، شوہر غریب آدمی ہو، اس سے بہت مکان لینے کی حدیث نہیں رکھتے ہو، تو اس صورت میں وہ اپنی بیوی کو کسی مکان میں رہائش پر مجبور کر سکتا ہے یہ زیادہ صحیح توں ہے، تو اس میں بھی اختلاف ہے۔

(۲) یہ بھی ضروری ہے کہ مکان ایک جگہ ہو جہاں سائین و پڑوس ہو، اور عورت خوف نہ محسوس کرتی ہو، اگر پڑوس میں کوئی نہ ہو تو ضروری ہے کہ مکان محفوظ ہو، اور شاہ بیوی سے ساتھ کسی حاتون کو بھی رکھے، جس سے وہ دوس ہو۔ (۳)

شوہر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بیوی کے ساتھ بیوی کے رشتہ

عورت کے لئے شوہر کے ذمہ کھانا، پینا، لباس اور رہائش سے متعلق تمام چیزیں دونوں کے حالات کی رعایت کرتے ہوئے شوہر پر واجب ہے۔

پھر فقہاء نے یہ مراحت بھی کی ہے کہ اگر عورت کے پاس اپنے کپڑے اور بستر ہوں جب بھی اس کے لئے ان کا استعمال واجب نہیں اور شوہر اس بہانہ اپنے فرائض سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ (۱)

رہائش

فقہ میں رہائش کا انتظام بھی شامل ہے، اس کو فقہاء "سکنی" سے تعبیر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے بیوی کے لئے رہائش کے انتظام کو واجب قرار دیا ہے ارشاد ہے، اسکو جس میں حیث سکنتم میں وحدکم، (۱) رہائش گاہ کے سلسلے میں حسب ذیل احکام ہیں۔

(۱) یہ ضروری نہیں کہ رہائشی مکان مملوکہ ہی ہو، کرایہ یا عاریت کا مکان ہو، یہ بھی کافی ہے، سواء کان ملکاً او اجارۃ او عاریۃ۔ (۲)

(۲) معیار کے اعتبار سے زن و شوہر دونوں کی رعایت ہو، بقدر حالہما۔

(۳) بیوی کو ایسا گھر فراہم کیا جائے جس میں اس کی خواہش کے بغیر اس کو دوسراں کے ساتھ رہنے پر مجبور نہ ہوتا ہے، اس سلسلے میں فقہاء نے خاصی تفصیلات ذکر کی ہیں ورنہ میں کسی قدر اختلاف رہے بھی محسوس ہوتا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ

(الف) ایک صورت یہ ہے کہ مکان ایک ہی کمرہ کا ہو، اور اس میں دو جہین کے ساتھ کوئی اور مرد یا خاتون مقیم ہو یا یہ بچہ جو صنفی تعلق کا شعور رکھتا ہو، بالاتفاق یہ مکان سکنی کے لئے ناکافی ہے۔

خادم کا نفقہ

اس خادم کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ واجب ہوگا، نفقہ سے مراد خوراک، پوشاک اور رہائش وغیرہ کا انتظام ہے، اور اس میں بھی زمانہ و حال کی رعایت ضروری ہے؟ کیونکہ نفقہ بیوی کا ہو یا خادم کا مقدار کفایت مطلوب ہے، (۹) — موجودہ حالات میں جو خادم اور خادما کی اجرت پر رکھے جاتے ہیں ان کو متعینہ اجرت ادا کر دینا کافی ہوگا، اسی طرح اس دور میں بعض ایسی مشینیں ایجاد ہو گئی ہیں، جو جزوی اعتبار سے خادم کا کام کرتی ہیں، جیسے پڑے دھننے کی مشین وغیرہ تو ایسے شوہر کے لئے جو مستقل خادم کا نظم تو نہ کر سکتا ہو، لیکن اس طرح کی اشیاء ضرورت فراہم کر سکتا ہو، تو اس کی فراہمی اس پر واجب ہوگی۔

پکوان اور گھریلو کام

فقہاء کا نقطہ نظر یہ ہے کہ پکوان کرنا عورت کی ذمہ داری نہیں، اس لئے اسے اس پر مجبور نہیں کیا جاسکتا، لیکن یہ حکم قضا ہے یعنی اگر کبھی اس مسئلہ پر زوجین میں نزاع پیدا ہو جائے درمیانہ قاضی کے پاس جائے تو قاضی یہ ذمہ داری عورت پر زمر قرار نہیں دے گا۔ سوائے اس کے کہ عورت کھانا پکانے پر قدرت رکھتی ہو اور مرد اتنی صلاحیت نہیں رکھتا ہو کہ الگ سے طبخ کا انتظام کرے یا پکا ہوا کھانا مہیا کرے، لیکن ویسے بہر حال عورت پر کھانا پکانا اور امور خانہ داری کو انجام دینا واجب ہے، آپ ﷺ نے خود حضرت فاطمہؓ کو نکاح کے بعد تلقین فرمائی تھی کہ گھر کے کام وہ کر لیں اور باہر کے کام حضرت علیؓ کے لئے ہیں، اسی لئے ابن ہاشمؓ نے لکھا ہے ان ہذا الاعمال

داروں اور کسی اور شوہر سے ہونے والی عورت کی اولاد کو اقامت سے منع کرے، (۱) البتہ بیوی کے والدین کو بھٹے میں ایک دن اور دوسرے محرم رشتہ داروں کو ساں میں ایک دن آنے کا حق حاصل ہوگا، شوہر اس سے اس کو نہیں روک سکتا، البتہ ان کو اپنے گھر میں قیام پذیر ہونے سے روک سکتا ہے، اسی طرح بیوی کو بھی حق ہے کہ اگر والدین نہ آسکتے ہوں تو وہ بھٹے میں ایک دن والدین سے ملاقات کے لئے جائے، (۲) یہ کچھ بھٹہ اور ساں کی قید کوئی لازمی قید نہیں، بلکہ درحقیقت یہ ہر جگہ کے عرف پر مقوف ہے، یہ بھی ان یا ان لھا فی ربار تھما فی الحین بعد الحین علی قدر متعارف۔ (۳) اگر بیوی کے والدین معذور ہوں اور کوئی دیکھ رکھ کر نہ دلا نہ ہو تو عورت ان کی تہ ررداری کر سکتی ہے، اور شوہر کو حق نہیں کہ وہ اس کو اس سے روکے۔ (۴)

خادم کا انتظام

اگر شوہر کی معاشی حالت بہتر ہو تو بیوی کے لئے خادم کا انتظام کرنا بھی شوہر کی ذمہ داری ہے، امام ابو حنیفہؒ، امام محمدؒ اور اکثر فقہاء کے نزدیک ایک خادم کا نظم کافی ہے، امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دو خادم کا نظم کرنا ہوگا، ایک گھریلو کاموں کے لئے اور ایک باہر کے کاموں کے لئے (۵) مالکیہ کے نزدیک بھی دو خادم ہونا چاہئے، (۶) ہاں اگر گھر میں افراد خانہ زیادہ ہوں تو باہر کا ایک سے زیادہ خادم کا نظم کیا جانا چاہئے، (۷) — خادم یا تو اس کا غلام ہو، یا کوئی اور کام کرنے والی خاتون ہو، (۸) اگر کوئی مرد ہو لیکن اس عورت کا محرم ہو تو ظاہر ہے کہ یہ بھی کافی ہوگا۔

(۲) درمختار ۱/۲۷۲

(۳) درمختار ۱/۲۷۵

(۶) دیکھئے الفقہ الاسلامی وائسہ ۸۰۶/۷

(۸) فتح مغیر ۳/۳۸۸

(۱) درمختار ۱/۲۷۲

(۳) درمختار ۱/۲۷۳

(۵) دیکھئے ہدایہ مع الفتح ۳۸۸/۳، المعنی ۱۰۸/۸

(۷) ردالمحتار ۲/۱۵۵

(۹) دیکھئے فتح المغیر ۳/۳۸۸

واجب علیہا دیانۃ ولایحبوہا القاصی (۱) — جو حکم پکوان کرنے کا ہے وہی حکم پڑے دھوئے، مگر میں جھاڑ دینے اور بچے کو دودھ پلانے کا بھی ہے۔ (۲)

گزرے ہوئے دنوں کا نفقہ

بیوی کے نفقہ کے باب میں ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ گزرے ہوئے دنوں کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب الادا ہوتا ہے یا نہیں؟ یعنی اگر کسی شخص نے چھ ماہ یا ایک سال کا نفقہ ادا نہ کیا ہو اور عورت گزرے ہوئے دنوں کے نفقہ کی طاب ہو تو اس مدت کا نفقہ ادا کرنا واجب ہوگا یا نہیں؟ — حنفیہ کے نزدیک گزرے ہوئے دنوں کا نفقہ تین ہی صورتوں میں واجب ہوتا ہے، یا تو ان دنوں میں عورت سے قاضی کی جارت سے قرض لے کر اپنی ضروریات پوری کی ہو، یا قاضی نے اس مدت سے پہلے اپنے فیصلہ کے ذریعہ نفقہ متعین کر دیا ہو، اس کے باوجود شوہر نے نفقہ ادا نہیں کیا، یا زوجین کے درمیان ماہانہ نفقہ کی مقدار متعین ہو گئی اور اس پر باہم صلح ہو گئی، پھر اس کے باوجود شوہر نے نفقہ ادا نہیں کیا ہے، ان ہی تین صورتوں میں گزرے ہوئے دنوں کا نفقہ شوہر پر واجب ہوتا ہے، اگر ان تین صورتوں میں سے کوئی صورت نہ پائی جائے تو گزرے ہوئے دنوں کا نفقہ واجب نہیں ہوتا، پھر ان میں سے پہلی صورت جو قرض لینے کی ہے اس میں تو یہ شوہر یا بیوی کی موت یا عداوت کے باوجود نفقہ واجب الادا رہتا ہے، لیکن قاضی کے فیصلے اور باہمی صلح کی وجہ سے عائد ہونے والا نفقہ زوجین میں سے ایک کی موت یا طلاق، طلاق رجعی ہو، کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔ (۳)

حنفیہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ نفقہ ایک طرح کا تبرع اور صدقہ

ہے نہ کہ عوض اس لئے ان خصوصی حالتوں کے سوا گزرے ہوئے دنوں کا نفقہ واجب نہیں ہوگا۔ (۴) — دوسرے فقہاء مالکیہ، شوافع اور حنابلہ وغیرہ کے نزدیک گزرے ہوئے دنوں کا نفقہ بھی واجب ہوتا ہے، در شوہر اس سے اسی وقت بری اندام ہو سکتا ہے، جب ادا کر دے یا بیوی ان دنوں کا نفقہ معاف کر دے، (۵) ان حضرات کا نقطہ نظر یہ ہے کہ نفقہ عورت کے شوہر کے لئے مجبوس رہنے کا عوض ہے، لہذا یہ دین واجب ہے، ورنہ خود کوئی سب بھی ہو ان ہی دو صورتوں میں معاف ہوتا ہے، (۶) خیال ہوتا ہے کہ جمہور فقہاء کی رائے شریعت کے مزاج و مذاق اور اصول عامہ سے زیادہ قریب ہے، اور ہندوستان کے موجودہ حالات میں زیادہ قابل عمل بھی واللہ تعالیٰ اعلم

اگر پیشگی نفقہ ادا کر دیا اور نفقہ کی حقدار نہیں رہی؟

اگر کسی شخص نے پیشگی بیوی کا نفقہ ادا کر دیا، اس کے بعد شوہر کا نقصان ہو گیا یا عداوت واقع ہو گئی، یا کسی وجہ سے بیوی نفقہ کی مستحق باقی نہ رہی، تو جتنے زیادہ دنوں کا نفقہ اس سے وصول ہو چکا ہے، مام بوضیفہ اور مام بویوسف کے نزدیک اس سے واپس نہیں لیا جاسکتا، امام محمد کے نزدیک زائد ایام کا نفقہ اگر اصل شکل میں باقی ہے تو اس کو واپس کرنا ہوگا، اور اگر اسے خرچ کر لیا ہے، تو اس کی قیمت ادا کرنی ہوگی، (۷) ابھی رائے دوسرے فقہاء کی بھی ہے۔ (۸)

نفقہ کب ساقط ہو جاتا ہے؟

نفقہ واجب ہونے کے بعد وہی صورت میں ساقط ہوتا ہے، زوجین میں سے کسی ایک کی موت کی وجہ سے یا بیوی کے شوہر کو بری

(۲) فتح القدیر ۴/۵۴

(۳) دیکھئے ہدایۃ مع الفہم ۳۹۳/۳

(۴) المعنی ۱۶۶/۸

(۵) الفقہ الاسلامی وأدلۃ ۸۱۸/۷

(۱) فتح القدیر ۳۸۹/۳

(۳) دیکھئے درمختار علی ہدایۃ الزد ۶۰۴ - ۶۵۷

(۵) المعنی ۱۶۶/۸

(۷) ردالمحتار ۱۶۰/۲

اندمہ کر دینے کی صورت میں، حنفیہ کے یہاں چونکہ گزرے ہوئے دنوں کا نفقہ سی وقت واجب ہوتا ہے جب قاضی کی جانب سے نفقہ مقرر کیا گیا ہو، یا زوجین نے باہمی صلح کے ذریعہ نفقہ کی ایک مقدار طے کر لی ہو، یا عورت نے قاضی کی اجازت سے نفقہ کی تکمیل کے لئے قرض حاصل کیا ہو، اس لئے ان ہی صورتوں میں عورت کے گزرے ہوئے دنوں کے نفقہ سے بری الذمہ کرنے کا اثر پڑے گا، دوسرے فقہاء کے نزدیک چونکہ یہ بھی عام دیون کی طرح سے اسی لئے کو قاضی وغیرہ کا فیصلہ پایا جائے پھر بھی گذشتہ مدت کا نفقہ معاف کرنا مؤثر ہوگا۔

اگر قبل از وقت بیوی نفقہ معاف کر دے؟

البتہ اگر مستقبل کا نفقہ عورت معاف کرے تو بالاتفاق اس کا اعتبار نہیں اور گندہ عورت و بارہ نفقہ کی حسب گار ہو سکتی ہے، اس لئے کہ ابھی تو یہ نفقہ واجب ہی نہیں ہوا ہے، اور جو چیز واجب ہی نہیں ہوئی اس پر معافی کا ترتیب کیسے ہو سکتا ہے؟ البتہ دو صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں اس یہ کہ خلع یا طلاق کے عوض عورت نفقہ مدت معاف کر دے، دوسرے ایسی مدت کا نفقہ معاف کرے جو عملاً شروع ہو چکی ہے، جیسے مہینہ شروع ہو چکا ہے، اور اس مہینے کا نفقہ معاف کر دے۔ (۱)

نفقہ میں کس کا معیار معتبر ہے؟

نفقہ میں صرف شوہر کے معیار کی رعایت ہوگی یا شوہر و بیوی دونوں کی؟ اس میں اختلاف ہے یعنی اگر بیوی خوش حال ہو اور اس کے گھر کا معیار زندگی اونچی ہو اور شوہر کی حالت اس سے مختلف ہو تو کس کا معیار معتبر ہوگا؟ — اگر دونوں کے معیار زندگی میں یک نیت ہو، دونوں خوش حال یا دونوں محکومت ہوں تو ظاہر ہے

کہ اسی معیار کے مطابق نفقہ واجب ہوگا، لیکن اگر دونوں کے معیار زندگی میں فرق ہو تو کس کا اعتبار ہوگا؟ فقہاء حنفیہ میں خصاصتاً کہتے ہیں کہ دونوں کی رعایت رکھی جائے گی، مثلاً بیوی کسی ایسے گھر سے تعلق رکھتی ہو جس کا معیار زندگی اونچی ہے اور شوہر ایسے گھر سے تعلق رکھتا ہو، جس کے یہاں معیار اس سے کمتر ہو، تو ان دونوں کے درمیانی معیار کا نفقہ مرد کو ادا کرنا ہوگا، صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے، امام کرنی کے نزدیک ایسی صورت میں شوہر کی معاشی حالت معتبر ہوگی، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اہل گنجائش اپنی گنجائش کے اعتبار سے نفقہ ادا کریں، البسحق ذر مسعة من معنہ، (الطلاق ۷) اور علامہ ابن ہمام کا بیان ہے کہ ایک ظاہر روایت ہے، تنقہ الفقہاء میں اسی کو قول صحیح قرار دیا گیا ہے، امام محمدؒ سے اس کی صراحت مروی ہے، اور بہت سے مشائخ حنفیہ اسی کے قائل ہیں، (۲) یہی قول دوسرے فقہاء کا بھی ہے، اور غالباً یہ رائے قرآن و حدیث کی نصوص سے قریب تر ہے۔ واللہ اعلم

اولاد کا نفقہ

شوہر پر بیوی کا نفقہ تو بطور محاضہ کے واجب ہوتا ہے، بیوی اپنے آپ کو شوہر کے لئے مجبور رکھتی ہے اور شوہر اس کے بدلہ نفقہ ادا کرتا ہے — نفقہ کے واجب ہونے کا دوسرا سبب قرابت و رشتہ داری ہے، پھر قرابت کی بھی مختلف صورتیں ہیں، ان میں سب سے اہم قرابت ولاد ہے، قرابت ولاد سے مراد اولاد اور والدین ہیں، کیونکہ اولاد اور والدین کی حیثیت ایک دوسرے کے لئے ان کے وجود کے ایک حصہ کی ہے۔ (۳)

فی الملک اولاد کا نفقہ، آپ پر واجب ہونے کے سلسلے میں فقہاء امت کا اجماع و اتفاق ہے، (۴) یہ خود قرآن سے بھی ثابت ہے،

(۲) دیکھئے رد المحتار ۱۳۵۲، باب النفقة

(۳) المعنی ۱۲۹/۸

(۱) میسے مدنی الصنائع ۲۹۷، الفقه الاسلامی وادبہ ۸۱۹

(۳) دیکھئے بدائع الصنائع ۳۱۷

اسی بچے کے دودھ پینے کی اجرت باپ پر واجب قرار دی گئی (عدن ۱۶) بلکہ ن عورتوں کی کفالت بھی باپ کے ذمہ رکھی گئی جو اس کے بچے کی پرورش کرنے میں مشغول ہوں اور ان کو دودھ پلاتی ہوں، (عدن ۲۳۳) یہ حدیث سے بھی ثابت ہے، حضرت ابوسفیان ؓ اخراجات کی ادائیگی میں کسی قدر تنگی سے کام لیا کرتے تھے، ان کی بیوی حضرت ہندہ ؓ نے آپ ﷺ سے اس تنگی کی شکایت کی، در یافت کیا کہ کیا میں شوہر کی اجازت کے بغیر ان کے مال میں سے خرچ کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اتنی مقدار لے سکتی ہو جو تمہارے اور تمہارے بچے کے لئے کفایت کر جائے، حدیث مابکھیک و ولدک بالمعروف۔ (۱)

کن صورتوں میں اوراد کا نفقہ واجب ہوگا اور کب واجب نہیں ہوگا؟ علامہ ابن ہائم نے اس کو بہت بہتر تجزیہ کے ساتھ بیان فرمایا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بحیثیت مجموعی چار حالتیں ہو سکتی ہیں

(۱) باپ مالدار ہو، بچے نابالغ ہوں، اگر بچے خود اتنی جائیداد کے مالک نہ ہوں جس سے ان کی کفالت ہو سکے تو لڑکوں کے مال کے نقد ہونے تک ور لڑکیوں کی شادی تک باپ پر عقد کی ذمہ داری ہوگی، ور باپ کو تنہا کفالت کی ذمہ داری ٹھانی پڑے گی ور اگر بچے خود بھی صاحب استطاعت ہوں اور مال ان کے پاس موجود ہو تو باپ ان ہی کا مال ان پر خرچ کر سکتا ہے، ور اگر مال ان کی دسترس میں نہ ہو اور قاضی کی اجازت سے باپ خرچ کرے یا اس بیت سے خرچ کرے کہ یہ پیسے بچے کی جائیداد سے وصول کرنے میں در سن نیت پر گواہ بھی بنائے تو بعد کو جب بچے کا مال حاصل ہو جائے وہ اس میں سے اپنا پیسہ وصول کر سکتا ہے، اور اگر قاضی کا فیصلہ بھی نہ ہو اور بعد میں وصول کرنے کی نیت سے گواہ بھی نہ پایا ہو، تو قانوناً وہ اپنے پیسے واپس نہیں لے سکتا، اور دیانتہ

اگر پہلے ہی سے واپس لینے کی نیت رہی ہو تو لے سکتا ہے۔ لڑکیاں بھی اگر سدا کی وغیرہ کے ذریعہ اپنی ضرورت کے بقدر پیسے حاصل کر لیں تو باپ پر ان کا نفقہ واجب ہوگا۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ باپ مالدار ہو اور واد بالغ ہوں تو اگر بچے خود اپنی کفالت کے راق اور صاحب معاش ہوں، تو ان کی کفالت باپ کے ذمہ نہ ہوگی، اگر بچے محتاج ہوں تو (اف) نکاح تک لڑکیوں کا نفقہ باپ کے ذمہ ہوگا، اسی طرح شادی شدہ لڑکیاں مطلقہ یا بیوہ ہو جائیں تب بھی باپ ان کے نفقہ کا ذمہ دار ہوگا۔

(ب) لڑکے مفلوج، نابینا، فاقر العقل یا معذور ہوئے کی وجہ سے کسب معاش کی صلاحیت نہیں رکھتے ہوں، یا ابھی حصول تعلیم میں مشغول ہوں، تو ان کا نفقہ بھی باپ کے ذمہ ہوگا۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ باپ خود محتاج ور نفقہ ادا کرنے کی پوزیشن میں نہ ہو، بچے نابالغ ہوں لیکن مالدار یا نابالغ ہوں اور مالدار، یا خود کسب معاش کے راق، ان صورتوں میں باپ پر نفقہ کی ذمہ داری نہیں ہوگی۔

(۴) چوتھی صورت یہ ہے کہ باپ محتاج ہو، بچے بھی نابالغ محتاج ہوں، یا بالغ ہوں لیکن کسب معاش نہیں کر سکتے، تو باپ کو کسب معاش کرنا چاہیے اور نہ کرے تو اسے پر مجبور کیا جائے گا، اور اس پر مجبور کرنے کے لئے اسے قید کی سزا بھی دی جا سکتی ہے، پھر اگر باپ کفالت نہ کر سکتا ہو ور دایا ماں یا ماموں یا چچا اس کی کفالت کرے کی صلاحیت رکھتے ہوں تو اس پر ان لوگوں کی کفالت واجب ہوگی ور وہ اس پر مجبور کئے جائیں گے، بہت جلد اس کے والد کے حالات بہتر ہو جائیں تو ان قرابت داروں کو حق ہوگا کہ وہ اپنے کئے ہوئے اخراجات ان سے وصول کر لیں، واد اور مال دونوں خوش معاش ہوں، تو دونوں کو حصہ میراث کی نسبت

دودھ کا مناسب متبادل انتظام موجود ہو، مرد اس پر قادر ہو اور عورت نہیں پلانا چاہتی ہو تو شوہر قانوناً بیوی کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کر سکتا، کیونکہ دودھ بچے کے لئے نفقہ کے درجہ میں سے اور بچہ کا نفقہ باپ پر ہے نہ کہ ماں پر، اگر ماں اس مرد کے نکاح میں رہے ہوئے یا اس شخص نے طلاق دیدی اور عورت عدت کی حالت میں ہو اور وہ چاہتی ہو کہ دودھ پلا کر اس شخص سے دودھ پلانے کی اجرت وصول کریں، تو یہ درست نہیں، اگر مرد نے اس کو قبول کر لیا ہو تب بھی اجرت کی ادائیگی اس پر واجب نہیں ہوگی، کیونکہ قانوناً اس پر دودھ پلانا واجب نہیں، لیکن یہ اس کے اخلاقی فرائض میں داخل ہے۔ (۳)

بچے کا نکاح

جیسے بچے کا نفقہ باپ پر واجب ہے، اسی طرح جب اولاد بالغ ہو جائے اور نکاح کی حاجت محسوس کرے تو اس کا نکاح کر دینا بھی باپ کی اخلاقی ذمہ داری ہے، کیونکہ یہ بھی من جملہ ضروریات کے ہے، اور اس سے محنت و پاک دامن متعلق ہے، رسول اللہ ﷺ نے باپ پر بچوں کے جو حقوق رکھے ہیں من جملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے لئے مناسب رشتہ کا انتخاب کر کے نکاح کر دے، نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، ﴿لَقُواْ اَنْفُسَكُمْ وَاٰهْلِيْكُمْ دَارًا﴾، (نور ۶) میں بھی اس طرف اشارہ موجود ہے، البتہ حنفی اور شوافع وغیرہ کے نزدیک بیٹے کا نکاح باپ کی قانونی ذمہ داری نہیں، (۴) اور حنابلہ کے نزدیک یہ قانوناً بھی باپ پر واجب ہے۔ (۵)

تاہم اگر باپ نے، اپنے نابالغ بچے کا نکاح کر دیا اور بچہ

سے نفقہ بھی ادا کرنا ہوگا، یہ ظاہر مذہب ہے، اور امام ابوحنیفہؒ کے ایک قول کے مطابق تنہا دادا پر نفقہ کی ذمہ داری ہوگی، کیونکہ دادا باپ کے درجہ میں ہے۔

اگر کفالت کی کوئی صورت نہ ہو؟

اگر باپ غریب ہو، نفقہ ادا کرنے سے عاجز ہو اور کفالت کی کوئی اور راہ نہ ہو تو سفری درجہ میں بعض حضرات کی رائے ہے کہ نفقہ کی ذمہ داری بیت المال پر ہوگی، اور امام خصاصؒ کے نزدیک ایسی صورت میں لوگوں سے سوال کرنے اور اس طرح بچوں کی ضروریات پوری کرنے کی تدبیر اختیار کی جائے گی۔ (۱)

اولاد کی اولاد کا نفقہ

نفقہ کے سلسلے میں جو حکم اولاد کا ہے وہی حکم دوسری فروغ یعنی سلسلہ اولاد کا بھی ہے، کہ اگر باپ نفقہ ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور کسب معاش سے بھی عاجز ہو اور دادا نفقہ ادا کرنے کی صحت رکھتا ہو، تو دادا کو نفقہ ادا کرنا ہوگا، اسی طرح دی اور نانی، ماں کے نہ ہونے کے وقت ماں کے درجہ میں ہوں گی، جیسے باپ کو بلا شرکت غیر دادا کا نفقہ ادا کرنا ہے اسی طرح مذکورہ صورت میں دادا کو بھی بلا شرکت غیر پوتے، پوتی کا نفقہ ادا کرنا ہوگا۔ (۲)

بچہ کو دودھ پلانے کی ذمہ داری

اسی سے بچہ کے دودھ کا مسئلہ بھی متعلق ہے، اگر کوئی حقیقی عذر نہ ہو تو بچہ کو دودھ پلانا ماں کا اخلاقی اور شرعی فریضہ ہے، اسی طرح اگر بچہ کسی اور کا دودھ نہیں پکڑتا ہو اور اس کے لئے دودھ کا کوئی معقول اور مناسب متبادل فرہم نہ ہو سکے تو ایسی صورت میں دودھ پلانا ماں پر قانونی فریضہ بھی ہے، البتہ اگر بچہ کے لئے ماں کے

(۲) مدنی مع الصبیح ۳۶۴

(۳) شرح مہذب ۳۱۰ ۹

(۱) دیکھئے فتح القدیر ۱۱/۱۱۷-۱۱۸ رد المحتار ۶۱۷

(۲) دیکھئے ہدایہ مع الفتح ۴۱۳

(۵) دیکھئے المعنی ۱۷۸

صلاحیت رکھتا ہو، لیکن نہ کھاتا ہو، جب بھی اس کا نفقہ بنے کے ذمہ
و جب ہے، وہ اپنے باپ کو کمانے پر مجبور نہیں کر سکتا، یہ حنفی کے
ہے، حنابلہ وغیرہ کے نزدیک بشمول والدین قارب کا نفقہ ہی وقت
واجب ہوتا ہے کہ وہ کمانے کی صلاحیت بھی نہ رکھتا ہو (۱)

والدین کا نفقہ جس میں کھانا، پینا، رہائش سبھی شامل ہیں،
بقدر کفایت واجب ہوتا ہے، (۲) اگر کسی شخص کے ماں باپ دونوں
ہوں اور اس کی معاشی پوزیشن اچھی نہ ہو تو اس کو تنگی سے ساتھ ہی
اسی میں دونوں کی کفالت کرنی چاہئے، لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو، تو
نفقہ کے اعتبار سے ماں کا حق مقدم ہے، کیونکہ بھاریاں کے لئے
کسب معاش دشوار ہے، (۳) اور اس کی تائید اس روایت سے بھی
ہوتی ہے جس میں آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ہمارے حسن سلوک کا
سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے اس کے جواب میں
تین دفعہ ماں کا اور چوتھی دفعہ باپ کا نام لیا، (۴) — لیکن اگر
باپ کسب معاش سے معذور ہو اور ماں کسب معاش کی صلاحیت
رکھتی ہو تو باپ کا حق مقدم ہوگا، کیونکہ باپ ہی نے بچپن میں اس کی
کفالت کا فریضہ سرانجام دیا ہے، اسی لئے بعض فقہاء نے تو مطلقاً
باپ کو ماں پر مقدم رکھا ہے، قال بعضهم الاب احق۔ (۵)

باپ کا نکاح

اگر باپ نکاح کی حاجت رکھتا ہو اور خود اس موقف میں نہ ہو
تو کیا اس کا نکاح کرنا بھی اولاد کی ذمہ داری ہوگی؟ شوافع و حنابلہ
کے نزدیک بیٹے پر باپ کی شادی کا انتظام واجب ہوگا اور اس کے
مہر کی ذمہ داری بھی اس کے بیٹے پر ہوگی، (۶) حنفیہ کے یہاں دو

محتاج ہو، یا مال لے لیکن معذور ہو، تو باپ پر اس کی بہو کا نفقہ واجب
ہوگا، اسی طرح اگر میٹا نہ نب ہو اور بیوی کا نفقہ چھوڑ کر نہ گیا ہو،
جب بھی باپ پر اس بہو کا نفقہ واجب ہے اور قانوناً وہ اس پر مجبور کی
جائے گا۔ (۷)

نفقہ میں والدین کو ترجیح ہے یا اولاد کو؟

اگر کسی شخص کے والدین بھی ہوں درجے بھی، اور وہ ان
دونوں میں سے کسی ایک ہی کا نفقہ ادا کرنے کا مدحیت رکھتا ہو تو
اس کو یہ کوشش ہونی چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو دونوں کی پرورش
کی جائے، لیکن اگر ایسا ممکن ہی نہ ہو تو جو بچے کسب معاش کے
لائق نہیں ہیں وہ مقدم ہیں۔ (۸)

والدین کا نفقہ

قرست کی وجہ سے جن لوگوں کا نفقہ واجب ہوتا ہے، ان میں
والدین کا نفقہ واجب ہونے پر بھی فی الجملہ فقہاء کا اجماع و اتفاق
ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم فرمایا ہے
و قال للذین احسان، (۹) اور والدین کی کفالت حسن
سلوک میں داخل ہے، اسی طرح حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ
آپ ﷺ نے فرمایا سب سے پائیزہ کھانا وہ ہے جو آدمی کی اپنی کمائی
کا ہو اور تمہاری اور ابھی تمہاری کمائی ہے، ان اطیب مسائل
الرحل من کسہ وان ولدہ من کسہ، (۱۰) والدین کا نفقہ
اس وقت واجب ہوتا ہے جب ان میں خود اپنی ضروریات مکمل
کرنے کی صلاحیت نہ ہو، باپ اگر محتاج ہو اور کسب معاش کی

(۲) رد المحتار ۲/۳۲۲

(۱) رد المحتار ۲/۳۲۲

(۳) مبرور۔ کتاب سموع باب برحق سائل من مال وندہ حدیث ۳۵۲۸ عن عمارہ بن عمر عن عمہ

(۴) المعنی ۶۹:۸ (۵) مدائع الصلح ۳۸/۴

(۶) مرمدی باب ماخذ فی ذوالوالدین، حدیث نمبر ۱۸۹

(۷) شرح مہر ۸/۲۰۸ المعنی ۲۰۸

(۸) رد المحتار ۲/۳۲۲

دادا، نانا وغیرہ کا نفقہ

نفقہ کے ان احکام میں جو دایین سے متعلق ہیں دادا، دادی، اور نانا، نانی بھی شامل ہیں، اگر وہ محتاج ہوں تو پوتے، پوتیاں اور نواسے، نواسیاں، ان کا نفقہ ادا کریں گے۔ (۶)

تنہا اولاد — نفقہ کی ذمہ دار

وایدین وغیرہ کا نفقہ ادا کرنے میں اولاد کے ساتھ کوئی اور شریک نہیں ہوگا، یعنی ور کو تنہا اپنے ماں سے باپ کی کفالت کرنی ہوگی، والدین اور دادا، دادی وغیرہ کا نفقہ لڑکوں اور لڑکیوں دونوں پر واجب ہوتا ہے، اگر تنہا ایک لڑکا یا ایک لڑکی ہو، تو پورا نفقہ اسی کے ذمہ ہوگا، اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سب پر تقسیم ہو جائے گا، سب مل کر ادا کریں گے، پھر اس میں لڑکوں اور لڑکیوں کی ذمہ داری قویٰ صحیح کے مطابق مساوی ہوگی، شواہج، محتاجہ اور امام بوحنیفہ کے ایک قویٰ (جو حسن بن زید سے منقول ہے) کے مطابق حصہ میراث کے تناسب سے لڑکوں کی ذمہ داری بمقابلہ لڑکیوں کے دو گن ہوگی۔ (۷)

دوسرے رشتہ داروں کا نفقہ

اقرباء میں بیٹے، پوتے، نواسے اور نواسیوں کا ذیلی سلسلہ "فروع" کہلاتا ہے، باپ، ماں، دادا، دادی، نانا، نانی اور ان کا آبائی سلسلہ "اصول" کہلاتا ہے، جن کے استحقاق نفقہ کی تفصیلات اوپر ذکر کی گئیں، کیا ان کے علاوہ دوسرے رشتہ داروں کا نفقہ بھی واجب ہوگا؟ اس سلسلہ میں اختلاف ہے — حنفیہ کے نزدیک ہر ذی رحم محرم رشتہ دار کا نفقہ واجب ہوتا ہے، بشرطیکہ وہ محتاج ہو،

قویٰ ہے ایک واجب ہونے کا دوسرا واجب نہ ہونے کا، (۸) اسی طرح علامہ ابن قدامہؒ نے ماں کے نکاح کے بارے میں بھی لکھا ہے کہ وہ بھی اولاد کے ذمہ ہوگا۔ (۹)

سوتیلی ماں کا نفقہ

اسی سے ایک دوسرا مسئلہ باپ کی بیوی یعنی سوتیلی ماں کے نفقہ کا متعلق ہے، اگر باپ میں نفقہ ادا کرنے کی صلاحیت نہیں ہو تو مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک بیٹے پر اس کا نفقہ بھی واجب ہوگا، کیونکہ یہ بھی باپ کی ضروریات میں داخل ہے، (۱۰) حنفیہ کا بھی ایک قول یہی ہے جس کو علامہ "صکفی" نے ترجیح دیا ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ اگر باپ مرے یا معذور ہونے کی وجہ سے محتاج خدمت ہو تب اس کی بیوی کا نفقہ بیٹے کے ذمہ ہے، کیونکہ وہ گویا باپ کی خدمت ہے، (۱۱) بہر حال جمہور کا مسلک قرآن وحدیث کے حراج سے قریب تر ہے، کیونکہ والدین کے ساتھ حسن سلوک، اور معروف رویہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ حسن سلوک نہیں ہو سکتا۔ اس کی بیوی کو نفقہ سے محروم رکھا جائے! بلکہ فقہاء نے ان جزیات سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے، کہ اگر والدین اپنی طبعی ضرورت اور خدمت کے لئے نکاح کے ضرورت مند ہوں، تو اولاد کو اس کی رعایت کرنی چاہئے۔

خادم کا نظم

جہاں وایدین کی خوراک و پوشاک وغیرہ کی ضروریات کا پورا کرنا واجب ہے، وہیں اگر وہ خادم کے محتاج ہوں تو خادم کا نظم کرنا اور اس کے اخراجات کو برداشت کرنا بھی اولاد کے فرائض میں داخل ہے۔ (۱۲)

(۲) لمعی ۱۷۲۸

(۳) دیکھئے رد المحتار ۶۷۲، مجمع الفدیہ ۱۹/۳-۳۱۸

(۴) ہدایہ مع الفتح ۳۱۵

(۵) رد المحتار ورد المحتار ۶۷۲

(۶) نفقہ الاسلامی وأدلتہ ۷۷۷

(۷) رد المحتار ۶۷۲

(۸) ہدایہ مع الفتح ۳۱۸

ضروری اصول اس طرح ہیں

(۱) بیوی کے علاوہ دوسرے اقرباء کا نفقہ اسی وقت

واجب ہوتا ہے جب کہ وہ محتاج و ضرورت مند ہوں۔ (۴)

(۲) بیوی اور والدین و جداد کے سواء دوسرے اقرباء کا

نفقہ اسی صورت میں واجب ہوگا، جب وہ خود کمانے پر قادر نہ ہوں،

اگر وہ خود کمانے کی قدرت رکھتے ہوں تو ان کا نفقہ کسی اور پر عائد

نہیں ہوگا۔ (۵)

(۳) بیوی، والدین اور اولاد کے رشتہ سے واجب ہونے

والے نفقہ کے علاوہ دوسرے اقرباء کا نفقہ اسی وقت واجب ہوگا

جب کہ اس سلسلے میں قاضی کا فیصلہ موجود ہو۔ (۶)

(۴) بیوی، اولاد اور والدین کے سواء دوسرے لوگوں کا نفقہ

اسی وقت واجب ہوگا جب کہ وہ فقہ کی اصطلاح میں دوست مند

(موسر) ہوں گو وہ کمانے پر قادر ہو، لیکن صاحب ثروت نہ ہو تو اس

پر ان لوگوں کے سوا دوسروں کا نفقہ واجب نہ ہوگا۔ (۷)

(۵) جیسا کہ ذکر کیا گیا خوشحالی سے مراد یہ ہے کہ کوئی بھی

مال اس کے پاس نصاب کے بقدر ہو، جو کسی شخص پر زکوٰۃ حرام

ہونے اور صدقۃ الفطر واجب ہونے کا نصاب ہے، یہ امام ابو

یوسف کا توں ہے، اور بعض مشائخ نے اسی کو ترجیح دی ہے، امام محمدؒ

کے نزدیک جس کے پاس اپنے ماں، باپ، بھائی کے ایک ماہ

کے نفقہ کے علاوہ ماں موجود ہو وہ خوشحال ہے، (۸) اور امام محمدؒ ہی

کے قول کی طرف علامہ کا سالی کار توجہ ہے۔

(۶) بیوی، والدین اور اولاد یعنی زوجہ، اصول و فروع کو

چھوڑ کر دوسرے رشتہ داروں کا نفقہ اسی وقت واجب ہوتا ہے جب

تاباغی، تاباغی، مرض یا عورت ہونے کی وجہ سے کسب معاش

کرنے سے عاجز ہو مسلمان ہو اور جس کے ذمہ نفقہ واجب قرار دیا

جائے، وہ صاحب گنجائش ہو، صاحب گنجائش ہونے کا مطلب یہ

ہے کہ نصاب زکوٰۃ کا مالک ہو یعنی کسی بھی نوعیت کا اتنا مال ہو جو

نصاب زکوٰۃ کی قیمت کو پہنچ جائے، یہ امام ابو یوسف کا قول ہے، اور

اسی پر فتویٰ ہے، امام محمدؒ کے نزدیک اپنی اور اپنے اہل و عیال کی

ایک ماہ کی ضروریات سے زیادہ مال اس کے پاس موجود ہو، اور جو

روز کما تا روز کھاتا ہو، تو اس کے حق میں صاحب وسعت ہونے کا

مطلب یہ ہے کہ ہر دن نفقہ ادا کرنے کے بعد اس کے پاس بچا رہتا

ہو، (۱) علامہ ابن ہمام کی رائے ہے کہ جو لوگ کسب معاش میں

مشغول نہ ہوں ان کے حق میں تو خوش معاش ہونے یعنی فقہ کی

اصطلاح میں "یابر" کا معیار مالک نصاب ہونا ہے اور جو لوگ

کسب معاش پر انحصار کرتے ہوں ان کے لئے وہ قول مناسب

ہے جو امام محمدؒ کا ہے۔ (۲)

ذی رحم محرم کے نفقہ کے سلسلہ میں اصول یہ ہے کہ یہ میراث

کے تناسب سے واجب ہوگا، یعنی جو رشتہ دار، اس محتاج شخص کی

موت کی صورت میں اس سے جتنی میراث پاسکتے ہیں، اسی تناسب

سے وہ نفقہ بھی ادا کریں گے، مثلاً اگر ایک شخص کی ایک حقیقی، ایک

باپ شریک اور ایک ماں شریک بہن ہوں، تو حقیقی بہن پر تین خمس

(۳/۵) اور باپ شریک اور ماں شریک بہن پر ایک ایک خمس

(۱/۵) واجب ہوگا۔ (۳)

متفرق اہم احکام

نفقہ سے متعلق جو احکام ذکر کئے گئے ہیں، اس سلسلے میں کچھ

(۲) مع القدير ۳۳۲/۳

(۳) بدائع الصنائع ۳۵۴/۳

(۱) بدائع الصنائع ۳۵۴/۳-۳۴

(۸) مع القدير ۳۲۲-۳۳۳

(۱) هذا مع الفتح ۳۳۲-۳۳۳

(۲) درمختل و رد المحتار ۲۸۲/۲

(۵) بدائع الصنائع ۳۵۴/۳-۳۵

(۷) بدائع الصنائع ۳۵۴/۳

غلام کو حکم دیا کہ وہ خود اپنے آپ کو کمانے میں مشغول کرے اور اپنی ضروریات پوری کرے، اگر کمانے کے لائق بھی نہ ہو، تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قاضی اسے فروخت کر دینے کا حکم جاری کرے گا، اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک خود قاضی اس غلام کو فروخت کریگا۔ (۵)

جانوروں کا نفقہ

اسلام دین رحمت ہے اور جیسے اس نے انسانوں کے ساتھ ظلم و جبر کو دور کیا ہے، اسی طرح حیوانات پر بھی اپنا دامن رحمت در ز کیا ہے، آپ ﷺ نے جانور کو عذاب دینے سے منع فرمایا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: لا تعذبوا خلق اللہ، (۶) نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک خاتون محض اس لئے جہنم میں داخل کی جائیگی کہ اس نے ایک بلی کو باندھ کر رکھ دیا ہوگا، نہ خود کھانے کا انتظام کیا ہوگا، اور نہ اسے چھوڑا ہوگا، یہاں تک کہ اس کی موت واقع ہوگئی۔ (۷)

اس لئے جانور کا نفقہ بھی انسان پر واجب ہے اور اس کو بھوکا رکھنا گناہ ہے، البتہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ وجوب دینا ہے، قاضی جانور کے مالک کو اس پر مجبور نہیں کر سکتا، دوسرے فقہاء کے نزدیک قاضی مالک کو اس پر مجبور کرے گا کہ یا تو جانور کو چارہ دے یا اسے فروخت کر دے، حنفیہ میں امام ابو یوسفؒ کی بھی یہی رائے ہے، اور اسی کو امام طحاویؒ اور ابن ہمامؒ نے ترجیح دیا ہے، (۸) — یہ تو اس صورت میں ہے جب کہ کوئی شخص تنہا جانور کا مالک ہو اگر اس کی ملکیت میں دو آدمی شریک ہوں، ایک فریق چارہ دیتا ہو اور دوسرا فریق اپنی باری میں بھوکا رکھتا ہو، تو بالاتفاق اس دوسرے شخص کو مجبور کیا جائے گا، یا تو اسے چارہ دے یا اپنا حصہ فروخت

کہ دونوں ہم مذہب ہوں، اسی لئے اگر کسی کا بھائی غیر مسلم ہو تو اس کا نفقہ اس پر واجب نہیں، یہ بھی ضروری ہے کہ دونوں ایک ہی ملک کے شہری ہوں، اگر ایک دارالاسلام کا ہو اور دوسرا دارالحرب کا، تو ایک کا نفقہ دوسرے پر واجب نہیں ہوگا، گو اس کا بھائی دارالحرب سے سفر کر کے وقتی طور پر دارالاسلام آگیا ہو۔ (۱)

(۷) بیوی کا گذرے ہوئے دنوں کا نفقہ قاضی کے فیصلہ کی وجہ سے واجب ہوتا ہے، مثلاً قاضی نے نفقہ کا فیصلہ کر دیا، لیکن چھ ماہ تک اس نے نفقہ ادا نہیں کیا تو اب اس پر یہ بات واجب نہیں رہی کہ اس کا گذری ہوئی مدت کا نفقہ ادا کرے، ہاں اگر قاضی کی اجازت سے وہ اپنی ضروریات کے لئے قرض لیتا رہا، تو اب اس قرض کی ادائیگی اس شخص کے ذمہ ہوگی۔ (۲)

(۸) اگر کوئی شخص عاقب ہو اور اس کا مال موجود ہو تو قاضی اس مال میں سے بیوی، نابالغ اولاد اور والدین کا نفقہ دلانے کا، (۳) اور یہ ظاہر ہے کہ غیر شادی شدہ لڑکیاں بھی بشرطیکہ محتاج ہوں، نابالغ بچوں ہی کے حکم میں ہیں۔

والدین وغیرہ نفقہ کے لئے اس کا منقولہ سامان قاضی کے فیصلہ سے فروخت کر سکتے ہیں، غیر منقولہ جائیداد فروخت نہیں کر سکتے۔ (۴)

غلام کا نفقہ

جن لوگوں کا نفقہ کسی شخص سے متعلق ہوتا ہے ان میں ایک غلام بھی ہے، خواہ وہ غلام کا مکمل مالک ہو، یا صرف اس سے خدمت لینے کا مجاز ہو، اگر غلام کے نفقہ میں تنگی کی جائے تو قاضی اسے نفقہ ادا کرنے پر مجبور کرے گا، پھر بھی یہ عمل آوری نہ ہو، تو قاضی

(۲) درمختل ۱/۲۸۵

(۳) حوالہ سابق ۳/۳۲۳

(۶) مسند احمد عن ابی ذرؓ ۱۰ حدیث نمبر ۲۱۳۷۲

(۸) درمختل ۲/۶۸۸، فتح القدیر ۳/۳۲۸

(۱) مدائع الصنائع ۳/۳۷۱

(۳) ہدایہ مع المنتہ ۳/۳۹۹

(۵) دیکھئے درمختل ۲/۸۸۲، ۶۷۸

(۷) مسند احمد، حدیث نمبر ۷۸۳

کر دے تاکہ دوسرے فریق کو نقصان نہ پہنچے۔ (۱)

جمادات کے حقوق

فقہاء نے تو ”جمادات“ یعنی زمین و مکانات کے نفقہ کا بھی ذکر کیا ہے، یعنی زمین اور مکانات کو باقی اور محفوظ رکھنے کے لئے جو وازم ہوں ان کو پورا کرنا ضروری ہے، اگر اس میں غفلت برتی جائے تو کراہت ہے، کیونکہ یہ مال کو ضائع کرنا ہے، تاہم یہ حکم قانونی وجوب کے درجہ میں نہیں ہے۔ (۲)

نفل

نفلت میں ”نفل“ کے معنی ریہ وہ ہونے کے ہیں، اس کی جمع ”نوافل“ ہے، فقہ کی اصطلاح میں نفل عبادت میں ایسی زیادتی ہے جو ہم پر واجب نہیں کی گئی ہو، (۳) — فقہاء کے یہاں نفل کے اطلاق کا دائرہ بہت وسیع ہے، اس میں سنن مؤکدہ، سنن غیر مؤکدہ اور مستحبات تینوں ہی داخل ہیں، اس طرح سنت خاص ہے اور نفل عام ہے، ہر سنت نفل ہے کیونکہ وہ ایک زائد عمل ہے جو فرض کی تکمیل کے لئے کیا جاتا ہے، لیکن ہر نفل سنت نہیں، جیسے وہ نمازیں کہ شریعت میں جینہ ان کا مطالبہ نہ ہو تو وہ نفل تو کہلائیں گی لیکن ان کو سنت نہیں کہا جائے گا۔ (۴)

نفل شروع کرنے کے بعد توڑنا

نفل عبادت کے سلسلے میں ایک اہم اختلاف فقہاء کے درمیان یہ ہے کہ نفل کو شروع کرنے کے بعد اس کا کیا درجہ رہتا ہے؟ یعنی کسی نفل عبادت کو شروع کرنے کے بعد بلا عذر اس کو توڑنا جائز ہے یا نہیں؟ دوسرے اگر کسی وجہ سے اس عبادت کو مکمل نہیں کیا تو

اس کی قضاء واجب ہوگی یا نہیں؟ — حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک نفل نماز اور روزہ شروع کرنے کے بعد اس کو بلا عذر توڑنا نہیں جاسکتا، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک جیسے وہ شروع کرے میں عذر تھا اسی طرح اب اس کو باقی رکھنے میں بھی عذر ہے کہ چاہے تو اس عبادت کو جاری رکھے یا اسے توڑ دے، (۵) تاہم حنفیہ میں صاحب مفتی کا رجحان یہ ہے کہ بلا عذر بھی نفل عبادتیں منقطع کی جاسکتی ہیں اور علامہ ابن ہمام نے اسی کو ترجیح دیا ہے، (۶) تاہم حنفیہ نے بہت ہی معمولی باتوں جیسے ضیافت وغیرہ کو بھی نفل عبادت کے توڑنے کیلئے کافی عذر تسلیم کیا ہے، اور اگر ان عوارض کو سامنے رکھا جائے جن کی بناء پر حنفیہ نے نفل روزہ کو توڑنے کی اجازت دی ہے، تو اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کوئی غیر معمولی اختلاف نہیں۔

کیا نفل شروع کرنے کے بعد واجب ہو جاتی ہے؟

دوسرے مسئلہ یہ ہے کہ کیا نفل عبادت شروع کرنے کے بعد اس کی قضاء واجب ہو جاتی ہے؟ حنفیہ کے یہاں واجب ہو جاتی ہے (۷) کیونکہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں اور حضرت حفصہؓ روزہ سے تھیں، کھانا آیا، ہمیں خواہش تھی، ہم نے کھالیا، آپ ﷺ تشریف لائے، حضرت حفصہؓ نے سب بارے میں استغفار کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس دن کی جگہ ایک اور دن قضاء کر لینا، اقصیا یوما آخر مکانہ، (۸) — شوافع، حنابلہ اور خود مالکیہ بھی قضاء واجب ہونے کے قائل نہیں، (۹) ان حضرات کا استدلال حضرت ام ہانیؓ کی روایت سے ہے کہ حضور ﷺ کے پاس کوئی مشروب آیا، آپ ﷺ نے نوش فرما کر مجھے عطا فرمایا میں نے پی لیا، پھر میں نے

(۱) مجمع زاد الصالح ۲۰۴

(۲) - رحمار ودر سحر ۳۶-۳۵

(۳) مجمع مقدس ۲۶۰

(۴) الترمذی، حدیث ۳۵ - صحاح ما جاء فی بیحان، مقصد، عتبہ

(۱) - رحمار ۶۸۹ مجمع المقدس ۳۸۴

(۲) - رحمار ۳۶۰

(۳) سحر ۳۳

(۴) مجمع مقدس ۳۶۰

(۵) سحر ۳۳

ذکر کیا کہ میں روزہ سے تھی، میں نے روزہ توڑ دیا، آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ کیا قضاء روزہ تھا؟ میں نے عرض کیا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ”جائز نہیں، فلا یصرک“، (۱) اس مضمون کی بعض اور روایات بھی ہیں، حنفیہ کہتے ہیں کہ ان کا مقصد ٹھکانا ہے کہ نفل عبادت کو کسی غیر معمولی عذر کے بغیر بھی توڑا جاسکتا ہے، یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کی قضاء واجب ہی نہیں ہوگی۔

اگرچہ حج کے بارے میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ احرام باندھنے کے بعد حج واجب ہو جاتا ہے اور اگر احرام فتح کر دے تو قضاء واجب ہے۔ (۲)

(مختلف عبادتوں میں نوافل و سنن اور ان کی نیت وغیرہ کے احکام، نیت اور خود ان عبادتوں کے ذیل میں مذکور ہیں)۔

نقد

”نقد“ کا لفظ فقہاء کے یہاں دو معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے، ایک تو سونا اور چاندی کے سکوں کے لئے، اس کی جمع ”نقود“ ہے، پھر فقہاء نے اس کے استعمال میں توسع برتتے ہوئے ہر طرح کے سکے اور کرنسی پر ”نقود“ کا اطلاق کیا ہے — دوسرے ”نقد“ کے معنی فوری ادا کرنے کے ہیں، اس کے مقابلہ میں ”دھار کا لفظ ہے، خود رود زبان میں بھی یہ لفظ اسی معنی میں بولا جاتا ہے۔

کرنسی کب متعین ہوتی ہے اور کب نہیں؟

کرنسی کے بارے میں فقہاء کی رائے یہ ہے کہ عقد معاوضہ (جس میں دو طرفہ مین دین ہوتا ہے) میں یہ متعین نہیں ہوتے، یعنی خرید و فروخت کے وقت آپ نے جو روپے دکھائے، ادا کرتے وقت اس کے بجائے دوسرے نوٹ ادا کر دیں تو اس کی گنجائش ہے، البتہ معاملہ فاسد ہو جائے تو اس صورت میں بعض حضرات کے

نزدیک نقد متعین ہوں گے، بعض حضرات کے نزدیک اس صورت میں بھی نقد متعین نہیں رہیں گے، اور بعض اہل علم نے یہ تفصیل کی ہے کہ اگر اپنی اصل ہی کے اعتبار سے معاملہ صحیح ہو کسی اور وجہ متعین ہوگا، اور اگر اصل کے اعتبار سے معاملہ صحیح ہو کسی اور وجہ سے فاسد ہو جائے تو متعین نہیں ہوگا، اسی طرح نذر، وکالت اور زکوٰۃ میں بھی نقد متعین نہیں ہوں گے — شرکت، مضاربہ، غصب، ہبہ و صدقہ اور ان تمام صورتوں میں جب کہ ان کی حیثیت امانت کی ہو، نقد متعین ہوتے ہیں، یعنی بعینہ انہی نقد کا ادا کرنا ضروری ہوگا۔ (۳)

راقم الحروف کا خیال ہے کہ سونے اور چاندی کے سکے میں تو تعین فائدہ بخش ہو سکتی ہے، کیونکہ ان کی خود بھی ایک قدر ہوتی ہے اور سونے اور چاندی کے تمام سکوں میں خالص اور غیر خالص مواد کے تناسب میں فرق ہوتا ہے، یعنی یہ بات ممکن ہے کہ چاندی کے درہم کے سکوں میں سے کسی میں چاندی کا حصہ سنی فیصد ہو اور کسی میں نوے فیصد، لہذا اگر اصل سکے متعین رہیں تو گو بحیثیت سکہ ان سب کی قیمت مساوی ہے، لیکن اپنے ”مادۂ صنعت“ کے اعتبار سے سکوں کی قدر میں فرق بھی پایا جاتا ہے، موجودہ زمانہ کی کرنسی خاص کر نوٹوں کا معاملہ اس سے مختلف ہے، کیونکہ ان کا عذی نوٹ یا معمولی دھات (سج کل جن سے سکے ڈھلے جاتے ہیں) کی اصل قیمت نہایت معمولی ہوتی ہے، اس کی مروجہ اور قانونی قدر سے کوئی نسبت نہیں ہوتی، لہذا ایسے نوٹ اور سکوں کا متعین کرنا اور انہی کی ادائیگی کو لازم قرار دینے میں کوئی فائدہ نظر نہیں آتا، اس لئے موجودہ حالات میں یہ بات ممکن ہے کہ جن مواقع پر نقد متعین ہو جاتے ہیں، ان مواقع پر بھی تعین نقد کے حکم سے صرف نظر کیا جائے۔

(۲) فقہ الاسلامی و ادلہ ۲/۳

(۱) ترمذی، باب محله فی فطر الصائم بسطوط، حدیث نمبر ۷۳۱

(۳) لائسنس والنشر ۳۵۶۶ حکام نقد

قیمت کو پہنچ جائے یا اس سے بڑھ جائے تو اس کو ”نقص نہ حش“ کہتے ہیں۔ (۲)

معنوی نقص کا احکام پر اثر

معنوی یعنی شعوری نقص بھی ایک طرح کی مشقت ہی ہے اور شریعت میں مشقت اور اس کے کم اور زیادہ ہونے کے اعتبار سے احکام میں تخفیف کی جاتی ہے، اسی لئے علماء اصول نے نقص کو بھی من جہد اسباب تخفیف کے رکھا ہے، اور اسی وجہ سے نابالغ بچے اور مجنون کی ولایت دہپ، دادا وغیرہ کو دی گئی ہے، اور ان کی پرورش مال، دادی، نانی وغیرہ کے ذمہ رکھی گئی ہے، یہی معنوی نقص خواتین میں بھی پایا جاتا ہے، چونکہ ان میں جسمانی اور عقلی ثوابی بمقدار مردوں کے کم درجہ کے ہیں، اسی لئے جمعہ، جمعہ، جہد، جزیہ، دیت کی ادائیگی میں شرکت اور اس طرح کے احکام سے ان کو مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔

نقص (کشمش کی خام شراب)

”نقص“ کی نسبت اگر پانی کی طرف ہو تو پانی میں بھگوے کے معنی ہوتے ہیں، اس سے ”نقص“ کا لفظ ہے، فقہاء کی اصطلاح میں کشمش پانی میں ڈالا جائے اور اس سے کچا مشروب تیار ہو، اس کو ”نقص“ یا ”نقص زبیب“ کہتے ہیں، یہ بھی ان مشروبات میں ہے کہ اگر شدت پیدا ہو جائے تو ان کا پینا حرام ہے، البتہ کشمش کی کچی شراب کا حکم احکام خمر یعنی اصل انگوری شراب سے کسی قدر مختلف ہے کہ اگر کوئی شخص اسے حلال سمجھے تو اس کو کافر نہیں سمجھا جائے گا، اگر اس سے نشہ پیدا نہ ہو تو اس سے حد جاری نہ ہوگی، اس کی نجاست، نجاست خفیفہ کے درجہ کی ہوگی۔ (۳)

(فقہاء کے یہاں ایک مسئلہ یہ آتا ہے کہ کوئی شخص اس طرح خرید و فروخت کا معاملہ طے کرے کہ اگر خریدار نے اتنے دنوں میں قیمت ادا نہیں کی تو فروخت کنندہ کو معاملہ کے ختم کر دینے کا اختیار رہے گا، اس کو خیار فسخ کہتے ہیں، اس سلسلہ میں ملاحظہ ہو ”خیار“ نیز کرنسی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ یہ خود زریں یا وثیقہ زریں؟ اس کے لئے دیکھیے بحثیں۔)

نقص

نقص کے معنی کمی کے ہیں، یہ کمی مادی بھی ہو سکتی ہے، اور معنوی بھی، مادی نقص تو محسوس ہوتا ہے، جیسے کپڑے کا پھٹنا ہوا ہونا یا انسان کی پینائی کا ضائع ہو جانا، معنوی نقص سے میری مراد قوت عقلیہ کا ناقص ہونا ہے۔

ادی اعتبار سے فقہاء نے نقص کی دو قسمیں کی ہیں، معمولی نقص، اس کو ”نقص بیزر“ کہتے ہیں، غیر معمولی نقص، اس کو ”نقص فاحش“ کہا جاتا ہے، ”نقص بیزر“ یہ ہے کہ جس سے منفعت میں کسی قدر کمی واقع ہو، لیکن منفعت بالکل ہی فوت نہ ہو جائے، یا اصل شئی میں ہی نقص پیدا ہو جائے فقہاء نے یہ بحث غصب کے ذیل میں کی ہے کہ اگر غاصب کے یہاں مال میں نقص پیدا ہو جائے تو مالک کو وہی مفصوب شئی قبول کرنا ہوگا، بہتہ جو نقص پیدا ہوا ہے، غاصب اس کی تلافی کریگا اور اگر مفصوب بہ سامان میں نقص فاحش پیدا ہو گیا تو اسے اختیار ہوگا کہ چاہے تو وہی سامان تلافی نقصان کے ساتھ قبول کر لے یا مکمل سامان کی قیمت غاصب سے لے لے۔ (۱)

مجلۃ الاحکام میں ایسے نقصان کو ”نقصان بیزر“ قرار دیا گیا ہے، جو مال مفصوب کی چوتھائی قیمت کو نہیں پہنچتا ہو، اگر چوتھائی

نکاح

"نکاح" کے اصل معنی دو چیزوں کے انضمام اور ملانے کے ہیں، اسہ حقیقۃً فی الصم، (۱) اسی مناسبت سے لغت میں مرد و عورت کے صنفی تعلق کو بھی نکاح کہا گیا، اور خود عقد نکاح کو بھی، البتہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ نکاح کا معنی حقیقی کیا ہے؟ بعض حضرات کا خیال ہے کہ نکاح، طہی اور عقد نکاح کے درمیان مشترک لفظ ہے، گویا دونوں ہی سنی حقیقی ہیں، اسی طرف ابن ہمام کا رجحان معلوم ہوتا ہے، بعض حضرات کے نزدیک اصل معنی "ہم بستری" کے ہیں، مجاز عقد کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، زیادہ تر مشائخ حنفیہ اسی کی طرف رجحان رکھتے ہیں، تیسری رائے اس کے برعکس ہے، کہ اصل معنی عقد کے ہیں، مجاز طہی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، (۲) — اگر قرآن وحدیث کی تعبیر پر نگاہ کی جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ دونوں معنوں میں بکثرت استعمال ہوا ہے، اس لئے غائبانہ بات زیادہ قرین صواب ہے کہ یہ لفظ مشترک ہے، دو قرآن کے اعتبار سے اس کے معنی کی تاویل کی جاتی ہے۔

فقہ کی اصطلاح میں

فقہ کی اصطلاح میں نکاح مرد و عورت کے درمیان طے ہونے والا، وہ شرعی معاہدہ ہے جس کے ذریعہ ایک دوسرے سے استمتاع جائز ہو جاتا ہے، بشرطیکہ کوئی مانع نکاح موجود نہ ہو، (۳) — اس تعریف کے مطابق عقد نکاح مرد و عورت ہی کے درمیان ہو سکتا ہے، جنس سے یا ہم جنس سے نکاح نہیں ہو سکتا جیسا کہ مغرب کی حیاباختہ تہذیب نے اس کی اجازت دے رکھی ہے، اسی طرح اگر مرد و عورت کے درمیان محرم کا رشتہ ہو یا ان میں سے کوئی ایک مشرک ہو جب بھی نکاح شرعی منعقد نہیں ہوگا۔

نکاح کے بارے میں اسلامی تصور

اسلام سے پہلے متعدد مذاہب گذرے ہیں، جو مرد و عورت کے تعلق کو مطلق یا روا اور نامناسب تصور کرتے تھے، اور اس تعلق کو خدا سے قربت اور تقویٰ کے منافی تصور کیا کرتے تھے، ہندو اور عیسائی مذاہب کا خاص طور سے ذکر کیا جاسکتا ہے، ایران کا "مانی فلسفہ" جو مزدکی تحریک کے رد عمل میں اٹھا، اس کی کھلی مثال ہے۔

اسلام سے پہلے عربوں میں نکاح کے طریقے

اس کے بالکل مقابل وہ فکر و فلسفہ تھا جس نے انسان کو حیوانات کی صف میں لاکھڑا کیا تھا، اور انسانی سماج کو اس مقام پر پہنچا دیا تھا، جہاں اس کی خاندانی شناخت بھی گم ہو جائے، خود عربوں کا حال یہ تھا کہ حضرت عائشہؓ کی روایت کے مطابق نکاح کی اس صورت کے علاوہ جس کو اسلام نے باقی رکھا، تین در صورتیں مروج تھیں، ایک طریقہ وہ تھا جسے "نکاح استبضاع" کہا جاتا تھا، اس کی صورت یہ تھی کہ شوہر اپنی بیوی کو اعلیٰ خاندان کا بچہ حاصل کرنے کی غرض سے کسی دوسرے مرد سے پاس بھیج دیتا تھا، اور جب تک وہ عورت اس سے حاملہ نہ ہو جاتی یہ شخص اس سے ہم آغوش نہیں ہوتا تھا، در اس سے مقصود عمدہ خصوصیات کی حامل اولاد کا حصول تھا۔

دوسری صورت "نکاح رہط" کی تھی کہ یک عورت متعدد مرد جن کی تعداد دس کے اندر ہوتی تھی، ہم آغوش ہوتے تھے، جب بچہ پیدا ہوتا تو خاتون ان تمام مردوں کو طلب کرتی اور کسی طرف اس بچہ کو منسوب کر دیتی اور جس کی طرف منسوب کرتی اس کے لئے مجال انکار نہ ہوتا — نکاح کا تیسرا طریقہ بالکل وہی تھا جو آج کل پیشہ ور طوائف کا ہے، کہ جو بھی چاہتا، ان کے پاس آ سکتا تھا اور یہ بدتماش

(۲) حوالہ سیدو، دیکھئے درمختار عی ہامس لرد ۳۵۸

(۱) فتح بقدر ۸۵/۳

(۳) درمختار عی ہامس لرد ۲۵۸-۵۹/۲

وقت تشریف فرما نہیں تھے، انھوں نے ارادہ طہارت سے آپ ﷺ کی عبادت کی کیفیت معلوم کی، پھر ان میں سے ایک نے ارادہ کیا کہ میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا، دوسرے نے کہا میں رات بھر نماز پڑھتا رہوں گا، اور تیسرے نے نکاح نہ کرنے اور عورتوں سے بیحدہ رہنے کا عزم کیا، آپ ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ میں تم میں سب سے زیادہ اللہ کی خشیت رکھتا ہوں اور پرہیزگار ہوں، لیکن میں کبھی روزہ بھی رکھتا ہوں اور کبھی افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں، سوتا بھی ہوں، نکاح بھی کرتا ہوں اور بیوی سے تعلق بھی رکھتا ہوں، پھر ارشاد ہوا کہ جس نے میرے راستے سے گریز کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے، (۱) ایک صحابی رسول حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے عورتوں سے کن روکشی اختیار کرنے کی نیت سے فحشی ہونے کا ارادہ کر لیا، آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا، (۲) آپ ﷺ نے خاص طور پر نوجوانوں سے فرمایا کہ جن میں شادی کی استطاعت ہو ان کو شادی کر لینی چاہئے، یہ بہ نکاحی سے بچنے اور عفت و عصمت کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ (۳)

نکاح کے مقاصد

نکاح کا اولین مقصد، عفت و عصمت کی حفاظت ہے۔ جیسا کہ اوپر آنحضور ﷺ کا ارشاد مذکور ہوا کہ یہ نگاہ کو پست رکھنے اور عفت و پاکدامنی کو باقی رکھنے کا باعث ہے، فانیہ اعص لبصر و احسن لسرج، اسی لئے قرآن مجید میں نکاح کو احسان یعنی قلعہ بند ہونے سے تعبیر کیا گیا ہے، اور شادی شدہ مرد و عورت کو محسن اور محسنہ کہا گیا ہے، (النساء: ۳۴) نکاح کا دوسرا مقصد نسل انسانی کی افزائش اور اس میں تسلسل کو باقی رکھنا ہے، اسی لئے قرآن مجید نے زوجین کے صنفی تعلق کو کاشت سے مشابہت دی

عورتیں اپنی شناخت کے لئے اپنے دروازوں پر جھنڈے نصب کئے رہتی تھیں، گریہ حائلہ ہوتی اور بچہ ہوتا تو قیافہ شناس ان کے جس گاہک کے بارے میں فیصلہ کرتا، اسی سے بچہ منسوب ہوتا۔ (۱)

اسلام جس کا سب سے بڑا امتیاز اس کا اعتدال اور فطرت انسانی سے ہم آہنگی اور موافقت ہے، اس نے اس باب میں بھی انفرادی و تفریط سے ہٹا دامن خوب بچایا ہے، اور ایسی تعلیم دی ہے کہ اس سے بہتر کوئی اور طریقہ کسی انسانی سماج کے لئے نہیں ہو سکتا، اس نے زنا اور غیر قانونی تعلق کو حرام قرار دیا، ایسی کسی بھی صورت کو روا نہیں رکھا، جس سے انسانی نسبت تک مشتبہ ہو جائے، اور اس شدت کے ساتھ اس کی ممانعت کی کہ کم ہی کسی جرم کو اس شدت و کے ساتھ منع کیا گیا ہوگا، اور دوسری طرف نکاح کی نہ صرف اجازت دی، بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کی، اور اس کو تقویٰ، عفت و پاکبازی اور خدا سے قربت کا ذریعہ بتایا، کیوں کہ اگر انسان کی فطری ضرورتوں کے لئے جائز اور قانونی مواقع پیدا نہیں کئے گئے تو ان کو غیر قانونی راستے سے بھانا دشوار ہوگا۔

نکاح کی ترغیب

اسی لئے قرآن مجید نے جاہلی نکاح کی ترغیب دی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو انبیاء کی سنت اور ان کا طریقہ قرار دیا، ولقد ارسلنا رسلاً من قبلك وجعلنا لہم ارواحاً و ذریۃ، (رعد: ۳۴) جو لوگ اپنی معمولی معاشی صلاحیت کی وجہ سے نکاح کرنے میں دقت محسوس کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی نکاح کی ترغیب دی اور حوصلہ دیا کہ اگر آج یہ محتاج ہیں تو اللہ تعالیٰ کل ان کو غنی بنادے گا۔ (یوسف: ۳۲)

ایک دفعہ تین صحابہ درالقدس پہ حاضر ہوئے، آپ ﷺ اس

محبت پا کر جینے کا حوصلہ پاتے ہیں اور زندگی کا سفر ان کے لئے آسان ہو جاتا ہے، اس لئے جہاں جوانی میں زوجین کو ایک دوسرے کی ضرورت ہے وہیں بڑھاپے میں بھی وہ ایک دوسرے کے لئے کم درجہ کی ضرورت نہیں۔

مختلف حالات میں نکاح

اسی لئے اسلام نے نکاح کو بڑی اہمیت دی ہے اور قرآن و حدیث میں بمقابلہ دوسرے معاملات کے نکاح اور ازدواجی زندگی سے متعلق مسائل پر زیادہ تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے، فقہاء نے کتاب و سنت کی ہدایات کو سامنے رکھ کر مختلف حالات میں نکاح کے احکام متعین کئے ہیں، چنانچہ مہر اور نفقہ ادا کرنے پر قادر ہوا اور نکاح نہ کرنے کی صورت میں زنا میں پڑ جانے کا یقین ہو تو نکاح فرض ہے، فان یقن الزنا إلا به فرض، اور اگر زنا میں پڑنے کا اندیشہ ہو نہ کہ یقین، اور نفس میں نکاح کا سخت تقاضا پاتا ہے، تو نکاح کرنا واجب ہے، ویسکون واحباً عند التوفان، ظاہر ہے یہاں مہر سے ایسا مہر مراد ہے جو فوری قابل ادائیگی ہو، اگر مہر مؤجل پر نکاح کرنا ممکن ہو تو فی الحال مہر کا مالک ہونا ضروری نہ ہوگا، بلکہ نکاح کیے لئے قرض لینا پڑے تو اس میں بھی تباہی نہیں، بہتر ہے کہ قرض لے کر نکاح کر لے۔

اگر نکاح نہ کرنے کی صورت میں برائی میں پڑنے کا اندیشہ نہیں اور مالی اور جسمانی اعتبار سے نکاح کرنے پر قادر ہے تو ایسے شخص کے لئے نکاح کر لینا سنت مؤکدہ ہے، اگر اپنی عفت و عصمت کی حفاظت اور حصول اولاد کی نیت سے نکاح کر لے تو مستحق ثواب ہوگا، اور نکاح نہ کرے تو ترک سنت کا گناہ، بلکہ بعض فقہاء نے اس صورت میں بھی نکاح کو واجب قرار دیا ہے۔

اگر نکاح کے بعد اندیشہ ہو کہ وہ بیوی کے ساتھ جور و ظلم کا

ہے، (ابتداء ۲۲۳) اور آپ ﷺ نے بحیثیت رفیق حیات ایسی عورت کے انتخاب کی تلقین کی ہے، جس میں تو والد کی صلاحیت زیادہ ہوں، تسرو جوا الولود والود، (شوہر دیکھ عورت میں تو اس کا اندازہ لگانا آسان ہے، کنواری لڑکیوں میں نسلی اور موروثی تجربہ سے اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

نکاح کا نیرا، ہم مقصد باہمی تسکین اور طمانیت قلب ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ نے تم ہی سے تمہارے جوڑے اس لئے بنائے کہ تم اس سے سکون حاصل کرو، اور اللہ نے تمہارے درمیان ہمدردی اور محبت بھی عطا فرمائی، (روم ۲۱) یہ نکاح کا ایک اہم مقصد ہے، انسان جو بعض اہل دانش کی نگاہ میں ساجی جانور ہے، اور انش و محبت جس کا مادہ ہے، وہ اس کے بغیر قلب و ذہن کا سکون نہیں پاسکتا کہ کوئی انہیں ہو جو دل کی بے قراری کے لئے قرار و سکون کا سامان بن سکے، قرآن نے جس سکون قلب کی طرف اشارہ کیا ہے، اس کا تعلق صرف جسمانی اور فنی سکون ہی سے نہیں، بلکہ یہ ایک جامع لفظ ہے، جو قلب و نظر اور ہر طرح کے سکون کو شامل ہے، ایک شخص گھر سے باہر کی دنیا میں طرح طرح کی فتنی الجھنوں میں جتنا ہوتا ہے، خلاف طبیعت بات پیش آتی ہے، جب وہ اپنے گھر پہنچتا ہے تو بیوی کا تبسم آمیز استقبال اس کے ذہن کے بوجھ کو ہلکا کر دیتا ہے، اسی طرح ایک عورت اپنے گھر میں متضاد ذہن و فکر کے لوگوں کے ساتھ راتی ہے، اور شب و روز میں کتنی ہی خلاف طبیعت باتیں اسے پیش آتی ہیں، لیکن شوہر کا ایک کلمہ محبت اس کے دل کا بوجھ ہلکا کر دیتی ہے، اور اپنائیت کا احساس دوسرے افراد خانہ کا مداوا ثابت ہوتی ہے، جب انسان بوڑھاپے کی منزل میں داخل ہوتا ہے، اور تنہائی کا احساس اسے ہمہ دم آزرہ و افسردہ رکھتا ہے، اس وقت خاص کر زوجین ایک دوسرے سے اپنائیت اور

در اصل اسلام کی نگاہ میں نکاح کا اصل مقصد عفت و عصمت کی حفاظت اور نسب نسلی کی شناخت کو باقی رکھنا ہے، اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جس سماج میں قانونی طور پر یک زوجی کی پابندی لگائی جاتی ہے، وہاں غیر قانونی صنفی تعلق کی کثرت ہو جاتی ہے، اور قانونی تعدد ازدواج کی جگہ غیر قانونی تعدد ازدواج اتنا عام ہو جاتا ہے کہ شاید شیطان بھی اس سے حیا محسوس کرتا ہو، ڈاکٹر گستاوی بان کے الفاظ میں

مغرب میں بھی ایک ہی شادی کی رسم کا وجود صرف کتابوں ہی میں ہے، اور میں خیال کرتا ہوں کہ کوئی شخص انکار نہ کرے گا کہ یہ رسم ہماری واقعی معاشرت میں نہیں پائی جاتی ہے، میں نہیں جانتا کہ مشرقیوں کا جائز تعدد کس امر میں مغربیوں کے ناجائز تعدد ازدواج سے کمتر سمجھا جاتا ہے، بلکہ میں یہ کہوں گا کہ اول کو ہر طرح دوسرے پر ترجیح ہے۔ (۵)

— اس وقت مغرب اور مغرب زدہ معاشرہ اس کی کھلی ہوئی مثال ہے

اسی لئے اسلام نے تعدد ازدواج کو جائز رکھا، لیکن چار تک تحدید کر دی، اور بیویوں کے درمیان عدل اور مساویانہ سلوک کی شرط لگا دی، اور یہ بھی کہہ دیا کہ اگر عدل کا برتاؤ نہ کر سکو تو پھر یک ہی نکاح کی اجازت ہے، فمن خفتم ان لا تعدلوا فواحدة، (النساء، ۳) قرآن مجید کے مجموعی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عام حالات میں یک ہی نکاح پر کثفا کرنے کو پسند کیا گیا ہے، اور اگر

مترکب ہوگا، تو نکاح کردہ تحریمی ہے، اور اس کا یقین ہو تو حرام، یہاں تک کہ اگر نکاح نہ کرنے کی صورت میں زنا، میں پڑ جانے کا اندیشہ ہو در نکاح کرے تو جوہر کے مترکب ہونے کا، ایسی صورت میں بھی نکاح کرنا فرض ہے، کیوں کہ زنا سے بچنا اللہ کا حق ہے، اور جوہر تعدی سے بچنا بندے کا حق ہے، در بندے کا حق، اور اللہ کی کے حق پر مقدم ہے، اس لئے کہ بندہ اپنے حقوق کا محتاج ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر طرح کی حاجت سے مستغنی ہے۔ (۱)

تعدد ازدواج کا مسئلہ

سوم نے نہن ضرورت کی رعایت کرتے ہوئے مردوں کو چار تک نکاح کرنے کی اجازت دی ہے، (۱) کیوں کہ بعض اوقات عفت و عصمت کی حفاظت کے لئے، یا لڑکیوں کی شرح پیدائش کا اضافہ کے مسئلے سے نمٹنے نیز بیواؤں اور یتیموں کی پرورش کے نقطہ نظر سے تعدد ازدواج ایک سماجی ضرورت بن جاتی ہے، اسی لئے قریب قریب تمام ہی مذاہب نے تعدد ازدواج کو جائز رکھا ہے، بائبل میں حضرت موسیٰ کی دو بیویوں، (۲) اور حضرت داؤد کی چھ بیویں (احصو عم، امجیل، معک، حجت، ابطال، عجلاہ) کا ذکر ملتا ہے، (۳) ہندو مذہب کے ماخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرد کے لئے بیک وقت ایک سے زیادہ نکاح کی گنجائش ہے اور بیویوں کی تعداد کے سلسلے میں دن تحدید بھی نہیں ہے، (۴) عیسائی دنیا کے بارے میں ستر مارک (Aster Marc) کا بیان ہے کہ کلیسا اور حکومت دونوں ہی سترہویں صدی کے نصف تک تعدد ازدواج کو مباح قرار دیتے تھے، اور ان کے یہاں بکثرت اسی کا رواج تھا۔ (۵)

(۱) نکاح — یہ دوام در مختار ورد المحتار ۶۷۲-۶۷۰ء سے اخذ ہے، امدت ہر محل در منزل میں فرق رقم منقول ہے

(۲) حدار ۱۳-۲۰

(۳) العسفة القرآنیہ ۵۴

(۴) میسنے مالک، رمی، اسلامیات، بحوالہ رگ ریہ (۱۰۵-۱۰۸-۱۰۹ وغیرہ)

(۵) مدین عرب ۲۶۶

مفنگو کے ذریعہ ہو، تحریری ایجاب وقبول معتبر نہیں ہوگا، ولا یسقط بالکتابۃ بین الحاضریں، (۱) میں جو شخص بونے پر قادر نہ ہو اور لکھنے پر قادر ہو وہ تحریر کے ذریعہ بھی ایجاب وقبول کر سکتا ہے، (۲) لکھنے پر بھی قادر نہ ہو تو واضح اشارہ کے ذریعہ ایجاب وقبول کیا جا سکتا ہے، ینعقد بالاشارة من الاحرس ان کانت اشارتہ معلومہ۔ (۳)

خط اور فون کے ذریعہ نکاح

اگر عائدین میں سے ایک موجود نہ ہو تو ضروری ہے کہ ایک کی طرف سے تحریر، درکم سے کم ایک کی طرف سے شرط قدرت کلام پیا جائے، مثلاً مرد نے خط لکھا کہ میں تم سے نکاح کی پیشکش کرتا ہوں، تو عورت کا صرف لکھ دینا کافی نہیں کہ مجھے منظور ہے، بلکہ ضروری ہے کہ وہ دو گواہوں کے سامنے خط پڑھ کر سنائے، اور پھر اپنی قبولیت کا ظہار کرے، اگر عورت بھی اپنی طرف سے قبولیت لکھ لے اور گواہوں کو دکھا دے تو نکاح منعقد نہیں ہوگا، ولو کتب الایجاب والقبول لایعقد۔ (۴)

عامانہ نکاح کی بہتر صورت یہ ہے کہ خط کے ذریعے کسی کو نکاح کا وکیل بنادے، اور وکیل مجلس عقد میں ایجاب کرے، اور دوسرے فریق قبول کر لے، یہی حکم یتیموں کا بھی ہوگا۔

ایجاب وقبول کے الفاظ

نکاح صریح لفظ سے منعقد ہو جاتا ہے، ورفاظ کنا یہ سے بھی، کیوں کہ خود قرآن مجید سے ”ہب“ کے لفظ سے نکاح کا منعقد ہونا معلوم ہوتا ہے، (۱) ۵۰ اور ظاہر ہے کہ ”ہب“ کسی ہی

کوئی حقیقی ضرورت داعی نہ ہو تو ایک ہی نکاح پر اکتفا کرنا افضل ہے۔ اس لئے کہ ایک طرف فرمایا کہ اگر عدل نہ کرنے کا اندیشہ ہو تو ایک ہی نکاح کرو، اور دوسری طرف یہ بات بھی فرمائی گئی کہ تمہارے لئے ایک سے زیادہ بیویوں کے درمیان عدل کو قائم رکھنا آسان نہیں (۱۲۹)۔

ایجاب وقبول

نکاح کے ارکان ایجاب وقبول ہیں، جس کی طرف سے پہلے نکاح کی پیشکش ہو اس کے کلام کو ”ایجاب“ کہتے ہیں، اور دوسرے فریق کی طرف سے اس پیشکش کے قبول کر لینے کو ”قبول“ کہتے ہیں، (۱) ایجاب وقبول عائدین براہ راست بھی کر سکتے ہیں، عائدین کے وکیل یا دلی بھی کر سکتے ہیں، البتہ یہ ضروری ہے کہ جس مجلس میں ایجاب ہو اسی مجلس میں قبول بھی ہو جائے، اگر اس مجلس میں قبول نہیں کیا اور بعد میں قبول کر لیا تو نکاح منعقد نہیں ہوگا، بلکہ دوبارہ ایجاب وقبول کرنا ہوگا، حتیٰ لو اختلف المجلس لا یسقط الکاح، (۲) یہ بھی ضروری ہے کہ ایجاب وقبول میں مطابقت ہو، اگر مطابقت نہ ہو تو نکاح منعقد نہیں ہوگا، مثلاً لڑکی یا اس کا دلی یا وکیل دس ہزار روپیہ مہر پر نکاح کا ایجاب کرے، اور مرد پانچ ہزار پر نکاح قبول کرے تو نکاح منعقد نہیں ہوگا، ومہا ان لا یحالف القبول الایجاب۔ (۳)

نکاح منعقد ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ایجاب وقبول کرے، (۱) ایجاب کو سننے، و شرطہ سماع کل من العاقلین لفظ الاحر لیتحقق رضاہما، (۲) — اگر طرفین موجود ہوں اور بونے پر قادر ہوں تو ضروری ہے کہ ایجاب وقبول کا عمل

(۲) مدائع الصنائع ۲۳۲/۱

(۳) درمختار ۱۸۹/۱

(۴) حوۃ سبوق

(۵) ہندیہ ۲۶۹/۱

(۱) عالمگیری ۲۶۷/۱

(۲) ہندیہ ۲۶۹/۱

(۳) ہندیہ ۲۷۰/۱

(۴) حوۃ سابق

ہے نہ کہ صریح، نکاح اور تزویج صریح لفاظ ہیں، اردو زبان میں شادی یہ اور انگریزی زبان میں ”میرج“ کے الفاظ بھی نکاح کے لئے صریح سمجھے جائیں گے۔ الفاظ کنایہ سے ایسے الفاظ مراد ہیں جس میں فی الفور کسی فی کے، لک بنانے کے معنی پایا جاتا ہو، جیسے ہرہ، صدقہ، عطیہ وغیرہ، ایسے الفاظ جو اصل فی کے بجائے فی کی منفعت کا، لک بنانے کے لئے ہیں وہ ایجاب و قبول کے لئے کافی نہیں، جیسے اجارہ، عاریت، اسی طرح جن الفاظ کے ذریعے فی اغور مالک نہ بنایا جاسکتا ہو اس سے بھی نکاح منعقد نہیں ہوتا، جیسے وصیت (۱)، بیکی رائے، لکیر کی بھی ہے، بشرطیکہ مہر کا ذکر کیا جائے (۲)، شفع اور حنابلہ کے نزدیک صریح لفاظ ہی سے نکاح منعقد ہوگا، کنایہ الفاظ کا کہنا کافی نہیں۔ (۳)

یہ بھی ضروری نہیں کہ ایجاب و قبول عربی ہی زبان میں ہو، غیر عربی زبان میں بھی ایجاب و قبول ہو سکتا ہے، (۴) البتہ حنابلہ کے نزدیک جو شخص عربی زبان میں ایجاب و قبول پر قادر ہو اس کا غیر عرب میں ایجاب و قبول کرنا معتبر نہیں، بلکہ فقہاء حنابلہ میں بوالنظاہر کوتاہی پر اتنا اصرار ہے کہ ان کے نزدیک جو عربی نہ جانتا ہو اس کو بھی عربی میں ایجاب و قبول کے لفاظ سیکھنے چاہئیں۔ (۵)

ایجاب و قبول کا صیغہ

نکاح میں ضرورت سے کہ ایجاب و قبول کے لئے یہ صیغہ استعمال کیا جائے جو فی الفور نکاح کے انعقاد کو بتاتا ہو، اسی ضابطہ کے پیش نظر فقہاء نے لکھا ہے کہ یا تو ایجاب و قبول دونوں ماضی کے صیغے سے ہو، اس پر سب کا اتفاق ہے، یہ بھی درست ہے کہ ایک طرف سے امر کا صیغہ ہو اور دوسری طرف سے ماضی کا صیغہ، جیسے مرد

بڑکی کے دام سے کہے، تو اپنی لڑکی سے میر نکاح کر دے اور وہ کہے کہ میں نے قبول کیا، (۱) اگر حاکم کا صیغہ استعمال کیا جائے جیسے مرد نے کہا کہ میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں اور عورت نے کہا کہ میں قبول کرتی ہوں، تو نکاح منعقد ہو جائے گا، — عربی زبان میں زمانہ موجودہ کو بتانے کے لئے بھی فعل مضارع یا کرتا ہے اور فعل مضارع حال اور استقبال دونوں زمانہ کے لئے آتا ہے، اس لئے عام طور پر فقہاء نے فعل مضارع سے ایجاب و قبول کو کافی نہیں سمجھا، لیکن اگر مضارع کے ساتھ کوئی ایسا لفظ ذکر کیا جائے جو اس کے معنی کو متعین کر دے، یا کوئی دوسرا قرینہ اس کا معنی مراد لینے پر موجود ہو، تو ن صورتوں میں مضارع کے صیغے سے بھی نکاح منعقد ہو جائے گا، حنفیہ اور مالکیہ ان تفصیلات میں متفق ہیں، شوافع کے رد یہ — ماضی ہی کے صیغے سے نکاح منعقد ہوتا ہے، (۲) — تاہم اس پر تمام فقہاء متفق ہیں کہ اگر ایجاب و قبول مستقبل کے صیغے سے ہو جیسے ایک فریق کہے میں نکاح کروں گا، دوسرا فریق کہے میں قبول کروں گا، نکاح منعقد نہیں ہوگا، کیوں کہ اس تعبیر میں یہ معنی مرد لینے کی گنجائش بھی موجود ہے کہ ان دونوں نے کندہ نکاح کرنے اور اسے قبول کرنے کا محض ارادہ کیا ہے، اور نکاح جیسا نازک اور اہم معاملہ ایسے مبہم ورژو معنیین عبارت سے کیسے منعقد ہو سکتا ہے؟ اگر مرد و عورت ایسا فقرہ استعمال کرے جو ماضی میں منعقد شدہ نکاح کے اقرار کو ظاہر کرتا ہو، تو اس سے بھی نکاح منعقد ہو جائے گا، بشرطیکہ اس وقت دو گواہ موجود ہوں، و جعل الاقرار انشاء وهو الاصح۔ (۳)

(۲) مجھے شرح مصعب ۳۵۰/۲

(۳) شرح مہذب ۲۲۶

(۴) مجمع القدر ۱۹۳

(۵) تانر حاشہ ۵۸۵/۲

(۱) عدۃ ۳۰۶/۲

(۲) شرح مہذب ۲۲۶

(۳) السعفی ۶

(۴) مجھے الفقہ الاسلامی و اسف ۳۳-۳۴

مذاق اور دباؤ کے تحت ایجاب و قبول

حنفیہ کے نزدیک انہی مذاق کے طور پر یا جبر و دباؤ کے تحت کیا ہوا ایجاب و قبول بھی منعقد ہو جاتا ہے، (۱) اس لئے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں وہ ہیں کہ جن کا ارادہ بھی ارادہ ہے اور انہی مذاق (بزر) بھی ارادہ کے درجہ میں ہے، نکاح، طلاق اور رجعت، (۲) گویا نکاح کا انعقاد الفاظ و عبارت سے متعلق ہے نہ کہ بولنے والے کی نیت و کیفیت سے، دوسرے فقہاء کے نزدیک جبر و دباؤ کی حالت میں کیا ہوا ایجاب و قبول معتبر نہیں۔ (۳)

زبان سے ایجاب و قبول ضروری ہے

شریعت میں بعض معاملات ایسے ہیں کہ ان کے انعقاد کے لئے زبان و بیان ضروری نہیں ہوتا، عملی لین دین کافی ہو جاتا ہے، جیسے خرید و فروخت، حریہ رنے کچھ کہا نہیں اور قیمت بیچنے والے کو دے دی، تاجر نے بھی کچھ کہے بغیر سامان خریدار کے حوالہ کر دیا، تو محض اس میں دین ہی سے بچ منعقد ہو جائے گی، لیکن نکاح چونکہ انسانی عصمت سے متعلق ہے، اس لئے محض لین دین انعقاد نکاح کے لئے کافی نہیں، مثلاً مرد و گواہوں کی موجودگی میں مہر کی رقم دے دے، اور عورت اس رقم کو اٹھالے، تو اس سے نکاح منعقد نہیں ہوگا، ولا يتعاطوا حتراما للفرج۔ (۴)

ایجاب و قبول مشروط نہ ہو

نکاح منعقد ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ایجاب و قبول شرائط نہ ہو مثلاً یوں کہا جائے کہ یہ نکاح مجھے منظور ہے بشرطیکہ میرے والدین راضی ہو جائیں تو اس طرح نکاح منعقد نہیں ہوگا،

النکاح لا یصح تعلیقه بالشروط۔ (۵)

نکاح کی اجازت میں کنواری اور شوہر دیدہ کا فرق

نکاح کے قبول کرنے کے سلسلے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر مرد اور شوہر دیدہ عورت (شبیہ) سے نکاح کی بابت استفسار کیا جائے تو صراحۃً رضامندی کا اظہار ضروری ہے، کنواری لڑکی سے بھی قریب ترین ولی کی بجائے نسبتاً دور کا ولی استفسار کرے جب بھی صراحۃً اظہار رضامندی ضروری ہوگا، جیسے کہ میں نے اس نکاح کو قبول کیا، یا پوچھا جائے کہ یہ تم نے قبول کیا؟ اور جواب میں کہے ہاں، فان استاذبھا غیر الاقرب کا حسی او ولی بعید فلا عبرۃ بمسکوتھا، (۶) لیکن قریب تر ولی یا اس کا ولی وقاصد کنواری لڑکی سے نکاح کے بارے میں دریافت کرے یا مسکرے یا روئے اور وہاں کے عرف میں نکاح کے وقت اس طرح کا ٹل رضامندی کے اظہار کے لئے کیا جاتا ہے، تو نکاح منعقد ہو جائے گا، (۷)۔ انہار رضامندی کے طریقہ کے سلسلہ میں کنواری اور شوہر دیدہ عورت کے درمیان جو فرق کیا گیا ہے، اس کی وجہ ظاہر ہے کہ کنواری پر حیا کا غلبہ ہوتا ہے ورنہ زبان سے ظہار کرنے کا مکلف قرار دینے میں اس کے لئے دشواری ہے، بہ خدشہ شوہر دیدہ عورت یا لڑکیوں کے، اس لئے خود احادیث میں کنواری اور شوہر دیدہ کے درمیان یہ فرق مذکور ہے۔ (۸)

اجازت کب لی جائے؟

لڑکی سے نکاح کی اجازت مجلس میں ایجاب و قبول کے بعد بھی لی جاسکتی ہے، لیکن بہتر اور مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس

(۲) دارعطی ۷۹۳، حدیث ۳۵۹۳

(۳) درمختار علیٰ ہدای الرد ۷۲، ۷۳

(۶) درمختار ۹۲

(۸) مجھے مصنف بر ۱۵۳، ۱۹۳

(۱) درمختار ۷۷، ۷۸

(۳) رد المحتار ۷۳، ۷۴

(۵) درمختار ۹۰

(۷) دیکھئے درمختار ۹۱، ۹۲

مرد اور دو عورتیں بھی ہو سکتی ہیں، (۵) جیسا کہ دوسرے معاملات میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی مطلوب ہوتی ہے، امام احمد کا بھی ایک قول یہی ہے، (۶) شوافع، مالکیہ اور قول مشہور کے مطابق حنا بلہ کے نزدیک نکاح منعقد ہونے کے لئے دو مرد گواہوں کی موجودگی ضروری ہے۔ (۷)

گواہان کو عدس یعنی دین دار اور معتبر ہونا چاہئے تاکہ اگر کبھی نکاح کے منعقد ہونے اور نہ ہونے کے سلسلے میں اختلاف ہو جائے تو اس کی گواہی کام آئے، تاہم حنفیہ کے نزدیک فاسق و مرتبہ کے مزایفہ اشخاص کی گواہی بھی نکاح کے منعقد ہونے کے لئے کافی ہے، (۸) دوسرے فقہاء کے نزدیک گواہ کا عدل یعنی دین دار ہونا ضروری ہے، فاسق کی شہادت کافی نہیں، البتہ ایسے شخص کا گواہ بننا کافی ہے جس کے حالات کی تحقیق نہ ہو اور بظاہر وہ عدل نظر آتا ہو، (۹) — حنفیہ کے نزدیک ناجیز گواہوں کی موجودگی نکاح منعقد ہونے کے لئے کافی ہے، (۱۰) شوافع سے دونوں طرح کا قول منقول ہے۔

اگر مسلمان مرد کا نکاح کتبہ یعنی بیوہ یا عیسائی عورت سے ہو تو حنفیہ کے یہاں ایسے نکاح پر اہل کتاب کی گواہی بھی نکاح منعقد ہونے کے لئے کافی ہو جائے گی، کیوں کہ نکاح کی گواہی گویا اس بات کی گواہی ہے کہ مرد کو اس عورت پر ملکیت نکاح حاصل ہے، اس طرح یہ مرد کے حق میں اور عورت کے خلاف گواہی ہے، اور قاعدہ یہ ہے کہ غیر مسلم کی شہادت مسلمان کے خلاف معتبر نہیں، اس کے حق میں معتبر ہے، (۱۱) دوسرے فقہاء کے نزدیک اہل کتاب کی

سے اجازت حاصل کر چائے کہ فدا فی نفس نے تمہارے لئے نکاح کا بیغ دیا ہے، کیا یہ رشتہ تمہیں قبول ہے؟ اگر پہلے سے اجازت نہیں اور ایجاب قبول کریا تو یہ خلاف سنت ہوگا، بعد میں گریز کی نے قبول کریا تو منعقد ہوگا ورنہ نہیں، والسنة ان يستامر البکر وليها قبل الكاح۔ (۱۲)

گواہ ضروری ہیں

نکاح منعقد ہونے کے لئے بنیادی شرط گواہ کا پایا جانا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ دن اور دو عاوس گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا، لا نکاح الا بسولي وشاهدي عدل، (۱۳) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جو عورتیں بغیر گواہوں کے نکاح کر لیں دوزانیہ ہیں، (۱۴) مدت یہ روایت عیسیٰ ابن میمون کی وجہ سے ضعیف ہے، چنانچہ گواہوں کی موجودگی کی شرط پر تمام فقہاء متفق ہیں، البتہ مالکیہ کے نزدیک عین عقد نکاح کے وقت تو گواہ کا ہونا ضروری نہیں، مستحب ہے، لیکن زوجین کی یکجائی سے پہلے دو عاوس شخص کو گواہ بنانا ضروری ہے، گویا نکاح پر گواہی مالکیہ کے نزدیک بھی ضروری ہے، لیکن عین عقد ہی کے وقت گواہ بنانا ضروری نہیں، حنفیہ، شوافع اور حنا بلہ کے نزدیک ایجاب و قبول ہی کے وقت گواہ بنانا ضروری ہے۔ (۱۵)

گواہان کے اوصاف

یہ گواہان عاقل و بالغ اور آزاد ہوں، ایجاب و قبول کو سنیں اور سمجھ سکیں، دوسرے گواہوں کو زیادہ بہتر ہے، ورنہ حنفیہ کے نزدیک ایک

(۲) مصنف برہ ۳ ۶۷۰ بحوالہ صحیح ابن حبان عن عائشہ

(۱) المحرر المرافق ۱۱۳۳

(۳) بر منی باب مباح، لا نکاح الا بسنة وحدیث ۱۰۴۳ باب مباح، فی بیان نکاح

(۵) بر منی ۲۴۲

(۱۶) ۱۰۶۲ بحوالہ ۲۴۳۲ المعنی ۷۷، الصراح الصغير ۳۳۹/۲

(۷) فی شرح الصغير ۲۳۹۲، شرح مہذب ۱۹۸/۱۶ المعنی ۹۷

(۸) فی شرح مہذب ۱۹۸/۱۶ المعنی ۹۷

(۹) بر منی ۲۴۳

(۱۱) فی حدة مع المعنی ۲۴۳

(۱۰) بر منی ۲۴۳

یہ تمام مسائل فقہاء کے نزدیک متفق علیہ ہیں۔

سسرالی نسبت سے حرام رشتے

حرمت مؤبدہ کا دوسرا سبب مصاہرت یعنی سسرالی رشتہ سے ہونے والی حرمت ہے، اس رشتہ سے حرمت کی تفصیل اس طرح ہے۔

(۱) بیوی کی فروغ، یعنی اس کی بیٹیاں اور ان کا اولادی سلسلہ بشرطیکہ بیوی سے دخول کرچکا ہو۔

(۲) بیوی کی ماں، نانی، دادی، اور ان کا مادری سلسلہ — اگر بیوی سے دخول نہ ہوا ہو پھر بھی یہ خواتین حرام ہو جائیں گی۔

(۳) وہ خواتین جن سے باپ یا اس کے اپر کے پدری سلسلہ میں کسی نے وطی کی ہو چاہے یہ حرام طریقے پر ہو۔

(۴) وہ عورتیں جن سے اولاد یا سلسلہ اولاد میں سے کسی نے وطی کی ہو، گو بصورت حرام ہو۔

(۵) اپنے اصول یعنی باپ، دادا وغیرہ کی بیویاں اور اپنے فروغ یعنی بیٹے پوتے وغیرہ کی بیویاں محض عقد نکاح ہی کی وجہ سے حرام ہو جائے گی، گو وطی کی نوبت نہ آئی ہو۔

زنا سے حرمت مصاہرت

ان میں سے اکثر مسائل فقہاء کے نزدیک متفق علیہ ہیں، اور قرآن نے ان کو بوضاحت ذکر فرمایا ہے، (۱) یعنی (۲۳، ۲۴)

البتہ حرمت مصاہرت کے بارے میں ایک بنیادی مسئلہ پر فقہاء کی رائیں مختلف ہیں، اور وہ یہ کہ کسی عورت سے وطی کی تین صورتیں

ہو سکتی ہیں، اول یہ کہ اس کا اس عورت سے وطی کرتا طلاق ہو، یعنی شوہر بیوی ہوں، اس سے ہن تفاق حرمت مصاہرت پیدا ہو جائے

گی، دوسری صورت یہ ہے کہ ہو تو وطی حرام، لیکن باعث گناہ نہ ہو،

شہادت سے نکاح منع نہیں ہوگا، (۱) البتہ اگر زوجین میں اختلاف ہو جائے تو خفیہ کے نزدیک بھی فاسق، حد کا سزا یافتہ، تائیدنا اور غیر مسلم گواہان کی شہادت نکاح کو ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں ہوگی۔ (۲)

موانع نکاح

نکاح کے صحیح ہونے کے لئے ضروری شرط یہ ہے کہ کوئی مانع نکاح موجود نہ ہو، یعنی مرد و عورت میں کوئی ایسا سبب نہ پایا جائے جس کی وجہ سے شریعت ہمیشہ کے لئے یا عارضی طور پر ان دونوں کے درمیان نکاح کو حرام قرار دیتی ہو۔

جن اسباب کے تحت رشتہ نکاح حرام ہوتا ہے، وہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے دو قسم کے ہیں، ایک وہ کہ جن سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے، اس کو فقہاء ”حرمت مؤبدہ“ سے تعبیر کرتے ہیں، حرمت مؤبدہ کے تین اسباب ہیں، نسبی قرابت، مصاہرت، یعنی سسرالی قرابت، رضاعت، یعنی دودھ کی بناء پر پیدا ہونے والے رشتے — نسبی حرام رشتے کی وجہ سے درج ذیل اقارب سے نکاح حرام ہوتا ہے

(۱) اصول یعنی، نکمیں، تانیاں، باپ، دادا، اور والدین کا آبائی اور مادری سلسلہ۔

(۲) فروغ یعنی اپنی اولاد، بیٹے، بیٹیاں، اور ان کا اولادی سلسلہ۔

(۳) والدین کے فروغ یعنی بھائی، بہن اور ان کا اولادی سلسلہ۔

(۴) دادا، اور دادی، نانی کے فروغ، یعنی چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ، بہت چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ کی اولاد سے نکاح

درست ہے۔

جی شہد کی بناء پر چلی، اس سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی، اس میں صرف بیٹ ابن سعد کا اختلاف ہے، اور بقول حافظ ابن رشد ان کا قول شاذ ہے، (تیسری صورت زنا کی سے، حنفیہ کے نزدیک زنا سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے، مثنی بیوی کے جو رشتہ دار شوہر کے لئے، اور شوہر کے بیوی کے لئے حرام ہوں وہی رشتہ دار زانی اور زانیہ کے بھی ان دونوں پر حرام ہوں گے، کیوں کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا کہ جس سے تمہارے آپا و اجداد نے "نکاح" کیا ہو اس سے نکاح نہ کرو، لا نکحوا ما نکح آباؤکم، (۲۲) اور حنفیہ کا خیال ہے کہ نکاح کا اصل مثنی وہی کے ہیں، پس مثنی یہ ہوئے کہ جن سے تمہارے آپا و مثنی کی ہو، ان سے تم کو نکاح نہ کرنا چاہئے، شوافع سے مزید بناء سے حرمت ثابت نہیں ہوگی، امام مالک سے دونوں طرح کی رائیں منقول ہیں، لیکن خود مؤطا امام مالک میں جو قول مذکور ہے، وہ شوافع کی رائے سے مطابقت رکھتا ہے، اور یحییٰ بن کے نزدیک رائج ہے، (۲۳) حنا بلہ اس مسئلے میں حنفیہ کے ساتھ ہیں، (۲۴) اور اس میں جو خطیاط ہے وہ ظاہر ہے۔

حنفیہ کے یہاں حرمت مصاہرت ثابت ہونے کے لئے مرد و عورت کا ایک دوسرے سے مس کرنا، شہوت کے ساتھ چھونا، شہوت کے ساتھ بوسہ دینا اور مرد کا عورت یا عورت کا مرد کی شرم گاہ کو دیکھنا بھی کافی ہے، عورت کی شرم گاہ دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ شرم گاہ کے اندرونی حصے کی طرف نظر پڑ جائے، بیرونی حصہ کا دیکھنا موجب حرمت نہیں، اور شہوت سے مراد یہ ہے کہ پہلے سے عضو میں

انتشار نہ ہو اور انتشار پیدا ہو جائے، اور اگر پہلے سے انتشار ہو تو اس میں اضافہ ہو جائے، اور اگر اس رسیدہ ہے کہ اعضاء میں تحریک باقی نہ رہی تو اس میں شہوت انگیز تحریک کا پیدا ہونا شہوت شمار کیا جائے گا، حنفیہ ان امور کو اس لئے حرمت مصاہرت کا باعث قرار دیتے ہیں کہ یہ جماع تک مفہم ہوتے ہیں اور اس کا ذریعہ بنتے ہیں، اور قاعدہ یہ ہے کہ ذرائع کا وہی حکم ہوتا ہے جو ان امور کا ہوتا ہے جن کے لئے وہ ذریعہ بنتے ہیں، (۲۵) نیز حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس شخص نے کسی عورت کی شرم گاہ دیکھی، اس کے لئے اس اور بیٹی حرام ہے، اس سطور الی طرح لم یحل لہ امہا و بسہا، (۲۶) نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک باندی کا بوسہ دیا اور دیکھا، پھر اپنے بھائی کو بوسہ دیا تو عبادت فرمادی کہ تمہارے لئے حلال ہیں، امہا امہا لا تحل لک، (۲۷) نیز حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مرد جس عورت سے جماع کرے یا اس کا بوسہ دے، یا شہوت کے ساتھ چھوئے یا شہوت کے ساتھ اس کی شرم گاہ کو دیکھے وہ خاتون اس مرد کے باپ در بنی پر اور جو اس عورت کی ماں، بیٹی اس مرد پر حرام ہو جائیں گی، (۲۸) یہی نقطہ نظر فقہ حنفیہ کا بھی ہے۔ (۲۹)

البتہ اگر مس اس اور دوسرے دو مثنی جماع کی وجہ سے اس میں ہو گیا تو اب حرمت ثابت نہیں ہوگی، کیوں کہ ان دو مثنی کے باعث جماع ہونے کا احتمال باقی نہ رہا، یہی حکم اس وقت بھی ہے، جب عورت کے ساتھ غیر فطری عمل کیا جائے، (۳۰) — حرمت مصاہرت ثابت ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ بڑے اور

(۲) درمختار ۶۹

(۳) المعنی ۹۷

(۴) فتح القدیر ۲۲۳

(۵) حوالہ سابق

(۱۰) ہدایہ مع الفہم ۲۲۳

(۱) ہدایہ معجم ۲۲۲

(۲) ہدایہ المعجم ۲۲۲

(۵) بیعت ہدایہ معجم معجم و معجم ۲۲۳

(۱۰) حوالہ سابق

(۱۰) المعنی ۹۷

کی وجہ سے بھی حرم ہیں، (۵) البتہ سوتیلی ماں درختی کو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے اور اس پر شمار بعد کا لفظ حق ہے، کہ حضرت عبداللہ بن جعفر رحمہ اللہ سے ایسا کرنا ثابت ہے۔ (۶)

اگر ایسی باہم دورشتہ دار خواتین سے یکے بعد دیگرے نکاح کیا تو پہلا نکاح جائز ہوگا، دوسرا ناجائز، گردونوں سے ایک ساتھ نکاح کیا، تو دونوں میں سے کوئی نکاح منعقد نہیں ہوگا، ورنہ اگر نکاح تو یکے بعد دیگرے کیا، لیکن یا نہیں رہا کہ پہلے کس سے نکاح کیا گیا اور بعد میں کس سے؟ اور دونوں ہی پہلے نکاح ہونے کی مدتی ہوں، تو دونوں سے ہی نکاح حرام ہوگا، البتہ صحبت ہوئے کی صورت میں دونوں کا پورا پورا مہر اور صحبت نہ ہونے کی صورت میں دونوں کے مجموعہ کے لئے نصف مہر واجب ہوگا۔ (۷)

مشترک عورت سے نکاح

حرم نکاح کے اسباب میں سے ایک شرک ہے، کسی مسلمان عورت کا نکاح کا کافر مرد سے نہیں ہو سکتا اور نہ کسی مسلمان مرد کا نکاح کافر عورت سے ہو سکتا ہے، ہوائے یہودی اور عیسائی عورت کے، کہ ان سے کرہت کے ساتھ نکاح جائز ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يَؤْمِنُوا“۔ (۱) (۲)

(تفصیل کے لئے دیکھیے ”اہل کتاب“)

عارضی حرم کے کچھ اور اسباب

عارضی حرم کے کچھ اور اسباب یہ ہیں

(۱) جو عورت کسی دوسرے مرد کے نکاح میں ہو، جب تک وہ اسے طلاق نہ دے دے، یا قاضی اس کا نکاح فسخ نہ کر دے یا اس

لڑکی عمر شہدہ کو پہنچ چکے ہوں، اگر وہ عمر اشتہاء کو نہ پہنچے ہوں تو ان سے یا ان پر ن افعل کا مصدر حرمت کا باعث نہیں، مستثنیٰ سے مراد وہ لڑکے اور لڑکیاں ہیں جو بائخ تو نہ ہوں لیکن ان میں جنسی خواہش پائی جاتی ہو، لڑکیوں میں اس کی عمر نو ساس تسلیم کی گئی ہے، (۱) اس عمر میں ۱۰ برس بھی داخل ہیں جو سن رسیدہ ہوں، گو ان میں بہت باقی ہیں۔ (۲)

حرمت مؤدہ کا تیسرا سبب رضاعت یعنی دودھ سے پیدا ہونے والا رشتہ ہے، اس سلسلے میں تفصیل رضاعت کے تحت گذر چکی ہے۔

عارضی حرم کے اسباب

حرمت کی دوسری قسم ”حرمت موقتہ“ یعنی عارضی حرم ہے، عارضی طور پر جن مرد و خواتین سے نکاح حرام ہے، وہ اس طرح ہیں۔

(۱) دو ایسی عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا جو باہم محرم ہوں، یعنی اگر ان دونوں میں سے کسی کو بھی مرد تسلیم کر لیا جائے تو ان دونوں کا آپس میں نکاح حرام قرار پائے، (۲) جیسے دو بہنیں، خود قرآن مجید نے اس کی حرمت کا ذکر کیا ہے، (۳) پھوپھی اور بھتیجی، خالہ اور بھانجی کو جمع کرنا، کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا، (۴) کیوں کہ دو قرہنی قرابت مند خواتین کو نکاح میں جمع کرنا سوکن ہونے کی نسبت سے ان دونوں کے درمیان اختلاف اور دوری کو جنم دے گا، اور صلہ رحمی کی بجائے قطعی رحمی کا باعث ہوگا۔

ی طرح دو رضاعی بہنوں اور رضاعی رشتہ سے پھوپھی بھتیجی، خالہ اور بھانجی کا بھی نکاح میں جمع کرنا درست نہیں، کیوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو رشتہ نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں وہ رضاعت

(۲) فتح القدیر ۳/۲۲۱

(۱) ردالمحتار ۲/۲۸۲

(۳) دیکھیے ردالمحتار ۳/۲۸۲، حدیث نمبر ۲۰۹۶، باب ما یکرہ ان یجمع بیہن من نسأ

(۴) حدیث بمعنی ۳/۲۸۲

(۶) فتح القدیر ۳/۲۸۸

(۵) فتح القدیر ۳/۲۸۳

(۷) ردالمحتار علی هامس بر ۴/۸۷-۸۶

کی وقت نہ ہو جائے اور ہر صورت میں اس کی عدت نہ گزر جائے، اس وقت تک دوسرے مرد سے اس کا نکاح جائز نہیں۔

(۲) جو عورت طلاق، فسخ نکاح یا وفات کی عدت گزار رہی ہو، اس سے بھی نکاح درست نہیں۔

(۳) کسی شخص کی زوجیت میں پہلے سے چار بیویاں موجود ہوں یا ان میں سے بعض عدت گزار رہی ہوں، جب بھی پانچویں عورت کو نکاح میں لانا درست نہیں ہوگا۔

یہ تمام حکام کتاب و سنت سے ثابت ہیں، اور اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے، البتہ حنفیہ کے نزدیک عدت گزارنے والی عورت کو بھی منکوحہ کے حکم میں رکھتے ہوئے عدت کے درمیان پانچویں عورت یا اس کی بہن سے نکاح کو ناجائز قرار دیا گیا ہے، یوں نہ عدت بھی نکاح ہی کا اثر ہے، گویا ایک درجہ میں نکاح باقی ہے، دوسرے فقہاء کے نزدیک عدت گزارنے والی عورت منکوحہ کے حکم میں نہیں ہے۔

(۴) اگر عدت کی بناء پر بیوی کے درمیان تفریق ہوگئی تو دوسرے فقہاء کے نزدیک یہ حرمت مؤبدہ ہے، اور یہ دونوں کبھی بھی باہم ازدواجی رشتہ سے منسلک نہیں ہو سکتے حنفیہ کے نزدیک مرد و عورت میں سے کوئی ایک جب بھی اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار و اعتراف کر لے، عدت کا اثر ختم ہو جائے گا اور پھر ان کا آپس میں نکاح کرنا حلال قرار پائے گا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے لسان)

مالکہ اور باندی سے نکاح

عارضی حرمت کی بعض صورتیں غلام اور باندی سے متعلق ہیں، غلام اپنی مالکہ سے نکاح نہیں کر سکتا، آقا اپنی باندی سے نکاح نہیں

کر سکتا، اس لئے کہ ازدواجی رشتہ میں بیوی کو معبودہ نکاح کا قریب قریب ہم درجہ فریق قرار دیتا ہے، اور مالک اور منکوحہ کے رشتہ کی نوعیت یقیناً اس سے مختلف ہے، (۱) — اسی طرح تراویح بیوی کے موجود ہوتے ہوئے باندی سے نکاح کرنا درست نہیں، (۲) کیوں کہ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (۳)

احرام کی حالت میں نکاح

اس سلسلے میں ایک مسئلہ میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، اور وہ یہ کہ حنفیہ کے نزدیک حالت احرام میں نکاح درست ہے، کیوں کہ آپ ﷺ نے حضرت میمونہ سے حالت احرام میں نکاح فرمایا ہے، (۱) مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک حالت احرام میں نکاح درست نہیں، (۲) کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے محرم نہ نکاح کرے، اور نہ اس کا نکاح کیا جائے، لا ینکح المحرم لا ینکح، (۳) حنفیہ کے نزدیک اس حدیث کا منشاء یہ ہے کہ محرم کے لئے نکاح نہ کرنا مستحب ہے، نہ کہ نکاح کرنا حرام ہے، تاکہ دونوں حدیثوں میں مطابقت پیدا ہو سکے۔

زنا سے حاملہ

وہ عورت جو زنا کی وجہ سے حاملہ ہو، باوجود حاملہ ہونے کے امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اس سے نکاح جائز ہوگا، البتہ جب تک وضع حمل نہ ہو جائے، اس سے صنفی تعلق قائم کرنا درست نہ ہوگا، کیوں کہ حاملہ سے نکاح کی حرمت میں اس شخص کا احترام ملحوظ ہے، جس سے حمل کا استقرار ہوا ہے، اور زانی قابل احترام نہیں، امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ نکاح فاسد ہے، فتویٰ امام

(۲) الموسوعة الفقهية ۳۵/۲۹

(۳) ہدایہ مع صحیح ۲۳۶/۳

(۶) نصب الراية ۱۷/۳

(۸) نصب الراية ۱۷/۳

(۱) مدائع الصنائع ۳۲۳/۳

(۳) یکمے در محضر ۲۸۸/۲

(۵) دیمئے نصب الراية ۵۷۳، بحوالہ دار قطنی عن عائشة بسند ضعیف

(۷) برمدی، باب ما حدی فی کوفیة ترویج بحرم حدیث نمبر ۸۴۰

ابوضیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول پر ہے، (۱) لیکن ظاہر ہے کہ امام ابو یوسفؒ کا قول حرج شریعت سے قریب تر ہے، تاہم اس پر اتفاق ہے کہ نکاح صحیح ہو یا نکاح ناسد، یا کسی عورت سے مشتبہ کی بناء پر صحبت کر لی گئی ہو، اصل کسی مسلمان سے ہو یا کافر سے، ان کے ذریعے ہونے والے حمل کی موجودگی میں نکاح درست نہیں۔ (۲)

متعہ حرام ہے

اسلام نے نکاح کی جن صورتوں کو منع کیا ہے، ان میں ایک ”نکاح متعہ“ ہے، یہ نکاح باطل اور قطعاً غیر معتبر ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ مرد کسی عورت سے کہے کہ میں تم سے اتنے روپیہ یا سامان پر اتنے دنوں کے لئے متعہ کرتا ہوں، (۳) اس کے حرام ہونے پر اہل سنت و اجہمت کا اجماع اور اتفاق ہے، بعض حضرات نے امام مالکؒ کی طرف اس کے جواز کی نسبت کی ہے، لیکن یہ نسبت غلط ہے، (۴) حضرت عبداللہ بن عباسؓ ابتداءً اس کے جواز کے قائل تھے، لیکن بعد میں انھوں نے رجوع کر لیا۔ (۵)

اس میں شبہ نہیں کہ ابتداءً اسلام میں متعہ کی اجازت تھی، اور غالباً یہ اس اُصول پر مبنی تھا کہ لوگ جن باتوں کے خوف ہو چکے ہیں، بتدریج ان کو حرام قرار دیا جائے، تاکہ لوگوں کے لئے اس کو قبول کرنا آسان ہو جائے، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ خیبر کے دن متعہ کو حرام قرار دیا گیا، (۶) اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ کے سال غزوہ اوطاس کے موقع سے آپ ﷺ نے اسے حرام فرمایا، (۷) لیکن امام کا خیال ہے کہ وہ دفعہ اس کی اجازت دی

گئی اور تمیں ہی دنوں بعد دوبارہ یا اجازت منسوخ ہو گئی۔ (۸) روافض نکاح متعہ کے جواز کے قائل ہیں، بلکہ اسے باعث اجر و ثواب قرار دیتے ہیں، حالانکہ غزوہ خیبر کے دن متعہ کی حرمت کے راوی خود حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو اس مسئلہ میں کسی قدر نرم گوشہ تھا، رکتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا کہ ابن عباس! اس سے رک جاؤ کہ حضور ﷺ نے غزوہ خیبر کے دن متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا ہے۔ (۹)

نکاح موقت

متعہ ہی سے قریب ”نکاح موقت“ کی صورت ہے، یہ بھی باطل ہے، نکاح موقت کی صورت یہ ہے کہ دو گواہوں کی موجودگی میں ایک متعین مدت مثلاً دس روز کے لئے نکاح کرے، امام زکریاؒ کے نزدیک اسکی صورت میں نکاح منعقد ہو جائے گا، اور متعین مدت کی شرط کا کوئی اہتمام نہ ہوگا، (۱۰) نکاح متعہ اور نکاح موقت میں دو فرق کیا گیا ہے، ایک یہ کہ متعہ میں متعہ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، اور نکاح موقت میں نکاح اور ازواج کا دوسرے متعہ میں گواہ نہیں ہوتے اور نکاح موقت میں گواہ ہوتے ہیں۔ (۱۱)

نکاح میں شرطیں

نکاح کے باب میں ایک اہم مسئلہ عقد نکاح کے ساتھ لگائی جانے والی شرطوں کے معتبر اور نامعتبر ہونے کا ہے، نکاح کے سلسلے میں یہ بات تو ظاہر ہے کہ اگر کوئی نامنوب شرط لگادی جائے تو خود شرط لغو ہو جاتی ہے، اور نکاح پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا، انسکاح

(۱) دیکھئے رد المحتار ۲/۲۹۷

(۲) ہدایہ مع الفتح ۳/۲۳۱

(۳) درمذی، حدیث نمبر ۳۱، باب نکاح النصف

(۴) مسلم عن سمرہ بن عبد جہش، حدیث نمبر ۳۳۸

(۵) دیکھئے نصب الراية ۲/۱۷۸

(۶) دیکھئے فتح القدیر ۳/۳۶۲

(۷) حوالہ سابق

(۸) دیکھئے فتح القدیر ۳/۳۷۷

(۹) بحری، حدیث نمبر ۵۱۵، باب بھی رسول اللہ ص نکاح المتعہ، الخ

(۱۰) دیکھئے فتح القدیر ۳/۳۷۷

(۱۱) دیکھئے ہدایہ مع الفتح ۳/۳۹۸

ممانعت پر مستقل عنوان قائم فرمایا ہے، (۵) تاہم — جیسے کہ مذکور ہوا — اگر اس طرح کی شرطیں لگائی دی جائیں تو نکاح پر بالاتفاق ان کا کوئی اثر نہیں ہوگا، نکاح منعقد ہو جائے گا در شرطیں بے اثر ہو جائیں گی۔ (۶)

تیسری قسم کی شرطیں وہ ہیں جن سے عورت کو نفہ پہنچا ہوا، اور شریعت نے نہ ان کو واجب قرار دیا، ہو اور نہ ان سے منع کیا ہو، گویا ان شرطوں کو مان کر مرد اپنے بعض ایسے حقوق سے دستبردار ہو جاتا ہے، جن سے دستبردار ہونے کا اس کو اختیار ہے، مثلاً عورت کا یہ شرط لگانا کہ وہ اس کی موجودگی میں دوسرے نکاح نہیں کرے گا، یہ یہ کہ اس کو اس کے میکہ میں رکھے گا، یہ یہ کہ اس کو اس کے شہر — باہر نہیں لے جائے گا وغیرہ۔ (۷)

ایسی شرطوں کے ساتھ نکاح کیا جائے تو نکاح منعقد ہو جائے گا، اس پر اتفاق ہے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ یہ شرطیں معتبر ہوں گی اور ان کی تکمیل واجب ہوگی یا نہیں؟ حنفیہ مالکیہ اور شوافع ایسی شرطوں کے پورا کرنے کو واجب قرار نہیں دیتے، (۸) البتہ مالکیہ کے یہاں ایسی شرطوں کا ایفہ مستحب ہونے کی صورت ملتی ہے، (۹) ان حضرات کے پیش نظر وہ حدیث ہے کہ جو شرط کتاب اللہ میں نہیں ہے وہ باطل ہے، کل شرط لبس فی کتاب اللہ فهو باطل، (۱۰) فقہاء حنبلیہ کے نزدیک ایسی شرطوں کا پورا کرنا واجب ہے، (۱۱) کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے عہد و پورا کرنے کا حکم فرمایا ہے، یا ایہا الدین آمنوا اوفوا بالعقود (۱۲) نیز حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے

لا یصلط الشرط الفاسدۃ، (۱) اسی لئے اگر کوئی شخص ایک ساتھ دو ایسی عورتوں سے نکاح کر لے جن میں ایک سے نکاح حلال ہو اور دوسری نکاح کا مکمل نہ ہو، جیسے محرم ہو، کسی کی بیوی ہو یا شہر کہ ہو تو جس عورت سے نکاح حلال ہو اس سے نکاح ہو جائے گا اور پورے مہر متعین کی حقدار وہی ہوگی، کیوں کہ ایجاب و قبول میں اس عورت کا ذکر جو نکاح کا مکمل نہیں، شرط فاسد کے درجہ میں ہے اور نکاح میں شرط فاسد خود فاسد ہو جاتی ہے، اور نکاح پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا، (۲) لیکن اصل مسئلہ ان شرطوں کے معتبر ہونے ورنہ ہونے کا ہے۔

نکاح میں لگائی جانے والی شرطیں بنیادی طور پر تین طرح کی ہوسکتی ہیں

ا۔ وہ شرطیں جو انہی حقوق و فرائض کو منو کہ کرتی ہیں، جن کو شریعت نے نکاح کی وجہ سے عائد کیا ہے، جیسے بیوی کا نفقہ، معروف میں شوہر کی اطاعت وغیرہ، ایسی شرطیں بالاتفاق معتبر ہیں، کیوں کہ یہ بجائے خود نکاح کے مقاصد میں ہیں، نکاح کے وقت ان کا تذکرہ محض احکام شریعت پر عمل اور اپنے فرائض و واجبات کی ادا کرنے کے عہد کی تجدید و توثیق ہے۔ (۳)

دوسری قسم کی شرطیں وہ ہیں، جو نکاح سے متعلق احکام شریعت سے متصادم ہوں، حافظ ابن رشدؒ کے الفاظ میں یہ نکاح کے وجہ سے احکام میں سے کسی حکم میں تغیر و تبدل کو مستلزم ہو، (۴) جیسے یہ شرط کہ بیوی کا مہر نہیں ہوگا یا یہ کہ شوہر کے ذمہ بیوی کا نفقہ نہیں ہوگا، ایسی شرطیں بالاتفاق نامعتبر ہیں، امام بخاریؒ نے ایسی شرطوں کی

(۱) مدائع بصائد ۲ ص ۷۷

(۲) مجمع فتح بحاری ۲ ص ۲۷

(۳) بحاری مع الفتح ۱۱۹/۹، الشریط لفتی لائسنس می سکاح

(۴) مجمع ۷ ص ۷

(۵) مجمع حاشیہ ص ۱۱ علی الشرح لمصنف ۲ ص ۳۸۵

(۶) مجمع ۷ ص ۷

(۷) رد المحتار ۲ ص ۲۹۳

(۸) مدائع المحمہ ۲ ص ۵۹

(۹) مدائع المحمہ ۲ ص ۵۹

(۱۰) مجمع مدائع المحمہ ۲ ص ۵۹ سرح مہمہ ۲ ص ۲۵۰

(۱۱) بحاری ۷ ص ۳

زیادہ قابل ایفاء شرطیں وہ ہیں، جن کے ذریعے عصمتوں کو کم حلال کرتے ہو، احق ما اولیتم من الشرط ان تو فوا بہ ما استحللتم بہ الفروج۔ (۱)

اگر کوئی عورت نکاح کے وقت یہ شرط لگا دے کہ شوہر کو اس کی موجودگی میں دوسرا نکاح کرنے کا حق حاصل نہیں ہوگا، تو مرد پر اس شرط کی پابندی واجب ہوگی یا نہیں؟ اور اگر مرد نے اس کی پابندی نہیں کی تو بیوی کو مطالبہ تفریق کا حق حاصل ہوگا، (۲) دوسرے فقہاء کے نزدیک عورت کو یہ حق حاصل نہیں ہوگا۔

فی زمانہ جو سماجی مناسد پیدا ہو گئے ہیں، اور جس میں عام طور پر دوسرا نکاح کسی سنجیدہ و متین فیصلہ کے تحت نہیں، بلکہ وقتی رد عمل کے تحت کیا جاتا ہے، اور دوسرے نکاح کے لئے سہارا تو شریعت کا یہاں ہے، لیکن اس کے بعد اسلام کے اصول عدل کا کوئی لی ٹھہریں رکھا جاتا، اس سے ہمارے سماجی ڈھانچہ کو جو نقصان پہنچتا ہے، وہ تو پہلی جگہ، دوسری اقوام کے درمیان جو جگہ ہنسائی ہوتی ہے اور شریعت مطہرہ پر جو چوٹیں لگی جاتی ہیں، ان کا باعث بھی بالواسطہ ہم ہی بنتے ہیں، — ان حالات میں خیال ہوتا ہے کہ فی زمانہ ایسے واقعات کے سد باب کے غرض سے اس مسئلہ میں حجاب کی رائے کو قبول کر لینا مناسب اور آج کے سماجی توازن سے ہم چمک بات ہوگی، واللہ اعلم۔ (۳)

نکاح کی اہلیت

نکاح میں ایک اہم مسئلہ اہلیت نکاح کا ہے، یا بغ مرد خود ایجاب و قبول کر سکتا ہے، اور خفیہ کے نزدیک بالذکر کی بھی خود اپنا

نکاح کر سکتی ہے، وہ بالغ ہونے کے بعد انعقاد نکاح کے لئے ولی کی محتاج نہیں، (۴) مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک عورت خود اپنا نکاح نہیں کر سکتی، بلکہ عورت کی طرف سے مجلس نکاح میں ولی کی موجودگی ضروری ہوگی۔ (۵)

(تفصیل کے لئے دیکھئے ولایت)

نا بالغ یا فاقر العقل کا کیا ہوا نکاح منعقد نہیں ہوگا، اور نہ وہ اپنی طرف سے نکاح کا وکیل ہی مقرر کرنے کا مجز ہے، البتہ ولی ان کی طرف سے ایجاب و قبول کر سکتا ہے، الولی شرط صحۃ نکاح صعبہ او محسوس۔ (۶)

ایجاب و قبول عائدین خود بھی کر سکتے ہیں، اور اس کے لئے اپنا وکیل بھی متعین کر سکتے ہیں، فقہ حنفی میں ایک ہی شخص مرد و عورت دونوں کی طرف سے ایجاب و قبول کا وکیل بن سکتا ہے اگر وہ دو ایسے نابالغ لڑکے اور لڑکی کا ولی ہو، جن کے درمیان نکاح کی گنجائش ہو تو طرفین کے ولی کی حیثیت سے خود ہی ایجاب و قبول کے فرائض انجام دے سکتا ہے (۷) شوافع کے نزدیک ایک شخص صرف ایجاب یا صرف قبول ہی کا وکیل بن سکتا ہے، ایک وقت ایجاب و قبول دونوں ذمہ داری انجام نہیں دے سکتا — البتہ وکیل کے ذریعہ ہونے والا نکاح اسی وقت نافذ ہوگا، جب وکیل نے مؤکل کی عائد کی ہوئی شرطوں کی پوری پوری رعایت کی ہو، اور اس سے تجاوز نہ کیا ہو، مثلاً اس نے مہر کی جو مقدار بتائی، وکیل اپنے طور پر اس سے زیادہ مقدار متعین کر دی، تو مؤکل پر یہ نکاح لازم نہیں ہوگا۔ (۸)

(۲) معنی ۱۷۱

(۱) بحاری مع الفتح ۹، ۳۱۰، مسلم ۴۵۵/۱

(۳) یہ موصوفہ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو راقم، تحریک کا مقالہ نکاح میں شرط تقویٰ میں طلاق اور شرط مہر کا مسئلہ اسلام اور جدید معاشرتی مسائل

(۵) دیکھئے رحمۃ الالہ ۲۶۳

(۴) درمختار ۱۹۷

(۶) دیکھئے مدائع الصنائع ۲۳۱/۲

(۷) درمختار ۱۹۷، باب الولی

(۸) درمختار، مکتبہ سلیمان ۸۷

خطبہ سے خطبہ ایجنہ کے نام سے مروی ہے، اور عام طور پر تہج کل پڑھا جاتا ہے، تاہم بلا حقائق نہ یہ خطبہ واجب ہے اور نہ اس پر نکاح کا ہونا موقوف ہے، (۷) اس موقع سے ایک ہی خطبہ مسنون ہے، امام شافعی سے دو خطبہ منقول ہے، لیکن حدیث اور مسند صالحین سے تعامل سے یہ ثابت نہیں۔ (۸)

عائدین میں مطلوبہ اوصاف

بہتر ہے کہ بیوی کی عمر شوہر سے کم ہو اور حسب (خاندانی وجاہت) عزت اور دولت کے اعتبار سے کمتر ہو، اور اخلاق، ادب، ورع و تقویٰ اور شکل و صورت کے اعتبار سے شوہر سے بہتر ہو، (۹) عورت کو بھی ایسے شوہر کا انتخاب کرنا چاہئے جو خوش اخلاق، کشادہ قلب، اور دیندار ہو، یہ مناسب نہیں کہ کوئی شخص اپنی نوجوان لڑکی کو کسی بوڑھے سے بیاہ دے، (۱۰) — نکاح کے ساتھ دعوت و لبر بھی مسنون ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے ویر)

نکاح میں لین دین

نکاح میں سادگی برتنا مسنون ہے، آپ ﷺ نے ایسے نکاح کو برکت قرار دیا ہے، جس میں کم اخراجات ہوں، ان اعظم الکساح بركة ایسره مؤنة، (۱) نکاح کے سلسلے میں سچ کل لڑکے والوں کی طرف سے مطالبہ کی جو صورت مردن ہوگی ہے، یہ قطعاً ناجائز اور حرام ہے، فقہاء نے شادی کے موقع سے عائدین میں کسی کی طرف سے بھی اس قسم کے مطالبہ کو رشوت قرار دیا ہے، اور ظاہر ہے کہ رشوت کا لینا بھی حرام ہے اور دینا بھی، اور لے لینے

اگر کوئی شخص ناک یا منکوحہ کی طرف سے نکاح کا مجاز نہ ہو اور بطور خود کسی مرد کا نکاح کسی عورت سے کرے تو ایسے شخص کو فضولی کہتے ہیں، اور یہ نکاح اصل شخص کی رضامندی پر موقوف ہوگا، اگر اس نے قبول کر لیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا، ورنہ نہیں۔ (۱)

(تفصیل کے لئے دیکھئے فضولی)

نکاح کا مسنون طریقہ

نکاح سے پہلے بہتر ہے کہ عائدین خود یا اپنے معتدلوگوں کے واسطے سے ایک دوسرے کو دیکھ لیں، تاکہ آئندہ کوئی شکوہ باقی نہ رہے، (تفصیل کے لئے دیکھئے حطیہ، خ پرزیر) نیز یہ بھی مسنون ہے کہ عقد نکاح کا اعلان اور تشہیر ہو، چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا: نکاح کا اعلان رد، اعمسوا الکساح، (۲) احادیث میں اس اعلان و تشہیر کے لئے دف بجانے کی بھی جازت ملتی ہے، گو فقہاء متاخرین نے اس کو منع کیا ہے، کیوں کہ اس سے گانا بجانے کا دروڑہ کھل سکتا ہے۔ (دیکھئے دف)

بہتر ہے کہ عقد نکاح مسجد میں کیا جائے، (۳) آپ ﷺ نے مسجد میں نکاح کرنے کی ترغیب دی ہے، واحملوہ فی المساحد، (۴) جمعہ کا دن ہو تو زیادہ بہتر ہے، (۵) یہ بھی بہتر ہے کہ شام کا وقت ہو، اس سلسلہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بھی منقول ہے، (۶) ایجاب و قبول سے پہلے خطبہ مستحب ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسول اللہ ﷺ پر صلاۃ و سلام ہو، بہتر ہے کہ وہ خطبہ پڑھا جائے جو حضرت عبداللہ ابن مسعود

(۲) ترمذی، سنن مسند، فی اعلان نکاح حدیث نمبر ۸۹۹

(۳) ترمذی، سنن مسند، فی اعلان الکساح حدیث نمبر ۱۰۸۹

(۱) المعنی ۱/۲۷

(۸) حوالہ سابق

(۱۰) دیکھئے رد المحتار ۲/۱۲۲

(۱) درمختار ورد المحتار

(۳) رد المحتار ۲/۲۲۲

(۵) درمختار ۲/۱۲۲

(۷) المعنی ۱/۲۷

(۹) درمختار معنی ۱/۲۲۲

(۱۱) مسند احمد ۵/۸۶۹ حدیث نمبر ۲۳۵۲۰

تو واپس کرنا واجب ہے، فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دے، بیوی دوبارہ اس سے نکاح کرنا چاہے، مرد یہ شرط لگائے کہ وہ اپنا مہر اس کو بہہ کر دے، عورت نے بہہ کر دیا، تو یہ بہہ باطل ہوگا، کیوں کہ نکاح کا عوض عورت پر عائد نہیں کیا جاسکتا، وفی السکاح لا یكون العوض علی المرأة، (۱) مشہور فقیہ علامہ ابن حزم ظاہریؒ نے بھی لکھا ہے کہ عورت کو جہیز پر مجبور کرنا قطعاً ناجائز ہے، لا یجوز ان تحبس المرأة عسی ان تجهز الیه شیئ۔ (۲)

کلمات تبریک اور دُعائیں

نکاح کرنے والے کو ان الفاظ میں مبارکباد اور دُعا دینی

چاہئے

بارک لله وبارک علیک وجمع

بیکما فی حیر و عالیہ (۳)

اللہ تمہارے لئے اور تم پر برکت فرمائے اور تم

دونوں کو خیر و عافیت پر جمع کرے۔

— جب دہن مرد کے گھر گئے تو بہتر ہے کہ مرد در رکعت

نماز پڑھے، پھر اپنی بیوی کا سر آہستگی سے تھامے اور دُعا پڑھے

اللہم بارک لی فی اہلی وبارک لاہلی

فی وارد فہم می وارد فی مہم

اے اللہ! میرے لئے میری بیوی اور میری بیوی

کے لئے مجھ کو مبارک فرما اور ہم دونوں کو ایک

دوسرے سے رزق عطا فرما۔

حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوذر غفاری اور حضرت

حذیفہؓ وغیرہ سے اس موقع پر اس دُعا کی تاکید ثابت ہے، (۴)

— حضرت عبداللہ ابن عمرؓ و ابن عباسؓ نے رسول اللہ ﷺ

سے ایک اور دُعا نقل کی ہے، کہ آپ ﷺ نے اس موقع پر ان کلمات کی تلقین فرمائی

اللہم اسی اسالک حیرھا و حیر ما جلتھا

علیہ و اعود بک من شرھا و شر ما

جلیتھا علیہ۔ (۵)

اے اللہ! میں آپ سے اس عورت کا اور جن

باتوں پر آپ نے اسے پیدا فرمایا ہے، اس کا خیر

مانگتا ہوں اور اس کے شر سے نیز جن باتوں پر

آپ نے اس کو پیدا کیا ہے، اس کے شر سے آپ

کی پناہ چاہتا ہوں۔

حکم کے اعتبار سے نکاح کی تین قسمیں

حکم اور نتیجہ کے اعتبار سے نکاح کی تین قسمیں کی گئی ہیں

نکاح صحیح، نکاح فاسد، نکاح باطل۔

نکاح صحیح وہ ہے جس میں نکاح کے تمام ارکان و شرائط کی

تحقیق کی گئی ہو۔

نکاح فاسد وہ نکاح ہے، جس کے ناجائز ہونے پر اہل سنت

والجماعت کا اتفاق نہ ہو۔

— بعض اہل علم کا خیال ہے کہ ایسی عورت سے نکاح جو کل

نکاح بن ہی نہ سکتی ہو، جیسے ماں، بہن وغیرہ، وہ نکاح باطل ہے،

اور جو نکاح کسی عارضی اور وقتی سبب کی وجہ سے ممنوع ہو اور اس کے

زالہ کے بعد نکاح درست ہو سکتا ہو وہ نکاح فاسد ہے، جیسے یک

بہن کی موجودگی میں دوسری بہن سے نکاح، یا بغیر گواہان کے نکاح،

لیکن اس تعریف کے مطابق بعض ایسے نکاح، نکاح باطل کے

بجائے فاسد قرار پائیں گے جس کو فقہاء نے باطل قرار دیا ہے،

(۲) المحلی ۱/۱۹۰

(۳) المعصی ۱/۲۳۰

(۱) فتاویٰ قاضی خان ۳۳۰/۲، فصل فی السکاح علی الشرط

(۲) المعصی ۱/۲۳۰

(۳) ابوذر مدنی نمبر ۲۱۶۰

جیسے نکاح مشرکہ، اسی لئے راقم الحروف کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جس نکاح کے ناجائز ہونے پر فقہاء متفق ہوں وہ نکاح باطل ہے، اور جس پر ان کا اتفاق نہ ہو پائے وہ فاسد ہے، ماضی قریب کے علماء میں شیخ عبدالرحمن جزیری نے بھی یہی رائے اختیار کی ہے۔ (۱)

اس تعریف کے مطابق بغیر گواہوں کے نکاح، اس عورت کے صولی اور فروعی رشتہ دار سے نکاح جس کو مرد نے ثبوت کے ساتھ پھویا ہے یا اس کی شرم گاہ کو شہوت کے ساتھ دیکھ ہو، نکاح فاسد شمار ہوگا۔ نکاح فاسد سے درج ذیل احکام متعلق ہوں گے

(۱) مرد و عورت ایک دوسرے سے علاحدگی اختیار کر لیں ورنہ روہینہ نہ کریں تو قاضی ان کے درمیان تفریق کر دے گا۔ (۲)
(۲) اگر مرد نے اس عورت سے مقام جماع میں صحبت کرنی ہے تو مہر متعین اور مہر مثل میں سے جو کم ہو، عورت اس کی مستحق ہوگی، صرف خلوت، بوس و کنار اور غیر فطری طریقہ پر جنسی تعلق سے کچھ واجب نہیں ہوگا۔ (۳)

(۳) اگر صحبت کر لی تو ایک دوسرے سے علاحدگی کا عزم مصمم اختیار کرنے یا قاضی کے تفریق کے فیصلہ کے وقت سے عورت عدت گزارے گی۔ (۴)

(۴) نکاح فاسد میں جب مرد و عورت کو صحبت کا اقرار ہو اور دو سال کے اندر اس کو ولادت ہو جائے تو بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا، اگر نکاح فاسد کے بعد خلوت صحیح ہوئی لیکن مرد کہتا ہو کہ اس نے صحبت نہیں کی ہے، اور عورت دعویٰ کرتی ہو کہ اس کے ساتھ صحبت کی گئی ہے، اور دو سال کے اندر بچے کی پیدائش ہوئی تو امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق عورت کی بات معتبر ہوگی، اور

مولود کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا۔ (۵)

(۵) اس پر تمام فقہاء اہل سنت کا اتفاق ہے کہ نکاح فاسد کی وجہ سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔ (۶)

(۶) نکاح فاسد کی وجہ سے مرد و عورت ایک دوسرے سے وارث نہیں ہوں گے اور نہ عورت اس مرد سے نفقہ کی حقدار ہوگی۔ (۷)

نکاح باطل اور اس کا حکم

نکاح باطل وہ نکاح ہے، جس کے منوع اور حرام ہونے پر تمام فقہاء اہل سنت متفق ہوں۔ لہذا نسبی محرم، رضی محرم، نکاح صحیح، نکاح فاسد یا وطی بالشیبہ کی وجہ سے حرمت مصاہرت کی بناء پر حرام ہونے والی خواتین سے نکاح نیز منکوحہ کی زوجیت میں رہتے ہوئے اس کی محرم رشتہ دار سے یا ایک وقت دو محرم خواتین سے نکاح، چار بیویوں کی موجودگی میں پانچواں دوسرے کی منکوحہ یا دوسرے مرد سے علاحدگی کی بنیاد پر عدت گزارے والی عورت اور مشرکہ سے نکاح، یا مسلمان عورت کا کسی کافر مرد سے نکاح، نکاح حد اور نکاح مؤقت، تمس طہ قیس واقع ہونے کے بعد حلالہ کے بغیر اس عورت سے نکاح، یہ تمام صورتیں نکاح باطل کی ہیں، چوں کہ شریعت نے ان کو کسی بھی درجے میں نکاح تسلیم نہیں کیا، اس لئے اس سے ثبوت نسب، میراث، اور دوسرے احکام نکاح متعلق نہیں ہوں گے۔

نکاح صحیح کے احکام

نکاح صحیح سے درج ذیل شرعی احکام متعلق ہوتے ہیں

(۱) گریبی کا شہرہ نہ ہو تو اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہوتا

(۲) ہندیہ ۳۳۰، بدائع الصنائع ۶۵۴/۲

(۳) ہندیہ ۳۳۰، بدائع الصنائع ۶۵۴/۲

(۶) ہندیہ ۳۳۱

(۱) شمس ۳۸۵/۲

(۳) بدائع الصنائع ۶۵۴/۲

(۵) ہندیہ ۳۳۱/۱

(۷) ہندیہ ۳۳۱/۱

ہے۔

(۲) مہر شوہر پر واجب ہوتا ہے۔

(۳) ایک دوسرے سے جنسی تعلق جائز ہوتا ہے، — بلکہ

حر کوئی شرعی اور طبعی مانع نہ ہو تو زوجین کے لئے ایک دوسرے کے

تقاضہ صنفی کی رعایت واجب ہوتی ہے۔

(۴) مرد و عورت ایک دوسرے کے اصولی اور فروغی رشتہ

در پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتے ہیں۔

(۵) جب تک منکوحہ اس کے نکاح میں ہے اس کے

دوسرے محرم رشتہ دار مرد پر حرام ہوں گے۔

(۶) نکاح کے چھ ماہ بعد سے بیوی کے بطن سے پیدا

ہونے والے بچوں کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا، ورنہ اگر شوہر پیدا

ہونے والے بچے کے نسب کا انکار کرے تو بغیر لعان کے اس کا

انکار معتبر نہیں ہوگا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے لعان)

(۷) اگر نکاح رچے ہوئے زوجین میں ایک کا انتقال ہوا تو

دوسرے کا وارث ہوگا۔

(۸) زوجین میں سے ایک دوسرے کو جو کچھ عہد کریں وہ

نافی قابل رجوع ہوگا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے عہد)

(۹) مرد کو طلاق کا حق اور منسب تادیب کا حق حاصل

ہوگا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے تادیب، تعزیر)

(۱۰) منکوحہ کو اگر شوہر نے طلاق دے دی یا شوہر کا انتقال

ہو گیا تو اس پر طلاق و وفات کی عدت واجب ہوگی۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے عدت)

نکاح کو ثابت کرنے کے طریقے

شریعت نے عمومی طور پر معاملات کے بقید تحریر جانے کو

پسند کیا ہے، اس لئے نکاح میں بھی تحریری وثیقہ یا رجسٹریشن ہونا

بہتر ہے، تاہم نکاح کے ثابت کرنے کے لئے تحریری دستاویز

ضروری نہیں، نکاح کو ثابت کرنے کے متعدد طریقے ہیں

(۱) ایسے گواہ موجود ہوں جو خود مجلس نکاح میں شریک

رہے ہوں۔

(۲) ایسے گواہ موجود ہوں جن کے سامنے زوجین نے

رشتہ نکاح کا اقرار کیا ہو۔

(۳) سماج میں ان دونوں کا زین و شوہنا مشہور ہو اور اسی

بنام پر گواہان گواہی دیں۔ (۱)

(۴) عورت کے بطن سے جو اولاد پیدا ہوئی ہو، مرد دعویٰ

کرے کہ وہ ان بچوں کا باپ ہے، اور ثبوت نسب کے قوانین کے

مطابق اس کا دعویٰ قابل قبول ہو۔

(۵) مرد و عورت کو ایک عرصہ تک زن و شوکی طرح زندگی

بسر کرتے ہوئے دیکھ گیا ہو، (۶) یہ شرطیکہ اس بات کے لئے

اقرار یا واضح شواہد موجود نہ ہوں کہ ان دونوں کے تعلقات گناہ پر

مبنی ہیں۔

(۶) دو ایسے اشخاص ان کے میاں بیوی ہونے کی شہادت

دیں جن سے دو قابل اعتماد مسلمان مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں نے

ان کے میاں بیوی ہوئے کی خبر دی ہو۔ (۲)

نکاح اور اس سے متعلق احکام کے سلسلے میں درج

ذیل اغاظ بھی دیکھئے چائیکس خطبہ، خطبہ، زوج،

زوجہ، نفقہ، کسود، سکنی، مہر، عدت، محرم، دف، ولیہ،

ولیت، کفالت، ثبوت نسب، جماع، خلوت،

اہل کتاب، رضاعت، ایجاب، قبول۔

ہا سکتا۔ (ان امور کی تفصیل کے لئے دیکھئے یحییٰ)

شواہق اور مالکیہ کا مسلک

مالی معاملات میں نکول کی بنیاد پر فیصد کا درست ہونا، —
جیسا کہ مذکور ہوا۔ — خفیہ اور محتاج کا نقطہ نظر ہے، مالکیہ نے
نزدیک مالی معاملات اور اس کے متعلقات میں، اور شواہق کے
نزدیک جنایت و حدود کے علاوہ تمام ہی حقوق میں ”نکول“ کے
بجائے ”رد یحییٰ“ پر فیصد ہوگا ”رد یحییٰ“ کا مطلب یہ ہے کہ اگر
مدعی علیہ قسم کھانے سے انکار کرے تو مدعی سے ہا جائے گا۔ قسم
کھانے اور اس کی قسم کی بنیاد پر فیصد ہوگا۔ — خفیہ پیش
نظر وہ مشہور حدیث ہے جس میں ارشاد فرمایا گیا کہ البیضاء علی
المدعی والیس علی من انکر (۱۰) یعنی جو مانا کہ میں
کرنا مدعی کی ذمہ داری ہے اور قسم مدعی علیہ کے درمیان رشتہ
نبوی ﷺ سے ظاہر ہے کہ قسم کھانا مدعی علیہ کا وظیفہ ہے نہ کہ مدعی کا
لہذا مدعی کو قسم کھانے کا مکلف کیا جائے، تو یہ سب منشاء نبوی ﷺ کے
خلاف ہوگا

قسم پیش کرنے کا طریقہ

مدعی علیہ سے قسم کھانے کے سلسلہ میں بہتر طریقہ یہ ہے کہ
قاضی اس سے کہے کہ میں تم پر تین دفعہ قسم کی پیشکش کرتا ہوں کہ اگر تم
نے قسم کھا لی تو تحفہ ہے ورنہ نہیں ہے خلاف فیصد یا جانتا ہے،
پھر یکے بعد دیگرے تین دفعہ اس پر قسم پیش کرے۔ اگر اس نے
باوجود وہ انکار کرتا جائے تو اب اس کے خلاف نکول کی بنیاد پر فیصد
کیا جائے، یہ بہتر اور حق طریقہ ہے دیسے یک دفعہ بھی قسم
انکار فیصد کے کافی ہے، (۱۰) — نکول سے ضروری ہے
کہ مجھس قضاء میں ہو، اگر قاضی کے بجائے کوئی اور شخص قسم کا مطالبہ

نکول (قسم کھانے سے انکار)

نکول کے معنی انکار کرنے کے ہیں، شریعت اسلامی میں
مقدمات کو ثابت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس شخص نے دعویٰ کیا ہو
وہی گواہ پیش کرے گا، اگر وہ گواہ پیش نہ کر پائے تو مدعی علیہ سے قسم
کھلائی جائے گی، اگر وہ قسم کھائے تو بری ہو جائے گا، اور اگر اس نے
قسم کھانے سے انکار کیا تو اس کو مدعی کے دعویٰ کی تصدیق تصور کیا
جائے گا، مدعی علیہ کے قسم کھانے سے انکار کو ”نکول“ کہتے ہیں۔

نکول — فیصلہ کی بنیاد

خفیہ اور محتاج کے نزدیک نکول بھی فیصلہ کی بنیاد بن سکتی ہے،
البتہ ان حضرات کے نزدیک نکول کی بنیاد پر انہی معاملات کا فیصد
ہو سکتا ہے جو مال سے متعلق ہوں، ایسے مقدمات جو مال سے متعلق
نہ ہوں، اور جن کا مقصد مال نہ ہو، میں نکول پر فیصد نہیں کیا جاسکتا،
نکاح، طلاق، حضانہ، قصاص وغیرہ سے متعلق مقدمات میں نکول کی
بنیاد پر فیصلہ نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ نکاح تو نکول سے ثابت نہیں ہوگا،
لیکن مہر ثابت ہو جائے گا، نسب تو نکول سے ثابت نہیں ہوگا، لیکن
میراث کا حق ثابت ہو سکتا ہے، چوری کا دعویٰ ہو تو چوری کی حد
شرعی ہاتھ کانٹنے کا فیصلہ تو نکول کی بنیاد پر نہیں ہوگا، لیکن مال کا فیصد
نکول کی وجہ سے ہو سکتا ہے، قتل یا جزدی جس کی نقصان کے دعویٰ
میں نکول کی وجہ سے قصاص کا فیصد نہیں ہو سکتا، لیکن صاحبین کے
یہاں ہر دو صورت میں دیت کا فیصد نکول کی بناء پر ہو سکتا ہے۔

جن امور میں قسم نہیں لی جاسکتی

خفیہ کے یہاں سات امور وہ ہیں جن میں مدعی علیہ سے قسم
نہیں لی جاتی، ان امور میں اگر قسم کا مطالبہ کر ہی جا جائے، اور مزہم
انکار کر دے، تو مدعی علیہ کے اس نکول کو فیصلہ کی اساس نہیں بنایا

مونچھ کے بال 'گ' آئے یا ہونٹوں کے نیچے بال ہو جائے، تو ان کا صاف کر دینا جائز بلکہ مستحب ہے، (۱) اسی طرح جسم میں کوئی ایسا اضافہ جو آدمی کی حقیقی ضروریات میں تکلیف دہ ہو جائے جیسے کوئی بہت طویل دانت ہو جس سے کھانے میں دقت ہو، یا زائد انگلی ہو جس میں تکلیف ہو رہی ہو تو اس کو نکال دینا جائز ہے۔ (۲)

نوح (مردہ پر رونا)

”نوح“ اور ”نیح“ کے معنی مردہ پر رونے اور واویلا کرنے کے ہیں۔

رونا ایک تو فطری ہوتا ہے جو کسی عزیز اور رشتہ دار کی موت پر بد اختیار ہوتا ہے، یہ جائز ہے، اور خود رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ثابت ہے کہ صاحبزادہ رسوں حضرت ابراہیم علیہ السلام، نیز حضرت عثمان بن عفون علیہ السلام کی وفات کے موقعہ سے آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے، (۱) حضرت خالد بن ولید علیہ السلام پر جب ان کے گھر کی خواتین نے رونا شروع کیا اور حضرت عمر علیہ السلام کو توجہ دلائی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر آواز بلند نہ ہو اور سر پر خاک نہ ڈالیں تو انہیں چھوڑ دو، (۲) اس بناء پر فقہاء نے ایسے رونے کی اجازت دی ہے جو بے ساختہ ہو، واویلا کرنے، گریہ پھاڑ لینے یا سر پر خاک ڈالنے، سینہ کو پی کرنے اور رخسار کو پی وغیرہ سے منع کیا ہے، (۳) اور یہ مکراہ تحریمی ہے۔ (۴)

آپ ﷺ نے مختلف مواقع پر نوح کی مذمت فرمائی، ایک

کرے اور وہ قسم سے نکار کر جائے تو یہ اصطلاحی غبار سے نکوس نہیں، (۱) اگر کوئی شخص صریحاً تو قسم کھانے سے انکار نہ کرے لیکن باوجود یکہ گفتگو سے معذور نہیں خاموشی اختیار کرے، تو یہ بھی نکوس عن الحلف ہی کے حکم میں ہے، (۲) ہندوستان میں جہاں کہیں نظام قضاء قائم ہے ظاہر ہے، اس کو ایسے وسوسے حاصل نہیں کہ وہ مدعی علیہ کو آنے پر مجبور کرے ایسی صورت حال میں اگر مدعی کے استغاثہ سے آگاہ کرتے ہوئے مدعی علیہ کو رفع الزام کے لئے طلب کیا جائے، طلاع ملے اور کوئی مناسب عذر نہ ہونے کے باوجود وہ حاضری سے گریز کرے، تو یہ گریز ”نکوس عن الحلف“ ہی کے حکم میں ہوگا، اور یہ بات بہتر ہوگی کہ کم از کم تین بار اس کو رفع الزام کا موقع دیا جائے۔ ولند اعلم

نماص (چہرہ کا بال اکھاڑنا)

”نماص“ کے معنی چہرہ کے بال اکھاڑنے کے ہیں، بال اکھاڑنے والی عورت کو ”نماصہ“ اور جو اس کا حکم دے اس کو ”مستمصہ“ کہتے ہیں، (۱) بعض حضرات کی رائے ہے کہ بھنوں کے بال اکھاڑنے اور اس کو باریک اور ہموار بنا کر رکھنے کو ”نماص“ کہتے ہیں۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے، جو بھنوں باریک کرنے کے لئے بال اکھاڑیں، (۳) اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تغیر کی کوشش ہے۔ ہاں، اگر عورتوں کو داڑھی یا

(۱) فتح القدیر ۱/۸۰۸

(۲) دیکھئے النہایا لابن اثیر ۹/۵

(۳) بحاری عن عبداللہ ابن مسعود ۴/۸۷۸

(۴) حوالہ سابق ۳/۹۷

(۵) ترمذی باب ما جاء فی الرخصة فی النکاح، علی بصیرت حدیث نمبر ۱۰۰۵ او باب ما جاء فی تفصیل النہی، حدیث نمبر ۹۸۹

(۶) بحاری ۱۷۲

(۷) فتح الباری ۱۹۲/۳

(۱) ہدایہ مع بیہق ۸/۸۰۸

(۲) دیکھئے فتح الباری ۳/۹۰

(۳) فتح الباری ۱۰/۳۹۱

(۴) ہدایہ ۱۷۲

ہوتے ہیں، لیکن اس کی ادائیگی کا وجہ متعلق نہیں ہوتا، یعنی اس وقت اس کی ادائیگی واجب نہیں ہوتی، بیدار ہونے کے بعد ادائیگی واجب ہوتی ہے، (۵) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص نیند یا بھوس کی وجہ سے نماز نہ پڑھ پائے تو جب یاد آئے پڑھ لے، وہی اس کا وقت ہے، اس نام عن صلاہ او سیہا فلیصلہا اور ذکر ہا فان ذاک وقتہا۔ (۶)

نیند میں جو افعال معتبر نہیں

نیند کے سلسلہ میں ایک اصولی ضابطہ فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ نیند کی حالت میں کوئی اختیار و تمیز سے محروم ہو جاتا ہے، ”السوم ینافی الاختیار“ اسی لئے جو چیزیں حالت اختیار سے متعلق ہیں، اگر نیند کی حالت میں ان کا وقوع ہو جائے تو کوئی اعتبار نہیں، جیسے طلاق، قبول اسلام، رد ادور خرید و فروخت وغیرہ۔ (۷) جن احکام میں سویا ہوا شخص بیدار کے حکم میں ہے!

۱۔ مددہ ابن کیم مصریؒ نے فتاویٰ دلوالبیہ سے پچیس مسائل نقل کئے ہیں، جن میں سویا ہوا شخص بیدار آدمی کے حکم میں ہے، یہاں ان کا تذکرہ مناسب ہوگا

(۱) اگر روزہ دار چپٹ سویا ہوا ہو، اور اس کے منہ میں بارش کا پانی ٹپک جائے یا کوئی نچکائے اور پانی پیٹ میں چلا جائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(۲) کوئی روزہ دار عورت سوئی ہوئی تھی اور اسی حالت میں شوہر نے اس کے ساتھ صحبت کر لی تو روزہ جا تا رہا۔

(۳) عورت حالت احرام میں تھی اور سوئی ہوئی تھی، شوہر

روایت میں ہے کہ جس پر نودہ کیا جائے اس پر نودہ کرنے والوں کے عمل کا گنہہ بھی ہوگا، (۱) ظاہر ہے اس سے وہ شخص مراد ہے جو زندگی میں نودہ کو پسند کرتا رہا ہو، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو گریبان پھاڑ لے، رخسار پر مارے اور زمانہ جاہلیت جیسی باتیں کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے، (۲) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقعہ پر ان کی خواتین بہت رو رہی تھیں اور بار بار منع کرنے کے باوجود اس سے باز نہیں آتی تھیں، آپ ﷺ بھی بہت رنجیدہ خاطر تھے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے منہ میں خاک ڈال دو، ۱۲۔ اس ممانعت کی وجہ ظاہر ہے، کیونکہ زندگی اور موت اللہ کی طرف سے ہے، اس پر واوید کرنا، گلہ آمیز جملے کہنا اور فطری حدود سے تجاوز کر کے غم و اندوہ کا ظہار کرنا گویا تقدیر الہی سے شکی ہوتا ہے، ورنہ کسی صاحب ایمان کے شایان شان نہیں۔ نودہ کے لئے مرد یا عورت، خطیب یا شاعر کو اجرت پر رکھنا جائز نہیں ورنہ رکھ لے تو اس کی اجرت واجب نہیں۔ (۳)

نوم (نیند)

”نوم“ کے معنی نیند کے ہیں، جس کی کیفیت معروف ہے، عربی زبان میں نیند کے مختلف درجات کے لئے ایک ایک الفاظ ہیں، صرف دو لکھنے کی کیفیت جس میں کوئی کام سر جھونے لگتا ہے ”نعماس“ کہلاتا ہے، ایسا سوتا کہ آنکھیں بند ہوں لیکن دماغ غفلت کی کیفیت نہ پیدا ہوئی ہو ”سند“ ہے اور اسکی نیند جس میں کچھ بھی نہ ہو جائے ”رقبہ بھی غافل“ یعنی بھرپور نیند کو ”نوم“ کہتے ہیں۔

نیند کی وجہ سے حکم مؤخر

نوم کے باوجود شریعت کے اوامر و نواہی آدمی سے متعلق

(۱) بحاری ۳۔

(۲) بیہ ہمدہ ۳۹۰۔

(۳) صحیح برواہ ۲۵۲۔

(۱) بحری معبرۃ ۴۔

(۲) حنفی ۱۳۔

(۳) احوال السرحسی ۲۲۔

(۴) بیہ نظریا بحکم و مصادر التشریع فی اصول الفقہ الاسلامی سبکدور الحصیری ۲۲۵۔

بچہ نے اس کا دودھ پی لیا تو حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔
(۱۵) تنہم کرے والا شخص نیند کی حالت میں کسی جگہ سے
گزر جائے پانی کا استعمال اس کے لئے ممکن تھا، تو اس کا تنہم جاتا
رہا۔

(۱۶) اگر نماز پڑھنے والا سو جائے اور اسی حالت میں کوئی
کلام کرے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۱۷) کوئی نماز پڑھتے ہوئے سو گیا اور اسی حالت میں
قرأت کی تو ایک روایت کے مطابق اس کا اعتبار ہوگا۔

(۱۸) کسی شخص نے نیند کی حالت میں آیت سجدہ کی
تلاوت کی جسے کسی اور نے سن لیا، تو سننے والے شخص پر سجدہ تلاوت
واجب ہوگا۔

(۱۹) خود اس شخص کو بیدار ہونے کے بعد کوئی اور شخص
اطلاع دے کہ اس نے نیند کی حالت میں آیت سجدہ تلاوت کی تھی،
تو ایک قوس کے مطابق سجدہ تلاوت واجب ہوگا، ویسے جس امر سے
سرخصی اس صورت میں سجدہ کو واجب قرار نہیں دیتے، اسی طرح اگر
سوئے ہوئے شخص کو نیند سے بیدار ہونے کے بعد بتایا جائے کہ
اس کے پاس کسی اور شخص نے آیت سجدہ کی تلاوت کی تھی تو اس
صورت میں بعض حضرات کے نزدیک اس پر سجدہ واجب ہوگا، اور
بعض حضرات کی رائے پر سجدہ واجب نہیں ہوگا۔

(۲۰) کوئی شخص قسم کھائے کہ فلاں آدمی سے گفتگو نہیں
کرے گا، جس سے گفتگو نہ کرنے کی قسم کھائی تھی وہ سو یا ہوا، اور
قسم کھانے والا اس سے کہے کہ اٹھ جاؤ، لیکن وہ بیدار نہ ہو، تو بعض
حضرات نے کہا کہ وہ حائث نہیں ہوگا، اور زیادہ صحیح قوس یہ ہے کہ وہ
حائث ہو جائے گا۔

(۲۱) کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی، مطلق نیند
کی حالت میں تھی، اسی حال میں وہ آیا اور شہوت کے ساتھ مس
کیا تو رجعت ہو جائے گی۔

نے صحبت کرنی تب بھی اس عورت پر کفارہ واجب ہوگا۔
(۲) خرم سویا ہوا ہو، اسی حالت میں کوئی شخص اس کا پس
مونڈ دے تو خرم پر جزا واجب ہوگی۔

(۵) خرم نیند کی حالت میں کسی شکار پر گر جائے اور شکار کی
موت کا سبب بن جائے تو خرم پر جزا واجب ہوگی۔

(۶) جس شکار پر تیر پھیکا وہ سوئے ہوئے شخص کے پاس
گزر کر مر گیا، حالانکہ اُردہ بیدار ہوتا تو اس کو شرعی طریقہ پر ذبح
کر سکتا تھا، ایسی صورت میں وہ شکار حلال نہیں ہوگا۔

(۷) نیند کی حالت میں کسی سامان پر گر پڑا اور اس کی وجہ
سے سامان ٹوٹ گیا تو ضمان (تاوان) اس پر واجب ہوگا۔

(۸) باپ دیور کے نیچے سویا ہوا تھا، بیٹا چھت پر سویا ہوا
تھا، بیٹا نیند کی حالت میں اوپر سے گرا اور اس کی وجہ سے باپ کی
موت واقع ہو گئی، تو بعض اہل علم کے نزدیک وہ اپنے باپ سے
میراث کا حق دار نہیں ہوگا، اور یہی قول صحیح ہے۔

(۹) کسی شخص نے سوئے ہوئے آدمی کو اٹھایا اور دیوار
کے نیچے سلا دیا، اتنے میں دیوار گر پڑی اور اس سے سوئے ہوئے
شخص کی موت واقع ہو گئی، تو وہاں اٹھا کر رکھنے والے پر اس کا
ضمان واجب نہ ہوگا۔

(۱۰) حرم نیند کی حالت میں عرفات سے گذر جائے تو
فریضہ حج ادا ہو جائے گا۔

(۱۱) شوہر و بیوی میں جھائی ہو اور وہاں کوئی اجنبی شخص سویا
ہوا ہو تو یہ خلوت صحیحہ متصور نہیں ہوگی۔

(۱۲) مرد کسی کمرہ میں سویا ہوا تھا، اس کی بیوی آئی اور
تھوڑی دیر بٹھری رہی، تو خلوت صحیحہ ہو گئی۔

(۱۳) اسی طرح عورت کسی کمرہ میں سوئی ہوئی تھی، شوہر
وہاں آیا اور کچھ دیر بٹھرا ہوا تو خلوت صحیحہ پائی گئی۔

(۱۴) ایک خاتون سوئی ہوئی تھی، اسی حالت میں شیر خوار

میں نہیں آتی، اس لئے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، کیونکہ ”چوری“ چھپ کر کسی کے مال محفوظ کو لے لیتا ہے اور ”نہب“ میں چھپ کر مال نہیں سوجاتا، بلکہ علانیہ لیا جاتا ہے، (۲) خو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چھین چھپ کر کسی کا مال لینے والا شخص ہم میں سے نہیں، لیکن اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، لبس علی المنہب قطع و من انتہب نہیة مشہورة فلیس ما۔ (۳)

نہر

نہر کے پانی کے احکام کیا ہوں گے، وہ عوامی ملکیت ہوگی یا شخص اس پر قبضہ کرنے لگے ہوگی۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے ۷۷)

نہی

نہی میں ”نہی“ کے معنی روکنے اور منع کرنے کے ہیں، اسی سے عربی زبان میں عقل کو ”نہیہ“ (”ن“ کو پیش) سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، جس کی جمع ”نہی“ ہے، (۵) کیونکہ عقل انسان کو غیر مناسب باتوں سے باز رکھتی ہے، اور یہی عقلی کے کاموں سے منع بن جاتی ہے۔ اصول فقہ کی اصطلاح میں اپنی بند حیثیت کو ٹوٹا رکھتے ہوئے کسی فعل سے باز رہنے کا مطالبہ ”نہی“ ہے، طلب کف عن العمل علی جهة الاستعلاء ”رکنے اور باز رہنے کا مطالبہ“ کی قید سے ”امر“ کو ناکارنا مقصود ہے، اور یہ بات کہ مطالبہ کرنے والا اعلیٰ درجہ و مرتبہ کے ساتھ مطالبہ کرے اور مطالبہ میں ایک حاکمانہ شان ہو، اسی سے ”نہی“ اور ”ذمہ و التمس“ میں فرق ظاہر ہو گیا، ذمہ ایک درخواست ہے، جو چھوٹا بڑے سے کرتا ہے اور التماس خواہش ہے جو ایک شخص اپنے برابر کے دوسرے شخص

(۲۲) اگر شوہر زندگی حیات میں تھا، بیوی آئی ورا اس نے شہوت کے ساتھ شوہر کا بوسہ لے لیا، تو ماہ ابو یوسفؒ کے نزدیک رجعت ہو جائے گی۔

(۲۳) اگر کوئی مرد سو یا ہوا تھا، کوئی عورت آئی اور اس عورت نے فینہ کی حالت میں اس سے صنفی تعلق قائم کر لیا تو حرمت مہر بت ثابت ہو جائے گی۔

(۲۴) عورت نے سوئے ہوئے مرد کا شہوت کے ساتھ بوسہ لے لیا تو حرمت مہر بت ثابت ہو جائے گی۔

(۲۵) نماز کی حالت میں فینہ مگنی یہاں تک کہ حلام بھی ہو گیا تو غسل واجب ہو جائے گا، اور باقی ماندہ رکعتوں کی پڑھی ہوئی رکعتوں پر بناء کی گنجائش نہیں ہوگی، دوبارہ نماز ادا کرنی ہوگی۔

(۲۶) اگر کوئی شخص ایک دن و رات یا دو دن و رات سو یا رہا جب بھی اس کے دماغ نمازوں کی قضاء واجب رہے گی۔ (۱)

نہب

(لوٹ)

”نہب“ کے معنی لوٹنے کے ہیں، کسی شخص کا مال اس کی اجازت کے بغیر لوٹ لینا حرام ہے، اور ”اکل با لہا صل“ یعنی باطل طریقہ سے کھانے میں داخل ہے، جس کو قرآن مجید نے منع کیا ہے، (۲۷) — البتہ اگر کوئی شخص اپنی کسی چیز کو لوٹ کر لینے کی اجازت دے دے جیسا کہ بعض مواقع پر اظہار مسرت کے لئے پھل اور میٹھی لٹائی جاتی ہیں، تو یہ جائز ہے السہیۃ حائزۃ ادا ادا صاحبہ فیہا۔ (۲)

اگر کوئی شخص کسی کا سامان چھین لے یا لوٹ لے تو اس کی منسوب سزا تو کی جائے گی، لیکن چونکہ یہ چوری (سرقت) کے دائرہ

(۲) بغاوی الہدیہ ۳۵۵

(۱) دیکھئے الأسدہ و سطران لابس مجید ۲۱

(۳) مواظفہ ۶۰۳۲۲ باب القلع فی لحظۃ و الحیۃ عن حابر بن عبد اللہ

(۲) دیکھئے المحررات ۵۵۵ المعنی ۹۳۸

(۵) مقاموس المحيط ۲۸

سے کیا کرتا ہے۔ (۱)

نہی کی تعبیرات

یوں تو عربی زبان میں اس کیلئے مستقل ایک فعل ”فعل نہی“ کے نام سے پایا جاتا ہے، اور بنیادی طور پر ممانعت کے لئے قرآن و حدیث میں یہی تعبیر اختیار کی جاتی ہے، لیکن شرعاً نہی کا مسئلہ کچھ اس صیغہ ہی کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ وہ تمام تعبیرات جو ممانعت کو بتلاتی ہوں، نہی کا مصداق ہیں، قرآن و حدیث میں کسی چیز سے نہی اور ممانعت کے لئے درج ذیل تعبیرات اختیار کی جاتی ہیں۔

(۱) خود صیغہ نہی، جیسے لا تغربوا الزمو، (۱۱۰۰)۔ (۲)

زنا کے قریب بھی نہ ہٹکو۔

(۲) نہی کا لفظ جیسے بنہی عن الفحشاء والمکر والبغی، (نور ۹۰) ”اللہ تعالیٰ بے حیائی کی باتوں سے، برائی سے اور سرکشی سے منع فرماتے ہیں۔“

(۳) صیغہ امر کا ہو لیکن معنی ممانعت کے ہوں، جیسے اجنبوا قول الزور (۲۰) ”جھوٹ بات سے بچو۔“

(۴) خبر کا صیغہ ہو لیکن اس میں حرام ہونے کی خبر دی گئی ہو جیسے حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم واهولکم، (۲۰) ”تم پر تمہاری مائیں، بیٹیاں اور بہنیں حرام کی گئی ہیں۔“

(۵) خبر کا منفی صیغہ ہو اور کسی بات کے حلال اور جائز نہ ہونے کی اطلاع دی جائے، جیسے لا یحل لکم ان تاخذوا معا ایسوا من شیئا، (۱۱۰۰) ”جو کچھ تم عورتوں کو دے چکے ہو ان میں سے واپس لینا حلال نہیں۔“

صیغہ نہی کے معانی

جیسے نہی شرعی صیغہ نہی کے ساتھ مخصوص نہیں، اسی طرح نہی کا

صیغہ بھی مختلف معانی کے لئے آتا ہے، علامہ آمدیؒ اور سبکیؒ نے سات معانی ذکر کئے ہیں

(۱) تحریم یعنی کسی چیز کو حرام کر دینا جیسے لا تحکو المشروبات حتی بؤمن، (۱۰۰۰) ”یعنی شراب عورتوں سے جب تک ایمان نہ لے آئیں نکاح نہ کرو۔“

(۲) کراہت تخریمی کے ظہار کے لئے، جیسے آپ ﷺ کا ارشاد لا یمسک احداکم ذکرہ بجمیہ وھو یبول، (۱۰۰) ”پیشاب کرتے ہوئے تم میں سے کوئی اپنی شرمگاہ دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے۔“

(۳) دُعاء جیسے ربنا لاتزعقلربنا، (۱۰۰۰) ”اے ہمارے پروردگار ہم کو کجیوں سے بچا۔“

(۴) ارشاد یعنی ازراہ شفقت کسی بات سے باز رکھنے کے لئے، جیسے لاتسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم نسوکم، (۱۰۰) ”ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو کہ تم حقیقت حاصل کر دے تو تمہارے لئے باعث تکلیف ہو۔“

(۵) عاقبت اور انجام کو بتانے کے لئے، جیسے لاتحس الدین فتسئلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احياء، (۱۰۰) ”جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں شہید ہوئے ہوں، ان کے انجام کے بارے میں یہ خیال نہ کرو کہ وہ مر گئے ہیں، بلکہ درحقیقت وہ زندہ ہیں۔“

(۶) مایوس کرنے کے لئے جیسے لاتعتدوا الیوم، (غیر) ”یعنی آج عذر خواہی نہ کرو۔“

(۷) کسی چیز کی تحقیر کے لئے جیسے لاتعدن عیبک، (۱۰۰) ”یعنی دنیا کی نعمتوں کی طرف اپنی نظر نہ رکھئے۔“ اس میں متاع دنیا کی تحقیر مقصود ہے۔ (۳)

(۱) جیسے العزیر والمحبیر ۳۲۸/۱ (۲) مسلسل صرف کتاب بظہار باب النہی عن الاستحسان حدیث ۳۳

(۳) کتاب الاحکام للآمدی ۲۸۸/۲، لاہاج فی شرح المنہاج ۲۸۸/۲، ارساد بحوالہ ۰۹

تین اصولی اختلاف

نہی کے سلسلہ میں علماء اصول کے درمیان جن امور کی بابت اختلاف ہے، بنیادی طور پر وہ تین مسائل ہیں اول یہ کہ نہی کا حقیقی اور اصل مصداق کیا ہے؟ دوسرے نہی ایک دفعہ ممانعت کا تقاضہ کرتی ہے، یا ہمیشہ در مسلسل؟ تیسرے کسی چیز سے نہی سرے سے اس کے مشروع نہ ہونے کی دلیل ہے یا مشروع ہونے کے باوجود اس کی ممانعت مقصود ہے؟

نہی تحریم کے لئے ہے یا کراہت کے لئے؟

اس میں شبہ نہیں کہ نہی مختلف معنوں میں استعمال ہوتی ہے، جیسا کہ صیغہ نہی کے معانی ذکر کئے گئے ہیں، لیکن نہی کا اصل معنی و مقصود روکنا اور منع کرنا ہے، اور جب کوئی ایسا قرینہ موجود نہ ہو جو اس معنی سے خراب کا تقاضہ کرتا ہے، تو یہی معنی مراد یہ جائے گا، روکنے اور منع کرنے کے بھی مختلف درجات ہیں، ایک صورت یہ ہے کہ جس چیز سے منع کیا گیا ہے اسے بالکل ہی حرام تصور کیا جائے، دوسری صورت یہ ہے کہ اس کو مکروہ سمجھا جائے، نہی کا مقصود تحریم ہے یا کراہت کا اظہار؟ اس سلسلے میں اہل علم نے چار مذاہب ذکر کئے ہیں

جہور فقہاء اور اصولیین کی رائے میں نہی تحریم کے لئے ہے، الا یہ کہ کوئی قرینہ اس کے خلاف موجود ہو، علامہ سبکی نے اس نقطہ نظر پر ”ما نہا کم عنہ فانہوا“ (المشرع) ”اللہ تعالیٰ نے تمہیں جس چیز سے روکا ہے اس سے رک جاؤ“ سے استدلال کیا ہے، کیونکہ یہاں رک جانے کا امر ہے اور امر کسی بات کے واجب ہونے کو مانتا ہے، تو اب معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کی نہی فرمائی ہے

اس سے رکنا واجب یعنی اس کا ارتکاب حرام ہے۔ (۱)

یہی نقطہ نظر حنفیہ کا بھی ہے حنفیہ کی رائے پر ایک شبہ ہو سکتا ہے، کہ حنفیہ عام طور پر خبر واحد اور دلیل ظنی سے ثابت ہونے والی منہیات کو مکروہ تحریمی قرار دیتے ہیں، نہ کہ حرام، ابن ہمام نے اس شبہ کو حل کیا ہے کہ نہی کو تو حنفیہ بھی اصل میں تحریم ہی کے لئے مانتے ہیں، لیکن چونکہ ذریعہ ثبوت ظنی ہے اس لئے اس کو مکروہ تحریمی کا نام دیتے ہیں، جو قریب بہ حرام ہوتا ہے، اور کسی خارجی سبب کی وجہ سے کسی کلام کو کراہت پر عموں کر اصل اور حقیقت کے اعتبار سے اس کے حرام ہونے کے معافی نہیں۔ (۲)

دوسری رائے یہ ہے کہ نہی اصل میں کراہت پر دلالت کرتی ہے، تیسری رائے یہ کہ یہ تحریم اور کراہت کے درمیان مشترک غلط ہے، اور بعض حضرات نے اس میں توقف سے کام لیا ہے۔ (۳)

تطبیق کا اختلاف نہ کہ اصول کا

حالانکہ جہور اس بات پر متفق ہیں کہ نہی اصل میں تحریم کے لئے ہے، لیکن اس کے باوجود بعض منہیات کی بابت اختلاف رائے نظر آتا ہے، کہ بعض فقہاء ان کو حرام قرار دیتے ہیں اور بعض مکروہ، یہ اختلاف رائے اس بات پر مبنی ہے کہ اگر تحریم کے بجائے کراہت کا معنی مراد لینے پر کوئی قرینہ موجود ہو تو بالاحاق نہی سے کراہت مراد لی جاتی ہے، اور بعض صورتوں کے بارے میں فقہاء کا نقطہ نظر مختلف ہوتا ہے، کچھ لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہاں یہ قرینہ موجود ہے، جو حرمت کے بجائے کراہت کا معنی مراد لینے کے مقتضی ہیں، اور بعض حضرات اس قرینہ کو کافی تصور کرتے ہیں۔ مثلاً حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی پڑوسی کو اس بات سے نہ زد کے کہ وہ اس کی دیوار میں

(۱) التفریر والمحبیر ۳۲۹/۱

(۲) الإہماج فی شرح المسہاج ۶۷/۲

(۳) دیکھئے المحصول للحدیث الدین براری ۲۸/۲ (مع تحقیق مکتور طہ حابر)، الإحکام للآمدی ۲۰۸/۲

نہی میں دوام کے معنی

دوسرے مسئلہ میں جمہور کی رائے یہ ہے کہ نہی فوراً اور تکرار کا فائدہ دیتی ہے، فوراً سے مراد یہ ہے کہ جس وقت نہی کی گئی ہو اسی وقت سے ممانعت تصور کی جائے گی، اور تکرار سے مراد یہ ہے کہ یہ ممانعت ہمیشہ کے لئے ہوگی کسی خاص وقت کے ساتھ مخصوص نہ ہوگی، الا یہ کہ کوئی قرینہ ایسا موجود ہو جو ممانعت کو ایک خاص وقت کے ساتھ محدود کرتا ہو۔ امام ہارانیؒ اور بعض اور اہل علم جیسے ابو بکر بلاقانی وغیرہ کا رجحان اس طرف ہے کہ جیسے امر اپنی اصل کے اعتبار سے تکرار عمل کا قاضی نہیں کرتا، اسی طرح نہی بھی اپنی اصل اور حقیقت کے لحاظ سے تکرار و دوام کا معنی نہیں رکھتی، (۹) لیکن علامہ ابن ہمامؒ اور ان کے شاہین نے اس اختلاف کو ”شدود“ قرار دیا ہے، اور آمدیؒ نے لکھا ہے کہ نہی کا تکرار دوام پر دلالت کرتا عقلاء کے نزدیک ایک متفق علیہ حقیقت ہے، (۱۰) بلکہ ابن امیر الحاج نے تو بن برہان سے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

فعل پر نہی کا اثر

تیسرا اور نہی کے باب میں سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ نہی کا اس فعل پر کیا اثر مرتب ہوتا ہے جس سے نہی کی گئی ہے؟ یعنی وہ فعل سرے سے مشروع ہی نہیں ہوتا اور شرعاً وجود ہی میں نہیں آتا، یا مشروع ہوتا ہے لیکن اس کا مرتکب گنہگار ہوتا ہے؟ اس سلسلہ میں تفصیل یہ ہے کہ دراصل شریعت کا کسی بات سے منع کرنا اس کے قبیح ہونے کی دلیل ہے، اور قباحت کے مختلف

لکڑی لگانے، (۱) تاکہ وہ اس پر چھپو وغیرہ ڈال سکے، حنا بلہ نے اس نہی کو تحریم پر محمول کیا ہے، ان کے نزدیک پڑوسی کو اپنے پڑوسی کی اجازت کے بغیر بھی ایسا کرنا جائز ہے، (۲) حنفیہ، مالکیہ اور قول جدید کے مطابق شوافع بلا اجازت اس طرح لکڑی ڈالنے کی اجازت نہیں دیتے، (۳) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک دوسرے کا ماں باطل طریقہ پر مت کھاؤ، سوائے اس کے کہ باہمی رضامندی سے تجارت ہو، (۴) نیز آپ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کا مال اس کی اجازت کے بغیر حلال نہیں، لا بحل مال امری مسلم الا بطیب نفس، (۵) جمہور کے نزدیک اس مضمون کی آیتیں اور روایتیں اس بات کا قرینہ ہیں کہ نہی کراہت کے لئے ہے نہ کہ تحریم کے لئے۔

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا کہ قبرستان اور حمام کے سوا ہر جگہ نماز پڑھی جاسکتی ہے، (۶) ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے اونٹ کے اصطلیل میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا، (۷) حنا بلہ ان روایات کی بناء پر ان مقامات میں نماز کو باطل اور واجب الاعادہ قرار دیتے ہیں، (۸) حنفیہ اور دوسرے فقہاء اس کو محض کراہت پر محمول کرتے ہیں، اس لئے کہ ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پورے روئے ارض کو ہمارے لئے مسجد یعنی نماز پڑھنے کی جگہ بنا دیا گیا ہے، (۹) تو ان حضرات کے نزدیک یہ روایت اس کی دلیل ہے کہ مخصوص مقامات پر نماز کی ممانعت سے متعلق احادیث کراہت پر محمول ہیں نہ کہ حرمت پر — غرض یہ اختلاف اصول کا اختلاف نہیں، بلکہ اصول کی تطبیق کا اختلاف ہے۔

(۲) دیکھئے المعنی

(۳) المعنی ۲۲۰/۵، رو۵۰ حور حانی

(۴) ترمذی، حدیث نمبر ۳۴۸ عن اسی ہریزہ

(۵) بحاری، کتاب النیم، حدیث نمبر ۳۳۵، عن حابر بن عبداللہ

(۱۰) الاحکام ۱۵/۲ تیسیر، تخریر ۱۰۱، تنقیرو التحریر ۳۲۹/۱

(۱) بحاری، کتاب المظالم، حدیث نمبر ۲۳۶۳، عن اسی ہریزہ

(۲) دیکھئے نیل الاوطار ۲۶۰/۵

(۳) ترمذی، حدیث نمبر ۳۷۷، عن اسی سعید الحدادی

(۴) المعنی

(۵) دیکھئے المحصول ۲۸۶/۲، العدد ۲۲۹/۲، لا بہاج ۶۷۰/۲

درجات ہیں، بعض مورد وہ ہیں جو اپنی ذات کے اعتبار سے قبیح ہیں، اور علماء صوفیہ زبان میں قبیح لکھتے ہیں، جیسے بغیر پاکی کے نماز ادا کرنا، کیونکہ جو شخص پاک نہ ہو اس میں نماز کی حیثیت ہی نہیں۔ یا جیسے دودھ کے رحم میں موجود جنین یا زر کے صلب میں موجود مادہ منویہ کو بچہ فرض کر کے اس کو فروخت کرنا، یہ اس لئے قبیح ہے کہ شریعت میں خرید و فروخت اس کے مال سے تبادلہ کا نام ہے، اور جو دودھ منویہ مادہ کے رحم یا زر کی صلب میں ہے وہ مال ہی نہیں ہے، اسی طرح شہوت کا فعل خلاف طہارت کے ذریعہ پورا کرنا، شرعاً مکمل شہوت کا مقصد اور نسل سلسلہ ہے، اور یہ افزائش نسل کا عمل ہی نہیں۔ اس لئے اس صورتوں کو فقہاء نے قبیح لکھ دیا ہے۔

اس صورت کی بابت فقہاء متفق ہیں کہ جس چیز سے منع کیا جائے وہ مشروع ہی نہیں ہے، کیونکہ ان کو مشروع قرار دینا حکمت شرعی کے خلاف ہے، اس لئے کہ جب کسی فعل کو ناجائز دینے والا اس کا اہل ہی نہ ہو، یہ فعل اس محل میں انجام دیا جائے وہ اس فعل کا مکمل ہی نہ ہو، تو ایسا فعل یقیناً حکمت سے خالی ہوگا، اور جو فعل بالکل خالی از حکمت ہو وہ مشروع نہیں ہو سکتا۔

۱۰۔ یہی قسم کی منہیات کی ہے کہ قباحت کا سبب اس کی ذات میں نہ ہو، بلکہ کسی اور بات کی وجہ سے اس میں قباحت پیدا ہوں ہو، اس کی منہیات کو قبیح غیر کہا جاتا ہے، — پھر قبیح طہارت کی بھی دو قسمیں کی گئی ہیں، پہلی قسم یہ ہے کہ اس کی قباحت کی وصف، زمین کی وجہ سے نہ ہو جو منہی عنہ سے الگ ہو ہی نہ سکے ہو، بلکہ یہی وصف کی وجہ سے ہو جو کبھی منہی عنہ کے ساتھ رہتا ہو، در کبھی اس سے علاحدہ بھی ہو جاتا ہو، یہی وصف کو اصولیین ”وصف مجاور“ سے تعبیر کرتے ہیں۔

جیسے اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت اور کاروبار کی ممانعت کہ اس کی قباحت نماز میں جملہ کچھنے (سعی الی الجمعہ) میں خلل

واقع ہونے کی وجہ سے ہے، لیکن اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت کی وجہ سے سعی جمعہ میں خلل واقع ہونا کوئی لازمی امر نہیں، اگر وہ آدمی مسجد جاتے ہوئے یا ہم خرید و فروخت کا معاملہ طے کر لیں، تو بیچ کی وجہ سے سعی میں خلل واقع نہ ہوگا، اسی طرح اگر وہ آدمی کشتی میں سوار ہو کر جمعہ کے لئے جا رہے ہوں اور کشتی ہی میں خرید و فروخت کا معاملہ طے کر لیں، تو یہ معاملہ سعی کے عمل میں خلل نہ ہوگا، معلوم ہوا کہ اس ممانعت کا سبب جو وصف یعنی سعی یا الجمعہ میں خلل ہونا ہے وہ بیچ کے لئے وصف لازم نہیں ہے، بلکہ وصف مجاور ہے — اسی طرح غصب کی ہوئی زمین میں نماز ادا کرنے سے منہی کی گئی ہے، کیونکہ یہ دوسرے کی ملکیت و مشغول کرنا ہے، لیکن دوسرے کی ملکیت و مشغول کرنا ایسی قباحت ہے جو وصف امر کا درجہ نہیں رکھتی، اس لئے کہ اگر دوسرے کی ملکیت میں اس کی اجازت سے نماز پڑھی جائے تو ملکیت غیر مشغول کر کے باوجود اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

اسی کی مثالوں میں سے یہ ہے کہ حالت حیض میں بیانی سے ہم بستر کی ممانعت نجاست (ذی) کی وجہ سے ہے، لیکن یہ ممانعت سے وطی کے لئے وصف لازم نہیں، کیونکہ یہ بات ممکن ہے کہ حیض سے مقام نجاست کو چھوڑ کر استعمال کیا جائے، گویا استعمال اذی وطی کے لئے وصف مجاور سے نہ کہ وصف لازم۔

اس کی منہیات کا حکم یہ ہے کہ یہ اپنی اصل کے اعتبار سے مشروع اور صحیح ہوں گے، بدلتے اس کا ارتکاب باعث گناہ ہوگا، چنانچہ اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت کا جو معاملہ کیا جائے وہ منع ہوگا، گو اس کا مرتکب گناہگار ہوگا، اسی طرح منصوصہ میں میں پڑھی ہوئی نماز دہرایا جائے گی، اور حیض سے وطی کی جائے جس کو اس کا شوہر تین طلاق دے چکا ہو، تو شوہر طائی کا حالت حیض میں اس سے وطی کرنا شوہر اس کے حق میں اس کے حلال ہونے کے لئے کافی ہوگا،

اسی طرح حالت حیض میں وحلی کرنے کی وجہ سے مرد و عورت "محصن" سمجھے جائیں گے، یعنی اگر اس کے بعد انہوں نے زنا کا ارتکاب کیا تو ان کو سنگسار کیا جائے گا۔

فبیعہ غیرہ کی دوسری صورت یہ ہے کہ نہی ایسے وصف کی وجہ سے ہو جو وصف منکر کے ساتھ لازم ہو، اور اس سے الگ ہو ہی نہ سکتا ہو، جیسے زنا کہ یہ ایک عورت سے وحلی کرنے کا نام ہے جو اس کی ملکیت میں نہیں، اور شریعت نے افزائش نسل کے لئے ایسے ہی محل میں وحلی کی اجازت دی ہے جو اس کی ملکیت ہو، غیر ملکیت میں وحلی یہ منکر ہے جس سے یہ قباحت یعنی غیر ملک سے "حصول نسل" اور "قضاء شہوت" الگ ہو ہی نہیں سکتی، — اسی طرح معاملات میں سود ممنوع ہے، ربوی اموال میں موصین کا سودی ہونا ضروری ہے، ورنہ سود میں یہ سود مستفق ہوتا ہے، لہذا جو قباحت ممانعت کا باعث ہے، وہ سود کے لئے وصف لازم کا درجہ رکھتا ہے۔

عبادات میں اس کی مثال عید اور ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی ممانعت ہے، کیونکہ یہ خدا کی طرف سے ضیافت کے ایام ہیں، ورنہ دنوں میں روزے رکھنا اللہ تعالیٰ کی ضیافت کو ٹھکرا دینے کے مترادف ہے، ان ایام کے روزہ کے ساتھ ضیافت کو ٹھکانے کی ممانعت وصف لازم کا درجہ رکھتی ہے۔

منکر عند کی یہ صورت یا تو افعال حسیہ سے متعلق ہوں گی، افعال حسیہ سے ایسے افعال مراد ہیں جو حس کے ذریعہ جانے جاتے ہوں، اور جن کا تحقق قانون شرع پر موقوف نہ ہو، جیسے زنا، قتل، شراب نوشی، کہ شریعت کے آنے سے پہلے بھی لوگ ان کی حقیقت سے واقف تھے — ایسی منہیات کے بارے میں اتفاق ہے کہ یہ بیعہ لعمینہ کے حکم میں ہیں، اور وہ سرے سے مشروع نہیں ہیں، اسی

حکم میں محرم عورتوں سے نکاح کا مسئلہ ہے، چنانچہ یہ نکاح باطل و بے اثر ہوگا، اہل سنت حنفیہ کے یہاں اس کی وجہ سے حد زنا سا قاطع ہو جائے گی، اور بعض مشائخ کے قول کے مطابق نسب بھی ثابت ہوگا، یہ اس لئے نہیں کہ یہ نکاح فی ائمتہ مشروع ہے بلکہ اس لئے کہ "حد" وہ نکاح کی وجہ سے بھی ساقط ہو جاتی ہے، اور وہ نکاح یہاں موجود ہے، اسی طرح ثبوت نسب میں بھی احتیاد برتی جاتی ہے، اور نسب ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ (۱)

یہ منکر عند افعال شرعیہ کے قبیل سے ہوگا، جیسے عید اور ایام تشریق میں روزہ، یعنی وہ منہیات جن کی قباحت اور جن کی کیفیت شریعت کے بنانے ہی سے معلوم ہوئی، اس صورت کے بارے میں اختلاف ہے کہ منکر عند کی یہ صورت فی نفسہ مشروع ہوئی یا نہیں؟ ایک رائے یہ ہے کہ بیعہ لعمینہ ہی کی طرح یہ صورت بھی مشروع نہیں ہوگی، اکثر شوافع، اصحاب طوابع، حنابلہ اور متکلمین کے یہ رد و کابھی نقطہ نظر ہے — دوسری رائے یہ ہے کہ اس صورت میں منکر عند مشروع ہوگا، یہ حنفیہ کا قوس ہے، فقہ شوافع میں بھی متفقین جیسے امام الحرمین، امام غزالی، ابوبکر قفال شافعی اور عام متکلمین کا یہی نقطہ نظر ہے، (۲) تیسری رائے یہ ہے کہ برکی معاملات سے متعلق ہو تو مشروع ہوگی، اور عبادات سے متعلق ہو تو مشروع نہیں ہوگی، یہ رائے ابوالحسن بصری اور امام رازی کی ہے اور ابن امیر الحنفی نے امام غزالی کی طرف بھی اس کی نسبت کی ہے۔ (۳)

حنفیہ کے نقطہ نظر کو امام سرخسی نے خوب تفصیل اور وضاحت سے پیش کیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نہی نام ہے ایک چیز سے روکنے کا جس کا وقوع ہو سکتا ہو، جو چیز ممکن ہی نہ ہو اس سے روکنا ایک بے معنی بات ہوگی، ایک شخص جینا ہوا اور دیکھنے پر قادر ہو اس کو تو

(۲) دیکھئے الإحكام بلامدی ۲۰۹/۲، اصول السرخسی ۸۰

(۱) التفریر والتحییر ۳۳۰

(۳) التفریر والتحییر ۳۳۱

ہوگا، امام شافعیؒ نے خود ”کتاب امام“ میں اس پر تفصیل سے بحث کی ہے، (۶)۔ یہی رائے مالکیہ اور حنابلہ کی بھی ہے۔ (۱)۔

نیابت

شریعت میں انسان کو جن امور کا مکلف کیا گیا ہے ان میں سے بعض کا تعلق معاملات سے ہے، مودعات میں عام طور پر نیابت کی گنجائش رکھی گئی ہے، کبھی یہ نیابت خود شریعت کی طرف سے ہوتی ہے، جیسے ولایت، اور کبھی انسان اپنے تصرف کے ذریعہ کسی کو نائب بناتا ہے، یا کسی کی نیابت قبول کرتا ہے، جیسے کفالت، حوالہ، وکالت، یہ مباحث اپنی اپنی جگہ آچکے ہیں۔

دوسرے احکام وہ ہیں جن کا تعلق عبادات سے ہے، جیسے نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ، تربانی وغیرہ، ان میں نیابت درست ہوگی یا نہیں؟ اور ایک شخص کے لئے دوسرے کے عوض ان امور کو انجام دینا جائز ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں پھر دو صورتیں ہوتی ہیں، ایک صورت اس کا ثواب پہنچنے کی ہے، ایصال ثواب کے تحت اس کا ذکر چکا ہے، دوسری صورت دنیوی حکم میں نیابت کی ہے۔

عبادات میں زندوں کی نیابت کے سلسلہ میں یہ تفصیل ہے کہ عبادات مالیہ میں جیسے زکوٰۃ، تربانی وغیرہ میں بالاتفاق نیابت جائز ہے، بشرطیکہ تحقق شخص کی اجازت سے ہو، عبادات بدیہ جیسے نماز، روزہ میں بالاتفاق نیابت جائز نہیں، حج و عمرہ جو مدنی عبادت بھی ہے اور مالی بھی، اس کی نیابت کے سلسلہ میں بھی اس بات پر اتفاق ہے کہ جس شخص پر حج فرض ہو اگر وہ خود حج پر قادر ہو تو نیابت درست نہیں، اور اگر وہ خود قادر نہ ہو تو حنفیہ، حنابلہ اور شوافع کے نزدیک نیابت جائز ہے، اور اس کی طرف سے کوئی اور

دیکھنے سے روکا جاسکتا ہے اور کہا جاسکتا ہے، کہ تم مت دیکھو، جو دیکھنے پر قادر ہی نہ ہو اس کو یہ کہنا کہ تم مت دیکھو ایک بے معنی بات ہوگی، تو غمی کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ منی عندہ کا واقع ہونا ممکن ہو، اب اگر منی عندہ کا شرعاً وجود ہی ممکن نہ ہو تو اس سے نمی کیسے درست ہوگی اگر عید کے دن روزہ ہو ہی نہ سکتا ہو تو عید کے دن روزہ رکھنے سے منع کرنا کیوں کر درست ہو سکتا ہے؟ اس لئے حنفیہ کے نزدیک، اگر کوئی شخص عید کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانے تو نذر منعقد ہو جائے گی، البتہ اس پر یہ بات واجب ہوگی کہ وہ کسی اور دن روزہ رکھے اور اس دن روزہ کی نذر ماننے کی وجہ سے وہ گنہگار ہوگا، (۱)۔ بلکہ حنفیہ کے ایک قول کے مطابق اگر وہ عید کے دن ہی روزہ رکھے تو اگرچہ گنہگار ہوگا، لیکن نذر ادا ہو جائے گی، (۲)۔ بخلاف شوافع اور دوسرے فقہاء کے، کہ ان حضرات کے نزدیک یہ نذر ہی درست نہ ہوگی۔ (۳)۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ”نکاح شغار“ سے معنی فرمایا ہے، (۴)۔ — نکاح شغار کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص مثلاً اپنی بہن یا بیٹی کا نکاح دوسرے شخص سے کر دے، اور اس کی بہن یا بیٹی سے اپنا عقد کر لے اور مہر اس طرح مقرر کرے کہ ایک عورت کی عصمت کو دوسری عورت کے لئے مہر بنا دے جتنی یوں کہے کہ میری بیوی کا مہر میری بہن کی عصمت ہوگی جس کے تم مالک بن رہے ہو، اس طرح کا مہر مقرر کرنا بالاجماع نہ جائز ہے اور نہ معتبر، لیکن سوال یہ ہے کہ اگر اس طرح مہر مقرر کرتے ہوئے کوئی نکاح کر ہی لے تو نکاح منعقد ہوگا یا نہیں؟ حنفیہ کے نزدیک نکاح منعقد ہو جائے گا، اور مہر مثل واجب ہوگا، (۵)۔ اور شوافع کے نزدیک نکاح منعقد نہیں

(۲) البہر العائق ۳۵۵

(۳) بحاری، باب اشعار حدیث نمبر ۵۱۳، مکتب سکاح

(۶) کتاب الام ۷۴۵

(۱) التقریر والتحصیر ۳۶۷

(۲) معنی المحجاج ۳۵۱، المعنی ۸۱۰

(۵) دیکھئے درمختار ورد المحتار ۳۳۲-۳۳۴

(۷) دیکھئے، معنی ۱۳۷

یہ تعریف فعل ترک اور طاعت و معصیت سب کو شامل ہے۔

نیت کا مقصود

نیت کا مقصود بنیادی طور پر دو ہے۔ وہ دو عبادتوں کے درمیان امتیاز پیدا کرنا، چنانچہ نیت ہی کے ذریعہ فرض اور نفل میں، ظہر اور عصر میں، اداء و قضاء میں، واجب و نفل روزوں اور صدقات واجبہ، اور صدقات نافلہ میں امتیاز قائم ہوتا ہے۔ دوسرا مقصد عبادت اور عادت میں امتیاز پیدا کرنا ہے، مثلاً کھانے کا ترک کرنا، علاج و پرہیز اور بھوک نہ ہونے کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے، اور روزہ کی غرض سے بھی، مسجد میں بیٹھنا استراحت کے لئے بھی ہو سکتا ہے، اور نماز کے انتظار میں بھی، ان میں دوسری صورت عبادت کی ہے، اور پہلی صورت عادت کی قبیل سے ہے، نیت ہی کے ذریعہ ایک عمل کی ان دو حیثیتوں کے درمیان امتیاز قائم ہوتا ہے۔

عبادت کی تعیین

چونکہ نیت کا مقصود امتیاز پیدا کرنا اور اشتباہ کو دور کرنا ہے، اسی لئے جن عبادتوں میں اشتباہ پیدا ہو سکتا ہے، ان میں عبادت کی تعیین ضروری ہے، اور جہاں اشتباہ نہ ہو، وہاں صرف اس عبادت کی نیت کافی ہوگی، اس کی تعیین ضروری نہیں۔ اس کو اس طرح سمجھنا چاہئے کہ بعض عبادتوں کے لئے ایسا وقت رکھا گیا ہے کہ وہ عبادت پورے وقت کا احاطہ کر لیتی ہے، اس وقت میں وہ عبادت ایک سے زیادہ دفعہ نہیں کی جاسکتی، جیسے روزہ، کہ طلوع صبح سے غروب آفتاب تک روزہ کا وقت ہے، روزہ اس پورے وقت کو گھیرے ہوا ہے، اس لئے ایک دن میں دو روزہ رکھنا ممکن نہیں، ایسے وقت کو اصطلاح میں ”معیار“ کہا جاتا ہے، لہذا رمضان

فحص حج بدل کر سکتا ہے، (۱) لکھنے کے نزدیک زندہ شخص کی طرف سے حج بدل کی منجائش نہیں۔ (۲)

(حج بدل کی شرائط اور احکام کے لئے ”حج“ کا لفظ ملاحظہ کیا

جاسکتا ہے)۔

نیت

نیت کے لغوی معنی ”قصد و ارادہ“ کے ہیں، یہ لفظ ”ی“ کے تشدید کے ساتھ بھی آتا ہے، اور بغیر تشدید کے بھی، (۳) شریعت کی اصطلاح میں نیت کی تعریف اس طرح کی گئی ہے قصد الطاعة والتقرب الى الله لى ايجاد الفعل۔ (۴)

اس پر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ ”جیسے نیت وجودی اور ایجابی افعال سے متعلق ہوتی ہے مثلاً ”نماز و زکوٰۃ“ اسی طرح نیت کا تعلق بعض اوقات کسی فعل کے ترک سے بھی ہوتا ہے، چنانچہ شریعت کی منہیات سے بچنا بھی ایک فعل ہے، حالانکہ اس میں کسی فعل کو وجود میں نہیں لایا جاتا۔ لیکن یہ شبہ صحیح نہیں، منہیات کے نہ کرنے کی دوسورتیں ہیں، ایک یہ کہ اس کے کرنے پر قادر نہیں تھا اس لئے اس سے محفوظ رہا، دوسری صورت یہ ہے کہ ہا وجود قدرت کے آدمی اپنے آپ کو شریعت کی منہیات سے بچائے، یہ فقہ کی اصطلاح میں ”کف“ ہے، اور اس پر اجر و ثواب بھی ہے، پس ”کف“ بھی من جملہ افعال کے ایک ہے۔ (۵)

تاہم پھر بھی یہ شبہ باقی رہتا ہے کہ نیت کا تعلق صرف طاعت ہی سے نہیں ہے بلکہ معصیت سے بھی ہے، بلکہ بعض اوقات ایک ہی فعل نیت کی وجہ سے معصیت کے دائرہ میں آ جاتا ہے، اسی لئے صوفی نے نیت کی جو تعریف کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے

توجیه القلب الى ايجاد فعل او تركه (۶)

(۲) الشرح الصغیر ۱۵۶-۱۵۷

(۳) الأشباه والنظائر ۹۲

(۶) عمر عبید بن مسعود ۵۱

(۱) رد المحتدر ۳۸۶-۳۸۷، الفقہ الإسلامی وأسنه ۳۸۶

(۳) الأشباه والنظائر لاس نجیم ۲۹

(۵) مکمل الأشباه والنظائر ۲۹

کے ذمہ پاتی رہ جائے گا۔

فقہاء نے اس سلسلہ میں ایک ضابطہ یہ بھی مقرر کیا ہے، کہ تعیین نیت مختلف جنس کی چیزوں میں امتیاز پیدا کرنے کے لئے ہے، اسی لئے ایک ہی جنس میں تعیین غیر مفید ہے، اس لئے اگر تعیین میں غلطی بھی کر جائے تو کوئی نقصان نہیں، اور جہاں مختلف جنس موجود ہوں ان میں تعیین ضروری بھی ہے درمستبر بھی، اسی لئے اگر ان میں تعیین میں غلطی کر بھی جائے تو اس کا اثر سبب ہوگا پھر فقہاء کے نزدیک جنس کے یک اور مختلف ہونے کا تعلق سبب سے ہے، سبب ایک ہو تو اس سے متعلق افعال کی جنس ایک ہی متصور ہوگی، جیسے رمضان کے روزے، کہ وہ رمضان کی تد پورے میں روزوں کا سبب ہے، اس لئے تمام روزے گویا ایک ہی جنس کے ہیں، اسی لئے اگر کوئی چند روزہ رمضان کا روزہ رکھ رہا ہو اور نیت کے وقت اس کو خیال ہے کہ آج سولہ رمضان ہے تو اس سے کوئی نقصان نہیں، اس کے برخلاف ہر نماز کا سبب الگ الگ اوقات ہیں، اسی لئے ان کی جنس مختلف سمجھی جائے گی، ظہر و عصر کی جنس الگ ہے، اور دونوں کی ظہر بھی الگ الگ جنس سے متعلق ہے، اس لئے اگر کوئی شخص ظہر میں عصر کی یا آج کے ظہر میں کل گزشتہ کے ظہر کی نیت کر لے تو جو فریضہ اسے ادا کرنا تھا وہ ادا نہیں ہو پائے گا۔ (۱)

نیت میں خطاء

اسی سے متعلق ایک اور ضابطہ یہ ہے کہ نیت میں جن چیزوں کی تعیین مطلوب نہیں، اگر ان کی تعیین میں غلطی کر جائے تو اس سے کچھ نقصان نہیں، جیسے نماز پڑھنے کی جگہ، نماز پڑھنے کا وقت، فرض نمازوں میں رکعت کی تعداد، رکوع و سجود کی تعداد وغیرہ۔ اگر ان امور میں کوئی شخص غلطی کر جائے جیسے ظہر کی چار رکعت کی بجائے دو رکعت کی نیت کر لے تو اس سے کوئی حرج نہیں۔ (۲)

المبارک کے مہینہ میں اس وہ کے روزہ کے لئے صرف روزہ کی نیت کر لینا کافی ہے، روزہ رمضان کی تعیین ضروری نہیں، بلکہ اگر کوئی صحت مند مقیم آدمی رمضان میں کسی اور واجب یا نفل روزہ کی نیت بھی کر لے تو اس کا اعتبار نہیں، کیونکہ جو چیز خود شارع کی طرف سے متعین ہو اس میں نیت لغو اور غیر معتبر ہے۔

بخلاف نماز کے، کہ نماز کے وقت میں وسعت ہے، ہر فرض نماز کے لئے شریعت نے اتنا وسیع وقت رکھا ہے کہ اس میں کتنی ہی نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں، ایسے وقت کو اصول فقہ کی اصطلاح میں "طرف" کہا جاتا ہے، اس لئے اس میں نماز کی تعیین بھی ضروری ہے کہ مثلاً وہ نماز ظہر ادا کر رہا ہے، تعیین کا مطلب یہ نہیں کہ وہ زبان سے نماز ظہر کا تکلم کرے، بلکہ ذہن میں اس کا استحصال ہونا چاہئے کہ اگر اس سے دریافت کیا جائے کہ تم کون سی نماز پڑھ رہے ہو؟ تو وہ بلا تامل جواب دے سکے، اسی لئے اگر وہ اس وقت میں فرض ادا کرے کے بجائے نفل نماز ہی پڑھتا رہے تو یہ نماز نفل ہی شمار ہوگی اور اس کی نیت معتبر ہوگی۔

حج کے لئے بھی مقررہ اوقات ہیں، لیکن حج کے وقت کو بعض اعتبار سے "معیار" سے مشابہت ہے اور بعض اعتبار سے "طرف" ہے، اس اعتبار سے کہ ایک سال میں ایک ہی حج کیا جاسکتا ہے، ایک سے زیادہ حج نہیں کیا جاسکتا، یہ روزہ کے مماثل معلوم ہوتا ہے، اور اس لحاظ سے کہ افعال حج نے ایام حج کا احاطہ نہیں کیا ہوا ہے، اس کو نماز سے مماثلت ہے، اسی لئے فقہاء نے نیت کے مسئلہ میں اس کا حکم درمیانی رکھا ہے، یعنی جس شخص پر حج فرض ہوا اگر وہ صرف حج کی نیت کر لے، حج فرض کی تعیین نہ کرے تو حج کے لئے یہ نیت کافی ہوگی، لیکن اگر وہ تعیین کے ساتھ حج نفل ہی کی نیت کر لے تو گو اس کا یہ عمل درست نہ ہوگا، لیکن حج نفل ہی ادا ہوگا، حج فرض اس

منوی کی صفت کا متعین کرنا

نیت سے متعلق ایک مسئلہ ”منوی“ (جس کی نیت کی جارہی ہو) کی ”صفت“ متعین کرنے کا ہے، یعنی یہ فرض ہے یا نفل، اور ادا ہے یا قضا؟ چنانچہ نماز میں فرائض اور واجبات کے بارے میں تعین ضروری ہے، نوافل اور سنتیں مطلق نیت سے بھی ادا ہو جاتی ہیں، رمضان کے روزہ میں فرض کی تعین ضروری نہیں، مطلق نیت کافی ہے، زکوٰۃ میں فرض کی نیت ضروری ہے، جس شخص پر حج فرض باقی ہو اس کے لئے حج کی نیت کافی ہے، کفارہ اور قضاء کے روزوں میں تعین ضروری ہے، کسی مکروہ سے ارتکاب یا ترک واجب کے لئے نماز لوٹائی جائے تو یہ نیت ضروری ہے کہ یہ نماز جبر و ظلم کی ہے۔ (۱)

ایک فعل میں دو عبادتوں کی نیت

ایک فعل میں دو عبادتوں کی نیت کی جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں، جو فعل و سائل کے قبیل سے ہو، تو نیت میں دونوں کو جمع کرنا درست ہے، جیسے جمعہ کے دن غسل کرے اور نیت دفع جنابت کے لئے ہو، اور جمعہ کے دن غسل ادا کرنے کی سنت ادا کرنا بھی مقصود ہو تو یہ دونوں ہی باتیں صحیح ہوں گی، پھر کسی بھی حاصل ہو جائے گی اور سنت بھی ادا ہو جائیگی، کیونکہ غسل وسیلہ ہے نہ کہ مقصود۔

اور اگر وہ فعل مقاصد میں سے ہو نہ کہ وسائل میں سے، تو اگر دونوں نفل ہیں تو یہ عمل دونوں کی طرف سے کفایت کر جائے گا، جیسے فجر کے وقت مسجد میں دو رکعت نماز ادا کی اور اس سے سنت فجر کی بھی نیت کی اور تحیۃ المسجد کی بھی، تو دونوں سنتیں ادا ہو جائیں گی۔ اگر فرض اور کسی نفل کی نیت کی یا دو فرائض کی نیت کی تو ان صورتوں میں اختلاف ہے، امام ابو یوسفؒ کے نزدیک پہلی صورت میں فرض ادا ہو گا نہ کہ نفل، اور امام محمدؒ کے نزدیک نہ فرض ادا ہو گا اور

نفل، اور دوسری صورت کے بارے میں بھی اختلاف رائے ہے، جس کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے۔ (۲)

نیت کا وقت

اصل میں نیت کا وقت فعل سے معا پہلے ہے، یعنی جس عبادت کی نیت کر رہا ہے، اس عبادت کے شروع کرنے سے پہلے نیت کرے تاکہ نیت پوری عبادت کو شامل رہے، عمل شروع ہو جائے اور اس کے بعد نیت کی جائے یہ درست نہیں، اس لئے کہ ایسی صورت میں عمل کا ایک حصہ نیت سے خالی رہا۔ پھر نفل طریقہ تو یہ ہے کہ نیت عمل سے متصل ہو، یعنی نیت کی جائے اور فعل شروع ہو جائے، نماز کی نیت تکبیر تحریرہ کے وقت کی جائے، زکوٰۃ کی نیت فقیر کو ماں دیتے وقت کی جائے، لیکن چونکہ ہمیشہ اور ہر عمل میں نیت کو عبادت سے متصل رکھنا دشوار ہے، اس لئے فقہاء نے ایک تو نیت کے اتصال کی دو صورتیں کر دیں، ایک اتصال حقیقی اور دوسرے اتصال حکمی، اتصال حقیقی یہ ہے کہ ٹھیک اس فعل کو شروع کرتے وقت نیت کی جائے، اور اتصال حکمی یہ ہے کہ نیت اور اس فعل کے درمیان کوئی قاطع نیت امر کا فصل نہ ہو، جیسے نماز کا ارادہ کیا، وضو کر کے آئے پھر کھانے لگے تو یہ کھانا قاطع نیت ہے، اس لئے دوبارہ نیت ضروری ہوگی، اور اگر نماز کے ارادہ ہی سے وضو کیا، وضو کر کے مسجد آئے اور نماز شروع کر دی، نیت کی تجدید نہیں کی، تو وہی پہلی نیت کافی ہو جائے گی، اس لئے کہ، چونکہ اس کا چلنا اور آنا بھی نماز ہی کی طرف تھا، تو اس کا یہ فعل نماز کی نیت کے لئے قاطع نہیں ہوا۔ (۳)

دوسرے بعض صورتوں کو اول عبادت میں نیت کی شرط سے مستثنیٰ کیا گیا ہے، ان میں ایک روزہ ہے، روزہ کا ابتدائی وقت

طلوع صبح ہے، یہ نیت کا وقت ہوتا ہے، اس لئے اگر اس وقت نیت کو ضروری قرار دیا جاتا تو سخت دشواری کا باعث ہوتا، اس لئے قبل از وقت بھی نیت کی جا سکتی ہے، — اسی طرح حج کی نیت احرام باندھتے وقت ہی کر لی جاتی ہے، حالانکہ حج کے افعال بعد میں انجام دیئے جاتے ہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے یہ عمل اسی طرح منقول ہے۔

زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر میں بھی فقیر کو مال حوالہ کرتے وقت ہی نیت کرنا ضروری نہیں، اگر زکوٰۃ کی نیت سے مال الگ کر دیا گیا، اور اس میں فقراء کو دیا جاتا رہا یا زکوٰۃ کا مال کسی شخص کے حوالہ کر دے کہ وہ اسے حسب ضرورت فقراء پر تقسیم کرے، تو گو فقراء کو ادا کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت نہیں کی جارہی ہے، حالانکہ وہی وقت عبادت ہے، اس لئے اسی وقت میں نیت کی جانی چاہئے، لیکن یہ صورت بھی ازل وقت میں نیت کے حکم سے مستثنیٰ ہے۔ (۱)

زبان سے نیت کا تلفظ

نیت کی جو تعریف اوپر کی گئی ہے، اسی سے یہ بات ظاہر ہے کہ نیت قلب کا فعل ہے نہ کہ زبان کا، اس لئے اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ قلب کی شرکت کے بغیر محض زبان سے نیت کا اظہار کافی نہیں، زبان سے کسی عبادت کی نیت کا تلفظ کریا لیکن قلب میں اس کا کوئی استحضار نہیں تو اسکی نیت ناکافی ہے، اسی لئے اگر زبان سے حکم اور دل کے ارادہ میں فرق ہو، دل میں خیال ہو کہ عصر کی نماز ادا کر رہا ہے، اور زبان سے نیت کرتے ہوئے ظہر کا نام یہ تو اعتبار دل کے ارادہ کا ہو گا نہ کہ زبان کے تلفظ کا۔ (۲)

اسی لئے اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ کسی بھی عبادت میں

نیت کا تلفظ ضروری نہیں، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ پھر زبان سے تلفظ کا حکم کیا ہے؟ یہ مستحب ہے یا مستنون ہے یا مکروہ؟ فقہاء میں بعض مشائخ نے زبان سے نیت کو مکروہ قرار دیا ہے، علامہ ابن ہمام نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کسی صحیح یا ضعیف حدیث سے نیت کا تلفظ ثابت نہیں، وراہن میر الحاج کا بیان ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی سے بھی نیت کا تلفظ ثابت نہیں، بعض مقلد صم نے زبان سے نیت کو مستنون خیال کیا ہے، اور تقلید اور بھتیجی میں ہے کہ زبان سے تلفظ مستحب ہے، (۳) آئینہ جمعی نے نقل کیا ہے کہ عام طور پر حنفیہ، شوافع اور حنابلہ زبان سے بھی نیت کے تلفظ کو بہتر سمجھتے ہیں، اور مالکیہ کے نزدیک نیت کو زبان سے ادا نہیں کرنا بہتر ہے، (۴) صاحب ہدایہ کا خیال ہے کہ جن لوگوں کی قوت ارادی کمزور ہو ورنیت میں جماد نہ پیدا ہوتا ہو، ان کے لئے زبان سے نیت کا ادا کر لینا بہتر ہے، (۵) گویا جن لوگوں کو قوت ارادی حاصل ہے، اور ارادہ و خیال میں ارتکاز ہو، ان کے لئے صرف دل سے قصد و ارادہ کرنے پر اکتفاء کر لینا بہتر ہے، خیال ہوتا ہے کہ یہ قول زیادہ قرین صواب اور قرین مصلحت ہے۔ واللہ اعلم

نیت کے درست ہونے کی شرطیں

نیت کے درست اور معتبر ہونے کے لئے چھ شرطیں تو وہ ہیں جو مخصوص افعال یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ سے متعلق ہیں، اور چھ شرطیں عمومی نوعیت کی ہیں، جو ہر قسم کی نیت کے ساتھ ضروری ہیں، یہ چار ہیں

(۱) مسلمان ہونا — اس لئے کافر کی نیت کا اعتبار نہیں، اگر کافر حالت کفر میں تیمم کر لے اور پھر مسلمان ہو تو اس تیمم سے

(۲) الأشعہ ولسطائر ۴۶-۴۵

(۳) تلفظ الإسلامی ولسطائر ۹۹

(۱) بیئہ سے الإسلامی ولسطائر ۹۹-۱۰۰

(۲) حوٹا سبوق ۴۸

(۵) بیئہ لاشعہ ولسطائر ۴۸

نہیں ہوگی، اسی طرح اگر کوئی شخص تیس شعبان کو یہ سوچ کر روزہ کی نیت کرے کہ اگر کل تیس شعبان ہو تو میں شعبان کا روزہ رکھتا ہوں، تو ایسے مذہب سے کی جانے والی نیت معتبر نہیں ہوگی، اور وہ روزہ دار نہیں ہوگا۔ (۱)

(مختلف عبادات اور افعال میں نیت کی کیا حیثیت ہے؟
ان ہی افعال و عبادات کے ذیل میں اس کا ذکر آگیا ہے، اس لئے یہاں اس کا ذکر طول کلام کا باعث ہوگا، ویسے نیت کے سلسلہ میں مزید تفصیلات کے لئے علامہ ابن نجیم حنفی اور جلال الدین سیوطی کی الاشباہ والنظائر اور موجودہ دور کے اہل علم میں ڈاکٹر وہبہ زحبی کی الفقہ الاسلامی وادنیہ جلد ۹ ملاحظہ کی جاسکتی ہیں)۔



نہ نہیں پڑھ سکتا، کیونکہ حتم کے لئے نیت ضروری ہے، اور کافر کی نیت غیر معتبر ہے، اہل حنفیہ کے یہاں وضوء و غسل میں نیت ضروری نہیں، اس لئے حالت کفر کا وضوء و غسل معتبر ہے۔

(۲) تمیز یعنی باشعور ہونا، چنانچہ ایسے بچہ کی نیت معتبر نہیں جو اس عبادت کا شعور نہ رکھتا ہو، یہی حکم مجنون کا ہے اور اس شخص کا بھی جو رشک کی حالت میں ہو۔

(۳) جس چیز کی نیت کر رہا ہو اس سے آگاہ ہونا، مثلاً ایک شخص نماز کے فرض ہونے ہی سے واقف نہیں، اگر ایسا شخص نماز کی نیت کرے تو ظاہر ہے کہ نیت معتبر نہیں ہوگی، بعض اہل علم نے اس سے حج کو مستثنیٰ کیا ہے، کیونکہ حج میں مبہم احرام بھی درست ہے، جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے احرام باندھا تھا کہ اس حج کی نیت کرتا ہوں جس حج کی نیت حضور ﷺ نے کی تھی لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس استثناء کی بھی ضرورت نہیں، کیونکہ حضرت علی حج کی فریضت سے تو واقف تھے، ابہم صرف حج کی نوعیت میں تھا، اور چونکہ حج کی نیت اور افعال حج میں کافی فاصلہ ہوتا ہے، اس لئے تعیین کی گنجائش باقی رہتی ہے، غالباً اسی لئے حج کے معاملہ میں منوی کی تعیین میں تاخیر کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

(۴) نیت اور اس عمل کے درمیان کوئی منافی عمل نہ پایا جائے، اسی لئے اگر خدا نخواستہ نیت کرنے کے بعد مرتد ہو جائے، اور پھر فوراً ہی تائب ہو، تو ارتداد کے درمیان میں آجانے کی وجہ سے پہلی نیت غیر معتبر ہوگی، — اگر نیت میں تردد کی کیفیت ہو اور اس عمل کے بارے میں عزم اور جزم مفقود ہو تو اس کو بھی اہل علم نے منافی سے مل شائبہ ہے، مثلاً ایک شخص خدمت کی غرض سے خادم خریدے اور سیت کرے کہ بہتر نفع آجائے گا تو اسے فردخت کر دیں گے، تو یہ مال تجارت شمار نہیں ہوگا اور اس میں زکوٰۃ واجب

واجب

واجب کے لغوی معنی ضروری کے ہیں، فقہی اصطلاح میں اس بات کا ضروری ہونا ظنی دلیل سے ثابت ہو اسے ”واجب“ کہتے ہیں، دلیل ظنی سے مراد خبر واحد کے درجہ کی حدیث یا قیاس وغیرہ ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ واجب کو کرنا باعثِ جہاد و ثواب ہے، اور اس کو بلا عذر ترک کر دینا باعثِ گناہ، جو شخص واجب کا انکار کرتا ہو، وہ کافر تو نہیں ہوگا، لیکن گمراہ قرار دیا جائے گا۔ (۱)

واجب کی دو قسمیں ہیں، واجب علی الکفایہ اور واجب علی العین، جو عمل ہر شخص پر انفرادی حیثیت سے ضروری ہو، تو اسے واجب علی العین کہتے ہیں، جیسے وتر کی نماز، اور جو عمل انفرادی حیثیت سے واجب نہ ہو، جماعتی حیثیت سے واجب ہو، یعنی اگر کچھ لوگ سے انعام دے دیں تو دوسرے لوگ ترک واجب کے گناہگار نہ ہوں، تو یہ واجب علی الکفایہ ہے، جیسے بعض اہل علم کے نزدیک دعوت دین کا کام۔

واجب کی ایک اور تقسیم کی گئی ہے، واجب معین اور واجب مخیر، اگر ایک ہی فعل کے کرنے کو ضروری قرار دیا گیا ہے تو اسے واجب معین کہتے ہیں، جیسے عیدین، اور اگر چند باتوں میں اختیار دیا گیا ہو کہ ان میں سے کسی ایک کو کر لیا جائے تو یہ واجب مخیر ہے، ایسی صورت میں ان میں سے کوئی ایک فعل بھی انجام دے دے، تو ترک واجب کے گناہ سے بچ جائے گا۔

واجب اور فرض میں فرق یہ ہے کہ فرض کا ثبوت قطعی اور یقینی دلیل سے ہوتا ہے، جیسے قرآن مجید، حدیث متواتر و اجماع امت، اسی لئے جو شخص اس کا کسی مناسب تاویل کے بغیر انکار کر

جائے اس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا، اور واجب کا ثبوت دلیل ظنی سے ہوتا ہے، اسی لئے اس کے منکر کو کافر قرار نہیں دیا جاتا، فرض اور واجب کے درمیان یہ فرق فقہاء حنفیہ کے نزدیک ہے، جمہور سے یہاں واجب کی اصطلاح نہیں، ان کے یہاں فرض اور واجب ایک ہی ہے۔ (۲)

واشمہ

واشمہ کا لفظ ”واشم“ سے ماخوذ ہے، ”واشم“ کے معنی مٹانے کے آتے ہیں، یعنی عورتیں ہاتھ کی پشت یا جسم کے کسی اور حصہ پر سوئی چھوٹی تھیں جس سے خون نکل آتا، پھر سی جگہ چونا یا سرمہ بچ دیتیں اس طرح کچھ بزرگوش قائم ہو جاتے، یہ گویا س زمانے کا فیشن تھا، رسول اللہ ﷺ نے گودنے والی درگودے والی دونوں پر لعنت فرمائی ہے، (۳) امام نووی نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ گودنا درگودانا اور گودنے کی خواہش کرنا تینوں ہی باتیں حرام ہیں، اگر چھوٹی بچی کو بڑے لوگ گودائیں، تو نابالغ چونکہ غیر متکف ہے، اس لئے سے تو گناہ نہیں ہوگا، لیکن جن لوگوں نے گودا ہودہ گناہگار ہوں گے، امام نووی نے لکھا ہے، کہ شوافع کے نزدیک وہ جگہ ناپاک ہو جائے گی، اور یہاں وہ مشقت کے بغیر اگر اس کو دور کرنا ممکن ہو تو دور کرنا واجب ہوگا۔ (۴)

وتر

عربی زبان میں ”وتر“ کا حق عدد کو کہتے ہیں، نمازیں عام طور پر ہفت عدد میں رکھی گئی ہیں دو رکعت یا چار رکعت، لیکن اس سے دو نمازوں کا استثناء ہے ایک مغرب اور دوسرے وتر، روایتوں میں بغیر اسلام ﷺ نے نماز وتر کو نماز مغرب سے تشبیہ دی ہے۔ (۵)

(۲) ارشاد الفحول ۶۰

(۳) شرح مسلم للنووی ۲۵۰۲

(۱) کتاب التعریفات ۷۷

(۳) مسلم ۲۵۰۲ باب بحریم ابوابہ فی کتاب اللباس

(۵) مجمع الرواۃ ۲۳۲۲

نام عن وتره او نسیہ فلیصلہ اذا اصبح او ذکرہ۔ (۱)

(۳) حضرت خابجہ بن حذافہ ؓ سے مروی ہے کہ آپ ؐ نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک نماز کا اضافہ فرمادیا ہے، جو سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے، ”ان الله امدکم بصلاة هی خیر لکم من حمر النعم“۔ (۸)

اس طرح کی اور روایات بھی ہیں جن سے حنفیہ کے نقطہ نظر کو تقویت پہنچتی ہے — خیال ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہ اور صاحبین کے درمیان تو واجب اور مسنون ہونے کا اختلاف حقیقی ہے، لیکن امام صاحب اور ائمہ ثلاثہ کے درمیان تعبیر اور اصطلاح کا اختلاف ہے، چونکہ امام صاحب کے نزدیک فرض اور سنت موکدہ کے درمیان ایک درجہ واجب کا ہے، اس لئے جو احکام فرض سے کم درجہ موکدہ ہوتے ہیں، امام صاحب ان کو واجب سے تعبیر کرتے ہیں، دوسرے فقہاء کے نزدیک چونکہ فرض اور سنت موکدہ کے درمیان کوئی اور درجہ نہیں، اس لئے یہ حضرات اس کو سنت موکدہ ہی کہتے ہیں، چنانچہ علامہ ابن قدامہ نے وتر کو سنن موکدہ میں بھی سب سے موکدہ سنت قرار دیا ہے، الوتر اکند وهو اصبح، (۹) اور امام احمد سے نقل کیا ہے

من ترک الوتر عمدا فهو رجل سوء ولا

یسعی ان تقبل له شهادة۔ (۱۰)

جس نے قصداً وتر چھوڑ دی وہ بدترین آدمی ہے،

اور اس کی گواہی بھی قبول نہیں کی جانی چاہئے۔

اس تاکید و اہتمام سے ظاہر ہے کہ ان حضرات کے نزدیک

بھی وتر کا دینی درجہ ہے جو امام ابو حنیفہ کے یہاں ہے۔ واللہ اعلم

فی الجملہ وتر کی نماز کے مطلوب ہونے پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے، لیکن یہ کس درجہ کا مطلوب ہے؟ اس سلسلہ میں اور متعدد دوسری تفصیلات میں فقہاء کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے، مشہور محقق اور صاحب علم مولانا محمد یوسف بنوری نے نماز وتر کی بابت سترہ امور میں اختلاف کا ذکر کیا ہے۔ (۱)

نماز وتر واجب ہے، یا مسنون؟

نماز وتر واجب ہے یا مسنون؟ اس سلسلہ میں امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کا نقطہ نظر یہ ہے کہ نماز وتر واجب نہیں، بلکہ سنت موکدہ ہے، (۲) یہی رائے فقہاء حنفیہ میں ابو یوسف اور امام محمد کی ہے، (۳) خود امام ابو حنیفہ سے تین روایتیں نقل کی گئی ہیں، حماد بن زید نے وتر کا فرض ہونا نقل کیا ہے، یوسف بن خالد سمعی نے وجوب کا قول نقل کیا ہے، اور نوح بن مریم مروزی نے نقل کیا ہے، کہ آپ وتر کے سنت ہونے کے قائل تھے، (۴) امام قول مشہور وتر کا واجب ہونا ہے، شریعتی نے لکھا ہے، کہ یہی صحیح اور امام صاحب کا آخری قول ہے۔ (۵)

حنفیہ نے ان روایات کو پیش نظر رکھا ہے

(۱) حضرت عبداللہ بن بریدہ ؓ سے منقول ہے کہ آپ ؐ نے تین بار ارشاد فرمایا کہ ”وتر حق ہے، جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں“ الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا۔ (۶)

(۲) حضرت ابو سعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ آپ ؐ نے فرمایا کہ بھول یا نیند کی وجہ سے جس کی نماز وتر فوت ہو جائے اسے چاہئے کہ صبح میں یا جب بھی یاد آئے اس نماز کو ادا کر لے، من

(۱) کیے معارف المس ۱۶۶/۳

(۳) مدائع اصباح ۲۷۰/۱

(۵) مرقی الفلاح ۲۵

(۷) مسن دارقطنی ۲۲/۲ ”من نام عن وتره او نسیہ“

(۹) المعنی ۳۵۳/۱

(۲) شرح مہذب ۲۳، المعنی ۳۵۳/۱

(۴) حوالہ سابق

(۶) ابوداؤد ۲۰۱/۱، باب فیمن لم یوتر

(۸) ترمذی باب صحابہ فی فصل الوتر

(۱۰) حوالہ سابق

وتر کی رکعات

وتر کی رکعات کے بارے میں بھی اختلاف ہے، امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وتر کی رکعات متعین ہیں کہ وتر ایک سلام اور دو تشهد کے ساتھ تین رکعت ادا کی جائے گی، (۱) کیونکہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ ”صلۃ التلیل“ نہیں پڑھتے تھے، پہلے چار پھر چار تہجد کی اور اس کے بعد تین رکعت وتر کی (۲) ترمذی نے حضرت علیؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کا معمول مبارک تین رکعت وتر ادا کرنے کا تھا، تین رکعتوں میں مفصلات کی نو سو نہیں پڑھا کرتے تھے، کماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلاث، (۳) حضرت عائشہؓ کی ایک روایت اس سلسلہ میں بہت ہی واضح ہے، آپؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ چار اور تین، چھ اور تین، آٹھ اور تین یا دس اور تین رکعتیں پڑھتے تھے، (۴) گویا نماز تہجد کی تعداد میں کمی بیشی ہوا کرتی تھی، نماز وتر کی تعداد ایک ہی رہتی تھی۔

اس نقطہ نظر کی تائید ان روایات سے بھی ہوتی ہے جن میں وتر میں پڑھی جانے والی سورتوں کی بابت آپ ﷺ کا معمول مبارک نقل کیا گیا ہے، جن میں تین سورتوں کا ذکر کیا گیا ہے، اور کہا گیا ہے کہ ہر رکعت میں ایک سورت کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ (۵)

مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک ایک رکعت سے لے کر گیارہ رکعت تک کسی بھی طاق عدد میں نماز وتر ادا کی جاسکتی ہے (۶) اسی بنا پر ائمہ کبار کے نزدیک تین رکعت کو دو سلام کے ساتھ دا کرنا بھی درست ہے، پہلا سلام دو رکعت پر اور دوسرا سلام تیسری

رکعت پر، اہل فقہاء شوافع نے صراحت کیا ہے کہ ایک ہی سلام سے تین رکعت پڑھنا افضل ہے، بالخصوص اس شخص کے لئے جو امامت کر رہا ہوتا کہ فقہاء کے اختلاف سے بچنے ہوئے نماز درست ہو جائے (۷) امام مالکؒ کے نزدیک بھی یہی قول رائج ہے، کیونکہ انھوں نے ایک رکعت وتر کا قول نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ہمارے یہاں اس پر عمل نہیں، کم سے کم نماز وتر تین رکعت ادا کی جائے گی، ولیس علی هذا العمل عندنا ولکن ادبی الوتر ثلاث (۸)

ان حضرات نے ان روایات سے استدلال کیا ہے، جن میں ایک، تین، پانچ، سات یا اس سے زیادہ رکعت وتر کا عمل نبوی ﷺ نقل کیا ہے، (۹) — حنفیہ کا خیال ہے کہ جن روانوں میں تین سے زیادہ رکعتوں کا ذکر ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ نماز تہجد اور نماز وتر میں کتنی رکعتیں ادا کرتے تھے، اس لئے کہ اس بات سے سکھوں کو اتفاق ہے کہ احادیث میں متعدد مواقع پر نماز تہجد کے لئے بھی وتر کا لفظ استعمال ہوا ہے، اور جہاں ایک رکعت سے وتر دا کرنے کا ذکر ہے وہاں یہ مرد ہے کہ وتر خواہ تین رکعت پڑھی جائے لیکن وہ وتر غنی ہے ایک ہی رکعت سے، اگر ایک رکعت نہ ملائی جائے تو یہ جفت عدد ہے گناہ کہ حق۔

نماز وتر کا طریقہ

وتر کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ تینوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورت ملائی جائے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ عام طور پر

(۲) بحاری ۱۵۴۱

(۳) ابوداؤد ۹۳۱، باب فی صلاہ النبی

(۴) شرح مہذب ۲۰۳، المعنی ۳۵

(۵) موطا امام مالک ۱۰، باب الامر بالوتر

(۱) شیعہ تصانیف ۲۷

(۲) ترمذی ۹۶۰

(۳) ترمذی ۱۶، باب ماجاء فی یقرأ فی الوتر

(۴) شرح مہذب ۳۰۳

(۵) ترمذی شریف ۵۳۰، ابوداؤد شریف ۲۰۱/۱، ابن ماجہ ۸۲۶-۸۳

وتر کی پہلی رکعت میں ”سبح اسم ربک الاعلیٰ“ دوسری رکعت میں سورۃ کافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ اظہار کی تلاوت فرمایا کرتے تھے، (۱) اس لئے ان سورتوں کی تلاوت بہتر ہے، تاہم گا ہے گا ہے، دوسری سورتیں بھی پڑھ لیا کرے تاکہ یہ نہ محسوس ہو کہ ان ہی سورتوں کی تلاوت واجب ہے۔

دوسری رکعت میں قعدہ اولیٰ واجب ہے، اس قعدہ میں صرف تشہد پڑھنے پر اکتفا کرے گا، تیسری رکعت میں ثناء پڑھنے کی ضرورت نہیں، جب قراءت سے فارغ ہو تو کانوں تک ہاتھ اٹھائے، ”اللہ اکبر“ کہے، اور ہاتھ باندھ لے اور دُعا و قنوت پڑھے، دُعا کے بعد رکوع کرے اور بقیہ نماز عام نمازوں کی طرح پوری کرے، حنفیہ کے یہاں اسی طرح سال بھر نماز وتر میں دُعا و قنوت پڑھی جائے گی، (۲) حنفیہ کا استدلال حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے کہ آپ ﷺ کا معمول رکوع سے پہلے نماز وتر میں دُعا و قنوت پڑھنے کا تھا، (۳) علقمہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضور ﷺ کے اصحاب سے نقل کیا ہے کہ یہ حضرات وتر میں رکوع سے پہلے دُعا و قنوت پڑھتے تھے، (۴) نیز حضرت حسن کی روایت میں رمضان اور غیر رمضان کی قید کے بغیر نماز وتر میں دُعا و قنوت پڑھنے کی ہدایت نبوی ﷺ کا ذکر موجود ہے۔ (۵)

حنابلہ کے نزدیک بھی سال بھر نماز وتر میں دُعا و قنوت پڑھی جائے گی، البتہ دُعا و قنوت رکوع سے اٹھنے کے بعد پڑھے گا، تاہم اگر پہلے بھی پڑھ لے تو جائز ہے، (۶) امام شافعیؒ کے نزدیک بھی دُعا و قنوت رکوع کے بعد ہی پڑھی جائے گی، (۷) البتہ ان کے

زردیک وتر میں صرف رمضان المبارک کے آخری نصف میں ہی دُعا و قنوت ہے۔ (۸)

وتر کی نماز عام دنوں میں تنہا تنہا ادا کی جائے گی، البتہ صرف رمضان المبارک میں جماعت کے ساتھ ادا کرنا مستحب ہے، اس میں اختلاف ہے کہ اگر جماعت سے ادا کرنے میں بتداء شب میں وتر پڑھنی پڑے اور آخر شب میں پڑھنے کی صورت میں تنہا وتر ادا کرنی پڑے تو دونوں میں افضل کون ہے؟ قاضی خان نے جماعت سے پڑھنے کو ترجیح دی ہے اور دوسرے مشائخ نے آخر شب میں پڑھنے کو۔ (۹)

دُعا و قنوت

نماز وتر میں مخصوص الفاظ ہی میں دُعا و قنوت پڑھنا ضروری نہیں، کوئی بھی دُعا جو قرآن و حدیث سے مشابہ ہو سکتی ہے، قلیل لبس فیہ دُعا، موقت، (۱۰) لیکن جو دُعا اس موقع پر پڑھنا منقول ہو اس کا پڑھنا بہتر ہے، اس موقع کے لئے مختلف دُعائیں منقول ہیں، علامہ صبی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (۱۱)

حنفیہ کے یہاں اس دُعا کو ترجیح ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، اس دُعا کے الفاظ اس طرح ہیں۔

اللہم انا مستعینک ونستعینک ونؤمن
بک ونسوکل علیک ریشی علیک
الخیر ونشکرک ولا نکفرک ونحلم
ونشکرک من یعجزک، اللہم ایاک بعد

(۲) منہج ار مرقی الفلاح وطحطاوی ۲۵۵-۲۵۶

(۳) آخر السن ۱۶۸

(۶) لمبسی ۴۸۰-۴۸۷

(۸) حوالہ سابق ۲۲/۳

(۱۰) کسری ۲۹۷

(۱) برمدی ۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲ ماحذہ فیما یفرأ فی الوتر

(۳) اس صحیح ۸۳ نسفی ۳۸۸

(۵) برمدی، طلب صحاح فی القنوت فی الوتر

(۷) شرح مہذب ۱۵/۳

(۹) مرقی الفلاح ۲۱

(۱۱) حوالہ سابق ۹۸-۹۹

ولک نصلی، وسجد والیک نسعی
 وسجد ونرجو رحمتک وسخشی
 عذابک ان عذابک بالکفار ملحق (۱)
 ے اللہ! ہم آپ سے مدد کے طلب گار اور
 مغفرت کے خواست گار ہیں، آپ ہی پر ایمان
 رکھتے ہیں، بھروسہ آپ ہی پر ہے، ہر طرح کی
 تعریف سے آپ کی ستائش کرتے ہیں، آپ کے
 شکر گزار ہیں، ناشکری نہیں کرتے، جو آپ کا
 نافرمان ہو ہم اس سے الگ ہیں، اور اسے
 چھوڑتے ہیں، اٹھا! ہم آپ ہی کی عبادت کرتے
 ہیں، آپ ہی کے لئے نماز اور سجدہ کرتے ہیں، اور
 آپ ہی کی طرف دوڑتے ہیں، ہم آپ کی
 عبادت کے لئے جنتی کے ساتھ مستعد ہیں، آپ
 کی رحمت کے امیدوار ہیں، اور آپ کے عذاب
 سے ترساں، بیشک آپ کا عذاب کافروں پر ہوگا۔

بہتر ہے کہ اس دُعا کے ختم پر ”وصلی اللہ علی السبی والہ
 وسلم“ بھی پڑھ لے، نسائی میں دُعا قنوت کے آخر میں درود وارد
 ہوا ہے، اور اسی لئے فقیہ ابواللیث نے اسی کو اختیار کیا ہے (۲) —
 دُعا قنوت یہ دُعا ہو تو ”ربنا انما فی الدنیا حسنة و فی الآخرة
 حسنة و فسا عذاب النار“ پڑھنا چاہئے، بعض اہل علم نے لکھا
 ہے، کہ کم سے کم تین دفعہ ”لعلہم اغفر لی“ (۱) اللہ! مجھے
 معاف فرما دیجئے (۲) ہی پڑھ لے، (۳) صدر الشہید نے صرف
 ”یاربی یاربی یاربی“ پڑھنے کو کہا ہے۔ (۴)

دُعا قنوت کے سلسلہ میں فقہاء حنفیہ کے یہاں صحیح قنوت یہ ہے
 کہ امام اور مقتدی دونوں ہی آہستہ سے دُعا قنوت پڑھیں گے، ابتدا
 کر مقتدی حضرات دُعا قنوت سے واقف نہ ہوں تو گاہے گاہے امام
 کا زور سے دُعا قنوت پڑھنا مستحب ہے، استحباب للامام
 لجهر به فی بلاد العجم لیعلموا۔ (۵)

ظاہر ہے اس کا تعلق رمضان المبارک سے ہے جب
 جماعت سے وتر پڑھنا بہتر ہے، تاہم بعض مشائخ نے جہر دُعا
 قنوت پڑھنے کو بہتر قرار دیا ہے، (۶) بہر حال اگر امام زور سے دُعا
 قنوت پڑھے تو مقتدی کو اختیار ہے کہ یا تو آہستہ دُعا قنوت پڑھے
 یا امام کی دُعا پر آمین کرنا جائے یا خاموش رہے، لبتہ مقتدی دُعا
 قنوت پڑھے یا آمین کہے، آواز پست رکھے۔ (۷)

اگر دُعا قنوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع میں یا رکوع سے
 ٹھننے کے بعد یاد آیا تو اب دُعا قنوت نہ پڑھے اور سجدہ سہو کر لے،
 گر رکوع سے ٹھننے کے بعد فوت شدہ دُعا قنوت پڑھ ہیے تو
 ب رکوع کے امداد کی ضرورت نہیں، صرف سجدہ سہو کر لینا کافی
 ہے، (۸) اگر مقتدی کے دُعا قنوت شروع کرنے یا مکمل کرنے سے
 پہلے ہی امام صاحب رکوع میں چلے جائیں، تو اگر دُعا قنوت پڑھ
 کر امام کو رکوع میں پانا ممکن ہو تو دُعا قنوت پوری کر کے پھر رکوع
 میں جائے اور اگر رکوع کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو امام کی اتباع
 کرتے ہوئے اس کے ساتھ ہی رکوع میں چلا جائے، نیز اگر امام
 نے دُعا قنوت چھوڑ دی اور رکوع میں چلا گیا، تب بھی مقتدی کے
 لئے یہی حکم ہے کہ اگر دُعا قنوت پڑھ کر رکوع میں امام کو پانے کی
 اُمید ہو تو دُعا قنوت پڑھ لے ورنہ چھوڑ دے، (۹) — اگر وتر کی

(۲) حونا سابق ۲۰۹

(۳) مرامی العلاج ۳۹۸

(۴) دیکھئے بدائع الصنائع ۲۷۴

(۵) مرامی العلاج ۳۱

(۱) مرامی العلاج عی حشبه الطحطاوی ۲۰۷

(۲) کبیری ۳۹۸

(۳) مرامی علاج ۲۰۹

(۴) کبیری ۳۰۳

(۵) ملخص در مرامی العلاج ۲۱۱

تیسری رکعت کے رکوع میں امام کو پائے تو وہ حکماً دُعا قنوت کا پانے والا تصور کیا جائے گا، یعنی جب وہ فوت شدہ رکعتوں کو ادا کرے تو دُعا قنوت پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ (۱)

اسی طرح اگر کوئی شخص مسبوق ہو اور وتر کی تیسری رکعت میں امام کو پائے تو امام کے ساتھ دُعا قنوت پڑھے گا، پھر بعد میں دُعا قنوت پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ (۲)

نجر میں دُعا قنوت

دُعا قنوت سے متعلق ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ اگر نماز نجر میں امام دُعا قنوت پڑھے جیسا کہ شوافع کا مسلک ہے تو حنفی مقتدی کو اس موقع پر کیا کرنا چاہئے؟ — اس سلسلہ میں حنفیہ کے تین قول ہیں، ایک یہ کہ مقتدی خاموش کھڑا رہے، یہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد کی طرف منسوب ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ امام کی اتباع کرے یعنی دُعا قنوت پڑھے یا آمین کہے، یہ امام ابو یوسف کا قول ہے، تیسرا قول (جس کو صیف ترمیض سے نقل کیا گیا ہے) یہ ہے کہ اس وقت امام کی مخالفت کے اظہار کے لئے مقتدی بیٹھ جائے، (۳) ن میں سے تیسرا قول تو ضعیف ہے، پہلے قول کو عام طور پر مشائخ نے ترجیح دی ہے، (۴) — تاہم امام ابو یوسف کا قول اصول دین سے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے، نیز اس کی تائید فقہاء احناف کے اس قول سے بھی ہوتی ہے، کہ اگر عید میں غیر حنفی امام ہو اور چھ سے زیادہ کعبیرات ذوات کہے تو مقتدی کو امام کی اتباع کرنی چاہئے۔ (۵) لہذا علم

نماز وتر کا وقت

نماز وتر کا ایک تو وقت مستحب ہے اور ایک اصل وقت،

مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک وتر کا وقت نماز عشاء کے بعد سے طلوع فجر تک ہے، مگر عشاء سے پہلے وتر پڑھ لی تو نماز عشاء کے بعد وتر کا اعادہ کرنا ہوگا، خواہ قصداً پیسے پڑھا ہو یا سہواً (۱) حنفیہ کے نزدیک جو وقت نماز عشاء کا ہے وہی پورا وقت وتر کا بھی ہے، البتہ ترحیب کے اعتبار سے وتر کو بعد میں پڑھنا واجب ہے، قصداً عشاء سے پہلے پڑھ لیا جائے نہیں، لہذا حنفیہ کے نزدیک اگر وتر عشاء سے پہلے پڑھ لی، لیکن اس میں اس کے قصد و ارادہ کو دخل نہ ہو تو وتر ادا ہو جائے گی، مثلاً، کسی کو بے وضو ہونا یا نہ تھا چنانچہ اس نے اسی حالت میں عشاء پڑھ لی، نماز عشاء کے بعد ناقض وضو پیش آیا اور وضو کرنے کے بعد نماز وتر ادا کی پھر بعد میں یاد آیا کہ اس نے نماز عشاء بغیر وضو کے پڑھی تھی تو صرف نماز عشاء لوٹائے گا نہ کہ وتر، اور دوسرے فقہاء کے نزدیک نماز وتر لوٹانی ہوگی۔ (۲)

وتر ادا کرنے کا مستحب وقت تخریب ہے، (۳) چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تہجد کی نماز دو دو رکعت پڑھی جائے اور جب صبح ہونے کا اندیشہ ہو تو وتر ادا کر لو، صلاة اللیل مشنی مشنی فساداً غشیت الصبح فاوتر برکعة، (۴) یہی رائے مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کی بھی ہے۔ (۵)

وجہ

”وجہ“ کے معنی چہرہ کے ہیں، چہرہ کی کیا حدود ہیں؟ اس کا ذکر ”وضوء“ کے ذیل میں آچکا ہے، وضوء میں چہرہ کا دھونا فرض ہے، اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے وضوء)

چہرہ انسان اور حیوان کے لئے سب سے زیادہ قابل احترام

(۲) کبیری ۴۰۲

(۳) مرامی العلاج ۲۰

(۴) بدائع الصنائع ۲۰۲

(۵) بحاری شریف ۳۵۱

(۱) ملخص ر مرامی علاج ۲۱

(۳) کبیری ۴۰۳

(۵) معنی ۵۲۱

(۷) حوالہ سابق

(۹) شرح مہذب ۳/۳، المعنی ۳۵۳، الشرح الصغیر ۲۲۳

صاحب مال کو ”مودع“ (دال کے زیر کے ساتھ)، جس کو اسے
بنایا جائے اس کو ”مودع“ (دال کے زیر کے ساتھ) اور مال
امانت کو ”ودیعت“ کہتے ہیں۔

ودیعت کا ثبوت

ودیعت کا ثبوت کتاب اللہ سے بھی ہے، سنت رسول ﷺ
سے بھی وراجہ ع سے بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ امانتیں ان کے
مالکان کے حوالہ کرو (النہ ۵۸) ایک اور موقع پر ارشاد ہوا کہ
جب تم میں سے ایک شخص نے دوسرے پر اعتماد کیا ہے یعنی اپنی
امانت اس کے پاس رکھی ہے، تو اسے بھی اس کا کاغذ چاہئے اور
صاحب امانت کو اس کی امانت واپس کر دینی چاہئے، (البقرہ
۲۸۳) اس کے علاوہ قرآن مجید نے ایک اصولی حکم دیا ہے کہ اچھے
کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کریں، تعاونوا علی البر و
النقیۃ، (البقرہ ۲) اور ظاہر ہے کہ کسی کے سامان کی حفاظت
اور دیانت کے ساتھ واپس بھی اسی قبیل سے ہے۔

حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تمہارے
پاس امانت رکھے، اس کی امانت کو واپس کرو اور جو تمہارے ساتھ
خیانت کا ثبوت دے اس کے ساتھ خیانت کا معاملہ نہ کرو، اذ
الامانة الی من اتتمک ولا تنخن من خانک، (۹) نیز خود
رسول اللہ ﷺ کے پاس ہجرت کے وقت اہل مکہ کی امانتیں تھیں،
آپ ﷺ نے ان کو اپنی باندی ام ایمنہ کے پاس رکھا ہوا تھا، جب
آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان امانتوں کے
اہل حق تک پہنچانے کا ذمہ سونپا، (۱۰) — نیز عندہ ابن قتادہ نے

عضو ہے، اور حسن اجمال کا مظہر بھی ہے، نیز حقیقی طور پر اس میں
ایک لطافت بھی رکھی گئی ہے کہ وہ بہت کم چوٹ کو برداشت کرنے کی
صلاحیت رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ نے مختلف حواس کے مرکز سے چہرہ کو
”راستہ کر رکھا ہے، اسی میں آنکھ ہے، جو دیکھتی ہے، ناک ہے جو
خوشبو اور بدبو کو محسوس کرتی ہے، زبان ہے جو چکھتی بھی ہے، اور قوت
گویائی کا مرکز بھی ہے، پھر اسی چہرہ کی پشت پر دماغ ہے جہاں سے
پورے جسمانی نظام کو کنٹرول کیا جاتا ہے، غرض چہرہ حیوانی جسم کی
راجہ حانی کا درجہ رکھتا ہے، اسی لئے آپ ﷺ نے چہرہ پر مارنے
سے منع فرمایا، ایسی صلی اللہ علیہ وسلم عن الصرب
فی الوجه (۱) اس لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ نہ انسان کے چہرہ پر
مارنا جائز ہے اور نہ حیوان کے منہ پر، البتہ انسان کے ہرے میں یہ
تعمیم زیادہ سخت ہے، لکن فی الادمی اشد (۲)

دوری

”دوری“ اس سفید گاڑھے دربو سے خالی مادہ کو کہتے ہیں جو
پیشاب کے بعد یا ناقابل برداشت بوجھ اٹھانے کے وقت قطرہ دو
قطرہ نکلتا ہے، (۳) یہ بھی ناپاک ہے اور اس کا حکم پیشاب کا سا
ہے، (۴) اس کے ناقص وضوء ہونے پر اجماع ہے، (۵) یہی رائے
حنفی کی بھی ہے، (۶) اور اس بات پر بھی اجماع ہے کہ اس سے غسل
واجب نہیں۔ (۷)

ودیعت

کسی کو اپنے مال کی حفاظت کا ذمہ دار بنانے کو کہتے ہیں، (۸)

(۲) شرح مووی عنی مسلم ۲۰۳/۲

(۳) فقہ الاسلامی راجلہ ۱۵۳/۱

(۶) حیدرہ ۲۰

(۸) هو تنسیط بغیر علی حفظ مالہ فتاویٰ عالمگیری

(۱۰) المعنی ۳۰۰/۶

(۱) مسند ۲۰۲/۲

(۳) مرقی للعلاج وطحطاوی ۵۵

(۵) المعنی ۱۰

(۷) مرقی للعلاج ۵۵

(۹) ابوداؤد عن سن ہریرہ ۴۹۸/۲، ترمذی ۲۳۹/۱

حکم

اس کا حکم یہ ہے کہ جس نے حفاظت کی ذمہ داری قبول کی ہے وہ حفاظت کرے، اس مال کی حیثیت امانت کی ہوگی، وہ یہ مال کسی کو بطور عاریت یا رهن یا کرایہ یا خود امانت کے نہیں دے سکتا، پھر جب بھی مال کا مالک اس کی واپسی کا مطالبہ کرے، واپس کر دینا ہوگا۔

اگر محافظ کی تعدی یا غفلت و کوتاہی کے بغیر ہی سامان ضائع ہو گیا تو وہ اس کا ضامن اور ذمہ دار نہ ہوگا اور اگر اس کے ضائع ہونے یا عیب دار ہونے میں اس کی زیادتی یا غفلت کو دخل تھا تو وہ اس کا ذمہ دار ہوگا اور اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔

مال و دیعت کی حفاظت کس طرح کی جائے؟

ودیعت کے بنیادی احکام دو ہیں، اول یہ کہ مال و دیعت کی حتی المقدور حفاظت ”مودع“ کی ذمہ داری ہے، دوسرے جب تک مودع کی طرف سے حفاظت میں کوئی کوتاہی صادر نہ ہو، اس کی حیثیت امین کی ہے، اور اگر وہ کوتاہی اور تعدی کا ثبوت دے، تو اب وہ مال و دیعت کا ضامن ہے۔ اس لئے ودیعت کے احکام میں دو بحثیں خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔

(۱) مودع کو کس طور پر مال و دیعت کی حفاظت کرنے کا حق حاصل ہے؟

(۲) مال و دیعت کن صورتوں میں قابل ضمان ہو جایا کرتا ہے۔؟

مال و دیعت کی حفاظت کے لئے مودع کو وہ طریقے اختیار کرنے درست ہیں، جو وہ خود اپنے مال کی حفاظت کے لئے کرتا ہے، جیسے خود اپنے پاس مال رکھے یا اپنی بیوی، بال بچوں اور زیر پرورش لوگوں کے ذریعہ مال کی حفاظت کرے، یا کوئی اور شخص جس کے پاس عادیہ حفاظت کے لئے مال رکھ جاتا ہے اس کے پاس،

اس پر مسلمانوں کا اجماع و اتفاق نقل کیا ہے، (۱) اسی لئے علامہ ابو اسحاق شیرازیؒ نے لکھا ہے کہ جو لوگ سامان و دیعت کی حفاظت پر قادر ہوں اور امانت کے ساتھ اس کو واپس کرنے کے بارے میں مطمئن ہوں، ان کے لئے ودیعت کو قبول کرنا مستحب ہے۔ (۲)

ارکان

اس معاملہ کے مکمل ہونے کے لئے ایک کی طرف سے پیشکش اور دوسرے کی طرف سے قبولیت کا اظہار ضروری ہے، یہ پیشکش اور قبولیت کھلے بھٹکوں میں بھی ہو سکتی ہے، مثلاً ایک شخص کہے کہ میں یہ سامان تمہارے پاس بطور ودیعت کے رکھتا ہوں، اور دوسرا شخص کہے کہ میں اس کا امین بننا قبول کرتا ہوں، اور الفاظ کے بجائے قرآن سے طرفین اس پر آدگی کا اظہار کر دیں تو بھی کافی ہے، مثلاً ایک شخص کوئی سامان لا کر کسی کے پاس خاموشی سے رکھ دے اور وہ بھی خاموشی سے اسے رکھ لے، یا ایک شخص کہے کہ یہ سامان اپنے پاس بطور امانت رکھ لو اور وہ اس کے مقابلہ میں خاموشی اور سکوت اختیار کر لے تو اس خاموشی کو رضامندی تصور کرتے ہوئے اس معاملہ کو مکمل سمجھا جائے گا اور اگر اس خاموشی رہنے والے شخص کی غفلت اور بے اعتنائی سے یہ چیز ضائع ہو گئی تو وہ اس کا ضامن ہوگا۔

شرطیں

اس معاملہ کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے کہ مال قبضہ میں ہو، ایسا نہ ہو جس پر قبضہ دشوار ہو مثلاً فضا میں اڑتے ہوئے پرندے، سمندر میں غرق شدہ سامان، یا بھاگے ہوئے جانور کا یہ طور و دیعت کسی کو ذمہ دار بنانے کا اعتبار نہیں، اسی طرح صاحب مال پاگل اور بے عقل بچہ بھی نہ ہو، ایسے شخص سے بطور ودیعت کوئی چیز قبول کرنا صحیح نہیں۔

دوسرے شخص کے پاس سے مال ہلاک ہو گیا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک صاحب مال پہلے مودع سے اس کا ضمان وصول کرے گا نہ کہ دوسرے سے، صاحبین کے نزدیک ان میں سے جس سے چاہے وصول کرے، یہی رائے شوافع کی بھی ہے۔ (۵)

(۳) ماں ودیعت میں تعدی کرے یعنی صاحب ودیعت کی اجازت کے بغیر اسے استعمال کرے، جیسے جانور پر سواری کرے یا کپڑے کو پہن لے، تاہم اگر یہ تعدی دور ہو جائے تو پھر وہ ماں امانت کی حیثیت اختیار کر لے گا، امام شافعیؒ اور دوسرے فقہاء کے نزدیک استعمال کرنے کے بعد اب وہ بہر حال اس کا ضامن ہے، چاہے کسی آفت سادی کی وجہ سے کیوں نہ ضائع ہو جائے۔ (۶)

(۴) امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مودع ماں ودیعت کو ساتھ لے کر سفر کر سکتا ہے، گو اس سامان کو ساتھ لے جانے میں بار برداری اور اخراجات بھی پیش آئیں، صاحبین کے نزدیک اگر اس کو ساتھ لے جانے میں اخراجات وغیرہ کا مسئلہ درپیش ہو تو مال ودیعت کو ساتھ لے جانا جائز نہیں، مالکیہ، شوافع اور بلا اجازت منابہ کے نزدیک مال ودیعت کو سفر میں لے جانا درست نہیں۔ (۷)

(۵) اگر صاحب ودیعت نے اپنا مال طلب کیا اور مودع انکار کر گیا، اس کے بعد پھر وہ ودیعت کا اعتراف کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ مجھ سے وہ مال ضائع ہو گیا تو مودع کی اس بات کا اعتبار نہیں، اور اب وہ مال ودیعت کا ضامن ہوگا، کیونکہ انکار کے بعد اس کی حیثیت غاصب کی ہوگی، اور غاصب ماں مفعوب کا ضامن ہوتا ہے۔ (۸)

(۶) اگر مودع نے ماں ودیعت کو اپنے مال کے ساتھ اس

جیسے اس کا کاروباری پائٹر، یہ بھی جائز ہے، نیز اگر کسی وجہ سے مال کی حفاظت خطرہ میں پڑ جائے جیسے گگ لگ جائے، پانی میں ڈوب جانے کا خطرہ ہو، تو اس وقت مال کی حفاظت کی جو بھی امکانی تدبیر ہو جیسے پڑوسی کے پاس مال پھینک دینے میں اس کے بچے جانے کا امکان ہو، یا اور کوئی کشتی جارہی ہو اور اس کشتی سے اس کشتی میں مال پھینک دے تو یہ صورت بھی جائز ہے۔ (۱)

امین کب ضامن ہوگا اور کب نہیں؟

جیسا کہ مذکور ہوا مال ودیعت بنیادی طور پر امانت ہے، اور اگر مودع کی کسی کوتاہی اور تعدی کے بغیر ماں ضائع ہو گیا تو مودع پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں، اگرچہ بعد اور قریب قریب تمام ہی فقہاء کا اس پر اتفاق ہے، (۲) چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ امین پر ضمان نہیں، لاصمان علی مؤتمن، (۳) ہاں اگر مودع نے مال ودیعت میں کوتاہی کی یا اس کی تعدی کی وجہ سے ماں ودیعت ضائع ہو گیا تو اب یہ ماں امانت کے بجائے قابل ضمان ہو جائے گا، اور مودع کو اس کا ضمان ادا کرنا ہوگا۔

کن صورتوں میں مودع کی کوتاہی کبھی جائیگی اور اس کو ضامن قرار دیا جائے گا؟ اس سلسلہ میں فقہاء نے بعض صورتوں کی تصریح کی ہے، یہاں ان کا تذکرہ مناسب ہوگا۔

(۱) مودع ماں کی حفاظت ترک کر دے، جیسے کسی شخص کو سامان ودیعت چوری کرتے ہوئے دیکھے اور باوجود قدرت کے روکنے کی کوشش نہ کرے۔ (۴)

(۲) عادی جن لوگوں کے پاس حفاظت کے لئے ماں رکھا جاتا ہے، ان کے دوسروں کے پاس ماں رکھ دے، اگر اس

(۱) بدیع الصنائع ۲۸۹، حاشیہ ۳۸۴، ۳۳۹

(۲) المعنی ۲۰۰

(۳) مجھے نصب الرایۃ ۵۴

(۴) شرح مہذب ۱۸۰، ۱۸

(۵) ہدایہ مع الفتح ۱۶۵، شرح مہذب ۸۹، ۱۳، شرح الصغیر ۵۵۹، ۳ (۶) ہدایہ مع الفتح ۴۹۰، ۸، شرح مہذب ۱۹۵، ۱۳، الشرح الصغیر ۵۵۳

(۷) ہدایہ مع الفتح ۴۹۰، ۸، شرح مہذب ۸۹، ۱۳، المعنی ۳۹۰، ۸ (۸) ہدایہ مع الفتح ۴۹۰، ۸، الشرح الصغیر ۵۶۱، ۳

طرح ملا دیا کہ امتیاز دشوار ہو، تو اس صورت میں بھی امام ابو حنیفہؒ کے یہاں مودع بہر حال ضامن ہوگا، ضامین نے فرمایا کہ اگر مال و دیت اسی جنس کی چیز میں ملا دیا ہو جیسے: گیسوں، گیسوں میں، چاول، چاول میں، تو صاحب سامان کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو مودع سے ضمان وصول کرے یا اپنے سامان کی نسبت سے اس میں حصہ دار ہو جائے۔ (۱) شوافع کے یہاں بھی ترجیح اسی قول کو ہے جو امام ابو حنیفہؒ کا ہے، (۲) مالکیہ، حنابلہ کا بھی یہی نقطہ نظر ہے۔ (۳)

(۷) اگر صاحب و دیت نے سامان کی حفاظت میں کوئی خاص شرط لگائی ہو، مثلاً یہ کہ فلاں کمرہ میں اس کی حفاظت کی جائے یا یہ کہ بیوی کو اس کی حفاظت نہ سونپی جائے، تو یہ شرط معتبر ہوگی یا نہیں؟ اس سلسلہ میں فقہاء کے یہاں بہت سی جزئیات ملتی ہیں، کہ بعض صورتوں میں شرط معتبر ہوگی اور بعض صورتوں میں نہیں، لیکن ان سب پر غور کرنے سے جو بات سمجھ میں آتی ہے، وہ یہ کہ اگر اس کی شرط سامان کی حفاظت کے نقطہ نظر سے مفید اور با معنی ہو اور ممکن العمل بھی، تب تو یہ شرط معتبر ہوگی اور اگر مودع اس کی رعایت نہ کرے تو مودع سامان و دیت کا ضامن ہوگا ورنہ نہیں، جیسے ایک شخص نے ایک ہی مکان کے دو کمروں میں سے ایک کمرہ میں سامان کی حفاظت کرنے کی تلقین کی، حالانکہ حفاظتی نقطہ نظر سے وہ دونوں کمرے ایک ہی طرح کے ہیں، تو اس شرط کا اعتبار نہیں، اور اگر وہ کمرہ زیادہ محفوظ ہے جس کا صاحب و دیت نے ذکر کیا تھا تو پھر اس کی شرط واجب التعمیل ہوگی، علامہ بابرؒ نے اس اصول کو ان الفاظ میں واضح کیا ہے

الاصل فیہ ان الشرط ادا کاں مفیداً
والعمل بہ ممکناً وجب مراعاتہ

والمخالفۃ فیہ توجب الضمان و اذا لم
یکن مفیداً ولم یمکن العمل بہ کما فیہما
نحن فیہ یلغو (۴)

اس سلسلہ میں اصول یہ ہے کہ اگر شرط مفید اور
ممکن العمل ہو تو اس کی رعایت واجب ہے، اور
مخالفت سے ضمان واجب ہوگا، اور جب شرط
مفید نہ ہو اور نہ ممکن العمل، جیسا کہ زیر بحث مسئلہ
میں ہے تو شرط لغو ہو جائے گی۔

ریلوے، امانت گھر اور سیکل اسٹانڈ کا حکم

اگر امین، مالک مال سے معاملہ طے پاتے وقت ہی مخالفت
کی کوئی اجرت طے کر دے تو اجرت واجب ہوگی اور متعینہ اجرت
ادا کرنی ہوگی، (۵) اسی حکم میں ہمارے زمانہ میں ریلوے، امانت
گھر، اور سیکلوں کے اسٹانڈ وغیرہ میں اور از روئے شرع یہ معاملہ
اور طریقہ باردا نہیں — اس مسئلہ سے متعلق بعض تفصیلات
”امانت“ کے تحت گذر چکی ہیں۔

صاحب و دیت اور امین میں اختلاف

اصولی طور پر چونکہ مودع کی حیثیت امین کی ہے، لہذا اگر
صاحب و دیت کے پاس مودع کے جمعونے ہونے پر شہادت
موجود نہ ہو تو مال و دیت کے تلف ہو جانے کے سلسلہ میں مودع
کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہوگی، نیز اگر مودع دعویٰ کرتا ہو کہ اس
نے مال و دیت واپس کر دیا ہے اور صاحب و دیت کو اس سے
انکار ہو جب بھی قسم کے ساتھ مودع ہی کی بات معتبر ہوگی، علامہ
ابن قدامہؒ نے اس پر قریب قریب فقہاء کا اتفاق نقل کیا ہے۔ (۶)

(۲) شرح مہذب ۱۲/۱۹۰

(۳) عیالہ مع الفتح ۵۵۸-۵۶۳

(۵) خلاصۃ القدوی ۲۸۹/۴، دیت کے اکثر مسائل فقہاء کے درمیان مشق علیہ ہیں، (ملاحظہ ہو رحمۃ الامة ۲۱۴ مکتبہ سودیہ)

(۶) المعنی ۲۰۹/۲

(۱) حدیث مع الفتح ۲۸۸/۸

(۳) المعنی ۳۰۱/۶، الشرح الصغیر ۵۵۴/۳

ان میں سب سے بڑا پیمانہ ”وسق“ کہلاتا تھا، اس پر سبوں کا اتفاق ہے کہ ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوا کرتا تھا، اور یہ بات بھی متفق علیہ ہے کہ ایک صاع چارہ کا ہوتا ہے، مگر مد کی مقدار میں عراق اور حجاز کے اہل علم کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے، سماء عراق کے نزدیک ایک دورطل کا ہوتا ہے، اور علماء حجاز کے نزدیک ایک مد ۱-۱۳۰ رطل کا، اس طرح حنفیہ کے نزدیک ایک صاع آنھ رطل کا ہوا اور فقہاء حجاز کے نزدیک ایک صاع ۵-۳۱ رطل کے برابر، بعض محققین کا خیال ہے کہ یہ اختلاف محض لفظی ہے، کیونکہ اہل عراق کے یہاں رطل چھوٹا ہوتا تھا اور اہل حجاز کے یہاں بڑا، مگر اس تفاوت کو ملحوظ رکھ جائے تو دونوں ہم وزن یا قریب الوزن ہوتے ہیں۔ (صاع کے تحت اس کا ذکر چکا ہے)

جدید اوزان میں صاع کی مقدار متعین کرنے کیلئے مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے درہم اور مثقال دونوں طرح صاع کا حساب لگایا ہے، مثقال کے حساب سے ایک صاع تین سیر چھ چھٹانک، اور درہم کے لحاظ سے تین سیر چھ چھٹانک تین تیرہ کے برابر ہوگا، چنانچہ مفتی صاحب کے نزدیک ۸۰ تولہ کے سیر سے بہ حساب درہم ایک وسق پانچ من ڈھائی سیر اور مثقال کے حساب سے ایک وسق کی مقدار پانچ من پونے پانچ سیر ہوتی ہے، (۲) مولانا عبدالصمد رحمانی در مولانا عبداللہ فرنگی مکی کے یہاں عام علماء ہند کے مقابلہ میں ہندوستانی اوزان میں صاع کی مقدار دو سیر چھ چھٹانک، لہذا ایک وسق کی مقدار اٹھارہ من تین سیر ہوتی ہے۔ (۵)

زیادہ تر اہل علم کی تحقیق وہی ہے جو مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی ہے، اور یہ تحقیق عرب علماء کی تحقیق سے بھی قریب ہے، چنانچہ ڈاکٹر وہبہ زحلی کے نزدیک ایک وسق ایک سو تیس کلوچھ سو گرام ہے، (۶)

اگر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں نے تم سے ایک ہزار روپے بطور ودیعت لئے تھے، دوسرے نے کہا نہیں، بلکہ تم نے قرض کے طور پر یہ تھا، تو اسے ودیعت ہی سمجھا جائے گا نہ کہ قرض، (۱) فقہاء نے صاحب ودیعت اور مودع کے درمیان اختلاف دعویٰ کی مختلف جزئیات ذکر کی ہیں، (۲) بنیادی طور پر یہ جزئیات اس اصل پر مبنی ہیں کہ اصل بری اندمہ ہوتا ہے، لہذا اگر ایک شخص بری ہونے کا مدعی ہو اور دوسرا اس کے خداف دعویٰ کرتا ہو، گواہان کسی فریق کے پاس موجود نہ ہوں تو اس فریق کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہوگی، جو بری الذمہ ہونے کا مدعی ہو۔

وسق

”وسق“ ”د“ پر زبر اور ”ر“ ساکن، یہ ایک زرد رنگ کا پودا ہوتا ہے، جس سے کپڑے وغیرہ رنگے جاتے ہیں، اور اس کا سفوف غالباً چہرے پر لگایا جاتا ہے۔ (۳)

وسطی

”وسطی“ کے معنی درمیانی شئی کے ہیں، اللہ تعالیٰ نے نمازوں کے ساتھ خاص طور پر درمیانی نماز (صلوۃ وسطی) کی تاکید فرمائی ہے، حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی (بقرہ ۲۳۸) ارشاد باری میں صلوۃ وسطی سے کون سی نماز مراد ہے؟ اس سلسلہ میں مختلف اقوال ہیں، لیکن راجح قول یہ ہے کہ اس سے مراد ”نماز عصر“ ہے، حدیث اسی کی تائید ہوتی ہے، تفصیل کے لئے ”شروع حدیث“ سے مراجعت کی جاسکتی ہے۔

وسق

غرب میں اجناس وغیرہ کے تاپنے کے لئے جو پکانے تھے

(۱) دیکھئے حوالہ سابق الفصل الخامس بین الاختلاف فی المودع و المودع، ہندہ ۳۵۱، ۳

(۱) خلاصہ فتاویٰ ۳۸۸/۳

(۲) الارذل المحمودۃ ۷۹

(۳) تحریر التنبیہ ۲۶

(۶) فقہ الاسلامی وأدبہ ۸۶

(۵) کتاب، عشر وبرکوة ۴۷

دوسرے عرب اہل علم کی رائے بھی اسی سے قریب ہے۔

وسم

عربی زبان میں "وسمہ" کے معنی علامت کے ہیں، اسی سے "وسم" کا لفظ ہے، گویا دسم کے معنی عدم مت لگانے کے ہیں، قدیم زمانہ میں عام طور پر جانوروں کو علامت کے بطور داغ دیا جاتا تھا، اور اسی داغ سے ان کو پہچانا جاتا تھا، اس طرح "وسم" کا لفظ داغنے کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے چہرہ داغنے اور چہرہ پر مارنے سے منع فرمایا، (۱) نیز حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ پر ایک گدھا کا گدہ رہا جس کے چہرہ کو داغنا گیا تھا، تو آپ ﷺ نے داغنے والے پر اللہ کی لعنت بھیجی (۲) اسی لئے اس بات پر تو فقہاء کا اتفاق ہے کہ انسان کے جسم کو داغنا چہرہ ہو یا جسم کا کوئی اور حصہ، حرام ہے، اس پر بھی اتفاق ہے کہ حیوانات کے بھی چہرہ کو داغنا جائز نہیں، لہذا بطور علامت کے چہرہ کے علاوہ حیوان کے کسی اور حصہ جسم کو داغنے کا کیا حکم ہے؟ اس میں اختلاف ہے، امام شافعی اور اکثر فقہاء کے نزدیک اس کی اجازت ہے، پھر اس میں یہ تفصیل ہے کہ زکوٰۃ اور جزیہ کے جانور میں تو ایسا کرنا مستحب ہے تاکہ ان کے معرف کو جاننا اور امتیاز کرنا آسان ہو، دوسرے جانوروں میں محض جائز ہے، پھر یہ تفصیل بھی آئی ہے کہ جانور کی قوت برداشت کے لحاظ سے داغنا جائے، اونٹ سے ہلکے طور پر گائے بیل کو اور اس سے بھی ہلکا بکرا اور اس کے جسم کے جانور کو (۳) — امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب ہے کہ جانوروں کو داغنا مکروہ ہے، لیکن اصل میں امام صاحب کی یہ رائے اپنے زمانہ کے احوال پر مبنی ہے، امام صاحب نے یہ کیفیت دیکھی کہ بعض لوگ اس

عمل میں تکلیف دہ حد تک مبالغہ سے کام لیتے ہیں، جو جانور کے لئے ناحق یزاء کا باعث ہے، غالباً اسی نے امام صاحب نے اس سے انکار فرمایا۔ واللہ اعلم

وسوسہ

"وسواس" کے معنی شیطان اور زیور کی آواز وغیرہ کے ہیں، اسی سے "وسوسہ" ماخوذ ہے، نفس اور شیطان کی جانب سے آنے والے ایسے خیال کو کہتے ہیں جس میں کوئی نفع اور خیر نہ ہو، (۴) حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے کی کیفیت شیطان کی طرف سے ہوتی ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وضوء کے لئے "ولہان" نامی ایک شیطان ہے، جو وضوء کی بابت آدمی کو دوسرے میں مبتلا کرتا رہتا ہے، اس لئے پانی کے دوسرے سے بچو، طهتوا وسواس الماء (۵) مطلب یہ ہے کہ بعض دفعہ آدمی وضوء کرتا جاتا ہے، اور اسے اطمینان ہی نہیں ہوتا کہ اس کا وضوء درست ہو پایا، ایک ہی وضوء کو مقدار سنت سے زیادہ بار بار دھوتا ہے، تو ایسے دوسرے سے خود کو بچانا چاہئے، اور ایک دفعہ وضوء کرنے کے بعد یا مستنون طریقہ پر اعضاء وضوء کو دھونے کے بعد اگر بار بار طبیعت میں یہ خیال بھی پیدا ہو کہ شاید فلاں حصہ خشک رہ گیا ہوگا، تو اس کی طرف توجہ نہ دینی چاہئے، کیونکہ یہ انسان کے ذوق احتیاط کے ساتھ شیطان کا کھلاڑ ہے۔

بعض حضرات کو استنجاء کے بعد بھی کسی معقول دلیل کے بغیر یہ وہم ہوتا رہتا ہے کہ شاید س کو پیشاب کے کچھ قطرات بعد میں نکل آئے ہوں، پانی سے استنجاء کرنے کی صورت میں اعضاء کی تروٹ سے اس حصہ کے کپڑے میں بھی کچھ نہ کچھ نمی آ جاتی ہے، یہ شکی طبیعت کے حامل لوگوں کے دوسرے کو اور تقویت پہنچاتی ہے، اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب وضوء کرو، تو جسم کے اس حصہ

(۲) حوالہ سابق

(۳) القاموس المحيط ۷/۸

(۱) مسلم ۲۰۳۲

(۳) شرح بروی عی مسلم ۲۰۳۲

(۵) برمدی، حدیث نمبر ۵۷

کے ذریعہ جسم کے کسی حصہ میں باریک سوراخ کیا جاتا پھر اس پر سرمہ یا کوئی رنگین چیز لگادی جاتی، اس طرح سیاہ یا کسی اور رنگ کے نقطے ابھرتے، اس کو حسن میں اضافہ کا باعث سمجھا جاتا تھا، اب بھی بعض قبائل اور اقوام میں اس کا رواج ہے، اسی کو عربی میں ”وشم“ کہتے ہیں۔ (۷)

آپ ﷺ نے گودنے والی عورت پر بھی لعنت بھیجی ہے، اور گودنے والی پر بھی لعن اللہ الواسعة والمستوشمة، (۸) بعض لوگوں نے اس حدیث کو کراہت تزیینی پر محمول کیا ہے، لیکن اس کا نادرست ہونا ظاہر ہے، اسی لئے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ حرام ہونے کی دلیل ہے۔ (۹)

وصال

فقہاء کے یہاں یہ اصطلاح روزہ کے سلسلہ میں استعمال ہوئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے صوم وصال سے منع فرمایا ہے، (۱۰) صوم وصال سے مراد یہ ہے کہ غروب آفتاب کے بعد بھی روزہ افطار نہ کیا جائے، بلکہ شب میں بھی آدمی بھوکا رہے، یہاں تک کہ آج کے روزہ سے کل کے روزہ کو ملادے، حتیٰ یصل صوم لغد مالا ماس (۱۱)۔ اس طرح روزہ رکھنا رسول اللہ ﷺ کے لئے جائز تھا، اور اُمت کے لئے مکروہ ہے۔ (۱۲)

وصف

کسی جوہر یعنی ٹھوس مادی شئی سے متعلق کیفیت کو ”وصف“

پر پانی کا چھڑکاؤ کر یا کرو ”ادانوصات لمانضح“ (۱) کا اگر تراوٹ کی وجہ سے شک پیدا ہوتا ہو تو یہ چھڑکاؤ شک کو دور کرنے میں معاون ہوگا، ورنہ اس طرف جائے گا کہ یہ پانی کی تراوٹ ہے نہ کہ پیشاب کی

شیطان کو وضوء سے ریہ دو چھپی مہر سے ہے کہ کیوں کرایک عابد کو پریشان کیا جائے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے تو اس پر اشتباہ پیدا کرتا ہے، یہاں تک کہ اسے پتہ نہیں چلا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی؟ تو جب تم میں سے کوئی ایسا محسوس کرے تو چاہئے کہ بیٹھی ہوئی حالت میں دو بجہ کر لے، (۲) یعنی بجہ سہو کر لے۔

وشم

”وشم“ کے معنی دانتوں کو گھس کر باریک کرنے کے ہیں، سن رسیدہ خواتین اپنی کم عمری کے اظہار کیلئے دانتوں کو باریک بنایا کرتی تھیں، (۳) پیغمبر اسلام ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، (۴) بعض روایتوں میں یہ کرنے والی خواتین کے لئے ”المتصلحات للحمس“ کا غلط استعمال ہوا ہے، (۵) اور آپ ﷺ نے اس پر لعنت فرمائی ہے، (۶) اس لئے محض جذبہ حسن آرائی کے تحت ایسا کرنا جائز نہیں۔

وشم

عورتوں میں ایک قدیم فیشن جسم کو گودنے کا رہا ہے، یعنی سوئی

(۱) بروندی حدیث نمبر ۵۰

(۳) بیہقہ ۸۹۰۵

(۵) بحاری وضع بخاری ۳۸۴۸۵/۱۰

(۷) بیہقہ ۱۹۰۵

(۹) فتح الباری ۳۹۰۰

(۱۱) مرقی مغلج علی ہدیس الطحاوی ۳۵

(۲) ترمذی حدیث نمبر ۳۹۷

(۳) سنن میں ماؤر مع سن المجہود ۳۵/۵

(۴) حوالہ سابق

(۶) بخاری مع الفتح ۳۸۷۰۰

(۸) بخاری حدیث نمبر ۸۶۱ باب الوصال

(۱۲) مرقی مغلج علی ہدیس طحاوی ۳۵

ایجاب وقبول

وصی بنانے کے لئے کوئی بھی ایسی تعبیر اختیار کی جاسکتی ہے جو اس مفہوم کو واضح کرتی ہو، جیسے یوں کہے: تم میرے وصی ہو، تم میرے مال میں وصی ہو، میں نے موت کے بعد اپنی اولاد تمہارے حوالہ کی، میری موت کے بعد تم میری اولاد کی نگرانی کرنا، تم میری موت کے بعد میرے وکیل ہو، وغیرہ، (۴)۔ حنفیہ کے نزدیک اگر کسی ایک کام میں بھی وصی بنایا تو وہ تمام ہی نوع کے کاموں میں وصی سمجھ جائے گا، (۵) شوافع اور حنابلہ کے نزدیک جس شخص کو کسی خاص شعبہ میں وصی بنایا گیا ہو، وہ صرف اسی شعبہ میں وصی ہوگا، یہ ممکن ہے کہ کسی کو سامان وصیت کی تقسیم کا وصی بنایا جائے، کسی کو ذین کی ادائیگی کا اور کسی کو بچوں کی نگہداشت کا، ایسی صورت میں جس کو جو ذمہ داری سونپی گئی ہے اس کا دائرہ اختیار اسی شعبہ تک محدود رہے گا، (۶) امام محمدؒ کی رائے بھی وہی ہے جو حنابلہ اور شوافع کا ہے۔ (۷)

وصیت کے لئے ضروری ہے کہ جس شخص کو وصی بنایا گیا ہے وہ اس ذمہ داری کو قبول بھی کر لے، اگر اس نے قبول نہیں کیا، تو وصیت رد ہو جائے گی، اگر خاموشی اختیار کر لی، تو یہ قبول کرنا تصور نہیں ہوگا، تاہم اگر زندگی میں کسی شخص نے قیوں کر لیا تو وصی بنانے والے کی موت کے بعد وہ اس ذمہ داری کو رد نہیں کر سکتا، اور اس ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہو سکتا، (۸) ہاں اگر وصی بنائے جانے کے وقت ہی وصی سے یہ بات ہو گئی تھی کہ وہ جب بھی چاہے اس ذمہ داری سے سبکار ہو سکتا ہے، تو اب سے سبکار ہونے کا حق ہوگا۔ (۹)

کہتے ہیں، جیسے سرفی، سفیدی، لہائی، چوڑائی، فقہاء کی اصطلاح میں ”وصف“ وہ معنی ہے جو کسی شئی کے تابع ہو اور اس کا عدادہ اور مستقل وجود نہ ہو، یا ایک کون تابعا لشیئ غیر منفصل عنہ۔ (۱) وصف کو مطلوب ہوتا ہے، بلکہ ذات سے بڑھ کر مطلوب ہوتا ہے، لیکن خرید و فروخت میں قیمت کا تقابل اصل سے ہوتا ہے نہ کہ وصف سے، یعنی فروخت کرنے والے نے بیع میں جس وصف کا ذکر کیا تھا اگر وہ نہ پائی جائے تو خریدار کو حق ہے کہ اس معاہدہ کو رد کر دے، لیکن اس کی وجہ سے وہ قیمت میں کچھ کمی نہیں کر سکتا، الوصف لا یقابلہ شیئ من الثمن - (۲)

وصل

وصل کے معنی بال جوڑنے کے ہیں، اپنے پاں کے ساتھ دوسرے انسانی یا حیوانی یا مصنوعی بال جوڑنے کا کیا حکم ہے؟ اس پر ”شعر“ کے تحت گفتگو ہو چکی ہے۔

وصی

”وصی“ اس شخص کو کہتے ہیں جس کو کوئی شخص اپنی موت کے بعد اپنے مال کی نگرانی اور تابع اولاد سے متعلق ذمہ داریوں کی انجام دہی کے لئے نگران مقرر کرے، گویا اس کی حیثیت ”وصی“ بنانے والے کے تابع اور قائم مقام کی ہوتی ہے، (۳) جو شخص وصی بنائے اس کو ”موصی“ کہتے ہیں، اور جس شخص کو نگرانی کی اس ذمہ داری پر مامور کیا جائے اسے ”وصی“ بھی کہا جاتا ہے، اور ”موصی الیہ“ بھی۔

(۱) قواعد الفقہ ۵۴۲، (مرآۃ العیون الاحسن مجددی)

(۲) ہدایہ ۷/۳

(۳) حوائج السیو

(۶) المعنی ۱۳۲/۶

(۸) ہندیہ ۱۳۷/۶

(۳) رد المحتار ۴/۵

(۵) حوائج السیو

(۷) ہندیہ ۳۹۶

(۹) حوائج السیو

ایک سے زیادہ وصی کا تقرر

یہ بات بھی درست ہے کہ ایک سے زیادہ وصی مقرر کئے جائیں اسکی صورت میں یہ بات ضروری ہوگی کہ جو بھی تصرف کرے دونوں مل کر کریں، البتہ میت کی تجہیز و تکفین، دین کی ادائیگی، میت کی وصیت کی تنفیذ، امانتوں کی واپسی، میت کے حقوق کے سسد میں عقد، ست کی پیروی، نابالغ بچے کے لئے ہر یہ قبول کرنا اور کسی چیز کی فروخت جن کو زیادہ دنوں نہیں رکھا جاسکتا اور اگر رکھا جائے تو ان کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو اور اس طرح کی بعض اور چیزوں کو اس سے مستثنیٰ کیا گیا ہے، ان امور کو کوئی ایک وصی بھی انجام دے سکتا ہے۔ (۱)

وصی کے لئے مطلوبہ اوصاف

وصی ایسے شخص کو بنایا جاسکتا ہے، جو عاقل و بالغ ہو، اگر نابالغ بچے یا قاتر العقل شخص کو وصی بنائے تو درست نہیں، (۲) دوسرے کے غلام اور کافر نیز فاسق کو بھی وصی بنانا درست نہیں، اگر ایسے شخص کو وصی بنادیا تو قاضی ان کی جگہ دوسرے مناسب شخص کو مقرر کرے گا، ہاں اگر نابالغ کو وصی مقرر کیا اور بالغ ہو گیا یا کافر تھا مسلمان ہو گیا، یا فاسق تھا اور وہ فسق سے تائب ہو گیا، یا غلام تھا اور آزاد کر دیا گیا، تو قاضی کو چاہئے کہ ان لوگوں کو — بشرطیکہ یہ امانت دار ہوں — اس ذمہ داری پر برقرار رکھے۔ (۳)

وصی کی معزولی یا اس کے لئے معاون کا تقرر

جس شخص کو متوفی نے وصی مقرر کیا ہے، اگر وہ اپنے فرائض انجام دینے سے قاصر ہو، تو قاضی اس کے لئے کسی اور شخص کو

معاون مقرر کر دے، اور اگر وہ بالکل ہی معذور ہو گیا ہو تو قاضی اسے معزول کر کے اس کی جگہ دوسرے شخص کا تقرر کر سکتا ہے، (۴) اسی طرح وصی قاتر العقل ہو جائے، تب بھی قاضی کو اس کی جگہ کسی اور شخص کو وصی مقرر کر دینا چاہئے، تاہم اگر قاضی نے اسے معزول نہیں کیا اور وہ دوبارہ صحت مند ہو گیا تو وہ اپنی ذمہ داری پر برقرار رہے گا۔ (۵)

اگر وصی اپنے فرائض کو انجام دینے کا اہل تھا، اس کے باوجود قاضی نے اس کو معزول کر دیا تو گو قاضی گنہگار ہوگا، لیکن قاضی کا فیصلہ نافذ ہوگا، لیکن متاخرین خاص کر صاحب جامع الفصولین کا خیال ہے کہ چونکہ اس زمانہ میں قاضی کی دیانت قابلِ بھروسہ نہیں، اس لئے وصی باوجود قاضی کے فیصلہ کے اپنی ذمہ داری سے معزول نہیں ہوگا، ہاں اگر وصی خیانت کا مرتکب ہو تو اس کو معزول کرنا واجب ہے، یہاں تک کہ اگر خود باپ اپنے نابالغ بچوں کے ماں میں اسراف اور فضول خرچی سے کام لیتا ہو تو قاضی باپ سے ان بچوں کا ماں لے کر کسی اور شخص کو وصی مقرر کر کے اس کے حوالہ کر دے گا۔ (۶)

عورت یا نابالغ شخص کو وصی بنایا جاسکتا ہے، (۷) یہی رائے مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کی بھی ہے۔ (۸)

وصی کے تصرفات

وصی کے لئے نابالغ کا منقولہ ماں کسی اور شخص سے بیچنا یا اس کے لئے خریدنا جائز ہے، بشرطیکہ ناقابل قیاس حد تک کم قیمت میں بیچا یا زیادہ قیمت میں خریدا نہ گیا ہو، اگر اتنی زیادہ یا کم قیمت لگائی گئی ہو، جس کا دھوکہ لوگوں کو نہیں ہوتا، تو یہ خرید و فروخت نافذ نہیں ہوگی،

(۲) ہند ۶/۳۸

(۳) بر مختار ۴۹/۵ ۳۳۸

(۴) رد المحتار ۴۹/۵ ۳۳۹

(۸) المعنی ۱۳۴/۶

(۱) ہند ۶/۱۳۹

(۳) بر مختار ۴۹/۵ ۳۳۸

(۵) رد المحتار ۴۹/۵ ۳۳۹

(۷) ہند ۶/۱۳۸

قاضی کے مقرر کئے ہوئے وصی کو اس یتیم کا مال خود خرید کر نایا خود اپنا مال اس یتیم سے فروخت کرنا جائز نہیں، البتہ باپ کی طرف سے مقرر کیا ہوا وصی ایسی قیمت میں خرید و فروخت کر سکتا ہے، جس میں بظاہر اس یتیم کا فائدہ ہو، صاحبین کے نزدیک اس وصی کے لئے بھی اپنے سے خرید و فروخت مطلق جائز نہیں، باپ نابالغ بچے کا مال مناسب مروجہ قیمت میں فروخت کر سکتا ہے، اگر مناسب سے زیادہ قیمت لگا کر س بچے کے لئے اپنا مال خرید کرے یا کم قیمت لگا کر اپنے آپ سے فروخت کرے، لیکن قیمت میں معمولی درجے کی کمی بیشی ہو، ایسی معمولی کہ جس میں دھوکہ کھانا قرین قیاس ہو تو یہ بھی درست ہے۔ (۱)

نابالغ کی غیر منقولہ جائیداد وصی کچھ شرطوں کے ساتھ فروخت کر سکتا ہے اور وہ یہ کہ اپنے آپ کے ہاتھ فروخت نہ کرے بلکہ کسی اجنبی سے فروخت کرے اور عام نرخ سے زیادہ قیمت پر فروخت کرے، پھر یہ فروخت کرنا اس لئے ہو کہ خود اس نابالغ کے نفقہ کے لئے ضرورت ہو یا متوفی کا دین ادا کرنا مقصود ہو، یا اس نے اپنی جائیداد کا ایک مناسب حصہ جیسے تہائی، چوتھائی کی وصیت کی ہو، (جس کو اصطلاح میں وصیت مرسلہ کہتے ہیں) اس کو نافذ کرنا مقصود ہو، یا اس جائیداد کے اخراجات اس کی آمدنی سے زیادہ نہ ہوں یا اس کے برآمد ہو جانے کا اندیشہ ہو، یا اس میں تغلب کا اندیشہ ہو، ایسی صورتوں میں وصی نابالغ کی غیر منقولہ جائیداد کو فروخت کر سکتا ہے، بشرطیکہ وہ باپ، دادا یا قاضی کی طرف سے وصی مقرر کیا گیا ہو۔ (۲)

وصی یتیم کے لئے خود اس کے مال سے تجارت کر سکتا ہے، اپنے لئے نہیں کر سکتا اگر خود اپنے لئے تجارت کرے اور اس میں نفع

ہو تو وہ یتیم کے لئے اصل سرمایہ کا ضامن ہوگا اور نفع اس کے لئے حلال نہ ہوگا، نفع کا صدقہ کر دینا واجب ہوگا، وصی کو اس کا حق ہوگا کہ یتیم کے مال کو مضاربت پر لگائے یا اس کا مال کسی اور کے ساتھ شرکت میں لگائے، (۳) وصی نابالغ بچے کو کسی جائز کام میں اجرت پر رکھ سکتا ہے، یتیم کی خدمت کے لئے کسی کو اجیر رکھ سکتا ہے، بشرطیکہ اجرت ناقابل قیاس حد تک زیادہ نہ ہو، اگر نابالغ کا مکان کسی شخص کو مناسب سے بہت کم کرایہ پر دے تب بھی کرایہ دار پر مناسب مروجہ اجرت واجب ہوگی، وصی یتیم کا مال کسی کو بیعوض یا بلا عوض بہہ نہیں کر سکتا، (۴) یتیم کی زمین بھائی پر دے سکتا ہے، بشرطیکہ اس میں یتیم کا مفاد ہو، اگر یتیم پر قربانی اور صدقہ الفطر واجب ہوئی ہو تو وصی اس کی طرف سے صدقہ الفطر ادا کرے گا اور قربانی کرے گا، وصی کو اس بات کا حق حاصل نہیں کہ متوفی کا پورا دین یا اس کا کچھ حصہ معاف کرے، یا اس کے لئے مہلت دیدے، (۵) یتیم کی جان و مال کے تحفظ اور رفع غلم کے لئے اگر وصی کو کچھ خرچ کرنا پڑے تو جائز ہے، یتیم کی تعلیم و تربیت پر اس کے پیسے خرچ کئے جاسکتے ہیں، وصی کے لئے مناسب نہیں کہ یتیم پر اس کے خرچ کرنے میں اسراف سے کام لے یا اس کے ساتھ تنگی کا برتاؤ روا رکھے، البتہ اس پر فراخی کے ساتھ خرچ کرے، اور اس کے حالات کی رعایت کو ملحوظ رکھے۔ (۶)

وصی گراہنے زیر نگرانی یتیم کے کام سے کہیں جائے تو اس کے لئے سفر اور خورد و نوش کے ضروری اخراجات لینا جائز ہے، تاہم اس سے بھی احتساب بہتر ہے، (۷) خفیہ کے نزدیک خود وصی بھی دوسرے کو وصی نامزد کر سکتا ہے، (۸) مالکیہ کی بھی یہی رائے ہے، شافعی اور حنابلہ کے نزدیک وصی کو وصی مقرر کرنے کا حق نہیں، (۹) بچے کے

(۲) درمختار ورد المحتار ۳۵۴/۵

(۳) حوالہ سابق ۱۳۸/۶

(۴) حوالہ سابق ۱۵۷/۶

(۸) رد المحتار ۳۶۱/۵

(۱) درمختار ۳۵۴/۵

(۳) ہندہ ۴۷/۲

(۵) حوالہ سابق ۱۳۹/۶

(۷) حوالہ سابق

(۹) فقہ لاسلامی وادئہ ۳۳۸

ہو تو ضروری ہے کہ وہ اپنا استعفیٰ قاضی کے سامنے پیش کرے، اگر قاضی محسوس کرتا ہے کہ یہ شخص امانت دار اور اپنے فرائض کی ادائیگی پر قادر ہے تو اسے چاہئے کہ اس کا استعفیٰ قبول نہ کرے اور اگر قاضی محسوس کرے کہ وہی کثرت مشاغل یا دوسری وجوہ سے اس ذمہ داری کو انجام نہیں دے سکتا یہ وہ اس میں کوتاہی کا مرکب ہو سکتا ہے تو اس کا استعفیٰ قبول کر لے۔

(۴) وصی کی وفات یا اس کا فترہ اعتقل ہو جانا یا فسخ کا مرکب ہونا یا مرتد ہو جانا بھی ان اسباب میں سے ہے جن کی وجوہ سے وصی کو اس ذمہ داری سے معزول کر دیا جائے گا۔

(۵) منشاء وصیت کی تکمیل کے بعد بھی وصی اپنے عہدہ پر باقی نہیں رہے گا، مثلاً اسے متوفی نے قرض کی ادائیگی کا ذمہ دار بنایا تھا اور وصی نے قرض ادا کر دیا، نابالغ بچوں کی نگہداشت کا ذمہ دار بنایا تھا، بچے بالغ ہو گئے تو اب چونکہ منشاء وصیت پورا ہو چکا اس لئے اب وہ وصی باقی نہیں رہے گا۔ (۳)

وصیت

”وصی“ کے اصل معنی عہدہ بننے کے ہیں، اسی سے وصیت کا لفظ ہے، (۴) فقہ کی اصطلاح میں بطور تصریح و حسن کے کسی سامان یا اس سے نفع اٹھانے کا مالک بنادینے کو ”ایضاء“ یا ”وصیت“ کہتے ہیں، (۵) عہدہ و عاریت، بیع و اجارہ اور وصیت میں یہ فرق ہے کہ عہدہ میں اصل شئی کا اور عاریت میں اس کے نفع کا زندگی میں، مالک بنایا جاتا ہے نہ کہ موت کے بعد، بیع و اجارہ بھی زندگی ہی سے متعلق ہے، نیز بیع میں اصل شئی کا اور اجارہ میں اس کے نفع کا عوض وصول کیا جاتا ہے، محض تصریح مقصود نہیں ہوتا، وصیت کرنے والے کو

بالغ ہونے کے بعد اس کو اس کا مال حوالہ کرنا چاہئے، اگر بالغ ہونے سے پہلے ہی وصی نے اس کو اس کا مال حوالہ کر دیا اور بچوں سے مال ضائع ہو گیا تو وہ ضامن ہوگا، صامنین کی رائے پر اگر بچے بالغ ہو گئے، لیکن ان میں معاملہ فہمی (رشد) پیدا نہیں ہوئی تب بھی وصی اس کو مال حوالہ نہ کرے، اگر حوالہ کیا اور مال ان کے ہاتھوں ضائع ہو گیا تو وصی اس کا ضامن ہوگا، امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جب کسی انسان کی عمر پچیس برس ہو جائے تو بہر حال اس کو اس کا مال حوالہ کر دیا جائے۔ (۱)

یتیم کے مال سے اجرت نگرانی

اصل میں تو وصی کا کام فی سبیل اللہ ہونا چاہئے، نہ کہ اجرت پر، لیکن اگر وصی محتاج اور ضرورت مند ہو، تو بقدر حاجت یتیم کے مال میں سے خورد و نوش کی گنجائش ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَمِنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ (نساء، ۴)

جو محتاج ہو وہ معروف طریقہ پر کھائے۔

البتہ اگر وصی کی اجرت متعین کر دی گئی ہو تو متعینہ اجرت اس کے مال میں سے لے سکتا ہے۔ (۲)

وصی کی اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوشی

وصی کی اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونے کی چند صورتیں ہیں

(۱) موصی اسے ذمہ داری سے سبکدوش کر دے، اس لئے کہ اس کی حیثیت موصی کے ذکیل کی ہے اور موکل کو حق ہے کہ وہ جب چاہے مکمل کو معزول کر دے۔

(۲) قاضی وصی کے اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں عاجز ہونے یا اس کی خیانت کی وجہ سے اس کو معزول کر دے۔

(۳) وصی خود سبکدوش ہونا چاہے اور موصی کا انتقال ہو چکا

(۲) بر محذور والمحتقر ۳۶۳/۵

(۳) القاموس المحيط ۱۷۳۱

(۱) حوالہ سابق ۱۳۵/۸

(۲) الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳۹/۸

(۵) ہندہ ۹۰/۱

”موسیٰ“ جس کے حق میں وصیت کی جائے اس کو ”موسیٰ لہ“ اور جس چیز کی وصیت کی جائے اس کو ”موسیٰ بہ“ کہا جاتا ہے۔

وصیت کے بارے میں اسلامی مزاج

وصیت کا تصور زمانہ قدیم سے ہے، اسلام سے پہلے اکثر مذاہب اور انہیں میں وصیت کی بے قید اجازت تھی، اس کا نتیجہ یہ تھا کہ غیر منصف مزاج لوگ اپنے اصل ورثہ کو محروم کر دیتے تھے، یا ان کے لئے اپنی جائیداد کا بہت معمولی حصہ چھوڑ جاتے تھے، اور محض شہرت و نامورئی کے جذبہ سے اپنی پوری دولت یا اس کے بڑے حصے کی دوسروں کے لئے وصیت کر جاتے تھے، یا خود اپنے ہی ورثہ میں کسی کے لئے وصیت کر جاتے اور کسی کو محروم کر دیتے، اسلام نے وصیت کی گنجائش باقی رکھی کہ انسان اس کو اپنے لئے زاد آخرت بنائے، اور اس کے ذریعہ سماج میں رذیہ کا انجام پائیں، کیونکہ انسان زندگی میں اپنی امکانی ضروریات کے پیش نظر چاہتا ہے کہ اپنی دولت کے کسی حصے سے محروم نہ ہو، وصیت کے ذریعہ یہ سہہ رکھ رہا گیا کہ وہ اپنی موت کے بعد اپنی دوست کا کچھ حصہ صدقہ کی اور خیر کے کاموں میں استعمال کر سکے، لیکن وصیت کے نامنصفانہ طریقہ کو منع فرمادیا گیا، اسی لئے ایک تہائی سے زیادہ متروکہ میں وصیت کی اجازت نہیں دی گئی، اور اس بات کو بھی جائز قرار نہیں دیا گیا کہ کسی وارث کے لئے وصیت کی جائے تاکہ نہ ورثہ محروم کئے جاسکیں اور نہ ان کے ساتھ نامنصفانہ اور نامساویانہ سلوک روا رکھ جاسکے۔

وصیت کی مشروعیت

وصیت کا مشروع ہونا کتاب و سنت اور اجماع امت سے

ثابت ہے، قرآن مجید نے متعدد مواقع پر وصیت کا ذکر فرمایا ہے، (البقرہ ۱۸۰، النور ۱) — حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دو تہائی مال وصیت کرنے کی اجازت چاہی، لیکن آپ ﷺ نے زیادہ سے زیادہ ایک تہائی کی وصیت کی اجازت مرحمت فرمائی، اور ارشاد فرمایا الثلث والثلث کثیر، (۱) نیز حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اگر کسی مسلمان کے پاس کچھ ہو اور وہ اس میں وصیت کرنا چاہتا ہو، تو دو شب بھی ایسی نہیں گزرنی چاہئے کہ اس کا وصیت نامہ اس کے پاس موجود نہ رہے، (۲) چنانچہ علامہ کاسانی اور ابن قدامہؒ نے اس پر عطاء امت کا اجماع نقل کیا ہے۔ (۳)

حکم کے اعتبار سے وصیت کی چار قسمیں ہیں

حکم کے اعتبار سے وصیت کی چار قسمیں ہیں واجب، مستحب، مباح، مکروہ، اگر متوفی کے پاس کسی کی امانت ہو، کسی کا دین باقی ہو جو ورثہ کو معلوم نہ ہو، زکوٰۃ و کفارات اور نماز روزے کا فدیہ باقی ہو، حج باوجود فرض ہونے کے نہ کر پایا ہو، تو ان کی وصیت واجب ہے، بعض حضرات کا خیال ہے، کہ حقوق الناس سے متعلق وجہات کی وصیت واجب ہے، و حقوق اللہ سے متعلق وصیت مستحب ہے، یہ صاحب فقہ کی رائے ہے، لیکن کاسانی اور حاکمی نے دونوں ہی کو واجب قرار دیا ہے، و یہی زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے، ایسے قرباء کے لئے جو محتاج و ضرورت مند نہ ہوں مباح ہے، اور اہل فقر و معصیت کے لئے وصیت کرنا مکراہ۔ (۴)

بہر حال ایسی وصیت جس سے حقیقی ورثہ کو نقصان پہنچ جائے، شریعت میں ناپسندیدہ ہے، اس لئے جس کے پاس کم مال ہو یا

(۱) ترمذی شریف ۳۲۲، مسلم شریف ۳۹۲-۳۹۱، سنن ماجہ ۹۴۲، بیہقی ۲۸۳

(۲) بدائع الصنائع ۳۳۰/۷، المعنی ۵۵۶/۶

(۳) بیہقی ۳۸۲، مسلم ۳۹۲، ترمذی شریف ۳۲۲

(۴) درمختار وردہ مختار ۳۱۵/۵، بدائع الصنائع ۳۳۱/۷

بعض ”موصی لہ“ یعنی اس شخص یا ان اشخاص سے متعلق ہیں جن کے حق میں وصیت کی جائے، اور بعض شرائط اس مال سے متعلق ہیں، جس کی وصیت کی گئی ہے، بس کو فقہ کی اصطلاح میں ”موصی بہ“ کہا جاتا ہے۔

ارکان وصیت سے متعلق شرط یہ ہے کہ ایجاب و قبول میں موافقت پائی جائے، مثلاً کسی شخص نے ایک چیز کی وصیت دو آدمیوں کے لئے کی اور ان میں سے ایک نے قبول نہیں کیا، تو وصیت نافذ نہیں ہوگی۔ (۱)

وصیت کنندہ سے متعلق شرطیں

وصیت کنندہ (موصی) سے متعلق دو شرطیں ہیں اور یہ کہ وہ تبرع اور احسان کا اہل ہو، چنانچہ نابالغ و پانگل کی مالی وصیت معتبر نہیں، کیونکہ یہ کسی کے ساتھ تبرع کے اہل نہیں ہیں، البتہ وصیت کرنے والے کا مسلمان ہونا ضروری نہیں، اگر غیر مسلم غیر مسلم یا مسلمان کے لئے وصیت کرے تو یہ وصیت معتبر ہوگی، دوسرے وصیت کنندہ پر تقاضا یہ نہ ہو کہ اس کا پورا متر و کدین ہی کی ادائیگی میں ختم ہو جائے، کیونکہ دین کی ادائیگی وصیت پر مقدم ہے، اس لئے دین کی ادائیگی کے بعد ہی وصیت نافذ ہوگی۔ (۲)

جس کے لئے وصیت کی جائے اس سے متعلق شرطیں

جس شخص کے حق میں وصیت کی جائے یعنی ”موصی لہ“ کے لئے ضروری ہے کہ

(۱) وصیت کے وقت وہ موجود ہو، مثلاً کوئی شخص اس طرح وصیت کرے کہ ہندہ کو آئندہ جو بچہ پیدا ہو، میں اس کے لئے

ورثہ نابالغ ہوں یا بالغ ہوں مگر اس قدر محتاج کہ مرنے والے کا دو تہائی متر و کدین اس کی ضروریات کے لئے کافی نہ ہو، تو وصیت نہ کرنا بہتر ہے، ہاں اگر ورثہ مستغنی ہوں تو وصیت کرنا بہتر ہے۔ (۱)

وصیت کے ارکان

وصیت کا رکن ایجاب و قبول ہے، وصیت کرنے والے کی طرف سے ایجاب اور جس کے لئے وصیت کی گئی ہے اس کی طرف سے قبول، چاہے صراحتہ قبول کرے یا دلالت قبول پایا جائے، (۲) چنانچہ خاموش رہنا بھی اس کی طرف سے قبولیت ہی کا اظہار ہے، اسی لئے کاسائی نے لکھا ہے کہ تم یوں بھی کہہ سکتے ہو کہ وصیت کا رکن وصیت کرنے والے کی طرف سے ایجاب اور دوسرے فریق کی طرف سے نکار نہ پایا جاتا ہے، (۳) چنانچہ اگر کسی شخص کے لئے وصیت کی گئی اور وصیت کرنے والے کی موت کے بعد قبول یا رد کے اظہار کے بغیر ہی اس شخص کا انتقال ہو گیا جس کے لئے وصیت کی گئی تھی تو وہی شخص (موصی لہ) اس کا مالک ہوگا، اور اسی کے ورثہ میں اس کی تقسیم عمل میں آئے گی (۴) وصیت کی قبولیت کا اظہار بعض دفعہ فعل کے ذریعہ بھی کیا جاتا ہے، (۵) جیسے وہ شخص جس کے حق میں وصیت کی گئی ہے، وہ اس مال میں کوئی تصرف کرے۔

ایجاب و قبول کے لئے شرط

وصیت کے صحیح ہونے اور نافذ ہونے کے لئے کچھ شرطیں ہیں، بعض شرطیں وصیت کے ارکان یعنی ایجاب و قبول سے متعلق ہیں، بعض ”موصی“ یعنی وصیت کا ایجاب کرنے والے سے متعلق ہیں،

(۱) خلاصہ فقہی ۲۲۴/۳

(۲) بدائع الصنائع ۲۳۶/۷

(۳) حوالہ سابق

(۴) حوالہ سابق ۲۳۵/۷ رد المحتار ۳۱۵/۵

(۲) ہندیہ ۹۰/۶

(۳) ہندیہ ۹۰/۶

(۶) بدائع الصنائع ۳۳۳/۷

وصیت کی جائے اور دوسرے کے لئے اس کے منفع کی، جیسے زمین کی وصیت ایک آدمی کے لئے اور پیداوار کی دوسرے کے لئے۔ (۵)

(۲) وہ مال شریعت کی نگاہ میں قابل قیمت ہو، اسی لئے اگر شراب کی وصیت کی جائے تو معتبر نہیں کہ گو یہ مال ہے لیکن شریعت کی نگاہ میں یہ لائق قیمت نہیں۔

(۳) وہ ایسی چیز ہو کہ کسی عقد کے ذریعہ اس کا مالک بنایا جانا ممکن ہو۔ (۶)

(۴) اگر کسی متعین چیز کے بارے میں وصیت کی ہو تو ضروری ہے کہ وصیت کنندہ کی موت کے وقت وہ موجود رہے، اگر اس کی وفات سے پہلے ہی وہ مال ضائع ہو گیا تو باطل ہو جائے گی۔ (۷)

(۵) متروکہ میں سے دین ادا کرنے کے بعد زیادہ سے زیادہ ایک تہائی کے بقدر وصیت ہو، اگر ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کی تو تہائی سے زیادہ کی وصیت معتبر نہیں، ہاں اگر وصیت کنندہ کی وفات کے بعد ورثاء اس زائد وصیت کے نافذ کرنے پر راضی ہوں، تو وصیت نافذ ہوگی، ابدیت وصیت کنندہ کی زندگی میں ورثاء کا راضی ہونا معتبر نہیں، اور اس کی وفات کے بعد بھی نابالغ ورثاء کا رضا مند ہونا کافی نہیں، اگر کچھ ورثاء بالغ ہوں اور کچھ نابالغ یا بعض اس کے نافذ کرنے پر رضا مند ہوں اور بعض نہیں، تو بالغوں پر اور ان لوگوں پر جو رضا مند ہیں کے مال میں ان کے حصہ کی نسبت سے وصیت نافذ ہوگی، (۸) کیونکہ گزر چکا ہے کہ آپ ﷺ نے زیادہ سے زیادہ ایک تہائی تک کی وصیت کرنے کی اجازت دی ہے، تاہم بہتر ہے کہ ایک تہائی سے کم ہی کی وصیت

وصیت کرتا ہوں، اور وصیت کے چھ ماہ کی مدت کے بعد بچہ پیدا ہوا تو وصیت درست نہیں ہوگی، کیونکہ وصیت کے وقت اس کا موجود ہونا چھینی نہیں۔

(۲) یہ بھی ضروری ہے کہ وہ متعین ہو، چاہے شخصیت متعین ہو، جیسے رشید، حمید وغیرہ، یا نوعیت متعین ہو جیسے مساکین، فقراء وغیرہ، ایسا ابہام نہ ہو کہ جس کا ازالہ ممکن نہیں۔

(۳) وصیت کنندہ کے موت کی وقت وہ اس کا وارث نہیں قرار پاتا ہو۔

(۴) وہ بطریق حرام عدا یا خطائے موصی کے قتل کا مرتکب نہ ہو۔

(۵) وہ دار محرب کا باشندہ نہ ہو۔ (۱)

(۶) موصی نہ، مالک بننے کی صلاحیت رکھتا ہو، (۲) آج کل مغربی ملک میں کتا اور جانوروں کے لئے وصیت کا جو طریقہ مروج ہے اسلام میں اس کی گنجائش نہیں۔

جس چیز کی وصیت کی جائے اس سے متعلق شرطیں
جس چیز کی وصیت کی جائے یعنی ”موصی بہ“ اس سے متعلق شرطیں یہ ہیں

(۱) مال یا مال سے متعلق ہو، جیسے صدقہ و حصہ کی وصیت (۲) یا مال کی منفعت کی وصیت کی جائے، چاہے وہ فی الحال موجود ہو یا نہیں، جیسے یوں کہے کہ اس کے اس بارغ میں جو بھی پھل آئے اس کو قلاں قلاں پر خرچ کر دیا جائے، (۳) — چنانچہ خون اور مردار کی وصیت درست نہیں کہ یہ شریعت کی نظر میں مال ہی نہیں، چونکہ اصل مال کے بجائے صرف اس کی منفعت کی وصیت بھی کی جاسکتی ہے، اس لئے یہ بات ممکن ہے کہ ایک شخص کے لئے اصل شئی کی

(۲) ہندیہ ۹۰۶

(۳) درمختار ورد للمختار ۳۱۶/۵

(۴) درمختار ۳۱۶/۵ ہندیہ ۹۰۶

(۸) ہندیہ ۹۰۶

(۱) مدائع لصائع ۳۲۴ ۳۱۶/۵ درمختار

(۳) مدائع بصائع ۳۵۲/۷

(۵) مدائع بصائع ۳۹۴/۷

(۷) مدائع بصائع ۳۵۴/۷

کرے۔ (۱)

البتہ متولی کا کوئی وارث نہ ہو اور وہ اپنی پوری جائداد کی کسی کے لئے وصیت کر جائے تو یہ وصیت نافذ ہوگی۔ (۲)

(۶) وارث کے حق میں وصیت معتبر نہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا لا وصیۃ لوارث، (۳) اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے، (۴) البتہ اگر دوسرے ورثاء اس وارث کے حق میں وصیت کو نافذ کرنے پر رضامند ہوں تو وصیت نافذ ہوگی۔ (۵)

معصیت کی وصیت

معاصی اور گنہ کے کاموں کی وصیت کا کوئی اعتبار نہیں ہے، چنانچہ اگر کوئی شخص وصیت کر جائے کہ اس کی قبر پر گنبد تعمیر کر دیا جائے تو اس وصیت کی تعمیل نہ کی جائے گی، اسی طرح اگر وصیت کر جائے کہ اس کی موت کے بعد ایک قاری اس کی قبر کے پاس قرآن مجید پڑھتا رہے تو یہ وصیت بھی غیر معتبر ہے، (۶) اسی طرح اگر وصیت کرے کہ میری تدفین خود میرے مکان میں ہو تو وصیت کا اعتبار نہیں، (۷) — موعود طور پر فقہاء نے صراحت کے ساتھ یہ بات نہیں لکھی ہے کہ اموار معصیت کی وصیت معتبر نہیں، لیکن تمام ہی مکاتب فقہ میں متعدد ایسی وصیتوں کو باطل اور نامعتبر قرار دیا گیا ہے، جن کا تعلق محرمات و معاصی سے ہیں۔ (۸)

وصیت عقد لازم نہیں

وصیت کرنے کا کب یہ حکم ہے؟ اس کا ذکر پہلے آچکا ہے، لیکن جب وصیت کر دی جائے تو اس پر کیا حکم مرتب ہوتا ہے؟ یہ ایک علاحدہ مسئلہ ہے۔

وصیت کے بارے میں فقہاء متفق ہیں کہ یہ عقد لازم نہیں ہے، یعنی وصیت کنندہ اپنی وصیت سے رجوع کر سکتا ہے، علامہ کا سائی نے رجوع کرنے کی تین صورتیں لکھی ہیں، صراحۃً، دلالتاً اور ضرورتاً، صراحت سے مراد یہ ہے کہ وصیت کرنے والا خود کہے کہ وہ اپنی وصیت سے رجوع کر رہا ہے، دلالت سے مراد یہ ہے کہ وصیت کنندہ کوئی ایسا فعل کر گزرے، جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ اس نے وصیت سے رجوع کر لیا ہے جیسے کپڑے کی وصیت کرے، پھر اسے ملے یا اسکی بات کہے جس سے موصراحتاً وصیت سے رجوع کرنا معلوم نہ ہوتا ہو، لیکن اس سے یہ مفہوم سمجھا جا سکتا ہو، — ضرورتاً وصیت سے رجوع ثابت ہونے کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ جس چیز کی وصیت کی ہے اس میں ایسا اضافہ کر دیا جائے کہ اس شئی سے اضافہ کو امک کرنا ممکن نہیں، جیسے زمین کی وصیت کی اور اس میں تعمیر کر دی، دوسری صورت یہ ہے کہ جس چیز کی وصیت کی تھی اس میں ایسا تغیر ہو گیا کہ نام ہی بدل کر رہ گیا، جیسے ٹکڑی کی وصیت کی اور وہ وصیت کنندہ کی موت سے پہلے کشمش بن گیا، یا انڈے کی وصیت کی اور اس نے اب بچے کی صورت اختیار کر لی، تو اب یہ وصیت باطل ہو جائے گی، علامہ کا سائی نے لکھا ہے، کہ ضرورتاً وصیت سے رجوع کی صورت دلالتاً رجوع میں داخل ہے، (۹) اور غالباً یہی صحیح ہے۔

وصیت کے مطابق ملکیت

وصیت کا دوسرا حکم یہ ہے کہ جس چیز کی وصیت کی گئی ہے، وصیت کنندہ کی موت کے بعد اس پر موصی لہ کی ملکیت ثابت ہو

(۲) حرالہ سابق

(۳) سامی ۳۳۱، المحرر الرثو ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳

سے محروم ہو گیا، وغیرہ۔

(فقہاء نے اس سلسلہ میں بہت تفصیل سے گفتگو کی ہے کہ اگر ایک شخص کے بجائے افراد کے ایک مجموعہ کی وصیت کی جائے تو اس تعبیر کا مصدق کیا ہوگا، اور کون کون حضرات اس میں شامل ہوں گے؟ مثلاً اقارب، اہل بیت، پڑوسی، بنو فداں، اہل علم، اور اہل حدیث وغیرہ کے الفاظ کا اطلاق کن کن لوگوں پر ہوگا؟ کتب فقہ میں یہ تفصیلات دیکھی جاسکتی ہیں، یہاں ان کا ذکر باعث حواالت ہوگا۔)

وضع

لفظ کو کسی مخصوص معنی کے مقابل رکھنے کو ”وضع“ کہتے ہیں، جیسے ”ثم“ کا لفظ اس بات کو بتاتا ہے کہ اس کے بعد آنے والا فعل پہلے کے بعد کسی قدر تاخیر کے ساتھ وقوع پذیر ہوئے، مثلاً اصلی دیندہ عسمر کے معنی یہ ہیں کہ عسمر نے زید کے نماز پڑھنے کے تھوڑی دیر بعد نماز ادا کی، اصول فقہ میں دلائل کلام کی جو بحثیں لٹی ہیں، ان کا کسی نہ کسی درجہ میں وضع سے بھی تعلق ہے۔

ایک مستقل اصطلاح علماء اصول کے یہاں ”حکم وضعی“ یا ”خطاب وضع“ کی ہے، حکم وضعی سے مراد یہ ہے کہ شارع نے ایک فعل کو دوسرے فعل کے لئے سبب یا شرط یا نفع کا درجہ دیا ہو۔ (تفصیل لفظ ”حکم“ کے تحت مذکور ہو چکی ہے)

وضوء

صحت کی حفاظت کے لئے صفائی ستھرائی نہایت ہی اہم ترین ضرورت ہے اور یہ یک حقیقت ہے کہ انسان کے باطن پر انسان کے ظاہر کا اثر پڑتا ہے، ظاہری صفائی ستھرائی اور طہارت و پاکیزگی قلبی اور روحانی تزکیہ میں بھی معاون ہوتی ہیں، جو لوگ میلے کپڑے، گندے اور ناپاک رہتے ہیں عام طور پر ان کے ذہن میں کجی، فکر

جاتی ہے، چاہے کسی چیز کی وصیت کی گئی ہو یا اس کی منفعت کی، اگر کسی شخص کے لئے صرف منفعت جیسے گھر میں رہائش وغیرہ کی وصیت کی گئی ہو تو یہ وصیت محدود مدت ہی کے لئے ہوگی، اگر خود وصیت کنندہ نے مدت کی تحدید کی ہو مثلاً یوں کہا کہ فداں شخص کو میری موت کے بعد دس سال اس مکان میں رہنے کا حق ہوگا، تو دس سال کے بعد موصی لہ کا استحقاق ختم ہو جائے گا، اور اگر مطلق وصیت کی، کسی مدت کی تحدید نہیں کی تو جس کے حق میں وصیت کی ہے اس کی موت تک منفعت کا استحقاق ہوگا، اس شخص کی موت کے بعد اس کے ورثہ کو نفع ٹھانے کا حق نہیں ہوگا۔ (۱)

وصیت سے رجوع

وصیت سے رجوع کرنے کی کیا صورتیں ہوں گی؟ اسی سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ وصیت کن صورتوں میں باطل ہو جاتی ہے؟ یعنی جب وصیت کنندہ صراحۃً یا دلالتاً وصیت سے رجوع کرے، اس کے علاوہ بعض اور صورتیں بھی ہیں جن سے وصیت باطل ہو جاتی ہے، اور وہ یہ ہیں

(۱) وصیت کنندہ جنون مطبق میں مبتلا ہو جائے، یعنی اس پر ایسا جنون طاری ہو جائے جو ایک ماہ سے بھی تجاوز ہو۔
(۲) جس کے حق میں وصیت کی تھی وصیت کنندہ سے پہلے اس کی وفات ہو جائے۔

(۳) جس چیز کی وصیت کی تھی وہ چیز ہی باقی نہ رہ پائے۔ (۲)
ان کے علاوہ اگر کوئی ایسا سبب پایا جائے جو وصیت سے متعلق ذکر کی گئی شرطوں کی تکمیل میں حارج ہو، تو اس سے بھی وصیت باطل ہو جائے گی، جیسے موصی لہ وصیت کنندہ کو قتل کر دے یا وصیت کنندہ کی وفات کے بعد وہ وصیت کو قبول نہ کرے یا وصیت کنندہ مرتد ہو جائے، کیونکہ ارتداد کی وجہ سے وہ تصرف کی اہلیت

اور جوان کام کاج اور دوز دھوپ کی وجہ سے میل پچیل سے زیادہ دوچار ہوتے ہیں، اس لئے ایسی باتوں کی وجہ سے غسل کو واجب قرار دیا گیا کہ جوان مرد و عورت ان سے زیادہ دوچار ہوتے ہیں، پھر جب آدمی اس دنیا سے گزر جائے تو آخری بار اسے رخصت کرتے ہوئے اچھی طرح غسل دینے کی تلقین دی گئی، گویا طہارت و نفاخت کا ایک پورا نظام مرتب فرما دیا گیا، جس کی وجہ سے ہر مسلمان بار بار صفائی ستھرائی کے اہتمام اور طہارت و پاکیزگی پر دوام کا پابند ہے۔

وضوء — لغت اور اصطلاح میں

جیسا کہ مذکور ہوا نفاخت و طہارت کے نظام کا ایک اہم جز ”وضوء“ ہے، اگر ”ا“ پر پیش ہو تو اس کے معنی وضوء کرنے کے ہیں اور ”ا“ پر زبر ہو تو دو معنی آتے ہیں وضوء کرنا، دوسرے وہ پانی جس سے وضوء کیا جائے، اور اصل میں یہ لفظ ”وضاءت“ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی چمک اور حسن نفاخت کے ہیں، (۱) فعل وضوء کو وضوء یا تو اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے صفائی ستھرائی حاصل ہوتی ہے، یہ اس لئے کہ وضوء کی برکت سے آخرت میں مومن کے اعضا وضوء روشن رہیں گے، جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ (۲)

شریعت کی اصطلاح میں وضوء چہرے ہاتھ اور پاؤں کے دھونے اور سر کے مسح کرنے کا نام ہے، (۳) — بعض حضرات کا خیال ہے کہ وضوء اس امت کی خصوصیات میں سے ہے، اس لئے کہ عادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن امت مسلمہ کو اعضا وضوء سے پہنچائیں گے، (۴) لیکن روایتوں میں حضرت سارہ زوجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وضوء کرنے کا ذکر ملتا ہے، اس لئے محققین کا خیال ہے کہ وضوء اس امت کی

میں پستی و رافدق و عادات میں گروٹ کی کیفیت پائی جاتی ہے، اسی لئے اسلام نے باطنی پاکیزگی کی طرح ظاہری صفائی، ستھرائی کو بھی بڑی اہمیت دی ہے، اسلام سے پہلے بعض مذاہب میں میل پچیل دھونے اور صاف ستھرے رہنے کو خدا کے قرب میں رکاوٹ سمجھا جاتا تھا، ہندو مذہب کی بعض معزز مذہبی شخصیتیں اب بھی اس طرح کی ریاست کرتی ہیں کہ بالکل صفائی ستھرائی نہیں کرتے، تنگ دھڑنگ رہتے ہیں، جیسا کہ مذہب پر ایک دور رہبانیت کا گذرا ہے، جس میں لوگ ساہ سال غسل نہیں کرتے تھے، اور اس کو بہت بڑی نیکی تصور کرتے تھے، پروفیسر لیکلی نے تاریخی اخلاق یورپ میں تفصیل سے اس کا ذکر کیا ہے۔

اسلام جس کا ایک ایک حرف اطرت نانی سے ہم آہنگ اور اعتدال پر مبنی ہے، اس قسم کی رکی مذہبیت کو قبول نہیں کرتا، اس کی نگاہ میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے ساتھ جو فطری تقاضے رکھے ہیں اس کی تکمیل خدا کے قرب میں مانع نہیں، ورنہ خشیت الہی کے منافی ہے، بلکہ ان کو اعتدال اور اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود میں رہتے ہوئے نجی مودینا اللہ سے قربت اور اس کے رضا جوئی کا صحیح راستہ ہے، اسی لئے پیغمبر اسلام ﷺ نے نہ صرف یہ کہ پاک صاف رہنے کی تلقین فرمائی بلکہ صفائی ستھرائی کا ایک پورا نظام مرتب فرما دیا، پیشاب، پاؤں کے بعد ستنج، کا صم دیا گیا، جسم میں کہیں کوئی ناپاکی لگ جائے یا جو جسم سے باہر نکلے اسے دھونے کا حکم فرمایا گیا، ہر نماز کے بعد وضوء و صوری قرار دیا گیا، اور اس میں ن اعضا کے دھونے اور پوچھنے کو ضروری قرار دیا گیا جو بار بار عبادت گاہوں میں ہیں، دوران کا بار بار دھونے صحت کے لئے مضرت رساں نہیں، منہ کی صفائی کے لئے مسواک کی خاص طور پر تائید کی گئی، ہفتے میں کم از کم ایک بار جمعہ و غسل کرنے کو آپ ﷺ نے سنت قرار دیا، نوجوان

(۲) مسند شریف ۲۶ بحار شریف ۲۵

(۳) بحاری ۲۵ مسند شریف ۲۶

(۴) ترمذی ۳۱ و طحاوی ۳

۱۳ ترمذی ۳۱ و طحاوی ۳

خصوصیت نہیں ہے بلکہ وضوء کی وجہ سے قیامت میں اعضاء وضوء کا روشن ہونا اس امت کی خصوصیات میں سے ہے، عدد مخطاؤں نے بھی اسی کو ترجیح دیا ہے۔ (۱)

قرآن مجید میں وضوء کے احکام کے سلسلہ میں جو آیت نازل ہوئی ہے، ۱۰۶ سورہ مائدہ میں ہے، اور یہ مدنی سورت ہے، اس سے بظاہر محسوس ہوتا ہے کہ وضوء کی فرضیت مدینہ میں ہوئی ہے نہ مکہ میں، حافظ ابن عبد البر کا خیال ہے کہ البتہ غسل جنابت مکہ ہی میں فرض ہو گیا تھا، اس پر اتفاق ہے، اور اس پر بھی کہ آپ ﷺ نے ہجرت سے پہلے بھی کوئی نماز بلا وضوء نہیں ادا فرمائی ہے، اس سے پتہ چلتا ہے، کہ وضوء کا وجود تو مکی زندگی ہی میں ہو چکا تھا، لیکن اس کا وجوب مدینہ آنے کے بعد ہوا، اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ ان قریش نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا ہے، آپ ﷺ نے اس موقع سے وضوء کا پانی طلب فرمایا، اس روایت سے واضح ہے کہ ہجرت سے پہلے بھی وضوء کرے کا معمول مبارک تھا، چنانچہ ابن جہم، مکی کا خیال ہے کہ ہجرت سے پہلے وضوء مستحب تھا، ہجرت کے بعد واجب ہو گیا۔ (۲)

خیال ہوتا ہے کہ شریعت کے دوسرے احکام کی طرح وضوء کے احکام بھی مختلف مرحلوں میں دئے گئے، مکی زندگی میں وضوء کرنا محض مستحب تھا، مدنی زندگی میں ابتداء برنما کے لئے واجب قرار دیا گیا جیسا کہ امام بودوذ نے حضرت عبداللہ ابن حنظلہ انصاری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ شروع میں ہرنماز کے لئے وضوء کا حکم فرمایا گیا تھا، تو مدنی پکی حالت میں ہو، لیکن جب اس میں مشقت

ہوئی تو اب صرف حدث یعنی ناقض وضوء پیش آنے کی صورت میں وضوء کا حکم دیا گیا۔ (۳) اس طرح تین مرحلوں میں وضوء کا حکم پایہ تکمیل کو پہنچا۔

وضوء کے ارکان

افعال وضوء کے سلسلہ میں یہ تفصیل ہے کہ ان میں بعض رکن ہیں بعض سنت ہیں، اور بعض آداب کے درجہ میں ہیں۔

وضوء کے ارکان چار ہیں چہرہ دھونا، کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کو دھونا، ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا، اور کم سے کم چوتھائی سر کا مسح کرنا، خود قرآن مجید میں ان ارکان ار بعد کا ذکر آیا ہے۔ (۱، ۲، ۳)

چہرہ سے مراد پیشانی سے لے کر ٹھوڑی سے نیچے کا حصہ اور ایک کان کی دوسرے کان کی ہونک کا حصہ ہے، پیشانی سے مراد دونوں بھنوں کے سامنے کا وہ مسطح حصہ ہے جو بندہ کرتے ہوئے زمین سے مس کرتا ہے، یہ حکم ہر شخص کے لئے ہے، چاہے اس کو بال ہو یا نہ ہو یا کم ہو، اگر کسی شخص کو سر کے اگلے حصے میں بال نہیں ہوں جب بھی اسی حصہ تک دھونا ہے، اور ٹھوڑی کے نیچے سے مراد ٹھوڑی سے نیچے کا وہ حصہ ہے جہاں سے عام طور پر ڈھمکی کے بال نکلتے ہیں، (۴) چنانچہ آنکھ اور ناک کے درمیان کی جگہ، ڈھمکی کے بال کی جگہ سے کان کے درمیان کی سفیدی اور ہونٹ کا وہ حصہ جو منہ بند کرنے کے وقت نظر آتا ہے یہ سب چہرہ میں داخل ہے اور ان سب کو دھونا ضروری ہے، (۵) آنکھ، ناک اور منہ کے اندرونی حصہ کا دھونا ضروری نہیں، نیز اگر ڈھمکی سو نیچے بھنوں گھٹی ہوں تو ان کی جڑوں کو دھونا ضروری نہ ہوگا، اگر بال ہوں اور نیچے چڑے نظر آتے ہوں، تو چڑے کو دھونا بھی ضروری ہوگا، (۶) ڈھمکی کا اتنا حصہ

(۲) مجھے صبح بصری ۸۰۰

(۳) مرقی الفلاح ۳۲

(۴) درمحصار ۶۶

(۱) صحیحناوی علی سر می العلاج ۳

(۳) نور ۵

(۵) درمحصار درمحصار ۶۶

جو چہرے کی حد کے اندر ہو کو دھونا بھی فرض ہے، اور جو حصہ ٹھوڑی سے نیچے نکلا ہوا ہو اس کو دھونا فرض نہیں لیکن سنت ہے، (۱) یہی رائے اکثر فقہاء کی ہے، حنابلہ کے نزدیک داڑھی کے لٹکے ہوئے حصہ کو بھی دھونا واجب ہے، (۲) کپٹیاں چہرے میں داخل نہیں، (۳) اسی طرح ہونٹ کا وہ حصہ جو منہ بند رکھنے کے وقت نظر نہیں آتا چہرہ میں داخل نہیں اور اس کا دھونا ضروری نہیں۔ (۴)

حنفیہ اور اکثر فقہاء کے نزدیک منہ اور ناک کا اندرونی حصہ چہرہ (وجہ) میں داخل نہیں، حنابلہ کے نزدیک یہ بھی وجہ میں داخل ہے، اسی لئے ان کے یہاں وضوء میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بھی ضروری ہے، (۵) کیونکہ پ ۱۱ نے فرمایا کہ جب وضوء کرو تو کلی کرو، ادا توصات فصمض، (۶) دوسرے فقہاء کے نزدیک یہ قسم استحب کے درجہ میں ہے۔

ہاتھ دھونا

دونوں ہاتھوں کو کہیوں سمیت دھونا فرض ہے، در علامہ شرنبلالی نے اس پر جماع کا دعویٰ کیا ہے، کہنی سے ہاتھ اور بازو کے بڑیوں کا جوڑ مراد ہے، (۱) ہاؤں ٹخنوں سمیت ہیں، اس پر بھی 'سنت کا اجماع ہے، (۲) اگر انگوٹھی تنگ ہو تو اس کو حرکت دینا واجب ہے تاکہ اندر پانی کے پہنچ جانے کا طمینان ہو جائے۔ (۳)

سر کا مسح

سر کے ایک چوتھائی حصہ کا مسح کرنا حنفیہ کے نزدیک فرض ہے،

یہ قول مشہور ہے جس کو اکثر اہل علم نے ترجیح دی ہے، بعض حضرات کے نزدیک تین انگلیوں کے بقدر اور بعض اہل علم کے نزدیک "مقدار ناصیہ" جس کو گوصا حب ہدایہ نے چوتھائی سر کے برابر قرار دیا ہے، لیکن شری کی تحقیق کے مطابق "ناصیہ" چوتھائی سر سے کم مقدار ہوتی ہے، تاہم قول مستند وہی چوتھائی سر کا ہے جس کو بن ہمام، ابن امیر الحاج اور دوسرے اہل علم نے اختیار کیا ہے، (۱) سر سے مراد کان کے اوپر کا حصہ ہے، چنانچہ کسی کے بال نیچے لٹکے ہوئے ہوں وہ اس کو جوڑا بنا کر سر سے باندھ لے اور اس پر مسح کر لیا جائے تو کافی نہیں، اسی طرح اگر سر کا بال پیشانی پر آ گیا ہو، یا گردن پر آ گیا ہو، اور بال کے اس حصہ پر مسح کیا جائے تو یہ کافی نہیں۔ (۲)

سر کے کتنے حصے کا مسح فرض ہے؟ اس میں فقہاء نے درمیان خاصا اختلاف ہے، لکبہ کے نزدیک پورے سر کا مسح فرض ہے، (۳) شوافع سے تین اقوال منقول ہیں، ایک بال کا مسح کافی ہے، کم سے کم تین بال کا مسح ضروری ہے، قول مشہور یہ ہے کہ اتنی مقدار جس کو مسح کہا جاتا ہو (۱۳) امام احمد سے بھی ان کے عام مزاج کے مطابق متعدد رائیں نقل کی گئی ہیں، ایک قول پورے سر کا مسح واجب ہونے کا ہے، ایک یہ کہ مردوں کیسے پورا سر اور عورتوں کے لئے سر کا اگلا حصہ، اور ایک قول کے مطابق سر کے کچھ حصہ کا مسح کافی ہے، اور ایک قول کے مطابق سر کے اکثر حصہ کا مسح ضروری ہے، (۴) مالکیہ کا خیال ہے کہ واصلہ برؤ و مسکم میں "ب" حرف زائد ہے، اب اس آیت کے معنی یوں ہو گئے کہ اپنے سروں کا مسح کرو، لہذا

(۲) المعنی ۸۲

(۳) مراۃ العیال ۳۵

(۶) ابو داؤد ۱۹۰

(۸) در مختار ۶۷

(۱۰) رد المحتار ۶۷۱

(۲) الشرح بصغیر ۱۵۸/۱

(۱۳) المعنی ۸۷

(۱) رد المحتار ۶۹۱

(۳) مراۃ العیال ۲۲

(۵) المعنی ۸۳/۱

(۷) مراۃ العیال و طحاوی ۳۳

(۹) مراۃ العیال ۳۵

(۱) طحاوی علی مراۃ العیال ۳۳

(۱۳) شرح مہذب ۳۹۸/۱

پورے سر کا مسح کرنا فرض ہوگا، جو لوگ پورے سر کا مسح ضروری قرار نہیں دیتے ان کی رائے ہے کہ اس آیت میں ”ب“ کے معنی ”بعض“ (کچھ حصہ) کے ہیں، اس لئے پورے سر کا مسح فرض نہیں، سر کے ایک حصہ کا مسح کافی ہے۔

کم سے کم کتنا حصہ کافی ہے؟ شوافع نے اس کی کوئی تحدید نہیں کی، احناف کا نقطہ نظریہ ہے کہ آپ ﷺ کا کم سے کم جتنی مقدار کا مسح ثابت ہے وہ مقدار ناصیہ ہے (۱) جو چوتھائی سر یا قریب بہ چوتھائی ہوتا ہے۔

نیت

وضوء سے متعلق بعض افعال وہ ہیں جن کی بابت اختلاف ہے کہ وہ فرض ہیں یا سنن و آداب کے قبیل سے ہیں؟ ان میں ایک نیت ہے، حنفیہ کے نزدیک نیت مسنون ہے، نہ کہ فرض، کیونکہ قرآن مجید میں جہاں فرائض وضوء کا بیان ہے، وہاں نیت کا کوئی ذکر نہیں آیا ہے، اسی طرح ایک حدیث میں روایت اس طرح ہے کہ ایک آدمی آپ ﷺ سے وضوء کا طریقہ دریافت کیا اور آپ ﷺ نے ان کو وضوء کا طریقہ بتایا، اس میں آپ ﷺ نے نیت کا ذکر نہیں فرمایا، (۲) ایک حدیث میں آپ ﷺ نے دیہاتی کو وضوء کا طریقہ بتایا لیکن اس میں نیت کا ذکر نہیں فرمایا، (۳) یہی قاضی قیاس بھی ہے، کیونکہ نجاست دور کرنے کی کثر صورتیں وہ ہیں جن میں نیت کی ضرورت نہیں، استنجاء ہو، یا ازلہ نجاست کی کوئی اور صورت، یہی حکم وضوء کا بھی ہونا چاہئے، پھر غور کیجئے کہ وضوء بھی نماز کے لئے شرط کا درجہ رکھتا ہے، اور جسم و نماز کی جگہ کا پاک ہونا یا حصہ ستر کا چھپا ہونا بھی من جملة شرائط نماز کے ہے، اور ان امور کے

بارے میں اتفاق ہے کہ نیت ضروری نہیں، تو ضرور ہے کہ یہی حکم وضوء کا بھی ہو، لکھنؤ، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک وضوء میں نیت ضروری ہے، (۴) کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے، انما الاعمال بالنیات، (۵) حنفیہ کا نقطہ نظریہ ہے کہ یہاں اعمال سے خالص عبادات مراد ہیں، جیسے نماز، روزہ، نہ کہ تمام اعمال، کیونکہ بے شمار اعمال وہ ہیں، جن کا صحیح ہونا نیت پر موقوف نہیں، اور اس پر فقہاء کا اتفاق ہے۔

افعال وضوء میں ترتیب کا حکم

حنفیہ اور مالکیہ کے یہاں وضوء میں وضوء کے افعال کو اسی ترتیب سے انجام دینا ہے، جس ترتیب سے قرآن مجید میں ان کا ذکر آیا ہے، یعنی پہلے چہرہ پھر ہاتھوں کا دھونا اس کے بعد سر کا مسح اور آخر میں پاؤں کا دھونا (سرد، ص ۶) مسنون ہے واجب نہیں، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک واجب ہے، گو امام احمد کا ایک قول اس کے خلاف بھی ہے، لیکن قویٰ مشہور یہی ہے، (۶) اس میں شبہ نہیں کہ بعض آثار صحابہ سے خلاف ترتیب وضوء کرنا بھی ثابت ہے، چنانچہ دارقطنی نے حضرت بسر بن سعید رضی اللہ عنہ سے اس طرح وضوء کرنا نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے پہلے چہرہ دھویا پھر ہاتھ، اس کے بعد پہلے پاؤں دھوئے اور آخر میں سر کا مسح کیا، اور فرمایا کہ میں نے اس طرح حضور ﷺ کو وضوء کرتے ہوئے دیکھا ہے، (۷) اسی لئے حنفیہ کا خیال ہے کہ ترتیب سنت تو ہے واجب نہیں۔

پے درپے دھونا

تیسرا نکتہ جس کے بارے میں حنفیہ اور دوسرے فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، تسلسل اور ”موالات“ ہے ”موالات“ سے

(۱) شرح معانی الآثار المعروف بالطحاوی ص ۲۰۱، سورۃ شریف ص ۲۸۱، توضیع ثلاثا

(۲) سورۃ شریف ص ۱۸۱ باب الوضوء، ثلاثا

(۳) محاری ص ۲

(۴) دیکھئے نصب الرایہ ص ۳۵

(۵) الإصباح ص ۲۰

(۶) الإصباح ص ۲۰

مراد یہ ہے کہ ایک عضو کے خشک ہونے سے پہلے ہی دوسرے عضو دھویا جائے، مالکیہ کے نزدیک مواظبات واجب ہے، حنفیہ کے نزدیک واجب نہیں بلکہ سنت ہے، شافعی کا قول جدید بھی یہی ہے، امام احمدؒ سے دونوں طرح کے اقوال منقول ہیں، (۱) — حنفیہ وغیرہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں کہیں صراحتاً یہ حکم موجود نہیں، اس لئے یہ مسنون تو ہوگا، واجب نہیں ہو سکتا، حنفیہ کی رائے کو حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی روایت سے تقویت پہنچتی ہے، حضرت عبدالرحمنؓ نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر میں اپنی باندی سے ہم آغوش ہوتا ہوں تو میری بیوی کو اس سے رنجش ہوتی ہے، اور اسے رشک آتا ہے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ ان کو کیوں کر اس کا علم ہوتا ہے؟ عرض کیا میرے غسل کرنے کی وجہ سے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب ایسا ہو تو صرف سر دھویا کرو، اور جب نماز کا وقت آئے تو باقی پورا جسم دھولو۔ (۲)

وضوء کی سنتیں

وضوء میں کچھ اور سنت ہیں، یعنی یہ ایسے افعال ہیں کہ جن کا کرنا باعث اجر ہے، اور جن کا ترک کر دینا قابل ملامت (۳) نور الابضاح میں اٹھارہ سنتوں کا ذکر ہے، لیکن مراقی الفلاح میں لکھا ہے کہ اٹھارہ کا عدد بطور حصر کے نہیں ہے، یہ ازراہ سہولت لکھ دیا گیا ہے، (۴) یہ سنتیں حسب ذیل ہیں

(۱) شروع میں تین دفعہ دونوں ہاتھوں کا گنوں تک دھونا، چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو برتن میں ہاتھ ڈالنے

سے پہلے اس کو دھولے۔ (۵)

(۲) شروع میں بسم اللہ کہنا، کیونکہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا وضوء نہیں جس نے اللہ کا نام نہیں لیا، (۶) حنفیہ میں امام قدوریؒ اور امام عسکریؒ وغیرہ کا رجحان ان کے سنت موکدہ ہونے کی طرف ہے، اور صاحب ہدایہ کے نزدیک تو صحیح اس کا مستحب ہونا ہے، (۷) بسم اللہ کس طرح کہا جائے؟ اس سلسلہ میں مختلف اقوال منقول ہیں، بعض حضرات کی رائے ہے کہ "بسم اللہ اعظیم و الحمد لله علی دین الاسلام" کہے، اور بعض حضرات کا نقطہ نظر یہ ہے کہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہی پڑھا جائے، البتہ خطاویؒ نے مجتہبی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ اعظیم و الحمد لله علی دین الاسلام" پڑھا جائے تاکہ ان ترساؤں کا رکوش ملے، وجہ۔ (۸) یعنی نے جبرائیل کے حوالہ سے سند حسن "بسم اللہ والحمد لله" کے الفاظ نقل کئے ہیں، (۹) اگر ابتداء میں بسم اللہ کہنا بھول گیا، اور درمیان میں بسم اللہ کہنا تو سنت تو ادا نہ ہوگی البتہ مستحب پر عمل کا ثواب ہوگا۔ (۱۰)

(۳) وضوء میں مسواک کرنا سنت موکدہ ہے، مسواک کلی کرتے وقت کی جائے گی، اگر وضوء کے درمیان مسواک کرنا بھول گیا تو نماز سے پہلے مسواک کر لیتا مسنون ہے، (۱۱) کیونکہ آپ ﷺ سے بکثرت مسواک کی تاکید ثابت ہے۔

مسواک تین بار کرنا مسنون ہے، تین بار اوپر کے حصہ میں اور تین بار نیچے کے حصہ میں اور تین الگ الگ پانی کے ساتھ، (۱۲)

(۲) فتح السدیس بر صحیح وهو مبرور عند المجتہدین "یحییٰ نصب الرأۃ" ۲۷

(۶) مراقی الفلاح ۳۵

(۷) یحییٰ نصب الرأۃ ۳

(۸) صحیحہ ۳۷

(۹) درمختار ۷۰

(۱۲) درمختار ۷۹

(۱) طحطاوی علی مراقی ۳۷

(۳) درمختار ۷۰

(۵) مسند ۳۰ سورۃ الشریف ۴ برمدی شریف ۲

(۷) طحطاوی علی مراقی ۳۷

(۹) رد المحتار ۴۸۱

(۱۱) درمختار ۷۹

ابتداء دائیں جانب سے کی جائے پھر بائیں سے دائیں اور پھر دائیں سے بائیں (۱) مسواک کرتے ہوئے اسے دائیں ہاتھ سے تھامنا چاہئے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی کیفیت اس طرح نقل کی گئی ہے کہ چھوٹی انگلی اور انگوٹھا مسواک کے نیچے ہو، اور باقی انگلیاں مسواک کے اوپر (۲) (مسواک کے سلسلہ میں دوسرے احکام کے لئے ملاحظہ ہو مسواک)۔

(۳) تین مرتبہ کلی کرنا۔

(۵) تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالنا۔

(۶) اگر روزہ دار نہ ہو تو کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا، کلی میں مبالغہ یہ ہے کہ حلق کے کنارہ تک پانی پہنچ جائے اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ یہ ہے کہ ناک کے نرم حصہ سے آگے پانی چل جائے۔ (۳)

کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ماکوہ ہے، اگر عادت اس کا اہتمام ترک کر دے تو گنہگار ہوگا، (۴) کیونکہ بہت سی روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضوء میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا ثابت ہے، بلکہ کیفیت وضوء سے متعلق شاید ہی کوئی روایت ہو جو ان افعال کے ذکر سے خالی ہو۔

(کلی اور ناک میں پانی ڈالنے سے متعلق احکام کے لئے دیکھئے مصنف اور استیثاق)۔

(۷) گھنی ڈاڑھی کا خلال کرنا بشرطیکہ محرم نہ ہو، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ریش مبارک کا خلال فرمایا کرتے تھے، (۵) یہ امام ابو یوسف کا قول ہے، امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک ڈاڑھی میں خلال

کرنا مستحب ہے نہ کہ مسنون (۶) چونکہ ڈاڑھی کے خلال کے سلسلہ میں بکثرت روایات منقول ہیں، (۷) اس لئے مشرخی حنفیہ کا رجحان اس سلسلہ میں امام ابو یوسف کے قول کی طرف ہے، (۸) تین دفعہ چہرہ دھونے کے بعد ڈاڑھی کا خلال کیا جائے گا، خلال کا طریقہ یہ ہے کہ ایک چلو پانی لے کر نیچے کی طرف سے باؤں کے درمیان سے انگلیوں اوپر لے جائی جائیں، بعض روایات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح ڈاڑھی کا خلال کرنا ثابت ہے۔ (۹)

(۸) انگلیوں کا خلال بھی مسنون ہے، ہاتھ کی انگلیوں کے خلال کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کی جائیں، پاؤں کی انگلیوں کا خلال اس طرح کیا جائے کہ بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے پاؤں کی انگلیوں کا خلال کیا جائے، دائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کیا جائے اور بائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی پر ختم کیا جائے، پاؤں کی انگلیوں کے نیچے کی جانب سے خلال کرنا چاہئے، (۱۰) حضرت لقیط بن صبرہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب وضوء کرو (تو بھر پور کرو) اور انگلیوں کے درمیان خلال کرو۔ (۱۱)

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول مبارک اعضاء وضوء کو تین تین بار دھونے کا تھا، اس لئے تین تین بار اعضاء وضوء کو دھونا مسنون ہے، تین بار دھونے سے مراد پورے عضو تین بار دھونا ہے، اگر ایک دفعہ کچھ دھویا، کچھ حصہ دوسری دفعہ یا ایک دفعہ پورا عضو دھویا اور دوسری اور تیسری دفعہ کچھ حصہ پر پانی ڈالا تو یہ سنت کی ادائیگی کے لئے کافی نہیں، تین دفعہ سے زیادہ بھی نہ دھونا

(۲) رد المحتار ۸/۱

(۳) رد المحتار ۹/۱

(۴) مرعی الفلاح ۳۹

(۵) دیکھئے مرعی الفلاح ۳۹، رد المحتار ۹/۱

(۶) طحاوی ۳۹، رد المحتار ۸/۱

(۱) رد المحتار ۹/۱

(۲) مرعی الفلاح ۸۹، رد المحتار ۹/۱

(۵) ترمذی عن عثمان ۱۳۰

(۷) دیکھئے نصب نوابہ ۲۶۱-۲۶۲، الاحادیث الواردة فی تحلیل اللعینۃ

(۹) مرعی الفلاح ۳۹، رد المحتار ۹/۱

(۱۱) برمدی ۱۹۰

چاہئے، ہاں اگر پوری طرح اعضاء وضوء کے دھل جانے کا طمینان نہ ہو اور طہائیت قلب کی غرض سے تین دفعہ کے بعد بھی دھو لے تو کچھ حرج نہیں۔ (۱)

(۱۰) پورے سر کا مسح ایک بار مسنون ہے، یہی رائے حنفیہ، حنابلہ اور مالکیہ کی ہے، (۲) کیونکہ روایات میں عام طور پر ایک ہی بار سر کا مسح کرنا مقبول ہے، (۳) شوافع کے نزدیک سر کا مسح تین بار مسنون ہے، (۴) کیونکہ بعض روایات میں تین بار مسح کرنے کا ذکر آیا ہے، لیکن یہ روایتیں محدثین کے نزدیک ضعف سے خالی نہیں، اس لئے صحیح قول وہی ہے جو اکثر فقہاء کا ہے۔

(۱۱) کانوں کا مسح کرنا بہتر ہے کہ کان کے مسح کے لئے نیا پانی لیا جائے، امام ابوحنیفہ کی ایک روایت یہی ہے، تاہم اگر ہاتھ میں بچی ہوئی تراوٹ ہی سے کان کا مسح کرے تو یہ بھی کافی ہے، البتہ چونکہ اس صورت میں امام شافعی کے نزدیک سنت ادا نہیں ہوتی، اس لئے اختلاف فقہاء سے بچتے ہوئے نیا پانی لے لیا جائے تو بہتر ہے۔

(۱۲) اعضاء وضوء پر پانی بہاتے ہوئے ان اعضاء کو ملنا یعنی ان پر ہاتھ کا پھیرنا بھی مسنون ہے، کیونکہ آپ ﷺ سے ایب کرنا ثابت ہے، (۵) امام مالک اور امام اوزاعی کے نزدیک اعضاء وضوء کو ملنا فرائض وضوء میں سے ہے، (۶) اس لئے فقہاء کے اختلاف سے بچنے کے لئے اعضاء وضوء پر ہاتھ پھیرنے کا اہتمام کر لینا چاہئے، صرف پانی بہانے پر کتفا نہیں کرنا چاہئے۔

(۱۳) وضوء میں دائیں حصہ سے آغاز مسنون ہے، یعنی بائیں ہاتھ سے پہلے دایاں ہاتھ اور بائیں پیر سے پہلے دایاں پاؤں

دھویا جائے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب وضوء کرو تو دائیں سے آغاز کرو، اذاتوصا تم فابدؤوا بایمنا مکم۔ (۷)

(۱۴) سر کے مسح میں سر کے اگلا حصہ سے مسح کی ابتداء مسنون ہے، کیونکہ آپ ﷺ کا اسی طرح مسح کرنا ثابت ہے۔ (۸) سنن وضوء کی یہ فہرست علامہ شرنبلالی کی رائے پر ہے، بعض حضرات کا خیال ہے کہ دائیں حصہ کو پہلے دھونا اور سر کے اگلے حصے کا مسح پہلے کرنا یہ مستحبات میں سے ہے نہ کہ سنن میں، علامہ حنفی نے اس کے مستحب ہونے کو ترجیح دی ہے۔

کچھ اور سنتیں

وضوء کی سنتوں میں سے شروع میں نیت کرنا بھی ہے، یہ بھی ہے کہ اعضاء وضوء کو مسلسل دھویا جائے، ترتیب کی رعایت بھی مسنون ہے، بعض فقہاء کے نزدیک ن کا درجہ فرض کا ہے، اسی مناسبت سے فرائض وضوء کے بعد ان امور کا ذکر آچکا ہے۔ (۹)

مستحبات و آداب

وضوء کے مستحبات و آداب یہ ہیں

(۱) وضوء کے لئے اونچی جگہ پر بیٹھنا کہ وضوء کے دھوؤں سے بچ سکے۔

(۲) قبلہ کا استقبال۔

(۳) بلا عذر دوسرے سے مدد نہ لینا، عذر کی بناء پر دوسروں سے مدد لینے میں کوئی حرج نہیں۔ (۱۰) — اس سلسلہ میں تفصیل یہ ہے کہ وضوء میں مدد لینے کے تین درجات ہیں، ایک یہ کہ کسی سے

(۲) الدر المختار مع رد المحتار ۳۳۱، بحر الرائق ۵۳۶، البدائع (۱)

(۳) — شیخ ۱۵

(۶) طحاوی ۴۰

(۷) صحیح ابن حبان ۳۷۶، حدیث نمبر ۱۰۹۰، ابن ابی حریرة، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۶

(۹) در مختار ۸۲، سنن وضوء کی یہ پوری بحث مرقی الفلاح، طحاوی، در مختار، رد المحتار سے ماخوذ ہے

(۱) در مختار ورد معبر ۸۱، ۸۰

(۳) محاری شریف ۳۲، برمدی شریف ۱۲

(۵) مرقی الفلاح ۴۰

(۷) صحیح ابن حبان ۳۷۶، حدیث نمبر ۱۰۹۰، ابن ابی حریرة، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۶

(۹) در مختار ۸۲، سنن وضوء کی یہ پوری بحث مرقی الفلاح، طحاوی، در مختار، رد المحتار سے ماخوذ ہے

(۱۰) مرقی الفلاح ۴۰

کھڑے ہو کر پینا ثابت ہے، گو عام حالات میں اس طرح پینا مکروہ تنزیہی ہے۔ (۲)

(۱۳) یہ بھی مستحب ہے کہ اعضاء وضوء کو دھوتے ہوئے کچھ آگے تک پانی پہنچا دیا جائے تاکہ مقررہ حد تک پانی کا پہنچ جانا یقینی ہو جائے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے اس کی ترفیع دی ہے، من استطاع منکم ان یعطیل عروہ فلیفعل۔ (۲)

(۱۴) اگر وقت مکروہ نہ ہو تو وضوء کے بعد تحیۃ الوضوء کی نیت سے در رکعت نفل پڑھ لی جائے۔ (۴)

(تفصیل کے لئے دیکھئے تحیۃ الوضوء)

یہ کچھ اہم مستحبات و آداب ہیں، فقہاء نے کچھ اور آداب کا بھی ذکر کیا ہے، اسی طرح ہر عضو کو دھوتے ہوئے دعائیں بھی نقل کی گئی ہیں، لیکن کسی صحیح حدیث سے اس کا ثبوت نہیں۔

وضوء میں مکروہ باتیں

- وضوء میں جو باتیں مکروہ یا خد فادب ہیں، وہ یہ ہیں
- (۱) چہرہ پر پانی کا مارنا، یہ کراہت تنزیہی ہے۔
 - (۲) پانی بہت کم استعمال کرنا، اتنا کم کہ گویا تیل کی مالش کی گئی ہو اور جسم سے قطرات کا ٹپکنا نمایاں نہ ہو۔
 - (۳) پانی کا ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا، تین دفعہ سے زیادہ دھونا بھی اس میں شامل ہے، اگر پتے مملوکہ پانی یا نہر اور دریا کے پانی میں فضول خرچی کرے تو مکروہ تحریمی ہے، اور مساجد و مدارس کے پانی میں اسراف کرے تو حرام۔
 - (۴) نئے پانی سے تین بار مسح کرنا۔
 - (۵) عورت کے استعمال کے بعد بچے ہوئے پانی سے

پانی طلب کیا جائے، دوسرا یہ کہ کوئی شخص پانی بہائے اور آدمی خود اعضاء وضوء کو دھوئے، تیسرا یہ کہ کسی اور شخص سے اعضاء وضوء کو دھلوائے اور مسح کروائے، استعانت کی یہ تیسری صورت مکروہ ہے بشرطیکہ وضوء کرنے والا خود افعال وضوء کو انجام دینے سے معذور نہ ہو، پہلی صورت میں کوئی کراہت نہیں کہ تعاون بعید ہے، دوسری صورت خلاف ادب ہے، علامہ شافعی نے اس تفصیل کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (۱)

- (۴) وضوء کے درمیان دنیوی گفتگو نہ کی جائے۔
 - (۵) کان کا مسح کرنے میں چھوٹی انگلی کو کان کے سوراخ میں داخل کیا جائے۔
 - (۶) انگلی گو کٹا ہوا ہو پھر بھی اس کو حرکت دی جائے۔
 - (۷) دائیں ہاتھ سے کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے۔
 - (۸) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے۔
 - (۹) اگر معذور نہ ہو یعنی کسی ایسی بیماری سے دوچار نہ ہو کہ جس کی وجہ سے وضوء دیر تک برقرار نہ رہ سکے، تو مستحب ہے کہ وقت کے داخل ہونے سے پہلے وضوء کر لے۔
 - (۱۰) وضوء کے بعد قبلہ رخ کھڑے ہو کر کھم شہادت پڑھے کہ حدیث میں اس کی فضیلت آئی ہے۔
 - (۱۱) وضوء کے بعد یہ دعا پڑھنا مقبول ہے
- اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ
- الہ! مجھے خوب توبہ کرنے والوں میں سے بنا اور مجھے پاک لوگوں میں سے بنا۔
- (۱۲) وضوء کے بعد وضوء کے بچے ہوئے پانی کو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر پینا، کیونکہ آپ ﷺ سے وضوء کے بچے ہوئے پانی کو

وضوء کرنا۔

کوئی ناقض وضوء پیش نہ آئے۔

(۶) ناپاک جگہ میں وضوء کرنا۔

(۳) ایسی کوئی چیز جسم پر نہ ہو جو پانی کے پہنچنے میں رکاوٹ ہو،

جیسے سوم، تیل یا میل پانی کے پہنچنے میں مانع نہیں ہوتے، بلکہ اولاً پانی ان کے اندر جذب ہوتا ہے، پھر چمڑے تک پہنچتا ہے۔ (۵)

(۷) مسجد میں وضوء کرنا، البتہ مسجد میں جو حصہ وضوء ہی

کے لئے بنایا گیا ہو وہاں وضوء کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (۱)

(۸) وضوء کے درمیان بلا ضرورت دنیوی گفتگو کرنا۔ (۲)

متفرق احکام

وضوء واجب ہونے کی شرطیں

اگر پاؤں میں پھن کی وجہ سے پانی سے دھونا معسر ہو تو پھن سے اوپر لگی ہوئی رد اوپر پانی کا بہا دینا کافی ہے، اگر پانی کا بہنا بھی نقصان سے خالی نہ ہو تو صرف مسح کر لے، اگر مسح میں بھی نقصان کا اندیشہ ہو تو یوں ہی چھوڑ دے، اگر ٹھنڈے پانی کا استعمال معسر ہو اور گرم پانی استعمال کرنے میں نقصان نہ ہو تو گرم پانی استعمال کرے، (۶) — ظاہر ہے یہی حکم دوسرے اعضاء وضوء کیسے بھی ہوگا، اگر دھونے یا مسح کرنے میں نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، کیونکہ شریعت نے انسان کو اس کی قوت اور صلاحیت کے لحاظ سے مکلف بنایا ہے۔ (۷)

وضوء سے متعلق شرطیں دو طرح کی ہیں، وضوء کے واجب ہونے کی شرطیں اور وضوء کے صحیح ہونے کی شرطیں، وضوء کے واجب ہونے کی شرطیں یہ ہیں عاقل ہونا، بالغ ہونا، مسلمان ہونا، اتنے پانی کے استعمال پر قادر ہونا جس سے وضوء کیا جاسکے، حیض و نفاس کی کیفیت کا نہ ہونا، پہلے سے وضوء موجود نہ ہو اور وقت نماز کے اتنے حصہ کا باقی رہ جانا کہ اب اگر وضوء کر کے نماز ادا نہ کی جائے تو نماز قضا ہو جائے، (۳) تاہم علامہ شربنائی نے صحیح لکھا ہے کہ ایک جملہ میں یہ تمام شرطیں منع کی جاسکتی ہیں، اور وہ یہ کہ مکلف پانی کے ذریعہ پاکی حاصل کرنے پر قادر ہو "قدرة المكلف بالطهارة عليها بالماء"۔ (۴)

ہاتھ اور چہرہ دھونے کے بعد ناخن یا مونچھ تراشی جائے یا سر پر مسح کرنے کے بعد بال مونڈا یا جائے تو غسل اور مسح کے عادی کی ضرورت نہیں ہے۔ (۸)

وضوء درست ہونے کی شرطیں

گرم زم پر بار یک چیز اتھا جس پر پانی گزار دیا پھر اس چیز سے کوکات دے تو دوبارہ پانی بہانا ضروری نہیں، (۹) — تاہم ان صورتوں میں دوبارہ ان اعضاء کو دھو لینا مستحب ہے۔ (۱۰) — اگر کسی شخص کی کہنی سے ہاتھ کٹا ہوا ہو تو جہاں پر سے کٹا ہوا ہے، سے دھولے، اسی طرح ہاتھ پاؤں کا کچھ حصہ کٹا ہوا ہے،

وضوء کے صحیح ہونے کے لئے تین بنیادی شرطیں ہیں

(۱) پاک پانی اعضاء وضوء کے پورے چیزے پر پہنچ جائے اور ایک سوئی کے بقدر بھی خشکی نہ رہ پائے، اگر اتنا حصہ بھی خشک رہ گیا تو وضوء درست نہیں ہوگا۔

(۲) حیض و نفاس کی حالت نہ ہو، اور وضوء کے درمیان

(۲) مرقی الفلاح ۳۵

(۳) مرقی الفلاح ۳۳

(۶) طحطاوی ۳۵

(۸) مرامی الفلاح ۳۵

(۱۰) مرقی الفلاح ۳۵

(۱) درمختار ۹۰، ۸۹

(۳) درمختار ۵۹،

(۵) حوالہ سابق، درمختار ۵۹،

(۷) دیکھئے درمختار ۹۰،

(۹) درمختار ۹۰،

اور کچھ حصہ باقی ہے تو جتنا حصہ کٹا ہوا ہے، اسے دھولیا جائے، (۱)
اگر ایک شخص کو ایک ہی حصہ میں ایک سے زیادہ ہاتھ یا پاؤں ہو
جائیں تو اگر اس زائد ہاتھ اور پاؤں سے اشیاء کو پکڑتا اور چلتا ہو تو
اس کو بھی دھونا واجب ہوگا، ورنہ دھونا واجب نہ ہوگا بلکہ مستحب ہوگا،
اسی طرح اگر پانچ سے زیادہ انگلیاں ہو جائیں تو اس کو بھی دھونا
فرض ہوگا۔ (۲)

وضوء کب فرض و واجب ہے اور کب سنت و مستحب؟

وضوء کب فرض ہے، کب واجب اور کب مستحب؟ اس اعتبار
سے وضوء کی چار قسمیں کی گئی ہیں فرض، واجب، مسنون اور مستحب،
نماز کے لئے وضوء کرنا فرض ہے، فرض ہو یا نفل، اور فرض عین ہو یا
فرض کفایہ، اور مکمل نماز ہو یا جزو نماز، جیسے بعد از تلاوت، ان صورتوں
میں وضوء فرض ہے، طواف کے لئے وضوء کرنا واجب ہے، اسی لئے
بغیر وضوء طواف کرنے کی صورت میں دم واجب ہوتا ہے، قرآن
مجید چھونے کے لئے وضوء کرنا بعض حضرات کے نزدیک واجب
ہے، اور بعض حضرات کے نزدیک فرض، علامہ شرنبلالی اور علامہ طحطاوی
کے نزدیک اس کے لئے بھی وضوء فرض ہے۔ (۳)

سونے کے لئے وضوء کرنا مسنون ہے، (۴) یہ علامہ حنفی کی
راے ہے، اور معصوم نبوی ﷺ سے مطابقت کے اعتبار سے قابل
ترجیح معلوم ہوتی ہے، علامہ شرنبلالی نے اس کو بھی مستحبات میں شمار
کیا ہے، ان کے نزدیک مسنون اور مستحب کی الگ الگ قسمیں
نہیں بلکہ عین قسمیں ہیں فرض، واجب اور مستحب۔ (۵)

جن صورتوں میں وضوء کرنا مستحب ہے، وہ تمیز سے بھی زیادہ
ہیں، من جملہ ان کے یہ ہیں: دوئی کتابوں یعنی فقہ وحدیث، تفسیر و

عقائد وغیرہ کی کتابیں چھونا مقصود ہو، نیند سے بیدار ہو، تہجد یہ وضوء
کے لئے بشرطیکہ پہلے وضوء سے کوئی عبادت مقصودہ ادا کر چکا ہو، یا
مجلس بدل گئی ہو، غیبت کرنے، جھوٹ بولنے، پھلخوری کرنے، قبیح
اشعار پڑھنے اور کسی بھی غلطی کرنے کے بعد، کیونکہ وضوء گناہوں کا
کفارہ ہے، نماز کے باہر تہجد لگانے کے بعد، میت کو غسل دینے
اور جنازہ اٹھانے کے بعد، ہر نماز کے لئے تازہ وضوء، غسل جنابت
سے پہلے جب نہیں کھانے، پینے، سونے یا دوبارہ ہمبستری کرنے کا
ارادہ کرے، غصہ کی حالت میں، کیونکہ وضوء آتش غضب کو بجھاتا
ہے، قرآن وحدیث پڑھنے اور حدیث کی روایت کرنے کے لئے،
کسی بھی علم شرعی کے پڑھنے اور پڑھانے کے لئے، اذان،
اقامت اور خطبہ کے لئے گو خطبہ نکاح ہی کیوں نہ ہو، مولود شریف
میں حاضری کے لئے، مسجد میں داخل ہونے کی غرض سے، عرفہ میں
وقوف اور صفا اور مردہ کے درمیان سہی کے لئے، ہر ایسے عمل کے
بعد جس میں بعض فقہاء کے نزدیک وضوء ٹوٹ جاتا ہو، جیسے اونٹ
کا گوشت کھانے، یا غیر محرم مشروبات عورت کو چھونے اور اپنی
شرمگاہ کو پکڑے کے بغیر ہاتھ لگانے کی صورت میں۔ (۶)

(نوافل وضوء کے احکام کے لئے ملاحظہ ہو حدیث، نوم، دم،
تہجد، بول و براز، نیز وضوء کے مستعمل پانی کے حکم کے لئے دیکھا
جائے غسالہ، اور کس پانی سے وضوء جائز ہے؟ اس کے لئے
دیکھئے "ماء")۔

وضیعہ

جس قیمت میں کسی چیز کو خریدو، اس سے کم قیمت میں اسے
فروخت کرنے کو "بیع وضیعہ" کہتے ہیں، (۷) اس کے مقابلہ میں

(۲) درمختار ۷/۱

(۳) درمختار ۷/۱

(۱) مرقی العلاح ۳۵، درمختار ۷/۱

(۱) رد المحتار ۷/۱

(۳) مرقی العلاح ۳۵، رد المحتار ۷/۱

(۵) دیکھئے مرقی العلاح ۳۵

(۷) کتاب التعریفات ۲۸۱

دنوں ہی کیسے کیوں نہ وہاں مقیم ہوا ہو۔

وطن اقامت سے عارضی قیام گاہ مراد ہے، حنفیہ کے نزدیک اگر کوئی شخص کسی مقام پر پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کر لے تو یہ وطن اقامت ہے، وطن اقامت دو صورتوں میں باطل ہو جاتا ہے، ایک تو وطن اصلی کی طرف لوٹنے سے، دوسرے مسافت شرعی کے بقدر فاصد کے کسی مقام کے سفر کے ارادہ سے، اگر اس سے کم ذاصلے کا سفر وطن اقامت سے کیا جائے اور پھر وطن اقامت کو واپسی کا ارادہ ہو تو وطن اقامت باطل نہیں ہوتا، بلکہ اس فقہ سفر میں بھی وہ مقیم ہی کے حکم میں رہتا ہے، (۵) وطن اقامت کا بھی حکم نماز میں وہی ہے جو وطن اصلی کا ہے کہ چار رکعت والی نمازیں پوری پڑھی جائیں گی۔

اسی سے حج کے سلسلہ میں بھی حکم معلوم ہو گیا کہ جو نہ حج شروع ہونے سے پندرہ دنوں پہلے مکہ آجائیں وہ مقیم ہیں، وہ منی عرفات اور مزدلفہ میں چار رکعتیں پوری کریں گے، اور جو حج پندرہ دنوں پہلے مکہ نہ پہنچے ہوں، بلکہ اس وقت آئے ہوں جب زیادہ سے زیادہ چودہ دن حج شروع ہونے میں باقی ہو، تو نہیں منی عرفات و مزدلفہ میں چار رکعت و ان نمازوں کو دو رکعت ہی پڑھنا چاہئے، کیونکہ وہ سفر کے حکم میں ہیں۔

بعض اہل علم نے وطن کی ایک اور قسم وطن سکنی کے نام سے کی ہے، یعنی کسی جگہ جہاں پندرہ دنوں سے قیام کا ارادہ ہو، ایب شخص سفر کے حکم میں ہے، چونکہ اس سے کوئی مستقل فقہی حکم متعلق نہیں ہے، اس لئے محققین کے نزدیک وطن سکنی کی اصطلاح بے معنی اور بے فائدہ ہے، (۶) — وطن اقامت کی جو تشریح اوپر ذکر کی گئی ہے وہ فقہاء حنفیہ کی رائے پر ہے، مالکیہ کے نزدیک اگر کہیں چار دن یا

مراہجہ اور تولیہ کی اصطلاحات ہیں، خریدی ہوئی چیز کو بیع لے کر فروخت کرے تو ”مراہجہ“ ہے، اور اسی قیمت میں فروخت کر دے تو ”تولیہ“ ہے۔

وطن

وطن (”ط“ کے زیر یا سکون کے ساتھ) کے معنی رہائش کی جگہ (منزلۃ الاقامۃ) کے ہیں، (۱) چونکہ نماز میں قصر کا مسئلہ سفر سے متعلق ہے، اور سفر نام ہی بے وطنی کا ہے، اس لئے فقہاء کے یہاں وطن ایک اہم اصطلاح ہے اور اس کی دو قسمیں کی گئی ہیں، وطن اصلی و در وطن اقامت۔

وطن اصلی سے مراد وہ جگہ ہے، جہاں انسان پیدا ہوا ہو یا وہاں اس نے شادی کی ہو، یا وہاں اس نے مستقل طور پر قیام کا ارادہ کر لیا ہو، والوطن الاصلی هو الدی ولد فیہ الانسان او تزوج فیہ اولم ینسوج ولم یولد فیہ ولكن فصد التبش لا الارتحال عہ، (۲) — وطن اصلی متعدد بھی ہو سکتے ہیں، مثلاً ایک شخص نے دو شہروں میں مکان بنا رکھا ہے، یا اس نے دو شہروں میں الگ الگ نکاح کر رکھے ہیں تو دونوں اس کے لئے وطن اصلی قرار پائیں گے، (۳) اگر کوئی شخص اپنے وطن اصلی کو چھوڑ کر پوری طرح وہاں سے منتقل ہو گیا، اور کسی اور جگہ کو وطن بنا لیا، تو اب یہ وطن اصلی باقی نہیں رہے گا، وهذا الوطن یبطل بعثہ لا غیر وهو ان یتوطن فی بندۃ اخری ویقل الاہل الیہا فیخرج الاول عن ان یکون وطنا اصلیا (۴)

وطن اصلی کا حکم یہ ہے کہ یہاں چار رکعت والی نمازیں پوری چار رکعت ہی ادا کی جائیں گی، خواہ سفر کرتے ہوئے وہ دو ایک

(۲) مراہی الفلاح علی ہمس بطحطوی ۲۳۲ ع میس البحر الرائق ۳۶۲

(۳) البحر الرائق ۳۶۲

(۶) البحر الرائق ۳۶۲ مراہی الفلاح ۲۳۵

(۱) القاموس المحيط ۵۹۸

(۳) مراہی الفلاح ۲۳۳

(۵) الدر المختار مع الرد ۶۱۴۲ مع تحقیق شمس الدین محمد

بیس نمازوں کے بقدر قیام کا ارادہ ہو، تو وہ وطن اقامت ہوگا، (۱) شوافع کے نزدیک بھی نے اور جانے کا دن چھوڑ کر چار دن قیام کے ارادہ سے آدمی مقیم ہو جاتا ہے، لیکن اگر مقیم ہونے کے باوجود آگے سفر کا کوئی غیر یقینی مرحلہ درپیش ہو، جیسے جہاد میں نکلنا متوقع ہو، یا کسی اور کام کی وجہ سے قیام میں دن دو دن کا اضافہ ہوتا جاتا ہو، حالانکہ ابتداء میں چار دن تک مستقل قیام کی نیت نہ رہی ہو، تو ایک صورت میں سترہ دنوں تک قصر کرنے کی گنجائش ہے، اس کے بعد نہیں، (۲) حنابلہ کے نزدیک ایکس نماز یا اس سے زیادہ قیام کا ارادہ ہو تو وطن اقامت قرار پاتا ہے، (۳) حنفیہ، مالکیہ اور حنبلیہ کے نزدیک اگر کوئی شخص مدت اقامت کے قیام کی نیت نہ رکھتا ہو، لیکن ایک ایک دو دو دن کا ارادہ کرتے کرتے ایک عرصہ بھی کہیں قیام کرے تو وہ مسافر ہی سمجھا جائے گا۔

وطی

وطی کے فقوی معنی روندنے کے ہیں، فقہ کی اصطلاح میں حشفہ (سپاری) یا اس کے بقدر مرد کے عضو مخصوص کے داخل کرنے کا نام وطی ہے، خواہ مرد کے عضو تناسل میں انتشار کی کیفیت پائی جائے یا نہ پائی جائے، اگر مرد و عورت کے اعضاء کے درمیان کوئی ایسی چیز حائل بھی ہو جو جسمانی حرارت کے ایک دوسرے تک پہنچنے میں رکاوٹ نہ ہو تو وہ بھی فقہ کی اصطلاح میں وطی ہے، اس پر بھی وطی کے تمام احکام جاری ہوں گے، لافسوق فی الاصلاح بین ان یکون بحائل اولاً، لکن بشرط ان تصل الحرارة معه (۴) وطی یا دوسرے لفظوں میں مقدار حشفہ دھونے سے درج ذیل احکام متعلق ہیں

☆ غسل کا واجب ہونا، نماز، حجہ، خطبہ، طواف

، تہذوت، قرآن کو چھونا اور اٹھانا، قرآن کی کتابت اور مسجد میں داخل ہونے کی حرمت، غسل سے پہلے کھانے پینے کا مکروہ ہونا، اگر موزوں پر مسح کر رہا ہو تو واجب ہے کہ موزہ اتار لے، اگر حیض کے ابتدائی دنوں میں وطی کر لی تو ایک دینار اور آخری دنوں میں وطی کی تو نصف دینار کفارہ ادا کرنا مستحب ہے، روزہ کا فاسد ہونا، اس کی قضاء نیز سرزنش اور کفارہ کا واجب ہونا، اگر وطی کے درمیان صبح طلوع ہوگئی تو اس دن کے روزے کا معتقد نہ ہونا، جن کفارات میں مسلسل روزے ضروری ہیں، اگر ان کفارات کے درمیان جماع کی وجہ سے روزہ توڑ لے تو از سر نو روزہ رکھنا پڑے گا۔

☆ اعتکاف میں وطی جائز نہیں، اس سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا، اگر حج میں وقوف عرف سے پہلے اور عمرہ میں طواف کے چار شوط سے پہلے وطی کرے، تو ان صورتوں میں حج و عمرہ بھی فاسد ہو جائے گا، اور فی انہما اس حج و عمرہ کو مکمل کرنا، آئندہ ان کی قضاء کرنا نیز دم دینا واجب ہوگا، اگر نکاح فاسد کی بناء پر وطی کر لی، یا شبہ میں وطی کر لی تو مہر مثل واجب ہوگا، خلاق رجعی کے بعد وطی سے رجعت ثابت ہو جائے گی، جس عورت سے وطی کی، اس کی بیٹی اور اس کی مال مرد پر اور مرد کے اوصوں و فروغ یعنی آباء و اولاد عورت پر حرام قرار پائیں گے، اگر اس عورت کو شوہر نے تین طلاق

(۲) النہد ۳۳۷

(۱) دیکھئے الشرح الدانی ۲۲۶

(۳) الأشباه والنظائر ۲/۳۶ ط. مصطفیٰ بار

(۴) دیکھئے المعنی ۱۵۳/۳ تحقیق بکتور ترکی و عبد الغفار محمد

دے دی ہو تو اب دوسرے شوہر کے وطی کرنے اور حدق دینے کے بعد پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی، اگر کسی مرد کو نامردی کے علاج کی مہلت دی گئی ہو اور وہ اس مہلت میں وطی کر لے تو سے نامردی ختم ہونے کی دلیل سمجھا جائے گا، کنواری لڑکی کا نکاح باپ دادا کے سوا کسی اور نے کیا ہو، تو اسے بائع ہونے کے بعد اس نکاح کے رد کر دینے کا اختیار حاصل ہوتا ہے، اگر مرد نے وطی کر لی تو یہ اختیار ختم ہو جائے گا، عقد کے وقت مہر مقرر کیا گیا ہو تو پورا مہر واجب ہوگا، مہر مقرر نہ ہو ہو تو مہر مثل واجب ہوگا، اگر عورت نے ایک دفعہ وطی کا موقع دے دیا تو مہرین کے قول پر مہر منجز کے لئے وہ بے غس کو نہیں روک سکتی، جو حدق وطی کرنے سے مشروط ہو، تو وطی کرنے کے ساتھ ہی حدق واقع ہو جائے گی، جس بیوی سے ابھی وطی کی ہی نہ ہو، اس کو چاہے حیات حیض میں حدق دے، طلاق سنت ہی کہلائے گی، جس بیوی سے وطی کر چکا ہے، اس کے لئے حالت حیض کی طلاق بدعت ہوگی اور ایسے طہر کی طلاق کہ خاص اس صہر میں وطی نہ کی ہو، طلاق سنت ہوگی، اگر یہ، کیا ہو تو وطی کرنا فاسد یعنی اید، سے رجوع سمجھا جائے گا، ابستہ قسم کا کفارہ واجب ہوگا، وطی کرنے کی وجہ سے جو بغیر نکاح سے ہو، امام محمد کے قول پر استبراء یعنی کم سے کم ایک حیض گزارنا واجب ہوگا، اور اس کے بعد اس کا نکاح درست ہوگا، وطی کی وجہ سے عدت واجب ہوں اور عدت میں نفقہ و سکنی بھی واجب ہوگا، اگر وطی بہ طور زنا ہو تو حد

واجب ہوگی، وطی کرنے کی وجہ سے حد زنا کے احکام میں مرد و عورت محسن شمار کئے جائیں گے، وطی حلال کی وجہ سے نسب ثابت ہوگا۔

یہ ان احکام میں سے اقتباس ہے، جسے علامہ ابن نجیم مصریؒ نے ”احکام عبویۃ الحشفۃ“ کے زیر عنوان نقل کیا ہے، پھر آگے مصنف نے کچھ فوائد لکھے ہیں جن کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے

- (۱) جیسا کہ مذکور ہوا اگر وطی میں کوئی ایسا باریک پردہ استعمال کیا جائے جو جسمانی حرارت کے پہنچنے میں مانع نہ ہو تو اس کا حکم وہی ہے، جو اس کے بغیر وطی کرنے کا ہے۔
- (۲) اگر کسی شخص کے عضو تناسل سے مقدار حشفۃ کن ہو، تو اس کے بقدر حصہ کے داخل ہونے پر وطی کے مذکورہ احکام جاری ہوں گے۔

(۳) غیر فطری راہ سے وطی کے احکام بھی وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئے، البتہ اس سے چند مسائل مستثنیٰ ہیں، کہ فعل خلاف فطرت سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی، امام ابوحنیفہؒ کے یہاں حد واجب نہیں ہوتی، حد زنا میں مرد و عورت محسن قرار نہیں پاتے، مطلقہ مغنظہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی، جس شوہر نے ایلاء کیا ہو اس کے حق میں فتنے رجعت متحقق نہ ہوگی، یہ نامردی کے ختم ہونے کی دلیل نہیں، کسی لڑکی کے ساتھ ایسا فعل کیا جائے تو نکاح میں اس کا خاموش رہنا دلیل رضامندی ہوگی، اگر نکاح فاسد کے بعد اس کا مرتکب ہو اور پھر دوبارہ ضوت صحیحہ کے بغیر طلاق دیدے، تو مہر آدھا واجب ہوگا، اور عدت واجب نہ ہوگی۔

(۴) نکاح فاسد کے بعد وطی کا وہی حکم ہے جو نکاح صحیح کے بعد وطی کا ہے، لیکن چند مسائل اس سے مستثنیٰ ہیں، نکاح فاسد میں وطی کرنے کی صورت مہر متعین اور مہر مثل میں سے جو کم ہو وہ واجب ہوگا، جب کہ نکاح صحیح میں مہر متعین واجب ہوتا ہے نکاح فاسد

(۸) جن صورتوں میں وطی حرام ہے، ان صورتوں میں دواہی وطی یعنی بوس و کنار وغیرہ کی بھی ممانعت ہے، البتہ حیض و نفاس میں اور جو شخص اپنے نفس کے بارے میں مطمئن ہو، اس کے لئے روزہ کی حالت میں دواہی وطی کا اختیار کرنا جائز ہے۔ (۱)

وعدہ

اسم میں ”وعدہ“ کو بڑی اہمیت حاصل ہے، قرآن مجید نے متعدد مواقع پر ایفاء عہد کا تذکرہ کیا ہے، کہیں تو وعدہ پورا کرنے کا حکم دیا گیا اور فرمایا گیا کہ انسان اپنے وعدہ کے بارے میں اللہ کے سامنے جواب دہ ہوگا، واولوا بالعہد ان العہد کان مستثلاً، (ی، ر، یٰل ۲) اور کہیں سچے اور سچے اور خفی مسلمان کی حیثیت سے ان لوگوں کا ذکر کیا گیا جو اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں، (البقرہ ۲۲، لومون، الخارج ۱) وعدہ کو وفا کرنا عتقاد محبوب اور قابل تعریف وصف ہے، وعدہ خلافی اور عہد شکنی اسی درجہ مذموم اور ناپسندیدہ، آپ ﷺ نے وعدہ خلافی کو نفاق کی علامت قرار دیا ہے، (۲) کسی مسلمان کے حق میں اس سے بڑھ کر اور کیا تعبیر ہو سکتی ہے، جس کے ذریعہ کسی فعل کی خدمت کی جائے اگر کسی ناپسندیدہ بات کا وعدہ کیا گیا تو ایسے وعدہ کو پورا نہیں کرنا چاہئے، (۳) اسی طرح اگر کسی شخص نے وعدہ پورا کرنے کی نیت سے وعدہ کیا، وہ اسے پورا کرنا چاہتا تھا لیکن غیر معمولی رکاوٹ پیش آگئی اور وہ اس وعدہ کو پورا نہیں کر پاتا تو وہ وعدہ خلافی کا گناہ نہیں ہوگا، (۴) لیکن باعذر وعدہ خلافی جائز نہیں، جیسا کہ مذکورہ حدیث سے ظاہر ہے۔ فقہاء کے یہاں یہ بات زیر بحث آتی ہے، کہ وعدہ کو وفا کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اکثر فقہاء کے نزدیک دیانۃ ایفاء عہد واجب

کے بعد وطی سے مطلقہ مغلطہ شوہر اول کے لئے حلال نہ ہوگی، حد زنا کے باب میں اس کی وجہ سے وہ مرد و عورت محسن نہیں ہو گئے، نکاح صحیح کی وجہ سے وطی حلال ہے، اور نکاح فاسد کے بعد وطی حرام عہد ہے۔

(۵) جو احکام وطی سے متعلق ہیں اس میں انزال ہونے اور نہ ہونے کا اعتبار نہیں، کیونکہ اس کی حیثیت ضمنی ہے۔

(۶) وطی کی صورت میں مہر یا حد زنا میں سے کوئی ایک چیز عام طور پر واجب ہوتی ہے، لیکن بعض صورتوں میں اس سے مستثنیٰ ہیں، کتب فقہ میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

(۷) شوہر کے لئے بیوی سے وطی حلال ہے، لیکن بعض صورتوں میں اپنی بیوی سے بھی وطی حرام ہے، اور وہ یہ ہیں۔
حالت حیض، حالت نفاس، عورت واجب روزہ رہ رہی ہو، نماز کا وقت تنگ پڑ رہا ہو، اعتکاف یا احرام کی حالت ہو، ظہار کی صورت میں کفارہ ادا کرنے سے پہلے بیوی سے شبہ کی بناء پر کسی نے وطی کر لی ہو اور وہ عدت گزار رہی ہو، عورت کے اگلے اور پچھلے راستے مل گئے ہوں، اور وطی کے محل فطرت میں ہونے کا یقین نہ ہو، کم سنی، بیماری یا مونائپے کی وجہ سے عورت وطی کی متمثل نہ ہو، اپنا مہر مغل و صل کرنے کیلئے اس نے اپنے نفس کو روک رکھا ہو، عورت حامی نہ ہو، اور اس کے خلاف قصاص کا فیصلہ ہو چکا ہو، اس سے بھی وطی کرنا جائز نہیں، کیونکہ اگر اس سے حمل قرار پا جائے تو قصاص میں تاخیر ہوگی۔

(۱) معاصر الشیاء والبطائر ۲۹/۲ ط، مصطفیٰ بارہک نمکرمہ

(۲) بحاری ۱۰۰ باب علامۃ المنافق

(۳) منع الناری ۱۱۵

(۴) إحياء علوم ۱۳۲۲

ہے، قضاء جب نہیں، دیانتہ واجب ہوتا ظاہر ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی یا ایہا الدین آموا اولہوا بالعقود (۱) کے بارے میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، امام مجاہد، اور متعدد ہندو پائے مفسرین سے منقول ہے کہ یہاں عقود سے ”عمود“ یعنی وعدے مراد ہیں (۱)۔ یہی بات ابو سعید نے بھی کہی ہے کہ ہسی العہود والایمان (۲) امام ابو بکر صاحب رازی نے اس سلسلہ میں اہل علم کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھا ہے

وهو عموم فی ایجاب الوفاء بجمع
مابشرط الانسان علی نفسه مالم تقم
دلالة نحصصہ (۳)

انسان اپنے اوپر جو بھی شرطیں عائد کرے ان سب کو پورا کرنا واجب ہے، اس سلسلہ میں یہ آیت عام ہے، سوائے اس کے کہ کوئی وجہ تخصیص موجود ہو۔

البتہ حنفیہ کے بارے میں اہل علم نے لکھا ہے کہ اگر وعدہ کسی شرط کے ساتھ معلق ہو، تو پھر وہ لازم ہو جاتا ہے، اسی بنیاد پر ”مجلة الاحکام“ میں ایک قاعدہ اس طرح ذکر کیا گیا ہے

الموا عید بصورة التعالیق نکون
لارمة (۴)

وہ وعدے جو کسی شرط پر معلق ہوں، انہیں پورا کرنا ضروری ہے۔

وعدہ کے قضاء واجب ہونے کے سلسلہ میں مالکیہ کا مذہب اہل سنت کے عین دستان فقہ سے کسی قدر الگ ہے، مالکیہ کے

نزدیک اگر وعدہ کو کسی سبب سے معلق کیا گیا ہو تو اس کو پورا کرنا قضاء واجب ہے، جیسے کوئی شخص کہے کہ تم اپنا موجودہ مکان منہدم کر دو، میں تمہیں نئی تعمیر کے لئے پیسہ دوں گا، اب اس نے اپنا قدیم مکان گرا دیا، تو وعدہ کرنے والے شخص پر قرض دینا واجب ہوگا (۵)۔ اسدی تاریخ کے مشہور قاضی ابن شبرمہ کے نزدیک معلق وعدہ قضاء واجب ہے، اور وعدہ کنندہ کو اپنے وعدہ کی تکمیل پر مجبور کیا جائے گا (۶)۔ فی زمانہ بہت سے مواقع پر لوگوں کو مضرت سے بچنے کے لئے ایفاء عہد کو واجب قرار دینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، اس لئے بعض جدید اقتصادی مسائل کے حل میں فقہاء لگی سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم

دفرہ

بال جو سر پر جمع ہو، یا کانوں تک آتا ہو، یا کانوں کی لو سے متجاوز ہو، اسے ”دفرہ“ کہتے ہیں، اس سے لمبے بال کو ”جرمہ“ اور ”نمہ“ کہا جاتا ہے، دفرہ کی جمع دفرار ہے (۷)۔ رسول اللہ ﷺ صم ہوں پر لمبی زلف رکھا کرتے تھے، زلف مبارک کبھی کانوں تک، کبھی گردن تک اور کبھی موٹھوں کو چھوتی ہوئی ہوتی تھی (۸)۔ غرض کہ بعض اوقات آپ ﷺ کے بال مبارک دفرہ کے مصداق ہوا کرتے تھے۔

قص

”قص“ کی جمع اوقاص ہے، کسی شئی کی زکوٰۃ میں دو عداہہ تعداد پر زکوٰۃ کی علاحدہ مقدار متعین کی گئی ہو، ان دونوں کے درمیان جو فاصلہ ہو اسی کو ”قص“ کہتے ہیں (۹)۔ مثلاً آپ ﷺ نے

(۲) حوالہ سابق ۲۸۲/۳

(۳) مجلة الأحکام، دفعہ ۸۳

(۴) الفقه الإسلامی وأبنته ۱/۲۷

(۵) دیکھئے شمائل ترمذی ۱/۳۳۱ شریک دہلوی

(۱) أحکام القرآن لبحصاص ۲۸۲/۳

(۳) حوالہ سبق ۸۷-۸۸

(۵) فروع لشرامی ۲۵۳-۲۴

(۷) تقاموس المحیط ۲۳۳

(۹) فروع دفعہ ۵۳۵

اصل شئی کو واقف کی ملکیت کے حکم میں روکے رکھنا اور اس کے نفع کو فی الجملہ سبھی صدقہ کرنا۔

یہ تعریف اس بات پر مبنی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے یہاں تو مسجد کا وقف لازم ہوتا ہے، لیکن بقیہ اوقاف لازم نہیں ہوتے اور ان پر واقف کی ملکیت باقی رہتی ہے، البتہ اس سے دوسو تہمتیں مستثنیٰ ہیں، اور یہ کہ قاضی اس کے وقف ہونے کا فیصلہ کر دے، دوسرے واقف نے وقف کی وصیت کی ہو اور اس کو اپنی موت سے مشروط رکھا ہو، (۵) ان کے عدوہ عام حالات میں وقف لازم نہیں ہوتا، اور اس پر واقف کی ملکیت قائم رہتی ہے۔

دوسری تعریف صاحبین کے نزدیک ہے کہ۔

هو حسبہ علی حکم ملک اللہ تعالیٰ
وصرف منعتھا علی من احب ولو غیبا، (۶)
اصل شئی کو اللہ کی ملکیت کے حکم پر روکے رکھنا اور جس پر وہ چاہے گو وہ مالدار ہو، اس پر اس کا نفع خرچ کرنا۔

یہ تعریف شوافع اور حنابلہ کے نزدیک بھی ہے، کیونکہ ان حضرات کے نزدیک وقف لازم ہوتا ہے، اور موقوفہ شئی اس کی ملکیت سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں چلی جاتی ہے۔ (۷)
فقہاء مالکیہ کے یہاں وقف کا دائرہ وسیع ہے، اصل مال کے علاوہ کسی سے ہونے والا محض نفع بھی وقف کیا جاسکتا ہے، اس لئے مالکیہ نے وقف کی تعریف اس طرح کی ہے

هو جعل مفعلة مملوک ولو باجرة
او علتہ لمستحق بصيغة مدة ما يراه
المحبس (۸)

گائے تیل کی زکوٰۃ کے بارے میں فرمایا کہ تیس پر ایک ایک سالہ ٹھنڈا یا ٹھنڈی اور چالیس پر دو سالہ واجب ہوگا، (۱) اسی طرح چالیس کے بعد جب ساٹھ ہو جائیں تو اس حدیث کی روشنی میں دو عدد ایک سالہ ٹھنڈے ادا کرنے ہوں گے، یہ چالیس اور ساٹھ کے درمیان کا حصہ قص کہلاتا ہے، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک قص میں زکوٰۃ واجب نہیں، یعنی اگر کسی کو چالیس سے بڑھ کر انچاس گائیں ہو جائیں تو وہی ایک دوسرا ٹھنڈا واجب ہوگا، نو جانوروں کا جو اضافہ ہو ہے اس پر الگ سے کچھ واجب نہ ہوگا، امام ابو حنیفہؒ سے تین قول منقول ہے ایک یہ کہ چالیس کے بعد جتنے ٹھنڈے ہوں اسی نسبت سے زکوٰۃ کی مقدار میں اضافہ ہوگا، اکتالیس ہو جائیں تو ایک ٹھنڈا اور ایک ٹھنڈا کا چالیس وال حصہ، دوسرا قول یہ ہے کہ جب تک پچاس نہ ہو جائے چالیس سے زیادہ حصہ پر کچھ واجب نہ ہوگا، پچاس ہو جائے تو یک ٹھنڈا اور ایک ٹھنڈا کا چوتھائی ادا کرنا ہوگا، اور ایک قول وہی ہے جو امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا ہے۔ (۲)

وقف

وقف کے لغوی معنی روکنے کے ہیں، (۳) چونکہ فقہاء کے درمیان وقف کے احکام کی بابت اختلاف ہے، اس لئے وقف کی تعریف میں بھی ان کے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے، اور بحیثیت مجموعی اس سلسلہ میں فقہاء کے یہاں تین اقوال پائے جاتے ہیں، ایک تعریف وہ ہے، جو امام ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ

هو حسن العین علی حکم ملک الواقف
والتصدق بالمفعلة ولو فی الجملة (۴)

(۱) برمدی ۳۶۰

(۲) القاموس المحيط ۱۳

(۳) ردالمحتار ۳۵۸/۳

(۴) الفقہ الاسلامی وأدلہ ۵۴۸

(۵) تحفۃ ہدایہ وفتح القدیر ۱۸۶۲

(۶) درمحدرسی ہامش الرد ۳۵۷

(۷) ردالمحتار ۳۵۸/۳

(۸) شرح بصیر ۹۸/۳

وقف — اسلام کے امتیازات میں

وقف کو سلام کے امتیازات اور خصائص میں شمار کیا گیا ہے، لیکن فی الجملہ وقف کا تصور اسلام سے پہلے بھی ملتا ہے، کیونکہ اسلام کی آمد سے پہلے بھی آسمانی اور غیر آسمانی مذاہب میں عبادت کی انجام دہی کے لئے مخصوص جگہیں رہا کرتی تھیں، ظاہر ہے اس کا شمار بھی وقف ہی میں ہوگا، البتہ اس میں شبہ نہیں کہ اسلام نے وقف کا جو وسیع تصور دیا ہے اس کی مثال اور کہیں نہیں ملتی، اسی لئے مسلمانوں کے عہد میں عبادت، تعلیم، خدمت خلق اور رفاہی کاموں کے لئے جتنے زیادہ اور جتنے بڑے اوقاف ملے ہیں سلام سے پہلے ایسے اوقاف نہیں پائے جاتے، بلکہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مسلمان سلاطین اور رؤساء میں خیراتی مقاصد کے لئے وقف کا ذوق دیکھ کر دوسری قوموں میں بھی مذہبی اور رفاہی کاموں کے لئے وقف کا رجحان پیدا ہوا ہے۔

وقف کے سلسلہ میں اصل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب خیبر میں کچھ اراضی حاصل ہوئیں تو انہوں نے اس زمین کو خیر کے کاموں میں استعمال کرنے کی غرض سے آپ رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو ایسا کر سکتے ہو کہ اصل زمین کو روک رکھو اور اس کے نفع کو صدقہ کرو، اصل زمین نہ خرید و فروخت کی جائے نہ ہبہ اور نہ اس میں میراث جاری ہو، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سے فقراء، اہل قربات، غلام، مسافر اور مہمانوں پر وقف فرما دیا اور یہ شرط بھی لکھ دی کہ جو وقف کا متولی ہوا اسے معروف طریقہ پر خود کھانے اور دوستوں کو کھلانے کی اجازت ہوگی، اس میں سے جمع کرنے کی

اجازت نہیں ہوگی (۱) — چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس وقف کو اسلامی عہد کا پہلا وقف مانا جاتا ہے۔

وقف کی اہمیت پر اس حدیث سے بھی روشنی پڑتی ہے، جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آدمی کی موت کے بعد اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، البتہ تین اعمال ایسے ہیں جن کا اجر اس کی موت کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے، صدقہ جاریہ، علم نافع جس سے اس کے بعد لوگ نفع اٹھا رہے ہوں، صالح اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہو۔ (۲)

اسلام میں وقف کی فضیلت

چنانچہ وقف کرنا مستحب ہے، (۳) اور اس پر گویا اجماع ہے، (۴) اسی لئے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں وقف کا بڑا ذوق پایا جاتا تھا، حضرت چارہ برہم سے مروی ہے کہ کوئی صاحب کنجائش صحابی نہیں کہ جس نے وقف نہ کیا ہو، حمیدی سے منقول ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا گھرانے لڑکے پر وقف کیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک گھر مروہ کے پاس تھا آپ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے لڑکوں پر وقف کر دیا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے "شیع" نامی جگہ پر اپنی زمین وقف کر دی تھی، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے مکہ اور مصر میں جو مکان تھا اسے وقف کر دیا تھا، اور مدینہ میں جو مال تھا وہ بچوں پر وقف کر دیا تھا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں ایک مکان وقف کیا تھا، اور مصر کا ایک مکان اپنے بچوں پر، اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت عمر و بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بھی مختلف جاہدادوں کا وقف کرنا ثابت ہے۔ (۵)

صفت وقف

جیسا کہ وقف کی تعریف کے ذیل میں مذکور ہوا امام ابوحنیفہ

(۱) بحاری ۳۸۷/۱، مسلم ۳۷۲، ترمذی شریف ۴۵۶، ابو داؤد شریف ۳۹۸/۲

(۲) ترمذی ۲۵۶، مسلم شریف ۳۷۲، سنن شریف ۴۷۲، ابو داؤد شریف ۳۹۸/۲

(۳) الشرح الصغیر ۹۸/۴، شرح مہذب ۲۲۰/۱۵ (۴) المعنی ۳۳۹/۵

(۵) المعنی ۳۳۸-۳۳۹/۵

کے نزدیک تین صورتوں کے سوا وقف محض جائز ہوتا ہے لازم نہیں ہوتا، یعنی موقوفہ شئی عاریت کے درجہ میں ہوتی ہے جب بھی چاہے، وقف کرنے والا وقف سے رجوع کر سکتا ہے، گواہ کرنا مکروہ ہے، لیکن اگر وہ رجوع کر ہی لے تو اس کا رجوع کرنا درست اور معتبر ہوگا، اور اگر اس کا انتقال ہو گیا تو اس میں وراثت جاری ہوگی، البتہ اس سے تین صورتیں مستثنیٰ ہیں۔

(۱) بطور مسجد زمین وقف کی گئی ہو، چونکہ مسجد براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہے، اور جب کوئی جگہ ایک بار مسجد بن گئی تو قیامت تک وہ مسجد ہی رہے گی، اس لئے اس میں رجوع کی گنجائش نہیں۔

(۲) قاضی نے وقف لازم ہونے کا فیصلہ کر دیا ہو، اس کی صورت یہ ہے کہ موقوفہ جائیداد ناظر کے حوالہ کر دے، پھر قاضی کے پاس وقف کے لازم نہ ہونے کی وجہ سے اس وقف سے رجوع کرنے کا دعویٰ کرے اور قاضی اس کے دعویٰ کے خلاف وقف کے لازم ہونے کا فیصلہ کر دے تو قاضی کے فیصلہ کی وجہ سے وقف لازم ہو جائے گا۔

(۳) واقف نے وصیت کی ہو، وصیت ہونے کے اعتبار سے یہ وقف لازم ہوگا۔ (۱)

صاحبین کے نزدیک وقف لازم ہوتا ہے، اور وہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں چلا جاتا ہے، اس لئے وقف کرنے کے بعد رجوع نہیں کیا جاسکتا، اور نہ اس میں میراث جاری ہوگی، فتویٰ اس مسئلہ میں صاحبین کی رائے پر ہے، (۲) پھر امام ابو یوسفؒ کے نزدیک الفاظ وقف کا تلفظ کرتے ہی وقف مکمل ہو جائے گا، اور

واقف کی ملکیت اس پر ختم ہو جائے گی، مشائخ بلخ، صاحب معین المصلیٰ اور ملا حدود غیرہ نے اسی پر فتویٰ دیا ہے، امام محمدؒ کے نزدیک جب تک وقف کے لئے متولی مقرر کر کے اس کے حوالہ نہ کر دے، وقف مکمل نہیں ہوگا، سراجیہ اور خلاصہ الفتاویٰ میں اسی کو مفتی بہ قرار دیا گیا ہے، (۳) علامہ شامیؒ نے بھی امام ابو یوسفؒ ہی کے قول پر فتویٰ نقل کیا ہے، (۴) اور خطا ہے کہ اسی میں احتیاط ہے۔ واللہ اعلم

وقف کا رکن

وقف کا رکن وقف پر دلالت کرنے والے الفاظ کو ادا کرنا ہے، یہ ایسے الفاظ ہوں جو ہمیشہ کے لئے وقف کرنے کو بخالتے ہوں، جیسے اس گھر کا کرایہ ہمیشہ مسکینوں پر خرچ کیا جائے، ویسے امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ گر محض اتنا کہہ دیا جائے کہ یہ شئی فلاں مقصد کے لئے وقف کر رہا ہوں، اور بیچ بیکلی و دام کی صراحت نہ کرے تب بھی عرف کی بناء پر وقف درست ہو جائے گا، علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ مشائخ بلخ اور صدر الشریعہ وغیرہ بھی عرف کی وجہ سے امام ابو یوسفؒ ہی کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے، (۵) — وقف کے لئے خاص وقف ہی کا غلط ضروری نہیں، بلکہ کوئی بھی ایسا لفظ کافی ہے، جو وقف کے معنی و مقصود پر دلالت کرتا ہو جیسے صدقہ وغیرہ، (۶) علامہ ابن نجیم مصریؒ نے ان الفاظ کا تفصیل سے ذکر کیا ہے، (۷) اس وضاحت سے ظاہر ہے کہ وقف کے لئے ایجاب کافی ہے قبول ضروری نہیں، مالکیہ شوافع اور بعض حنابلہ کے نزدیک اگر کسی ایسے متعین شخص پر وقف کیا گیا ہو جو قبول کر نیکی صلاحیت رکھتا ہو، جیسے رشید، حمید وغیرہ پر وقف، تو وقف کی تکمیل کے لیے اس

(۱) ہندیہ ۳۵۰۲، رد المحتار ۳۵۸/۳، سمحہ کا، شتاہ وقف کی تحریف کے دلیل میں مذکور نہیں لیکن، کام سجدہ کے دلیل میں سجدہ کی خصوصی حیثیت کا ذکر آیا ہے

(۳) ہندیہ ۳۵۱/۲

(۵) رد المحتار ۳۵۹/۳

(۷) البحر الرائق ۳۱۷-۳۱۹

(۲) حوالہ جات منکورہ

(۳) رد المحتار ۳۵۸/۳

(۶) الدر المختار ۳۵۹/۳، البحر الرائق ۳۱۷/۵، مکتبہ زکریا، دیوبند

فخص کا قبول کرنا بھی ضروری ہے۔ (۱)

وقف کے احکام

وقف کا ایک حکم تو یہ ہے کہ موقوفہ جائداد سے حاصل ہونے والی منفعت جیسے کھیت کا غنہ، مکان کا کرایہ وغیرہ کو مقررہ خیراتی اور رفاهی مصرف پر خرچ کرنا واجب ہے، (۲) — دوسرا حکم موقوفہ شئی کی ملکیت سے متعلق ہے، صاحبین اور جمہور کے نزدیک وقف کے بعد وہ شئی براہ راست اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں چلی جاتی ہے، اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس پر وقف ہی کی ملکیت باقی رہتی ہے، البتہ صحیح اور لازم ہونے کے بعد باتفاق اسکو فروخت کرنا یا کسی اور کو ہبہ کرنا جائز نہیں اور نہ اس میں میراث جاری ہوگی (۳)

وقف صحیح ہونے کی شرطیں

وقف کے صحیح ہونے کے لئے چند شرطیں ہیں جن میں بعض کا تعلق وقف کرنے والے سے ہے، بعض کا وقف کی جانے والی شئی سے، اور بعض کا ان مصارف و مہدات سے جن پر وقف کیا جائے، فقہ کی اصطلاح میں اسے ”موقوف علیہ“ کہتے ہیں۔

واقف سے متعلق شرائط کا حاصل یہ ہے کہ وہ اس مال میں تصرف کرنے کا مل ہو یعنی عاقل و بالغ ہو، نابالغ اور فاقر اطفال نہ ہو آزاد ہو غلام نہ ہو، (۴) جس چیز کو وقف کر رہا ہو وقف کرنے کے وقت اس کا مالک ہو، مسلمہ، عاقل یا مقروض اور دیو یہ ہونے کی وجہ سے اس کو اپنے مال میں تصرف سے منع نہ کر دیا گیا ہو، (۵) مرض و فاقہ میں حنفیہ کے نزدیک مریض کا اپنی جائداد میں تصرف کا حق محدود ہو جاتا ہے، اس لئے اگر کسی نے اس حالت میں وقف

کیا ہو تو دیون کو ادا کرنے کے بعد سزا دہ کے ایک تہائی میں تو لارنا وقف نافذ ہوگا، اگر اس سے زیادہ کا وقف کیا ہو تو ایک تہائی سے زیادہ میں وقف کا نافذ ہونا ورثاء کی اجازت پر موقوف ہوگا، اگر بعض ورثاء نے اجازت دی اور بعض نے نہیں تو تہائی کے علاوہ اجازت دینے والے ورثاء کے حصہ میں ہی وقف نافذ ہو سکے گا، (۶) یہی حکم وقف کی وصیت کا بھی ہے، واقف کا مسلمان ہونا ضروری نہیں، غیر مسلم اپنی اولاد اور نسل کے لئے وقف کرے اور آخری مصرف مساکین کو قرار دے تو مسلمان فقراء کے لئے بھی اس وقف سے استفادہ جائز ہے۔ (۷)

وقف کی ہوئی چیز سے متعلق شرطیں

جو چیز وقف کی جارہی ہو، یعنی شئی موقوفہ سے متعلق شرطیں

یہ ہیں

(۱) غیر منقولہ شئی ہو جیسے زمین — حنفیہ کے یہاں منقولہ اشیاء کا وقف درست نہیں، اس لئے کہ وقف کا مقصد موقوفہ شئی کے نفع کا دائمی طور پر صدقہ کرنا ہے، اور منقولہ اشیاء زیادہ مدت تک باقی نہیں رہ سکتیں، البتہ اس سے دو صورتیں مستثنیٰ ہیں، اول یہ کہ منقولہ اشیاء بھی اگر غیر منقولہ اشیاء کے تابع اور اس سے متعلق ہوں جیسے زراعتی زمین کے ساتھ بل، بیل اور آلات کاشت، دوسرے جن منقولہ اشیاء کا وقف مروج ہو جیسے درخت، قبر کھودے کے آلت، جنازہ اٹھانے کے لئے تابوت وغیرہ، عرف و رواج ہی کی بناء پر بعض مشائخ نے کتابوں کے وقف کی اجازت دی ہے، کیونکہ مساجد اور مدارس پر کتابوں کا وقف معروف اور مروج ہے۔ (۸)

چونکہ وقف کا مقصد موقوفہ شئی کے نفع کا دائمی طور پر صدقہ کرنا ہے، اس لئے اگر کسی نے اس حالت میں وقف

(۲) میسرور المختار ۳۵۹/۳

(۴) ہندیہ ۳۵۲/۲

(۵) ہندیہ ۳۵۲/۲

(۸) بدائع الصنائع ۲۲۰/۶

(۱) معجم الاسلامی، اردو ۳۵۹/۸

(۳) ہندیہ ۳۵۲/۲

(۵) رد المحتار ۳۵۹/۳، شرح مصعب ۱۰۱/۳

(۷) ہندیہ ۳۵۲/۳

نزدیک جائز نہیں، لیکن چونکہ اس سلسلہ میں حدیث موجود ہے کہ سیدنا حضرت خاتمہؑ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے جانوروں کے بارے میں فرمایا تھا کہ انھوں نے ان جانوروں کو اللہ کے راستہ میں یعنی جہاد کے لئے وقف کر رکھا ہے، اس لئے امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک ان کا وقف بھی درست ہے، (۱) اس سے معلوم ہوا کہ صاحبین کے نزدیک جن اموال کا وقف نص سے ثابت ہو ان میں بھی وقف درست ہوگا۔ واللہ اعلم

(۲) جو چیز وقف کی جائے ضروری ہے کہ وہ شریعت کی نظر میں قیمت رکھنے والا مال ہو و معہ المال المتقوم، (۲) معلوم ہوا کہ جو چیز شرعی مال ہی نہ ہو یا ایسا مال نہ ہو جس کی خرید و فروخت شرعاً جائز ہے، تو اس کا وقف معتبر نہیں۔

(۳) وقف کی جانے والی شئی وقف کرنے والے کی ملکیت میں ہو، اس سلسلہ میں وقف کرنے کے وقت مالک ہونے کا اعتبار ہے، فرض کیجئے کہ وقف کرنے کے وقت زمین غصب کی تھی بعد میں غاصب نے اس زمین کو اصل مالک سے خرید کر لیا تو گو بعد کو وہ اس کا مالک ہو گیا، لیکن چونکہ وقف کرنے کے وقت اس کا مالک نہیں تھا، اس لئے یہ وقف درست نہیں ہوگا۔ (۳)

اسی بناء پر فقہاء نے سرکار کی طرف سے ملنے والی جاگیر کی اراضی نیز "ارضی حوز" کے وقف کو درست نہیں قرار دیا ہے، (۴) "ارضی حوز" سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کھیتی نہ کر پائے اور اس کا خراج ادا کرنے سے قاصر ہو، تو وہ اسے حکومت کے حوالہ کر دے تاکہ زمین کے نفع سے حکومت خراج کی تطانی کر سکے، اگر حکومت

یہ زمین کسی اور کو کاشت کے لئے دیدے تو ظاہر ہے کہ وہ اس کا مالک نہیں، البتہ اصل مالک اسے وقف کر سکتا ہے، اور ایسی صورت میں جب تک اجارہ کی مدت پوری نہ ہو جائے اور رہن کی صورت میں زمین وصول نہ ہو جائے اجارہ پر حاصل ہونے والے فسخ اور صاحب زمین کا قبضہ اس پر برقرار رہے گا۔ (۵)

(۲) وہ شئی معلوم و متعین ہو۔ (۶) اگر کوئی شخص کہے کہ میں اپنی زمین کا کچھ حصہ وقف کرتا ہوں تو ایسے ابہام کے ساتھ وقف کرنا درست نہیں، (۷) — معلوم و متعین ہونے سے مراد یہ ہے کہ مقام وقف کی وضاحت کر دی جائے، زمین کی حدود بھی بتا دی جائیں، ہاں اگر کوئی جگہ مشہور ہو اور تحدید کے بغیر بھی اس کا شناخت کی جاسکتی ہو تو تحدید ضروری نہیں۔ (۸)

(۵) امام محمدؒ کے نزدیک یہ بھی ضروری ہے کہ وقف کی جائداد اگر قابل تقسیم ہو تو مال موقوفہ تقسیم شدہ ہو، یعنی وہ علاحدہ اور مشخص ہو، غیر موقوفہ زمین اس میں مشترکہ نہ ہو، امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مشترکہ جائداد (مشاع) میں سے اپنے حصہ کا وقف درست ہے، حضرت عمرؓ نے خیبر میں حاصل ہونے والی زمین میں سے غیر منقسم حصہ ہی وقف کیا تھا، اس سے امام ابو یوسفؒ کے نقطہ نظر کی تائید ہوتی ہے، (۹) شوافع اور حنابلہ کی بھی یہی رائے ہے۔ (۱۰)

شوافع کے یہاں وقف کے سلسلہ میں اصول یہ ہے کہ جس مادی شئی سے ہمیشہ نفع اٹھنا ممکن ہو "کل عین ینتفع بها علمی الدوام" کا وقف جائز ہے، جیسے زمین، ہتھیار، گھر کا سامان، اسی رمرہ میں شوافع نے جانوروں کو بھی رکھ ہے، جن اشیاء سے عارضی

(۲) الدرالمختار ۳/۲۵۹

(۳) حوالہ سابق ۲/۳۵۲

(۶) ہند ۲/۳۵۵، الدرالمختار علی ہاشم الرد ۳/۳۶۰

(۸) ردالمحتار ۳/۳۷۲

(۱۰) شرح مہذب ۵/۳۲۲

(۱) حوالہ منکور

(۲) ہندیہ ۳/۳۵۳

(۵) حوالہ سابق ۲/۳۵۶

(۷) حوالہ سابق

(۹) بدائع الصنائع ۶/۲۰۶ ہندیہ ۲/۳۶۵

ثواب اور قربت کی ہو، معصیت کی چیزوں پر وقف درست نہیں، اسی لئے گرجا، چرچ، اور آتش کدہ پر وقف درست نہیں۔ (۷)

علامہ ہسکلی نے مصارف کے اعتبار سے وقف کی تین قسمیں کی ہیں، اداں ایسا وقف جو فقراء کے لئے ہو، دوسرا جو ابتداءً انبیاء کے لئے ہو پھر فقراء کے لئے، مثلاً پہلے واقف کی ذات پر پھر فقراء پر، تیسرے وہ اوقاف جن سے دولت مند اور غریب دونوں استفادہ کریں، جیسے مسافر خانہ، قبرستان، اہل وغیرہ، خالصۃً انبیاء پر وقف درست نہیں کہ یہ باعث قربت نہیں، (۸) بہر حال یہ ضروری ہے کہ موقوف علیہ معلوم ہو، تاکہ اسی مصرف میں وقف کا استعمال ہو سکے۔

امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک یہ بھی ضروری ہے کہ وقف کا انتہائی مصرف ایسی چیز ہو جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہو، امام ابو یوسف کے نزدیک یہ ضروری نہیں، البتہ اگر واقف نے وقف کا کوئی ایسا مصرف متعین کیا ہو جو ختم ہو جانے والا ہو تو اس مصرف کے ختم ہونے کے بعد فقراء ہی اس کے آخری مصرف ہوں گے۔ (۹)

تعبیر وقف سے متعلق شرطیں

وقف سے متعلق بعض شرطیں وہ ہیں جن کا تعلق وقف کے مینہ اور تعبیر سے ہے، اور وہ یہ ہیں:

(۱) وقف ”منجز“ یعنی فی الفور قابل نفاذ ہو، مستقبل میں واقع ہونے والی کسی شرط کے ساتھ مشروط اور مستقبل کی طرف منسوب نہ ہو، جیسے کوئی شخص یوں کہے: جب زید آئے تو یہ زمین وقف ہوگی، یا کہا جائے کہ: آئندہ میں ایک سال بعد سے اس زمین کو وقف کرتا ہوں، اگر ایسی شرط سے متعلق کیا جو وقوع پزیر

نفع اٹھایا جاسکتا ہے، ہمیشہ نفع اٹھایا نہیں جاسکتا جیسے کھانا، خوشبودار پھول، ان کا وقف جائز نہیں، درہم و دینار کے وقف کے بارے میں یہ بھی ضروری ہے کہ وقف کی ہوئی شئی متعین و موجود ہو، جو شئی غیر متعین ہو یا موجود نہ ہو کسی کے ذمہ میں ہو اس کا وقف جائز نہیں۔ (۱)

مالک کے نزدیک اصل شئی کے علاوہ محض نفع کا بھی وقف درست ہے، مثلاً جانور وقف نہ کیا جائے، اس پر سواری اور بار برداری کو وقف کیا جائے، (۲) حنا بلہ کے نزدیک بھی اشیر و وقف کا دائرہ بہت وسیع ہے یہاں تک کہ اپنے گھر کی چھت سے متصل نضا کا وقف کرنا بھی درست ہے۔ (۳)

حنفیہ کے نزدیک ماں موقوفہ کے سلسلہ میں ایک اصول یہ بھی ہے کہ جن چیزوں کو کھوئے بغیر ان سے استفادہ ممکن نہ ہو جیسے درہم، دینار، روپیہ پیسہ، کھانا، مشروب وغیرہ، تو ان کا وقف درست نہیں، (۴) اگر مسجد میں قرآن مجید کے نسخے وقف کئے گئے تو یہ وقف درست ہے، اور اس مسجد ہی میں ان کی تلاوت کی جائے گی۔ (۵)

کن مقاصد پر وقف درست ہے؟

جس مقصد کیلئے وقف کیا جائے اسے ”موقوف علیہ“ کہتے ہیں، اس کے لئے شرط ہے کہ وہ وقف کا مصرف بننے کا اہل ہو، خواہ ایک شخص پر وقف ہو جیسے زید، عمرو، بکر، پر، یا افراد کے مجموعہ پر، جیسے: علماء، فقہاء، فقراء وغیرہ، یا غیر ذی روح چیز پر وقف کیا گیا ہو، جیسے مسجد، مدرسہ، مسافر خانہ وغیرہ۔ (۶)

اسی بنا پر ایسی ہی چیز پر وقف درست ہوگا جو اسلام کی نظر میں

(۲) الشرح الصغیر ۱۰۲/۳

(۳) ہندیہ ۳۶۲/۲

(۶) الشرح الصغیر ۱۰۲/۳

(۸) درمصار و رد المحتار ۳۹۶/۳

(۱) شرح مہذب ۲۱۰/۵-۲۲۰

(۲) متعنی ۳۵۳/۵

(۵) ہندیہ ۳۶۰/۲

(۷) ہندیہ ۳۵۳/۲

(۹) بدائع الصنیع ۲۲۰/۶

ہونگی ہے، اور فی الحال موجود ہے تو یہ وقف معتبر ہے، جیسے: اپنی مملوکہ زمین کے بارے میں کہے کہ ”اگر یہ میری ملکیت ہے تو وقف ہے“ تو یہ وقف درست ہوگا۔ (۱)

(۲) وقف کسی محدود مدت کے لئے نہ کیا جائے بلکہ ہمیشہ کے لئے وقف ہو، جیسے کوئی شخص یوں کہے: ”میں یہ جائیداد ایک مہینے کے لئے وقف کرتا ہوں“ تو یہ وقف درست نہیں ہوگا۔ (۲)

مالکیہ کے نزدیک نہ وقف کے درست ہونے کے لئے تعجز یعنی فوری طور پر تنفیذ شرط ہے اور نہ دوام وابدیت کی شرط ہے۔ (۳)

(۳) یہ ضروری ہے کہ وقفہ میں فی الفور لازم کئے جانے کے معنی ہوں، اگر وقف کرے اور وقف کے ساتھ خیار شرط لگا دے کہ مجھ کو اس وقف سے رجوع کرے کا اختیار حاصل ہوگا، تو یہ وقف درست نہیں ہوگا، البتہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تین دنوں کا اختیار لیا جاسکتا ہے، تاہم یہ اختیار مسجد کے علاوہ عام اوقاف سے متعلق ہے، مسجد کے بارے میں اتفاق ہے کہ اگر مسجد پر وقف کرے اور خیار شرط لگا دے تو شرط کا کوئی اعتبار نہیں، اور وقف لازم ہو جائے گا۔ (۴)

(۴) وقف کے ساتھ کوئی ایسی شرط ذکر نہ کی جائے جس سے وقف کا مقصد متاثر ہوتا ہو، مثلاً یوں کہے کہ ”میں بوقت حاجت اسے فروخت کرنے اور اس کی قیمت اپنی ضروریات پر خرچ کرنے، کسی اور کو ہبہ کرنے یا اس مقصد کی بجائے کسی اور مقصد پر اس رقم کو خرچ کرنے کا اختیار رکھوں گا“ ایسی شرطوں کی وجہ سے وقف درست نہیں ہوگا، البتہ مسجد کے لئے وقف کی گئی زمین کے ساتھ اس طرح کی شرطیں معتبر نہ ہوں گی، وقف درست ہو جائے گا اور شرط غیر مؤثر۔ (۵)

واقف کی ملکیت کب ختم ہوگی؟

مال وقف سے واقف کی ملکیت حنفیہ کے یہاں چار صورتوں میں ختم ہوتی ہے :

(۱) اگر مسجد کا وقف ہو تو اس کی زمین علاحدہ کر دی جائے، کیونکہ مسجد کے لئے حصہ مشاع کا وقف کرنا بالاتفاق معتبر نہیں۔

(۲) وقف کا مسئلہ قاضی کے یہاں پہنچ جائے اور قاضی اس وقف کے لازم ہونے کا فیصلہ کر دے، کیونکہ گو امام ابو حنیفہؒ کے یہاں وقف لازم نہیں ہوتا، لیکن جب قاضی نے وقف کے لازم ہونے کا فیصلہ کر دیا تو قضاء قاضی کی وجہ سے اب یہ وقف لازم ہو گیا۔

(۳) وقف کو اپنی موت کے ساتھ مشروط کیا ہو، جیسے یوں کہے ”جب میری موت ہو جائے تو میرا مکان فلاں چیز پر وقف رہے گا“ تو یہ وصیت کے حکم میں ہوگا اور اس کے انتقال کے بعد مترکہ کے ایک تہائی کی حد تک وقف کی وصیت لازم العمل ہو جائے گی۔

(۴) اگر کسی شخص نے کہا کہ میں نے اس شئی کو اپنی حیات میں بھی اور وفات کے بعد بھی ہمیشہ کے لئے وقف کیا، تو اکثر علماء کے نزدیک وقف لازم ہو گیا اور واقف کی ملکیت اس پر باقی نہیں رہی، امام محمدؒ کے نزدیک متولی کے حوالہ کرنے کے بعد ملکیت ختم ہوگی اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ان کے مسلک کے مطابق واقف کو رجوع کرنے کا حق حاصل رہے گا۔ (۶)

مسجد، عید گاہ اور جنازہ گاہ کے لئے جو زمین وقف کی گئی ہو، اس سے بہر حال واقف کی ملکیت ختم ہو جاتی ہے، البتہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قول یا فعل کافی ہے، قول سے مراد یہ ہے کہ ”میں نے اسے

(۲) درمختار ورد المحتار ۳۶۰/۳

(۳) الشرح الصغیر ۶۴-۵۵

(۶) حوالہ حات مسکورہ

(۱) درمختار ورد المحتار ۳۶۰/۳

(۲) درمختار ۳۶۰/۳، ہندیہ ۳۵۶/۲

(۵) درمختار ۳۶۰/۳، ہندیہ ۳۵۶/۲

ہے۔ لیکن اس پر فتویٰ نہیں، (۵) نیز امام احمدؒ کے ایک قول میں بھی اس کا اشارہ منقول ہے، (۶) لیکن متبادلہ کے یہاں یہ قول مرجوح ہے۔

وقف کرنے والے کی شرطوں کی اہمیت

وقف کے احکام میں واقف کی شرائط کو بڑی اہمیت حاصل ہے، اسی لئے فقہاء نے وقف کے سلسلہ میں یہ قاعدہ مقرر کیا ہے:

شروط الواقف كنص الشارع (۷)

واقف کی شرط شارع کی نص کی طرح ہے۔

اور اسی بنیاد پر علامہ ابن نجیم مصریؒ نے لکھا ہے

القضاء بحلاف شرط الواقف كالقضاء

بحلاف النص لا بعد (۸)

واقف کی شرط کے خلاف قاضی کا فیصلہ ایسا ہی

ہے جیسے نص کے خلاف فیصلہ، لہذا نافذ نہیں ہوگا۔

”واقف کی شرط کے شارع کی نص کی طرح ہونے“ سے مراد

یہ ہے کہ واقف کی شرطوں کو سمجھنے میں بھی ان ہی اصول و قواعد کو ملحوظ

رکھا جائے گا جن کو نصوص کی توضیح و تفہیم میں برتنا جاتا ہے، دوسرے

جیسے شارع کی نصوص پر عمل کرنا واجب ہے، اسی طرح واقف کی

شرائط کا احترام اور ان کو نافذ کرنا بھی واجب ہے۔ (۹)

لیکن یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ شرائط واقف کی رعایت کا حکم ہی

ارطلاق ہے، حقیقت یہ ہے کہ واقف کی شرطیں تین طرح کی ہیں،

اول ایسی شرطیں جو باطل ہیں، ان پر عمل نہیں کیا جائے گا، دوسرے

چارز شرطیں جن کی مخالفت قطعاً جائز نہیں، تیسرے ایسی جائز شرطیں

مسجد بنادیا“ اور فعل سے مراد یہ ہے کہ کم سے کم جماعت کے ساتھ وہ

خود نماز پڑھ لے یا اس کی اجازت سے پڑھی جائے، امام ابوحنیفہؒ اور

امام محمدؒ کے نزدیک جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد ہی وقف

کھل ہوگا اور واقف کی ملکیت اس سے ختم ہو سکے گی۔ (۱)

مساجد اور دوسرے اوقاف کے درمیان فرق

مساجد اور دوسرے اوقاف کے درمیان جیسا کہ اوپر کی

وضاحتوں سے ظاہر ہے کئی نکات میں فقہاء نے فرق کیا ہے

(۱) امام ابو یوسفؒ وغیرہ جو مشاع یعنی غیر منقسم زمین کے

وقف کے قائل ہیں، ان کے نزدیک بھی مساجد کے معاملہ میں

مشاع کا وقف درست نہیں۔

(۲) امام محمدؒ کے یہاں وقف کے کھل ہونے کے لئے اس

کو متولی کے حوالہ کرنا ضروری ہے، لیکن مساجد کی حد تک امام محمدؒ بھی

اس کو ضروری قرار نہیں دیتے۔ (۱)

(۳) امام ابوحنیفہؒ کے یہاں دوسرے اوقاف قاضی کے

فیصلہ کے بعد ہی لازم ہوتے ہیں، لیکن مسجد کا وقف حاکم کے فیصلہ

کے بغیر بھی لازم ہو جاتا ہے، اور موقوفہ زمین واقف کی ملکیت سے

نکل جاتی ہے۔ (۳)

(۴) مسجد ایک دفعہ مسجد بننے کے بعد ہمیشہ کے لئے مسجد

ہو جاتی ہے، خواہ وہ ویران اور ناقابل استعمال ہوگئی ہو، اس پر ائمہ

اربعہ کا اتفاق ہے، (۲) — گو امام محمدؒ کا ایک قول ویران مساجد کی

مسجدیت ختم ہو جانے اور اس پر واقف کی ملکیت لوٹ آنے کا ملتا

(۱) دیکھئے درمختار ورد المحتار ۲/۳۶۱

(۲) البحر الرائق ۳/۴۱۵، مکتبہ کریا، یونہ

(۳) دیکھئے البحر الرائق ۲/۴۲۵، شرح مہذب ۵/۳۶۷ معنی ۳۶۷

(۴) البحر الرائق ۳/۴۱۵، مکتبہ کریا، الدر المختار مع رد المحتار ۶/۵۴۸، (ردی)

(۵) المعنی ۳۶۷/۵

(۶) حوالہ سابق

(۲) درمختار ورد المحتار ۳/۴۱۵

(۳) ۱۰ فیض القدير ۳۳۶-۳۳۷، رد المحتار ۳/۴۱۵

(۹) الاتمده و المحذر ۱۰۸

کہ بعض اوقات ان کی مخالفت ہی وقف کے مفاد میں ہوتی ہیں، بہ قاضی ضرورت ایسی شرطوں کی خلاف ورزی کی جاسکتی ہے۔ (۱)

باطل شرطوں سے مراد ایسی شرط ہے جو خلاف شرع ہو، (۲) جیسے کسی معصیت پر یا مشرکانہ عبادت گاہ پر وقف، بہ قاضی ضرورت شرائط واقف کی مخالفت سے متعلق متعدد جزئیات فقہاء نے ذکر کی ہیں، علامہ ابن نجیم مصریؒ نے لکھا ہے کہ سات مسائل ہیں کہ جن میں شرائط واقف کی اتباع ضروری نہیں۔

(۱) واقف نے شرط لگادی کہ موقوفہ زمین یا مکان ایک سال سے زیادہ مدت کے لئے کرایہ پر دینے کی اجازت نہیں ہوگی، لیکن لوگ اتنی کم مدت کے لئے کرایہ دار بننے کے لئے تیار نہ ہوں اور زیادہ مدت کے لئے کرایہ پر دینے میں مقصد وقف کا مفاد ہو تو متولی تو اس شرط کی مخالفت نہیں کر سکتا، لیکن قاضی اس کی مخالفت کر سکتا ہے۔

(۳) واقف نے شرط لگائی کہ اس کے پیسے سے اس کی قبر پر قرآن پڑھا جائے تو خاص قبر پر قرآن پڑھنے کی شرط باطل ہوگی۔

(۴) واقف نے شرط لگائی کہ فاضل آمدنی خاص فلاں مسجد میں مانگنے والوں ہی کو دی جائے تو ناظر کو حق ہوگا کہ اس مسجد سے باہر سوال کرنے والے یا کسی اور مسجد میں سوال کرنے والے شخص پر یا ایسے شخص پر جو سوال نہ کرے، لیکن مستحق ہو اس رقم کو خرچ کرے۔

(۵) اگر واقف نے شرط لگائی ہوگی کہ ہر دن مستحقین کو روٹی، گوشت دیا جائے تو متولی کو روٹی گوشت کے بجائے اس کی قیمت تقسیم کرنے کا بھی حق حاصل ہے۔

(۶) واقف نے امام کے لئے جو تنخواہ مقرر کی ہو، گروہ تنخواہ اس کی کفایت نہ کرتی ہو تو قاضی اس میں اضافہ کر سکتا ہے۔

(۷) واقف نے شرط لگادی ہو کہ موقوفہ زمین کا کسی زمین یا شئی سے تبادلہ نہ کیا جائے، لیکن تبادلہ وقف کے مفاد میں ہو تو قاضی تبادلہ کر سکتا ہے۔ (۳)

واقف کی جو شرطیں شریعت اور وقف کے مفاد کے خلاف نہ ہو، ان کی رعایت کرنا واجب ہے، طائے شرائط المواقف معتبرۃ اذا لم یخالف الشرع، (۴) چنانچہ وقف کو جس جائز مصرف میں خرچ کرنے کی شرط لگائے اس کو اسی مصرف میں خرچ کرنا ضروری ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی جائداد غیر مسلم فقراء پر وقف کر دے تو ان ہی فقراء پر اس وقف کی آمدنی خرچ کی جائے گی، (۵) اگر واقف نے شرط لگائی کہ موقوفہ اشیاء کا نفع فلاں شخص کو اس کی زندگی بھر ملتا رہے گا، یا زندگی بھر وہ خود اس سے نفع اٹھائے گا تو اسے اس کا حق حاصل ہوگا، اگر کہے کہ میں اس زمین کو اللہ کے لئے وقف کرتا ہوں اور میں جس پر چاہوں اس کو صرف کروں گا تو اسے حق ہوگا کہ اس کی پیدوار کسی بھی خیراتی مقصد پر خرچ کرے مساکین پر یا حجاج پر، اسی طرح اگر اس نے اپنے لئے یا اپنے متولی کے لئے وقف کی جائداد کے تبادلہ کی شرط رکھی تو اس کی یہ شرط معتبر ہوگی، اسی طرح اگر اس نے شرط لگائی کہ میں اس وقف کے تحت مطمئن میں کی پیشی، معزولی اور تبدیلی کا اختیار رکھوں گا تو سے یہ حق حاصل ہوگا، (۶) واقف نے جس مقصد کے لئے کوئی جائداد وقف کی ہو اگر وقف کا وہ مصرف فوت ہو جائے تو اولاً حتی المقدور اسی مصرف پر کہیں اور اس کی آمدنی کو استعمال کیا جائے گا، مسجد کی مسجد پر، مسافر خانہ کی مسافر خانہ پر، کنوئیں اور حوض کی کنوئیں اور حوض پر (۷) اور جب وہ مصرف ہی ناپید ہو جائے تو پھر آخری

(۲) حوالہ سبق

(۳) الاشیاء والنظر ۱۹۵

(۴) حوالہ سبق

(۱) المدخل الفقہی ج ۱ ص ۱۰۹/۲

(۳) رد المحتار ۳۶۱/۳

(۵) رد المحتار ۳۶۱/۳

(۷) دیکھئے مبدیہ ص ۴۰۲

مصرف فقراء ہوں گے۔ (۱)

وقف کا استبدال

وقف کا استبدال یعنی وقف کی چیز کو بیچ کر دوسری چیز خرید کرنا یا خود موقوفہ شے کا دوسری شے سے جابدلہ جائز ہے یا نہیں؟ یہ نہایت اہم مسئلہ ہے، اور فی زمانہ حاس طور پر اس مسئلہ کو بڑی اہمیت حاصل ہو گئی ہے، اس سلسلہ میں اس بات پر توافق ہے کہ اگر واقف نے اپنے لئے یا کسی اور کے لئے حق استبدال کی شرط لگادی تھی تو بالاتفاق متعلق شخص کو اس کا حق حاصل ہوگا، کیونکہ یہ ایک جائز اور معتبر شرط ہے، اور استبدال کا عمل وقف کی شرائط کے دائرہ میں رہتے ہوئے کیا جا رہا ہے۔ (۲)

اگر اپنے لئے یا کسی اور کے لئے استبدال کی شرط نہیں لگائی گئی، وقف نامہ میں استبدال کا کوئی ذکر ہی نہیں کیا گیا یا یہ صریح کر دی گئی کہ کسی کو اس وقف میں استبدال کا حق نہیں ہوگا، ایسی صورت میں دو طرح کے حالات پیش آسکتے ہیں، ایک صورت یہ ہے کہ استبدال کے بغیر وقف سے فائدہ اٹھانا ممکن نہ ہو، ایسی صورت میں دیانت دار قاضی (قاضی الجنتہ) کی اجازت سے استبدال جائز ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ وقف تو اب بھی قابل انتفاع ہو لیکن استبدال کے ذریعہ اس کو زیادہ نفع بخش بنایا جاسکتا ہو علامہ شامی کے بقول زیادہ صحیح قول یہی ہے کہ اس صورت میں استبدال جائز نہیں، یہی رائے علامہ ابن ہمام کی بھی ہے، (۳) — لیکن علامہ شامی نے ایک اور موقع پر اس کو جائز لکھا ہے، اور تاوی قاری ہدایہ سے نقل کیا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے، گو خود اس میں بھی اختلاف

ہے کہ فتویٰ اس پر ہے یا اس کی برعکس رائے پر۔ (۴)

تاہم علامہ شامی وغیرہ نے استبدال کی اجازت کے لئے جو شرطیں عائد کی ہیں ان کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے، اور ان میں تین شرطیں فی زمانہ بڑی اہمیت کی حامل ہیں، ایک یہ کہ اراضی وقف معمولی قیمت پر فروخت نہ کی جائیں بلکہ ان کی مناسب اور مروجہ قیمت حاصل کی جائے، ان لایکون البیع بغین فاحش، دوسرے بیع کی اجازت دیانت دار اور ذمہ دار ادارہ کو حاصل ہوگی، فقہاء نے اس کے لئے ”قاضی جنتہ“ کی شرط لگائی ہے اور قاضی جنتہ سے یہ قاضی مراد لیا ہے، جو علم اور عمل صالح دونوں کا حامل ہو، ان یسکون المستبدل قاضی الحجة، تیسرے موقوفہ اراضی اور مکانات کے بدلے، مکانات اور اراضی ہی حاصل کی جائیں روپیہ، پیسہ، سے جابدلہ نہ ہو، یا اگر ہو تو فوراً ہی اس سے غیر منقولہ جائیداد خرید کر لی جائے، ان یستبدل بعقار لا بملک و دنانیر، (۵) کیونکہ تجربہ ہے کہ جہاں کہیں موقوفہ اراضی کے بدلہ نقد رقم ملتی ہے، نقد رقم ناجائز تصرف اور تغلب میں جاتی ہے۔ والی اللہ المشتکی

حنابلہ کے یہاں بھی اگر استبدال میں وقف کی مصلحت ہو تو استبدال جائز ہے، (۶) امام شافعی کے نزدیک جائز نہیں، (۷) امام مالک سے دو قول منقول ہے، ابو الفرج کی روایت کے مطابق جائز ہے اور مدونہ کی روایت کے مطابق جائز نہیں۔ (۸)

تولیت کا حق

وقف پر تولیت کا پہلا حق خود وقف کرنے والے کا ہے اگر واقف خود اپنے لئے وقف کی تولیت کا منصب رکھے تو یہ جائز ہے، ورنہ اس پر اجماع ہے، اگر اس نے کسی اور شخص کو تولیت سپرد نہیں کی،

(۱) درمختلر ۶/۵۴۹، مع تحقیق شیخ عادل و شیخ عسی

(۳) البحر الرائق ۵/۲۲۵، رد المحتار ۳/۳۸۵

(۵) حوالہ سابق ۳/۳۸۹

(۷) المعنی ۶۹/۵-۳۶۸

(۲) دراریہ عسی ہامش ۶/۲۹۳

(۳) رد المحتار ۳/۳۸۷

(۶) حوالہ سابق ۳/۳۸۶

(۸) حوالہ سابق

کرے گا، پھر جب وہ بالغ ہو جائے تو اب تویت اسے سونپ دی جائے گی۔ (۸)

متولی کن اوصاف کا حامل ہو؟

متولی ایسے شخص کو بنانا چاہئے جو عاقل و بالغ ہونے کے علاوہ امین و دیانت دار ہو، خائن شخص کو متولی بنانا جائز نہیں اور اگر بنادے تو گنہگار ہوگا، (۹) اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ متولی اس وقف سے متعلق حفاظت اور ملحوظہ فرائض کو بذات خود یا کسی نائب کے واسطے سے انجام دے سکے، کیونکہ اس کے بغیر وہ مقاصد وقف کو پورا ہی نہیں کر سکتا، (۱۰) عہدے اور مناصب جتنے بھی ہیں ان کے بارے میں شریعت کا حرج یہ ہے کہ وہ خود اس عہدے کا طلب گار اور خوشگوار نہ ہو، یہی اصول وقف کی تویت کے بارے میں بھی ہے، کہ تویت ایسے شخص کو سپرد کی جائے جو فاسق نہ ہو اور اس عہدہ کا خواہاں نہ ہو۔ (۱۱)

متولی کا تقرر اگر قاضی کی جانب سے ہو تو علاوہ ان اوصاف کے واقف کے فضا کی رعایت بھی ضروری ہے، مثلاً اگر واقف نے اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد کے لئے تویت کی شرط لگائی تھی اور اس کی اولاد میں کوئی دیانت دار شخص موجود ہو تو کسی اور شخص کو تویت حوالہ کرنا درست نہیں، (۱۲) بلکہ واقف نے شرط لگائی ہو یا نہ لگائی ہو، وقف کے انتظام و انصرام کے لئے اس کے اہل خاندان کو اولیت حاصل ہے، اگر اس کے خاندان میں اس کے لئے کوئی موزوں شخص نہ ہو اور کسی اور کو متولی وقف بنادیا جائے بعد کو پھر خود اس کے خاندان

تب بھی وہی متولی سمجھا جائے گا، (۱) واقف کو اس بات کا بھی حق حاصل ہے کہ وہ کسی اور شخص کو اپنی زندگی میں یا اپنے بعد کے لئے متولی مقرر کرے، (۲) اسی طرح اپنے بعد اپنی اولاد کو بھی متولی وقف مقرر کر سکتا ہے، (۳) یہ بات بھی درست ہے کہ واقف بالترتیب ایک سے زیادہ متولی متعین کر دے، مثلاً یوں کہے کہ میرے بعد فلان شخص اور اس کے بعد فلاں شخص متولی ہوگا، (۴) ایک ہی شخص متولی ہو یہ ضروری نہیں ایک سے زیادہ شخص کو بھی متولی بنایا جاسکتا ہے، ایسی صورت میں وہ سب مل کر وقف سے متعلق تصرفات کریں گے۔ (۵)

مگر واقف نے کسی کو متولی مقرر نہیں کیا تو جب تک وہ زندہ ہے، اسے ہی وقف پر ولایت حاصل ہوگی، اور وہی باطلر وقف متعین کرنے کا بھی اختیار رکھے گا، واقف کے بعد اگر اس نے کسی کو وصی مقرر کیا ہو تو یہ وقف اس کی طرف منتقل ہو جائے گا اور اگر وصی بھی نہ ہو تو قاضی کو وقف پر ولایت حاصل ہوگی، اور وہ وقف کے لئے منتظم (قیم) مقرر کرے گا۔ (۶)

متولی ہونے کی شرائط

متولی ہونے کے لئے عاقل و بالغ ہونا شرط ہے، مرد ہو یا عورت، بیٹا ہو یا بیٹا بیٹا، متولی بن سکتا ہے، تویت کے لئے مسلمان اور صحت مند ہونا بھی ضروری نہیں، (۷) اگر کسی نابالغ بچے کو واقف نے متولی بنادیا تو حالت نابالغی میں تویت درست نہ ہوگی، لہذا قاضی اس کے بالغ ہونے تک کسی اور شخص کو منتظم وقف متعین

(۲) درمختار علی ہامش لرد ۳۸۴/۳

(۳) ہندیہ ۴۰۸/۲

(۶) حوالہ سابق

(۸) ہندیہ ۴۰۸/۲

(۱۰) درمختار ورد المختار ۳۸۴/۳

(۱۲) ہندیہ ۴۰۸/۲

(۱) بحی حشہ دسوی ۹/۳

(۳) ہندیہ ۴۰۸/۲

(۵) حوالہ سابق ۴۰۸/۲

(۷) ردالمختار ۳۸۴/۳

(۹) ردالمختار ۳۸۵/۳

(۱۱) ردالمختار ۳۸۵/۳

بھی اس شرط کا کوئی اعتبار نہیں اور قاضی اسے عہدہ سے معزول کرنے کا مجاز ہوگا کیونکہ یہ خلاف شرع شرط ہے۔ (۶)
اگر قاضی نے کسی کو اوقاف کا متولی اور منتظم مقرر کیا ہو تو وہ اسے معزول کرنے کا بھی حق رکھتا ہے، لیکن اگر واقف نے کسی کو متولی مقرر کیا تھا تو جب تک اس سے بددیانتی یا فسق و فجور کا صدور نہ ہو اس وقت تک وہ اسے معزول کرنے کا اختیار نہیں رکھتا، اور اگر معزول کر کے کسی اور شخص کو متولی مقرر کر دے جب بھی شرعاً دوسرا شخص متولی نہیں ہوگا۔ (۷)

فاسق اور بددیانت شخص کو معزول کرنا تو واجب ہے لیکن وہ ان باتوں کے ارتکاب کی وجہ سے از خود تولیت سے معزول نہیں ہوگا، جب تک قاضی و حکم اسے معزول نہ کر دے، (۸) متولی اگر استعفیٰ پیش کرے تو قاضی کے منظور کرنے کے بعد ہی وہ اس ذمہ داری سے سبکدوش ہوگا، اگر کوئی متولی قاضی کو استعفیٰ پیش کرے تو قاضی کو چاہئے کہ دوسرے مناسب شخص کو اس کی جگہ متولی مقرر کر دے، اگر کوئی شخص کسی متعین شخص کے حق میں تولیت سے سبکدوش ہو تو اس کا اعتبار نہیں، قاضی اگر من سب سمجھے تو اسے اس عہدہ پر مقرر کرے یا کسی اور کو۔ (۹)

واقف نے جس شخص کو متولی مقرر کیا تھا وہ اس کی تولیت ختم کر سکتا ہے، یہاں تک کہ اگر اس شرط کے ساتھ متولی بتایا کہ خود مجھے بھی اس کو معزول کرنے کا حق نہیں جب بھی متولی کو اسے معزول کرنے کا حق حاصل رہے گا، دراصل خفیہ کے نزدیک واقف کی زندگی میں اس کے مقرر کئے ہوئے متولی کی حیثیت وکیل کی ہوتی ہے، اس لئے وہ کبھی بھی متولی سے عہدہ تولیت واپس لے سکتا ہے۔ (۱۰)

میں تولیت کی اہمیت رکھنے والے لوگ پیدا ہو گئے تو چاہئے کہ واقف کے خاندان میں سے ہی کسی کو متولی بنادیا جائے، (۱) — جیسے متولی کی شخصیت کے سلسلہ میں واقف کے منشا کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اسی طرح متولی کے اوصاف کے بارے میں بھی واقف کے منشا کی رعایت کی جائے گی، جیسے اگر وقف نے کہا کہ میری اولاد میں سے جو سب سے افضل ہو وہ متولی ہوگا تو قاضی اس کی اولاد میں سے افضل ترین شخص کا تولیت کے لئے انتخاب کرے گا۔ (۲)

اگر متولی کا نا اہل ہونا ثابت ہو جائے؟

اگر متولی کا خیانت کرنا یا وقف کے انتظام و انصرام سے عاجز ہونا ثابت ہو جائے یا وہ کسی فسق جیسے شراب نوشی وغیرہ کا مرتکب ہو تو ایسے شخص کو معزول کر دینا واجب ہے خواہ خود واقف ہی کیوں نہ ہو، البتہ اس کے لئے محض کچھ لوگوں کا متولی پر جرائم کا الزام لگانا کافی نہیں، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے اس الزام پر مناسب شہادت و ثبوت موجود ہو، (۳) امام ابو بکر خفاف سے منقول ہے کہ اگر قاضی اس کو معزول کرنے کے بجائے من سب سمجھے کہ اس کے ساتھ کسی اور کو بھی تولیت میں شریک کر دے کیونکہ بعض اوقات ایک سے زیادہ آدمیوں کی شرکت سے بددیانتی کا خطرہ کم ہو جاتا ہے، تو یہ بھی درست ہے، (۴) اگر ایک شخص متعدد اوقاف پر متولی ہو اور کسی ایک وقف میں اس کی خیانت ثابت ہو جائے تو دیگر اوقاف کی تولیت سے بھی اس کو علاحدہ کر دینا واجب ہے، (۵) یہاں تک کہ اگر واقف نے اپنے لئے یا اپنے مقرر کردہ متولی کے لئے یہ شرط لگا دی کہ قاضی یا سلطان اس کو معزول کرنے کا حق نہیں رکھے گا تب

(۲) حوالہ سابق

(۳) رد المحتار ۳۸۵/۳

(۴) حوالہ سابق

(۵) رد المحتار ۳۸۶/۳

(۱۰) رد المحتار ۳۸۶/۳

(۱) ہندیہ ۳۲۲

(۳) ہندیہ ۳۱۲

(۵) حوالہ سابق

(۶) رد المحتار ۳۸۵-۳۸۶/۳

(۹) رد المحتار ۳۸۵/۳

اگر متولی فرائض ہو جائے اور یہ کیفیت اس پر مسلسل ایک سال رہے تو وہ عہدہ تولیت سے معزول ہو جائے گا، البتہ اگر اس کا دماغی توازن درست ہو گیا اور صحت ہو گئی تو اب اسے دوبارہ تولیت کی ذمہ داری سپرد کی جاسکتی ہے۔ (۱)

متولی کے فرائض و اختیارات

متولی کی بنیادی ذمہ داری موقوفہ املاک کی حفاظت اور حتی المقدور مقاصد وقف کی تکمیل کی کوشش ہے، اسی کو پیش نظر رکھ کر فقہاء نے متولین کے اختیارات متعین کئے ہیں، استبدال وقف کے مسئلہ میں یہ بات آچکی ہے، کہ بعض مخصوص صورتوں کے سوا وقف کی جائداد کو فروخت کرنا یا کسی غیر موقوفہ جائداد سے اس کا تبادلہ جائز نہیں۔

وقف کی جائداد کو کرایہ پر دینے کے سلسلہ میں فقہاء کا عام رجحان یہ ہے کہ کھیتی کی اراضی زیادہ سے زیادہ تین سال اور رہائشی مکانات زیادہ سے زیادہ ایک سال کے لئے ہی کرایہ پر دیئے جاسکتے ہیں، اس لئے کہ اگر اس سے زیادہ مدت کے لئے مکان و زمین کرایہ پر دیا جائے تو اس کا تحفظ خطرہ میں پڑسکتا ہے، لیکن درحقیقت یہ وقف کی مصلحت اور اس کے مند و پر مانی ہے، اگر طویل مدت کی کرایہ داری میں وقف کا فائدہ ہو تو اسی کو اختیار کیا جائے گا، اور اگر کم مدت کا اجارہ مفید ہو تو اس کو ترجیح دی جائے گی، آج کل اداروں، کمپنیوں اور کارخانوں کو کرایہ دار بنانا مفید سمجھا جاتا ہے، کیونکہ اس سے معقول کرایہ حاصل ہوتا ہے، جو پابندی سے ادا کیا جاتا ہے، اور سال بہ سال کرایہ میں مناسب اضافہ بھی ہوتا رہتا ہو، لیکن خرابی ہے کہ ادارے اور کمپنیاں مختصر مدت کے لئے کرایہ دار بننا

قبول نہیں کریں گی، اس لئے وقف کے مفاد اور مصالح کی رعایت کرتے ہوئے ایسے اداروں سے طویل مدت کی کرایہ داری بھی طے کی جاسکتی ہے، اسی لئے ”ھکفی“ نے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: *وهذا مما يحتلج زمانا وموصعا* (۲)

تاہم اس میں اختلاف نہیں کہ کرایہ معقول و مناسب اور فقہاء کی اصطلاح میں ”اجرت مثل“ ہونی چاہئے، اگر منتظم وقف نے مروجہ کرایہ سے اتنا کم کرایہ طے کیا کہ عام طور پر لوگ اس معاملہ میں اس درجہ دھوکہ نہیں کھاتے تو یہ تعین کرایہ غیر معتبر ہوگا، اور کرایہ دار پر وہی کرایہ واجب ہوگا، جو عام طور پر اس علاقہ میں اس مکان یا زمین کا ہوا کرتا ہے، چاہے وہ مقررہ کرایہ سے کتنا ہی زیادہ ہو۔ (۳)

متولی کے لئے وقف کی جائداد کو رہن رکھ کر قرض حاصل کرنا قطعاً درست نہیں، (۴) اگر متولی نے وقف کی جائداد فروخت کر دی پھر وہ معزوں کر دیا گیا، کوئی اور شخص متولی مقرر ہوا، اور اس نے خریدار کے خلاف دعویٰ دائر کیا تو قاضی اس خریدار کو فروخت کو کالعدم قرار دے گا، اور خریدار جتنی مدت سے مقیم ہے اتنی مدت کا کرایہ اس سے وصول کیا جائے گا۔ (۵)

متولی کا اپنے آپ کو یا اپنی بالغ اولاد کو یا باپ کو وقف کی جائداد کرایہ پر دینا اسی وقت درست ہوگا جب کہ وہ مروجہ کرایہ سے زیادہ کرایہ ادا کرے۔ (۶)

جو حکم وقف کی جائداد کو کرایہ پر دینے کا ہے وہی حکم وقف کی زمین کو بنائی پر لگانے کا بھی ہے، یعنی بنائی میں وقف کا ایسا حصہ مقرر کرنا ضروری ہے جو اس عہدہ میں مروج ہو، (۷) مثلاً اگر آدمی پیداوار زمیندار کو اور آدمی پیداوار کاشت کار کو دینے کا رواج

(۲) ھندو ۲۶۱۲

(۳) دیکھئے ھندو ۲۰۷۲

(۴) ھندو ۲۲۱۲

(۱) ھندو ۲۰۹۲

(۲) درمختار ۳۹۷۳

(۵) ھندو ۲۲۰۲

(۷) حوالہ سابق

ہو تو اسی تناسب سے بٹائی پر دینا واجب ہوگا، وقف کا حصہ اس سے کم نہ ہونا چاہئے۔

اگر کسی شخص نے وقف کی زمین غصب کر لی اور ایک مدت تک موقوفہ مکان میں رہائش اختیار کی یہ موقوفہ زمین میں کاشتکاری کی تو اس کو مدت قیوم وقفہ کا مناسب کرایہ ادا کرنا ہوگا، (۱) اگر غاصب نے وقف کا کچھ حصہ توڑ دیا تو اس سے حاصل ہونے والا معوضہ موقوفہ عمارت کی مرمت پر خرچ کیا جائے گا نہ کہ فقراء و مساکین و اہل اوقاف پر، کیونکہ ان کا حق وقف سے حاصل ہونے والا پیداوار سے متعلق ہے نہ کہ اصل زمین یا مکان سے۔ (۲)

اگر وقف کی آمدنی سے کوئی جائداد حاصل کی گئی تو وہ بیعہ موقوفہ جائداد کے حکم میں نہیں ہوگی اور صحیح تر قول کے مطابق اس کو فروخت کرنے کی اجازت ہوگی۔

متولی کی اجرت

متولی کو وقف کے سلسلہ میں اس کی مساعی کی اجرت دی جاسکتی ہے، متولی کے لئے اجرت پانے کی دو صورت ہے، اول یہ کہ خود وقف نے اس کے لئے سارا نہ کوئی اجرت متعین کر دی ہو، یہی صورت میں متولی اپنی قوت و صلاحیت کے مطابق ہی کام کرنے کا مکلف ہوگا، مثلاً اگر کسی ماتون کو دی مقرر کیا گیا تو وہ وہی کام کرے گی جو اس کی قدرت میں ہو، اگر متولی نابینا یا گونگا ہو جانے کی وجہ سے خود کام کرنے کے لائق نہیں رہا، لیکن حکم دینے کی صلاحیت رکھتا ہے، تب بھی وہ وقف کی طرف سے مقررہ اجرت کا حق دار ہوگا۔

مگر واقف نے اتنی زیادہ اجرت متعین کر دی کہ اس خدمت کی مرہونہ اور مناسب اجرت اس سے بہت کم ہوتی ہے جب بھی یہ

جائز ہے، اگر قاضی متولی کے ساتھ کسی معاون کی ضرورت محسوس کرے تو اسے کارکن کا اضافہ کر سکتا ہے، خواہ وقف کی مقررہ اجرت ہی میں سے کچھ حصہ اسے دیدے یا وقف کی آمدنی میں سے مستقل طور پر اس کی تنخواہ مقرر کرے، اگر واقف نے مگر وقف کے لئے وقف کی آمدنی سے ایک رقم متعین کر دی اور یہ شرط لگا دی کہ چاہے اسے معزول کر دیا جائے پھر بھی اس شخص کو یہ رقم دی جاتی رہے، یہی صورت میں وقف کے انتظام سے سبکدوش کر دئے جانے کے باوجود وہ اس آمدنی کا مستحق ہوگا۔

وقف کی خدمت اور انتظام و انصرام پر اجرت کی دوسری صورت یہ ہے کہ قاضی وقف کے مصارغ اور مفادات کے تحت کسی شخص کو بلا معوضہ اس کام پر مامور کرے چاہے یہ اجرت مکمل طور پر متعین ہو یا تناسب متعین ہو، مثلاً یوں کہا جائے کہ "وقف کی آمدنی کا دسواں حصہ ناظر وقف کا ہوگا" دونوں صورتیں جائز ہیں، لیکن ضروری ہے کہ "اجرت مثل" ہو یعنی اس کام کے لئے عام طور پر چھٹی اجرت دی جاتی ہے، اس کے دائرہ میں رہتے ہوئے اجرت متعین کی گئی ہو۔ (۳)

مصارغ مسجد کے اوقاف

صل مسجد یعنی جو جگہ نماز کے لئے مخصوص ہو چکی ہے اس کے بارے میں گزرا چکا ہے، کہ وہ قیامت تک کے لئے مسجد ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ جو اراضی مسجد کی مصارغ و ضروریات کے لئے وقف کی جائیں پھر وہ مسجد ویران ہو جائے اور وہاں سے مسلمانوں کی آبادی ختم ہو جائے تو اب مصارغ مسجد پر موقوفہ آمدنی کا مصرف کیا ہوگا؟ یہ ایک اہم سوال ہے، وقف کے سلسلہ میں شریعت کے عام مزاج و مذاق سے ظاہر ہے کہ وقف میں دو باتیں بنیادی اہمیت کی

حائل ہیں اول یہ کہ جہاں تک ممکن ہو وقف کو نافع بنایا جائے، دوسرے یہ کہ وقف کی آمدنی کے استعمال میں حتی المقدور واقف کے منشاء و مقصود کی رعایت ملحوظ رکھی جائے۔

ان دونوں باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ایسی آمدنی کو اس مسجد سے قریب تر ضرورت مند مساجد ہی پر خرچ کیا جانا چاہئے، چنانچہ عامہ شامی اسی طرح کے ایک مسئلہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

فالظاهر انه لا يجوز صرف وقف مسجد
خرب الى حوص وعكسه وفي شرح
الملفتي بصرف وقفها لا قرب مجانس
لها (۱)

بظاہر اس سے مراد یہ ہے کہ ویران شدہ مسجد کے اوقاف حوص پر اور حوص کے اوقاف کا مسجد پر استعمال کرنا جائز نہیں، شرح ملتقی میں ہے کہ ایسے اوقاف قریب ترین ہم جنس مصرف پر صرف کئے جائیں گے۔

قبرستان کے اوقاف

جو اراضی قبرستان کے لئے وقف ہوں وہ قبرستان ہی میں استعمال ہونگی، اور اس میں بھی واقف کے منشاء کی رعایت ملحوظ رہے گی، اگر واقف نے عام مسلمانوں کے لئے وقف کیا ہو تو تمام مسلمانوں کی تدفین اس میں درست ہوگی، اگر صرف اپنے خاندان کے لئے مخصوص کیا تھا تو صرف اس کے خاندان ہی کے مردے اس قبرستان میں دفن کئے جائیں گے، البتہ اگر کوئی قبرستان ویران ہو جائے، وہاں مسم آبادی ختم ہوگئی ہو یا قانونی طور پر مردہ کی تدفین

روک دی گئی ہو اور قبریں پرانی اور بوسیدہ ہوگئی ہوں تو اس بات کی گنجائش ہے کہ قبرستان میں موجود ہڈیوں کو کہیں بہ احترام دفن کر دیا جائے اور اس کو فروخت کر کے کسی دوسری جگہ قبرستان کے قیام میں مدد لی جائے، کیونکہ فقہاء نے مساجد کے علاوہ دوسرے اوقاف کو ناقابل انتفاع ہو جانے کی صورت میں فروخت کرنے کی اجازت دی ہے، امام محمدؒ سے منقول ہے

الوقف اذا صار بحيث لا ينفع به
المساكين فللغاصي ان يبيعه ويشترى
بشمه غيره (۲)

اگر وقف مسکین کے لئے ناقابل انتفاع ہو جائے تو غاصی اسے فروخت کر دے اور اس کی قیمت سے دوسری جگہ جائیداد خرید کرے۔

اور فقہاء کے یہاں اصول یہ ہے کہ جس مد کی موقوفہ جائیداد فروخت کی جائے اس سے حاصل ہونے والی قیمت کو اسی مد میں استعمال کیا جائے۔

چنانچہ ابن قدامہؒ کا بیان ہے

اذا خرب الوقف ولم يرد شيئا يبع
واشترى بشمه ما يرد على اهل الوقف
وجعل وقفا كالاول (۳)

جب وقف ویران ہو جائے اور کوئی نفع نہ دے تو اسے فروخت کر دیا جائے اور اس کی قیمت سے ایسی جائیداد خریدے جس کا نفع اہل وقف کو ہو سکے اور اسے بھی پہلے ہی کی طرح وقف کر دیا جائے۔

جہاں تک قبرستان میں مسجد کی توسیع کا مسئلہ ہے تو مسجد کے

تحت اس کی بحث چکی ہے۔

سبھی اس وقف سے مستفید ہونے کا حق رکھیں گے۔

اولاد پر وقف

اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جیسے دوسروں پر خرچ کرنا اور ان کی ضروریات پوری کرنا ایک کارِ خیر ہے اسی طرح اپنی اولاد اور اپنے اہل قربت پر بھی وقف کرنا باعثِ ثواب ہے اور کارِ خیر میں داخل ہے، اسی لئے فقہاء اسلام نے ”وقف علی الاولاد“ کا تصور دیا ہے، وقف علی الاولاد کے لئے فقہاء نے مختلف تعبیرات ذکر کی ہیں، ان تعبیرات کے فرق کی وجہ سے استحقاقِ وقف کا دائرہ وسیع اور تنگ ہوتا ہے، اس لئے ان مختلف تعبیرات کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

(الف) اگر کسی شخص نے واحد کے صیغہ سے کہا میں نے اپنے ”ولد پر اپنی قدر جائیداد وقف کی“ تو یہ بانی وقف کے بیٹے، بیٹیوں یعنی برادرِ راست اور او کو شامل ہوگا، اگر ایک بی بی یا بی بی ہو یا دوسری اولاد کے انتقال کی وجہ سے ایک بی بی یا بی بی رہ جائے تو وہی پورے وقف کا مستحق ہوگا، صبی اور بکے ختم ہونے کے بعد بیٹے یا بیٹی کی دوا وقف کے مستحق نہیں ہوں گے، بلکہ ان کے بعد وقف فقراء کی طرف منٹ جائے گا۔ البتہ اگر وقف کرنے کے وقت کوئی صبی و بکرہ نہ رہی ہو اور بیٹے کی اولاد پوتا یا پوتی موجود ہو تو وہ اس وقف کے مستحق ہوں گے، نواسہ اور نواسی صحیح قوس کے مطابق بہرحال اس کے مستحق نہیں۔

اگر کسی شخص نے تین پشت تک کی صراحت کے ساتھ واحد کے صیغہ سے وقف کیا جیسے کہا میں نے اس جائیداد کو اپنے ”ولد، ولد کے ولد اور اس کے ولد“ پر وقف کیا تو یہ وقف تین پشتوں تک محدود ہوگا، بلکہ جب تک دنیا میں اس کی نسل چلتی رہے گی وہ سب وقف کے مستحق ہوں گے، اس طرح اگر جمع کا صیغہ استعمال کرے، اور یوں کہے میں نے اس جائیداد کو اپنی ”اولاد“ پر وقف کیا، تو اس کا بھی یہی حکم ہے، ان صورتوں میں مرد و عورت قریبی رشتہ دار اور دور کے۔

(ب) اگر کوئی شخص کہے کہ میں اپنی جائیداد اپنے لڑکوں پر وقف کرتا ہوں، تو اس میں لڑکیاں بھی شامل ہوں گی، کیونکہ عربی زبان میں ”بنین“ کا لفظ لڑکوں اور لڑکیوں یعنی جملہ اولاد کے لئے استعمال ہوتا ہے، راقم الحروف کا خیال ہے کہ فقہاء کے اسی استدلال سے واضح ہے کہ اگر کوئی شخص یہ صراحت کر دے کہ میں صرف اپنے بیٹوں پر وقف کر رہا ہوں نہ کہ بیٹیوں پر، تو بیٹیاں اس میں شامل نہیں ہوں گی۔

(ج) اگر کوئی شخص لڑکیوں پر وقف کرے تو صرف لڑکیاں ہی اس میں شامل ہوں گی، واقف کے لڑکے اس میں شامل نہیں ہوں گے۔

(د) اگر کوئی جائیداد اپنی ”نسل“ پر وقف کی جائے تو اس میں واقف کا پورا اولاد ہی سلسلہ شامل ہوگا اور لڑکیاں بھی شامل ہوں گی۔

(ه) اگر وقف میں ”عقب“ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، جس کے معنی اردو زبان میں ”بعد میں آنے والوں“ کے ہیں، تو یہ وقف قیامت تک آنے والی اولاد کو رکھنے کے لئے بھی جائے گی۔

(و) ”ال، جنس، اہل بیت“ کے الفاظ سے مراد اس کی اولاد کے علاوہ وہ تمام لوگ ہوں گے، جو واقف کے اس مورث اعلیٰ کے نسب سے ہوں جس نے اسلام کے زمانہ کو پایا ہے، خواہ وہ مسلمان ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، اس میں مرد، عورتیں، بچے سب شامل ہیں۔

(ز) اگر اہل قربت اور ذی رحم پر وقف کیا تو اس کے قدیم ترین مسلمان ”جد“ خواہ باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف سے، ان کی اولاد اس وقف کا مصداق ہوگی، البتہ ماں باپ اور اولاد اس وقف میں شامل نہیں ہوں گے کیونکہ عرف میں ان پر ”اقارب“ کا اطلاق نہیں کیا جاتا۔

(ح) اگر ان لوگوں پر وقف کرتے ہوئے ”فقراء“ کی قید

عموب (مصر) کی ”کتاب الوقف“ کا مطالعہ مفید ہوگا، آخر الذکر کتاب نہایت جامع بھی ہے اور اس کی ترتیب بھی بہتر ہے۔

وکالت

وکالت کے اصل معنی حوالہ کرنے اور دوسرے پر اعتماد کرنے کے ہیں، (۲) اسی سے ”توکل“ کا لفظ ہے، ”توکل علی اللہ“ کے معنی ہیں، اس نے اللہ پر بھروسہ کیا، حدیث میں ایک دعا و منقول ہے، فلا تکلنی الی نفسی، (۳) یعنی اے اللہ ہمیں ہمارے حوالہ نہ فرما، یہ لفظ ”و“ کے زبر کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے، ”ورزیر“ کے ساتھ بھی، اسی سے وکیل کا لفظ، خود ہے ”وکیل“ اسم فاعل کے معنی میں بھی آتا ہے، اسی صورت میں اس کے معنی حافظ کے آئیں گے جیسے حبسنا اللہ ونعم الوکیل، (۴) اور منقول کے معنی میں بھی، یعنی وہ شخص جس پر بھروسہ کیا اور اس کو کوئی کام سپرد کیا گیا ہو، فقہاء کے یہاں وکیل اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

اصطلاح میں وکالت یہ ہے کہ کسی متعین تصرف میں دوسرے شخص کو اپنا قائم مقام بنادے امامۃ لانسان غیرہ مقام نفسه فی تصرف المعلوم (۵)

وکالت کا ثبوت

وکالت کا درست ہونا کتاب اللہ سے بھی ثابت ہے، سنت رسول سے بھی اور اجماع امت سے بھی، قرآن مجید نے اصحاب کہف کا واقعہ نقل کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ طویل خند کے بعد جب یہ حضرات بیدار ہوئے تو مشورہ کیا کہ سب مل کر ایک دلی کو شہر بھیجیں، تاکہ وہ کھانا خرید کر لے آئے، (نہب ۱۱) ظاہر ہے یہ

لگائی تو اس کے مصداق بقول خصاف وہ لوگ ہوں گے جو تقسیم کے وقت فقیر ہوں یعنی ان کے لئے زکوٰۃ لینی جائز ہو۔

(ط) اگر وقف کی ان صورتوں کے ساتھ ”صالح“ ہونے کی قید بھی لگائی ہو تو اس سے مراد وہ لوگ ہوں گے جن کا فتنع عانیہ نہ ہو، جو معتبر نہ ہو، سلیم الطبع ہو، پاکیزہ عورتوں پر تہمت اندازی نہ کرتا ہو، اور جھوٹ بولنے میں معروف نہ ہو۔ (۱)

وقف ثابت کرنے کا طریقہ

جو طریقہ دوسرے امور کو ثابت کرنے کا ہے وقف کو ثابت کرنے کا طریقہ کار بھی وہی ہے، البتہ وقف کی گواہی کے سلسلہ میں یہ تفصیل ہے کہ کسی جائداد اور زمین کے مسجد یا قبرستان وغیرہ پر وقف ہونے کی گواہی شہرت کی بناء پر بھی دی جاسکتی ہے، نیز اس مسئلہ میں دوسرے ایسے گواہوں سے سنی ہوئی گواہی بھی معتبر ہے جنہوں نے خود وقف کرتے ہوئے سنا ہے، مردوں کی شہادت بھی معتبر ہے اور مردوں کے ساتھ عورتوں کی بھی، البتہ واقف کی شرائط سے متعلق گواہی محض شہرت کی بناء پر نہیں دی جاسکتی اور نہ اس کا اعتبار ہے۔ (۲)

(وقف سے متعلق بعض احکام ”مسجد“ کے تحت

بھی دیکھے جاسکتے ہیں، وقف کے تفصیلی احکام

کے لئے ہندیہ جلد دوم اور رد المحتار، جلد سوم (ط)

بولاق) نیز وقف کے موضوع پر لکھی گئی مستقل

کتابیں امام ابو بکر خصاف کی ”احکام الاوقاف“

ہدیل بن یحییٰ بصری (م ۲۳۵ھ) کی ”احکام

الوقف“ نیز ”الاسعاف فی احکام الاوقاف“ اور

ماضی قریب کے علماء میں شیخ عبد الجلیل عبد الرحمن

(۱) المعنی ۶۸۵

(۲) محصر در مباحث و رد المحتار ۴۰۳-۴۰۶، معصر مباحث و رد المحتار

(۳) صحیح ابن حسن، حدیث نمبر ۹۵۰

(۴) دیکھئے ہندیہ ۲۳۸

(۵) حاشیہ قدوری ۱۲

وقول "ہیں، جو شخص وکالت کی پیشکش کرے، اس کا کلام ایجاب تصور کیا جائے گا، اور دوسرا شخص جو اس وکالت کو قبول کرے، اس کا قول "قبول" کہلائے گا، جو وکیل بنائے اسے اصطلاح میں "موکل" اور جو وکالت قبول کرے اس کو "وکیل" کہتے ہیں، ایجاب و قبول مطلق بھی ہو سکتا ہے، کسی شرط کے ساتھ مشروط بھی، اور کسی وقت کے ساتھ بھی وکالت متعلق ہو سکتی ہے، جیسے یوں کہے "میں تجھے کل فدن چیز کے فراخت کرنے کا وکیل بناتا ہوں"۔ (۷)

موکل سے متعلق شرط

وکالت کے صحیح ہونے کے لئے کچھ شرطیں ہیں، بعض شرطیں موکل سے متعلق ہیں، بعض وکیل سے اور بعض اس چیز سے جس کا وکیل بنایا جا رہا ہے۔

موکل سے متعلق شرط یہ ہے کہ جس چیز کا وکیل بنا رہا ہے وہ خود بھی اس کا اختیار رکھتا ہو، کیونکہ وکالت اپنا اختیار دوسرے کو سونپنے سے عبارت ہے، تو جب کوئی شخص خود ہی اختیار نہیں رکھتا ہو تو وہ دوسرے کو کس طرح اختیار سونپ سکتا ہے؟ چنانچہ پاگل اور بے شعور نابالغ بچہ (صغیر غیر نسیز) دوسرے کو کسی کام کا وکیل نہیں بنا سکتا، جو نابالغ بچہ عقل و شعور رکھتا ہو، وہ بھی دوسروں کو ان ہی تصرفات کا مالک بنا سکتا ہے، جن کا خود اختیار رکھتا ہو — اور سمجھ دار نابالغ بچہ کن تصرفات کا اختیار رکھتا ہے؟ اس سلسلہ میں تفصیل یہ ہے کہ بعض تصرفات ضرر محض کا باعث ہے، جیسے طلاق، ہبہ صدقہ وغیرہ، یہ نافذ نہیں ہوں گے، بعض تصرفات خالصہ نفع کے حامل ہیں جیسے ہبہ، مورہ، یہ وغیرہ کا قبول کرنا، یہ نافذ ہوں گے، تیسری قسم کے تصرفات وہ ہیں جن میں نفع اور نقصان دونوں پہلو

دوسرے کو سامان کی خریداری کے لئے وکیل بنانا ہے، اسی طرح قرآن مجید نے زوجین میں اختلاف پیدا ہو جانے کی صورت میں اصلاح حال کی غرض سے شوہر و بیوی دونوں کی طرف سے حکم مقرر کرنے کا حکم دیا ہے، فليعترا حكما من اهله و حکما من اهلها، (النساء: ۳۵) تو یہ حکم بھی معتقد فریق کی طرف سے وکیل کا درجہ رکھتے ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام کا بادشاہ مصر سے کہنا کہ مجھے خزانہ پر ذمہ دار بنانا چاہئے، اجعلنی علی خزائن الارض، (یوسف: ۵۵) بھی تو وکیل ہی کے قبیل سے ہے، علامہ ابن قدامہؒ نے زکوٰۃ کے ایک مصرف عاٹین (۶۰ - ۷۰) سے بھی اس پر استدلال کیا ہے، اس لئے کہ عامل مستحقین کے نائب کی حیثیت سے زکوٰۃ وصول کرتا ہے۔ (۱) متعدد احادیث سے وکالت کا ثبوت ملتا ہے، آنحضور ﷺ کا عاٹین کو وصولی زکوٰۃ کی غرض سے بھیجنا، ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ سے نکاح میں عمر ابن ابی حمزہؓ کی نکاح کا وکیل بنانا، (۲) اور اپنے خادم حضرت ابورافعؓ کو حضرت میمونہؓ سے نکاح کا وکیل بنانا، (۳) حضرت حکیم بن حزمؒ کو قربانی کا جانور، (۴) اور حضرت عروہؓ رقی کو بکری خریدنے کا وکیل بنانا، (۵) یہ سب صحیح روایتوں سے ثابت ہے، ان روایات سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ وکالت مالی امور میں بھی معتبر ہے اور نکاح کے معاملہ میں بھی، اور قرآن کی مذکورہ آیات سے واضح ہوتا ہے کہ مقدمات و خصوصیات میں بھی تو وکیل درست ہے، نیز وکالت کے درست ہونے پر امت کا اجماع و اتفاق ہے۔ (۶)

ارکان

وکالت کے ارکان دوسرے معاملات کی طرح "ایجاب

(۲) المعنی ۵/۵

(۳) موطا امام مالک ۱/۳۵، نکاح المحرم

(۶) بحاری حدیث نمبر ۳۶۳۲، کتاب النکاح

(۱) بحر برکات ۱/۳۹

(۳) النساء والنہد ۱۳۳/۳

(۵) برمدی ص ۱۲۸، والبیع الموفوفین، حدیث نمبر ۲۵۸

(۷) المعنی ۵/۵

ایجاب و قبول کرایا یا خود اس نے ازراہ حراج ایجاب و قبول کیا تو یہ تصرف مکیل کے حق میں معتبر نہیں ہوگا۔ (۵)

مفوضہ کام وکیل کے دائرہ اختیار میں ہو

جس چیز کا وکیل بنایا جائے، ضروری ہے کہ وہ مکیل کے دائرہ

اختیار میں ہو، ایسی چیزیں جو عمومی طور پر مباح ہیں، جیسے نہر اور سرکاری تالاب سے پانی لینا، جنگل میں شکار کرنا، ان میں تو وکیل معتبر نہیں، اگر کسی شخص کو وکیل بنایا گیا اور اس نے جنگل سے لکڑی کاٹی یا شکار کیا تو اس کا یہ عمل خود اس کے لئے سمجھا جائے گا نہ کہ مکیل کے لئے۔ (۶)

یہ بھی خابر ہے کہ آدمی خود جس چیز کا مالک ہو اسی میں تصرف کے لئے دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے، جس چیز پر خود اس کی ملکیت قائم نہ ہو اس پر دوسرے کو تصرف کا اختیار دینا ظاہر ہے کہ ناقابل تصور امر ہے، — نیز وکالت ایسی ہی چیزوں میں معتبر ہوگی جس میں نائب بنانے کی گنجائش ہو، لہذا بدنی عبادات جیسے نماز، روزہ، وضو، اور تیمم، ان چیزوں میں وکیل بنانا درست نہیں۔ (۷)

حقوق اللہ کی ادائیگی میں وکیل بنانا

جہاں تک حقوق کی بات ہے کہ حقوق میں وکیل بنانا درست ہے یا نہیں؟ تو اس سلسلہ میں تفصیل اس طرح ہے کہ حقوق دو قسم کے ہیں، حقوق اللہ اور بندوں کے حقوق، پھر حقوق اللہ کی بھی دو صورتیں ہیں ایک وہ حقوق ہیں کہ جن میں دعویٰ شرط ہے، جیسے حد قذف، حد سرقہ، ایسے حقوق کو ثابت کرنے کے لئے وکیل بنانا کہ وہ مکیل کی طرف سے عدالت میں دعویٰ دائر کرے، امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہے، چاہے مکیل موجود ہو یا

ہیں، جیسے خرید و فروخت، اجارہ، نکاح وغیرہ، نابالغ کے یہ تصرفات موقوف رہیں گے، اگر ادا کرنے سے جو ضرر قرار دیا تو نافذ ہو سکے ورنہ نہیں۔ (۱)

وکیل سے متعلق شرطیں

وکیل کے لئے بھی مائل ہونا شرط ہے، پگھل کو وکیل بنانا معتبر نہیں، اس لئے کہ اس میں تصرف کی صلاحیت ہی نہیں، یہی حکم ایسے نابالغ کا ہے جو ابھی شعور سے محروم ہو، حنفیہ کے یہاں وکیل کے لئے نابالغ ہونا شرط نہیں، نابالغ بھی اگر مفوضہ معاملہ کو سمجھ سکتا ہو تو وکیل بن سکتا ہے، چنانچہ حضور ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ ابن ام سلمہ کو حضرت ام سلمہ کے نکاح کا وکیل بنایا، حالانکہ وہ نابالغ تھے، (۲) شوافع اور دوسرے فقہاء کے نزدیک نابالغ نہ کسی معاملہ میں وکیل بنا سکتا ہے، اور نہ وکیل بن سکتا ہے، (۳) نابالغ کے مائل ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ سب بات کو سمجھتا ہو کہ خرید و بیعت ادا کرنے اور بیع حاصل کرنے کا نام ہے، نیز معمولی دھوکہ (غبن بصر) اور غیر معمولی دھوکہ (غبن فاحش) کے درمیان امتیاز کر سکتا ہو۔ (۴)

یہ بھی ضروری ہے کہ وکیل متعین ہو، اگر کوئی شخص یوں کہے کہ ”تم دونوں میں سے ایک کو فلاں کام کا وکیل بنانا ہوں“ تو یہ کافی نہیں، نیز یہ بھی شرط ہے کہ وکیل اپنے وکیل بنائے جانے سے واقف ہو، اگر وہ تصرف کرتے وقت اس سے واقف نہیں تھا، حالانکہ وہ اس سے پہلے وکیل بنایا جا چکا تھا، تو اس کا یہ تصرف نافذ نہیں ہوگا، اور نہ مکیل کی طرف منسوب ہوگا، نیز وکیل نے بالقصد تصرف کیا ہو، مثلاً کسی شخص کو سامان کے خریدنے یا فروخت کرنے کا وکیل بنایا گیا اور اس سے جبر و اکراہ کے ذریعہ کسی اور شخص نے

(۱) مدائع الصنائع ۲۰۶

(۲) مدائع الصنائع ۲۰۶

(۳) دیکھئے شرح مہذب ۱۰/۱۰۰ المعنی ۵۱/۵

(۴) حوالہ سابق

(۳) حوالہ سابق

(۵) البحر برئیل ۱۳۲/۷

(۷) شرح مہذب ۹۳/۱۳ حنفیہ ۵۶۴/۲

مقدمہ میں وکالت

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مقدمہ کی پیروی میں وکیل بنانا جائز ہے، لیکن خود عدالت میں موکل کی حاضری بھی ضروری ہے، البتہ دو صورتوں میں موکل حاضری سے مستثنیٰ ہوتا ہے، ایک یہ کہ خود دوسرا فریق اس کی عدم حاضری پر رضا مند ہو یا موکل بیمار یا طویل مسافت کے سفر کی وجہ سے حاضری سے معذور ہو، یا پردہ نشین خاتون ہو، صاحبین اور دوسرے فقہاء کے نزدیک نہ فریق مخالف کی رضامندی ضروری ہے، اور نہ موکل کی حاضری۔ (۵)

گواہی میں وکیل

یہ بات ظاہر ہے کہ شہادت اور گواہی کا وکیل نہیں بنایا جاسکتا اس لئے کہ شہادت کسی واقعہ کی آنکھوں دیکھی گواہی کا کام ہے، اور اس واقعہ کو موکل نے دیکھا ہے نہ کہ وکیل نے، لیکن اقرار کا وکیل بنایا جاسکتا ہے، امام محمدؒ نے کتاب ارسل میں یہی لکھا ہے، البتہ ہم طحاویؒ کو اس سے اختلاف ہے، (۶) اگر کسی شخص کو مطلقاً مقدمہ کا وکیل بنایا جائے تو وہ اپنے موکل کی طرف سے اقرار بھی کر سکتا ہے، لیکن اگر موکل نے وکیل بناتے ہوئے یہ شرط لگا دی کہ وہ اس کی طرف سے اقرار کرنے کا مجاز نہیں ہوگا تو اسے استثناء کا حق حاصل ہے۔

معاملات میں وکالت

جن معاملات میں وکیل بنانا جائز ہے، ان کی فہرست طویل ہے، نکاح، خلع، جناحیت کے بارے میں صلح، دوسرے مالی مقدمات میں صلح، ہبہ، صدقہ، عاریت، ودیعت، رهن، طلاق، اجارہ، خرید و فروخت وغیرہ معاملات میں توکیل کی گنجائش ہے، قرض دینے اور

عاقب، امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز نہیں، جن حقوق میں دعویٰ شرط نہیں، جیسے حد زنا، شراب نوشی کی حد، ان کے ثابت کرنے کے لئے توکیل جائز نہیں۔ (۱)

اگر حدود کا مقدمہ ثابت ہو گیا تو کیا حدود جاری کرنے میں قاضی کسی اور کو اپنا وکیل بنا سکتا ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں اتفاق ہے کہ قاضی کا وکیل بنانا درست ہے، البتہ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک حد سرقہ اور حد زنا کے نفاذ کے لئے ضروری ہے کہ جس پر تہمت لگائی گئی ہو یعنی مقذوف، اور جس کا مال چوری ہوا ہو وہ حد نافذ کئے جانے کے وقت موجود ہے، (۲) کیونکہ ممکن ہے کہ اگر اس کے وقت اگر یہ حضرات موجود رہیں تو اپنے دعویٰ سے رجوع کر لیں، اس احتمال نے ایک گوندہ شبہ پیدا کر دیا ہے، اور شبہ سے بھی حد ساقط ہو جاتی ہے، حنا بدور مالکیہ وغیرہ کے نزدیک حدود کے جاری کرنے کے لئے موکل کی موجودگی ضروری نہیں۔ (۳)

حقوق العباد میں توکیل

حقوق العباد بھی دو طرح کے ہیں، ایک وہ جو شبہ کی وجہ سے ساقط ہو جاتے ہیں، جیسے قصاص، تو ایسے حقوق کے ثابت کرنے کے لئے وکیل بنانا جائز ہے، لیکن قصاص لینے کے لئے توکیل اسی وقت جائز ہوگی جب کہ موکل یعنی مقتول کا وہی خود موجود ہو، اگر مقتول کا وہی خود غائب ہو تو قصاص حاصل کرنے کیے وکالت معتبر نہیں ہوگی۔ بعض حقوق العباد وہ ہیں جو شبہ کے باوجود ثابت ہو جاتے ہیں یعنی ان حقوق، جیسے دین وغیرہ، ان کو ثابت کرنے کے لئے اور ان حقوق کو حاصل کرنے کے لئے دونوں مرحلوں میں توکیل درست ہے۔ (۴)

(۲) بدائع الصنائع ۲/۶۹۵ ص ۵۶۵

(۳) فقہ اسلامی رادلہ ۸۴۵

(۴) بدائع الصنائع ۲/۶۹۵ ص ۵۶۵

(۱) شرح مہذب ۴/۹۳

(۲) بدائع الصنائع ۲/۶۹۵

(۳) بدائع الصنائع ۲/۶۹۵ ص ۵۶۵

قرض لینے میں وکیل بنایا جاسکتا ہے، البتہ قرض لینے میں وکیل کی حیثیت شخصِ مؤکل کے قاصد کی ہے، اگر مؤکل کسی شخص کے پاس وکیل کو بھیجے، اور وکیل یہ کہے کہ فلاں شخص تم سے قرض کا خواستگار ہے تو یہ قرض مؤکل کے لئے ہوگا، لیکن اگر وکیل نے بطور خود کسی سے قرض لیا تو یہ وکیل ہی کی ملکیت ہوگی نہ کہ مؤکل کی۔ (۱)

وکالت عامہ اور اس کا حکم

اگر کسی چیز کے خریدنے کا وکیل بنایا جائے تو وکالت کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں، وکالت عامہ اور وکالت خاصہ، وکالت عامہ یہ ہے کہ وکیل کو اختیار دیا جائے کہ وہ کوئی چیز یا کوئی متعین چیز کسی بھی وصف کی حامل خرید کرے، جیسے کہا جائے تم میرے لئے جو مناسب سمجھو خریدو، یا یوں کہے ”میرے لئے جو کچھ خرید کرنا چاہو خرید لو“ یہ وکالت عامہ ہے، اس میں کتنا بھی ابہام و اجمال ہو، توکیل درست ہوگی۔

وکالت خاصہ اور اس کا حکم

وکالت خاصہ یہ ہے کہ کسی مخصوص چیز کے خریدنے کا حکم دیا جائے اور یہ نہ کہا جائے کہ تمہاری جو مرضی ہو اس کے مطابق خرید کر لو، جیسے کہے ”میرے لئے کپڑا خرید کر لو، چادر خرید کر لو، گھوڑا خرید کر لو، ایسی وکالت میں اگر زیادہ ابہام (جہالت کثیرہ) ہو تو وکیل بنانا صحیح نہیں ہوگا، کیونکہ اس سے آئندہ نزاع پیدا ہونے کا اندیشہ ہے، اور اگر معمولی درجہ کا ابہام (جہالت قلیلہ) ہے تو وکالت درست ہوگی، — علامہ کاسانی نے معمولی اور غیر معمولی ابہام کے سلسلہ میں یہ اصول بتایا ہے کہ جس چیز کے خریدنے کا وکیل بنایا ہے، اگر وہ مختلف انواع کو شامل ہے تو نوعیت بیان کرنا ضروری ہوگا، اگر مطلوب نوعیت کو واضح نہیں کیا تو توکیل درست نہیں

ہوگی جیسے کپڑا، کہ کپڑے کی مختلف قسمیں ہیں، ریشمی کتان، سرتی وغیرہ، تو کپڑے کی نوعیت متعین کرنا ضروری ہوگا ورنہ اس کو غیر معمولی ابہام سمجھا جائے گا۔ اور اگر وہ نام ایک ہی نوع کو شامل ہو جیسے گھوڑا، گدھا، گائے، بکری، تو دو میں سے ایک کا بیان کرنا ضروری ہوگا، مگر اس کی صفت کو بیان کرے، جیسے کہے کہ عربی گھوڑا خریدو، یا قیمت واضح کر دے، مثلاً ایک ہزار روپے تک کا بکرا خریدو، اس وضاحت کے بعد جو ابہام پایا جائے گا، وہ معمولی درجہ کا ہے، اس لئے وہ وکالت کے صحیح ہونے میں مانع نہیں، مگر صفت یا قیمت بیان نہیں کی تو یہ غیر معمولی ابہام (جہالت کثیرہ) ہے، اور، یہ ابہام کے ساتھ یہ وکالت درست نہیں ہوگی۔ (۲)

وکیل کے اختیارات

وکالت کا بنیادی حکم یہ ہے کہ وکیل کو مؤکل کے متعین کئے ہوئے دائرہ میں رہتے ہوئے تصرف کا حق حاصل ہو جاتا ہے، (۳) تاہم مختلف امور میں وکیل کا دائرہ اختیار کیا ہوگا؟ اس میں فقہاء نے کچھ تفصیلات ذکر کی ہیں، جن کا خلاصہ اس طرح ہے

☆ حنفیہ کے نزدیک جس شخص کو مقدمہ کی پیروی کا وکیل بنایا جائے، وہ قصاص اور حدود کے علاوہ دوسرے مقدمات میں اقرار کرنے کا بھی اختیار رکھتا ہے، بہتہ امام محمدؒ کے نزدیک مجلس قضاء ہی میں اس کا اقرار معتبر ہوگا، اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مجلس قضاء میں بھی اور اس کے باہر بھی، البتہ اگر مجلس قضاء کے باہر اس نے اقرار کیا تو وہ وکیل باقی نہیں رہے گا۔

☆ جس شخص کو کسی مالی مقدمہ میں وکیل بنایا گیا ہو وہ احناف کے نزدیک اس مال پر قبضہ حاصل کرنے کا بھی مجاز ہوگا، یہی رائے امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کی ہے، امام زفرؒ

کے نزدیک یہ وکیل قبضہ کرنے کا مجاز نہیں، تاخرین نے اپنے زمانہ میں بڑھتی ہوئی بدینہ نئی اور خبیثت کی وجہ سے امام زقر کے قول کو قبول کیا ہے، یہی حکم اس شخص کے بارے میں بھی ہے جس کو صرف دین کے تقاضا کرنے کا وکیل بنایا گیا ہو۔

☆ جس شخص کو دین کے وصول کرنے کا وکیل بنایا گیا ہو اگر مقرض دین کا انکار کرے تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وکیل اس مقدمہ میں فریق بن سکتا ہے، وہ فریق مخالف کے مقابلہ دین کو ثابت کرنے کا مجاز ہے، اور اگر مدعی علیہ گواہان پیش کر دے کہ صاحب دین یعنی مؤکل قرض وصول کر چکا ہے یا اس نے قرض معاف کر دیا ہے، تو یہ ثبوت قابل سماعت اور قابل قبول ہوگا، صاحبین کے نزدیک دین پر قبضہ کا وکیل ثبوت دین کے مقدمہ میں فریق نہیں بن سکتا۔ (۱)

☆ بہت حنفیہ اس پر متفق ہیں کہ اگر کسی کو متعین و موجودی (عین) کی وصولی کا وکیل بنایا جائے جیسے کتاب، اور جس کے قبضہ میں وہ سامان ہے، وہ اس پر مؤکل کی ملکیت سے انکار کرتا ہو، تو یہ وکیل اس مقدمہ میں فریق نہیں بن سکتا۔ (۲)

☆ جس شخص کو قبضہ کرنے کے لئے وکیل بنایا گیا ہے، کیا وہ کسی اور شخص کو اس کام پر وکیل بنا سکتا ہے؟ اس سلسلہ میں تفصیل یہ ہے کہ اگر وکالت، وکالت عامہ ہے، جیسے مؤکل نے یوں کہا "تم اس سلسلہ میں چوچا ہو کرو" یا یہ کہے "تم جو کچھ بھی کرو گے وہ میرے لئے قابل قبول ہے" تو ایسی صورت میں وہ کسی اور شخص کو قبضہ کے لئے وکیل بنا سکتا ہے، اور اگر وکیل کے لئے مؤکل نے ایسے عمومی اختیار و مشیت کے الفاظ استعمال نہ کئے ہوں تو یہ وکالت خاصہ ہے، ایہ وکیل اس بات کا مجاز نہیں کہ وہ اس کے لئے

دوسرے شخص کو وکیل بنائے۔ (۳)

☆ اگر کسی چیز کے بیچنے کا وکیل بنائے اور مؤکل نے کچھ قید بھی لگائی ہو، مثلاً کہے کہ "اس سامان کو دس روپے میں بیچو، تو وکیل اس قید کا پابند ہوگا، اور وکیل نے اس قید کی خلاف ورزی کی، لیکن یہ خلاف ورزی مؤکل کے مقصد و منشاء کے لئے تقویت کا باعث ہو نہ کہ نقصان کا، جیسے اس نے دس کے بجائے بارہ روپے میں بیچ دیا، تو وکیل کا یہ تصرف درست ہے، اس لئے کہ گو اس نے مؤکل کی لگائی ہوئی قید (دس روپے) سے تجاوز کیا ہے، لیکن یہ تجاوز مؤکل کے لئے مفید ہے نہ کہ نقصان دہ، اور اگر وکیل مؤکل کی لگائی ہوئی قید کو نظر انداز کر دے جیسے دس کے بجائے آٹھ روپے ہی میں فروخت کر دے، تو وکیل کا یہ تصرف مؤکل کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

☆ اور اگر بیع کے لئے مطلقاً وکیل بنایا تو وکیل جس طرح بھی فروخت کرے، اس کا فروخت کرنا معتبر ہوگا، (۴) البتہ یہ مطلق وکالت نقد و ادھار دونوں کو شامل ہوگی یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وکیل کو اس کا اختیار ہوگا، صاحبین کے نزدیک اس کا اختیار نہیں ہوگا۔ (۵)

☆ اسی طرح مطلق وکالت کی صورت میں اگر وکیل نے اس سامان کو بیچنے میں دھوکہ کھایا اور اتنی قیمت لگادی جو مروجہ کم سے کم قیمت سے بھی کمتر ہو، تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وکیل کا یہ تصرف بھی معتبر ہوگا یعنی مؤکل پر لازم ہوگا۔ (۶)

☆ البتہ اگر کسی سامان کے خریدنے کا مطلقاً وکیل بنایا گیا اور وکیل نے اس سامان کو مروجہ قیمت کے مقابلہ میں بہت زیادہ قیمت میں حاصل کیا، جو نہیں فاحش کے دائرہ میں آتا ہو تو بالاتفاق مؤکل

(۲) حوالہ سابق

(۳) حوالہ سابق

(۴) حوالہ سابق

(۱) مدنی الصنائع ۲۳۶

(۳) حوالہ سابق

(۵) حوالہ سابق ۲۷۶

دکیل کے اس تصرف کو قبول کرنے پر مجبور نہیں ہوگا۔ (۱)

☆ جس چیز کے بیچنے پر دکیل بنایا تھا اگر اس کے کچھ حصہ کو فروخت کیا تو کیا یہ بیچ نافذ ہوگی؟ صاحبین کے یہاں یہ نافذ نہیں ہوگی، اور مؤکل کی اجازت پر موقوف رہے گی، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کی دو صورتیں ہیں، اگر ایسی چیز ہو کہ اس کا کچھ حصہ فروخت کر دینا باعث ضرر نہ ہو، جیسے گیسوں، چاول وغیرہ، تو بیچ نافذ ہوگی، اور اگر اس سے ضرر پہنچ سکتا ہو یا باقی حصے کی قیمت گر سکتی ہو تو بیچ نافذ نہیں ہوگی — البتہ اس پر اتفاق ہے، کہ اگر کسی چیز کے خریدنے کا دکیل بنایا اور جس چیز کا خریدنا مطلوب تھا اس کا کچھ حصہ دکیل نے خرید کیا تو یہ نافذ نہیں ہوگا۔ (۲)

☆ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بیچ کا دکیل خریدار سے قیمت معاف کر سکتا ہے، اس کو قیمت کی ادائیگی کے لئے مہلت دے سکتا ہے، قیمت کے عوض کوئی دوسری چیز لے سکتا ہے، بجائے قیمت کے کسی اور شئی پر صبح کر سکتا ہے اور حوالہ کے ذریعے کسی اور شخص کی ذمہ داری قبول کر سکتا ہے، البتہ ان صورتوں میں خود دکیل مؤکل کے لئے اس کی قیمت کا ضامن ہوگا، — صاحبین کے نزدیک دکیل کو مؤکل کی اجازت کے بغیر ان تصرفات کا حق نہیں۔ (۳)

☆ اس بات پر اتفاق ہے کہ جس شخص کو کسی چیز کے بیچنے کا دکیل بنایا گیا ہے، وہ دوسرے کو اس کام کے لئے دکیل نہیں بنا سکتا، تاہم اگر اس دوسرے دکیل نے سامان کو فروخت کیا لیکن دکیل نے اس کو جائز رکھا تو اب بیچ درست ہو جائے گی۔ (۴)

☆ جس شخص کو کسی چیز کے بیچنے کا دکیل بنایا گیا ہے اور وہ اس کو اپنے آپ سے یا اپنے ایسے رشتہ دار سے فروخت کرے جس کے بارے میں وہ متہم ہو جیسے، باپ، دادا، اولاد اور اولاد کی اولاد، بیوی، تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ جائز نہیں، صاحبین کے نزدیک

یہ جائز ہے، بشرطیکہ مناسب مروجہ قیمت لگائی گئی ہو۔

ایک ہی کام کے لئے ایک سے زیادہ وکیل

اگر کسی ایک ہی معاملہ کے لئے ایک سے زیادہ وکیل بنایا جائے تو کیا اس معاملہ میں ان تمام لوگوں کی شرکت ضروری ہے یا تھا ایک وکیل بھی تصرف کرنے کا مجاز ہے؟ اس سلسلہ میں اصل یہ ہے کہ جن معاملات میں تبادلہ خیال اور غور و فکر کی حاجت ہو ان میں کوئی ایک وکیل تھا تصرف کا مجاز نہیں، ہر وہ معاملہ جس میں عوض ماں پایا جاتا ہو اس کو فقہاء نے ایسے ہی معاملات کے زمرہ میں رکھا ہے، جیسے نکاح، طلاق، مضاربت وغیرہ، اسی طرح وہ تصرفات بھی ہیں جن میں تملیک کی کیفیت پائی جاتی ہو جیسے تفویض طلاق۔

جن امور میں تبادلہ خیال کی حاجت نہ ہو، بلکہ صرف مؤکل کے حکم کی تعمیل کرنی ہو، ان میں تبہا ایک دکیل کا تصرف بھی معتبر ہے، جیسے، صدق، ہبہ، دین کی ادائیگی، امانت کی واپسی وغیرہ۔

حقوق وکیل سے متعلق ہوں گے یا مؤکل سے؟

وکالت کے سلسلہ میں ایک اہم بحث یہ ہے کہ جس چیز کا دکیل بنایا گیا ہے، اس کے حقوق وکیل سے متعلق ہوں گے یا مؤکل سے؟ — حنفیہ کے نزدیک اس سلسلہ میں یہ تفصیل ہے کہ بعض امور تو وہ ہیں جس سے کوئی حق متعلق نہیں، جیسے دین کا تقاضا، اور مقروض کا پیچہ کرنا، ایسے امور میں وکیل کی حیثیت محض مامور کی ہے، اور اس کو مؤکل کا حکم بجالانا ہے، بعض معاملات وہ ہیں کہ دکیل کو ان کے انجام دینے میں مؤکل کی طرف منسوب کرنے کی حاجت نہیں ہوتی، جیسے، خرید و فروخت، اجارہ وغیرہ، اس میں تمام حقوق خود وکیل سے متعلق ہوں گے، وہی بیع حوالہ کرے گا، قیمت پر قبضہ کرے گا، اگر خرید کی ہوئی چیز میں کوئی عیب نظر آئے، اور عدالت میں مقدمہ کی

(۲) حوالہ سابق

(۳) حوالہ سابق ۲۸۶

(۱) بدائع الصنائع ۲/۶

(۴) حوالہ سابق

نوبت آئی تو وہی اس میں فریق بنے گا، گویا اس کی حیثیت اصل صاحب معاملہ کی ہوگی اور وہی عاقد تصور کیا جائے گا۔

تیسرے وہ معاملات ہیں جن کو وکیل مؤکل کی طرف نسبت کئے بغیر انجام نہیں دے سکتا، جیسے نکاح، طلاق، طلع وغیرہ ان میں وکیل کی حیثیت محض سفیر اور ترجمان کی ہوگی، در عقد سے متعلق تمام حقوق مؤکل سے متعلق ہوں گے، (۱) مالکیہ و رشائع کی رائے بھی قریب قریب وہی ہے جو حنفیہ کی ہے البتہ حنا بد کے نزدیک تمام ہی معاملات میں حقوق مؤکل سے متعلق ہوں گے نہ کہ وکیل سے۔ (۲)

جن صورتوں میں وکالت ختم ہو جاتی ہے

وکالت کی حیثیت عقد لازم کی نہیں، بلکہ عقد جہ تزی ہے، یعنی مؤکل ہو یا وکیل، ان کا معاہدہ پر اپنے آپ کو قائم رکھنا ضروری نہیں، گویا عقد وکالت ختم بھی ہو سکتا ہے، کسی پس منظر میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ کن صورتوں میں وکالت ختم ہوتی ہے؟ علامہ کاسانی نے تفصیل سے اس کا ذکر کیا ہے، وہ صورتیں حسب ذیل ہیں

(۱) مؤکل وکیل کو معزول کر دے، وکیل کو اپنی معزولی کا علم ہو جائے اور اس کی وکالت سے کسی تیسرے شخص کا حق متعلق نہ ہو۔ جب تک وکیل کو اپنے معزول ہونے کی اطلاع نہ ہو، اس کا تصرف مؤکل ہی کی طرف منسوب ہوگا، مگر وکالت سے کسی تیسرے شخص کا حق متعلق ہو تو اس شخص کی رضا مندی کے بغیر مؤکل اسے معزول نہیں کر سکتا، جیسے ایک شخص نے قرض لیا اور قرض دہندہ کے بجائے کسی تیسرے شخص کے پاس کوئی سامان بطور رہن رکھا اور اس کو وکیل بنایا کہ مدت مقررہ پر قرض واپس کرنے کی صورت وہ سامان رہن کو فروخت کر کے قرض دہندہ کا قرض ادا کر دے، اب اگر مقرض اس کو وکالت سے معزول کر دے تو ظاہر ہے کہ قرض

دہندہ کا قرض متاثر ہوگا، اس لئے یہ صورت درست نہیں۔

(۲) مؤکل کی موت ہو جائے۔

(۳) مؤکل پاگل ہو جائے۔ پاگل ہونے سے مراد مستقل پاگل ہو جانا ہے، اگر عارضی دورہ ہو جو ایک ماہ سے کم پر محیط ہو تو اس سے وکالت ختم نہیں ہوگی، ایسے مستقل پاگل پن کو اصطلاح میں ”جنون مطبق“ کہتے ہیں۔

(۴) مؤکل خود تصرف سے عاجز ہو جائے، جیسے عدالت کسی شخص کو دیوانہ قرار دے کر اس کو مال میں تصرف کرنے سے روک دے۔

(۵) وکیل کی موت واقع ہو جائے۔

(۶) وکیل جنون مطبق میں مبتلا ہو جائے۔

(۷) جس چیز میں وکیل بنایا تھا اس میں مؤکل خود تصرف کر دے۔

(۸) جس چیز کو بیچنے یا ہبہ کرنے کا وکیل بنایا تھا وہ چیز ہی ضائع ہو جائے۔

(۹) خدا نخواستہ مؤکل مرتد ہو کر دارالاسلام سے دارالحرب میں چلا جائے۔ (۳)

ڈاکٹر زحیلی نے وکالت ختم ہونے کی چند اور صورتیں بھی ذکر کی ہیں، ان میں سے اکثر درحقیقت ان ہی صورتوں میں داخل ہیں، اور وہ یہ ہیں

(۱) وکیل کو جو کام سپرد کیا گیا تھا وہ اسے پورا کر دے۔

(۲) مؤکل وکیل بنانے سے یا وکیل وکالت کے قبول کرنے سے انکار کرتا ہو۔

(۳) وکیل اپنے آپ کو وکالت کی ذمہ داری سے سبکدوش کر لے، تاہم اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مؤکل کو اس سے

آگاہ کر دے۔

(۴) وکالت کی اگر کوئی مدت متعین ہو تو شافع اور حنابلہ کے نزدیک اس مدت کے تمام ہوتے ہی وکالت ختم ہو جائے گی۔

(۵) اگر وکیل نے موکل کے مفوضہ معاملہ میں تعدی سے کام لیا جو موکل کے لئے باعث نقصان ہو تو شافع و حنابلہ کے نزدیک اس سے بھی وکالت کا معاملہ ختم ہو جائے گا۔

(۶) شافع اور حنابلہ کے نزدیک عقد نکاح میں وکیل کا عادل ہونا ضروری ہے، لہذا اگر وہ فاسق ہو گیا، تو ان فقہاء کے نزدیک وکالت باطل ہو جائے گی۔ (۱)

ولاء

میراث کے مستحق ہونے کی ایک خاص صورت کو "ولاء" کہتے ہیں، موالیات کے تحت اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔

ولایت

"ولایت" کے اصل معنی قربت کے ہیں، اسی سے "ولی" ہے، جو محب، دوست، مددگار کے معنی میں آتا ہے، ولایت "و" کے زیر کے ساتھ بھی آتا ہے، اور "ذ" کے زیر کے ساتھ بھی، (۲) — فقہ کی اصطلاح میں دوسرے پر کسی بات کے نافذ کرنے کو ولایت کہتے ہیں۔ (۳)

ولایت ثابت ہونے کے اسباب

ولایت بنیادی طور پر چار وجوہ سے ثابت ہوتی ہے، قربت، ملکیت، ولاء اور اہمیت، (۴) قربت کی بناء پر ولایت کی بحث آگے مذکور ہوگی، ملکیت سے مراد یہ ہے کہ آقا کو اپنے غلام اور باندی پر ولایت حاصل ہوتی ہے، ورنہ سے مراد ولاء و عتاقہ اور ولاء

موالاة ہے، ولاء و عتاقہ اور ولاء موالاة سے کیا مراد ہے؟ "مولیٰ" کے تحت اس کا ذکر آچکا ہے، یعنی جو شخص کسی غلام یا باندی کو آزاد کرے یا کسی سے بذریعہ عقد موالادت قائم کر لے، تو بعض تفصیلات کے ساتھ بعض اوقات یہ بھی ولایت کا جب بن جاتا ہے، — مامت سے مراد مسلمانوں کی مامت عامہ ہے، یعنی امیر کو تمام مسلمانوں پر اور امیر کے واسطے سے قاضی کو بھی ولایت حاصل ہوتی ہے، تاہم فقہاء کے یہاں ولایت خاصہ یعنی شخصی قربت و تعلق کی بناء پر حاصل ہونے والی ولایت کا درجہ ولایت عامہ سے فائق ہے، اسی لئے عام حالات میں جب ولی خاص موجود ہو تو ولی عام کو زیر ولایت شخص کی ذات اور مال میں تصرف کا حق حاصل نہیں ہوتا، اور اگر اولیاء خاص موجود نہ ہوں تب بھی سلطان اور قاضی کا حق تصرف یہ مقابلہ ان اولیاء کے محدود ہوتا ہے، اسی لئے فقہاء کے یہاں یہ قاعدہ معروف ہے

الولاية الحاصه اقوى من الولاية العامة (۵)

ولایت خاصہ ولایت عامہ سے زیادہ قوی ہے۔

نفس پر ولایت

بنیادی طور پر ولایت کی دو قسمیں ہیں، ایک ولایت فی النفس دوسرے ولایت فی اموال، نفس یعنی ذات پر ولایت سے مراد ولایت نکاح ہے۔

خفیہ کے نزدیک ولایت نکاح کے دو درجات ہیں: ولایت اجبار اور ولایت نخب، تاباغ پر ولایت ولایت اجبار ہے، لڑکا ہو یا لڑکی اور لڑکی کنواری ہو یا شوہر دیدہ، ولایت اجبار حاصل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان سے اجازت لئے بغیر اولیاء ان کا نکاح کر سکتے ہیں، جو حکم تاباغ کا ہے وہی حکم ذرا عقل اور غلام کا بھی

(۲) القاموس محیط ۳۲۷

(۳) فتح القدیر ۳۵۵، ۳

(۱) بحیثی الفقہ الاسلامی وأدلہ ۲۹۵-۱۲۵

(۳) درمختار ۹۶۲-۲۹۵

(۵) الاشیاء والنظائر ۶۰

ہے، گودہ بالغ ہوں۔ (۱)

ولایت مذہب اور استعجاب سے اسکی ولایت مراد ہے، جس میں اجازت لئے بغیر نکاح کرنے کا حق حاصل نہیں ہوتا اور اگر وہ خود اپنا نکاح کریں، تو نکاح منعقد ہو جائے گا، ولایت مذہب عاقل و بالغ لڑکی پر حاصل ہوتی ہے، خواہ وہ کنواری ہو یا شوہر دیدہ۔ (۲)

اس مسئلہ میں حنفیہ کا دوسرے مکاتب فقہ سے تو اختلاف ہے ہی، خود امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ سے بھی ایک سے زیادہ اقوال منقول ہیں، عدمہ ابن ہاشم نے ان سب کو جمع فرمایا ہے، امام ابو حنیفہؒ سے دو قول منقول ہے کہ بالغ لڑکی خود اپنا نکاح بھی کر سکتی ہے اور دوسرے کے نکاح کے لئے بھی دیکل بن سکتی ہے، گو اس کا اپنے آپ نکاح کر لینا خلاف مستحب ہے، یہی قول ہمارے یہاں ظاہر روایت ہے، البتہ اگر کوئی لڑکی غیر کفو میں نکاح کرے، تو اوسیاہ کو س پر اعتراض اور بذریعہ عدالت اس نکاح کو ختم کرانے کا حق حاصل ہے، دوسری روایت وہ ہے، جو امام صاحب سے حسن بن زیادؒ نے نقل کی ہے، اس روایت کے مطابق اگر لڑکی نے غیر کفو میں نکاح کیا تو نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا، گویا اولیاء کو عدالت کا سامن کرنا نہیں پڑے گا، اور خود بخود یہ نکاح کالعدم سمجھ جائے گا، عدالتوں میں بیرونی کی سرگرائی، غیر منصف مزاج اور اڑی لوگوں کے مقام قضا، پر قز ہو جانے کی وجہ سے بعد کے فقہاء نے اسی قول کو ترجیح دیا ہے۔

امام ابو یوسفؒ سے تین اقوال منقول ہیں، اول یہ کہ اگر ولی نہ ہو تو نکاح ہی جائز نہیں، پھر امام ابو یوسفؒ نے رجوع کر کے یہ رائے اختیار کی کہ کفو سے نکاح منعقد ہو جائے گا غیر کفو سے نہیں ہوگا، تیسرا اور سحری قول یہ ہے کہ بالغ لڑکی کا کیا ہوا نکاح مطلقاً

جائز ہے، کفو سے نکاح کرے یا غیر کفو سے، اور امام محمدؒ کے دو قول ہیں ایک یہ کہ نکاح منعقد ہو جائے گا، لیکن ولی کی اجازت پر مقول رہے گا، تاہم اگر ولی نے کفو رشتہ ہونے کے باوجود انکار کیا تو قاضی اس رشتہ کو برقرار رکھے گا، دوسرا قول وہی ہے جو امام صاحب سے منقول ہے، اور ظاہر روایت ہے، علامہ ابن ہاشمؒ کا حیاں ہے کہ اس تفصیل کے مطابق ائمہ ثلاثہ اس بات پر متفق ہیں کہ نکاح کفو سے ہو یا غیر کفو سے، منعقد ہو جائے گا، لیکن امام سرخسیؒ اور طحاویؒ وغیرہ کا خیال ہے کہ امام ابو یوسفؒ کا آخری قول یہ ہے کہ لڑکی کا خود کیا ہو نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا۔ (۳)

لڑکوں اور لڑکیوں پر ولایت اجبار

حنفیہ اور دوسرے فقہاء کے درمیان تین نکاتوں پر اہم اختلاف ہے، اس یہ کہ لڑکیوں میں ولایت اجبار حاصل ہونے اور نہ ہونے کا معیار بالغ ہونا اور نہ ہونا ہے یا کنواری اور شوہر دیدہ ہونا؟ دوسرے جب لڑکوں پر اوسیاہ کو ولایت اجبار کا حق ختم ہو جائے تو اس کے بعد لڑکیں خود اپنا نکاح کر سکتی ہیں یا نہیں؟ تیسرے ولایت اجبار کن رشتہ داروں کو حاصل ہوگا؟

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک لڑکے ہوں یا لڑکیاں، جب بالغ ہو جائیں تو ان پر اوسیاہ کو ولایت اجبار حاصل نہیں ہوگی، یعنی ان سے اجازت لئے بغیر نکاح کرنا درست نہیں ہوگا، اور نابالغ پر ولایت اجبار حاصل ہوگی، چاہے کنواری لڑکی ہو یا شوہر دیدہ، کیونکہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک کنواری لڑکی (باکرہ) کا اس کے والد نے نکاح کر دیا، جو اسے پسند نہیں تھا، تو آپؐ نے اس لڑکی کو اختیار مرحمت فرمایا کہ چاہے تو اس نکاح کو قبول کرے یا رد کر دے، اس روایت کو ابو داؤد،

نسائی، ابن ماجہ اور امام احمدؒ نے نقل کیا ہے، اور علامہ ابن ہمامؒ نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے، (حضرت خضاء بنت خزام کے بارے میں بھی مروی ہے کہ ان کے والد نے جو رشتہ کیا تھا، ان کو ناپسند تھا، وہ آپ ﷺ کی خدمت میں عرض گزار ہوئیں، تو آپ ﷺ نے اس نکاح کو رد کر دیا، گو بعض روایتوں میں یہ بات آئی ہے، کہ وہ شوہر دیدہ (شیر) تھیں، لیکن نسائی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کنواری تھیں، (۲) نیز حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے لڑکی کے نکاح کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا اس سے اجازت لی جائے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کنواری لڑکی کو ظہر رضامندی میں حیاء و امن گیر ہوتی ہے، لہذا عا موشیٰ ہی اس کی اجازت ہے۔ (۳)

تیس کا تھا ضابطہ بھی یہی ہے، ایک تو لڑکوں میں بالاتفاق بالغ اور نابالغ ہونے کو ولایت اجبار کا معیار مانا گیا ہے تو یہی حکم لڑکیوں کے حق میں بھی ہونا چاہئے، دوسرے جب لڑکیاں بالغ ہو جائیں تو بالاتفاق ان کو اپنے مال پر ولایت حاصل ہو جاتی ہے، تو جو حکم مال میں ولایت کا ہے وہی حکم ذات میں بھی ولایت کا ہونا چاہئے — پھر غور کیجئے تو شریعت کے مزاج و مذاق سے بھی یہی بات مطابقت رکھتی ہے، کیونکہ عبادات کے فرض ہونے کا تحقق بالغ، اور نابالغ ہونے سے ہے نہ کہ کنواری اور شہریدہ ہونے سے، یہی حال نکاح کے علاوہ دوسرے معاملات خرید و فروخت، ہبہ وغیرہ کا ہے، نکاح بھی ایک گونہ عبادت ہے اور ایک گونہ معاملہ، تو ضرور ہے کہ یہی حکم نکاح کا بھی ہو۔

مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک، ولایت اجبار کا مدار لڑکیوں کے حق میں کنواری اور شوہر دیدہ ہونے پر ہے، علامہ درودری

مالکیؒ نے تو نقل کیا ہے کہ اگر وہ ستر سال سے زیادہ کی بھی ہو جائے، جب بھی باپ کو اس پر ولایت اجبار حاصل رہے گی، البتہ مالکیہ کے نزدیک اگر باپ اس کو اس کی معاملہ فہمی کی وجہ سے ”رشیدہ“ (معاملہ فہم) قرار دیدے اور اس کو نکاح کی اجازت دیدے، تو اب اس پر ولایت اجبار باقی نہیں رہے گی، اسی طرح مالکیہ کے یہاں شوہر دیدہ اگر نابالغ ہو تو اس پر بھی باپ کو ولایت اجبار حاصل ہے، (۴) گو مالکیہ کے یہاں اس احکام کی بابت کسی قدر اختلاف رائے پایا جاتا ہے، لیکن اس سے ظاہر ہے کہ امام مالکؒ کے یہاں نابالغہ پر مطلقاً اور بالغہ پر اگر کنواری ہو اور باپ کی طرف سے اجازت یافتہ نہ ہو ولایت اجبار حاصل ہوگی، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک کنواری لڑکی پر مطلقاً ولایت حاصل ہوگی، (۵) البتہ لڑکے جب بالغ ہو جائیں تو ان پر ولایت اجبار باقی نہیں رہے گی، اس پر اتفاق ہے۔

کیا لڑکیاں خود اپنا نکاح کر سکتی ہیں؟

جب لڑکی پر ولایت اجبار ختم ہو جائے تو اس کے بعد بھی مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک لڑکی خود اپنا نکاح نہیں کر سکتی، بلکہ ولی کے واسطے ہی سے اس کا نکاح ہو سکتا ہے، (۶) ابن قدامہؒ نے اس کی اس طرح وضاحت کی ہے کہ عورت نہ اپنا نکاح کر سکتی ہے نہ دوسرے کے لئے نکاح کی وکیل بن سکتی ہے اور نہ ولی کے علاوہ کسی اور کو اپنے نکاح کے لئے وکیل بنا سکتی ہے، (۷) غرض عورت کی عبارت ہی سے نکاح منع نہیں ہو سکتا، ان حضرات کے پیش نظر حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ جس عورت نے اپنا نکاح بغیر ولی کے کر لیا اس کا نکاح باطل ہے، (۸) — حنفیہ کا نقطہ نظر یہ

(۲) حوالہ سبق

(۳) الشرح الصغير ۵۸۲-۵۸۳

(۶) الشرح الصغير ۳۳۵، ۲ شرح مہذب ۵/۱، المعنی ۵/۷

(۸) ترمذی ۲۰۸۱، اس صحیح ۳۵، ابوداؤد ۲۸۴۱

(۱) فتح بقدر ۳/۲۶۱

(۳) بحاری ۴۷۱۲، مسند ۲۵۵، ترمذی شریف ۲۱۰

(۵) شرح مہذب ۱۶۵/۱۲، المعنی ۳۳/۷

(۷) المعنی ۵/۷

اور اس نے اپنے مسلک کے مطابق نکاح کو نافذ قرار دیا تو ان حضرات کے نزدیک بھی اب یہ نکاح درست سمجھا جائے گا۔ (۴)

ولایت اجبار کن اقارب کو حاصل ہے؟

تیسرا اہم مسئلہ یہ ہے کہ ولایت اجبار یعنی ترکی سے اجازت لئے بغیر ان کے نکاح کرنے کا حق کن لوگوں کو حاصل ہے؟ مالکیہ کے نزدیک صرف باپ یا اس کے وصی کو (۵) یہی رائے حنبلیہ کی بھی ہے، (۶) شوافع کے نزدیک باپ کے ساتھ دادا کو بھی ولایت اجبار حاصل ہے۔ (۷)

حنفیہ کے نزدیک جیسا کہ مذکور ہوا، ترکی کے بالغ ہونے کے بعد ولایت اجبار کسی کو حاصل نہیں اور بالغ ہونے سے پہلے درجہ بدرجہ جتنے اولیاء ہیں سبھوں کو ولایت اجبار حاصل ہے، یعنی وہ بحالت نابالغی بغیر اجازت لئے اس لڑکی کا نکاح کر سکتے ہیں، (۸) جن حضرات نے باپ، یا باپ اور دادا تک ولایت اجبار کو محدود رکھا ہے، ان کے پیش نظریہ ہے کہ جو شفقت باپ اور دادا کو ہو سکتی ہے دوسرے رشتہ داروں سے اس کی توقع نہیں کی جاسکتی، حنفیہ کا خیال ہے کہ حسب مراتب درجات تمام ہی اعزہ میں شفقت ہوتی ہے، اور بعض دفعہ نابالغی میں ایسا موزوں رشتہ ہاتھ آ جاتا ہے کہ ان کا کھودینا بچوں کے لئے نقصان سے خالی نہیں، اس لئے دوسرے اولیاء کے لئے بھی ایسے نابالغ بچوں کے نکاح کرنے کی گنجائش دینی چاہئے۔

ابنہ حنفیہ نے اس کی تلافی اس طرح کی ہے کہ باپ اور دادا کا یا ہوا نکاح بالغ ہونے کے بعد بھی ان لڑکوں اور لڑکیوں پر لازم

ہے کہ قرآن مجید نے متعدد مواقع پر نکاح کی نسبت عورت کی طرف کی ہے (۱) تاہم حضور ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ سے نکاح فرمایا حالانکہ اس میں کوئی ولی نہیں تھے اس کے علاوہ متعدد ازواج مطہرات سے آپ ﷺ کا نکاح ان کے کسی ولی کی شرکت کے بغیر ہو، خود حضرت عائشہؓ نے اپنے بھائی حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کی لڑکی کا نکاح کر دیا، حالانکہ اس پر حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کو ایک گونہ تکبر بھی ہوا، (۲) پھر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ بہت بد ولی کے ترکی اپنے نفس کی زیادہ حق دار ہے، الاہم احق بمصہامس ولیہا۔ (۳) تو جب دن ولایت اجبار باقی رہتے ہوئے ترکی کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح کر سکتا ہے، تو ترکی کے اپنے نفس کے بارے میں زیادہ حق دار ہونے کا تقاضہ یہ ہے کہ اگر وہ بھی دن کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے تو بدرجہ اولیٰ نکاح منعقد ہو جائے — جہاں تک حضرت عائشہؓ کی اس روایت کی بات ہے جس میں بغیر ولی کے ہونے والے نکاح کو باطل قرار دیا گیا ہے، تو اول تو اس روایت کی سند پر کلام کیا گیا ہے، (۴) دوسرے خود حضرت عائشہؓ کا عمل اس کے خلاف ہے جیسا کہ مذکور ہوا، اور یہی بات اس روایت کی صحت کو مشکوک کرنے کے لئے کافی ہے، تیسرے ضروری نہیں کہ باطل سے باطل کا اصطلاحی معنی مراد ہو، عربی زبان میں غیر مفید کام کے لئے بھی باطل کا لفظ بولا جاتا ہے، غرض کہ حنفیہ کی رائے شریعت کے مزاج و مذاق اور اصول و قواعد سے زیادہ موافقت رکھتی ہے۔ و نقد اعم

شوافع اور حنبلیہ وغیرہ کے نزدیک گو عورت کا کیا ہوا نکاح منعقد نہیں ہوتا، لیکن اگر کسی خفی قاضی کی عدالت میں یہ مقدمہ پہنچی

(۱) مؤلفات ۲۰ باب ۱۰ بیس من التعلیل (الطلاق)

(۲) ترمذی سیرف ۴۱۷

(۳) ترمذی ۲۰۹

(۴) شرح مہذب ۵۲/۱۶ بمعنی ۶/۷

(۵) بمعنی ۱۵/۷

(۶) شرح الصغیر ۵۲/۲ ۶۶۳

(۷) ہدایہ مع الفہم ۲۷۷/۱

(۸) شرح مہذب ۶۵/۱۶

رہے گا، بشرطیکہ باپ اور دادا اپنے اختیارات کا غلط استعمال کرنے میں معروف نہ ہوں، اور نکاح کے وقت وہ نشہ کی حالت میں نہ رہے ہوں، باپ اور دادا کے علاوہ دوسرے اقرباء کا کیا ہوا نکاح لازم نہیں، بالغ ہونے کے بعد وہ اس نکاح کو رد کر سکتا ہے، اسی کو اصطلاح میں ”خیار بوط“ کہتے ہیں، (۱) گویا ولایت اجبار کی دو قسمیں ہوں گی، ایک ولایت التزام، دوسری ولایت غیر ملزمہ، ولایت التزام صرف باپ اور دادا کو حاصل ہوتی ہے۔

(خیار بوط کے احکام کے لئے ملاحظہ ہو، خیار)

ولایت کے لئے اہلیت

قانون ولایت کا اصل مقصد یہ ہے کہ جو لوگ اپنے معاملات کو خود بہتر طور پر انجام نہیں دے سکیں، ان سے متعلق ضروری امور ایسے لوگوں کو سپرد کئے جائیں جو ان کو بہتر طور پر انجام دے سکتے ہوں، گویا ولایت کا مقصد ایسے لوگوں کے مفاد کا تحفظ اور ان کے مصالح کی تکمیل ہے، اس لئے ضروری ہے کہ ولی عاقل، بالغ اور اس کا وارث بننے کی صلاحیت رکھتا ہو، چنانچہ نابالغ، فاقر العقل اور غیر مسلم، مسلمان کا ولی نہیں بن سکتا (۲) گو کوئی شخص فاسق ہو، لیکن اگر دنیوی معاملات کو صحیح طور پر انجام دینے کی صلاحیت رکھتا ہو تو وہ ولی ہو سکتا ہے، البتہ اگر کوئی شخص فاسق و فجور میں اس طرح مبتلا ہو کہ اپنے اختیارات کا غلط اور بے جا استعمال کیا کرتا ہو اور فقہاء کی اصطلاح میں ”سببی الاختیار“ ہو تو اس کا کیا ہوا نکاح اس صورت میں درست ہوگا جب کہ اس نے کفوہ رشتہ منتخب کیا ہو اور مہر، مہر مثل کی مقدار سے کم نہ ہو۔ (۳)

عام طور پر اہل علم نے ولی کے لئے ورث ہونے کی شرط بھی

لکھی ہے، راقم الحروف نے اس سے یہ مراد لیا ہے، کہ اس میں وارث بننے کی صلاحیت ہو، چنانچہ اگر کافر یا غلام ہو تو گو قریبی رشتہ دار ہو پھر بھی ولی نہیں ہو سکتا، کہ غلامی اور مسلمان مورث کے مقابلہ کفوہ اسباب ہیں جو وراثت سے محروم کر دیتے ہیں — علامہ شامیؒ نے وارث کی قید پر اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ شرط انہی اویاء سے متعلق ہے جو قرابت کی نسبت سے ولی قرار پاتے ہیں، ورنہ تو سلطان کے لئے وارث کی قید ملحوظ نہیں ہے، (۴) راقم الحروف نے جو تشریح کی ہے اس کے مطابق یہ اعتراض واقع نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم

ولایت میں کون مقدم ہے؟

ورایت میں قرابت کے اعتبار سے کون مقدم ہے؟ اس سلسلہ میں دو باتیں اصولی ہیں اور وہ یہ کہ عصبہ رشتہ دار، ذوی الارحام پر مقدم ہیں، دوسرے اگر کئی عصبہ یا ذوی الارحام موجود ہوں تو جس کو قرابت کے اعتبار سے زیادہ قرب حاصل ہوگا ولایت کے اعتبار سے اسی کو ترجیح ہوگی، (۵) چنانچہ رشتہ داروں میں ولایت کی ترتیب اس طرح ہے

- (۱) بیٹا (۲) پوتا اور اس کا ولادی سلسلہ
- (۳) باپ (۴) دادا اور اس کا آبائی سلسلہ
- (۵) سگا بھائی (۶) باپ شریک بھائی
- (۷) سگے بھائی کا بیٹا (۸) باپ شریک بھائی کا بیٹا
- (۹) باپ کا سگا بھائی (۱۰) باپ کا باپ شریک بھائی۔

علیٰ هذا القیاس جب عصبہ رشتہ دار نہ ہوں تو اب ذوی

الارحام کی باری آجائے گی، ان کی ترتیب اس طرح ہے

(۲) یکھے فتح القدیر ۱۵۵/۳

(۳) رد المحتار ۲۹۵/۲

(۱) ہدایہ مع الفتح ۲۷۶-۷۷۳

(۲) درمختار ورد مختار ۲۹۵/۲

(۵) مدائع الصلح ۵۰۲/۲

(۱) ماں (۲) بیٹی

(۳) پوتی (۴) نوای

(۵) پوتی کی بیٹی (۶) نوای کی بیٹی

(۷) سگی بہن (۸) باپ شریک بہن

(۹) ماں شریک بھائی بہن، پھر ان کی اولاد

(۱۰) بہنوں کی اولاد کے بعد پھوپھیاں، پھر ماموں، پھر

خالائیں پھر چچا زاد بہنیں پھر پھوپھی زاد بہنیں۔

ام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نانا، بہن سے مقدم ہے۔ (۱)

اس کے بعد سلطان پھر قاضی اور اس کے بعد قاضی کا متعین

کیا ہوا وصی ولی ہوگا، البتہ باپ نے جس کو وصی مقرر کیا ہوا ہے

ولایت نکاح حاصل نہ ہوگی، گو اس نے نکاح کی ذمہ داری بھی

سونپی ہو، اسی طرح اگر نابالغ بچہ یا بچی کسی تیسرے شخص کے زیر

پرورش ہو تو پرورش کرنے کی وجہ سے اسے ولایت نکاح حاصل نہیں

ہوگی۔ (۲)

اگر قریبی ولی موجود نہ ہو؟

قریب ترین ولی کی موجودگی میں نسبہ دور کا ولی اس کا نکاح

نہیں کر سکتا، اور اگر وہ کر دے تو قریبی ولی کی اجازت پر موقوف

رہے گا، اگر دوہم درجہ ولی ہوں جیسے دو بھائی یا دو چچا، تو ان میں

سے کوئی بھی نکاح کر دے نکاح منعقد ہو جائے گا، دوسرا دی اس

نکاح کو قبول کرے یا نہ کرے، اگر دونوں ہی دو الگ اشخاص سے

نکاح کر دیں تو جو نکاح پہلے کیا گیا ہو وہ نکاح منعقد ہوگا، بعد کا

منعقد نہیں ہوگا، اور اگر دونوں نکاح بیک وقت کئے گئے ہیں، یا

معلوم نہیں کہ کون سا نکاح پہلے ہوا اور کون سا بعد میں؟ تو دونوں ہی

منعقد باطل ہو جائے گا۔ (۳)

ابتداءً اگر قریب تر ولی موجود نہ ہو اور اس سے مشورہ کا انتظار کیا

جائے تو من سب رشتہ کے ہاتھ سے نکل جانے کا خطرہ ہو، تو اس

کے بعد جو قریبی ولی ہوا اسے ولایت حاصل ہو جائے گی، یہی تو اس

صحیح ہے، اصل میں فقہاء نے نسبہ دور کے ولی کو اس وقت تصرف کا

حق قرار دیا ہے، جب قریبی ولی "غیبت منقطعہ" پر ہو، غیبت

منقطعہ سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلہ میں مشائخ کے مختلف اقوال

ہیں، قدوریؒ کا خیال ہے کہ اتنا فاصلہ ہو کہ وہاں سال میں ایک ہی

بار قافلہ پہنچ سکتا ہو، قاضی نسفیؒ وغیرہ کی رائے ہے کہ کم سے کم

مسافت سفر پر ہو، تو یہ بھی غیبت منقطعہ ہے، لیکن صاحب بدایہ کا

رجحان وہی ہے جو میں نے ذکر کیا کہ اس کے انتظار میں مناسب

رشتہ فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو، اسی کو، ام سرخسیؒ نے بھی ترجیح دیا

ہے، بلکہ قاضی خانؒ نے لکھا ہے کہ اگر قریبی ولی اسی شہر میں موجود

ہو، لیکن وہ روپوش ہو اور اس کا پتہ نہ مل پھر ہو تو یہ بھی "غیبت

منقطعہ" تصور کی جائے گی، ورنہ نسبہ دور کے ولی کو اس کا نکاح

کرنے کا حق حاصل ہوگا، (۴) قریبی ولی کی عدم موجودگی کی وجہ

سے نسبہ دور کے ولی نے جو نکاح کر دیا ہو اب قریبی ولی کے آنے

کے بعد اس کو اس نکاح کے رد کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔ (۵)

شوافع اور دوسرے فقہاء کے نزدیک چونکہ صرف باپ، یا

باپ اور دادا ہی کو ولایت حاصل ہے، اس لئے اگر یہ موجود نہ ہوں

تو سلطان ان کا نکاح کرے گا، (۶) اسی طرح فقہاء شوافع کے

نزدیک اگر اولیاء عورت کے نکاح سے بے اعتنائی اختیار کریں تو وہ

سلطان سے رجوع کر سکتی ہے (۷)

(۲) ہندیہ ۲۸۳

(۳) ہدایہ و معنی نقذیر ۲۱۶/۲

(۶) شرح مہذب ۶۳۶

(۱) محضر از ہندیہ ۸۲۱-۸۲۳

(۳) ہندیہ ۸۵۷-۸۵۸

(۵) ہندیہ ۲۸۵

(۷) شرح مہذب ۱۵۱/۳

ولایت ختم ہونے کی صورتیں

ولایت کے ختم ہونے کی یہ صورتیں ہیں۔

(۱) ولی فتر العقل ہو جائے اور اس کا جنون جنون مطبق

کے درجہ کا ہو۔ (۱)

(جنون مطبق کے لئے دیکھئے خود لفظ "جنون")

(۲) ولی مرتد ہو جائے، کیونکہ کافر مسلمان کا ولی نہیں بن

سکتا۔

(۳) ولی لاپہ ہو جائے تو اب جو ولی درجے میں اس کے

بعد ہو وہ نکاح انجام دینے کا مجاز ہوگا۔

(۴) قریبی ولی اپنا فریضہ انجام نہ دے، تو سب سے دور کے

ولی کی طرف ولایت منتقل ہو جائے گی۔ (۲)

(۵) خفیہ کے نزدیک لڑکے ہوں یا لڑکی، بالغ ہو جائیں،

اگر بویغ کے بعد بھی وہ غفل دماغی میں مبتلا ہوں تو ان پر ولایت باقی

رہے گی، ورنہ بالغ ہونے کے بعد ہی ولایت ختم ہو جائے گی۔ (۳)

مال میں ولایت

ولایت کی دوسری قسم ولایت فی اماں ہے، مال پر ولایت

حاصل ہونے کی ایک صورت یہ ہے کہ خود مالک اپنے مال پر ولی بنا

دے جیسے وکیل کہ موکل اس کو اپنے مال میں تصرف کا حق دیتا ہے،

دوسرے وہ جس کو خود شارع کی جانب سے منصب ولایت پر فائز

کیا گیا ہے، یہاں ولی سے بھی دوسری ولایت مراد ہے، یہ ولایت

دو اسباب سے حاصل ہوتی ہے رشۃ ابوت (باپ ہونے کا تعلق)

اور عہدہ قضاء (۴) چنانچہ ولایت فی اماں میں اولیاء کی ترتیب اس

طرح ہے

(۱) باپ، پھر اس کا وصی، پھر وصی کا مقرر کیا ہوا وصی۔

(۲) اس کے بعد دادا، پھر اس کا وصی، پھر اس وصی کا مقرر

کردہ وصی۔

(۳) اس کے بعد تاقضی، پھر تاقضی کا مقرر کیا ہوا وصی، (۵)

دوسرے اقرباء کو ولایت مال حاصل نہیں۔

مال پر ولایت حاصل ہونے کی شرطیں

ولایت مال حاصل ہونے کیسے شرط ہے کہ ولی آزاد ہو، عاقل

ہو، اور مسلمان ہو، جس پر ولایت حاصل ہوتی ہے وہ نابالغ ہو، اور

یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مال میں ایسا تصرف کرے جو اس کے لئے

منفید ہو، نہ کہ ضرر رساں (۶)۔ اگر کوئی لڑکا بالغ ہو جائے، لیکن

ابھی اس میں عقل و شعور کی کمی ہو، اور ایسی معاملہ فہمی (رشد) نہ پیدا

ہوئی ہو جو عام طور پر اس عمر میں پیدا ہو جاتی ہے، تو امام ابوحنیفہؒ کے

نزدیک بچیس سال کی عمر تک اس پر ولایت حاصل رہے گی، اور

صحابین نیز دوسرے فقہاء کے نزدیک جب تک عقل و شعور میں

پختگی نہ آجائے، ورنہ یہی قرین مصحت ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے سفیہ، حجر)

مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک ولی فی المال کی ترتیب یہ ہے کہ

باپ پھر باپ کا مقرر کیا ہوا وصی، یہ نہ ہو تو تاقضی یا اس کا قائم مقام

اور آخری درجہ میں جہت مسبین کو یہ ولایت حاصل ہوگی، شوافع

کے نزدیک باپ، پھر دادا، پھر ان دونوں کے وصی ورنہ تاقضی، یا

اس کے قائم مقام کو یہ ولایت حاصل ہوتی ہے۔ (۷)

(وصی کے احکام کے لئے خود لفظ "وصی" ملاحظہ کیا جاسکتا ہے)۔

(۲) ہند ۲۸۵

(۳) مدائع الصنائع ۱۵۲/۵

(۶) مدائع الصنائع ۵۳/۵

(۱) ہند ۲۸۳

(۳) ہند ۲۸۳

(۵) حوالہ سبق ۵۵

(۷) الفقہ اسلامی و أدب ۷۵/۷

ولیمہ

زیادہ تکلفات اور حیثیت سے بڑھ کر خرچ کرنا شریعت میں پسندیدہ نہیں۔

ولیمہ بیوی کے ساتھ تعلق ازدواجی کے بعد ہونا چاہئے، ایک روایت میں مراحت کے ساتھ موجود ہے، کہ جب آپ ﷺ حضرت زینبؓ کے ساتھ شب عروسی ہو گئی تب آپ نے قوم کو بلایا اور ان حضرات نے کھانا تناول فرمایا، (۵) حدیثوں میں دعوت ولیمہ قبول کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے، ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب کسی کو دعوت ولیمہ دی جائے تو اسے ضرور آنا چاہئے، (۶) بعض روایات میں دعوت ولیمہ قبول نہ کرنے کو نافرمانی اور معصیت سے تعبیر کیا گیا ہے، (۷) علامہ ابن عبد البرؒ نے امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ وغیرہ سے دعوت ولیمہ کے قبول کرنے کا واجب ہونا نقل کیا ہے، بشرطیکہ متعین طور پر کسی شخص کو دعوت دی جائے، (۸) لیکن صحیح بات یہی ہے کہ اس دعوت کا قبول کرنا بھی مسنون ہے، البتہ شریعت میں اس کی بڑی تاکید و اہتمام ہے، وقالت العامة هي السنة، (۹) — غیر مسلم دعوت دے اور اپنے یہاں تقریب نکاح میں بلائے تو اس میں بھی شرکت جائز ہے، اگر دعوت ولیمہ میں منکرات شرعیہ کا ارتکاب ہو تو اس میں شریک نہیں ہونا چاہئے، اس سلسلہ میں اصول وہی ہیں جو عام دعوتوں کے سلسلہ میں ہیں اور ان کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ (۱۰) (نیز دیکھئے ”دعوت“)

رسول اللہ ﷺ نے اگلے دن ولیمہ کو حق، دوسرے دن درست اور تیسرے دن ریا کاری قرار دیا ہے، (۱۱) اس لئے مسلسل دو تین دنوں تک یا اس سے زیادہ ولیمہ کا اہتمام اور دعوت کا سلسلہ مکروہ اور

عربی میں مختلف مناسبتوں سے کی جانے والی دعوتوں کے لئے الگ الگ تعبیرات مقرر تھیں، نکاح کے موقع سے مرد کی طرف سے جو دعوت کی جاتی ہے، اسے ”ولیمہ“ کہا کرتے تھے، قائم الحروف نے ولیمہ پر اپنی تالیف ”حلال و حرام“ میں اختصار کے ساتھ ضروری احکام کو جمع کر دیا ہے، یہاں اسی کو نقل کیا جا رہا ہے

نکاح چونکہ ایک تقاضہ انسانی کی جنسیں کا حلال و جائز ذریعہ ہے، اس لئے شریعت نے اس کی زیادہ سے زیادہ تشہیر و اظہار کو پسند کیا ہے، اسی تشہیر اور اظہار کا ایک طریقہ ولیمہ بھی ہے، جس میں دعوت عام کے ذریعہ مرد و زن کے درمیان تعلق ازدواجی کو ظاہر کیا جاتا ہے، آپ ﷺ نے خود ویسے کئے ہیں، اور صحابہؓ کو بھی اس کی ترغیب دی ہے، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے نکاح کیا، تو آپ ﷺ نے ان سے بھی ولیمہ کے لئے تاکید فرمائی، اور فرمایا اولم ولو بشاة (۱) لہذا ولیمہ رسول اللہ ﷺ کی خاص سنتوں میں ہے۔ (۲)

ولیمہ میں کس طرح کے کھانے پائے جائیں؟ یہ دعوت ولیمہ دینے والے کی معاشی سطح پر موقوف ہے، چنانچہ خود حضور ﷺ نے جہاں حضرت زینبؓ کے نکاح میں بکری ذبح کر کے ولیمہ فرمایا (۳) وہیں بعض ازواج مطہرات کا ولیمہ محض تھوڑی سی جو کے ذریعہ فرمایا ہے، بمذہب من شعیر، (۴) اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ولیمہ کا تعلق دینی کی معاشی حیثیت اور سطح سے ہے، ولیمہ میں بہت

(۲) بحاری ۲: ۲۱۷

(۳) حوالہ سلف

(۶) حوالہ سلف

(۷) مسند، باب ۱۰، ح ۱، سنن صحیح و سنن الحیث و سنن الوییمہ ۱/۱۶۱

(۹) ہدیہ ۳۳۵

(۱۰) ابوداؤد ۷۰۲

(۱) بحاری ۲: ۲۱۷

(۳) بحاری ۲: ۲۱۷

(۵) بحاری ۲: ۲۱۷

(۷) مسند، باب ۱۰، ح ۱، سنن صحیح و سنن الحیث و سنن الوییمہ ۱/۱۶۱

(۹) المعنی ۳۳۵

(۱۰) درمختار، باب الحظر والإباحہ

تک دُشمن کرنے کی ضرورت نہیں، (۳) یہ اور اس طرح کی متعدد روایات ہیں، جن سے اس بات پر روشنی پڑتی ہے، کہ محض وہم پر کوئی حکم مرتب نہیں ہوتا۔



ناپسندیدہ ہے، ہاں اگر تفاخر کا جذبہ نہ ہو، لوگ زیادہ ہوں اور ایک آدمی ایک ہی بار شریک طعام ہو، دوسرے اور تیسرے دن کے مدعوین انگ ہوں تو یک سے زیادہ دنوں بھی ولیمہ کا اہتمام جائز ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق آپ ﷺ نے حضرت صفیہ سے نکاح کے موقعہ پر تین دنوں تک ولیمہ فرمایا ہے، (۱) بلکہ حصہ بنت سیرین نقل ہیں کہ ان کے والد نے تو سات دنوں تک ان کا ولیمہ کیا اور مختلف صحابہ کو مختلف دنوں میں دعوت دی، (۲) ہمارے فقہاء نے عام طور پر کجائی کے بعد اس دن یا دوسرے دن دعوت ولیمہ منعقد کرنے کو کہا ہے، اور لکھا ہے کہ اس کے بعد ولیمہ نہیں ہوگا۔ (۳)

وہم

کسی خبر کے وقوع پذیر ہونے اور نہ ہونے یا سچ اور جھوٹے ہونے کے بارے میں تین صورتیں پیش آتی ہیں، ایک صورت یہ ہے کہ اس کے ہونے کا پورا اہتمام ہو اور اس کے مخالف بات کے نہ ہونے کا، اس صورت کو اصطلاح میں "یقین" کہتے ہیں، دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں پہلوؤں کے بارے میں مساوی درجہ کا خیال ہو، یہ صورت شک کہلاتی ہے، تیسری صورت یہ ہے کہ ایک پہلو کا غالب گمان ہو، اور دوسرے پہلو کا کسی قدر خیال ہو جس پہلو کا غالب گمان ہو اسے "ظن" کہتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں معمولی درجہ کے خیال کو "وہم"؛ شریعت نے احکام کی بنیاد یقین اور ظن پر رکھی ہے، نہ کہ محض شک اور وہم پر، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے معدہ میں کوئی گڑبڑ محسوس کرے، تو جب تک خروج ریح کی آواز نہ سنے، یا جو محسوس نہ کرے، اس وقت

(۱) دیکھئے فتح الباری ۶/۹۸ (۲) حوالہ سابق

(۳) ر لا بأس بان يدعو يومئذ من العدو بعد العدو ثم يقطع العرس وانوليمة، ہندیہ ۳۳۳/۵

(۴) ابوداؤد، حدیث نمبر ۷۷۱، باب اذا شك فی الحدث

ہاشمہ

(زخم کی ایک خاص صورت)

”ہشمر“ کے معنی کسی خشک یا جوف دار چیز کو توڑنے کے ہیں، بڑی کے توڑنے کو بھی کہتے ہیں (۱) اسی سے ہاشمہ کا لفظ، خود ہے، جو سر اور چہرہ سے متعلق زخم کی ایک خاص صورت ہے، فقہاء کی اصطلاح میں ایہ زخم جس سے سر کی بڑی ٹوٹ جائے ”ہشمرہ“ کہلاتا ہے۔ اور اس میں قتل نہ ہونے کی مکمل دیت کا دسواں حصہ بہ طور تاوان واجب ہوتا ہے (۲)۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے دیت)

ہبہ

بداغوض زندگی میں کسی شخص کو مالک بنانے کا نام ہبہ ہے، ہبہ ور عطیہ یہ دونوں ہم معنی الفاظ ہیں، نہ ہی سے قریب المعنی الفاظ ”بدیہ“ اور ”صدقہ“ ہے، ہبہ ور عطیہ کے غلط بدیہ ور صدقہ کو بھی شامل ہیں، لیکن بدیہ اور صدقہ میں فرق ہے، کسی محتاج کو بدیہ نیت ثواب کچھ دینے کا نام صدقہ ہے، اور کسی نہان کو خود محتاج ہو یا نہ ہو ازراہ محبت و تعلق کچھ دینے کا نام بدیہ ہے، (۳) — ہبہ کی جو بھی صورت ہو، بدیہ یا صدقہ کی، مستحب اور قابل ستائش فعل ہے اور آپ ﷺ نے اس کی ترغیب دی ہے، ۱۰ اور ہبہ کو قبول کرنا سنت ہے۔ (۴)

ہبہ کی غرض، نیکی بھی ہو سکتی ہے، مالم ابوالمصور، تریدی سے منقول ہے کہ جیسے بچوں کو توحید و ایمان کی تعلیم دینا واجب ہے اسی طرح سخاوت اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم بھی ضروری ہے اس لئے کہ دنیا کی محبت ہی برہنہ کی جڑ ہے۔ (۵)

ارکان

ہبہ میں بحیثیت مجموعی تین باتیں پائی جاتی ہیں، معطی کی طرف سے کسی شئی کے دینے کی پیشکش یعنی ایجاب، جس کو دیا جا رہا ہو اس کی طرف سے قبول اور قبضہ، ہبہ ان تین افعال سے مرکب ہوتا ہے، کیا یہ تینوں ہی چیزیں ہبہ کے ارکان ہیں؟ اس میں اختلاف ہے، حنفیہ میں مازفرؒ کے نزدیک یہ تینوں ہی ہبہ کے رکن ہیں، اکثر مشائخ کے نزدیک قبضہ ہبہ کے صحیح ہونے کی شرط تو ہے، لیکن رکن نہیں، ایجاب ہبہ کا رکن ہے، اس پر بھی حضرات متفق ہیں ور قبول کے رکن ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اختلاف ہے، علامہ کاسانی ور بعض ور فقہاء نے قبول کو رکن نہیں مانا ہے، یہی رائے عدم تہستانی اور کرمانی وغیرہ کی ہے، علامہ ہسکلی اور بعض اہل علم کے نزدیک قبول بھی ہبہ کا رکن ہے، (۶) بہر حال فقہ حنفی کے شارحین کے کلام سے ظاہر ہے کہ ہبہ کرنے والے کے حق میں محض ایجاب سے ہبہ منعقد ہو جاتا ہے بستہ جس کو ہبہ کیا جا رہا ہے یعنی مہبوب نہ کے حق میں ہبہ اس وقت مکمل ہوگا جب وہ اس کو قبول بھی کرے، (۷) اسی لئے مجلۃ الاحکام میں لکھا گیا ہے کہ ”ہبہ ایجاب و قبول سے منعقد ہوتا ہے اور قبضہ سے مکمل“۔ (۸)

ہبہ کے الفاظ

ایجاب کے لئے نفس ہبہ کا لفظ استعمال کیا ہی جاسکتا ہے، اگر ایسے غلط استعمال کئے جائیں جو ہبہ کے ہم معنی ہوں، تو یہ بھی ہبہ کے منعقد ہوئے کے لئے کافی ہے، جیسے عطیہ کا لفظ، یا یوں

(۱) بدایہ - جلد ۲ - ص ۲۰

(۲) درمختار ۴، ص ۲۰ - ۲۱، بحقیق شیعہ عدل احمد عبد الوہاب و مسیح عی محمد معوض

(۳) معنی ۲ - ص ۲۰ - درمختار عی ہاشمہ بر ۵۰۹/۳ (۴) حوالہ سابق

(۵) درمختار ۴ - ص ۲۰

(۶) بدائع مصنف ۲ - درمختار عی ہاشمہ البر ۵۰۹/۳ (۷) اچھے درمختار ۵۰۹/۳

(۸) محبہ لاجحد صفحہ ۳۸

ایجاب و قبول سے متعلق شرط

ایجاب و قبول سے متعلق شرط یہ ہے کہ اس کو کسی ایسی بات کے ساتھ مشروط نہ کیا گیا ہو جس کے وجود اور عدم دونوں کا امکان ہو، جیسے کہ جائے کہ "میں نے ہبہ کیا بشرطیکہ فلاں شخص آجائے" نیز ہبہ کو کسی وقت کی طرف منسوب نہ کیا گیا ہو، جیسے کہ جائے "فلاں مہینہ کے ختم تک ہبہ کیا" کیونکہ ہبہ فی الفور، لک بنانے کا نام سے نہ کہ ایک مدت کے بعد۔ (۲)

ہبہ کرنے والے سے متعلق شرطیں

ہبہ کرنے والے سے متعلق شرط یہ ہے کہ وہ تبرع کا حق رکھتا ہو، یعنی عاقل و بالغ ہو، چنانچہ نابالغ اور پاگل کا ہبہ معتبر نہیں، اسی طرح باپ یا کسی بھی ولی کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے نابالغ بچے کے مال کو ہبہ کرے، امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک تو عوض کی شرط کے ساتھ بھی ولی کا ہبہ درست نہیں، امام محمد کے نزدیک ہبہ بالعوض چونکہ خرید و فروخت کے درجہ میں ہے، اس لئے باپ اپنے نابالغ بچے کا مال عوض کی شرط پر ہبہ کر سکتا ہے۔ (۳)

ہبہ کی جانے والی شئی سے متعلق شرطیں

جو چیز ہبہ کی جا رہی ہو، اس سے متعلق متعدد شرطیں ہیں، اور

وہ یہ ہیں

- (۱) ہبہ کرنے کے وقت وہ چیز ہبہ کرنے والے کے پاس موجود ہو، جو چیز بھی موجود ہی نہ ہو اس کا ہبہ درست نہیں، جیسے کوئی شخص کہے کہ "س سال میری بکری کو جو بچہ ہو وہ ہبہ کیا" تو اس کا اعتبار نہیں، بخلاف وصیت کے، کہ اس کے لئے اس چیز کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے جس کی وصیت کر رہا ہے۔

کہے کہ میں نے آپ کو یہ کپڑا پہنایا، یا فلاں شئی آپ کے لئے کر دی، اگر کوئی شخص یوں کہے کہ میں نے فلاں شئی تمہارے نام سے کر دی، تو صاحب خلاصہ نے اپنے زمانہ کے عرف کے اعتبار سے اس کو ہبہ نہیں مانا ہے، لیکن قاضی خان نے اس تعبیر کو بھی ہبہ ہی مانا ہے، اور علامہ شئی نے علامہ رمی سے نقل کیا ہے کہ یہی ہمارے زمانے کے عرف کے مطابق ہے (حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان وغیرہ میں بھی یہی عرف ہے کہ "نام" سے کرنا ہبہ ہی تصور کیا جاتا ہے۔ اصل میں جو الفاظ کسی شئی کے بالعوض، لک بنانے کے مفہوم میں صریح نہیں ہیں، ان کی مراد عرف و رواج پر موقوف ہے، اگر اس عدل کے عرف میں یہ لفظ اصل شئی کے مالک بنانے میں استعمال ہوتا ہو تو ہبہ سمجھا جائے گا اور اگر واقعی طور پر استعمال کی اجازت اور عارضی طور پر صرف نفع کا مالک بنانے کے لئے بولا جاتا ہو تو یہ عاریت تصور ہوگا۔

اسلام سے پہلے "عمری" اور "رقعی" کے نام سے بین دین کی ایک صورت مروی تھی، حنفیہ کے نزدیک عمری کا لفظ ہبہ کے لئے ہے، اور رقی کا عاریت کے لئے۔

(تفصیل کے لئے خود ان الفاظ کو ملاحظہ کیا جائے)

شرائط

ہبہ سے متعلق شرطیں چار طرح کی ہیں

- (۱) جو ایجاب و قبول سے متعلق ہیں۔
- (۲) ہبہ کرنے والے شخص سے متعلق شرطیں۔
- (۳) جو چیزیں ہبہ کی جا رہی ہیں، اس سے متعلق شرطیں۔
- (۴) جس شخص کو ہبہ کیا جا رہا ہے، اس سے متعلق شرطیں۔

ہبہ کی ہوئی شئی پر قبضہ

جس شخص کو ہبہ کیا جا رہا ہو اس کی طرف سے قبضہ ضروری ہے، خفیہ اور شوافع کے نزدیک ہبہ کے تام اور لازم ہونے کے لئے قبضہ ضروری ہے اور اس کے بعد ہی اس پر اس شخص کی ملکیت قائم ہو سکے گی جس کو ہبہ کیا گیا ہے، مالکیہ کے نزدیک ہبہ کرنے والے کے ایجاب ہی سے جس کو ہبہ کیا گیا، اس کی ملکیت ثابت ہو جاتی ہے، خفیہ اور شوافع کا مسلک حضرت ابو بکر و عمر، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم وغیرہ کے فتاویٰ پر مبنی ہے۔ (۲)

پھر قبضہ کے لئے ضروری ہے کہ ہبہ کرنے والے کی اجازت سے اس نے قبضہ کیا ہو، اجازت صراحۃً بھی ہو سکتی ہے، جیسے: ”کہے“ ”فدوں سامان جو میں نے تم کو ہبہ کیا ہے اس پر قبضہ کرو“ اور اجازت دلالت بھی ہو سکتی ہے، جیسے وہ شخص ہبہ کرنے والے شخص کے سامنے ہی اس مجلس میں اس سامان پر قبضہ کرے اور جس نے ہبہ کیا تھا وہ اسے منع نہ کرے۔ (۳)

قبضہ کی اہلیت

قبضہ کے درست ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جو شخص قبضہ کر رہا ہو اس میں قبضہ کرنے کی اہلیت بھی موجود ہو، قبضہ کرنے کی اہلیت کے لئے عاقل ہونا ضروری ہے، اسی لئے جس شخص کا دماغی توازن درست نہ ہو اس کا اور ایسے بچے کا جو ابھی عقل و شعور سے محروم ہو، قبضہ معتبر نہیں۔ (۴)

اسی پس منظر میں فقہاء خفیہ نے ہبہ کی دو قسمیں کی ہیں۔ اصالتہ قبضہ اور نیابت قبضہ، جو شخص صاحب عقل ہو، وہ اصالتہ قبضہ کر سکتا ہے، چاہے بالغ نہ ہو، قبضہ میں نیابت کی دو صورت ہے، ایک صورت کا تعلق قبضہ کرنے والے سے ہے کہ جس شخص کو قبضہ

(۲) جس مال کو ہبہ کیا جا رہا ہو وہ شریعت کی نگاہ میں قابل قیمت مال ہو، جو چیز شریعت کی نگاہ میں مال نہ ہو یا قابل قیمت مال نہ ہو، اس کا ہبہ درست نہیں، اسی لئے مردار، خون، سورد وغیرہ کا ہبہ جائز نہیں۔

(۳) وہ مال فی نفسہ شخصی ملکیت کے دائرہ میں آتا ہو۔ جو چیزیں مباحات میں سے ہوں ان کا ہبہ درست نہیں، جیسے کوئی شخص کہے کہ ”میں فلاں دریا کا پانی ہبہ کرتا ہوں“ تو ایسے ہبہ کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

(۴) وہ شئی ہبہ کرنے والے کی ملکیت میں ہو، کیونکہ جو چیز آدمی کی اپنی ملکیت میں نہ ہو، وہ کسی اور شخص کو اس کا مالک نہیں بنا سکتا، چاہے مملوکہ شئی، کسی کے پاس ذین ہی کی صورت میں کیوں نہ ہو، جس کے اوپر ذین ہے اگر اسی کو ہبہ کیا جائے تب بھی ہبہ درست ہے اور دوسرے کو ہبہ کیا جائے اور مقروض قبضہ کی اجازت دیدے تو یہ بھی درست ہے۔

(۵) یہ بھی ضروری ہے کہ جو چیز ہبہ کی جا رہی ہے اگر وہ قابل تسلیم ہو تو وہ شئی تقسیم شدہ ہو، مشترک نہ ہو، جو چیز ناقابل تقسیم ہو جیسے حمام، منکہ وغیرہ، اس میں مشترک ملکیت میں سے اپنے حصے کو ہبہ کیا جاسکتا ہے، یہ رائے خفیہ کی ہے، مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک مشاع یعنی غیر تسلیم شدہ شئی کو بھی ہبہ کیا جاسکتا ہے۔

(۶) یہ بھی ضروری ہے کہ جو چیز ہبہ کی جا رہی ہو، وہ غیر سوہو بہ شئی سے مشغول نہ ہو، پوری طرح فارغ ہو، جیسے اب کھیت ہبہ کرے جس میں ہبہ کرنے والے کی کھیتی لگی ہو، یا درست ہبہ کرے اور ہبہ کرنے والا پھل پر اپنی ملکیت باقی رکھے، تو یہ ہبہ درست نہیں۔ (۱)

(۲) بدائع الصلتع ۴/۶، الفقہ الاسلامی وادلتہ ۲۲/۵-۱۹

(۳) بدائع الصلتع ۲/۶

(۱) بدائع الصلتع ۲۲/۶، ۱۸، درمختار علی ہامش الرد ۵۰۸/۴

(۳) درمختار ۵۰۹/۴

کرنا چاہئے تھا وہ اس کا اہل نہ ہو جیسے بے شعور نابالغ بچہ یا پاگل، جو ان کا ولی ہو، یا جس کے وہ زیر پرورش ہو، وہ ان کی طرف سے نیلۃ قبضہ کرے گا۔ (۱)

دوسری صورت یہ ہے کہ جس کو ہبہ کیا گیا ہو پہلے ہی سے اس کا موہوبہ سامان پر کسی اور حیثیت سے قبضہ موجود ہو، تو اب ہبہ کرنے کے بعد وہی قبضہ ”قبضہ ہبہ“ کے قائم مقام ہو جائے گا، جیسے وہ سامان اس کے قبضہ میں بطور امانت یا عاریت کے رہا ہو یا اس کے پاس رہن ہو یا غصب کرنے کی وجہ سے اس کے تسلط میں ہو، یا اسی طرح کوئی اور صورت ہو تو جیسے ہی اصل مالک ہبہ کرے، سمجھا جائے گا کہ اس نے موہوبہ شئی پر قبضہ حاصل کر لیا۔ (۲)

ہبہ کا حکم

حنفیہ کے نزدیک ہبہ کا حکم یہ ہے کہ موہوبہ شئی پر اس شخص کی ملکیت قائم ہو جاتی ہے جس کو ہبہ کیا گیا ہے، البتہ یہ لازم نہیں ہوتا، یعنی اگر ہبہ کرنے والا ہبہ کو فسخ کرنا اور اس سے رجوع کرنا چاہے تو کر سکتا ہے، (۳) ہبہ کے احکام میں سے یہ بھی ہے کہ شرائط فاسدہ کی وجہ سے ہبہ باطل نہیں ہوتا بلکہ خود شرط باطل ہو جاتی ہے۔ (۴) حنفیہ کے نزدیک بعض خاص صورتوں کے سوا ہبہ کرنے والے کے لئے ہبہ سے رجوع کرنے کی گنجائش ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہبہ کرنے والا ہبہ کا زیادہ حق دار ہے، اگر اس کا کوئی عوض نہیں دیا گیا ہو (۵) البتہ ہبہ کرنے کے بعد اس سے رجوع کرنا مکروہ تحریمی ہے (۶) کیونکہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

ہبہ کر کے رجوع کرنے والا اس کتے کی طرح ہے جو قئی کر کے اسے لوٹا لے، کمال کسب یعود فی قبضہ (۷) اس مضمون کی روایت صحاح کی دوسری کتابوں میں بھی منقول ہے (۸) مالکیہ، شافعی اور حنابلہ کے نزدیک ہبہ سے رجوع نہیں کیا جاسکتا، سوائے اس کے کہ بیٹے یا پوتے کو ہبہ کیا ہو (۹) ان حضرات کا استدلال حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی آدمی کیلئے یہ جائز نہیں کہ عطیہ دینے اور ہبہ کرنے کے بعد پھر اس کو لوٹا لے، سوائے والد کے جو اپنی اولاد کو دے، عطیہ دے کر لوٹانے والے کی مثال اس کتے کی ہے جو آسودہ ہو کر کھائے، قئی کر دے، اور پھر اپنی ہی قئی کو لوٹا لے۔ (۱۰)

عجیب بات ہے کہ حنفیہ کی رائے اس کے بالکل برخلاف ہے، حنفیہ کے نزدیک شوہر و بیوی اور محرم رشتہ داروں کو جو کچھ ہبہ کیا جائے اس میں رجوع کرنے کی گنجائش نہیں (۱۱) ان کا استدلال حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب محرم رشتہ دار (ذی رحم محرم) کو ہبہ کیا جائے تو اس میں رجوع کی گنجائش نہیں (۱۲) اس حدیث کی رو سے اولاد کو جو کچھ ہبہ کیا گیا ہو اس کو ہبہ کیا جائے تو اس میں رجوع کی گنجائش نہیں، جس حدیث میں اولاد کو ہبہ کی گئی چیز سے رجوع کرنے کو جائز بتایا گیا ہے، حنفیہ کا خیال ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اولاد کی چیز پر اصولی حیثیت سے والدین کا حق ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری ذات اور تمہارا مال تمہارے باپ کا ہے، انت

(۲) حواۃ سابق ۱۳۷/۶

(۳) حواۃ سابق ۵۰۹/۳

(۴) درمختار ۵۱۵/۳

(۸) دیکھئے نصب الراية ۱۳۶/۳

(۱) بدائع الصنائع ۲۹۶/۶

(۳) درمختار ۵۰۸/۳

(۵) ابن ماجہ ۱۷۱۷/۱ باب من وهب هبة رجلة ثوابہ

(۷) معجم ۳۶۲/۳

(۹) دیکھئے شرح مہذب ۳۸۱/۵، معجم ۳۹۰/۵

(۱۰) ابوداؤد ۲۹۹/۲، باب الرجوع فی الهبة، ترمذی ۳۳۲/۲، باب ماجہ فی کراهية الرجوع من الهبة

(۱۲) دیکھئے نصب الراية ۱۳۷/۳

(۱) بدائع الصنائع ۵۰۹/۷

”ع“ سے مراد عوض کی بنیاد پر ہبہ ہے، مثلاً کوئی شخص یوں کہے کہ تم نے مجھے جو چیز دی تھی اس کے عوض میں یہ ہبہ کرتا ہوں یا یوں یہ کہے کہ میں یہ چیز اس شرط پر ہبہ کرتا ہوں کہ خود بھی فلاں شئی مجھے ہبہ کرو تو چونکہ یہ ہبہ بالعوض ہے، اس لئے ہبہ سے رجوع کی گنجائش نہیں، چنانچہ روایت گذر چکی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہبہ کرنے والا اپنے ہبہ کا زیادہ حق دار ہے جب تک کہ اس کا عوض نہ

ادا کیا گیا ہو، الواہب احق بہتہ عالم یشب مہا

”غ“ سے مراد یہ ہے کہ جو چیز ہبہ کی گئی تھی وہ مکمل طور پر خود اس شخص کی ملکیت میں باقی نہیں رہی جس کو ہبہ کیا گیا تھا جیسے اس نے کسی در کو ہبہ کر دیا ہو یا کسی شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا ہو۔

”ر“ سے مراد رشتہ زوجیت ہے یعنی شوہر و بیوی کا ایک دوسرے کو ہبہ، اور ”ق“ سے مراد قرابت ہے، یعنی ذی رحم محرم رشتہ دار، کہ ان کو ہبہ کی ہوئی چیز واپس نہیں لی جاسکتی، جو لوگ محرم ہوں لیکن ذی رحم نہ ہوں، جیسے رضاعی رشتہ دار، یا مصاہرت کی بناء پر محرم ہوں، جیسے بیوی کی ماں، سو تیلی اولاد، ان سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔

”ہ“ سے اشارہ ہو بہ سامان کے ہلاک اور ضائع ہونے کی طرف ہے، کہ اگر اصل سامان ہی ضائع ہو گیا تو اب رجوع کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ ۱۲

عوض کے ساتھ ہبہ کی دو صورتیں

ہبہ بالعوض کی دو صورت ہے، ایک صورت یہ ہے کہ پہلے سے عوض کی کوئی شرط نہیں لگائی گئی بلکہ ایک شخص نے ہبہ کیا، اور بعد کو دوسرے شخص نے یہ کہتے ہوئے ہبہ کیا کہ یہ اس ہبہ کا عوض ہے، یہ صورت قبضہ سے پہلے بھی در قبضہ کے بعد بھی ہبہ کی ہے۔

و مالک لابیگ، (۱) اس لحاظ سے چاہے والد کا دیا ہو مال ہو یا اولاد کا اپنا کمایا ہوا، ہبہ کو اس کے لینے کا اخلاقی حق ہے، لیکن چونکہ خاص طور پر اپنی ہی دی ہوئی چیز کو واپس لینا معیوب معلوم ہوتا ہے، اس لئے خاص طور پر اس صورت کے بارے میں آپ ﷺ نے وضاحت فرمادی کہ اس کو واپس لینے میں کوئی حرج نہیں۔

حنفیہ کے یہاں گو ہبہ سے رجوع کیا جاسکتا ہے، لیکن اس سے سات صورتیں مستثنیٰ ہیں، جو ”موانع رجوع“ ہیں، یعنی اگر یہ پائی جائیں تو ہبہ سے رجوع کی گنجائش نہیں، ان سات میں سے ایک تو وہی قرابت و رشتہ داری ہے جس کا اوپر ذکر ہوا کہ شوہر و بیوی اور محرم رشتہ داروں کو ہبہ کرنے کے بعد رجوع کرنے کی گنجائش نہیں، ان کے علاوہ کچھ اور موانع ہیں، ان کو یاد رکھنے میں آسانی ہو اس کے لئے فقہاء نے سات حروف کا مختلف تیار کیا ہے جن میں سے ہر حرف ایک معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور وہ ہیں جمع خرقہ

”ذ“ سے مراد زیادت ہے، یعنی جس کو ہبہ کیا گیا ہے وہ موہوبہ سامان میں کوئی ایسا اضافہ کر دے جو اس کی قیمت میں زیادتی کا موجب ہو، جیسے زمین پر مکان بنا لیا جائے، درخت لگا دیا جائے، کپڑا اسی لیا جائے، وغیرہ، اگر بجائے زیادتی کے کمی موہوبہ میں نقص پیدا ہو جائے تو یہ رجوع میں مانع نہیں، اسی طرح موہوبہ سامان میں ایسا اضافہ ہو جو اس سے متصل نہیں، جیسے جانور کو بچہ ہو جائے تو یہ اضافہ بھی رجوع کے استحقاق میں مانع نہیں ہوگا۔ (۲)

”م“ سے مراد طرفین میں سے ایک کی موت ہے، یعنی شئی موہوبہ حوالہ کرنے کے بعد ہبہ کرنے والے کی یا اس شخص کی جس کو ہبہ کیا گیا ہو، موت واقع ہو جائے تو اب رجوع کی گنجائش باقی نہیں رہی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ بہہ کو عوض کے ساتھ شروط کر دیا جائے، یعنی یوں کہے کہ میں تم کو فلاں شئی اس شرط پر بہہ کرتا ہوں کہ تم اس کے بدلہ فلاں سامان مجھے بہہ کرو گے۔

یہ دوسری صورت حنفیہ کے یہاں ابتداء بہہ کے حکم میں ہے اسی لئے جب تک دونوں کی طرف سے عوض پر قبضہ نہ ہو جائے ”عقد تام“ نہ ہوگا اور یہ بات ضروری ہوگی کہ سوہو بہہ شئی منقسم اور علاحدہ ہو، دوسرے حصہ دار کے ساتھ مشترک (مشاع) نہ ہو، لیکن انہاء و رانجام کے اعتبار سے یہ معاہدہ ”بیع“ کا سمجھا جائے گا اور قبضہ کرنے کے بعد اس پر وہی احکام جاری ہوں گے جو خرید و فروخت کے ہیں، یعنی عیب کی بناء پر اگر پیسے سے اس کو دیکھا نہیں تھا، رد کرنے کا اختیار ہوگا، اور ایسے بہہ کی وجہ سے تیسرے شخص کو حق شفعہ بھی حاصل ہوگا، (شوافع اور حنابلہ کے نزدیک یہ بیع کے حکم میں ہے، اور مالکیہ نے بیع کے بعض احکام کا اس پر اطلاق نہیں کیا ہے، لیکن ان کے یہاں بھی اس بہہ کے بیشتر احکام بیع کی طرح ہی ہوں گے۔ (۲)

اولاد کو بہہ

بہہ سے متعلق ایک اہم مسئلہ اولاد کو بہہ کرنے کا ہے، اس سلسلہ میں کوئی اختلاف نہیں کہ اپنی اولاد کے درمیان بہہ میں برابری کا سوک کرنا مستحب ہے اور کی بیشی مکروہ، (۳) اور امام احمدؒ کے ایک قول کے مطابق اگر کی بیشی کے لئے کوئی معقوں وجہ نہ ہو تو مساوات واجب ہے، اور اس پر ضروری ہے کہ یا تو جس کو زیادہ دیا ہے اس سے زیادہ مقدار واپس لے لے، یا پھر اتنی ہی مقدار تمام بچوں کو دے ورنہ وہ گناہگار ہوگا، حنابلہ کا استدلال حضرت نعمان بن

بشرؓ کی روایت سے ہے، انہوں نے خصوصی طور پر اپنے ایک صاحب زادہ کو ایک باغ دینا چاہا اور اس پر حضور ﷺ کو گواہ بنانا چاہا تو آپ ﷺ نے اسے ظلم قرار دیا اور فرمایا کہ میں ایسے ظلم کے کام پر کوئی نہیں بنایا اشہد علی الحور (۴)

حنفیہ، مالکیہ اور شوافع کے نزدیک کی بیشی مکروہ ہونے کے باوجود جائز ہے، اور اس سلسلہ میں بہترین قول حسن بصریؒ کا ہے کہ نابرابری دینا نہ تو جائز نہیں، قصہ جائز ہے۔ (۵)

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اولاد میں عدل سے کیا مراد ہے؟ مالکیہ، شوافع اور حنفیہ میں قاضی ابو یوسفؒ کے نزدیک مساوات سے مراد یہ ہے کہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں، اگر ماں باپ اولاد کو کچھ بہہ کریں تو ان سب کو برابر دیں، حنابلہ اور فقہاء حنفیہ میں امام محمدؒ کے نزدیک مساوات سے مراد اس تناسب سے دینا ہے، جو شریعت نے متعین کیا ہے، یعنی لڑکیوں کے مقابلہ لڑکوں کو دو گنا، کیونکہ جب شریعت لڑکے اور لڑکیوں کے درمیان حصہ کا یہ تناسب رکھا ہے تو اس سے ظاہر ہے کہ یہی عدل ہے، اور یہ ”جور“ میں داخل نہیں، (۶) — خیال ہوتا ہے کہ امام محمدؒ کی رائے مصالح شریعت سے زیادہ ہم آہنگ ہے۔ واللہ اعلم

(ترک کلام)

”ہجر“ (”ہ“ پر زبر) و ”ہجران“ (”ہ“ پر زبر) کے معنی کسی چیز کو ترک کرنے اور چھوڑ دینے کے ہیں (۷) حدیث میں یہ لفظ گفتگو ترک کرنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی مومن کے لئے حد نہیں کہ وہ تین دنوں سے زیادہ اپنے بھائی سے ترک گفتگو کرے (۸) اسی لئے اہل علم نے مسلمانوں

(۲) الفقہ اسلامی وادعہ ۳۷۵ ۲۹

(۳) مسند ۲ ۳۷

(۴) دیلمی مدائع الصنائع ۱۰۶۶، المعنی ۳۸۶/۵

(۵) مسند عن عبد اللہ بن عمر ۳۱۶/۲

(۱) یعنی درمحصار عنی ہمنش لرد ۵۹۲

(۳) المعنی ۳۸۹/۵

(۵) المعنی ۳۸۷/۵

(۷) القموس معجم ۲۳۷

سے بچنے کے لئے ضروری ہوگا، اور جس کو براہ راست گفتگو کرنا دشوار ہو، اس کے لئے بالواسطہ سلام پہنچانا بھی کافی ہوگا۔

ہجرت

”ہجر“ اور ”ہجرن“ کے اصل معنی ترک کرنے کے ہیں، اسی سے ہجرت کا لفظ ماخوذ ہے، جس کے لغوی معنی ایک سرزمین سے نکل کر دوسری سرزمین میں جانے کے ہیں (۵)۔ اصطلاح میں ہجرت ایمان کی حفاظت یا اسلام کی دعوت و اشاعت کی غرض سے دارالکفر سے دارالاسلام جانے کا نام ہے۔ (۶)

ہجرت سے قریب قریب تمام ہی انبیاء کو سابقہ پیش آیا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہجرت کا ذکر تو بصرحت و وضاحت خود قرآن مجید میں مذکور ہے، رسول اللہ ﷺ نے بھی مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی جس کا اجمالی ذکر قرآن میں اور تفصیلی تذکرہ احادیث صحیحہ میں موجود ہے، ہجرت بظاہر محرومی اور شکست خوردگی کا واقعہ معلوم ہوتا ہے، لیکن درحقیقت اسدی تاریخ میں اس واقعہ کی حیثیت ایک دور ہے کی ہے، جہاں سے اسلام کے غیب و ظہور اور مسلمانوں کی فتح مندی و سرمندی کا آغاز ہوتا ہے، اسی محرومی میں اللہ تعالیٰ نے تمام ظفر مندوں کو چھپا رکھا تھا، اسی لئے عہد فاروقی میں جب یہ بات طے پائی کہ مسلمانوں کا ایک کیلنڈر ہونا چاہئے اور اس بات پر غور ہوا کہ اس کیلنڈر کا آغاز کس واقعہ سے ہو تو بالآخر آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے بہت سے واقعات میں سے اسی واقعہ پر آکر صحابہ کی نظر قہر گئی اور واقعہ ہجرت کو اسلامی کیلنڈر کا نقطہ آغاز قرار دیا گیا۔ (۷)

کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی شمار کیا ہے کہ جس آدمی سے شناسائی ہو اس سے تین دنوں سے زیادہ غصہ کی وجہ سے ترک کلام نہ کیا جائے۔ (۱)

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے درمیان آپس میں بغض اور کدورت کی وجہ سے تین دنوں سے زیادہ گفتگو کا ترک کرنا حرام ہے، اور چونکہ غیظ و غضب بھی فطرت انسانی کا ایک حصہ ہے، اس لئے تقاضہ حضرت کی رعایت کرتے ہوئے تین دنوں تک اظہارِ فحش کی اجازت دی گئی ہے، تین دنوں کے بعد بھی غیظ و غضب کا قائم رکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اپنی اس کیفیت میں تقاضہ فطرت مجبور نہیں ہے بلکہ کینہ پرور ہے (۲) آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو اشخاص جنہوں نے باہم گفتگو ترک کر لی ہو ان میں انفس وہ شخص ہے جو سلام میں پہل کرے، خیرھما الذی یبدأ بالسلام (۳)

چنانچہ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک سلام کی وجہ سے ترک کلام کا گناہ ختم ہو جائے گا، امام احمدؒ اور ابن قاسمؒ ماکئی نے کہا ہے کہ اگر سلام کرے لیکن یزاء رسائی سے باز نہ آئے تو سمجھا جائے گا کہ ترک تعلق سے وہ باز نہیں آیا ہے، اگر کسی شخص نے بالمشافہ بات کرنے کی بجائے خط کے ذریعہ سلام پہنچایا، یا کسی قاصد کے واسطہ سے سلام پہنچایا تو کیا یہ کافی ہو جائے گا؟ اس سلسلہ میں دورائیں ہیں ایک یہ کہ چونکہ گفتگو نہیں کی ہے، اس لئے ترک کلام کا گناہ باقی رہے گا اور دوسری رائے یہ کہ چونکہ خط اور پیغام سے بھی وحشت کا ازار ہو جاتا ہے، اس لئے ترک گفتگو کے گناہ سے بچنے کے لئے یہ کافی ہے، (۴) خیال ہوتا ہے کہ جو شخص بالمشافہ گفتگو کر سکتا ہو، اس کے لئے بالمشافہ گفتگو کرنا ہی اس گناہ

(۲) شرح مؤوی علی مسلم ۳۱۶/۲

(۳) شرح مؤوی علی مسلم ۳۱۶/۲

(۶) یکے کتاب العربیۃ ۲۸۵

(۱) احیاء علوم الدین ۱۹۵/۲

(۳) مسلم عمرانی دیوب انصاری ۳۱۶/۳

(۵) القاموس المحيط ۶۳۷

(۷) مبدایہ والنہیۃ ۲۰۶/۳، باب وقنح السنة الاولى من الهجرة

ہجرت کا حکم باقی ہے!

جب مکہ فتح ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب فتح مکہ کے بعد ہجرت کی فریضت باقی نہیں رہی لاہجرة بعد الفتح۔ (۱) اسی لئے بعض اہل علم کا خیال ہے کہ اب ہجرت کا حکم باقی نہیں رہا، لیکن جمہور کا خیال ہے (۲) کہ ہجرت کا حکم آج بھی باقی ہے جب تک کہ توبہ کا دروازہ بند نہ ہو، ہجرت بند نہ ہوگی، اور توبہ اس وقت منقطع ہوگی جب قیامت کے قریب اس علامت کا ظہور ہو کہ آفتاب بجائے مشرق کے مغرب سے طلوع ہو لا تفسطع الہجرة حتی لتقطع التوبة۔ (۳) اور یہی صحیح ہے، آپ ﷺ کے اس ارشاد کہ ”فتح کے بعد ہجرت نہیں“ کا منشا یہ ہے کہ مکہ کے فتح ہونے اور دارالاسلام بن جانے کے بعد اب اہل مکہ کو مدینہ ہجرت کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

موجودہ دور میں ہجرت کے احکام

علامہ ابن قدامہؒ نے ہجرت کے حکم پر بڑی عمدہ گفتگو کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہجرت کے اعتبار سے لوگوں کی تین حالتیں ہیں، یک وہ ہیں جن پر ہجرت واجب ہے، یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے اپنے موجودہ وطن میں کفار کے غلبہ کی وجہ سے دین کا اظہار اور واجبات دین کی ادائیگی ممکن نہ ہو، اور وہ ہجرت کرنے پر قادر ہوں، ایسے لوگوں پر اس علاقہ سے ہجرت کر جانا واجب ہے، اور خود قرآن مجید میں ایسے لوگوں کے ہجرت نہ کرنے پر اظہار مذمت کیا گیا ہے، اور ان کا ٹھکانہ جہنم کو قرار دیا گیا ہے۔ (تسا۔ ۹۷)

دوسرے وہ لوگ ہیں جن پر ہجرت واجب نہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو بیماری، دارالکفر میں اقامت پر مجبور کئے جانے یا کسی اور وجہ سے ہجرت کرنے پر قادر نہ ہوں، قرآن مجید نے ایسے لوگوں کو

”مستضعفین“ سے تعبیر کیا ہے، اور ان کو عند اللہ قابل غفور قرار دیا ہے، (تسا۔ ۹۸) — راقم الحروف عرض کرتا ہے، کہ اگر مسلم ممالک میں مسلمانوں کو اقامت کی اجازت نہیں ملے اور مسلمان ملکوں کے دروازے — جیسا کہ موجودہ حالات ہیں، مظلوم مسلمانوں پر بند ہوں تو یہ بھی ہجرت کے باب میں ایک عذر ہی تصور کیا جائے گا۔

تیسرے وہ لوگ ہیں جن کو ہجرت کرنا مستحب تو ہے لیکن واجب نہیں، یہ حکم ان لوگوں کا ہے جو دارالکفر میں دین کے اظہار اور دین پر عمل کرنے میں آزاد ہوں، نیز ہجرت کرنے پر بھی قادر ہوں، ایسے شخص کے لئے بھی ہجرت کرنا مستحب ہے، کیونکہ ان کے ہجرت کرنے کی وجہ سے ایک تو دارالاسلام کو تقویت حاصل ہوگی، دوسرے خود وہ غیر مسلموں کے میل جوں سے فکا سکیں گے، ان پر ہجرت واجب نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عباسؓ فتح مکہ سے عرصہ پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے، لیکن فتح مکہ تک مکہ ہی میں مقیم رہے، اسی طرح حضرت نعیمؓ تمام مکہ کے بارے میں مروی ہے کہ انھوں نے ہجرت کرنی چاہی تو ان کی قوم نے پیکش کی کہ آپ اپنے دین پر قائم رہتے ہوئے بھی ہمارے پاس مقیم رہیں، ہم آپ کی حفاظت کریں گے، اور جو کار خیر آپ انجام دیا کرتے تھے اسے انجام دیا کریں، کیونکہ حضرت نعیمؓ بنو عدی کے قیدیوں اور یواؤں کی دیکھ رکھ کیا کرتے تھے، چنانچہ وہ ایک مدت تک ہجرت سے رکے رہے، پھر ہجرت کیا تو آپ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ تمہاری قوم میری قوم سے بہتر ہے کہ میری قوم نے مجھ کو نکالا اور وہ میرے قتل کے درپے ہو گئے اور تمہاری قوم نے تمہاری حفاظت اور مدافعت کی، حضرت نعیمؓ نے عرض کیا اللہ کے رسول! مجھے ہجرت اور اللہ کی اطاعت سے رد کا (۲) ظاہر ہے ہجرت کے مستحب

ہونے کا حکم اس وقت ہوگا جب کہ مسلم ممالک کا دروازہ اس کے لئے کھلا ہوا ہو اور اس کے چلے جانے میں اسدم اور مسلمانوں کی مصیبت ہو، مگر مصلحت کا تقاضا یہ ہو کہ وہ دارالکفر کے درمیان رہ کر ہی اسلام کی دعوت و مخالفت اور مسلمانوں کی مدافعت کا فریضہ انجام دیتا رہے، تو ایسی صورت میں اس کے لئے دارالکفر میں رہ کر اسلام پر ثابت قدم رہنا زیادہ افضل اور باعث جبر ہوگا۔

بدنی (انہدام میں مرنے والا شخص)

”بدنی“ ایسے شخص کو کہتے ہیں کہ جس کی موت عورت وغیرہ کے انہدام سے واقع ہوئی ہو۔

شریعت میں میراث کے استحقاق کا اصول یہ ہے کہ مورث کی موت کے وقت اگر وارث زندہ رہا ہو، جب ہی وارث کو اپنے مورث کے متروکہ میں سے ورثت ملے گی، لہذا اگر کسی عورت کے گر جانے کی وجہ سے متعدد مومن کی موت واقع ہوئی جن میں بعض کو بعض سے میراث کا استحقاق حاصل تھا، یہ اموات یکے بعد دیگرے واقع ہوئیں اور معلوم ہے کہ کس کی موت پہلے واقع ہوئی اور کس کی بعد میں؟ تو ظاہر ہے کہ اگر مورث کی موت پہلے واقع ہوئی تو وارث اس کے ترکہ میں سے مستحق ہوگا، ورنہ اگر پہلے اس شخص کی موت ہوئی جو وارث ہو سکتا ہے، تو اب مورث کے متروکہ سے وہ میراث کا حق دار نہیں ہوگا۔

اور اگر یہ پتہ نہ چلتا ہو کہ پہلے کس کی موت واقع ہوئی ہے اور بعد میں کس کی؟ تو خفیہ، مالکیہ اور شوافع کے نزدیک یہ تصور کیا جائے گا کہ ان سب کی موت ایک ساتھ ہی واقع ہوئی ہے، لہذا مرحومین ایک دوسرے سے وارث نہیں ہوں گے، بلکہ تمام متوفین کے زندہ ورثہ اپنے مورث سے حصہ پائیں گے، یہی رائے

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور مسکن میراث میں دربار نبوی سے سند یافتہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ہے، حنابلہ کے نزدیک دونوں ایک دوسرے سے میراث کے مستحق ہوں گے، مثلاً باپ اور بیٹے کا انتقال ہو گیا تو یہ سمجھ کر کہ باپ کی موت پہلے ہوئی ہے، باپ کے متروکہ سے بیٹے کا جو حق متعلق ہوتا ہے وہ اس کے لئے نکالا جائے گا پھر یہ فرض کیا جائے گا کہ بیٹے کی موت پہلے ہوئی ہے اور بیٹے کے متروکہ سے جو حصہ باپ کا متعلق ہے، وہ اسے دلایا جائے گا، اب دونوں کی جو جائیداد بنے گی، وہ ان کے زندہ ورثاء میں تقسیم ہوگی۔ (۱)

گر کئی لوگ ادب جائیں، آگ میں جل کر ان کی موت واقع ہو جائے، کسبذنت میں مرجائیں یہ کسی اور حادثہ میں ان کی جان چلی جائے اور معمولی ہو کہ کس کی موت پہلے واقع ہوئی ہے؟ تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہوگا۔ واللہ اعلم

بدنہ

”بدنہ“ سے مراد ایک مدت کے لئے مملکت اسلامی کے دشمنوں سے کسی عوض پر یا بغیر غرض تا جنگ معاہدہ کرنا ہے، ومعنی الهدیۃ ان یعقد لاهل الحرب عقداً علی ترک القتال مدة عوضاً ومعبر عوض (۲) — فقہاء کے یہاں اس کے لئے مہادنت، سوادۃ، ورمعاہدہ کے الفاظ بھی بولے جاتے ہیں۔ (۳)

گویا بدنہ برسر جنگ غیر مسلموں سے صلح کرنے کا نام ہے، صلح کا ثبوت خود قرآن مجید سے بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر وہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی صلح کے لئے تیار ہو جاؤ (عد ۶) رسول اللہ ﷺ نے مختلف غیر مسلم گروہوں سے صلح فرمائی ہے، جن میں صلح حدیبیہ کا واقعہ تو مشہور خاص و عام ہے۔

(۱) میس السراج من سمیرا ۹۸، ۹۷، الفہم الاسلامی و دلتہ ۳۷۸-۳۷۹

(۳) حوالہ سابق

(۲) المعنی ۹۳۸

عوض پر اور بلا عوض صلح

صلح بلا معاوضہ بھی ہو سکتی ہے، جیسا کہ حضور ﷺ نے صلح حدیبیہ فرمائی تھی، صلح مال پر بھی ہو سکتی ہے، کہ وہ مسلمانوں کو مال کی ایک مخصوص مقدار داکیا کریں، چنانچہ مختلف قبائل سے حضور ﷺ نے اس طرح کا معاہدہ کیا تھا، خود اہل خیبر سے بھی آپ ﷺ کا معاہدہ اس کی مثال ہے، اور بدرجہ مجبوری اس شرط پر بھی معاہدہ ہو سکتا ہے، کہ مسلمان ہی، نہ کو کچھ مال ادا کیا کریں، چنانچہ غزوہ اتراب کے موقع سے حضور ﷺ نے عیینہ بن حصن سے پیش کش فرمائی تھی کہ اگر وہ بنو غطفان کو ساتھ لے کر چلے جائیں تو مدینہ کی ایک تہائی کھجور ہم بنو غطفان کو دے دیا کریں گے، لیکن یہ معاہدہ نہیں ہوسکا، کیونکہ ان لوگوں نے نصف کا مطالبہ کیا اور انصار مدینہ کو اس کے لئے تیار تھے، لیکن ان کو اس طرح کا معاہدہ پسند نہیں تھا، اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مسلمان مادی معاوضہ ادا کرتے ہوئے بھی صلح کا معاہدہ طے کر سکتے ہیں۔ (۱)

صلح کا حکم

صلح کا حکم یہ ہے کہ جب تک صلح باقی رہے، دشمن کو امن حاصل رہے گا، ان کی جان، مال، خواتین اور بچے مکمل امن میں ہوں گے، (۲) حنفیہ کے یہاں صلح کے لئے امام المسلمین یعنی حکومت کی اجازت ضروری نہیں، یہاں تک کہ مسلمانوں کا کوئی گروہ بظور خود صلح کر لے تو یہ صلح معتبر ہوگی، (۳) حنابلہ کے نزدیک صلح کرنے کا حق فرماں روائے مملکت یا اس کے نائب ہی کو ہے، عام لوگ صلح کرنے کے مجاز نہیں، کیونکہ بغیر اس کے کسی ملک کی

مصمت اور اس کے مفاد کا تحفظ نہیں کیا جاسکتا، (۴) یہی رائے دوسرے فقہاء کی بھی ہے، (۵) موجودہ حالات میں جب کہ جدید ذرائع مواصلات کی وجہ سے بروقت مشاورت ممکن ہے، حنابلہ ہی کی رائے قرین مصمت نظر آتی ہے۔

کیا صلح لازمی معاہدہ ہے؟

حنفیہ کے نزدیک صلح عقد غیر لازم ہے، یعنی اسے ایک طرفہ طور پر ختم کیا جاسکتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، کہ جب کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو تو برابری کے ساتھ صلح کو ختم کر دو یعنی ان کو اس سے قطع بھی کر دو، (توبہ ۱۲) البتہ یہ ضروری ہے کہ معاہدہ ختم ہونے کی اطلاع پہلے کردی جائے، اور صلح کے سلسلہ میں کچھ معاوضہ پہلے سے ملے چکے تھے، تو زائد مدت کے تناسب سے اس کا عوض واپس کر دیا جائے، (۶) دوسرے فقہاء کے نزدیک صلح عقد لازم ہے، اور حکم قرآنی، ”اولوہا بالعقود“ (المائدہ ۱) کے تحت ایفاء عہد واجب ہے، اس لئے جب تک دوسرے فریق کی طرف سے معاہدہ شکنی نہ ہو یک طرفہ طور پر صلح ختم نہیں کی جاسکتی، (۷) موجودہ حالات میں بین ملکی معاہدات و قوانین کی رو سے ان فقہاء کی رائے قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

صلح کب ختم ہوتی ہے؟

صلح کب ختم ہوتی ہے؟ اس سلسلہ میں حنفیہ کے یہاں تفصیل یہ ہے کہ یا تو صلح ایک متعین مدت کے لئے ہوگی، اور اگر کوئی مدت متعین نہ ہو تو یہ تو دارالاسلام کی طرف سے معاہدہ کے ختم ہونے کا اعلان ہو جائے یا غیر مسموں کی طرف سے ختم معاہدہ کا اعلان کر دیا

(۲) بدائع الصنائع، ۱۰۹/۷

(۳) المعنی ۲۳۹/۹

(۶) بدائع الصنائع ۱۰۹/۷

(۱) بدائع الصنائع ۱۰۹/۷، المعنی ۲۳۹/۹، اور مختصر ۲۲۶/۳

(۳) حوالہ سابق ۱۰۸/۷

(۵) الفقہ الاسلامی و دلائلہ ۳۷۲/۶

(۷) المعنی ۲۳۹/۹

کا اجماع ہے، کم سے کم بکری، سب سے بہتر اونٹ اور درمیانی درجہ گائے وغیرہ کا ہے، (۵) اونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ بھی ہدی کا ادنیٰ درجہ ہی شمار کیا جائے گا، (۶) نر و مادہ دونوں ہی کافی ہیں، (۷) جس عمر اور صفت کے جانور قربانی میں ضروری ہیں، وہی شرط ”ہدی“ میں بھی ہے۔ (۸)

نفل قربانی

ہدی کی دو صورتیں ہیں نفل اور واجب، اگر حج افراد کی وجہ سے جانور کی قربانی اس پر واجب نہیں تھی پھر بھی اپنے ساتھ ہدی کا جانور لے آئے یا جانور کی قربانی کر دے تو یہ نفل ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے جزیۃ الوداع کے موقع سے ایک سواوشیں ذبح کی تھیں، (۹) ان میں صرف ایک ہی اونٹنی حج قرآن کے لحاظ سے ضروری تھی، اسی نفل قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتے ہیں اور غرباء اور اہل ثروت دونوں کو دینے کی گنجائش ہے۔ (۱۰)

واجب قربانی

بعض صورتوں میں ”ہدی“ یعنی قربانی حج یا عمرہ کرنے والوں پر واجب ہو جاتی ہے، بنیادی طور پر اس کے واجب ہونے کی دو صورتیں ہیں اور یہ کہ حج تمتع یا حج قرآن کیا جائے، دوسرے احرام یا حرم یا حج و عمرہ کے منافی کوئی ایسا عمل صدر ہوا ہو جس سے قربانی واجب ہوتی ہو، تمتع اور قرآن کی قربانی کے گوشت کا وہی حکم ہے جو عید الاضحیٰ کی قربانی کے گوشت کا ہے، (۱۱) اور جنایات کی قربانی کے گوشت کا وہ حکم ہے، جو نذر کی قربانی کا ہے کہ خود کھانا اور مرفد

جائے یا ان کی طرف سے صراحۃً تو معاہدہ کے اختتام کا اعلان نہ ہو، لیکن عملاً معاہدہ شکنی ہو جائے، یعنی غیر مسلم کی طرف سے اور ان کی حکومت کی اجازت سے مسلمانوں پر تعدی کا واقعہ پیش آئے (۱) جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے کفار مکہ کی بدعہدی کی وجہ سے صلح حدیبیہ کو حتم فرما دیا تھا، جمہور فقہاء کے نزدیک جب صلح ہو جائے تو اس کو وفا کرنا واجب ہے، اور جب تک دشمن کی طرف سے عہد شکنی کی نوبت نہ آئے، معاہدہ پر قائم رہنا واجب ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ** (البقرہ: ۱۷۷) البتہ اگر دشمن سے معاہدہ شکنی کا اندیشہ ہو تو پھر مسلمانوں کے لئے اس معاہدہ کو ختم کرنے کی گنجائش ہے۔ (۲)

معاہدہ کی مدت

بعض فقہاء کے نزدیک ایک مقررہ مدت ہی کے لئے معاہدہ ہو سکتا ہے، چنانچہ شوافع اور ایک قول کے مطابق حنا بد کے نزدیک دس سال سے زیادہ مدت معاہدہ نہیں ہو سکتی، امام ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ کے ایک قول کے مطابق زیادہ سے زیادہ مدت متعین نہیں، یہ دس سال سے زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔ (۳)

ہدی (قربانی کا جانور)

لغت میں ”ہدی“ کسی چیز کو کہتے ہیں جو کسی کے پاس بھیجی جائے، اور شریعت کی اصطلاح میں ”ہدی“ وہ جانور ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی نیت سے حرم کی کو بھیجا جائے، (۴) اونٹ، گائے، بیل اور بکری ہدی کے طور پر لے جائے جاسکتے ہیں، اس پر امت

(۲) بحۃ المعسی ۱۰۹، ۲۳۹

(۳) درمختار ۱۷۴

(۶) ردالمحتار ۲۳۹/۲

(۸) درمختار ۲۳۹/۲

(۱۰) المحرر الراشد ۱۲۶، ۳

(۱) بدائع الصنائع ۱۰۹

(۳) المعسی ۲۳۸/۹

(۵) بدائع الصنائع ۱۷۳

(۷) الفہم الاسلامی وادلتہ ۲۹۶/۳

(۹) مسیم ۳۹۹/۱

(۱۱) الفہم الاسلامی ۷۴، ۷۵

عرفات میں بھی لے جایا جائے، تاہم ایسا کرنا ضروری نہیں، (۷) جنایت و احصار کی بنا پر جو قربانی واجب ہوتی ہے اس میں قلاہہ نہیں ڈالا جائے گا۔ (۸)

ہدی پہلے ہی ہلاک ہو جائے

اگر ہدی واجب تھی اور وہ قربانی سے پہلے ہی ہلاک ہوئی یا اس میں ایسا عیب پیدا ہو گیا کہ قربانی کے لائق باقی نہیں رہی، تو اس کے بدلہ دوسری قربانی دینی ہوگی اور اس عیب زدہ جانور کے بارے میں اسے اختیار ہوگا کہ جو چاہے کرے، اگر ہدی بطور نفل تھی اور قریب بہ ہلاکت ہو گئی تو اسے وہیں ذبح کر دے گا، بشرطیکہ حرم تک لے جانا ممکن نہ ہو، اس کے قلاہہ کو خون سے رنگ دے گا اور کچھ خون بطور علامت کوہان وغیرہ پر بھی لگا دے گا، نیز صرف فقراء ہی کے لئے اس کا کھانا حدس ہوگا اور یہ خون لگانا علامتی طور پر ہوگا تا کہ اہل ثروت اس کو کھانے سے بچتا کریں۔ (۹)

بعض مسائل میں اختلاف رائے

ہدی کے بارے میں بعض مسائل میں ائمہ اربعہ کے درمیان اختلاف ہے، امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک حاجی کے لئے ہدی کو میدان عرفات میں سے جانا ضروری نہیں، امام مالک کے نزدیک ضروری ہے، امام مالک کے نزدیک مٹی ہی میں ہدی کی قربانی حاجی کے لئے واجب ہے اور عمرہ کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ مکہ میں ہدی کی قربانی کرے، دوسرے ائمہ کے نزدیک حدود حرم میں کہیں بھی قربانی دی جاسکتی ہے، خفیہ کے نزدیک جیسا کہ مذکور ہو، تمتع، قرآن اور نفل قربانی کا گوشت قربانی

الحال دوستوں کو کھانا جائز نہیں۔ (ان احکام کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو حج، جنابت) تیسری صورت یہ ہے کہ ہدی کی نذر مانے، ائمہ اربعہ متفق ہیں کہ اس صورت میں بکری کی قربانی واجب ہوگی، اور اونٹ مانگائے کی افضل، جانور کے اوصاف وہی ہونے چاہئیں جو قربانی کے جانور کے لئے مطلوب ہیں، (۱) تمتع اور قرآن کی قربانی حدود حرم میں کہیں بھی کی جاسکتی ہے، لیکن مٹی میں قربانی افضل ہے، اور یہ قربانی ۱۰/۱۱/۱۲ ارذی الحجہ ہی کو دینا ضروری ہے۔ (۲)

ہدی کا جانور ساتھ لے جانا

جو لوگ حج یا عمرہ کو جا رہے ہوں ان کے لئے ہدی کا جانور ساتھ لے جانا مسنون ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ حجۃ اوداع میں بھی ہدی کا جانور ساتھ لے گئے (۳) اور صلح حدیبیہ کے موقع سے بھی جب کہ صرف عمرہ کا ارادہ تھا، ہدی کا جانور ساتھ رکھا اور اس کی قربانی فرمائی۔ (۴)

ہدی کے قلاب میں سے یہ ہے کہ شدید ضرورت کے بغیر اس پر سوار نہ ہوا جائے، اگر ازراہ ضرورت سوار ہوا یا اس پر بوجھ اٹھایا، اور جانور میں کوئی نقص پیدا ہو گیا، تو نقص کے بقدر پیسوں کا صدقہ کر دینا واجب ہے، اس کے دودھ سے بھی استفادہ جائز نہیں، اگر ذبح قریب ہو تو قہن پر پانی مارتے ہوئے اسی حالت میں رکھا جائے ورنہ اگر ذبح دور ہے تو دودھ دودھ کر صدقہ کر دے، (۵) تمتع اور قرآن یا نذر اور نفل کے طور پر جو اونٹ یا اونٹنی لے جایا جائے، اس کے گلے میں علامتی قلاہہ لگانا مستحب ہے، (۶) یہ بھی مستحب ہے کہ جس جانور کے گلے میں قلاہہ ڈالا جائے اسے میدان

(۲) درمختصر ۲۵۰۲

(۳) مسند ۱۰۶۲

(۴) حوالہ سابق

(۵) حوالہ سابق

(۱) لامصاح ۳۴۱

(۲) مسند ۳۹۶

(۳) درمختصر ۲۵۰۲

(۴) ردالمحتار ۲۵۱۲

(۵) درمختصر و ردالمحتار ۲۵۱۲

کرنے والے کے لئے کھانا درست ہے، شوافع کے نزدیک صرف نقلی قربانی ہی کا گوشت اس کے لئے جائز ہے، حنابلہ کی رائے حنفیہ سے قریب ہے اور مالکیہ کے نزدیک کسی قدر توسع ہے۔ (۱)

ہدیہ

”ہدیہ“ کے معنی تحفہ کے ہیں، تحفہ معمولی ہو یا قیمتی کسی انسان کی محبت میں اور اس سے اظہار تعلق کے لئے اس کو کچھ دینا ”ہدیہ“ ہے اور کسی محتاج کو اللہ تعالیٰ سے قرب کی نیت سے کوئی چیز دینا صدقہ (نافذ) ہے۔ (۲)

ہدیہ دینا مسنون ہے، آپ ﷺ اپنے صحابہ کو ہدایا دیا کرتے تھے، آپ ﷺ نے ہدیہ کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو کہ یہ باہمی محبت و مودت کا باعث ہے نہادو التحاب (۳) — ہدیہ قبول کرنا بھی آپ ﷺ کی سنت ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے پاس کوئی کھانا آتا، ٹرتایا جاتا کہ صدقہ ہے تو اپنے رفقاء سے فرماتے کہ وہ کھائیں، ورنہ گراہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو اظہار رغبت اور ہدیہ کرنے والے کی دل داری کے لئے بہک کر بیٹے اور تناول فرماتے، صوب بیدہ لاکل معہم (۴) حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے اسے کی بانڈی تھیں، کے پاس صدقہ کا گوشت تھا، آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا، درارش فرمایا کہ وہ ان کیسے صدقہ ہے، اور جب ان کے واسطے سے کچھ تک پہنچا تو میرے لئے ہدیہ ہے، (۵) چنانچہ انبیاء کے لئے صدقہ حرام ہے، لیکن ہدیہ جائز ہے۔ (۶)

ہدیہ کے آداب میں سے یہ ہے کہ جو چیز ہدیہ کی جائے خواہ وہ مقدس اور میں کم اور کیفیت کے اعتبار سے معمولی ہو، پھر بھی پوری رغبت اور دل داری کے ساتھ اسے قبول لیا جائے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص مجھے بکری کے گھر پر بھی دعوت دے تو میں اسے قبول کروں گا، (۷) آپ ﷺ کو لوگوں کی دل داری کا اتنا خیال ہوتا کہ حضرت ابو جہم رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو ایک چادر بھیجی جو منقش تھی، اس کے دیدہ زیب نقوش کی وجہ سے نماز میں کسی قدر آپ ﷺ کی توجہ بٹ گئی، آپ نے وہ چادر واپس فرمادی، انہی کے پاس ایک معمولی چادر تھی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے مدہ میں مجھے وہ چادر دے دو (۸) اتنا کہ چادر واپس کرنے کی وجہ سے ان کی دل شکنی نہ ہو۔

ہدیہ واپس کرنا

یوں تو عام ہدیہ کو واپس کرنا بھی منسب نہیں کہ اس سے ہدیہ کرنے والے کی دل تزاری ہوتی ہے، لیکن خاص طور پر تین تحفوں کو واپس کرے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا، عکبہ، خوشبو، اور دودھ (۹) — علامہ بیہقی نے لکھا ہے کہ کس سے کس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان اشیاء سے مہمان کا کرام کیا جانا چاہئے۔

واعظ و مفتی اور امام کے لئے ہدیہ

جہاں اور لوگوں کے لئے ہدیہ لینا جائز ہے، وہیں واعظ اور مفتی کے لئے بھی ہدیہ قبول کرنا جائز ہے، بعض حضرات نے ”امام“ کے لئے بھی ہدیہ قبول کرنے کو جائز قرار دیا ہے، (۱۰) امام سے امام

(۲) المعنى ۳۹۵ کتاب الہنہ والعطیہ

(۳) بخاری ۳۵۰

(۴) المعنى ۲۷۶

(۵) موطاء، للائمر مالک ۳۲ بخاری ۴۴۱

(۱) لاصح ۳۰۳

(۲) موطاء، للائمر مالک ۳۶۵

(۳) بخاری ۳۵۰

(۴) بخاری ۳۴۹

(۵) سنن ترمذی عن اس عمر بن سعد حسن ۱۴ الجامع الصغیر مع بغیض ۳۱۰/۳

(۶) درمختار ۳/۴

غیر مسلموں کو ہدیہ

مشرک کو ہدیہ دینا اور مشرک سے ہدیہ قبول کرنا دونوں صورتیں جائز ہیں، امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں ان دونوں مسائل کو الگ الگ عنوان کے تحت ایک ہی جگہ ذکر فرمایا ہے، مشرکین کو ہدیہ دینے پر اس آیت سے استدلال کیا ہے جس میں امن پسند پر مشرکین کے ساتھ حسن سلوک اور انصاف کا حکم دیا گیا ہے، (الممتحنہ ۸) نیز اس روایت سے کہ جب حضرت سہاءؓ کی والدہ آئیں اور وہ مشرک تھیں، حضرت اسماءؓ نے ان کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے؟ تو آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا، بخاریؒ نے حضرت عمرؓ کے اس عمل سے بھی استدلال کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک عدنان کو عطا فرمایا اور انھوں نے وہ اپنے کافر رضاعی بھائی عثمان بن حنیف جو مکہ میں مقیم تھے، کو عطا فرمادیا، (۵) اس کے علاوہ غزوہ بدر کے موقع سے قیدیوں کو نئے کپڑے دینا اور مختلف مواقع پر اسلام کی ترغیب کی غرض سے غیر مسلموں کو تحائف دینا متعدد روایات میں مذکور ہے۔

غیر مسلموں کا ہدیہ

اسی طرح مشرکین کا تحفہ قبول کرنا بھی جائز ہے، آنحضور ﷺ سے ملکہ ایلہ سے نچر اور چادر کا تحفہ قبول فرمایا ہے، دومۃ الجند بنامی مقام کے فرماں روا اکیدرے ایک ریشمی جبہ پیش کیا، آپ ﷺ نے اسے قبول فرمایا (۶) اس وقت تک مردوں کے نئے ریشم کی ممانعت نہیں ہوئی تھی، بخاریؒ نے اس پر ایک یہودی خاتون کی طرف سے حضور ﷺ کی دعوت اور ہر کوڈ کوشت کھانے سے بھی استدلال کیا ہے (۷) اور اس واقعہ سے بھی کہ بادشاہ مصر نے

اسمین کی طرف ذہن جاتا ہے، لیکن شامی نے قاضی خان سے نقل کیا ہے کہ امام سے امام مسجد مراد ہے، امام المسلمین کا تحفہ قبول کرنا ان ہی صورتوں میں جائز ہے جن صورتوں میں قاضی تحفہ قبول کر سکتا ہے (۱) — اسی طرح مفتی کے لئے بھی اس وقت تحفہ قبول کرنا جائز ہے جب کہ مستفتی اس سے فائدہ اٹھانے کا خواہش مند نہ ہو، اگر تحفہ دے کر مستفتی مفتی کا استحصا کرنا چاہتا ہو تو ایسا تحفہ قبول کرنا درست نہیں۔ (۲)

قاضی اور تحفہ

قاضی اور وہ تمام لوگ جو کوئی ایسے منصب پر فائز ہوں جن سے عام لوگوں کے مفادات متعلق ہوں، ان کے لئے مخصوص صورتوں میں ہی تحفہ قبول کرنے کی گنجائش ہے، ایک تو اپنے قریبی محرم رشتہ داروں سے، دوسرے ان لوگوں سے جو اس کے اس عہدہ پر فائز ہونے سے پہلے بھی اسے تحفے دیا کرتے تھے، بشرطیکہ وہ اپنے گزشتہ معمول کے بقدر ہی تحفہ دیا کریں، اور اس کا مقدمہ اس قاضی کی عدالت میں اس عہدیدار کے زیر غور نہ ہو، جسے اپنے سے اونچے عہدیداروں کے تحفے، کہ جو لوگ تحفہ دے رہے ہوں ان کو بظاہر اس سے نفع کی توقع نہ ہو، عام لوگ، اسی طرح قاضی کیلئے مقدمہ کے فریق اور عہدیداروں کے لئے اپنے عہدہ سے متعلق حاجت مندوں کا تحفہ قبول کرنا جائز نہیں، بلکہ یہ رشوت کے حکم میں ہے، (۳) اسی طرح مقروض فرض و ہندہ کو تحفہ دے حالانکہ پہلے وہ نہیں دیتا تھا یا معمول کی مقدار سے زیادہ دے تو یہ بھی رشوت ہی کے حکم میں ہے۔ (۴)

(۲) حوالہ مسطور ۳۱۰

(۳) رد المحتار ۳۱۰

(۴) بخاری مع بیع ۲۵۵

(۱) درمختار ۳

(۳) درمختار و رد المحتار ۳۱۰، المعنی ۷۱۰

(۵) بخاری و بیع البی ۶۵-۷۵

(۷) حوالہ مسطور

(۲) اگر اس کی آمدنی کا اغلب حصہ حرام ہو اور اس بات کی وضاحت نہ ہو کہ ہدیہ میں جو مال دیا جا رہا ہے وہ حرام ہے یا حلال، تو اس کا قبول کرنا جائز نہیں۔

(۳) اگر ایسا شخص اس وضاحت کے ساتھ ہدیہ دے کہ میں یہ ہدیہ مال حلال میں سے دے رہا ہوں تو ایسا ہدیہ قبول کرنے کی گنجائش ہے۔

(۴) اگر کسی کی آمدنی کا غالب حصہ حلال ہو اور ہدیہ کے بارے میں یہ وضاحت نہ ہو کہ یہ مال حلال سے ہے یا حرام سے؟ تو ایسے شخص کا ہدیہ قبول کرنے کی گنجائش ہے۔

(۵) اگر ایسے شخص کے ہدیہ کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ یہ مال حرام سے ہے، تو اس ہدیہ کا قبول کرنا جائز نہیں۔ (۶)

ہرۃ

ہرہ کے معنی بی کے ہیں، کثر فقہاء کے نزدیک بی پاک ہے، اس لئے اس کا جھوٹا بھی پاک ہے، بی کے جھوٹے سے وضو بھی کیا جا سکتا ہے، اور اسے پیا بھی جا سکتا ہے، (۵) البتہ اگر بی نے کوئی ناپاک چیز کھائی ہو اور بلا تاخیر پانی پیا ہو، تو بعض فقہاء حنابلہ کے نزدیک اس خاص صورت میں پانی ناپاک ہو جائے گا، (۶) فقہاء حنفیہ میں امام ابو یوسف کے نزدیک بھی بی کا جھوٹا بلا کراہت پاک ہے، (۷) — امام ابو حنیفہ کی رائے میں کسی قدر تفصیل ہے، اور وہ یہ کہ

☆ اگر اس نے کوئی ناپاک چیز کھائی جیسے چوہا کھایا، اور پھر فوراً پانی پیا، تو پانی ناپاک ہو جائے گا، اگر کسی قدر ٹھہر کر پیا تو ناپاک نہیں ہوگا۔

حضرت برہم علیہ السلام کو ہدیہ حضرت ہاجرہؓ کی پیشکش کی تھی جسے آپ علیہ السلام نے قبول فرمایا۔ (۱) مشرکین کے تحائف قبول کرنے کی اور بھی روایت موجود ہیں — البتہ بوداد اور ترمذی کی اس روایت سے شہرہ پیدا ہوتا ہے، کہ ایک مشرک نے تحفہ اونٹنی پیش کی، آپ علیہ السلام دریافت فرمایا کہ کیا تم مسلمان ہو چکے ہو؟ اس نے نفی میں جواب دیا، آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے مشرکین کے عطیات سے منع کیا گیا ہے، (۲) اہل علم نے ان تضادات کو دور کرنے کے لئے مختلف توجیہات کی ہیں، (۳) لیکن خیال ہوتا ہے، کہ آپ علیہ السلام کا تحفہ قبول کرنا اور نہ کرنا دعوتی اور تبلیغی مصمت سے متعلق تھا، جن لوگوں کے بارے میں آپ علیہ السلام یہ خیال فرماتے کہ ان کا ہدیہ قبول کر لینے کی وجہ سے اسلام کے تئیں ان کی موافقت بڑھے گی، ان کا تحفہ آپ علیہ السلام قبول فرمائیے، اور جن کے بارے میں اندر رہتا کہ تحفہ قبول نہ کرنے کی وجہ سے ان کی محبت اس بات پر مجبور کر دے گی کہ اسلام قبول کرے، کیونکہ بعض اوقات تنبیہ و توبیخ ہی زیادہ اثر انداز ہوتی ہے، تو ان کا ہدیہ رد فرما دیتے، دیسے فی نصدہ آپ علیہ السلام غیر مسموم کے تحائف کو جائز سمجھتے تھے، اگر ناجائز سمجھتے تو کسی بھی صورت میں ان کا تحفہ قبول نہیں فرماتے۔

اگر ہدیہ دینے والے کے پاس مال حرام ہو؟

اگر تحفہ دینے والے کی آمدنی حرام ہو، یا اس میں حرام کی آمیزش ہو تو کسی صورت میں تحفہ قبول کرنے کی بابت حسب ذیل تفصیل ہے

(۱) اگر پورا درجہ آمدنی ہی حرام ہو تو ایسے شخص کا تحفہ قبول کرنا جائز نہیں۔

(۱) بخاری مع التلخیص ۲۲۵

(۲) مجمع التاریخ ۲۳۵

(۳) الامتصاص (اسمعیل) ۶۱ معنی (۵۰ تحقیق ۲۰ رد المحتار)

(۴) رد المحتار ۲۸۴ (محبو صحاح)

(۲) حوالہ سابق

(۳) فیض ہدیہ ۳۳۵/۵ ج ۱ بہار الوصایا

(۴) المعنی ۵۰

چونکہ ٹلی پاک ہے، اس لئے شرعی طریقہ پر اسے ذبح کیا جائے یا اس کے چمڑے کو بغتہ دے دی جائے تو اس کا چمڑا پاک ہوگا، (۵) جو حکم جھوٹے کا ہے وہی حکم پسینے اور آنکھ سے نکلنے والی رطوبت نیز لعاب کا بھی ہے، اس لئے ٹلی سے متعلق یہ چیزیں بھی مکروہ ہوں گی۔ (۶)

(بہت بوڑھا)

ہرم

ہرم ("ہ" اور "ر" پر زبر) کے معنی انتہائی بوڑھاپے کے ہیں، ی سے ہرم ("ہ" پر زبر اور "ر" پر زبر) کا لفظ ماخوذ ہے، جس کے معنی بہت بوڑھے کے ہیں — حوالہ کسی عذر سے دوچار ہوں، ان کے نئے احکام شریعت میں خصوصی رہنیتیں رکھی گئی ہیں، چنانچہ بوڑھے ضعیف شخص کیلئے بھی اس کی مجبوری کے لحاظ سے احکام میں سہولتیں ہیں، کثرت عمر کی وجہ سے بار بار ناقض وضو پیش آتا ہو، پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو، نماز کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر پڑھنے کی طاقت نہ ہو، روزہ رکھنے کی قدرت سے محروم ہو، حج کے لئے سفر نہ کر سکتا ہو، تمام صورتوں سے متعلق احکام اپنی اپنی جگہ مذکور ہو چکے ہیں، انھیں متعلق مقدمات پر دیکھا جاسکتا ہے۔

ہزل

"ہزل" کے معنی ہنسی کھیل میں کوئی بات کہنے کے ہیں، ہزل کی اصطلاحی تعریف یہ کہ کسی لفظ کو بول کر نہ اس کا معنی حقیقی مراد یا جائے اور نہ مجازی، اس کے مقابلہ میں "جد" (ج پر زبر) کا لفظ ہے۔ (۷)

جن امور میں مزاح بھی ارادہ کے حکم میں ہے

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان

☆ سوسائے می کے جھوٹے پانی کے کوئی اور پانی موجود نہ ہو تو اس پانی میں کوئی کراہت نہیں، نہ پینے میں کراہت ہے اور نہ وضو کرنے میں، اگر اس کے علاوہ دوسرا پانی بھی موجود ہو تو اس کا استعمال وضو، پینے یا پکانے میں مکروہ ہے، البتہ اس کی کراہت تنزیہی ہے، چنی معصوم ورجہ کی کراہت ہے۔

☆ ٹلی کسی انسان کے ہاتھ کو چاٹے، تو دھوئے بغیر نماز

پڑھنا مکروہ ہے

☆ کھانے کی چیز میں سے کھانے سے محتاج و ضرورت مند کے لئے تو اس کے کھانے میں کوئی قباحت نہیں، لیکن جھنجھٹا نہ ہو، اس کے لئے اس کا جھونا کھانا پینا مکروہ ہے۔ (۸)

حنفیہ کے نزدیک اس کے مکروہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہتے کے مسدا ان سے برتن تین دفعہ دھویا جائے، اور ٹلی کے مسدا لئے سے ایک دفعہ، (۹) ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ٹلی ایسے جانوروں میں ہے جو تم پر آمد و رفت کرتی ہے، اس لئے ناپاک نہیں، انہا لیست بحس انہا من الطوافین علیکم والطوافات (۱۰) اس حدیث سے اس امر کا اشارہ ملتا ہے کہ ٹلی کے جھونے کو تو اصل میں ناپاک ہونا چاہئے تھا، البتہ دشواری کی وجہ سے شریعت میں اسے ناپاک قرار نہیں دیا گیا، تو کم سے کم کراہت تو ہونی ہی چاہئے، اسی لئے امام ابوحنیفہؒ نے نزدیک جنگی ٹلی جو عام طور پر آبادی میں نہیں رہتی، اور پالتو نہیں ہوتی، اس کا جھونا بہ کثرت آمد و رفت کی علت کے نہ پائے جانے کی وجہ سے ناپاک ہے، الہرة البرية سورہا نجس لفقہ

علة الطواف فیہا (۱۱)

(۱) منحصر مرقی الفلاح و حاشیہ مطحطوی ۸، مدائع الصدق ۲۵۵، ۲۵۴

(۲) ترمذی، مات ملحد، فی سؤر الکلب، حدیث نمبر ۹

(۳) ابو داؤد، کتاب سورہ ہرة

(۵) الہدیہ ۲۰۱

(۶) مطحطوی ۸

(۷) رد المحتار ۲۲۳

(۸) بحر الرائق ۲۲۱

لفظ ہے (۸) چونکہ عام طور پر چودہویں کے شب میں چاند اپنی روشنی کے اعتبار سے محل نجم کا نظر آتا ہے، اس لئے چودہویں کے چاند کو بدر کہا جاتا ہے۔

چاند دیکھنے کا حکم

حنفیہ صراحت کی ہے، کہ انتیس شعبان کو چاند دیکھنا واجب ہے، (۹) کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے رشاد فرمائی کہ رمضان کے مے شعبان کے چاند کا اہتمام کرو، اخصوا اہلال شعبان لمصان، (۱۰) ایوں بھی اس کا واجب ہونا ظاہر ہے، کیونکہ جو چیز کسی واجب کا سبب ہو وہ خود بھی واجب کے درجہ میں ہوتی ہے، اہل بیت چونکہ بعض افراد کا چاند دیکھنا دوسرے لوگوں کے رد و رکھنے کے لئے کافی ہو جاتا ہے، اس لئے یہ وجہ علی امتداد ہے، ہر فرد پر شخص وجوب نہیں — عدم این قدامہ نے اس کو مستحب کہا ہے، بظاہر اس سے ”استحباب علی اعمین“ مراد ہے، یعنی ہر شخص کیلئے شخص طور پر چاند دیکھنا مستحب ہے، اور اجتماعی حیثیت سے واجب۔

جن مہینوں سے اندکی مہات متعلق ہے جیسے رمضان، شوال اور مہینہ صفر، اس کے لئے چاند دیکھنا واجب لکھا یہ ہے اور جن مہینوں سے ان نکل مہات متعلق ہو جیسے شعبان، (پندرہ شعبان کا روزہ) خرم، (یوم شرم کا روزہ) تو اس کا چاند دیکھنا بھی مسنون ہوگا، یہ اندکان سے یہ ان سنتوں کو انہی مہینوں کا ہے، جن پر مذکور ہے، مہینے (تیس، چودہ، پندرہ ہلال تارث) میں

کا ارادہ بھی ارادہ ہے، اور اس بات کو انہی میں کہنا بھی ارادہ ہی کے درجہ میں ہے، نکاح، طلاق اور رجعت (۱) یعنی کوئی شخص ازراہ مذق نکاح کا ایجاب قبول کرے یا اپنی بیوی کو طلاق دیدے یا جس بیوی کو طلاق رسمی دے چکا ہے اس کو وٹائے تو نکاح ہو جائے گا، طلاق واقع ہو جائے گی اور رجعت درست قرار پائی گی، نکاح اور طلاق کے باب میں تو یہ مسئلہ متفق علیہ ہے (۲) حنفیہ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک ہرگز کے ساتھ کی گئی رجعت بھی معتبر ہے اور وہ عورت اس سے صبر ہے، (۳) لیکن حضرات مالکیہ کے نزدیک اگر وہ ہزل رجعت کے الفاظ کہنے سے صرف رجعت کے ظاہری احکام ہی مرتب ہوں گے اور قاضی فقہ مرد پر واجب قرار دے گا، زوجیت کے باطنی حکام مرتب نہ ہوں گے، یعنی مرد و عورت کے لئے یہ دوسرے سے مقدرات درست نہیں ہوگی جب تک کہ مرد سجدہ طور پر رجعت نہیں کرے۔ (۴)

بعض روایتوں میں مان و طلاق کے ساتھ رجعت کی بجائے ”حق“ کا لفظ آیا ہے، (۵) یعنی اگر کوئی شخص ارادہ کرے کہ میں نے مذمبیانہ کو کہہ دیا ہے، تو وہ آرا ہے، تو وہ آرا ہو جائے گا کہ جسے حضرت فقہاء نے لکھا ہے۔ (۶)

ہلال

ہلال پہلی تاریخ سے آگے تارث تک در چھبیس و ستار میں تارث کے چاند کہلاتے ہیں، باقی چار مہینے چاند و قمر کہا جاتا ہے۔ نو روزہ تارث و چاند سے ”تارث“ کا

(۱) اللہ اور رسول کا حکم ہو شرعاً۔ (۲) صمد مع القصر ۳۰۳

(۳) صمد مع القصر ۳۰۳ (۴) صمد مع القصر ۳۰۳

(۵) اللہ مع القصر ۳۰۳ (۶) صمد مع القصر ۳۰۳

(۷) اللہ مع القصر ۳۰۳ (۸) صمد مع القصر ۳۰۳

(۹) صمد مع القصر ۳۰۳ (۱۰) صمد مع القصر ۳۰۳

(۱۱) صمد مع القصر ۳۰۳

جاتا ہے، قریب البلوغ کی شہادت بھی کافی نہیں، اگر یہ شخص نے خود چاند نہ دیکھا ہو، لیکن وہ کسی دوسرے معتبر آدمی کے مارے میں شہادت دے کہ اس نے اس کے سامنے چاند دیکھنے کا اقرار کیا ہے، تو ایسی خبر بھی معتبر ہوگی۔ (۲)

چاند دیکھنے والے پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ قاضی اور مردار کو چاند دیکھنے کی اطلاع صحیح ہونے سے پہلے پہلے دیدے تاکہ وہ یہ وقت فیصد کر سکے بلکہ پردہ نشین خواتین اپنے ولی کی اجازت کے بغیر بھی اس کی شہادت دے سکتی ہیں، کیونکہ یہ فرض صحت ہے۔ (۳) اگر آسمان ابر سلود ہو تو رمضان کے علاوہ مہینوں، شوال، ذوالحجہ وغیرہ میں نصاب شہادت ضروری ہے یعنی دو آزاد، مقلد بالغ مسلمان مرد یا ایک مرد یا دو عورتیں چاند دیکھنے کی شہادت دیں، شہادت گواہی کے لفظ سے دی جائے، اصل میں تو چاند کا فیصد قاضی یا اس کے قائم مقام رویت ہاں کمیٹی کو کرنا چاہئے، لیکن اگر وہاں قاضی شریعت یا رویت ہلال کمیٹی موجود نہ ہو تو عام لوگ بھی اس کی اطلاع پر عید کر سکتے ہیں۔ (۴)

(۴) اصول شریعہ کے مطابق جب رمضان کے چاند کی رویت ثابت ہو جائے اور انتیس تاریخ کو چاند نظر نہیں آئے تو تیس روزے پورے کئے جائیں گے، کیونکہ آپ ﷺ نے یہ اصول متعین فرمایا کہ مہینہ انتیس یا تیس دن کا ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ اگر دو آدمیوں کی شہادت کی وجہ سے رمضان المبارک کے چاند کا فیصلہ کیا گیا، رمضان کی تیس تاریخ کو مطلع بالکل صاف تھا، اس کے وجود چاند نظر نہیں آیا تو کیا تیس دن پورے ہو جانے کی وجہ سے اگلے دن عید الفطر کا ہوگا؟ بعض مشائخ کی رائے ہے کہ اگلے دن روزہ رکھا جائے گا، کیونکہ مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند نظر نہ

اوں رمضان، اور عید الفطر وغیرہ کے لئے رویت ہاں ثابت ہونے کا نصاب، دوسرے اختلاف مطلع کا اعتبار ہے یا نہیں؟ رویت ہاں کیوں کر ثابت ہوگا؟ اس سلسلہ میں فقہاء کے نقاط نظر میں خاصا اختلاف ہے۔

حنفیہ کا نقطہ نظر

حنفیہ کی رائے یہ ہے کہ

(۱) اگر مطلع صاف ہو، ابر وغیرہ کی وجہ سے ڈھکا ہوا نہ ہو، تو ایک بڑے مجمع کا چاند دیکھنے کی شہادت دینا ضروری ہے، رمضان کا چاند ہو یا عید کا یا کسی اور ماہ کا، بڑے مجمع سے کیا مراد ہے؟ خود اس میں بھی مشائخ حنفیہ کی رائے خاصا مختلف ہے، دو چار آدمی سے لے کر ایک غرار تک کا ذکر فقہاء نے کیا ہے، لیکن دراصل یہ مسئلہ بھی حوالہ زمانہ سے متعلق ہے، اسی لئے طحاوی اور حاکمی وغیرہ نے اس کو امام اور قاضی کی رائے پر موقوف رکھا ہے، امام ابو حنیفہؒ سے ایک قول یہ بھی منقول ہے کہ دو آدمیوں کی خبر بھی اس صورت میں چاند کے ثبوت کے لئے کافی ہے اور علامہ ابن نجیم مصری نے اپنے زمانہ میں لوگوں کی سستی اور تغافل کو دیکھتے ہوئے اسی قول پر فتویٰ دیا ہے، (۱) — غرض اتنے لوگوں کی طرف سے چاند دیکھنے کی اطلاع آجائے کہ اس خبر کے صحیح ہونے کا غالب گمان ہو جائے، اس طرح مطلع صاف ہونے کی صورت میں رویت ہاں ثابت ہوگا۔

(۲) اگر مطلع ابر سلود ہو تو رمضان کے چاند کے لئے ایک معتبر آدمی کی گواہی کافی ہوگی، معتبر (عادل) سے ایسا شخص مراد ہے جس کی نیکیاں برائیوں سے زیادہ ہوں، اسی طرح یہ شخص جس کا عاقل یا فاسق ہونا معلوم نہ ہو، جس کو اصطلاح میں "مستور" کہا

(۲) مرقی الفلاح وطحاوی ۳۵۸

(۳) مرقی الفلاح ۳۵۹

(۱) دیکھئے طحاوی ۳۵۹، ارد بحسب ۹۳۲-۹۳۰

(۲) مرقی الفلاح ۳۵۸

آنا اس بات کی دلیل ہے کہ رمضان کا فیصلہ غلط شہادت پر مبنی تھا، لیکن اکثر مشائخ کے نزدیک ایسی صورت میں اگر دن عید کا ہو گا اور اسی پر فتویٰ ہے، کیونکہ جب رمضان کے چاند کی شرعی شہادت موجود ہے تو یہ چاند دیکھنے کے درجہ میں ہے، لہذا تیس دن گزرنے کے بعد ماہ رمضان کو ختم تصور کیا جائے گا۔ (۱)

(۵) دن کے وقت نظر آنے والے چاند کا اعتبار نہیں، چاہے زوال سے پہلے دیکھا ہو یا اس کے بعد، بعض حضرات کا خیال ہے زوال سے پہلے نظر آنے والا چاند گزشتہ دن کا چاند تصور ہو گا۔

مالکیہ کی رائے

مالکیہ کے نزدیک رویت ہلال کے ثبوت کی تین صورتیں ہیں۔ (۲) (۱) اول یہ کہ ایسی جماعت رویت کی اطلاع دے کہ بظاہر ان سب کا جھوٹ پر اتفاق ممکن نہ ہو، یہ بھی ضروری نہیں کہ یہ خبر دینے والے عا دس مرد اور آزاد ہوں، ایسی خبر سے رمضان کے چاند کی رویت بھی ثابت ہوگی اور عید الفطر وغیرہ کی بھی۔

(۲) دو عا دس مردوں کی گواہی سے، چاہے مطلع صاف ہو یا ابر آلود، اور رمضان کا چاند ہو یا عید کا — ابدتہ ایسی صورت میں اگر رمضان کے تیس ویں دن مطلع صاف ہو اور چاند نظر نہیں آئے تو اکتیس ویں دن بھی روزہ رکھنا ہوگا اور رمضان کی شہادت کو جھوٹی شہادت تصور کیا جائے گا۔

(۳) ایک عادل مرد چاند کی شہادت دے، ایسی شہادت خود اس کے حق میں اور ان لوگوں کے حق میں معتبر ہوگی جن کو چاند دیکھنے کا اہتمام نہیں، جو لوگ چاند دیکھنے کا اہتمام کرتے ہوں ان

کے حق میں یہ شہادت کافی نہیں اور نہ قاضی ایسی شہادت کی بناء پر رویت ہلال کا فیصلہ کرے گا، یہ حکم رمضان کے چاند کا ہے، ہاں اگر کوئی قاضی ایک شخص کی اطلاع کو رویت ہلال کے لئے کافی سمجھتا ہو، اور اس بنیاد پر اس نے رمضان ہونے کا فیصلہ کر دیا ہو، تو مالکیہ کے نزدیک صحیح تر قول کے مطابق اس کا فیصلہ تمام مسلمانوں کے لئے لازم العمل ہوگا (۳) — اس وضاحت سے یہ بات ظاہر ہے کہ جس مقام پر چاند دیکھنے کا اہتمام نہ کیا جاتا ہو، وہاں ایک شخص کی خبر بھی معتبر ہوگی۔ (۴)

(۴) بستہ تنہا ایک شخص کی شہادت عید الفطر کے سلسلہ میں خود اس کے حق میں بھی معتبر نہیں، یعنی اس کے لئے خود بھی روزہ افطار کرنا درست نہیں۔ (۵)

شوافع کا مسلک

شوافع کے نزدیک مطلع ابر آلود ہو یا صاف، ایک عادل مرد کی شہادت سے رمضان کے چاند کی رویت ثابت ہو جائے گی، عید کی رویت کے لئے دو عادل مردوں کی گواہی ضروری ہے، عورت کی گواہی اس باب میں معتبر نہیں، ایسے لوگ جو مستور الخاں ہوں، یعنی ان کا عادل یا فاسق ہونا معلوم نہیں، وہ بھی عادل ہی کے حکم میں ہوں گے، اگر ایک شخص کی شہادت سے رمضان کی رویت ثابت ہوئی، لیکن تیس تاریخ کو مطلع صاف ہونے کی باوجود چاند نظر نہیں آیا تو گو شوافع کے یہاں اس بارے میں اختلاف ہے کہ اکتیس ویں تاریخ کو عید الفطر کی جائے یا نہیں؟ لیکن قول صحیح یہی ہے کہ اس دن عید الفطر ہوگی، کیونکہ رمضان کا فیصلہ دلیل شرعی کی بنیاد پر ہوا ہے اور ہم اسی کے مکلف ہیں۔ (۶)

(۳) بشر بن ابی

(۱) شرح مہر ۹۶-۹۷-۹۸

(۳) الشرح الصغیر ۸۳-۸۴ مختصر حلیہ ۶۷

(۵) الشرح الصغیر ۹۶

حسابیہ کا نقطہ نظر

حنا بلہ کے نزدیک ایک عاویہ مرد کی شہادت رمضان کی رویت ثابت ہونے کے لئے کافی ہے، مطلقاً برسرِ لود ہو یا عاف، رویت ہلال کے ثبوت میں عورت کی شہادت معتبر ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں حنا بلہ سے دونوں طرح کے قول منقول ہیں، مگر اس کی شہادت رد کر دی جائے؟ جب بھی اس پر روزہ رکھنا واجب ہے۔

شوال وغیرہ میں رویت ہدن کے ثبوت کے لئے دو عا دس
مراوں کی شہادت ضروری ہے، البتہ اگر کوئی شخص عید کا چاند دیکھنے
کا دعویٰ کرے، لیکن تب اس نے دیکھا ہو تو اس کے لئے اس دن
روزہ افطار کرنا جائز نہیں، اگر دو شخص کی گواہی کی بنیاد پر رمضان
کے چاند کا فیصلہ ہوا اور اس غلطی سے تیس تاریخ کو باوجود مطلع صاف
ہونے کے چاند نظر نہیں آیا تو عید کی جائے گی، درحقیقت ایک شخص کی
اطلاع پر چاند کا فیصلہ ہوا تھا، تو ایسی صورت میں کتنی ویں دن عید
الغفر ہوگی یا نہیں؟ اس مسئلہ میں امام احمدؒ سے دونوں طرح کے
اقول منقول ہیں اور ابن قدامہؒ نے ان دونوں میں سے کسی وترجیح
نہیں دیا ہے۔ (۱)

کیا اختلاف مطالع معتبر ہے؟

روایت ہدل سے متعلق یہ اہم مسئلہ یہ ہے کہ اس میں اختلافِ مطاع کا اعتبار ہے، یا نہیں؟ یعنی اگر یک شہر میں چاند دیکھا گیا اور دوسرا شہر اس سے بہت دوری پر واقع ہے تو کیا ایک جگہ کی روایت اس کے مددگار بن سکتی ہے یا نہیں ہو جائے گی؟

— اس مسئلہ میں اختلاف نے کئی فقہاء کے روایات و

مطالع کا کوئی اعتبار نہیں، دنیا میں کہیں بھی ایک جگہ رویت ہو جائے تو پوری دنیا میں اس کے مطابق عمل کیا جائے گا، معبد کے نزدیک یہی قول صحیح ہے، جس پر فتویٰ ہے، چنانچہ شرع الہی نے لکھا ہے، کہ اگر اس کی حد سے بعض جگہ تیس روزے رکھنے پڑے اور بعض جگہ ایتیس، تو ایتیس روزہ رکھنے والوں کو ایک روزہ کی قضاء کرنی ہوگی، یہی رائے، لکھ کی ہے، (۲) اور یہی نقطہ نظر حنبلیہ کا ہے، (۳) فقہاء شوافع میں بھی صہری کی یہی رائے ہے، اور قاضی ابو طیب اور دارمی وغیرہ متعدد فقہاء، شوافع نے اس قول کو راجح قرار دیا ہے۔

حفیہ میں صاحبِ تحریر اور بعض دوسرے مشائخ کے خلاف مطاع کا اعتبار یہ ہے، جملہ دوی سے اسی کو شہر قرار دیا ہے، (د) علامہ ربیع بھی کسی کے نوید ہیں، (۱) اشفاق کے یہاں صحیح قول یہی ہے، ابو حنیفہ شریفی، علامہ ربیع، (۲) منووی اور شمس شافعیہ نے اسی کو ترجیح دیا ہے۔۔۔ اس حدیث میں تریب کی روایت ہے کہ شام میں بعد کوچہ مدینہ یا "روٹ" کی دن سے روزہ رہے، مدینہ میں شنبہ کے دن چاند نظر آیا، اسی دن صبح سے لوگ روزہ رکھ رہے تھے، (۳) تریب شام سے آئے، (۴) حضرت عبداللہ بن عباسؓ چچہ کو اس کی اطلاع دی تو آپؓ نے فرمایا کہ "مردہ شنبہ کے دن سے چاند کی تمیں" چارے تریب کے (۱)۔۔۔ اس کی ظہر اوقات نماز کا مسد ہے، (۲) تریب مدینہ پہنچا، وقت ہو گیا ہو اور دوسری حدیثیں ہو، (۳) دوسری جگہ اس وقت مار بھین پڑ گئی جاتی، اسی طرح (۴) تریب مدینہ کا چاند نظر آیا، (۵) دوسری جگہ ظہر نہیں آیا، تو جس طرح نہیں آیا، اس روزے شروع نہ ہونے کی سبب حقیقت ہے کہ یہی قول صحیح ہے، (۶) تریب و تریب دونوں سے قریب تر ہے۔

() بعد ۳۶

(۳) القلم ۵۳

(٥) مراقب الغلاء و مصحف و ج ٢٣٦

(۷) شرح مذهب ۲۰۳

$$V = \frac{1}{2} \rho \int_{-L}^L \dot{u}^2 dx \quad (1)$$
[illegible]

— 22 —

7. The following are the names of the persons who have been appointed to the various committees of the Board of Directors:

جائے جس میں علماء فقہ وادب اپنا بھی ضرور ہوں اور وہی رویت ہلال کا فیصلہ کریں۔

(۳) دیہات وغیرہ جہاں ایسی کمیٹیوں کا بھی بنایا جانا ممکن نہ ہو تو وہاں موجود علماء خود فیصلہ کریں، بقول مولانا عبدالحی لکھنوی ”العالم الثقة فی بلدة لا حاکم فیہا فانہم مقامہ“۔ (۳)

تحریری اطلاع

تحریر کے ذریعہ کسی بات کی خبر واطلاع میں دو تہیں اہم ہیں، ایک یہ کہ یک تحریر اور دوسری تحریر کے درمیان غیر معمولی مماثلت ہوتی ہے اور جن لوگوں کو فنی مہارت حاصل ہو وہ نہایت آسانی اور چابکدستی کے ساتھ دوسروں کے خط کی نقل کر لیتے ہیں، فقہاء اسی کو اپنی زبان میں ”الحط بنسبہ الحط“ سے تعبیر کرتے ہیں، اور مجرد تحریر کو کسی بات کے ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں سمجھتے۔ دوسری طرف نسبی زندگی میں اس کے مواقع بکثرت آتے ہیں کہ آدمی کسی بات کی اطلاع دینے خود حاضر نہیں ہو سکتا اور قاصد کے ذریعہ ”نامہ رسائی“ کا سہارا لیتا ہے اور بے شمار معاملات اور کاروبار ہیں، جو اسی طرح طے پاتے ہیں۔

ان دو باتوں کے پیش نظر شریعت نے یہ راہ اختیار کی کہ کسی نزاعی امر کو ثابت کرنے کے لئے محض تحریر کافی نہیں، بلکہ یہ بات ضروری ہے کہ گواہ بھی ہوں، اور شریعت تحریر کو غیر معتبر بھی نہیں کہا، بلکہ خورق سن نے کہا کہ جب تم قرض و دھار کا کوئی معاملہ کرو تو لکھ لو، ظاہر ہے یہ کھٹے کی تلقین اس بات کا ثبوت ہے کہ تحریر ایک گونہ قابل اعتبار بھی ہے، اس کی تائید خود پیغمبر سلام اللہ علیہ کے تعامل سے ہوتی ہے، آپ ﷺ نے ہادش ہوں کو خطوط لکھے، حضرت حکیم بن حزم کو زکوٰۃ کے احکام پر مشتمل خط روانہ فرمایا، یہ سب تحریر ہی تھی،

جو لوگ اختلاف مطامع کا اعتبار کرتے ہیں، ان کے درمیان پھر اس سلسلہ میں اختلاف ہے، کہ ایک جگہ کی رویت کن حد و تک معتبر ہوگی؟ اس سلسلہ میں ایک قول یہ ہے کہ مسافت سفر کا اعتبار ہوگا، جس جگہ رویت ہوئی سے وہاں سے مسافت سفر کے بقدر دوری پر واقع شہر کے لئے رویت معتبر نہ ہوگی، اگر خود اس شہر میں رویت نہ پائی گئی ہو، امام الحرمین، امام غزالی اور علامہ بغوی وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا ہے، لیکن امام نووی نے اس کو قواعد شریعت سے ناآہنگ قرار دیا ہے۔

دوسری رائے وہ ہے جسے مشائخ عراق وغیرہ نے اختیار کیا ہے کہ اسکی دو جگہوں میں سے ایک جگہ کی رویت دوسرے کے حق میں معتبر نہیں، جس کے مطلع گنگ ہو، اور اس کی تعیین ظاہر ہے کہ ماہر فلکیات سے ہوگی، امام نووی نے اسی کو ترجیح دیا ہے، (۱) اور یہی بات قرین عقل و نقل ہے، اور فی زمانہ اسی پر اہل علم کا اتفاق ہے۔

ہندوستان میں رویت ہلال کا فیصلہ کون کرے؟

رویت ہلال کے ذیل میں ہر بار قاضی یا امیر کے فیصلہ کرنے کا ذکر آیا ہے ہندوستان یا اس جیسے ممالک جہاں مسلمانوں کی حکومت نہیں، وہاں رویت ہلال کا فیصلہ کرنے کی تین صورتیں ہیں

(۱) اس میں مسلمان بطور خود کسی مسلمان امیر کا انتخاب کریں یا باہمی رضامندی سے قاضی مقرر کریں اور وہ رویت ہلال اور مسلمانوں کے اجتماعی شرعی مسائل کا فیصلہ کرنے، فتح القدیر، بحر، شری وغیرہ میں اس کی صراحت موجود ہے۔ (۲)

(۲) یہاں ہو سکے تو اجتماعی طور پر رویت ہلال کمیٹی بنائی

دکانداروں کے پاس جو یہی کہتے ہوں اس پر بھی اعتماد کیا گیا ہے

اما حظ البیاع والصراف والسمسار فہو
حجة وان لم یکس معونا مصدرا يعرف
ظاہرا بیس الساس وکذا ما یکتب فی ما
بیسهم یحب ان یکون حجة للعرف (۳)
تاجر صراف اور دکاندار کا نوشتہ سند ہے، اگرچہ اس
پر عنوان درج نہ ہو اور نہ تحریر کسی باتوں پر مشتمل
ہو جو عام طور پر لوگوں کے درمیان مروج ہے،
اسی طرح وہ تحریریں جو لوگ آپس میں لکھتے ہیں،
ضروری ہے کہ عرف کے مطابق ان کو بھی سند تسلیم
کیا جائے۔

یہ احکام تو ان امور کی بابت ہیں جن کا تعلق بندوں کے حقوق
سے ہو، تو ظاہر ہے کہ رویت ہاں میں جس کا تعلق حقوق اللہ سے
ہے بدرجہ اولیٰ تحریر کا اعتبار ہونا چاہئے، البتہ ضروری ہوگا کہ خارجی
قرائن سے اس بات کا گمان غالب ہو جائے کہ یہ تحریر شخص مذکور ہی
کی ہے، اس طور پر کہ اس کی تحریر اچھی طرح ممتاز ہو، نامہ بر قائل
اعتما ہو یا اس کی مہر وغیرہ ثبت ہو یا دستخط کی پوری طرح شناخت ہو
وغیرہ۔

پھر یہ "تحریر" شہادت اور گواہی کا کام نہیں دے سکتی بلکہ خبر کا
کام دے سکتی ہے، چاند کے معاملہ میں دو موقعوں پر خبر کا اعتبار ہے،
ایک تو مطلع ابر آلود ہو اور مسئلہ رمضان کے چاند کا ہو، یہاں ایک
معتبر آدمی کی خبر کافی ہوتی ہے، لہذا ایک معتبر آدمی کی تحریر کفایت کر
جائے گی، دوسرے جب مطلع صاف ہو تو خبر مستفیض کی ضرورت
پڑتی ہے، خبر مستفیض سے مراد ایک ایسی جماعت کی اطلاع ہے جن

اگر تحریر کا کوئی اعتبار نہ ہوتا تو دعوت اسام اور احکام شرع کی تعلیم
جیسے اہم مسائل میں آپ ﷺ اس پر کیوں کر تکیہ کرتے؟ اس سے
یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تحریر کا اعتبار اس وقت ہوتا ہے جب
دوسرے قرائن سے اس بات کا غائب گمان ہو جائے کہ یہ تحریر واقعتاً
اسی شخص کی ہے جس کی طرف یہ منسوب ہے، بادشاہوں کے نام خطوط
پر آپ ﷺ کی مہر ثبت تھی اور حکیم بن حزام رحمہ اللہ کے پاس یہ فرمان
ایک ثقہ صحابی کے ذریعہ پہنچا تھا، جو اس بات کا غائب گمان پیدا
کرنے کے لئے کافی تھا کہ یہ تحریر آپ ﷺ ہی کی جانب سے
ہے۔

چنانچہ فقہاء نے بھی اسی پر عمل کیا ورنہ ایسی تمام صورتوں میں
تحریر کو معتبر قرار دینا جب خارجی قرائن سے یہ بات ثابت ہو جائے
کہ تحریر اسی شخص کی ہے جس کی طرف اس کی نسبت کی جا رہی ہے،
چنانچہ اسی قبیل سے فقہ کا وہ مشہور مسئلہ ہے کہ اگر ایک قاضی کو
دوسرے قاضی کے پاس اپنی تحریر بھیجی ہو تو وہ اس کو مہر بند کر کے اور
سن کر دو اشخاص کے حوالے کر دے، یہ دو آدمی دوسرے قاضی کے
پاس پہنچ کر اس تحریر کے قاضی کی جانب سے ہونے کی شہادت دیں،
اب اس تحریر کا اعتبار ہوگا۔ (۱)

اسی طرح جو تحریر قاضی کے زیر نگین ہو فقہاء نے اس کو مستند
قرار دیا ہے

ما یکون فی فطرہ فہو تحت ختمہ یومن
علیہ من الزیادۃ والقصان فحصل لہ
العلم بذالک (۲)

جو (تحریر) قاضی کے بستہ میں ہے وہ اس کے زیر
نگین ہے اور کی زیادتی سے مامون ہے، لہذا اس
کی وجہ سے قاضی کو اس کا یقین حاصل ہوتا ہے۔

صاف نہ ہو اور عید کے چاند کا مسئلہ درپیش ہو تو چونکہ یہاں درآدمیوں کی گواہی مطلوب ہے اور گواہی کے لئے تحریر کافی نہیں ہے، اس لئے اب محض خط کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، سوائے اس کے کہ اوپر ذکر کی گئی صورت کے مطابق وہ کسی ذمہ دار کے سامنے حاضر ہو کر شہادت دے اور قاضی شریعت یا رویت ہلال کمیٹی کو اس کی تحریری اطلاع دے دیں

ریڈیو اور ٹی وی کی خبر

ریڈیو اور ٹی وی سے اگر مبہم خبر دی جائے کہ فلاں جگہ چاند دیکھا گیا تو محض اس پر رویت ہلال کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا، لیکن اگر رویت ہلال کمیٹی یا قاضی شریعت کی طرف نسبت کرتے ہوئے ریڈیو یا ٹی وی سے رویت ہلال کا اعلان کیا جائے تو یہ اہداع معتبر ہوگی، جس علاقہ کی رویت ہلال کمیٹی یا قاضی شریعت اعلان کرے اس علاقہ کے لوگوں کے لئے یہ عدا بن سلطان کے درجہ میں ہے اور ان کے لئے اس پر عمل کرنا واجب ہے، اور دوسرے علاقہ کے لوگوں کے لئے اس کی حیثیت فیصلہ کی نہیں بلکہ محض ایک خبر کی ہے، اس کے لئے ضروری نہیں کہ اعدان کرنے والا عاں بھی ہو، خبر منادی السلطان مقبول عدلاکان او لاسقا (۲)

(رویت ہلال سے متعلق دیگر نئے مسئلے کے لئے ملاحظہ ہو رالم الخروف کی تالیف عبادات اور چند اہم جدید مسائل)۔

ہوام (کیزے مکوڑے)

یہ ”ہمتہ“ کی جمع ہے، کیزے مکوڑے کے معنی آتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے حیہات یعنی پاکیزہ چیزوں کو حلال کیا ہے، اور خباثت کو حرام (حرام ۵۷) اس لئے کیزے مکوڑے جو خباثت میں داخل ہیں، ان کا کھانا بالاتفاق حرام ہے، چونکہ ان سے کوئی نفع نہیں

کے بارے میں بے سرو پا ورجھوئی باتوں پر اتفاق ناقابل تصور ہو، یہ بھی چونکہ خبری ہے اس لئے اس معاملہ میں بھی مختلف تحریریں مل کر خبر مستفیض کا درجہ حاصل کر لیں گی، مثلاً کسی شہر سے دس پندرہ خطوط آئیں کہ وہ اور ان کے اہل شہر چاند دیکھ کر روزہ رکھ رہے ہیں تو اس کا اعتبار کر لیا جائے گا۔

حضرت مولانا عبدالحی بکھنوی فرماتے ہیں

واقعی در رویت ہلال شہرت خبر معتبر است اگر از شہرے خبرے رسیدہ کہ بہ شب گزشتہ در آنجا روایت ہلال شدہ یا بواسطت تار برقی دریافت میں امر شد، تا وقتے کہ شہرت آن نشود از تحریرات کثیرہ و اخبار عہدہ معلوم نہ شود، اعتبار آن بنید ساخت۔ (۱)

واقعہ ہے کہ رویت ہلال میں خبروں کا مشہور ہونا معتبر ہے، اگر کسی شہر سے خبر پہنچے کہ گزشتہ شب وہاں چاند دیکھا گیا، یا تار کی وساطت سے اس امر کی اطلاع ملی تو جب تک کہ بہت سی تحریریں اور متعدد خبروں سے اس کی اطلاع نہ ہو جائے، اس کا اعتبار نہیں کرنا چاہئے۔

اسی طرح اگر کوئی ذمہ دار مثلاً قاضی شریعت، رویت ہلال کمیٹی یا ان کی طرف سے نامزد و مجاز افراد اپنے یہاں شہادت لے لیں اور پھر اس کی اہداع قاضی شریعت وغیرہ کو کریں تو اس کا بھی اعتبار ہوگا، اس لئے کہ یہ شہادت نہیں ہے، بلکہ شہادت سے ثابت شدہ امر کی اطلاع ہے۔

البتہ تحریر کے ذریعہ شہادت معتبر نہیں ہے، اس لئے کہ گواہ کا قاضی کے سامنے حاضر ہونا اور رو بروا نا ضروری ہے، لہذا اگر مطلع

انہیہا جاسکتا، اس لئے فقہاء نے ان کی خرید و فروخت کو بھی منع کیا ہے، اسی اصول کی بناء پر پتھر، بھڑ اور سانپ وغیرہ کی بیع کو فقہاء نے ناجائز کہا ہے، بلکہ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک شہد مکھی کی اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ریشم کے کیڑے کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں، امام محمدؒ نے ان دونوں کو دوسرے کیڑوں سے مستثنیٰ رکھا ہے، اور ان کو قابل انتفاع قرار دے کر ان کی خرید و فروخت کو جائز قرار دیا ہے، (۱) — موجودہ زمانہ میں بہت سے کیڑے مکوڑے قابل انتفاع ہو گئے ہیں، خاص کر طبی اغراض کے لئے ان کا بہت ہی مفید استعمال ہوتا ہے، ایسی صورت میں ان میں سے قابل انتفاع کیڑوں کی خرید و فروخت جائز ہونی چاہئے، مثلاً سانپ ہی کی خرید و فروخت کے حرام ہونے پر قریب قریب اتفاق ہے، لیکن آج کل بعض زہریلے سانپوں کی جملی اور ان سے نکالے گئے زہر کچھ امراض کے لئے تریاق سمجھا جاتا ہے، اور ان سے نہایت ہی خطرناک امراض کا علاج کیا جاتا ہے، سانپ کے چڑے بھی اب قابل دوا بنت ہو گئے ہیں، اور کافی قیمت میں فروخت ہوتے ہیں، اس لئے ظاہر ہے کہ ایسی چیزوں کو نا قابل انتفاع نہیں کہہ جاسکتا واللہ اعلم



یا قوت

”یا قوت“ ایک مخصوص قیمتی پتھر کو کہتے ہیں

اگر کسی شخص کو اپنی زمین میں یا قوت کی کان مل جائے، تو اس میں کچھ واجب نہیں، لیکن اگر یا قوت کا دھینہ ہاتھ آئے، اور اس پر مسم عہد حکومت سے پیسے کی علامتیں ہوں، تو اس میں پانچواں حصہ واجب ہوگا۔ انگوٹھی میں یا قوت کا ٹھیکہ لگانا درست ہے۔ (۱)

قیم

قیم ”قیم“ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی تہہ ہونے، منفرد ہونے اور باپ کے سایہ سے محروم ہونے کے ہیں اور چاند نور ہو تو ماں سے محروم ہونے کے ہیں، اسی سے ”قیم“ کا غلط ماخوذ ہے، جس سے مراد باپ سے محروم نابالغ بچے ہیں، اس کی جمع ایام اور بٹائی آتی ہے۔ (۲)

خیر اسلام ﷺ جس عہد اور جس ماحول میں مبعوث ہوئے، اس میں سب سے زیادہ مظلوم تھے طبقے تھے قیم، غلام اور خواتین، اس لئے آپ ﷺ نے ان تینوں طبقوں کے حقوق اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین جس کثرت کے ساتھ فرمائی ہے، شاید ہی کسی اور طبقہ کے بارے میں اس قدر تائید فرمائی ہو، قیمی کا داغ چونکہ آپ ﷺ نے خود بھی سہا تھا، اس لئے یقیناً قیمیوں کی مشکلات اور دشواریوں کا آپ ﷺ کو پوری طرح اندازہ رہا ہوگا، اسی لئے حادثے میں بہت ہی عبرت خیز اور درد انگیز اسلوب میں قیمیوں کے حقوق کی نگاہداشت پر مگوں کو متوجہ کیا گیا ہے، اور خود آیات قرآنی میں بھی قیمیوں سے مہسوکی کی مذمت ایسے دل پذیر و اثر انگیز انداز پر فرمائی گئی ہے کہ دل تو دل، پتھر کی سل بھی پگھل جائے، قیمیوں کے حقوق کی حفاظت کے سلسلہ میں اسلام کی جو مذمت

رہی ہیں، اس پر سید احمد، علامہ سید سید سید نے اپنی مخصوص ’سبب‘ میں بڑی جامعیت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے، آپ کا یہ اقتباس پڑھنے کے لائق ہے

”سج دنیا کے شہر شہر میں قیم خانے قائم ہیں، مگر اگر یہ سوال کیا جائے کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے بھی یہ بد قسمت گروہ اس نعمت سے آشنا تھا؟ تو تاریخ کی زبان سے جواب نفی میں ملے گا، اسلام پہلا مذہب ہے جس نے اس مظلوم فرقہ کی وادری کی، عرب پہلی سرزمین ہے جہاں کسی قیم خانہ کی بنیاد پڑی اور اسلام کی حکومت دنیا کی پہلی حکومت ہے جس نے اس ذمہ داری کو محسوس کیا، اور عرب، مصر، شام، عراق، ہندوستان، جہاں راحت کے گھر بنائے گئے، اور عظیم مقرر کئے، کتب قائم کئے، چاند اویں وقف کیے اور دنیا میں ایک نئے انسانی نیوٹ کی طرح ڈالی، اور قانوناً اپنے قاضیوں کا یہ فرض قرار دیا کہ وہ بے دلی و سرپرست قیمیوں کے سرپرست ہوں، ان کی جائدادوں کی نگرانی، ان کے معاملات کی دیکھ بھال و اس کی شادی بیاہ کا انتظام کریں اور یہی وہ دستور ہے جس کی پیروی آج یورپ کے ملکوں میں کی جاتی ہے، اور لندن کے لارڈ میری سرفنس کورٹ کے حکام مسلمان قاضیوں کے ان فرائض کی نقل کرتے ہیں۔ (۳)

(قیموں سے متعلق فقہی احکام کے لئے ملاحظہ ہو، وہی،

ولایت، زکوٰۃ، ضمیمہ وغیرہ)۔

پیکہ

(ہاتھ)

نفقہ اقارب کے سلسلہ میں یہ مسئلہ خاص اہمیت کا حامل ہے، اور وہ یوں کہ نصوص یعنی ماں باپ ورن سے اوپر کے لوگوں کا نفقہ یہاں کی شرط پر واجب ہوتا ہے، اب یہاں سے کیا مراد ہے؟ اس مسئلہ میں تین اقوال ہیں، وہ یہ کہ وہ اتنا صاحب ثروت ہو کہ اس کے لئے زکوٰۃ لینی حرام ہو جس کو علامہ ترمذی وغیرہ نے ”یہاں نفقہ“ سے تعبیر کیا ہے، دوسرے قول یہ ہے کہ مہنت بھرنی ضرورت سے فاضل ماں اس کے پاس موجود ہو، تیسرا قول یہ ہے کہ اس روز کی ضرورت سے فاضل ماں اس کے پاس موجود ہو، بعض حضرات نے ان دونوں میں تطبیق پیدا کی ہے اور کہا ہے کہ یومیہ ضرورت سے فاضل ماں کو اس کے حق میں سے جو کارگر (مکرتف) ہوں یعنی یومیہ مزدوری اور اجرت پر کام یا کرتے ہیں، فقہاء نے عام طور پر پہلے قول کو صحیح اور مفتی بہ قرار دیا ہے، (۱) لیکن خیال ہوتا ہے کہ تیسرا قول زیادہ مناسب حال ہے، کیونکہ بعض لوگ یومیہ مزدوری کے ذریعہ ایک بڑے خاندان کی کفالت کے اہل ہوتے ہیں، گو ان کے پاس اتنی رقم جمع نہیں ہو پاتی کہ زکوٰۃ ان کے لئے حرام قرار پائے۔ واللہ اعلم

(۱) ”یہاں کا غلط بیہین“ کے مقدمہ میں بھی استعمال ہوتا ہے، بیہین کے معنی دائیں ہاتھ کے اور یہاں کے معنی بائیں ہاتھ کے ہیں، کل اور استثنیٰ کے تحت کھانے اور استثنیٰ کے سلسلہ میں دائیں اور بائیں کے احکام کا فرق مذکور ہو چکا ہے۔

یلعلم

حد واصل سے باہر رہنے دے گا جب کہ نہیں تو آتے ہوئے کچھ مخصوص متعین مقام سے احرار مہاندہ را نا ضروری ہے، خود ہیث میں ن مقامات کا ذکر ہے ان کو بیقات کہتے ہیں، لیکن

”یہاں کے اصل معنی ہاتھ کے ہیں، مگر کوئی شخص کسی کا ہاتھ کاٹ ڈالے، یہ ایک ضرب لگائے کہ ہاتھ مثل ہو جائے، تو اس پر پوری دیت واجب ہوگی، اگر پیسے سے ہاتھ مثل ہو اور اسے ضائع کر دیا جائے تو ”حکومت عدس“ یعنی من سب تاوان واجب ہوگا، جو معتبر اور اہل تجربہ کے نزدیک اس کا معاوضہ ہو سکتا ہو۔

(وضوء اور تیمم میں ہاتھ کا دھونا اور مسح کرنا فرض ہے، جس کا ذکر اپنی جگہ چکا ہے، بعض کاموں میں دائیں ہاتھ کا استعمال مسنون ہے اور بعض کاموں میں بائیں ہاتھ کا استعمال تبہن اور استثنیٰ کے تحت یہ احکام مذکور ہو چکے ہیں یہ کے ایک سنی قبضہ کے بھی ہیں، غلط قبضہ کے دہل میں یہ بحث بھی چکی ہے۔)

یزموع

چو ہے کی طرح کا ایک چادر جس کے اگلے دونوں ہاتھ چھونے اور پھینکنا نہیں بڑی اور دم بکی ہوتی ہے اور چونکہ یہ حشرات الارض میں سے ہے، اس لئے اس کا کھانا حرام ہے، اور اس کے حرام ہونے پر فقہاء کا جماع واقف ہے۔ (۲)

یسار

یسار ”یسر“ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ”سانی“ کے ہیں، مالی خوش حاد ورمعاشی ذریعہ ہالی نسان کے لئے سہولت کا باعث بنتی ہے، کسی من سبت سے فقہاء کے یہاں بہتر مالی حالت کو یسار سے اور تنگ دستی کو ”عسر“ اور ”اعسار“ سے تعبیر کرتے ہیں، فقہاء نے نفقہ کے باب میں اس اصطلاح کا ذکر کیا ہے، یوں تو نفقہ کے سلسلہ میں متعدد مسائل یسار و اعسار سے متعلق ہیں، لیکن خاص کر

(۲) درمحد، مع لہرہ ۲۳۶، (مجلو نسخہ) ۲۹۱۵

(۱) سنی، تہذیب، ج ۱، ص ۹۰

(۳) محصل، درمحد، ج ۱، ص ۳۵۰

قسم کھانے کا حکم

قسم کھانا تو جائز ہے لیکن قسم کھانے میں افراط اور بات بات پر قسم کھانا کراہت سے خالی نہیں، خود اللہ تعالیٰ نے زیادہ قسم کھانے والوں کی مذمت فرمائی ہے (اللہ ۱۰) اور یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام نامی کو، اپنی قسموں کے لئے کھلوانا نہ بناؤ (البقرہ ۲۲۴) اہمیت حسب ضرورت قسم کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی لئے

بل علم نے حکم کے اعتبار سے قسم کی پانچ صورتیں کی ہیں

- (۱) واجب، اگر قسم کا مقصد کسی بے گناہ جان کو ہلاکت سے بچانا ہو تو اس موقع پر قسم کھانا واجب ہے، چنانچہ حضرت سوید بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری کے ارادہ سے نکلے، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بھی ہم سے ساتھ تھے، ان کے ایک دشمن نے ان کو پکڑ لیا، قسم کھائے سے کتر رہے تھے، لیکن میں نے قسم کھائی کہ میرے بھائی ہیں، اس طرح ان کی جان بچ گئی، ہم نے حضور ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا کیونکہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، المسلمہ احو المسلمہ (۱)۔ اتم حروف کا خیال ہے کہ عزت و آبرو کی حفاظت کے لئے بھی اس طرح کی قسم کھائی جاسکتی ہے، کیونکہ شریعت میں انسانی عصمت و عزت و آبرو کی جو اہمیت ہے اس کے تحت فقہاء نے ان دونوں کو

والوں کو اور یمین کی سمت سے آنے والوں کے لئے آپ ﷺ نے یمین کو میقات قرار دیا ہے، یہ مکہ سے جنوب میں تھامہ کی ایک پہاڑی ہے، اور فقہاء نے لکھا ہے کہ مدہ سے دوسرے جہ پر واقع ہے (۱) جدید پیکش کے مطابق مکہ سے اس کا فاصلہ ۱۳۰ کیلومیٹر ہے، (جج اور میقات کے ذیل میں اس کا ذکر چکا ہے)۔

یمین

یمین کے اصل معنی قوت کے ہیں، اسی لئے دلیاں ہاتھ کو "یمین" کہا جاتا ہے، قسم کے ذریعہ چونکہ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا عزم پوری قوت کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے، اسی مناسبت سے قسم کو "یمین" کہتے ہیں (۲) — اصطلاح میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر قوی ارادے کا اظہار "یمین" ہے، عقد قوی بہ صرم الحالف علی العمل او لترك (۳)

قسم کی مشروعیت

یمین یا قسم کے مشروع ہونے کی دلیل قرآن میں بھی ہے اور حدیث میں بھی، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ قسم کو منوکہ کرنے کے بعد نہ توڑو (نحل ۹) بلکہ قرآن نے قسم کے احکام بھی بیان کئے ہیں اور قسم کی خلاف ورزی پر کفارہ واجب قرار دیا ہے (نور ۲۵) نیز کتنے ہی مواقع پر خود اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے — رسول اللہ ﷺ نے بھی متعدد مواقع پر قسم کھائی ہے، اور متعدد احادیث اس سلسلہ میں مروی ہیں، نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں کسی بات کی قسم کھالیتا ہوں اور دوسری بات کو اس سے بہتر پاتا ہوں تو اس بہتر کام کو کر کے قسم توڑ لیتا ہوں۔ (۴)

اور علامہ ابن قدامہ نے اس پر نیت کا اجماع نقل کیا ہے۔ (۵)

(۲) رد المحتار ۳۵۳

(۱) البحر الرائق ۲۴۰

(۳) محاری و مسند عن امی موسیٰ البری و مخرج ۱۷۲

(۴) رد المحتار عنی ہامش الرد ۳۵۳

(۵) ابن ملحقہ حدیث مسر ۴۳۳ باب من وری فی نیت

(۵) المعنی ۳۵۵۹

قسم کی قسمیں

اللہ تعالیٰ کے نام سے جو قسم کھائی جاتی ہے، اس کی تین قسمیں ہیں: **بیمین غموس**، **بیمین منعقدہ** اور **بیمین بنحو**۔

غموس کے اصل معنی ڈونے کے ہیں، اس قسم کے ذریعہ گویا انسان گندہ اور پھر دوزخ کی سب میں اپنے آپ کو غرق کر لیتا ہے، اس لئے اس کو **بیمین غموس** کہتے ہیں، (۲) مگرے ہوئے زمانہ یا موجودہ زمانہ کے بارے میں کسی واقعہ کے ہونے یا نہ ہونے کی بابت قصداً جھوٹی قسم کھانے کو **بیمین غموس** کہتے ہیں (۳) ایسی قسم سے آدمی گنہگار ہو جاتا ہے اور اس پر توبہ واستغفار واجب ہے، کفارہ قسم اس صورت میں واجب نہیں (۴) یہی رائے مالکیہ (۵) اور حنابلہ کی ہے (۶) بلکہ اکثر اہل علم کی یہی رائے ہے کہ اس قسم کا گناہ اتنا شدید ہے کہ سوائے توبہ کے کوئی عمل اس کا کفارہ بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا، اسی لئے احادیث و آیات میں ایسی قسم پر کفارہ کے وجوب کا ذکر نہیں، چنانچہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے صراحتاً مذکور ہے کہ قسم کی جن صورتوں میں کفارہ واجب نہیں ہوتا، ہم ان ہی میں **بیمین غموس** کو شمار کرتے تھے (۷)۔ شوافع کے نزدیک **بیمین غموس** میں بھی کفارہ واجب ہوتا ہے۔ (۸)

بیمین منعقدہ

مستقبل کے بارے میں کسی ایسی بات کی قسم کھانا جو ممکنات میں سے ہو، **بیمین منعقدہ** ہے، قسم مستقبل ہی سے متعلق ہو لیکن ایسی چیز کے بارے میں ہو جو ممکن نہیں، جیسے قسم کھایا کہ میں نہیں مرونگا یا کہے کہ سورج غروب نہیں ہوگا، تو پھر یہ **بیمین غموس** سمجھی جائے گی، اگر

ایک ہی درجہ میں رکھا ہے۔

(۲) مستحب، اگر دو مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے یا کسی مسلمان سے شر اور مضرت کو دور کرنے کے لئے قسم کھائی جائے تو یہ مستحب ہے۔

(۳) مباح، کسی مباح چیز کے کرنے یا چھوڑنے کی قسم کھانا یا کسی سچی بات کی خبر دینے کے لئے قسم کھانا یا کسی بات کو مطابق واقعہ سمجھ کر قسم کھانا حلال ہے، وہ خداف واقعہ تھی، یہ سب صورتیں مباح قسم کی ہیں، اسی طرح اپنے جائز حقوق کو حاصل کرنے کے لئے قسم کھانا بھی مباح ہے۔

(۴) مکروہ، کسی مکروہ کام کے کرنے یا مستحب کام کے نہ کرنے پر قسم کھانا مکروہ ہے، چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کی مدد نہ کرے کی قسم کھالی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس قسم پر نکیر فرمائی۔ (۱۰)

(۵) حرام، جھوٹی بات کی قسم یا معصیت کے ارتکاب یا کسی واجب کے ترک پر قسم کھانا حرام ہے، اللہ تعالیٰ نے ایسی جھوٹی قسم کھانے والوں کی نذمت فرمائی ہے (۱۱) بلکہ خواجہ جھوٹ کی حرمت صریح و مجمع خصوص سے ثابت ہے، اور اس پر امت کا اجماع و اتفاق ہے تو جھوٹی قسم تو بدریحہ اولیٰ حرام ہوگی۔ (۱۲)

(۲) درمختار ۳/۴۷

(۳) درمختار و رد المحتار ۳/۴۷

(۴) البیہقی ۳۹۲/۹

(۵) شرح مہذب ۳۰۸

(۱) ملخص ار النعمان ۸۹/۹

(۳) مدنی الصنائع ۳۲

(۵) الشرح الصغیر ۲۸۴/۲

(۷) حوالہ سابق

میں اپنی دانست میں سچ جانتے ہوئے کسی بات کے ہونے یا نہ ہونے کی قسم کھائی جائے حالانکہ وہ خلاف واقعہ ہو (۶) خفیہ کے عدوہ بھی رائے مالکیہ اور حنابلہ کی بھی ہے، (۷) — شوافع کے نزدیک یمین لغوی صورت یہ ہے کہ بلا ارادہ زبان پر قسم کے الفاظ جاری ہو جائیں (۸) یمین لغوی کے حکم کے بارے میں اتفاق ہے کہ نہ اس کی وجہ سے کفارہ واجب ہوگا اور نہ وہ گناہ ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرما دیا ہے کہ یمین لغوی پر مواخذہ نہیں ہوگا، لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم، (البقرۃ: ۲۲۵) لیکن ظاہر ہے کہ اس حکم کا اطلاق فقہاء کی اپنی اپنی رائے کے مطابق ہوگا، خفیہ وغیرہ کے یہاں چونکہ یمین منعقد ہونے کے لئے قصد و ارادہ ضروری ہے، اس لئے جس صورت کو شوافع یمین لغوی کہتے ہیں، خفیہ کے نزدیک وہ صورت یمین منعقدہ کی ہے، اور اگر اس کو پورا نہ کیا جائے تو خفیہ کی رائے پر کفارہ واجب ہوگا۔

قسم کا رکن

اللہ کی قسم کا رکن وہ کلام ہے جس کے ذریعے قسم کھائی جائے، فہو اللفظ الذی يستعمل فی الیمین باللہ تعالیٰ، (۹) — اس سے ظاہر ہے کہ یمین زبان کا فعل ہے صرف دل کا فعل نہیں، مگر انسان کسی بات کا ارادہ کر لے، لیکن زبان سے اس کا تکلم نہ کرے تو یمین منعقد نہیں ہوگی۔

یمین دو چیزوں سے مرکب ہوتی ہے ایک وہ کہ جس کی قسم کھائی جائے، اس کو ”مقسم بہ“ کہتے ہیں، اور دوسرے وہ بات کہ جس پر قسم کھائی جائے اس کو ”مقسم علیہ“ کہا جاتا ہے — مقسم بہ

یمین منعقدہ کو پورا نہیں کیا تو کفارہ واجب ہوگا، اس پر فقہاء کا اتفاق ہے، (۱) خود قرآن مجید نے ایسی قسم پر کفارہ واجب قرار دیا ہے (البقرہ: ۸۱) — جس بات کی قسم کھائی تھی چاہے وہ بہتر عمل ہو یا گناہ کا کام ہو، کسی واجب کے کرنے کی قسم ہو یا کسی مباح یا مستحب کے ترک کرنے کی، قسم پوری نہ کرنے پر کفارہ واجب ہوگا، (۲) البتہ خدا نخواستہ کسی گناہ کے ارتکاب جیسے ذنا، قتل یا شراب پینے کی قسم کھائی تو کفارہ کے ساتھ ساتھ توبہ واستغفار کرنا بھی واجب ہے، (۳) اسے پورا کرنا چاہئے اور ایسی صورت میں خفیہ کے نزدیک قسم اس نے اپنی مرضی سے کھائی ہو یا جبر و اکراہ کے تحت، خطا و کھائی ہو یا بھوس کر، بھول کر قسم کھانے سے مراد یہ ہے کہ قسم نہ کھانے کی قسم کھائی ہو، اتفاق سے یہ بات ذہن میں نہیں رہی اور قسم کھائی، اسی طرح قسم تو کھائی جانتے بوجھے اور بلا اکراہ، لیکن جبر و باؤ (اکراہ) کے تحت یا بھول کر یا غلطی سے اس کام کا ارتکاب ہوا، جس کے نہ کرنے کی قسم کھ رکھی تھی، تو اس صورت میں بھی حاث ہو جائے گا اور کفارہ واجب ہوگا، یہاں تک کہ اگر بے ہوشی اور جنون کی حالت میں اس کا ارتکاب کیا ہو جب بھی کفارہ ادا کرنا ہوگا، البتہ بے ہوشی یا جنون کی حالت میں قسم کھائی ہو تو اس کا اعتبار نہیں، (۴) مالکیہ کے نزدیک بھی نسیان، خطا، اور اکراہ قسم کھانے والے کی یمین منعقد ہو جاتی ہے، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک اکراہ و نسیان وغیرہ کی قسم منعقد نہیں ہوتی۔ (۵)

یمین لغوی

یمین لغوی سے مراد یہ ہے کہ گزرے ہوئے زمانہ کے بارے

(۱) درمختار مع رد ۴۹۳، الشرح الصغیر ۲۰۴، شرح مہذب ۲۱۸، المعنی ۲۹۲، ۲۹۳

(۲) حوالہ سابق

(۳) الشرح الصغیر ۲۳، ۲۴، المعنی ۲۹۱-۲۹۲

(۴) الشرح الصغیر ۲۰۹، المعنی ۲۹۳

(۵) مدارج مصدق ۵۳

(۲) بدائع الصنائع ۷۳

(۳) دیکھئے درمختار و رد المحتار ۵۶۳-۵۹۰

(۶) بدائع الصنائع ۷۳

(۸) شرح مہذب ۱۲۱۸

میں جس تعبیر اور جس صفت سے قسم مراد لی جاتی ہو اس سے قسم ہو جائے گی اور جن کے بارے میں عرف یا نہیں ہوں سے قسم نہیں ہوگی، چنانچہ فرماتے ہیں

وعن مشائخنا من قال ماتعارفه الناس يمينا
يسكون يمينا الا ما ورد الشرع بالهوى عنه
ومالم يتعارفه يمينا لا يكون يمينا (۲)

ہمارے مشائخ سے سنتوں ہے کہ جس بات کو لوگ عرف میں قسم کے طور پر کہتے ہوں اگر کوئی شخص کہے تو وہ قسم ہوگی، سوائے اس کے کہ شریعت نے اس کی ممانعت کی ہو، اور جس بات کو لوگ عرف میں قسم نہ سمجھتے ہوں وہ قسم نہ ہوگی۔

قرآن مجید کی قسم

جہاں تک قرآن مجید کی قسم کھانے کی بات ہے، تو فقہاء حنفیہ کی اصل رائے تو یہی ہے کہ اس سے قسم منعقد نہیں ہوگی (۳) لیکن ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اس سے قسم منعقد ہو جاتی ہے (۴) ابن ہائم نے لکھا ہے کہ صاحب بدیع وغیرہ نے قرآن کی قسم غیر درست ہونے پر اس بات سے استدلال کیا ہے کہ اس طرح قسم کھانا متعارف نہیں، لیکن ہمارے رہنما میں قرآن مجید سے قسم کھانا مروج و معروف ہے اس لئے قرآن کی قسم معتبر ہوگی۔ (۵)

غیر اللہ کی قسم

قسم بھی اس جملہ حقوق اللہ کے ہے، اس لئے غیر اللہ کی قسم کھانا جائز نہیں، کسی پیغمبر، کسی بزرگ، ماں باپ، اولاد، کسی کی زندگی اور موت، یا کسی متبرک چیز جیسے کعبہ، زمزم، قبر وغیرہ کی قسم

یا تو اللہ تعالیٰ کا اسم ذات ہو گا یعنی اللہ کے لفظ سے قسم کھائی جائے گی، یا اللہ تعالیٰ کی اسم صفت سے، جیسے رحمن، وہ صفت اللہ ہی کی ذات کے ساتھ مخصوص ہو، جیسے خالق یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص نہ ہو، جیسے کریم، حکیم، وغیرہ، ہر صورت یحییٰ منعقد ہو جائے گی، کیونکہ گو بعض سماء صفاتی میں غیر اللہ کو بھی مراد لینا ممکن ہے، لیکن چونکہ اللہ ہی کی قسم کھانے کا حکم دیا گیا ہے، اس لئے یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی قسم کھانا مراد ہے۔ (۱)

دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفتوں سے قسم کھائی جائے، یہ صفتیں تین طرح کی ہو سکتی ہیں اول وہ جو عرف میں اللہ تعالیٰ کی ذات ہی کے لئے استعمال ہوں جیسے اللہ کی عزت و جلال کی قسم، اللہ کی کبریائی کی قسم، یہ صورت یحییٰ کی ہوگی۔

دوسری صفت وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کیسے بھی ہوں جاتی ہیں، اور غیر اللہ کے لئے بھی، مثنی دونوں ہی طریقوں پر اس کا استعمال برابر ہے، جیسے اللہ کی قدرت، اللہ کی رضا، اللہ کی محبت، ایسی صفتوں سے کھائی جائے والی قسم بھی معتبر ہے، بہت بعض صفت کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ اس دائرہ میں آتی ہیں یا نہیں؟ جیسے اللہ کی امانت، حبیب کے یہاں خا بر رایت یہ ہے کہ اس کی بھی قسم کھائی جا سکتی ہے، امام حنفی کے نزدیک اس سے یحییٰ منعقد نہیں ہوگی۔

تیسری قسم کی صفت وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے بھی ہوں جاتی ہیں اور غیر اللہ کے لئے بھی، لیکن غیر اللہ کیسے ان صفات کا استعمال غالب ہے، جیسے اللہ کے علم، رحمت، غضب، کام وغیرہ کی قسم کھائی جائے، اس سے یحییٰ منعقد نہیں ہوگی۔

چوتھی قسم — ن تمییدت کا ذکر کرتے ہوئے ایک اصولی بات لکھی ہے کہ ان مسائل میں اصل حیثیت عرف کی ہے، عرف

(۲) حوالہ سابق ۶۳

(۳) شعبی ۳۹۹ ج ۱ ص ۱۹۵

(۱) مدائع مصنف ۵۳

(۳) مدائع مع الفیہ ۱۹۵

(۵) مع الفیہ ۱۹۵

کھانا جائز نہیں سمجھتا ہے، اور بالا جماع ایسی قسمیں غیر معتبر ہیں (۱) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ طاعت (معبودان باطل) اور اپنے آپ، و اجداد کی قسم نہ کھاؤ (۲) اور ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی کو قسم کھانی ہو تو اللہ کی قسم کھائے ورنہ نہیں کھائے (۳) خاموش رہے، نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر و شرک کیا (۴) — اس لئے غیر اللہ کی قسم کھانے سے خوب اجتناب چاہئے، یہ سیرہ گناہوں میں سے ہے۔

ورنہ میں یہودی ہوں گا

اگر کوئی شخص اس طرح قسم کھائے کہ اگر میں فلاں کام نہ کروں تو یہودی ہوں گا یا عیسائی ہوں گا، تو کیا یہ قسم تصور ہوگی؟ حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس سے یحیٰی منعقد ہو جائے گی اور اگر اس نے قسم پوری نہیں کی تو قسم کا کفارہ واجب ہوگا، لکھنؤ اور شافعی کے نزدیک اس سے یمین منعقد نہیں ہوگی۔ (۵)

یمین منعقد ہونے کی شرطیں

یمین کے منعقد ہونے کیلئے کچھ شرطیں ہیں، ان میں سے بعض وہ ہیں جو قسم کھانے والے (حالف) سے متعلق ہیں، بعض اس کام سے متعلق ہیں جس کی قسم کھائی جائے، اس کو اصطلاح میں ”مخلف علیہ“ کہتے ہیں، اور بعض شرائط خود رکن یمین سے تعلق رکھتی ہیں۔

قسم کھانے والے سے متعلق شرط یہ ہے کہ وہ عقل و بالغ اور مسلمان ہو، فاجر العقل نہ ہو، نابالغ کی بھی قسم کا اعتبار نہیں، گو ذی شعور ہو، اسی طرح حالت کفر کی بھی قسم غیر معتبر ہے (۶)۔ جس

بات پر قسم کھائی گئی ہے ضروری ہے کہ اس کا پایا جانا ممکن بھی ہو، مثلاً کسی ایسے شخص کے بارے میں جس کا انتقال ہو چکا ہو کہ جس کے میں سے قتل کر دوں گا یا گلاس کا پانی ختم ہو چکا ہو اور قسم کھائے کہ اس گلاس میں جو پانی ہے، میں اسے پونگا تو قسم معتبر نہیں ہوگی، البتہ اگر ایسی بات کی قسم کھائے ہو جو ممکن نہیں، لیکن فی نفسہ ممکن ہے مثلاً کوئی شخص آسمان چھونے کی قسم کھائے تو یہ معتبر ہے اور اس صورت میں موت سے پہلے پیسے کفارہ قسم واجب ہوگا، کیونکہ آسمان کا چھونا گویا وہ ممکن نہیں، لیکن ملائکہ اور انبیاء کے لئے اس کو من جانب اللہ واقع فرمایا گیا ہے، لہذا یہ اس کے فی نفسہ ممکن ہونے کی دلیل ہے، (۷) نیز یہ بھی ضروری ہے کہ اگر قسم کسی خاص وقت سے متعلق ہو تو اس وقت تک اس کا باقی رہنا ممکن ہو۔ (۸)

خود ”رکن یمین“ یعنی قسم کی عبارت سے متعلق شرط یہ ہے کہ وہ ایسے استثناء سے خالی ہو جو کلام ماسبق کو بے اثر کر دے، جیسے کوئی شخص قسم کھا کر کہے ”انشاء اللہ، الا ماشاء اللہ، اگر اللہ نے میرے لئے اس کو آسان نہ فرمایا سوائے اس کے کہ مجھے دوسری بات بہتر محسوس ہو“ اگر قسم کے ساتھ اس طرح کے مشروط فقرے کہے گئے تو یہ قسم معتبر نہیں ہوگی، البتہ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ قسم کھانے کے بعد مصلاً انشاء اللہ وغیرہ کہ جائے، اگر کوئی شخص قسم کھا کر خاموش ہو جائے ورنہ کسی قدر وقفہ کے بعد انشاء اللہ کہے تو اس کا اعتبار نہیں۔ (۹)

مطلق اور مقید قسمیں

قسم کی وقت یا مدت سے متعلق ہو یا نہ ہو، اس لحاظ سے اس

(۲) ابن ماجہ، حدیث نمبر ۱۰۶۶ باب اللہر۱۔ یحییٰ بعبیر اللہ

(۳) ترمذی ۲۸۰۱، ابواب النذور والامتن

(۶) مدائع الصنائع ۱۰۳

(۷) حوالہ سابق

(۱) الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳۸۷/۳

(۳) دیکھئے نصب الرایہ ۲۹۵/۳ بحوالہ صحاح ستہ

(۵) المعنی ۴۰۶/۹

(۷) مدائع الصنائع ۱۱-۱۲/۳

(۹) حوالہ سابق ۱۵/۳

ہوتا ہو کہ اس قسم کا تعلق فی انفس کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے سے ہے، جیسے ایک شخص نے کسی کو کھانے پر بلایا اور اس نے کہا ”بخدا! میں کھا نہیں کھاؤں گا“ تو کو بظاہر یہ مطلق نہ کھانے کی قسم ہے، لیکن اگر وہ شخص تھوڑی دیر کے بعد کھائے یا اپنے گھر جا کر کھائے تو حائث نہیں ہوگا اور سمجھا جائے گا کہ یہ قسم اس کھانے سے متعلق تھی جس پر اس کو مدعو کیا گیا تھا۔ (۱)

یمین کی ایک اور صورت

یمین کا اصل مقصد کسی حلال یا جائز چیز کو اپنے لئے ممنوع کرنے کا قوی عزم ہوتا ہے، اسی لئے اگر کوئی شخص کسی جائز چیز کو کسی مشکل اور آدمی پر رشوار گزارنے والی شرط کے ساتھ مشروط کر دے تو اس کو بھی فقہاء کی اصطلاح میں یمین ہی کہتے ہیں، جیسے کوئی شخص کہے ”کہ اگر میں فلاں چیز کھاؤں تو مجھ پر روزہ ہے یا میری بیوی کو طلاق ہو جائے“ — یہ شرط قسم کی ہو سکتی ہے یا تو وہ عبادت اور قربان اللہ والے اعمال کے قبول سے ہو، جیسے نماز، روزہ، حج و عمرہ، قربانی و صدقہ، کسی صورت میں اگر وہ اپنی شرط کو پورا نہ کرے تو جو اس سے روک دیا جائے گا، کو اکرنا ہوگا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کسی کا قریب سے قسم و متعلق نہ کیا ہو، جیسے طلاق، اس صورت میں اگر اس نے اپنی قسم کی خلاف ورزی کی، یا قسم کی خلاف ورزی ہوئی تو حلال واقع ہو جائے گی، جیسے کہا کہ اگر میں اس مکان میں داخل ہوا تو آتم کو طلاق، اور وہ مکان میں داخل ہو گیا، یا اپنی بیوی سے حرام قسم داخل ہوئی تو قسم کو حلال کیا، کسی اور شخص سے داخل ہوئے سے طلاق کو متعلق کر دیا اور وہ شخص داخل ہو گیا، نہ تمام صورتوں میں طلاق واقع ہو جائے گی۔

جو شرطیں اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے سے متعلق اوپر ذکر کی گئی ہیں وہی شرطیں اس یمین سے بھی متعلق ہیں، کہ جو شرط ہو وہ مستقبل

کی دو قسمیں ہیں مطلق اور مقید، مطلق یہ ہے کہ قسم میں کسی وقت یا مدت کی قید نہیں لگائی گئی ہو، ایسی قسم اگر اثباتی نوعیت کی ہو جیسے کہے کہ خدا کی قسم میں یہ روٹی ضرور ہی کھاؤں گا، تو جب تک قسم کھانے والا موجود ہو اور وہ شے موجود ہو جس پر قسم کھائی گئی ہو وہ حائث نہیں ہوگا، اگر قسم کھانے والی شے فوت ہو جائے یا وہ شے ضائع ہو جائے جس کے بارے میں قسم کھائی گئی تھی، تو وہ حائث ہو جائے گا اور کفارہ داکرنا پڑے گا — اگر اسی طرح قسم کی منفی بات پر کھائی، مثلاً یوں کہ ”خدا کی قسم میں روٹی نہیں کھاؤں گا“ ایسی صورت میں قسم کھانے والا اور وہ شے جس کے بارے میں قسم کھائی تھی، ان میں سے کوئی ایک ہلاک و ضائع ہو جائے تو بوجہ حائث نہیں ہوگا۔ (۱)

اگر وقت و زمانہ کی قید کے ساتھ قسم کھائی گئی ہو، جیسے کہے کہ ”میں آج یہ روٹی کھا کر رہوں گا“ تو جب تک مخالف و محمول علیہ موجود ہوں اور مقررہ وقت باقی ہو وہ حائث نہیں ہوگا، اگر وقت گزر جائے اور یہ دونوں باقی ہوں تو باقی طاق وہ حائث ہو جائے گا، اگر قسم کھانے والا باقی ہو، وقت بھی باقی ہو، لیکن جس چیز کی بابت قسم کھائی تھی وہ چیز باقی نہیں رہی، تو امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے قیاس پر اس کی قسم باطل اور کاسد ہو جائے گی اور اس قسم کا کوئی اثر ہی مرتب نہیں ہوگا، امام ابو یوسف سے نزدیک یہ قسم باقی رہے گی اور وقت مقررہ گزرنے کے بعد وہ حائث ہو جائے گا۔

یمین فور اور اس کا حکم

مولت یعنی وقت کی قید کے ساتھ کھائی جائے وں قسم کی ایک اور صورت سے جسے ”یمین فور“ کہتے ہیں پہلی بار امام ابو حنیفہ نے قسم کی اس خاص صورت کو وضع فرمایا ہے جسے حضور پر فقہاء نے حقین کی نظر سے دیکھا ہے، یمین فور سے مراد یہ ہے کہ قسم میں تو کسی وقت کی صحت نہ ہو لیکن استصحاب اور قرائن سے اندازہ

منجائش نہ پاتا ہو تو وہ تین دنوں کے روزے رکھے، اگر تم قسم کھاؤ تو یہ تمہارے قسم کا کفارہ ہے، اور اپنے قسموں کی حفاظت کرو، اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لئے اپنے احکام بیان کرتے ہیں تاکہ تم خدا کے شکر گزار بنو۔ (مسند ۹۹)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص اپنی قسم کو پوری نہ کر پائے تو اس پر کفارہ کی ادائیگی واجب ہے، اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ کفارہ کی پہلی تین صورتیں — مسکینوں کو کھانا کھلانا، کپڑے پہنانا اور غلام آزاد کرنا — میں سے کسی بھی صورت کو اختیار کرنے کی منجائش ہے، لیکن اگر اس میں سے کوئی بھی کفارہ ادا نہ کر سکتا ہو تو اب اسے روزوں کے ذریعے کفارہ ادا کرنے کی اجازت ہوگی، اور اگر ان میں سے کسی پر قادر ہو تو روزہ رکھنا کافی نہیں ہوگا، ان ساری باتوں پر قریب قریب فقہاء متفق ہیں، البتہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ تین روزے مسلسل رکھے جائیں گے یا یکے بعد دیگرے؟ حنفیہ کے یہاں مسلسل رکھے جائیں گے، انہوں نے اس کو کفارہ ظہار پر قیاس کیا ہے اور اس امر کو بھی پیش نظر رکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں تین روزوں کے ساتھ مسلسل (فصام ثلثة ايام متتابعات) کی قید لگائی گئی ہے، لکھ، شوافع اور حنبلہ کے نزدیک چونکہ آیت میں مطلق تین روزے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، اس لئے مسلسل ان روزوں کا رکھنا ضروری نہیں۔ (۲)

اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ مالی کفارہ سے روزہ یعنی بدنی کفارہ کی طرف منتقل ہونے کیسے کس وقت کا فطر معتبر ہے؟ حنفیہ کے نزدیک جس وقت کفارہ ادا کرنے کا ارادہ کیا، اگر اس وقت مالی کفارہ ادا کرنے پر قادر نہیں تھا تو اس کیلئے روزہ رکھ کر کفارہ ادا کرنے کی منجائش ہے، اور حنابلہ کے نزدیک یہ اجازت اس وقت

سے متعلق ہو، بھی موجود نہ ہو، جیسے کوئی شخص کہے کہ ”اگر آسمان ہمارے اوپر ہو تو تم کو طلاق“ تو یہ شرط غیر معتبر ہوگی، اور طلاق فوراً واقع ہو جائے گی، مستقبل میں اس شرط کا پایا جانا ممکن بھی ہو، اگر ممکن نہ ہو تو بیمن غیر معتبر ہوگی، جیسے کوئی شخص کہے کہ اگر سوئی کے تانہ میں اونٹنی داخل ہو جائے تو تم کو طلاق، تو یہ بیمن غیر معتبر ہوگی اور طلاق واقع نہیں ہوگی، اسی طرح یہ بھی شرط ہے کہ بیمن کے ساتھ مصلحت ایسا استثنائی کلمہ داخل نہ کیا گیا ہو جو اس طلاق کو بے اثر کر دے، جیسے یوں کہے ”اگر تم گھر میں داخل ہوئی تو انشاء اللہ تم پر طلاق واقع ہو“ اس فقرہ سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔

البتہ چونکہ بنیادی طور پر بیمن کی یہ صورت طلاق سے متعلق ہے، اس لئے یہ بات ضروری ہوگی کہ اس بیمن کا نکلنے والے شرعاً طلاق دینے کا اہل ہو اور اس کی طلاق معتبر مانی جاتی ہو، نیز جس کو اس نے طلاق کا مخیط بنایا ہے وہ اس مرد کے حق میں طلاق کا مکمل بن سکتی ہو، (۱) — (تفصیل کیلئے خود لفظ طلاق مدخلہ کیا جاسکتا ہے)۔

قسم کا کفارہ

اگر کوئی شخص قسم کھائے اور حادث ہو جائے یعنی اس کو پوری نہ کر پائے تو اس پر کفارہ واجب ہوتا ہے، قرآن مجید نے خود اس کفارہ کی تفصیل ذکر کی ہے، ارشاد ہے

اللہ تعالیٰ بیمن غو پر تمہارا مواخذہ نہیں فرمائے گا، لیکن جس قسم کا تم ارادہ کرو گے اس کے بارے میں تمہاری پکڑ ہوگی، اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ واسطہ درجے کا کھانا جو تم اپنے اہل خانہ کو کھلاتے ہو، دس مسکینوں کو کھلایا جائے، یا ان کو کپڑا پہنایا جائے یا ایک غلام آزاد کیا جائے، جو شخص اس کی

مسکینوں کو کھانا کھلانا

دس مسکینوں کو کھانا کھلانے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ ان کو دو وقت دوپہر اور شب میں تاکھانا کھلایا جائے کہ آسودہ ہو جائیں، کھانے کا، لک بتانا حنفیہ کے یہاں ضروری نہیں، اگر بطور اباحت کھانا کھلادیا تو یہ بھی کافی ہے اور مالک بنادے تو یہ بھی درست ہے (۱) اگر ایک وقت کا کھانا کھلا دے اور ایک وقت کے کھانے کی قیمت ادا کر دے تو یہ بھی درست ہے، البتہ یہ درست نہیں کہ مثل ایک فقیر کو دن کا کھانا کھلائے اور دوسرے فقیر کو رات کا کھانا (۲) اگر بجائے کھانا کھلانے کے غلہ دینا چاہے تو حنفیہ اور دوسرے فقہاء کے درمیان اس مسئلہ میں وہی اختلاف ہے جو اختلاف صدیقہ (۳) سلسلہ میں ہے کہ حنفیہ کے نزدیک فی کس نصف صاع (۵۹۰) یا کیلو گرام (گیہوں) ادا کرنا کافی ہوگا، اور شوافع وغیرہ کے نزدیک ایک صاع (۱۸۰، ۳ کیلو گرام) ادا کرنا ضروری ہے۔

اس طرح کا حید کرنا کہ کسی فقیر کو کھانا دیا جائے پھر اس سے واپس لیا جائے پھر دوبارہ اسے دیا جائے یہاں تک کہ دس دفعہ عین دین کیا جائے تاکہ یہی کھانا دس مسکینوں کے کھانے کے قائم مقام ہو جائے، چنانچہ نہیں اور اس سے کفارہ ادا نہیں ہوگا۔ (۴)

مسکینوں کے لئے کپڑوں کا انتظام

اگر کفارہ کے طور پر کپڑے دیئے ہوں تو کتنے کپڑے کافی ہوں گے؟ اس سلسلے میں امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف سے ایک قول یہ منقول ہے کہ کم سے کم ایسا کپڑا ہونا چاہئے جو عمومی طور پر بدن کو ڈھاپ دے، صاحب بدایہ نے اسی قول کو صحیح قرار دیا ہے، (۵)

ہے، جب کہ حادث ہوئے کے وقت ہی وہ کفارہ مالی ادا کرنے کے لائق نہ ہو، اگر ایک شخص حادث ہونے کے وقت کفارہ مالی ادا کرے پر قادر تھا لیکن اس نے تاخیر کی یہاں تک کہ ب کفارہ مالی ادا کرنے کے لائق نہیں رہا، تو حنبلہ کے نزدیک اب روزے رکھنا کافی نہیں، اور حنفیہ کے نزدیک روزہ رکھنے کی گنجائش ہے، یہی رائے مالکیہ اور شوافع کی بھی ہے۔ (۱)

حادث ہونے سے پہلے کفارہ ادا کرے یا بعد میں؟

کفارہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں اس بہت ختلاف ہے کہ حادث ہوئے سے پہلے ہی کفارہ ادا کر دینا کافی ہے یا نہیں؟ حنفیہ کے نزدیک پہلے کفارہ ادا کرنا درست نہیں، اگر حادث ہونے سے پہلے ہی کفارہ ادا کر دیا تو یہ کافی نہیں ہوگا، اس لئے کہ کفارہ کا سبب حادث ہونا ہے تو جب تک کسی چیز کے واجب ہونے کا سبب ہی نہ پیدا جائے اس کی ادائیگی کیوں کر درست ہو سکتی ہے، مالکیہ شوافع اور حنبلہ کے نزدیک حادث ہونے سے پہلے بھی کفارہ ادا کر دینا کافی ہے (۲) کیونکہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم کسی چیز کی قسم کھاؤ اور دوسری بات کو اس سے بہتر پاد تو قسم کا کفارہ ادا کر دو اور جسے بہتر سمجھتے ہو اسے کرنا (۳) حنفیہ کا خیال ہے کہ اس حدیث میں ترتیب بتلانا مقصود نہیں کہ پہلے کفارہ ادا کر دو پھر قسم کی خداف ورزی کرو، بلکہ مقصود صرف اس قدر ہے کہ ایسی قسم پر اصرار نہ کیا جائے، چنانچہ یہ روایت ورد میں بھی نقل کی گئی ہے، در اس میں فرمایا گیا ہے کہ جس بات کو بہتر سمجھتے ہو اسے کرو اور قسم کا کفارہ ادا کر دو (۴) یعنی قسم توڑنے کا ذکر پہلے ہے، اور کفارہ ادا کرنے کا ذکر بعد میں۔

(۱) مجھے فتح القدیر ۸۳۵، فقہ لاسلامی وارنہ ۱۱، ۳، ۹۰ (۲) کتاب الفقہ علی مذهب الاربعہ ۸۰، ۲

(۳) بحاری حدیث ۶۷۲۲ و مسند حدیث ۳۲۸۲، عن عبد الرحمن بن سمرہ

(۴) ابوداؤد حدیث ۳۲۷۷، سنن اللہ و اکابر حیرا (۵) رد المحتار ۶/۳

(۶) حوالہ سلسلہ (۷) حوالہ سلسلہ

(۸) ہدایہ مد بطح ۸۴۵

ایک قول یہ بھی منقول ہے کہ اگر اتنا کپڑا دیا جائے کہ جس سے نماز درست ہو جائے جیسے مرد کو صرف پانچ جامہ یا لنگی دے دی جائے تو یہ بھی کافی ہے، یہ قول امام محمدؒ کی طرف منسوب ہے (۱) البتہ ایک ہی کپڑا دیا جائے لیکن مقصود کپڑا دینا نہ ہو بلکہ دو وقت کے کھانے کی قیمت کپڑے کی شکل میں ادا کرنا چاہتا ہو ورواقعی وہ کپڑا اس قیمت کا ہو تو یہ کافی ہو جائے گا۔ (۲)

یہ بات بھی درست ہے کہ ایک ساتھ دس مسکینوں کو کھانا کھلادیا جائے یا کپڑا دے دیا جائے، اور یہ بات بھی درست ہے کہ ایک سے زیادہ دنوں میں دس مسکینوں کو کھانا کھلانے یا کپڑا پہنانے کا کفارہ ادا کیا جائے۔ (۳)

اگر کوئی چیز اپنے اوپر حرام کر لے؟

اگر کسی شخص نے قسم کے الفاظ تو استعمال نہیں کئے لیکن کسی جائز چیز کو اپنے اوپر حرام کر لیا، جیسے کہ ”مجھ پر یہ کپڑا یا یہ کھانا حرام ہے“ تو اس کی وجہ سے وہ شکی تو اس پر حرام نہ ہوگی اور اس کے لئے اس کا استعمال جائز اور عدل ہوگا، البتہ اگر اس حرام کی ہوئی چیز کو استعمال کرے تو کفارہ قسم ادا کرنا ہوگا۔ (۴)

قسم کھانے والے کی نیت کا

اعتبار ہوگا یا کھلانے والے کی؟

قسم اور بیمن کے سلسلہ میں ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے دوسرے شخص سے قسم کھائی خواہ اپنے طور پر یا قاضی کے واسطے سے، قسم کھانے والا نہ ہری معنی مراد لینے کے بجائے ایسا معنی

مراد لے جو قسم کھلانے والا کے فشاء کے خلاف ہو، جیسے چھت کہے اور آسمان مراد لے، فرشی سے زمین اور لباس سے رات مراد لے، تو کیا قسم کھانے والے کی نیت معتبر ہوگی؟ اس سلسلہ میں فقہاء نے تفصیل کی ہے، اگر قسم کھانے والا ظالم ہے اور قسم لینے والا مظلوم، تو قسم لینے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا تا کہ اس کی دادرسی ہو سکے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم میں قسم کھلانے والے کی نیت معتبر ہوگی، الیمن علی بنة المستحلف (۵)۔ یہی امام ابو حنیفہؒ سے منقول ہے (۶) اور ابن قدامہؒ نے یہی قول امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا نقل کیا ہے، اور لکھا ہے کہ میں اس میں کسی کا اختلاف معلوم نہیں۔ (۷)

دوسری صورت یہ ہے کہ قسم لینے والا ظالم ہو اور قسم کھانے والا مظلوم، ایسی صورت میں قسم کھانے والے کی نیت معتبر ہوگی (۸) — تیسری صورت یہ ہے کہ قسم کھانے والا نہ ظالم ہے اور نہ مظلوم، امام احمدؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ اس صورت میں بھی قسم کھانے والے کی نیت معتبر ہوگی، ابن قدامہؒ کہتے ہیں کہ یہی رائے امام شافعیؒ کی ہے اور اس مسئلہ میں کسی فقیہ کا اختلاف ہمارے علم میں نہیں۔ (۹)

تاہم علامہ کاسانی نے ایک اہم بات پر متنبہ فرمایا ہے کہ قسم کھانے والے کی نیت کے معتبر ہونے اور نہ ہونے کا تعلق اس قسم سے ہے جو نہ گزشتہ سے متعلق ہو، اگر مستقبل سے متعلق قسم کھائی جائے تو قسم کھانے والے کی نیت معتبر ہوگی، اس لئے کہ وہ اس بیمن کا عقد ہے، اور کوئی بھی عقد عقد ہی کی نیت سے متعلق ہوتا ہے۔ (۱۰) (قاضی کے ملزم سے قسم لینے کے سلسلہ میں ملاحظہ ہو۔

(۲) ہدایہ مع بیع ۸۶/۵، درمختار ۳/۱۶۳

(۳) ہدایہ مع بیع ۳/۸۰

(۶) بذائع مصدق ۲۰۰۳

(۸) مذبح مصدق ۲۰۰۳، المعجم ۲۴۰/۹

(۱۰) مذبح مصدق ۲۱/۳

(۱) فتح القدیر ۸۶/۵

(۳) درمختار ۳/۶

(۵) مسلم عن امی ہریرہ حدیث ۲۲۸۴

(۷) المعجم ۳۲۱/۹

(۹) المعجم ۳۲۱/۹

”استخفاف اور کون۔“

یوم

”دن“ کے لئے عربی زبان میں دو الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں، ان میں سے ”نہار“ کا لفظ تو خاص طور پر دن کی سفیدی کے لئے بولا جاتا ہے، اور یوم کا لفظ کبھی اس معنی میں اور کبھی مطلقاً وقت کے معنی میں، ویسے مشہور یہ ہے کہ یوم صبح صادق کے طلوع ہونے سے غروب آفتاب تک کا وقت ہے اور نہر سورج نکلنے سے سورج ڈوبنے تک کا وقت اس پر اتفاق ہے کہ یوم کا لفظ کبھی خاص دن کے معنی میں ہوتا ہے اور کبھی مطلق وقت کے معنی میں، لیکن اس میں اختلاف ہے کہ کیا یہ لفظ ان دونوں معنوں کے درمیان مشترک ہے، اور یہ دونوں ہی معنی اس کے حقیقی معنی میں ہیں یا حقیقی معنی دس ہے، اور مجازاً مطلقاً وقت کے لئے بھی بول دیا جاتا ہے؟ چونکہ عربی زبان میں کسی لفظ کا دو معنوں میں مشترک ہونا بہتر نہیں سمجھا گیا ہے، اس لئے خیال ہوتا ہے کہ مطلق وقت کے معنی کو ہی قرار دیا بہتر ہے۔

اگر یوم کے ساتھ کوئی ایسا فعل ذکر کیا جائے جو اس بات کا تقاضہ کرتا ہو کہ یہاں اس سے مطلق وقت کا معنی مراد ہے یا دن کا، تو پھر اس قرینہ کے مطابق ہی اس کا معنی متعین ہوگا لیکن اگر اس کے معنی متعین کرنے کے لئے کوئی خاص قرینہ موجود نہ ہو، تو پھر اصولیین نے ایک قاعدہ یہ مقرر کیا ہے، کہ اگر کسی کی نسبت فعل تمتد کی طرف ہو تو اس سے خاص دن کا معنی مراد ہوگا، ورنہ اگر فعل غیر تمتد کی طرف ہو تو مطلق وقت سے معنی ہوں گے، فعل تمتد سے مراد یہاں ہے جس کی کوئی مدت متعین کی جاسکے، جیسے چنا، روزہ رکھنا، سواری کرنا، طلاق کا اختیار وغیرہ، عہ تمتد سے ایسے افعال مراد ہیں جس کی انجام دہی میں کوئی مدت صرف نہ ہوتی ہو، اور اس لئے اس کے لئے کوئی مدت بیان کرنا ممکن نہ ہو، جیسے طلاق، عقد نکاح وغیرہ،

مثلاً کہا جائے، است طالق یوم اترو حک، تجھے طلاق، جس دن میں تم سے نکاح کروں، یہاں یوم مطلق وقت کے معنی میں ہوگا، لہذا نکاح رات میں بھی کرے تو طلاق واقع ہو جائے گی، اور اگر کہے امرک بیدک یوم یقدم فلان، یعنی جس دن فلان شخص آئے اپنے آپ پر طلاق واقع کرے گا اختیار ہوگا، یہاں ”یوم“ خاص دن کے معنی میں ہے، اگر مذکورہ شخص رات میں آئے تو عورت کو اپنے آپ پر طلاق واقع کرنے کا اختیار حاصل نہ ہوگا۔

ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ یوم سے متعلق دو فعل ذکر کئے جاتے ہیں، ایک وہ فعل جو یوم کے بعد آتا ہے، اور اس کا مضاف الیہ بنتا ہے، دوسرا وہ فعل جو یوم سے پہلے آتا ہے، اور یوم کی حیثیت اس کے لئے ظرف کی ہوتی ہے، جیسے است طالق یوم اترو حک، اس میں یوم سے پہلے طلاق کا ذکر ہے، یوم اس کا ظرف ہے، اور طلاق اس کے لئے مظهر وف، اور اترو حک جو یوم کے بعد مذکور ہے، اس کا مضاف الیہ، اب اگر یہ دونوں فعل تمتد ہوں، تو ظاہر ہے کہ دن کے معنی مراد ہوں گے، اور دونوں غیر تمتد ہوں تو مطلق وقت کا معنی مراد ہوگا، لیکن اگر ان میں سے ایک تمتد اور دوسرا غیر تمتد ہو تو یوم کے معنی میں کسی دن رعایت ہوگی، اس سلسلہ میں راجح رائے یہ ہے کہ مظهر وف کا اختیار ہوگا، حتیٰ اگر مظهر وف تمتد ہو تو دن کے معنی ہوں گے اور غیر تمتد ہو تو مطلقاً وقت کے معنی۔ (۱)

(۱) (۱) (۱) (۱)

فہرست مراجع

تفسیر و قرآنیات

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	المتوفی
۱	احکام القرآن للجصاص	ابوبکر جصاص رازی	۳۷۰ھ
۲	احکام القرآن لابن عربی	ابوبکر محمد بن عبد اللہ ابن عربی	۵۴۳ھ
۳	احکام القرآن	زیرنگرائی سوانا اشرف علی قندلوی	
۴	الارتقان فی علوم القرآن	امام جمال الدین سیوطی	۹۱۱ھ
۵	اصول التفسیر	ابن تیمیہ	
۶	ضواء البیان	محمد امین بن محمد مختار شہید علی	
۷	بیضاوی	قاضی ناصر الدین بیضاوی	۵۸۵ھ
۸	لہرمان فی علوم القرآن	امام بدر الدین زرقانی	۷۹۳ھ
۹	التفسیر المفسر	ڈاکٹر وہب زحلی حفظہ اللہ	
۱۰	تفسیر ابن کثیر	شیخ محمد علی صابونی	۷۷۷ھ
۱۱	تفسیر کبیر	علامہ فخر الدین رازی	۶۰۶ھ
۱۲	تفسیر مظہری	علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی	۱۲۲۵ھ
۱۳	تفسیر جہری	محمد بن جریر طبری	۳۱۰ھ
۱۴	ترجمان القرآن	مولانا ابوالکلام آزاد	
۱۵	ی مع لکھام القرآن	ابو عبد اللہ قرطبی	۶۷۱ھ
۱۶	حاشیہ صادی	شیخ احمد صادی مالکی	
۱۷	امداد المفسر	علامہ جمال الدین سیوطی	۹۱۰ھ
۱۸	روائع کبیران	شیخ محمد علی صابونی	۷۷۷ھ

۱۹	روح المعانی	علامہ محمود آلوسی	۱۲۷۰ھ
۲۰	شیخ زادہ	محمد بن شیخ زادہ	
۲۱	مفتوحہ التفسیر	شیخ محمد علی صابونی	۱۷۷۳ھ
۲۲	مطالعہ اقرآنیہ	شیخ محمد علی صابونی	۱۷۷۴ھ
۲۳	الغز الکبیر	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۱۱۷۶ھ
۲۴	المناہر	علامہ محمد رشید رضا	۱۹۳۵ھ
۲۵	مدارک التقریل	ابو عبد اللہ علی	۱۷۱۰ھ
۲۶	معالم التقریل	ابو محمد الحسن بن مسعود بخوی	۱۵۱۶ھ
۲۷	مختصر تفسیر ابن کثیر	شیخ محمد علی صابونی	۱۷۷۴ھ

حدیث و اصول حدیث

۲۸	معارف القرآن	مفتی محمد شفیع صاحب	
۲۹	کشاف	علامہ جہاد اللہ زحری	۱۵۳۸ھ
۱	اتحاف سادة المتعلمین	ابو فیض محمد بن الزبیدی الطہر برقی حسینی	
۲	ارشاد الساری	علی بن احمد بن علی قسطلانی	
۳	ابن ماجہ	محمد بن زید الربیع ابن ماجہ	۲۷۳ھ
۴	ابوداؤد	ابوداؤد سلیمان بن اصف	۲۷۵ھ
۵	الادب المفرد	ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری	۲۵۶ھ
۶	مفہم حدیث	عبد الرحیم بن الحسنی عراقی	۸۰۶ھ
۷	آثار السنن	محمد بن علی بیہقی	
۸	انجام الحاجہ علی ابن ماجہ	علامہ عبد الحق دہلوی	
۹	المختصر عن جمل الاسفار فی الاسفار	علامہ ابو الفضل عبد الرحیم حسینی عراقی	۸۰۶ھ
۱۰	احیاء علوم الدین	ابو حامد محمد بن محمد غزالی	۵۰۵ھ
۱۱	ابوداؤد	عبد الحق ابن سیف الدین دہلوی	۱۰۵۲ھ
۱۲	اوزار المساک	شیخ الحدیث محمد زکریا سہارنپوری	

۱۳	بذر المحمود	غلیل احمد سہارنپوری	۱۳۳۶ھ
۱۴	بخاری	ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری	۲۵۶ھ
۱۵	بلوغ الامانی علی اللہ الربانی	احمد عبدالرحمن البنا	
۱۶	التحقیق الصبح	سوانا محمد ادریس کاندھوی	
۱۷	تذکرۃ الموضوعات	جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی	
۱۸	التحقیق والا بیضاح (شرح مقدمہ ابن صلاح)	دین الدین عبد الرحیم بن حسینی عراقی	
۱۹	تدریب الراوی	جلال الدین عبد الرحمن بن ابوبکر سیوطی	۹۱۱ھ
۲۰	تنویر الخواص	ابن خرداد محمدکی	
۲۱	تذکرۃ الصحاح	ابن عبد اللہ محمد بن حمدانی	۷۷۸ھ
۲۲	تخصیص المحمد	احمد بن علی بن محمد ابن الخیر عسقلانی	۸۵۲ھ
۲۳	الترغیب والترہیب	ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی منذری	۵۸۱ھ
۲۴	تطبیق الا عظمی علی ابن ماجہ	دکتر محمد مصطفیٰ عظمیٰ	
۲۵	سنن ترمذی	ابو یسعی محمد بن یسعی ترمذی	۳۰۲ھ
۲۶	تہذیب الاحادیث	احمد بن علی ابن الخیر عسقلانی	۸۵۲ھ
۲۷	جمع الوسائل		
۲۸	الجوہر النبی الروی علیہ علی	علی بن عثمان بن ترکانی	۷۵۰ھ
۲۹	الجامع الصغیر	محمد عبدالرؤف بن تاج العارفین مناوی	۱۰۳۱ھ
۳۰	جامع مسانید ابی حنیفہ	ابوالموید محمد بن محمود خوارزمی	۶۶۵ھ
۳۱	الاجوبۃ الفاضلۃ	محمد عبدالحی کھنوی	
۳۲	جامع العلوم والحکم	زین الدین ابوالفرج عبدالرحمن بن احمد ضحلی	۷۹۵ھ
۳۳	جامع الاصول	امام محمد الدین ابوبکر بن محمد ابن لا غیر جزری	۶۰۶ھ
۳۴	جمع الفوائد	محمد بن محمد سلیمان الردانی مشرف	۱۰۹۲ھ
۳۵	حاشیہ عبدالقادر بن محمد بن نذیری علی مجمع البحرین	عبدالقادر بن محمد نذیری	
۳۶	مسند دہلی	شیردین بن شہر دار دہلی	۵۰۹ھ

۲۷	سنن دار قطنی	ابو الحسن علی بن مرداد قطنی	۵۲۸۵
۲۸	امداد المکثور	جلال الدین عبد الرحمن ابو بکر سیوطی	۵۹۱۱
۲۹	امدادیہ فی تخریج احادیث الہدایہ	احمد بن علی بن الجبر عسقلانی	۵۸۵۲
۳۰	الرسالة	امام محمد بن دوریس شافعی	۵۲۰۴
۳۱	الرفع والکسب	امام ابی الحسنات محمد عبدالحی لکھنوی	۵۱۳۰۴
۳۲	ریاض الصالحین	ابو زکریا عینی بن شرف نووی	۵۶۷۶
۳۳	سنن الدارمی	ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی	۵۲۵۵
۳۴	سلسلة الاحادیث الضعیفة	ناصر الدین البانی	۵۱۴
۳۵	سنن بیہقی	ابو بکر احمد بن الحسن بیہقی	۵۲۵۸
۳۶	سبل اسلام	محمد بن اسماعیل بنی صنعانی	۵۱۸۲
۳۷	شرح الزرقانی علی الموطا	ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی زرقانی	۵۱۲۲
۳۸	شرح معانی الآثار	ابو جعفر احمد بن محمد لا زدی طحاوی	۵۳۲۱
۳۹	شرح نووی علی صحیح مسلم	عینی بن شرف نووی	۵۶۷۶
۴۰	شرح السنہ	ابی محمد الحسین بن مسعود بخاری	۵۵۱۶
۴۱	شماکل ترمذی	ابو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ ترمذی	۵۲۰۳
۴۲	صحیح ابن خزیمہ	ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ	۵۳۱۱
۴۳	صحیح ابن حبان	امام محمد بن حبان بن احمد	
۴۴	طبرانی (معجم اوسط و صغیر)	سلیمان بن احمد طبرانی	۵۲۶۰
۴۵	الطب فی السنہ	محمد احمد محمد سہودی	۵۱۳۹۹
۴۶	الفرقان مانی	محمد عبدالحی لکھنوی	۵۱۳۰۴
۴۷	عارضۃ الاحوذی	ابو بکر محمد بن عبد اللہ العرفان بن الغریب ماکلی	۵۵۴۳
۴۸	علوم الحدیث و معطیات	سکھی صاحب	
۴۹	العرف الشاذلی	علامہ محمد انور شاہ کشمیری	۵۱۳۵۲

٦٠	عون المعبود	ابو الطيب محمد شمس الحق عظيم آبادي	
٦١	عمدة القاري	علامه بدر الدين محمود بن احمد عيني	٨٥٥ هـ
٦٢	غريب الحديث	عبد الله بن مسلم بن قتيبة	٢٤٦ هـ
٦٣	فتح الباري	احمد بن علي بن حجر عسقلاني	٨٥٢ هـ
٦٤	فتح المغيب	ابو عبد الله محمد بن عبد الرحمن سخاوي	٩٠٢ هـ
٦٥	الفتح الكبير	امام جمال الدين عبد الرحمن بن ابی بكر سيوطي	٩١١ هـ
٦٦	فيض الباري	علامه محمد انور شاه كشميري	١٣٥٢ هـ
٦٧	الفتح الرباني	علامه احمد عبد الرحمن البنا	
٦٨	الفوائد المجموعة	محمد بن علي شوكاني	١٢٥٠ هـ
٦٩	فضائل رمضان لابي الدنيا	عبد الله ابن محمد عبيد بن سفيان	
٧٠	فقد الله	شيخ سيد السابق	
٧١	فيض القدير	محمد عبدالرؤف مناوي	
٧٢	قواعد الحديث	محمد بن عبد الله بن قاضي	١٣٣٢ هـ
٧٣	قواعد في علوم الحديث	علامه مظفر احمد عثماني قهقوي	١٣٩٣ هـ
٧٤	قول الاثر	رضي الدين محمد بن ابراهيم صلي	٩٤١ هـ
٧٥	القول البدیع	محمد بن عبد الرحمن سخاوي	٩٠٢ هـ
٧٦	كشف الغم	محمد بن عوي بن عباس ماکي	
٧٧	كتاب الاعتبار	ابو بكر محمد بن موسى بن عثمان بن حازم	٥١٣ هـ
٧٨	كنز العمال	علامه الدین متقی بن حسام الدین همدي	
٧٩	اللوکب الدرر	ابو العباس احمد بن محمد الخليلي	٥٣٩ هـ
٨٠	كتاب الکفایة فی علم الرویة	احمد بن علی الخفیب بغدادی	
٨١	کرامیة الاقواء فی الصلوة	احمد بن علی الخفیب بغدادی	

۸۳	مؤطا امام محمد	محمد بن حسن شیبانی	۱۸۹ھ
۸۴	مؤطا امام مالک	امام مالک بن انس	۱۹۷-۷۹۵ھ
۸۵	مسند احمد	امام احمد بن محمد بن حنبل	۲۴۱ھ
۸۶	مجمع الزوائد	نور الدین بن ابی بکر عیسیٰ	۸۰۷ھ
۸۷	مسند رکہ حکم	محمد بن عبداللہ حاکم نیشابوری	
۸۸	المستطی من احادیث سید الخیر	محمد بن عبد السلام بن حمید	
۸۹	مصنف بن ابی شیبہ	ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ	۲۳۵ھ
۹۰	مرقاۃ المفاتیح	علی بن سلطان محمد قاری	۱۰۳ھ
۹۱	مقدمۃ ابن صلدح	ابو عمرو عثمان بن عبدالرحمن شہرزی	۶۳۲ھ
۹۲	معارف السنن	شیخ محمد یوسف حسینی بخاری	
۹۳	مصنف عبدالرزاق	ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی	۲۱۱ھ
۹۴	مشکل الآثار	ابو جعفر احمد بن محمد بن سمانہ حمادی	۳۲۱ھ
۹۵	مراسیل ابی داؤد	ابوداؤد سلیمان بن الاشعث جہتانی	۲۷۵ھ
۹۶	موارد القرمین	نور الدین علی بن ابی بکر عیسیٰ	۸۰۷ھ
۹۷	مجمع البحرین	نور الدین علی بن ابی بکر عیسیٰ	//
۹۸	مفکوة المصابیح	ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب بغدادی	
۹۹	المواہب اللدنیہ	علی بن احمد بن علی قسطلانی	
۱۰۰	معرفۃ علوم الحدیث	امام حاکم ابو عبداللہ بن عبداللہ نیشابوری	۳۰۵ھ
۱۰۱	المخول	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی	۵۰۵ھ
۱۰۲	المہمل العذب المورود	محمود محمد خطاب سکی	
۱۰۳	مرویات السنن فی السنۃ	باسم یحییٰ بن جبر	
۱۰۴	المختصر من المختصر	ابوالحسن یوسف بن موسیٰ ہکلی	۸۰۳ھ
۱۰۵	مسند الشافعی	امام محمد بن ادریس شافعی	۲۰۳ھ

۱۰۶	المسؤول مع الموطأ	امام ولی اللہ دہلوی	۱۱۷۶ھ
۱۰۷	الکتف	علی بن حسن بن علی علی اثری	
۱۰۸	زبدۃ النظر	حافظ ابن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ
۱۰۹	نیل الاوطار	محمد بن علی بن محمد شوکانی	
۱۱۰	نسائی (سنن)	ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی	۳۰۲ھ
۱۱۱	نصب الرایۃ	جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف رطبی	۷۶۷ھ
۱۱۲	النتہایہ	محمد لدین ابو سعادت مبارک ابن محمد بن الاعمیر جزی	۶۰۶ھ
۱۱۳	الوثائق السیاسیہ	ڈاکٹر محمد حمید اللہ	

اصول و قواعد فقہ

۱	اثر الادلۃ المختلف فیہا فی الفقہ الاسلامی	ڈاکٹر مصطفیٰ دیب البغا	
۲	الاقتصاد	ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ شامی	۷۹۰ھ
۳	الاحکام لابن حزم مع تحقیق شیخ شاکر	ابو محمد علی بن محمد اندلسی ظاہری	۴۵۶ھ
۴	ادب المفتی	یومرود خان بن عبدالرحمن المعروف بابن الصراح	۶۴۳ھ
۵	الاصصلاح	شیخ مصطفیٰ زرقاء	
۶	اصول الفقہ الاسلامی	فہ جابر علوی	
۷	احکام الاحکام	ابو علی بن محمد آمدی	۶۳۱ھ
۸	الاجتہاد فی الانفس فیہ	ڈاکٹر حبیب خضریٰ اسید	
۹	الاحکام فی اصول الاحکام	ابو علی بن محمد آمدی	۶۳۱ھ
۱۰	اعداد الموقنین	بن قیم الجوزیہ	۷۵۱ھ
۱۱	البحر المحیط	ابو بکر محمد بن احمد سرخسی	۴۸۳ھ
۱۲	تخریج الفروع علی الاصول	شہاب الدین زنجانی	
۱۳	التقریر والتخیر	علامہ محقق ابن امیر الحاج صبی	۸۷۹ھ
۱۴	ارشاد الخوارج	محمد بن علی بن محمد شوکانی	۱۲۵۰ھ

۱۵	حصول المامول	نواب محمد صدیق حسن خان	
۱۶	شرح السنوی علی المقریر	امام جماعت الدین عبدالرحیم السنوی	۱۷۷۲ھ
۱۷	شرح عقود رسم المفتی	علامہ محمد امین المعروف زین العابدین	۱۲۵۲ھ
۱۸	ضوابط المصلح	دکٹر محمد سعید رمضان یحییٰ	
۱۹	الصدقة	محمد بن الحسن الفراء بغدادی حنبلی	۳۵۸ھ
۲۰	عقد الجید	شادی القدرہ شادی دہلوی	۱۱۷۶ھ
۲۱	الفتویٰ نفیہا وتطورہا	دکٹر حسین محمد الملاح	
۲۲	الفوائد الجدیدة		
۲۳	قواعد الفقہ	ابو الفرج عبدالرحمن بن رجب حنبلی	۷۹۵ھ
۲۴	قواعد الفقہ	مفتی محمد عظیم الدین احسان بھٹوی	
۲۵	منہج الوصول	قاضی ناصر الدین بیضاوی	۶۸۵ھ
۲۶	لمدخل لدراسة الشريعة الإسلامية		
۲۷	الموافقات	ابو اسحاق شامی	۷۹۰ھ
۲۸	المحصل	فخر الدین محمد عربی بن حسین رازی	۶۰۶ھ
۲۹	مسم الثبوت	ملا محبت اللہ بن عبدالغفور	
۳۰	مختصر ابن عاصب	ابن عاصب مالکی	
۳۱	نظریۃ الحکم ومصدر التشریع الاسلامی		
۳۲	نہایۃ السؤل	امام جماعت الدین عبدالرحیم السنوی	۷۷۲ھ
۳۳	اوضاع فی الفقہ	ابو الوفاء علی بن ابی عقیل بن محمد	۵۱۳ھ
۳۴	الاشیاء النظار	علامہ سید الدین بن ابی القیم المعروف بابن نجم حنبلی	۹۷۰ھ
۳۵	الاشیاء النظار	جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ
۳۶	اصول السرخسی	امام ابو بکر محمد بن احمد بن ابی اہل سرخسی	۳۹۰ھ

۳۶	اصول السرخی	امام ابو محمد محمد بن احمد بن ابی سہل سرخی	۵۲۹۰
۳۷	اصول الفقہ	محمد کبیر ہرقہ	
۳۸	اصول فقہ الاسلامی	دکتر دودہ زحلی حفظہ اللہ	
۳۹	اصول یزدوی	امام فخر الاسلام علی بن محمد یزدوی حنفی	۵۲۸۳
۴۰	اصول کرخی	امام ابو الحسن کرخی	۵۳۲۰
۴۱	المفصول فی احکام الاموال	امام ابو بکر محمد صہ رازی	
۴۲	اصول اشاشی	شیخ نظام الدین شاشی	۵۳۳۳
۴۳	آسان اصول فقہ	مولانا محمد سیف اللہ رحمانی	
۴۴	اصول الفقہ	شیخ محمد خفزی بک	
۴۵	التوضیح والتلویح	مہاراجہ انکیمہ کونی (مہشی)	
۴۶	تیسیر اقریب	شیخ محمد امین بادشاہ	۵۹۷۸
۴۷	تقویم الادلہ	قاضی ابو یوسف عبداللہ دیوبند	۵۳۳۰
۴۸	تائیس انظر	امام ابو یوسف عبداللہ بن عمر بن عیسیٰ دیوبند حنفی	۵۳۳۲
۴۹	التوضیح	شہاب الدین احمد بن احمد الطولی شوبکی	۵۹۳۹
۵۰	التہرؤ فی اصول الفقہ	برہان الدین ابو الوفاء ابراہیم بن شمس الدین ابی عبداللہ	
۵۱	تنقیح الفصول	شہاب الدین ابو العباس احمد بن ادریس المشہور بالقزافی	۵۶۸۳
۵۲	تخریج افروغ علی الاصول	امام شہاب الدین محمود بن احمد زنجانی	۵۲۵۶
۵۳	جمہر لاتواعد الفقہ	دکتر علی احمد ندوی	
۵۴	حافیۃ المحتول	دکتر محمد حسن بیٹو	
۵۵	حصول الامامول من علم الوصول	لام محمد صدیق حسن خان	
۵۶	شرح مختصر الروضۃ	محمد الدین ابو الفتح سیمان بن عبدالقوی بن عبدالکریم ابن سعید طولی	۵۷۱۶
۵۷	علم اصول الفقہ	ڈاکٹر عبدالوہاب خلاف	

۵۸	غزویون البصار	علامہ شیخ سید احمد بن محمد حموی مصری	۱۰۹۸ھ
۵۹	نواح الرحمت	علامہ عبدالحی محمد بن نظام الدین نصاری	
۶۰	فصول البدائع فی اصول اشرائع	شمس الدین محمد ابن حمد قداری	۸۳۳ھ
۶۱	الفروق	علامہ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن اریس مشہور بالقرانی	
۶۲	قواعد بن رجب	ابوالفرج زین الدین عبدالرحمن بن رجب حبشی	
۶۳	قرائتہ رحانیہ نور الانوار	محمد عبدالعلیم بن محمد آمین بکھنوی	۱۲۸۵ھ
۶۴	قواعد الاحکام	ابو محمد عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام سیسی	
۶۵	کشف الاسرار	امام عطاء الدین عبدالعزیز بن احمد بخاری	
۶۶	کتاب اصول الدین	شیخ امام ابو منصور عبدالقادر بن طاہر بغدادی شافعی	۵۳۹ھ
۶۷	المدخل الکلی الیہ	ڈاکٹر مصطفیٰ احمد زرقاہ	
۶۸	المختصر	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی	۵۰۵ھ
۶۹	المکرم فی القواعد	علامہ بدر الدین محمد بن بہادر زکشی	۷۹۳ھ
۷۰	المعتمد فی اصول الفقہ	علامہ ابو الحسن محمد بن علی بصری مقرر	۳۶۳ھ
۷۱	منہاج الاصول مع تحقیق سلیم شعبانیہ		
۷۲	فتنی نوصول	ابن حبيب مالکی	
۷۳	مقدمۃ المجموع	امام ابو ذکریا محی الدین بن شرف السنوی	
۷۴	فتنی الاصول والامال	محمد بن ابوعمر عثمان بن عمر بن ابی بکر معروف بہ ابن ادیب	۶۳۶ھ
۷۵	مذکر آ فی اصول الفقہ	محمد الامین بن محمد حق شافعی	۱۲۹۲ھ
۷۶	نور الانوار	حافظ شیخ محمد المعروف بسیدین	۱۱۳۰ھ
۸۷	الوجیز	ڈاکٹر عبدالکریم ریہان	

فقہ حنفی

۱	اسلام کا نظام عشر و کواۃ	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	
۲	اسلام اور جدید معاشرتی مسائل	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	

٣	اسدای عدالت	قاضی مجاهد الاسلام قاضی	
٤	امداد القنادی	مولانا شرف علی قنادی	١٣٦٢ھ
٥	بدائع الصنائع	امام ابو بکر بن سودکاسانی	٥٥٨ھ
٦	البحر الرائق	شیخ زین الدین ابن نجم مصری	٩٤٠ھ
٧	تبيين الحقائق	علامہ جمال الدین رطبی	٨٢٣ھ
٨	تحفہ الصوفیہ	سید شاہ اسماعیل صولی قادری	
٩	تحفہ الفقہاء	شیخ علاء الدین سمرقندی	٥٣٩ھ
١٠	جواهر الفقہ	مفتی محمد شفیع صاحب	
١١	جامع الرموز	علامہ قسطلانی	
١٢	الجامع الصغير	امام محمد بن حسن شیبانی	١٨٩ھ
١٣	الجوہر النیرۃ	شیخ ابو بکر بن علی حدادی	٨٠٠ھ
١٤	حاشیہ سعدی عظمی	علامہ سعد الدین عیسیٰ (سعدی عظمی)	٩٣٥ھ
١٥	حوادث القنادی	مولانا شرف علی قنادی	١٣٦٢ھ
١٦	الخیلۃ من جزۃ	مولانا شرف علی قنادی	١٣٦٢ھ
١٧	خلاصۃ القنادی	علامہ عبدالرشید طبربخاری	
١٨	در مختار	علامہ علاء الدین حصکلی	١٠٨٨ھ
١٩	رد المحتار	علامہ محمد امین ابن عابدین شامی	١٢٥٢ھ
٢٠	رسائل ابن عابدین	علامہ محمد امین ابن عابدین شامی	١٢٥٢ھ
٢١	السعایہ علی شرح الوقایہ	علامہ عبدالکافی لکھنوی	١٣٠٢ھ
٢٢	سراج فی المیراث	شیخ سراج الدین سجاد ندوی	٨٠٠ھ
٢٣	السراج المنیر شرح الجامع الصغير		
٢٤	شرح المسیر الکبیر	محمد بن ابی اہل سرخسی	٣٩٠ھ
٢٥	مطہادی علی مراقی العندار	علامہ احمد بن محمد طہادی	١٢٣١ھ

۲۶	عمدة الرعاية	علامہ عبدالحی لکھنوی	۱۳۰۴ھ
۲۷	عنایہ علی ہاشم الفتح	علامہ کمال الدین بابر	۷۸۶ھ
۲۸	فتاویٰ بزازیہ	شیخ محمد بن محمد کردی ابن السراج	۸۲۷ھ
۲۹	فتاویٰ تاتارخانیہ	علامہ عام بن علامہ اندر اپتی	۷۸۶ھ
۳۰	فتاویٰ حدودیہ	شیخ رکن الدین ابن حسام الدین تاقوری	
۳۱	فتاویٰ دارالعلوم	مفتی عزیز الرحمن عثمانی	
۳۲	فتاویٰ رشیدیہ	مولانا رشید احمد کنگوہی	
۳۳	فتاویٰ سراجیہ	سراج الدین لاودی	۸۲۹ھ
۳۴	فتاویٰ عزیز یہ	شاہ عبدالعزیز بن شادون اللہ دہلوی	۱۲۳۹ھ
۳۵	فتاویٰ غیشیہ	شیخ داؤد بن یوسف	
۳۶	فتاویٰ قاضی خان	علامہ حسن بن منصور اوزجندی	۵۹۲ھ
۳۷	فتاویٰ ہندیہ	ترتیب علامہ ہندی کی ایک جماعت	۱۰۹۲ھ
۳۸	فتح القدر	علامہ کمال الدین ابن الہمام	۶۸ھ
۳۹	قدوری	علامہ احمد بن ابی بکر بغدادی	۴۳۸ھ
۴۰	کبیری	شیخ ابراہیم مہدی	۹۵۶ھ
۴۱	کتاب العشر والزکوٰۃ	مولانا عبدالصمد رحمانی	
۴۲	کتاب الفسخ والفرق	مولانا عبدالصمد رحمانی	
۴۳	الکفایہ علی اہدایہ	علامہ جلال الدین خوارزمی	
۴۴	کفایۃ المفتی	مفتی محمد سعید اللہ دہلوی	۱۳۷۲ھ
۴۵	کنز الدقائق	ابو برکات عبداللہ بن احمد نسلی	
۴۶	کنز کلمات	مولانا فتح محمد لکھنوی	
۴۷	کتاب المخرج	امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم	۱۸۳ھ
۴۸	کتاب الاصل	امام محمد بن الحسن شیبانی	۱۸۹ھ

۴۹	مال بدست (فارسی)	قاضی شامانہ پانی پتی	۱۲۲۵ھ
۵۰	المصوب	ابوبکر محمد بن احمد سرخسی	۱۲۸۳ھ
۵۱	مقارن التوازی	برہان الدین علی مریمانی	۵۹۳ھ
۵۲	مختصر المحادی	امام احمد بن محمد طحاوی	۳۲۱ھ
۵۳	مجتہد الاحکام العدریہ	مرتبہ خلافت عثمانیہ ترکی	
۵۳	مجتہد النکوش الاسلامیہ	ادارۃ النکوش العثمیہ و راقم	
۵۵	مرآۃ الفلاح	علامہ حسن بن علی دشرمہالی	۱۰۶۹ھ
۵۶	معلق البحر	شیخ براہیم بن محمد صبی	۹۵۶ھ
۵۷	معین الحکام	علامہ علاء الدین طرابلسی	۸۳۳ھ
۵۸	منہ الخالق علی البحر الرائق	علامہ محمد امین ابن عابدین شامی	۲۵۲ھ
۵۹	منتخب نظام الفتاوی	نظام الدین عظمی	
۶۰	المواثیق فی احکام المواثیق	مفتی محمد شفیع صاحب	
۶۱	نور الایضاح	علامہ حسن بن عماد دشرمہالی	۱۰۶۹ھ
۶۲	الہدایہ	برہان الدین علی بن ابی بکر مریمانی	۵۹۳ھ

فقہ مالکی

۱	بلندہ لک ما قرب اس لک	شیخ محمد صادی	
۲	تیمرة الکام	علامہ برہان الدین ابوالوفاء ابراہیم ابن امام شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن فرحون بصری مالکی۔	
۳	الغر الدانی	شیخ ابن ابی زید قیرانی	
۴	حاشیۃ الدسوقی	شیخ محمد بن احمد بن عروہ دسوقی مالکی	۱۲۳۰ھ
۵	حاشیہ صادی علی الشرح الصغیر	علامہ شیخ احمد بن محمد صادی مالکی	
۶	حاشیۃ الخرش	ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن علی خرش مالکی	۲۸۹ھ
۷	الذخیرۃ	شیخ ابن عذوز محمد کی تونس	

۸	مخ بکلیں علی مختصر شیخ الکلیل	شیخ ضیاء ضیل	
۹	الشرح الصغیر	علامہ ابو ہرکات احمد بن محمد بن احمد دروہ	
۱۰	عمدة السالك		
۱۱	فتح اعلیٰ الدار	شیخ احمد عیش ماکی	
۱۲	القوانین الفقیہیہ	شیخ ابن جزئی	
۱۳	الکافی فی فقہ اہل المدینہ لماکی	ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر اقری القطعی	
۱۴	اسان الکلام	شیخ ابو یوسف ابو نعیم محمد بن ابی الفضل المعروف بابن محمد حنفی	
۱۵	مختصر ضیل	شیخ عبداللہ محمد بن یوسف مواب	۸۰۷ھ
۱۶	مواہب الجلیں	ابو عبداللہ محمد بن محمد بن عبدالرحمن مغربی	۹۵۳ھ
۱۷	المدوۃ الکبریٰ	امام مالک بن انس اشجی	
۱۸	لمقدمات المہمدات	ابن رشد	

فقہ شافعی

	الاحکام السلطانیہ	قاضی ابوالحسن درودی	
۲	لابیان فی شرح المسہاج	علامہ علی بن عبدالکافی سکی	۷۷۶ھ
۳	تحفۃ المحتاج	شہاب الدین احمد بن محمد حنفی	
۴	حاشیہ جمع البیواجم	علامہ شہاب الدین برکی	۹۷۰ھ
۵	حواشی تحفۃ المحتاج	شہاب الدین احمد بن محمد حنفی	
۶	الردی المغتادوی	شیخ عبدالرحمن ابی بکر سیوطی	
۷	شرح المسہاج	شیخ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حرم	۳۵۶ھ
۸	شرح المہذب (المجموع)	ابو کریب محمد بن شرف نووی	
۹	فتح المعرب	ابو القاسم عبدالکریم ابن محمد رافعی	
۱۰	فتح المعین شرح قرۃ العین	زین الدین بن عبدالعزیز سلیمانوی	۹۸۷ھ
۱۱	فتح الردف مع شرح عماد الرضاء	شیخ ابو کریب محمد بن شرف نووی	۶۷۶ھ

۱۲	کتاب الام	محمد بن ادریس شافعی	۲۰۴ھ
۱۳	منہاج الطالبین	شیخ ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی	۱۷۱ھ
۱۴	متن ابی شجاع (متن اندیہ و تقریب)	قاضی ابو شجاع احمد بن حسین بن احمد اصفہانی اشافعی	۵۹۳ھ
۱۵	اسہاج التوہم	ابن جریر صنفی	
۱۶	مغنی المحتاج	شیخ محمد الشربینی انصاری	
۱۷	مختصر المرنی	اسماعیل بن یحییٰ مرنی	
۱۸	المہذب مع تحقیق الاحلی	علامہ ابواسحاق شیرازی	
۱۹	نہیۃ المحتاج	شیخ شمس الدین محمد بن ابی العباس احمد بن حمزہ بن شہاب رملی	

فقہ حنبلی

	الاتباع	موسیٰ بن سالم مقدسی	۸۹۵-۹۶۸ھ
۲	الاحتیارات المکتوبہ لفتاویٰ ابن جمیعہ	علی بن محمد حنبلی	۸۰۳ھ
۳	روضۃ المناظر	ابو محمد عبد اللہ بن احمد ابن قدامہ	۱۲۰ھ
۴	المروض المربع	شیخ منصور بن یونس بہوتی	۱۰۵۱ھ
۵	کشاف القناع	علامہ منصور بہوتی	۱۰۵۱ھ
۶	المغنی	احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی	۵۴۰-۶۲۰ھ
۷	مجموع الفتاویٰ	شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ	۷۲۸ھ
۸	الاحکام السلطانیہ	قاضی ابویسعی محمد بن حسن القراء حنبلی	

فقہ عام

۱	لا جماع	محمد بن ابراہیم ابن منذر	۳۱۸ھ
۲	لاحوال الشخصیۃ فی الشریعۃ الاسلامیہ	عبد الحزیز عامر	
۳	اختلاف الدارین و اثرہ فی الاحکام المتناکحات و المعاملات	دکتر اساماعیل لطفی فطانی	
۴	ادب القاضی	قاضی ابوالحسن ماوردی	
۵	الافصح	شیخ یحییٰ بن محمد ابن بھدہ	

۶	الانصاف فی حکم انکحاف		
۷	تذکرہ احکام	محمد بن ابراہیم ابن جمادہ	۵۷۳۳ھ
۸	تحریر الاحکام لابن جمادہ	محمد بن ابراہیم ابن جمادہ	۵۷۳۳ھ
۹	الشریعۃ الجنائی	عبد القادر عودہ	
۱۰	الشمس	حافظ ابو عمر ابن عبد البر اندلسی	۵۳۶۳ھ
۱۱	حلیۃ العلماء	شیخ محمد بن احمد اشاشی القفال	۵۵۰۷ھ
۱۲	قوت المکتدی	شیخ سید علی بن سید بن دققی ماکلی	
۱۳	کتاب الاسوال	امام ابو سعید قاسم بن سلام	۵۲۲۳ھ
۱۴	مصادر الحق فی الفقہ الاسلامی	دکتر عبدالرزاق السنواری	
۱۵	موسوعة فقہ عمر	دکتر محمد واس قلعجی	
۱۶	موسوعة فقہ علی بن ابی طالب	دکتر محمد واس قلعجی	
۱۷	الموسوعة الفقهیة	وزارة الادفاف والشؤون الاسلامیة کویت	
۱۸	المکمل	احمد بن سعید بن حزام	۴۵۶ھ
۱۹	نظریۃ الضمان	دکتر محمد بن ابراہیم بن عبد اللہ موسیٰ	
۲۰	القرود اثر فی العقود	محمد اشرف ضری	

سیرت و تذکرہ

۱	ابو حنیفہ	ابوزہرہ مصری	۵۲۴۱ھ
۲	احمد بن حنبل	ابوزہرہ مصری	//
۳	تہذیب سیر اعلام النبلاء	امام ذہبی	۵۷۴۸ھ
۴	موسم الصوفیۃ فی مناقب اہل سیدہ	علامہ جلال بن سید علی	
۵	انصاف النکبری	جلال الدین عبدالرحمن ابی بکر سید علی	۵۹۱۱ھ
۶	رحمۃ العالمین	قاضی محمد سلیمان منصور پوری	
۷	زاد المعاد	ابن تیم جوزی	

۸	اسیرۃ النبوة	محمد بن هشام	۱۲۱۳، ۱۲۱۸ هـ
۹	سیرت النبی	علامه شیخ نعمانی	
۱۰	سیرت حلبیہ	علامه علی ابن برهان الدین حلبی	۱۰۳۲ هـ
۱۱	سیرۃ الصالحین	علامه شیخ نعمانی	
۱۲	الشافعی	شیخ ابو ذریرہ	۲۲۱ هـ
۱۳	الطبقات الکبری	علامہ ابن سعد	
۱۴	طبقات المفسرین (رجاء)	احمد بن محمد اوندوی	
۱۵	انوار دوق	علامہ شیخ نعمانی	
۱۶	مہذب سیرۃ ابن ہشام	عبد السلام ہرون	
۱۷	نزہۃ الفضلاء	امام ذہبی	۷۷۸ هـ
۱۸	الروض الملائک	عبد اللہ ابن احمد بن ابی الحسن	۶۱۳ هـ

تاریخ

۱	الہدایۃ والتمہایۃ	ابو القاسم محمد بن کثیر	۷۷۷۲ هـ
۲	تاریخ المذہب العثماني		
۳	التاریخ الاکمل		
۴	تاریخ بغداد	خطیب بغدادی	۳۶۳ هـ
۵	تاریخ مکہ	ابو الولید ازرقی	
۶	تاریخ امویۃ المورۃ	محمد عبد اللہ بن عبد اللہ مرجانی	۷۷۱ هـ
۷	تہذیب العرب	ڈاکٹر گستا دیہان	
۸	التراجم الاداریۃ	محمد ابن احمد بن مطرف کتانی	
۹	تاریخ مافی البند	ابو یحییٰ بن یزید	
۱۰	جزیرۃ العرب	مولانا رابع حسنی ندوی	
۱۱	حیۃ المؤمنان	شیخ کمال الدین دیمیری	

۱۲	طبقات ابن سعد	ابن سعد	
۱۳	طبقات المفسرین	محمود بن محمد دغدوی	
۱۴	فجر الاسلام	احمد ابن مصری	
۱۵	فتوح البلدان	علامہ بلاذری	
۱۶	مروج الذهب	ابو الحسن علی بن الحسن بن علی السعودی	۵۳۳۶
۱۷	مقدمہ ابن خلدون	علامہ عبدالرحمن ابن خلدون	۵۸۰۸
۱۸	النجوم الزاہرہ		
۱۹	عجائب الهند	ابو یحییٰ بیرونی	
۲۰	المنائب للکلی	ابن موفی کی	
۲۱	الخیرات الحسان		
۲۲	الیواقیت المعصیہ فی المواقیت اشرعیہ	محمود بن احمد بن محمد القوی ثم الحوی شافعی، المعروف بابن قطیب ادمہ۔	۵۸۳۴
۲۳	الیواقیت فی احکام المواقیت	شہاب الدین احمد ابن ادریس مصری	
۲۴	الیواقیت فی معرفۃ المواقیت	ابراہیم بن علی بن محمد ارمکی	۵۶۶۷
۲۵	الیواقیت لاب معرفۃ المواقیت	ابوالقاسم بن ابراہیم بن محمد	۵۷۷۵

لغات ، فنون و اصطلاحات

۱	تاج السعوی	محب الدین ابو فیض محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی	
۲	الجامع الطلیف	علامہ ابن سرقندی	
۳	دستور العلماء	عبدلہ بن احمد مگر	۵۱۷۳
۴	القاموس المحیط	امام محمد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی	
۵	کشف القنون	علامہ مصطفیٰ بن عبداللہ "حاجی خلیفہ"	
۶	کتاب المعرفات	سید شریف علی بن محمد جرجانی	۵۸۱۶
۷	کشاف اصطلاحات الفنون	محمد علی قادری قندلوی	۱۷۳۵ھ

۸	سان العرب	علامہ بن منظور	۵۷۱ھ
۹	نسخہ الفقہ	امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی	۵۶۷ھ
۱۰	معجم البدان	ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ حموی	۵۶۲ھ
۱۱	معجم متائیس اللغة	شیخ شمس الدین محمد بن شعبان شافعی	
۱۲	معجم المعطیات لالفاظ الفقہیہ		
۱۳	المنجد	نویس مصنف	
۱۴	مختار الصحاح	محمد بن ابوبکر بن عبد القادر رازی	
۱۵	المغرب فی ترتیب العرب	ابو الخضر ناصر بن عبد اللہ سعیدی	۵۶۱ھ
۱۶	المصباح المنیر	احمد بن محمد بن علی مقرئ	۵۷۷ھ
۱۷	مفردات القرآن	ابو القاسم احسن بن محمد رغبہ اسفہانی	
۱۸	المعجم الاوسط	ابو ابراہیم مصطفیٰ	
۱۹	معجم نسخہ الفقہاء	محمد داس قلندری، حامد صادق قنوی	
۲۰	المعجم الملموس لالفاظ الحدیث النبوی	ارشد جان دمسک اور جان پرمسنگ	
۲۱	مفتاح السعادة ومصباح السيادة	احمد بن مصطفیٰ المعروف بطاش کبریٰ زاده	
۲۲	طلحہ الفقہ فی اصطلاحات الفقہیہ	شیخ محمد الدین ابو حفص عمر بن محمد نعلی	۵۵۳ھ
۲۳	القاموس النحوی	سعدی ابو حنیبل	
۲۴	اصحیح فی اللغة	امام ابو نصر اسماعیل بن حمد دغلابی	۵۹۳ھ

متفرقات و مذاہب

۱	احکام المواریث فی الشریعہ الاسلامیہ	محمد بن الدین عبد الحمید	
۲	کتاب مقدس	باکل سوسائکی بنگور	
۳	احکام الصبیان		
۴	بدلیہ الجہد	محمد بن احمد بن محمد رشید قرطبی	۵۹۵ھ
۵	تکھمات الہیہ	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۱۱۷۶ھ

۶	حجتہ القدا الباقہ	شہ ولی اللہ محدث دہلوی	۱۱۷۶ھ
۷	رحمۃ الامۃ	ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن	
۸	السیارۃ الشرعیۃ لابن حمیہ	ترجمہ پیر محمد بن علی عاشق	
۹	سقوط العقوبات فی الفقہ الاسلامی		
۱۰	شرح عقیدۃ الطحاوی	قاضی علی بن علی بن محمد مشق	۱۷۹۲ھ
۱۱	شرح مقام	علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی	۱۷۹۲ھ
۱۲	شرح فقہ اکبر	عاطف قاری	
۱۳	الطریق الحکمیۃ	ابن قیم الجوزیہ	۷۵۱ھ
۱۴	فیوض یزدانی (ترجمہ: مکتوبات ربانی)	شیخ احمد سرہندی	
۱۵	الفقہ الاسلامی وادلتہ	ڈاکٹر وہبہ زحیمی حفظہ اللہ	
۱۶	الفقہ علی المذہب الاربعہ	عبد الرحمن جزیری	
۱۷	فقہ الزکوۃ	ڈاکٹر یوسف قرضائی	
۱۸	کتاب الخراج	امام صلی الہو علیہ وسلم عبد المالک	
۱۹	محدۃ فقہ اسد	اسلامک فقہ اکیڈمی، انڈیا	
۲۰	مجالس ابرار		
۲۱	مکتوبات ربانی	شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی	
۲۲	المیزان الکبریٰ	عبد الوہاب شعرانی	
۲۷	الہدایۃ والنجاة	امام عبد الوہاب شعرانی	

قاموس الفقہ
جلد پنجم

اشاریہ

(فقہی ترتیب پر پانچوں جلدوں میں شامل احکام کی فہرست)

اشاریہ بہ ترتیب مضامین

قرآنیات

موضوع	جلد	صفحہ	لفظ
قرآن کا اطلاق	اول	۴۴۸	آیت
آیت کی آمدنی	"	"	"
کی اور مدنی آیت اور سورتوں کی بعض احکامات	"	"	"
اوقات و احکامات کے لحاظ سے آیت قرآنی کی قسمیں	"	"	"
سب سے پہلی آیت	"	"	"
سب سے آخری آیت	"	"	"
بکیرہ سے مراد	دوم	۲۸۷	بکیرہ
نفوی و مطلق معنی	چہارم	۱۵	سہ
سائیدہ سے مراد	"	"	"
رسم شکرانہ کا ہائی	"	"	"
اس سنت و رسم کا مسک	دوم	۵۱۹	تقریر
شعائر - نفوی معنی	سوم	۲۹۰	شعائر
شعائر اللہ سے مراد	"	"	"
شعائر اللہ کا احترام	"	"	"
شعائر دین کا تسخیر	"	۲۹	"
آیت کثر کے معنی	چہارم	۵۶۹	کثر
کثر سے مراد	"	"	"
حضرات مہدی علیہ السلام کا افتداف	"	"	"
لہو - نفوی معنی	"	۵۹۷	لہو

ماہون سے مراد	پنجم	۵۲	ماہون
آیۃ الکرسی	اول	//	آیۃ الکرسی
کی۔ بسم اللہ جز و سورت ہے؟	دوم	۳۱۶	بسمۃ
رفت سے مراد	سوم	۳۸۸	رفت
معروف — لغوی و اصطلاحی معنی	پنجم	۱۳۰	معروف
شریعت کی، سورات سب کی سب معروف ہیں	//	//	//
منکر کی تفسیر	پنجم	//	منکر
تفسیر — لغوی معنی	دوم	۳۸۶	تفسیر
اصطلاحی تعریف	//	۳۸۷	//
تفسیر قرآن کے تاخذ	//	//	//
تفسیر بارائے	//	۳۸۹	//
تفسیر کے لئے ضروری علوم	//	۳۹۰	//
تاویل لغوی معنی	دوم	۳۰۸	تاویل
مفسرین کے نزدیک	//	//	//

حدیثیات

محمد شین کی اصطلاح میں	دوم	۵۰	اخبار
حدیث ”کم یندا بسم اللہ“ کی تحقیق	//	۳۱۶	بسمۃ
جذام کے شرعی احکام	سوم	۸۵	جذام
متعارض روایوں میں تطبیق	//	۸۶	//
اہل و عیال پر فراخی کی روایت	چہارم	۳۶۵	عاشورہ
سرمہ لگانے کی روایت	//	//	//

ایمانیات

صفات رحمت	اول	۳۱۳	اللہ
اللہ تعالیٰ کی صفات غضب	//	//	//

صفات غضب اور اس پر یقین کی ضرورت	اول	۱۱	اللہ
اللہ کی تحقیق	۱۱	۱۱	۱۱
اسماء شفی	۱۱	۱۱	۱۱
کیا اسماء الہی توقیفی ہیں؟	۱۱	۱۱	۱۱
اللہ تعالیٰ کے سنے دیگر مذاہب اور زہنوں میں استعمال ہونے والے الفاظ کا حکم	۱۱	۱۱	۱۱
نبی کماخذ	چشم	۱۶۵	نبی
نبی اور رسوں میں فرق	۱۱	۱۱	۱۱
انبیاء کی عصمت	۱۱	۱۱	۱۱
کبیرہ کا ارتکاب	۱۱	۱۱	۱۱
کفریہ قول و فعل	۱۱	۱۱	۱۱
جھوٹا عہد اور سہوا	۱۱	۱۱	۱۱
صفائے کا صدور	۱۱	۱۱	۱۱
زنتیں اور لغزشیں	۱۱	۱۱	۱۱
سہو و نسیان	۱۱	۱۱	۱۱
ہانت انبیاء	۱۱	۱۱	۱۱
شاتم رسول کی توبہ	۱۱	۱۱	۱۱
انبیاء کے فضائل	۱۱	۱۱	۱۱
خیندہ نفس و ضوئ نہیں	۱۱	۱۱	۱۱
انبیاء اور ان کے خاندان کے لئے زکوٰۃ	۱۱	۱۱	۱۱
انبیاء اور میراث	۱۱	۱۱	۱۱
انبیاء کے مال میں زکوٰۃ	۱۱	۱۱	۱۱
جنوں میں نبوت	سوم	۱۳۴	جن
پہلی رائے	اول	۴۳۸	آل
دوسری رائے	۱۱	۱۱	۱۱
تیسری رائے	۱۱	۱۱	۱۱

بعض متفقین کا مسلک	//	۳۳۸	//
آلہ نبی کے معصوم ہونے کا عقیدہ	//	//	//
ایمان کی حقیقت	دوم	۳۶۳	تصدیق
ایمان - لغوی معنی	//	۳۷۲	ایمان
ایمان کی حقیقت	//	//	//
بسیط ہے یا مرکب؟	//	۳۷۲	ایمان
تصدیق سے مراد	//	//	//
اعمال کے جزاء ایمان نہ ہونے کی دلیلیں	//	۳۷۳	//
ایمان میں کمی و زیادتی	//	//	//
ایمان اور اسلام	//	۳۷۳	//
اسلام اور ایمان	//	۱۳۸	اسلام
رسول ﷺ کی شان میں گستاخی	اول	۳۳۶	احمد
سب - لغوی معنی	چہارم	۱۱۸	سب
سب و شتم باعث فتن	//	//	//
انکار رسول کی شان میں گستاخی	//	//	//
صلیب لگانا	چہارم	۳۸۳	صلیب
عیسائیوں کا عقیدہ کفارہ	//	//	//
کلمت کفر بحرانی کیفیت میں	دوم	۳۸	اختصار
زندیق کی تعریف	چہارم	۱۰۷	زندیق
زندیق اور منافق	//	//	//
زندیق کی توبہ مقبول نہیں	//	//	//
زندیق کے دل کا حکم	//	//	//
منافق اور زندیق	پنجم	۲۰۲	غلق
اس فرد کے عقائد	دوم	۳۳۸	بہائی
حضرت علی کی طرف تنقید کی نسبت	//	۵۲۱	تنقید

بعض مشرک فرقتے، دوران کے احکام	۳۲	۶۷	مجموعہ
صابی - لغوی معنی	چہارم	۲۱۵	صابی
صابین کے سلسلہ میں فقہاء و مفسرین کے اقوال	"	"	"
اختلاف کی اصل بنیاد	"	"	"
جس کا اہل کتاب میں ہونا مقنوک ہو	"	"	"
تقدیر کے بارے میں اہل سنت و جماعت کی رائے	چہارم	۴۷۷	تقدیر
جبریہ کا نقطہ نظر	"	"	"
تدیریہ کا نقطہ نظر	"	"	"
تدیریہ کا ظہور کب ہوا؟	"	"	"
تدیریہ کا حکم	"	"	"
فرقہ باطنیہ کے عقائد، دوران کا حکم	دوم	۲۸۰	باطنیہ
قادیانیوں کا حکم	"	۲۵۶	"
خدا کے مختلف درجات	چہارم	۵۴۹	کبیرہ
مکہ کبیرہ کی تعریف اور اس سلسلے میں اہل علم کے اقوال	"	"	"
صفائے کرامت	"	"	"
کہار کے ارتکاب سے متعلق دنیوی احکام	"	"	"
بدعت - لغوی معنی	دوم	۲۹۱	بدعت
اصطلاحی تعریف	"	"	"
کوئی بدعت حسنہ نہیں ہے	"	۲۹۲	"
بدعت - حدیث رسول کی روشنی میں	"	۲۹۳	"
بدعت اور سف و صوفیاء کے اقوال	"	۲۹۵	"
مرکب بدعت، فقہاء کی نظر میں	"	۲۹۷	"
علامات	"	۲۹۸	"
انفرادی عبادت اجتماعی طور پر ادا کی جائے	"	۲۹۹	"
اذکار سری کو جبری پڑھنا	"	"	"

وقت کی تعیین	//	//	//
خاص بیت و کیفیت کی تعیین	۳۰۰	//	//
اضافہ کی کا اہام	//	//	//
مستحبہ کو واجب کا درجہ دینا	۳۰۱	//	//
موقع و محل کی عدم رعایت	//	//	//
غیر مسموں سے تشبیہ	//	//	//
لوگوں کو سبوتا	۳۳۷	//	م

ازالہ شبہات

کیا خدا غضبناک ہے؟	اول	۴۱۳	اللہ
کیا اسلام کا خدا صرف غضبناک اور قاہر و جبار ہے؟	//	//	//
حنفی کا مسئلہ	//	۴۷۳	بن
سوالات	//	//	//
تنہیت کا اثر قانون نکاح پر	//	//	//
تنہیت کا اثر قانون وراثت پر	//	//	//
تنہیت کا اثر دوسرے قوانین پر	//	۴۷۹	ابن الہ
پوتے کی وراثت کا مسئلہ	سوم	۱۸۸	جب
پوتے کی وراثت کا مسئلہ	اول	۴۷۹	ابن الہ
قرآنی اصول	//	//	//
حق کی وراثت کا معیار نہیں	//	//	//
وراثت میں قائم مقام	//	//	//
جماع امت	//	//	//
وصیت و ہبہ کی منجائش	//	//	//
جہان کی پرورش کا مسئلہ	//	//	//
جزیہ پر اعتراضات	سوم	۱۰۰	جزیہ

بہی کا حق میراث	دوم	۳۳۲	نت
بہی اور بیٹے میں فرق کی وجہ	//	۳۳۲	//
کیا استقبال قبلہ بت پرستی ہے؟	//	۱۲۳	استقبال
کیا استقبال قبلہ بت پرستی ہے؟	//	۴۲۱	حجری
کیا حجر اسود کا بوسہ سینا سنگ پرستی ہے؟	//	۱۲۳	اسلام
غلامی کا مسئلہ	//	۱۶۹	اعتاق
اس سلسلے میں حضور ﷺ اور مسیہ بہ ﷺ کا عمل	//	۱۶۹	//
قانون طلاق میں شریعت کا توازن و اعتدال	دوم	۳۸۶	تفریق
کھجی غذا انسانی فطرت کا تقاضہ	سوم	۳۱۵	حیوان
چانوروں کے ساتھ حسن سلوک	//	۳۱۵	//

حکم و حاکم

اصول فقہ

حاکم	۴۷	۲۸۷	علم
محموم فیہ	//	//	//
محموم علیہ	//	//	//
حکم کی تعریف	//	//	//
حکم تکلفی	//	۲۸۹	//
حکم وضعی	//	۲۹۰	//
سبب	//	//	//
شرط	//	//	//
مانع	//	//	//
سلام کے نظام قانون کی روح	//	//	//
حلال کرنا اللہ ہی کا حق ہے	دوم	۳۲۸	تحلیل
حرام کرنا اللہ ہی کا حق ہے؟	//	۳۲۲	تحريم
احکام شرعیہ میں عقل کا مقام	سوم	۱۳۳	حاکم

عقل کی وجہ تسمیہ	چہارم	۴۰۷	عقل
احکام شریعہ میں عقل کا مقام	"	"	"
اشاعرہ کا نقطہ نظر	"	"	"
معقولہ اور لامیہ کی رائے	"	۴۰۶	"
تاریخ یہ کا نقطہ نظر	"	"	"
حاکم شریعت ہے نہ کہ عقل	"	"	"
رکن — لغوی معنی	سوم	۴۹۳	رکن
اصطلاح میں	"	"	"
رکن اور شرطا کا فرق	"	"	"
فرض — لغت و اصطلاح میں	چہارم	۴۵۲	فرض
کن دلائل سے فرض ثابت ہوتا ہے؟	"	"	"
کن دلائل سے واجب کا ثبوت ہوتا ہے؟	"	"	"
کن دلائل سے سنن و مستحبات کا ثبوت ہوتا ہے؟	"	"	"
واجب — لغوی و اصطلاحی معنی	پنجم	۴۵۶	واجب
واجب علی العین اور واجب علی الکفایہ	"	"	"
واجب معین اور واجب مختیر	"	"	"
واجب اور فرض میں فرق	"	"	"
مستحب	"	۱۳۲	مندوب
ادب — لغوی و اصطلاحی معنی	دوم	۶۱	ادب
ادب کا ثبوت	"	"	"
ادب کا حکم	"	"	"
درجہ نحو	اول	۴۵۶	اباحت
مباح کا حکم	"	"	"
ایک ہم مسئلہ	"	"	"
تحریم طہال	"	"	"

ادکام میں فرق مراتب	//	۴۵۶	//
مباحات رخصت	//	//	//
مباحات غلو	//	//	//
سکرتی امدین	//	//	//
اجتماعی اور انفرادی حیثیتوں کا فرق	//	//	//
انفرادی حقوق میں دخل مدنی	//	//	//
اشیاء میں اصل باحت ہے یا کما نعت؟	//	//	//
أصول فقہ کی ایک اصطلاح	۴۴	۴۴	۴۴
حرام کے نئے اسالیب	//	۴۴	۴۴
حرم مذاتہ	//	۴۴	۴۴
حرام ظہرہ	//	۴۴	۴۴
مکروہ	۴۴	۴۴	۴۴
نعت واصطلاح میں	//	۴۴	۴۴
مانع کی پانچ قسمیں	//	//	//
مانع کی تین صورتیں	//	//	//
لقوی معنی	۴۴	۴۴	۴۴
اصطلاحی تعریف	//	//	//
چار صورتیں	//	//	//
سبب بزر	//	//	//
سبب محض	//	//	//
سبب بہ معنی علت	//	//	//
سبب مشابہ بہ علت	//	//	//
دوسرے علماء اُصول کی رائے	//	//	//
ایک فقہی قاعدہ	//	//	//
دو طرح کی مناسبت	دوم	۱۱۷	استعارہ

عت کی مشا	//	۱۱۷	//
سبب کی مشا	//	//	//
شرط کی اصطلاحی تعریف	چہارم	۱۸۳	شرط
شرط اور رکن میں فرق	//	//	//
شرط اور جعلی شرطیں	//	//	//
دوا اور قسمیں	//	//	//
شرط شرعی سے مراد	//	//	//
سبب میں شرط	//	//	//
شرط جعلی سے مراد	//	//	//
عقلم میں شرط	//	//	//
سرخی اور شرط کی چہ قسمیں	//	//	//

تکلیف و خطاب شرعی

حیات انسانی کے مختلف ادوار، فقہی نقطہ نظر سے	دوم	۲۳۳	انسان
پہلا دور	//	//	//
دوسرا دور	//	//	//
تیسرا دور	//	۲۳۵	//
چوتھا دور	//	//	//
ذمہ — غوی معنی	۴	۳۶۱	ذمہ
فقہی اصطلاح	//	//	//
احکام و خصوصیات	//	//	//
ذمہ، انسانی شخصیت کے لئے	//	۳۶۲	//
پیدائش کے ساتھ ہی ذمہ	//	//	//
فقہاء کا نقطہ نظر	//	//	//
حقیقہ کی رائے	//	//	//
عبادات میں	پنجم	۳۵۰	نیا بت

معاملات میں	//	۲۵۰	//
حج بدل کا مسئلہ	//	//	//

موارض اہلیت

اہلیت سے مراد	دوم	۲۵۹	اجتہاد
عوارض اہلیت	//	//	//
جنین زیر حمل پر	//	۱۵۸	اہلیت
عوارض	دوم	۲۵۹	اہلیت
شرعی احکام میں تخفیف کی صورتیں	//	//	//
سفر	//	//	//
پیماری	//	//	//
دشواری و جنگ	//	//	//
تقصیر	//	//	//
تخفیف کی مختلف صورتیں	//	۲۵۹	//
استقامت	//	//	//
متنقیص	//	//	//
اہداں	//	//	//
تقدیم	//	//	//
تاخیر	//	//	//
تغییر	//	//	//
ترخیص	//	//	//
علم اصطلاح شرع میں	چہارم	۴۱۲	علم
حکماء کی اصطلاح میں	//	//	//
احکام شرعیہ میں علم کی اہلیت	//	//	//
احناف کے نزدیک جہل کے احکام	سوم	۱۶۶	جہل
شافع کے نزدیک جہل کے احکام	//	۱۶۸	//

جہل سے متعلق ایک اصول	۱۶۷	۱۶۷	۱۶۷
جہل کے مستبر ہونے کے لئے دو بنیادی اصول	۱۶۹	۱۶۹	۱۶۹
جہل باطل	۱۶۶	۱۶۶	۱۶۶
موقع اجتہاد میں جہل	۱۶۷	۱۶۷	۱۶۷
دار الحرب میں جہل	۱۶۷	۱۶۷	۱۶۷
جہل کی چوتھی قسم	۱۶۷	۱۶۷	۱۶۷
پہلی صورت	۱۶۸	۱۶۸	۱۶۸
دوسری صورت	۱۶۸	۱۶۸	۱۶۸
تیسری صورت	۱۶۸	۱۶۸	۱۶۸
چوتھی صورت	۱۶۸	۱۶۸	۱۶۸
نسیان — معنی و مراد	۱۹۵	۱۹۵	۱۹۵
نسیان اور سہو	۱۹۵	۱۹۵	۱۹۵
بھول کی وجہ سے گناہ معاف ہے	۱۹۵	۱۹۵	۱۹۵
نماز میں	۱۹۵	۱۹۵	۱۹۵
روزہ میں	۱۹۵	۱۹۵	۱۹۵
بھول کر کرنے والے فعل کی خلافی	۱۹۵	۱۹۵	۱۹۵
حکم اور مطلق	۱۹۵	۱۹۵	۱۹۵
ممنوعات احرام کا ارتکاب	۱۹۵	۱۹۵	۱۹۵
بھول کر موجب حد فعل کا ارتکاب	۱۹۵	۱۹۵	۱۹۵
علامہ جر جہلی کی رائے	۱۹۵	۱۹۵	۱۹۵
عزالعین بن عبدالسلامی چشم کشا بحث	۱۹۵	۱۹۵	۱۹۵
مادی اور معنوی نقص	۲۲۰	۲۲۰	۲۲۰
معمولی نقص اور غیر معمولی نقص	۲۲۰	۲۲۰	۲۲۰
معمولی نقص کا احکام پراثر	۲۲۰	۲۲۰	۲۲۰
معمولی اور غیر معمولی کا معیار	۲۲۰	۲۲۰	۲۲۰

معتوہ اور بختون میں فرق	چہارم	۳۷۰	عمدہ
الہیت کے اعتبار سے معتوہ کا درجہ	"	"	"
نفاہ، سنا اور نوم میں فرق	پنجم	۳۳۳	نور
نہند کی وجہ سے حکم مؤخر	"	"	"
نہند میں جو نفاہ مستحبر نہیں	"	"	"
جنون سے متعلق فقہ شافعی کے احکام	۶م	۱۵۷	جنون
جنون کی قسمیں	"	۱۵۶	"
عبدت اور معاملات	"	۱۵۵	"
جرائم اور مستحبر ہیں	"	"	"
دین و عقیدہ	"	۱۵۶	"
اصطلاح فقہ میں	۶م	۳۳۳	خطا
خطا پر موقوفہ	"	"	"
خطا سے بعض احکام معاف ہو جاتے ہیں	"	۳۳۳	"
مختلف ابواب فقہ میں خطا کا اثر	"	"	"
نماز میں	"	"	"
زکوٰۃ میں	"	"	"
روزہ میں	"	"	"
معاملات میں	"	۳۳۳	"
طلاق میں	"	"	"
نیت میں	"	"	"
حقوق الناس میں	"	"	"
بیماری کا عذاب ہونا ضروری نہیں	پنجم	۷۵	مرض
مریض اور اس کے احکام	"	"	"
پہنچ کر نماز	"	"	"
لیٹ کر نماز	"	"	"

اشارہ سے نماز	۷۵	۷۵	۷۵
مریض اور جماعت	۷۵	۷۵	۷۵
نماز کے درمیان بیمار ہو جائے	۷۵	۷۵	۷۵
درمیان میں صحت ہو جائے	۷۵	۷۵	۷۵
لامرغز کی وجہ سے بیٹھ کر نماز ادا کرے	۷۵	۷۵	۷۵
مریض اور روزہ	۷۵	۷۵	۷۵
مریض کے نئے حج میں سہولتیں	۷۵	۷۵	۷۵
مرض وفات سے مراد	۷۵	۷۵	۷۵
مرض وفات کی طلاق	۷۵	۷۵	۷۵
مرض وفات میں اقرار	۷۵	۷۵	۷۵
وصولی دین کا اقرار	۷۵	۷۵	۷۵
مرض وفات کا بہرہ صدقہ اور وقف	۷۵	۷۵	۷۵
مرض موت کا وقف	۷۵	۷۵	۷۵
بنا ضرورت سفر	۱۵۵	چہارم	سفر
دینی اور جائز مقاصد کے لئے سفر	۱۵۵	۱۵۵	۱۵۵
سفر سے متعلق رخصتیں	۱۵۵	۱۵۵	۱۵۵
وطن اصلی سے مراد	۲۸۸	پہلے	وطن
وطن اصلی کا تعدد	۲۸۸	۲۸۸	۲۸۸
وطن اصلی کا حکم	۲۸۸	۲۸۸	۲۸۸
وطن اقامت سے مراد	۲۸۸	۲۸۸	۲۸۸
وطن اقامت کا حکم	۲۸۸	۲۸۸	۲۸۸
وطن اقامت کے سلسلہ میں دوسرے فقہاء کی آراء	۲۸۸	۲۸۸	۲۸۸
وطن سکنی	۲۸۸	۲۸۸	۲۸۸
حاج کب قصر کریں گے؟	۲۸۸	۲۸۸	۲۸۸

ادلہ شرعیہ

کتاب اللہ

ادکام شرعیہ کے مستقل و ضمنی تاخذ	دوم	۱۵۲	مصولہ شرع
دلیل سے مراد	سوم	۴۳۵	دلیل
دلیل کی دو قسمیں	"	"	"
کتاب - لغوی معنی	چہارم	۵۵۰	کتاب
قرآن - اصطلاحی تعریف	چہارم	۴۸۳	قرآن
وجہ تسمیہ	"	"	"
الکتاب سے مراد	چہارم	۵۵۰	کتاب
خاص - لغوی و اصطلاحی تعریف	سوم	۳۲۴	خاص
خاص کی قسمیں	"	"	"
خاص کا حکم	"	۳۲۵	"
تخصیص اور استثناء میں فرق	"	۴۳۱	تخصیص
تخصیص اور نسخ کے درمیان فرق	"	"	"
تخصیص کے ذرائع	"	۴۳۲	"
تخصیص اور تعلید میں فرق	"	۴۳۳	"
عام - لغوی معنی	چہارم	۳۶۷	عام
اصطلاحی تعریف	"	"	"
عام کا حکم	"	"	"
تخصیص کے ذرائع	"	"	"
دلیل عقلی	"	"	"
خود قرآن کے ذریعہ	"	"	"
سنت کے ذریعہ سنت کی تخصیص	"	"	"
سنت کے ذریعہ قرآن کی تخصیص	"	"	"
اجماع کے ذریعہ تخصیص	"	"	"
صحابہ کے اقوال و افعال سے تخصیص	"	"	"

امول نقدی اصطلاح میں	۴۰۹	۴۰۹	تاریخ
تعریف	۱۰۰	۱۰۰	مشتک
کیا مشتک الفاظ کا وجود ہے؟	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
بہ یک وقت ایک سے زائد معنی مراد لئے جانے کا حکم	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
مشتک سے مؤول	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
مشتک اور محمل میں فرق	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
مشتک میں تاویل کی مثال	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
حقیقت لغوی	۲۸۵	۲۸۵	حقیقت
حقیقت اصطلاحی	۲۸۵	۲۸۵	۲۸۵
حقیقت شرعی	۲۸۵	۲۸۵	۲۸۵
حقیقت عرفی	۲۸۵	۲۸۵	۲۸۵
حقیقت کی قسمیں	۲۸۵	۲۸۵	۲۸۵
حقیقت کے احکام	۲۸۵	۲۸۵	۲۸۵
معنی حقیقی کو چھوڑنے کے قرائن	۲۸۶	۲۸۶	۲۸۶
استعمال اور عادت	۲۸۶	۲۸۶	۲۸۶
خود کلام کا تقاضا	۲۸۶	۲۸۶	۲۸۶
سیاق و سباق	۲۸۶	۲۸۶	۲۸۶
حکیم کی کیفیت	۲۸۶	۲۸۶	۲۸۶
موقع و محل	۲۸۶	۲۸۶	۲۸۶
حقیقت و مجاز کا اجتماع	۲۸۷	۲۸۷	۲۸۷
مجاز - لغوی معنی	۲۲	۲۲	مجاز
اصطلاحی معنی	۲۲	۲۲	۲۲
مجاز اور معنی حقیقی کے درمیان مناسبت	۲۲	۲۲	۲۲
مجاز کا حکم	۲۲	۲۲	۲۲
بیک وقت حقیقی و مجازی معنی	۲۲	۲۲	۲۲

عموم مجاز	"	"	"
اگر خطاب الہی مطلق ہو؟	"	"	۱۲۵
اگر مقید ہو؟	"	"	"
اگر ایک جگہ مطلق ہو، اور دوسری جگہ مقید ہو؟	"	"	"
سبب اور حکم مختلف ہو	"	"	"
حکم مختلف ہو، سبب ایک ہو	"	"	"
سبب مختلف ہو، حکم ایک ہو	"	"	"
اگر ایک جگہ حکم مطلق ہو اور دوسری جگہ مقید؟	دوم	"	۱۶۳
دلالت اس	پہم	"	۱۸۷
اشارۃ اس	"	"	"
اقتضاء اس	"	"	"
تعریف	پہم	"	۱۳۰
مفسر کا حکم	"	"	"
تعریف	"	"	۶۷
اگر حکم و مفسر میں تعارض ہو؟	"	"	"
حکام کی ایک اور تعریف	"	"	"
مجمل - لغوی و اصطلاحی تعریف	"	"	۶۴
حکم	"	"	"
معنی و حکم	اول	"	۵۳۹
مجمل کی توضیح کے ذرائع	"	"	"
تثابہ	پہم	"	۵۷
تعریف	"	"	"
معنی کے اعتبار سے تثابہ	"	"	"
کیفیت کے اعتبار سے تثابہ	"	"	"
تثابہ کا حکم	"	"	"

دوسری نم	دوم	۱۶۶	استقامت
اداء	//	۵۸	اداء
اداء کامل	//	۵۹	//
اداء قاصر	//	//	//
اداء مشہد	//	//	//
احکام	//	//	//
نہی - لغوی معنی	پہم	۲۳۳	نہی
اصطلاحی تعریف	//	//	//
نہی کی تعبیرات	//	//	//
صیغہ نہی کے معانی	//	//	//
تین اصولی اختلاف	//	//	//
نہی تحریم کے لئے ہے یا کراہت کے لئے؟	//	//	//
نہی میں دوام کے معنی	//	//	//
فعل پر نہی کا اثر	//	//	//
فعلیہ کا حکم	//	//	//
وصف غیر لازم کی وجہ سے فعل کا حکم	//	//	//
وصف لازم کی وجہ سے فعل کا حکم	//	//	//
حسی افعال سے ممانعت کی صورت میں	//	//	//
شرعی افعال سے ممانعت	//	//	//
اہم شرعی کی وضاحت	//	//	//
معاظلات میں نیابت	//	۲۵۰	نیابت
عبادات میں نیابت	//	//	//
حج پر کا مسئلہ	//	//	//
مفہوم موافق	//	۱۳۳	مفہوم
مفہوم مخالف	//	//	//

مفہوم مخالف کے معنی ہونے کی شرطیں	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
رخصت - لغوی معنی	۴۷۷	۴۷۷	۴۷۷
اصطلاحی معنی	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
اطلاق کے اعتبار سے چار قسمیں	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
اہل درجہ	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
دوسرا درجہ	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
رخصت مجازی کی پہلی قسم	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
دوسری قسم	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
احکام کے اعتبار سے رخصت	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
قسمیں	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
ترک رخصت باعث گناہ	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
فصل اور ترک کا اختیار	۴۷۸	۴۷۸	۴۷۸
رخصت پر عمل خلاف مستحب	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
رخصت پر عمل مستحب	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
رخصت و تخفیف کی سات صورتیں	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
اسقاط	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
تثقیب	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
ابدال	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
تقدیم	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
تاخیر	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
ترخیص	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
تغیر	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
رخصت کے اسباب	۱۳۴	۱۳۴	۱۳۴
تقریر - اصول فقہ کی اصطلاح میں	۴۹۳	۴۹۳	۴۹۳
بیان کی تعریف	۴۴۰	۴۴۰	۴۴۰

بیان کے ذرائع	۳۳۱	۳۳۱	۳۳۱
قولی فعل بیان	۳۳۱	۳۳۱	۳۳۱
درجات کے لحاظ سے بیان کی پانچ صورتیں	۳۳۲	۳۳۲	۳۳۲
بیان تقریری	۳۳۲	۳۳۲	۳۳۲
بیان تفسیری	۳۳۳	۳۳۳	۳۳۳
بیان تبدیلی	۳۳۳	۳۳۳	۳۳۳
بیان تغیری	۳۳۳	۳۳۳	۳۳۳
بیان ضرورت	۳۳۳	۳۳۳	۳۳۳
بیان حال	۳۳۳	۳۳۳	۳۳۳
بیان عست	۳۳۳	۳۳۳	۳۳۳
بیان میں تاخیر کا مسئلہ	۳۳۳	۳۳۳	۳۳۳
بیان تبدیلی	۳۰۹	۳۰۹	۳۰۹
بمعنی اتصال	۳۰۹	۳۰۹	۳۰۹
بمعنی استعانت	۳۰۹	۳۰۹	۳۰۹
بمعنی سبب	۳۰۹	۳۰۹	۳۰۹
بمعنی علی	۳۰۹	۳۰۹	۳۰۹
زانہ	۳۰۹	۳۰۹	۳۰۹
بمعنی بعض اور اس میں فقہاء کے اختلافات	۳۰۹	۳۰۹	۳۰۹
اہم شائع کا نقطہ نظر	۳۰۹	۳۰۹	۳۰۹
لغوی معنی	۳۶۲	۳۶۲	۳۶۲
یوم سے کب دن مراد ہوتا ہے اور کب مطلق وقت؟	۳۶۲	۳۶۲	۳۶۲
اگر یوم سے پہلے فعل محمد آئے اور بعد میں فعل غیر محمد؟	۳۶۲	۳۶۲	۳۶۲
”ف“ کے معنی	۳۶۲	۳۶۲	۳۶۲
”ف“ بمعنی ”و“	۳۶۲	۳۶۲	۳۶۲
”ف“ تفسیریہ	۳۶۲	۳۶۲	۳۶۲

جزاء پر "ف" کا داخل ہونا	//	//	//
مطلوب پر "ف" کا داخل ہونا	//	//	//
غایت سے مراد	۲۲۸	//	غایت
غایت ابتدا اور غایت انتہاء کے لئے عربی الفاظ	//	//	//
غایت کا مفہوم مخالف	//	//	//
کیا غایت، مضمر کے حکم میں داخل ہوتی ہے؟	//	//	//
"إِذَا" کے معانی	۶۳	دوم	إِذَا
"إِذَا" کے معانی	//	//	إِذَا

ہسنت — ایک دلیل شرعی

حدیث کی اہمیت	۲۲۶	۳	حدیث
حدیث کی حجت	۲۲۷	//	//
تعلیم کتاب	۲۲۹	//	//
تعلیم حکمت	۲۳۱	//	//
احادیث بھی وحی ہیں	//	//	//
حدیث اور کتاب اللہ	۲۳۲	//	//
حجت — حدیث کی روشنی میں	۲۳۳	//	//
آجاری صلی اللہ علیہ وسلم	//	//	//
اجماع امت	۲۳۴	//	//
اقسام و اصطلاحات حدیث و کتب حدیث	۲۳۵	//	//
حدیث، اصطلاح محدثین میں	//	//	//
احادیث کی تقسیم بہی ط صحت و قبولیت	۲۳۶	//	//
اقسام حدیث باعتبار تواتر	۲۳۷	//	//
انقطاع سند کی وجہ سے ضعیف روایات	//	//	//
وجوہ طعن	۲۳۸	//	//
ضعیف احادیث کی قسمیں	//	//	//

اقسام حدیث لمخاطبیت	//	۲۳۹	//
علم حدیث کی متفرق اصطلاحات	//	۲۴۰	//
کتب حدیث کی قسمیں	//	//	//
اقسام حدیث باعتبار تعداد روایت	//	//	//
متواتر (حدیث کی ایک اصطلاح)	پنجم	۵۹	متواتر
خبر کا مشہور ہونا	دوم	۱۱۷	استفاضہ
اثر (علم حدیث کی اصطلاح میں)	اول	۳۹۰	اثر
موقوف (فقہ حدیث کی ایک اصطلاح)	پنجم	۱۴۵	موقوف
صحابی — لغوی معنی	چہارم	۲۱۹	صحابی
صحابی کسے کہتے ہیں؟	//	//	//
احمد نجاشی کا حکم	//	//	//
صحابیت کا ثبوت	//	//	//
قواتر کے ذریعہ	//	//	//
شہرت کے ذریعہ	//	//	//
معروف صحابی کی اطلاع	//	//	//
عادل و معتبر شخص کا دعویٰ	//	//	//
۱۱۰ھ کے بعد دعویٰ صحابیت	//	//	//
تمام صحابہ عادل ہیں	//	//	//
صحابہ میں مراتب	//	//	//
روایت کے اعتبار سے درجات	//	//	//
مکملین حدیث	//	//	//
فقہ کے اعتبار سے درجات	//	//	//
صحابہ کے بارے میں احتیاط	//	//	//
صحابہ کے ساتھ گستاخی کرنے والے کا حکم	//	//	//
افاضل تابعی	دوم	۳۸۸	تابعی

فقہاء مدینہ	۳۸۸	//	//
امام ابو حنیفہ تابعی تھے	//	//	//
شیخ تابعین	۴۱۳	//	شیخ تابعین
راوی کے لئے چار ضروری شرطیں	۴۸۶	اول	اتقان
اسلام	//	//	//
عقل	//	//	//
عدالت	//	//	//
ثقة کی تعریف	۴۱	سوم	ثقة
عدل سے مراد	//	//	//
توثیق کے اصول	۴۲	//	//
احادیث میں زیادت ثقة کا حکم	//	//	//
ایمن صلاح کی تقسیم	//	//	//
احناف کا نقطہ نظر	۴۳	//	//
توثیقی الفاظ میں مراتب درجات	//	//	//
روایت حدیث اور نقل	۴۵۳	چہارم	فلسفہ و فاسق
مرات	۸۱	پنجم	مرات
مجہول، محدثین کی اصطلاح میں	۶۵	//	مجہول
مجہول کی تین قسمیں	//	//	//
الفاظ جرح کے درجات	۸۸	۴	جرح
کیا جرح بہم کا اعتبار ہے؟	۸۹	//	//
جس راوی پر جرح و تعدیل دونوں ہوں	//	//	//
سند حدیث کی اہمیت	۱۴۱	دوم	اسناد
اسلام کا اعجاز	//	//	//
متن کا اضطراب	۱۶۱	//	اضطراب
سند کا اضطراب	۱۶۲	//	//

معنی کا اضطراب	۱۶۳	۱۱	۱۱
حدیث مضطرب کا حکم	۱۱	۱۱	۱۱
ایک دلچسپ مثال	۱۱	۱۱	۱۱
حدیث فعلی کی حیثیت	۴۸۴	۱۱	۱۱
ارسال — لغوی و اصطلاحی معنی	۷۶	۱۱	۱۱
حدیث مرسل کی تعریف	۱۱	۱۱	۱۱
صحیحہ کی مراسیل	۷۷	۱۱	۱۱
اکابر تابعین کی مراسیل	۷۸	۱۱	۱۱
مصادر تابعین کی مراسیل	۷۹	۱۱	۱۱
جمع تابعین کی مراسیل	۱۱	۱۱	۱۱
جمع تابعین کے بعد مراسیل روایتیں	۸۰	۱۱	۱۱
مرسل کو قبول کرنے کی شرطیں	۸۱	۱۱	۱۱
احناف کے نقطہ نظر کی توضیح	۸۲	۱۱	۱۱
قائلین کے دلائل	۸۳	۱۱	۱۱
ارسال کرنے والے کچھ اہم رواۃ اور ان کے بارے میں محدثین کا کلام	۱۱	۱۱	۱۱
مرسل احادیث پر کتابیں	۸۴	۱۱	۱۱

اجماع

اجماع — لغوی معنی	۵۲۸	۱۱	۱۱
اصطلاحی تعریف	۱۱	۱۱	۱۱
اجماع کی حیثیت	۱۱	۱۱	۱۱
اجماع دلیل قطعی ہے یا ظنی؟	۱۱	۱۱	۱۱
کیا ہر جماعتی حکم کا انکار کفر ہے؟	۱۱	۱۱	۱۱
کن لوگوں کا اجماع معتبر ہے؟	۱۱	۱۱	۱۱
مگر بعض مجتہدین مبتدع ہوں؟	۱۱	۱۱	۱۱
کیا صحابہ کا اجماع ہی معتبر ہے؟	۱۱	۱۱	۱۱

عہد صحابہ میں تابعین کا اختلاف	۵۲۸	۵۲۸	۵۲۸
امام مالک اور اہل مدینہ کا اجماع	۵۲۸	۵۲۸	۵۲۸
اہل شیعہ اور اہل بیت کا اجماع	۵۲۸	۵۲۸	۵۲۸
کیا اکثریت کا عقد نظر اجماع ہے؟	۵۲۸	۵۲۸	۵۲۸
کیا اجماع کے لئے کوئی تعداد متعین ہے؟	۵۲۸	۵۲۸	۵۲۸
کیا مجتہدین کے لئے ان کے عہد کا گذر جانا ضروری ہے؟	۵۲۸	۵۲۸	۵۲۸
اختلاف کے بعد اتفاق	۵۲۸	۵۲۸	۵۲۸
ایک رائے پر اتفاق کے بعد مخالف رائے پر اتفاق	۵۲۸	۵۲۸	۵۲۸
اجماع سکتی	۵۲۸	۵۲۸	۵۲۸
اجماع سکتی کے معنی ہونے کے لئے شرطیں	۵۲۸	۵۲۸	۵۲۸
کیا پہلوں کے مقابلہ کسی نئی رائے کا اظہار اجماع کی خلاف ورزی ہے؟	۵۲۸	۵۲۸	۵۲۸
کیا اجماع کا تعلق صرف احکام سے ہے یا دلائل سے بھی؟	۵۲۸	۵۲۸	۵۲۸
نقل کے متبر سے اجماع کی قسمیں	۵۲۸	۵۲۸	۵۲۸
اجماع عقل متواتر	۵۲۸	۵۲۸	۵۲۸
اجماع عقل مشہور	۵۲۸	۵۲۸	۵۲۸
اجماع عقل خبر واحد	۵۲۸	۵۲۸	۵۲۸
احتیاطی تعبیر	۵۲۸	۵۲۸	۵۲۸
سند اجماع	۵۲۸	۵۲۸	۵۲۸
اجماع موجودہ دور میں	۵۲۸	۵۲۸	۵۲۸
اجماع اور اختلافی مسائل پر اہم کتابیں	۵۲۸	۵۲۸	۵۲۸

قیاس

قیاس — ایک اصولی اصطلاح	۵۳۰	۵۳۰	۵۳۰
قیاس کی ضرورت	۵۳۰	۵۳۰	۵۳۰
قیاس و اجتہاد	۵۳۰	۵۳۰	۵۳۰
قیاس کے بارے میں غلط فہمی	۵۳۰	۵۳۰	۵۳۰

قیاس — لغوی معنی	۵۳۰	//	//
اصطلاح میں	//	//	//
قیاس کے معرین	//	//	//
قیاس کی حجیت	//	//	//
احادیث میں قیاس کا ثبوت	//	//	//
عہد صحابہ میں قیاس	//	//	//
ارکان قیاس	//	//	//
علت — لغوی معنی	۴۱۱	//	//
اصطلاحی تعریف	//	//	//
علت اور حکمت کا فرق	//	//	//
علت اور حکمت کا فرق	۵۳۰	//	قیاس
خلاف قیاس ہونے کا مطلب	//	//	//
شرط	//	//	//
مقبس علیہ سے متعلق	//	//	//
حکم سے متعلق	//	//	//
مقبس سے متعلق	//	//	//
علت سے متعلق شرطیں	//	//	//
مسائل علت	//	//	//
نقص	//	//	//
علت مراعات ذکر ہو	//	//	//
علت کی طرف اشارہ اور اس کی صورتیں	//	//	//
اجماع	//	//	//
اجتہاد و استنباط	//	//	//
استنباط علت کے مراحل	//	//	//
تخریج مناد	//	//	//

متفق مناہ	۵۳۰	//	//
متفق مناہ	۵۳۳	دوم	متفق مناہ
تحقیق مناہ	۵۳۰	چہارم	قیاس
وصف مناسب کی چار صورتیں	//	//	//
وصف مؤثر	//	//	//
وصف ملائم	//	//	//
مناسب غریب	//	//	//
وصف مرسل	//	//	//
شبیہ اور اس سے مراد	//	//	//
طر دو ٹکس	//	//	//
أصول فقہ کی اصطلاح	۴۳	دوم	مخرج مناہ
قیاس و فقہ میں	۱۵۱	دوم	اصل
أصول فقہ کی ایک اصطلاح	۴۲۵	//	تحقیق مناہ

استفسان

استفسان — لغوی معنی	//	۹۴	استفسان
اصطلاحی تعریف	//	۹۵	//
أصول فقہ میں	//	//	//
اصطلاحات کا تاریخی سفر	//	۹۶	//
استفسان کا حکم	//	//	//
خفیہ	//	//	//
مالکیہ	//	//	//
حنابلہ	//	۹۷	//
امام شافعی اور استفسان	//	//	//
تعبیر سے غلط فہمی	//	۹۸	//
استفسان اور مصالح مرسلہ میں فرق	//	۹۹	//

امتحان کی قسمیں	۱۰۰	//	//
کتاب اللہ سے امتحان	//	//	//
حدیث سے امتحان	//	//	//
آثار صحابہ سے امتحان	۱۰۱	//	//
امتحان بالاجماع	//	//	//
امتحان بالتعامل	//	//	//
امتحان بالقیاس الخلفی	۱۰۲	//	//
امتحان بالضرورة	//	//	//
ضرورت کا دائرہ	۱۰۳	//	//
کس امتحان کا حکم متعدی ہوتا ہے اور کس کا نہیں؟	//	//	//

عرف و عادت

عادت — لغوی معنی	۳۶۱	چہارم	عادت
اصطلاحی تعریف	//	//	//
عرف — لغوی و اصطلاحی معنی	۳۸۲	//	عرف
عرف و عادت میں فرق	//	//	//
عمل کے اعتبار سے عرف کی قسمیں	//	//	//
عرف قوی	//	//	//
عرف فعلی	//	//	//
دائرہ رواج کے اعتبار سے عرف کی قسمیں	//	//	//
عرف عام	//	//	//
عرف خاص	//	//	//
مقبول و نامقبول ہونے کے اعتبار سے قسمیں	//	//	//
عرف صحیح	//	//	//
عرف فاسد	//	//	//
عرف کے معتبر ہونے کی دلیلیں	//	//	//

عرف لفظی و فعلی کا اعتبار	۴۸۲	۴۸۲	۴۸۲
کیا عرف فعلی سے کلام میں تخصیص پیدا ہوتی ہے؟	۴۸۲	۴۸۲	۴۸۲
عرف عام و خاص کا حکم	۴۸۲	۴۸۲	۴۸۲
عرف کے معتبر ہونے کی شرطیں	۴۸۲	۴۸۲	۴۸۲
عرف، ایک، ہمہ آخذ	۴۸۲	۴۸۲	۴۸۲

مصالح مرسلہ

مصلحت سے مراد	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
شریعت میں مصلحت کی رعایت	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
غالب مصلحت کو ترجیح	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
شریعت کے مقاصد	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
احکام شریعت کے عوارض	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
ضروریات	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
حاجات	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
محمولات	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
مصالح مرسلہ	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
مصالح ملقاۃ	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
مصالح معتبرہ	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
مرسل مصلحتیں	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
معتبر ہونے کی دلیلیں	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
احناف	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
شوافع	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
حنابلہ	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
مالکی	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
عملاً مصالح معتبرہ کے معتبر ہونے پر اتفاق	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
مصالح مرسلہ کے لئے شرطیں	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵

مصیبت اور مقاصد شریعت میں ہم آہنگی	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
امور تعبدی نہ ہوں	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
دفع حرج یا حفظ شریعت مقصود ہو	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
امام غزالی کے تنقیدات	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
خلاصہ بحث	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
اگر مصالح اور نقصوں میں تعارض ہو؟	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
فقہاء کے نقاط نظر	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵

سبذریعہ

سبذریعہ - لغت و اصطلاح میں	چہدم	۱۴	سبذریعہ
احکام	۱۴	۱۴	۱۴
چار درجات	۱۴	۱۴	۱۴
سبذریعہ کے معتبر ہونے پر دلیلیں	۱۴	۱۴	۱۴
حنفیہ کے یہاں	۱۴	۱۴	۱۴

قول صحابی

آہر صحابی کی اہمیت	اوس	۴۳۲	آہر
آہر صحابہ سے حدیث کی تخصیص	۴۳۲	۴۳۲	۴۳۲
کیا امام شافعی آہر صحابہ کو حجت نہیں مانتے تھے؟	۴۳۲	۴۳۲	۴۳۲
حنفیہ کا نقطہ نظر	۴۳۲	۴۳۲	۴۳۲
شافعی کا نقطہ نظر	۴۳۲	۴۳۲	۴۳۲
حنابلہ کی رائے	۴۳۲	۴۳۲	۴۳۲

استدلال و استصحاب

استدلال - اصول فقہ کی ایک اصطلاح	دوم	۱۰۸	استدلال
استصحاب - لغوی معنی	۱۱۲	۱۱۲	استصحاب
اصطلاحی تعریف	۱۱۳	۱۱۳	۱۱۳
استصحاب کی صورتیں	۱۱۳	۱۱۳	۱۱۳

ہکلی صورت	//	۱۱۳	//
دوسری صورت	//	//	//
تیسری صورت	//	//	//
چوتھی صورت	//	//	//
پانچویں صورت	//	//	//
کیا اصحاب حجت ہے؟	//	//	//
حجت ہونے کی دلیلیں	//	۱۱۴	//
اصحاب اجماع	//	۱۱۵	//
کچھ فقہی قواعد	//	۱۱۶	//

اجتہاد — آداب و احکام

اسلامی قانون میں اجتہاد کی اہمیت	اول	۵۰۲	اجتہاد
اجتہاد، لغت و اصطلاح میں	//	//	//
اجتہاد کی روح	//	//	//
پہلا نقطہ نظر	//	//	//
دوسرا نقطہ نظر	//	//	//
تیسرا نقطہ نظر	//	//	//
ترجیح	//	//	//
عہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابہ کا اجتہاد	//	//	//
ہکلی رائے	//	//	//
دوسری رائے	//	//	//
تیسری رائے	//	//	//
چوتھی رائے	//	//	//
ترجیح	//	//	//
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں صحابہ کا اجتہاد	//	//	//
اجتہاد کی شرطیں	//	//	//

قرآن کا علم	۵۰۲	//	
حدیث کا علم	//	//	
اجماعی احکام کا علم	//	//	
قیس کے اصول و طریق کا علم	//	//	
عربی زبان کا علم	//	//	
بعض قاطبی مذاہم	//	//	
مذہب شریعت سے آگمی	//	//	
زمانہ آگمی	//	//	
ایمان و عدل	//	//	
شرائط اجتہاد کا خلاصہ	//	//	
جزوی اجتہاد	//	//	
جن مسائل میں اجتہاد کیا جاسکتا ہے	//	//	
کار اجتہاد	//	//	
تنقیح منہاج	//	//	
تخریج منہاج	//	//	
تحقیق منہاج	//	//	
مجتہد کے دوسرے کام	//	//	
کیا کوئی عہد مجتہد سے خالی ہو سکتا ہے؟	//	//	
اجتہاد جو باقی ہے	//	//	
مجتہد فی المذہب	//	//	
مجتہد فی المسائل	//	//	
شورائی اور اجتماعی اجتہاد	//	//	
مجتہدین سے خطا کا مسئلہ	//	//	
اجتہادی غلطی کا حکم	//	//	

تقلید — آداب و احکام

تقلید — لغوی معنی	دوم	۳۹۳	تقلید
اصطلاحی تعریف	//	۳۹۵	//
تقلید کا حکم	//	۳۹۶	//
فروعی احکام میں تقلید	//	//	//
ایمان و عقیدہ میں تقلید	//	//	//
تقلید، ایک ضرورت	//	۳۹۸	//
تقلید شخصی	//	۵۰۰	//
تقلید شخصی کا انحصار بعد میں انحصار	//	۵۰۲	//
جزوی تقلید اور تجزی اجتہاد کا مسئلہ	//	۵۰۳	//
مجتہد کے لئے تقلید	//	۵۰۴	//
بعض مسائل میں ایک فقہ سے دوسری فقہ کی طرف عدول	//	۵۰۵	//
قوت دلیل کی بناء پر عدول	//	۵۰۶	//
ضرورت اور مقتضیات زمانہ میں تعمیر کی بناء پر عدول	//	۵۰۹	//
سہولت اور آسانی کے لئے عدول	//	۵۱۱	//
تقلید عالم اور تقلید عامی میں فرق	//	۵۱۳	//
مقلدین کی قسمیں	//	//	//
شاہ ولی اللہ صاحب کا نقطہ نظر	//	۵۱۵	//
نقہ ہ شوافع کے یہاں طبقات	//	۵۱۶	//
فقہاء حنابلہ کے یہاں طبقات	//	۵۱۷	//
ابن کمال پاشا کی تقسیم اور اس کی جامعیت	//	۵۱۸	//

آداب افتاء و استفتاء

افتاء — لغوی معنی	دوم	۱۸۰	افتاء
اصطلاحی تعریف	//	۱۸۱	//
افتاء و قضاء	//	۱۸۲	//

پہلا فرق	۱۸۲	//	
دوسرا فرق	۸۳	//	
تیسرا فرق	//	//	
چوتھا فرق	//	//	
پانچواں فرق	//	//	
اٹھواں اجتہاد	۸۴	//	
فتویٰ کے نام سے مطبوعہ کتابیں	//	//	
منصب افتاء کی اہمیت اور کار فتویٰ کی نزاکت	۱۸۵	//	
فتویٰ عہد نبوی میں	۱۸۷	//	
عہد صحابہ میں	۱۸۸	//	
تابعین اور تبع تابعین کے عہد میں	//	//	
عہد زریں	//	//	
موجودہ دور میں کار افتاء	//	//	
تخریج	۸۹	//	
ترجم	//	//	
نقل فتویٰ	//	//	
فتویٰ — شرعی احکام	۹۰	//	
جب فتویٰ دینا فرض کفایہ ہے	//	//	
ممکنہ انواع مسائل پر فتویٰ	//	//	
اصول افتاء پر کتابیں	//	//	
سوال کے آداب	۲۱	دوم	استفتاء
سوال نامہ اور تعبیر	۱۴۱	//	//
نا پسندیدہ اور بے مقصد سوالات	//	//	//
کس سے سوال کیا جائے؟	۱۴۰	//	//
اصول افتاء میں رجحانوں	۵۷	//	اختیار

نسخ سے متعلق احکام

نسخ	نفوی واصطلاحی تعریف	بحکم	۱۸۶	نسخ
نسخ	تخصیص اور قید بھی نسخ ہے	"	"	"
نسخ	در تخصیص میں فرق	"	"	"
نسخ	محمدین کا شبہ	"	"	"
نسخ	نسخ کا ثبوت	"	"	"
نسخ	نسخہ بننے کے ذرائع	"	"	"
نسخ	شرع کی مراحت	"	"	"
نسخ	صحابی کی اطلاع	"	"	"
نسخ	تاریخ کے علم سے	"	"	"
نسخ	اجماع امت	"	"	"
نسخ	متاخر الاسلام راوی کی روایت	"	"	"
نسخ	قرآن کی موجودہ ترتیب سے نسخ کا فیصلہ	"	"	"
نسخ	نسخ سے متعلق شرائط	"	"	"
نسخ	جن نصوص میں نسخ کا اعتبار نہیں	"	"	"
نسخ	نسخ کی چار صورتیں	"	"	"
نسخ	قرآن کا نسخ قرآن سے	"	"	"
نسخ	حدیث کا نسخ حدیث سے	"	"	"
نسخ	آیات سے حدیث کا نسخ	"	"	"
نسخ	احادیث سے آیات کا نسخ	"	"	"
نسخ	تلاوت کے حکم کے اعتبار سے نسخ کی صورتیں	"	"	"
نسخ	تلاوت و حکم دونوں منسوخ	"	"	"
نسخ	تلاوت ہائی، حکم منسوخ	"	"	"
نسخ	حکم ہائی، تلاوت منسوخ	"	"	"
نسخ	کیا شرط و قید کا اضافہ بھی نسخ ہے؟	"	"	"

قرآن مجید میں نسخ کی تعداد	//	۱۸۶	//
احکام پر نسخ کا اثر	//	//	//
نسخ سرخی	//	//	//
نسخ ضمنی	//	//	//
نسخ کلی	//	//	//
نسخ جزئی	//	//	//

ملکیت — مسائل و احکام

ملکیت — تعریف	مجم	۱۳۹	حیثیت
شیخ زرقاء کا نقطہ نظر	//	//	//
ملک کی دو قسمیں	//	//	//
ملک نام	//	//	//
اباحت	//	//	//
اباحت اور ملکیت میں فرق	//	//	//
ملکیت نامہ حاصل ہونے کے اسباب	//	//	//
مباح چیز کا حصول	//	//	//
عقد کے ذریعہ ملکیت	//	//	//
نیابت کے ذریعہ ملکیت	//	//	//
مملوکہ فی میں اضافہ	//	//	//
ملکیت نامہ کی خصوصیات	//	//	//
داکی ملکیت	//	//	//
مالک کو تصرف کا پورا حق	//	//	//
ضائع ہو جائے تو تادان نہیں	//	//	//
منافع کا مالک ہونے کے تین ذرائع	//	//	//
منافع سے متعلق چند احکام	//	//	//
وقت وجہ وغیرہ کی قید	//	//	//

منافع میں میراث	//	۱۳۹	//
حفاظت کے، خراجات کی ذمہ داری	//	//	//
مدت گزرنے کے بعد واپس	//	//	//
منفعت کی ملکیت اور حق میں فرق	//	۱۴۳	منفعت
حق - لغوی معنی	سوم	۲۶۷	حق
اصحدی تعریف	//	//	//
حق کی تقسیم	//	۲۶۹	//
ماسب حق کے اعتبار سے حق کی قسمیں	//	//	//
قابل، سقاط اور ناقابل اسقاط حقوق	//	//	//
کن حقوق میں وراثت جاری ہوتی ہے؟	//	۲۷۰	//
مالی اور غیر مالی حقوق	//	۲۷۱	//
حقوق مجردہ اور غیر مجردہ	//	//	//
حق شخص اور حق عینی	//	۲۷۲	//
حق عینی، اور حق شخص کے احکام میں فرق	//	//	//
حق عینی کے عمومی احکام	//	۲۷۳	//
حق عینی اور حق اشاعہ میں فرق	//	۲۷۴	//
حقوق ارتفاق کے عمومی احکام	//	۲۷۵	//
حقوق ارتفاق	//	۲۷۶	//

ترجیح سے متعلق اصولی بحث

ترجیح سے پہلے تطبیق	دوم	۲۶۹	ترجیح
پہلا نقطہ نظر	//	۲۷۰	//
دوسرا نقطہ نظر	//	۲۷۱	//
تطبیق کی صورتیں	//	۲۷۳	//
اختلاف برہان و زمان	دوم	۵۵	اختلاف
فقہی اختلاف	//	//	//

اختلاف کے اسباب	"	۵۶	"
-----------------	---	----	---

حیلہ - آداب واحکام

حیلہ - نفی و اصدائی معنی	۴۳	۳۱۰	حیلہ
حیلہ کا ثبوت	"	"	"
احناف پر نادر و تنبیہ	"	۳۱۲	"
احناف کا طرز عمل	"	۳۱۳	"
ابن قیم کی تنقیدات پر ایک نظر	"	"	"

شخصیت سے متعلق اصولی بحث

طبی شخصیت	چہارم	۱۸۱	شخصیت
موت کے بعد شخصیت سے متعلق حقوق کا ثبوت	"	"	"
شخصیت اعتباری	"	"	"
شخصیت اعتباری کے لئے واقعی اصل	"	"	"

اصول وقواعد کی چند مصطلحات

ضرورت - لغوی معنی	"	۳۱۲	ضرورت
صحتی تعریف	"	"	"
دو نقطہ نظر	"	"	"
حاجت	"	"	"
شریعت میں ضرورت کا اعتبار	"	"	"
ضرورت کے معتبر ہونے کی شرطیں	"	"	"
ضرورت پر مبنی، کما مہمگی مباح کبھی واجب	"	"	"
ضرورت کا اصولی قدم اصول فقہیہ میں مؤثر	"	"	"
اصول فقہ کی اصطلاح میں	سوم	۱۷۱	حاجت
استثناء تعلیل	دوم	۸۹	استثناء
استثناء تحصیل	"	"	"
استثناء کب معتبر ہوگا؟	"	"	"

تصدد ارادہ کے مختلف درجات اور خاطر سے مراد	دوم	۳۲۶	خاطر
ثواب و عذاب میں کس درجہ کا ارادہ معتبر ہے؟	"	"	"
وہم سے مراد	ہجتم	۳۲۵	وہم
وہم، یقین، یخن اور شک	"	"	"
وضوء نونے کا وہم	"	"	"
لغوی و اصطلاحی معنی	چہارم	۳۸۹	عزم
ارادہ کے پانچ درجات اور اس کے احکام	"	"	"
اصول فقہ کی ایک اصطلاح	دوم	۳۹۱	تائیس
اصول فقہ کی ایک اصطلاح	"	۳۸۳	تفریع
تظہین سے مراد	"	۵۳۲	تظہین
جواز اور عدم جواز کے سلسلہ میں فقہاء کی آراء	"	۵۳۳	"
احکام فقہ میں جنس کا مفہوم	سوم	۱۵۳	جنس
اہل لغت کی اصطلاح میں	ہجتم	۲۷۷	وضع
اصول فقہ کی اصطلاح	دوم	۲۳۲	انقلاب
معارضہ کی اصطلاح میں	"	۱۷۰	اعترض

قواعد فقہ

قاعدہ کا لغوی معنی	چہارم	۳۶۰	قاعدہ
اصطلاحی تعریف	"	"	"
اصول قواعد کا فرق	"	"	"
قاعدہ و ضابطہ کا فرق	"	"	"
قواعد فقہ کی تدوین	"	"	"
دور اول	"	"	"
دوسرا دور	"	"	"
تیسرا دور	"	"	"
لغوی معنی	ہجتم	۲۵۱	نیت

اصطلاحی تعریف	پہلے	نیت
منہیات سے نیت کا تعلق	"	"
نیت کا مقصود	"	"
عبادت کی تعیین	"	"
اگر وقت میں وسعت نہ ہو؟	"	"
اگر وقت میں وسعت ہو؟	"	"
حج میں نیت کا قسم	"	"
ایک ہی جنس میں تعیین معتبر نہیں	"	"
نیت میں خطاء	"	"
منوی کی صفت کا تعیین کرنا	"	"
ایک فعل میں دو عبادتوں کی نیت	"	"
نیت کا وقت	"	"
فعل سے حقیقی اتصال	"	"
قاطعیت فعل سے مراد	"	"
روزہ کی نیت	"	"
حج کی نیت	"	"
زکوٰۃ صدقات کی نیت	"	"
ربان سے نیت کا تلفظ	"	"
کلام اور دل کے راہ میں فرق ہو	"	"
خفیہ کی رائے	"	"
ائمہ ثلاثہ کا نقطہ نظر	"	"
نیت درست ہونے کی شرطیں	"	"
نیت اور عمل کے درمیان کوئی مثالی عمل نہ پیدا جائے	"	"
ازالہ ضرر، شریعت کا مقصود	۳۰۹	چہارم ضرر

فقہی قاعدہ، "لا ضرر ولا ضرار"	۳۰۹	//	//
ضرورتیں ناجائز کو جائز کر دیتی ہیں	//	//	//
ضرورتاً جائز ہونے والی چیزیں بقدر ضرورت ہی جائز ہیں	//	//	//
ضرر پہنچا کر ضرر دور نہیں کیا جائے	//	//	//
ضرر عام سے بچنے کے لئے ضرر خاص گوارا	//	//	//
بڑے نقصان سے بچنے کے لئے کتر نقصان	//	//	//
مفاسد کا ازالا مصالح کے حصول پر مقدم ہے	//	//	//
حاجت، ضرورت کے درجہ میں	//	//	//
اضطرار دوسرے کا حق ختم نہیں کرتا	۳۰۹	//	//
ضرر قدیم نہیں ہوتا	//	//	//
علم کلام میں	۴۷۸	//	قدیم
اصطلاح فقہ میں	//	//	//
قدیم کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے	//	//	//
ضرر میں قدامت معتبر نہیں	//	//	//
شیخ محمد زرقا کی تصدیق	//	//	//
جب خاموشی، کلام اور رضا کے حکم میں نہیں	۱۶۹	//	سکوت
جب خاموشی، رضا مندی کے درجہ میں ہے	//	//	//
ضمان سے متعلق فقہی قواعد	۳۱۸	//	ضمان
عمل کے سلسلہ میں بعض فقہی قواعد	۳۱۴	//	عمل
مہاشرت اور مہاسب سے مراد	۵۵	چشم	مہاشرت
نغوی اصطلاحی معنی	۳۸۳	چہرہ	قرت
ثواب کے کاموں میں ایثار	//	//	//
حنفیہ کا نقطہ نظر	//	//	//
تطبیق کی ایک صورت	//	//	//

پانی سے متعلق احکام

طہارت

سند رک پانی	دوم	۲۸۸	بحر
پانی کے کثیر و قلیل ہونے میں شوائع و رحن بد کا نقطہ نظر	چہارم	۵۲۳	قد
جدید اوزار میں تلک کی مقدار	"	"	"
خواتین کے بچے ہوئے پانی سے وضو غسل	"	۳۵۵	لفظ
پانی کی اہمیت	پہلے	۴۷	۱۰
پاک و رنہ پاک کرنے وار	"	"	"
مکروہ	"	"	"
پاک، یسین پاک نہ کرے	"	"	"
مستعمل پانی	"	"	"
نا پاک پانی	"	"	"
حنفیہ کے نزدیک ماہ کثیر سے مراد	"	"	"
مالکیہ کا نقطہ نظر	"	"	"
آب جاری کی ایک خاص صورت	دوم	۷۱	جاری
جاری پانی کا حکم	"	"	"
جاری پانی کا حکم	پہلے	۴۷	۱۰
مٹھلواک پانی	"	"	"
پانی پر ملکیت	"	"	"
پانی کی خرید و فروخت، یک نامنا سب مل	"	"	"
نہایت سے وضو	"	۱۶۹	نہایت
امام ابوحنیفہ کا رجوع	"	"	"
چھوٹے جانوروں کے مرجانے کا حکم	دوم	۳۸۳	بحر
کو پانی میں گر کر مرجائے	چہارم	۵۹	زاغ
مردے کی پاکی اور ناپاکی	دوم	۳۸۳	بحر

جب پور پانی نکالا جائے	//	//	//
اگر پور پانی نکالنا ممکن نہ ہو؟	//	//	//
جب پانی نکالنا مستحب ہے	۳۸۵	//	//
دوسرے فقہاء کی آراء	//	//	//
بعض مستثنیات	۳۸۳	//	//
کنوئیں کے احکام	۳۸۳	دوم	پالوئے
گندے کنوئیں کے احکام	۳۸۳	//	//
گندے کنوئیں سے کتنے فاصلہ پر کنواں کھودا جائے؟	//	//	//
جب پورا پانی نکالا جائے	//	//	//

وضوء — احکام و مسائل

نفلت کا ایک مکمل نفل	۲۷۷	پنجم	وضوء
وضوء — نفلت اور اصطلاح میں	//	//	//
کیا وضوء اس امت کی خصوصیت ہے؟	//	//	//
کی دہائی زندگی میں وضوء کا حکم	//	//	//
وضوء کے احکام میں تدریج	//	//	//
وضوء کے ارکان	//	//	//
چہرہ سے مراد	//	//	//
پیشانی سے مراد	//	//	//
پیشانی سے مراد	۷۷	سوم	جہہ
اگر سر کے اگلے حصہ میں بال نہ ہو؟	۲۷۷	پنجم	وضوء
داڑھی مونچھ کی جڑوں تک پانی پہنچانا	//	//	//
ہاتھ دھونا	//	//	//
سر کا مسح	//	//	//
سر کا مسح	۱۳۱	دوم	استیعاب
سر کے مسح کی مقدار میں فقہاء کا اختلاف	۲۷۷	پنجم	وضوء

کان کا دھونا اور سجہ راس	دوم	۷۳	اُذن
افعال وضوء میں ترتیب کا حکم	پنجم	۲۷۷	وضوء
افعال وضوء میں ترتیب کا حکم	دوم	۳۵۲	ترتیب
پے در پے دھونا	پنجم	۲۷۷	وضوء
وضوء کی سنتیں	"	"	"
شروع میں ہاتھ دھونا	"	"	"
شروع میں بسم اللہ کہنا	"	"	"
بسم اللہ کے الفاظ	"	"	"
مسواک	"	"	"
مسواک کی تعداد اور طریقہ	"	"	"
کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں ہلکا	"	"	"
داڑھی میں خدس سنت یا مستحب؟	"	"	وضوء
خلال کا طریقہ	"	"	"
انگلیوں کا خدش	"	"	"
اعضاء وضوء کو تین بار دھونا	"	"	"
پورے سر کا مسح	"	"	"
کانوں کا مسح	"	"	"
اعضاء کو کل کر دھونا	"	"	"
دائیں حصہ سے ابتداء	"	"	"
سر کے مسح کی ابتداء	"	"	"
کچھ اور سنتیں	"	"	"
مستحبات و آداب	"	"	"
وضوء میں غرہ	چہارم	۳۳۳	غرہ
وضوء میں دوسروں سے مدد لینے کا حکم	پنجم	۲۷۷	وضوء
قلیل از وقت وضوء	"	"	"

وضوء کے بعد کی دعا	//	۲۷۷	//
بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا	//	//	//
وضوء میں کردہ باتیں	//	//	//
پانی میں اسراف	//	//	//
مسجد میں وضوء	//	//	//
وضوء واجب ہونے کی شرطیں	//	//	//
وضوء درست ہونے کی شرطیں	//	//	//
متفرق احکام	//	//	//
اگر اعضاء وضوء پر زخم ہو؟	//	//	//
اگر ہاتھ کا حصہ کٹا ہوا ہو؟	//	//	//
اعضاء وضوء میں زائد عضو کا حکم	//	//	//
وضوء کب فرض و واجب ہے اور کب سنت و مستحب؟	ہجیم	//	وضوء
قرآن مجید پھونکنے کے لئے	//	//	//
سفر کے لئے وضوء	//	//	//
جن صورتوں میں وضوء مستحب ہے	//	//	//
اسبغ سے مراد	دوم	۸۶	اسبغ
وضوء میں خمار پر مسح	۳	۳۷۷	خمار
وضوء کے بعد قولیہ کے استعمال کرنے کا حکم	ہجیم	۱۳۲	مندیل
گردن کا مسح	۳	۴۸۸	رقبہ
مسح کا طریقہ	//	۴۸۹	تہجد
تسبیح اور قنن میں فرق	چہارم	۵۲۹	//
حنفیہ کا نقطہ نظر	//	//	//
حنفیہ کا مسئلہ	//	//	//
امام ابوحنیفہ کی طرف شذوذ کی نسبت درست نہیں	//	//	//
جہور کا مسئلہ	//	//	//

کپڑے ناقص وضو ہے؟	۵۲۹	۵۲۹	۵۲۹
کپڑا وضو ٹوٹ جائے گا؟	۲۲۶	۲۲۶	۲۲۶
کپڑا پیچ کا لٹنا ناقص وضو ہے؟	۵۳۶	۵۳۶	۵۳۶
حنفی کی رائے	۵۳۶	۵۳۶	۵۳۶
دیگر فقہاء کی رائے	۵۳۶	۵۳۶	۵۳۶
ہڈی سے مراد	۷۲	۷۲	۷۲
ہڈی و قندہ میں فرق	۷۲	۷۲	۷۲
ہڈی سے وضو کا وجوب	۷۲	۷۲	۷۲
مباشرتہ فاحشہ سے مراد اور اس کا حکم	۵۵	۵۵	۵۵
سونا ناقص وضو ہے	۱۶۱	۱۶۱	۱۶۱
وضو و نماز پر بے ہوشی کا اثر	۱۷۸	۱۷۸	۱۷۸
بلغم پاک ہے اور ناقص وضو نہیں	۳۲۶	۳۲۶	۳۲۶
کھانے کے ساتھ قلو ط بلغم کا حکم	۳۲۶	۳۲۶	۳۲۶
حقیقی دھکی	۲۱۰	۲۱۰	۲۱۰
سکلیں سے خروج مجاست	۲۱۱	۲۱۱	۲۱۱
خون اور قے سے متعلق فقہاء کی رائے	۲۱۱	۲۱۱	۲۱۱
خون سے ناقص وضو کے احکام	۲۲	۲۲	۲۲
قے سے ناقص وضو کے احکام	۲۳	۲۳	۲۳
حدیث صغی	۲۱۱	۲۱۱	۲۱۱
نہند سے متعلق فقہاء کی رائے	۲۱۴	۲۱۴	۲۱۴
نہند سے متعلق ضروری احکام	۲۱۵	۲۱۵	۲۱۵
جنون و بے ہوشی اور نشہ	۲۱۵	۲۱۵	۲۱۵
نماز میں تہتہ	۲۱۵	۲۱۵	۲۱۵
قبیم، بھک اور تہتہ کا فرق	۲۱۶	۲۱۶	۲۱۶
مباشرتہ فاحشہ	۲۱۶	۲۱۶	۲۱۶

بیوی کا بوسہ اور تقطع وضوء کا مسئلہ	دوم	۴۹۳	تقصیر
حنفیہ کا نقطہ نظر	چہارم	۵۴۹	تقصیر
امام ابوحنیفہ کی طرف شذوذ کی نسبت کرنا درست نہیں	//	//	//
حنفیہ کا مستدر	//	//	//
جمہور کا مستدر	//	//	//
وضوء میں قہ	سوم	۱۱۸	شک
عورتوں کو چھونا	//	۲۱۶	حدث
شرمگاہ کا مساس	//	۲۱۷	//
بعض فقہاء کے نزدیک تقطع وضوء کے مزید اسباب	//	۲۱۸	//
سب میں کچھ ہونے کا استعمال	//	//	//
وضوء نہ کرنے کا شک ہو	//	//	//
حالت حدیث کے حکام	سوم	۲۱۸	حدث
وضوء میں دوسرے	پنجم	۲۶۷	دوسرے

مصحح سے متعلق احکام

سح کی شرعی حیثیت	سوم	۷۸	جبرہ
موزوں پر سح کا ثبوت	//	۳۵۶	نظمن
کس قسم کے موزے ہیں؟	//	۳۵۷	//
گازھے موزوں پر سح کی اجازت	سوم	۳۹	نظمن
فوم اور ناکھن کے موزے	//	۳۵۷	نظمن
ناکھن کے موزوں کا حکم	سوم	۳۹	نظمن
ایسے موزوں پر سح	//	۶۱	جورب
جرموق پر سح	//	۹۸	جرموق
جرموق پر سح کے لئے شرطیں	//	۹۸	//
سح کا طریقہ	سوم	۳۵۸	نظمن
حنفیہ کے مسلک کی تفصیل	//	//	//

مسح کی مدت	۲۵۹	۱۱	۱۱
مدت کب سے شمار ہوگی؟	۱۱	۱۱	۱۱
مسح کے لواظیف اور ضروری حکام	۱۱	۱۱	۱۱
موزوں میں بہت پھنسن نہ ہو	۲۵۷	۱۱	۱۱
وضو میں ٹھٹھیں پر مسح	۲۰۰	پہنچ	نعل
حالت احرام میں موزے	۳۶۰	سوم	نظہین
پٹی پر مسح چاروں طرف کی شرطیں	۷۸	۱۱	جسیرہ
پٹی کے کتنے حصے پر مسح ضروری ہے	۸۰	۱۱	۱۱
غسل اور پٹی پر مسح	۱۱	۱۱	۱۱
موزوں پر مسح اور پٹی پر مسح میں فرق	۱۱	۱۱	۱۱

غسل — احکام و مسائل

شریعت میں طہارت کی اہمیت	۴۳۵	چہارم	غسل
غسل — لغوی معنی	۱۱	۱۱	۱۱
غسل اور غسل میں فرق	۱۱	۱۱	۱۱
غسل کے فرائض	۱۱	۱۱	۱۱
دوسرے فقہاء کی آراء	۱۱	۱۱	۱۱
کی غسل میں چوٹی اور جوڑا اکھولنا ضروری ہے؟	۳۱۷	۱۱	ضغیرہ
غسل کا مسنون طریقہ	۴۳۵	۱۱	غسل
جب غسل کرنا مسنون اور مستحب ہے	۴۳۴	۱۱	۱۱
غسل کے آداب	۱۱	۱۱	۱۱
پانی کی مقدار	۱۱	۱۱	۱۱
خواتین کے خصوصی احکام	۱۱	۱۱	۱۱
شہادت کا اجر	۴۳۳	۱۱	غریق
غسل دینے کا طریقہ	۱۱	۱۱	۱۱
خواتین کے بچے ہوئے پانی سے وضو و غسل	۴۵۵	۱۱	نعل

تیمم کی شرطیں	دوم	۵۳۹	تیمم
کن چیزوں سے تیمم جائز ہے؟	//	//	//
مٹی سے تیمم	//	۵۳۹	تراب
دیگر فقہاء کی رائے	//	۵۵۰	تیمم
فرض اور سنتیں	//	۵۳۹	//
تیمم غسل کا بھی بدر ہے	//	۵۵۰	//
ٹرین میں تیمم	//	۵۵۰	//
تیمم اور بغل کا مسح	اول	۴۷۰	ابو
وضوء، سجدہ اور تیمم میں پیشانی کا حکم	سوم	۷۷	جبہ

حیض سے متعلق مسائل

حیض ونفاس کی حالت میں	اور	۴۱۳	اللہ
حیض ونفاس کے مشترک احکام	سوم	۳۰۵	حیض
حیض کی مدت	//	۳۰۴	//
کم سے کم عمر	//	۳۰۴	//
نماز اور روزہ	//	۳۰۵	//
طواف	//	۳۰۶	//
تلاوت قرآن	//	۳۰۷	//
قرآن مجید پھونکا اور اٹھانا	//	۳۰۷	//
سجدہ میں توقف اور اس پر مرور	//	۳۰۶	//
جماع اور تلذذ	//	۳۰۸	//
اسہام کا اعتدال و توازن	//	۳۰۹	//
کچھ ہدایات نبوی ﷺ	//	۳۱۰	//
ایس کی عمر	دوم	۴۶۰	ایس
استحاضہ سے مراد	دوم	۹۰	استحاضہ
استحاضہ سے متعلق احکام	//	//	//

مستحاضہ کا خون کب تک حیض سمجھا جائے گا؟	//	۹۰	//
نفاس — غوی واصطلاحی معنی	نجم	۲۰۱	نفاس
حقیقہ اور حنا بندا کا نقطہ نظر	//	//	//
مالکیہ و شوافعی کی رائے	//	//	//
حافظ ابن رشد کا تسامع	//	//	//
جن مہمور میں حیض و نفاس کے احکام میں فرق ہے	//	//	//
نفاس کی مدت	//	//	//
کم سے کم مدت نفاس	//	//	//
جو خون استقہ کے بعد آئے	//	//	//
طہر — غوی واصطلاحی معنی	چہرہ	۲۰۲	طہر
طہر کی کم سے کم مدت	//	//	//
زیادہ سے زیادہ مدت	//	//	//
حیض سے فراغت کی علامت	//	//	//

اجناس — احکام و مسائل

اونٹ کا پیشاب	دول	۴۷۱	عل
پاکخانہ کے لقمہ کی حکام	دوم	۳۱۳	براز
پاکخانہ پاک ہے	//	//	//
سنتی، آب واجب ہے؟	//	//	//
پانی میں راہ کا حکم	//	//	//
چھوڑ دو جو سے پانی پاک نہیں ہوتا ہے	//	//	بر عیث و بوض
گاہ ہنسر	//	۳۲۲	بقر
بقر پاک ہے یا نہیں؟	//	۳۲۶	بقر
نکاح سے ماہ حیضہ ممنوعہ	//	//	//
پیشاب سے معنی احکام	//	۳۲۷	دول
پیشاب کس کا پاک؟ کس کا ناپاک؟	//	۳۲۸	/

پیشاب سے پاکی کا طریقہ	//	//	//
کیا بچوں اور بچیوں کے پیشاب کا حکم ایک ہے؟	//	//	//
نا پاک چیز کی راکھ	۴۹۷	۴۷	۱۰۰
راکھ سے تیمم	//	//	//
کن جانوروں کا قہوٹ پاک ہے؟	۵۰۷	//	رقیق
انسان کا لعاب	۵۰۸	//	//
سوتے جوئے شخص کا لعاب	//	//	//
خون، پوت اور آ پاک	۴۴۶	//	۴۴
در غیر مصلوح	//	//	//
شہداء کا خون	//	//	//
پھل کا خون	//	//	//
مقدور غلو	//	//	//
پھل کا خون	۱۷۶	چہارم	مک
نفسہ آلود غبار	۴۹	//	سرقین
انسان کی ہڈی کا حکم	۴۹۷	//	عظم
خزیر کی ہڈی کا حکم	//	//	//
کیا کتہ جس لعین ہے؟	۵۶۶	چہارم	کلب
دوسرے حیوانات کی ہڈی کا حکم	۴۹۹	//	عظم
ہڈی کے پاک ہونے کا مطلب	//	//	//
غسالہ سے مراد	۴۴۴	//	غسلہ
وضوء اور غسل کے غسالہ کا حکم	//	//	//
نجاست کے غسالہ کا حکم	//	//	//
حنابلہ اور شوافع کی رائے	//	//	//
مالکیہ کی رائے	//	//	//
ایض کو پاک کرنے کا طریقہ	۵۸۰	//	سین

اگر اینٹ فرش کی سورت میں ہو	چہارم	۵۸۰	//
ودی سے سراو	//	۲۶۲	ودی
ودی کے احکام	//	//	//
غسل کا وجوب	//	۱۴۳	منی
پاک ہے یا ناپاک ہے؟	//	//	//
نجاست حقیق و حکم	//	۱۷۲	نجاست
نجاست مرئیہ و غیر مرئیہ	//	//	//
مرئی نجاست کو دور کرنے کا طریقہ	//	//	//
غیر مرئی نجاست سے پاکی کا طریقہ	//	//	//
نئے گھڑے و غیرہ پاک کرنے کا طریقہ	//	//	//
نجاست غلیظہ و خفیفہ	//	//	//
نجاست غلیظہ کا حکم	//	//	//
درہم کا وزن اور مساحت	//	//	//
نجاست خفیفہ کا حکم	//	//	//
جامہ اور سیال اشیاء کا فرق	پنجم	//	//
مختلف نجاستیں	//	//	//
انسان کے فضلات	//	//	//
حرام جانوروں کا فضلہ	//	//	//
پرندوں کی ہٹ	//	//	//
مردار	//	//	//
سور	//	//	//
کتا	//	//	//
کتا اور درندوں کا جھوٹا	//	//	//
شراب	//	//	//
نجاست کا دھون	//	//	//

مستعمل پانی	۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲
نجاست دور کرنے کے ذرائع	۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲
نجاست حکمی زائل کرنے والی اشیاء	۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲
نجاست حقیقی	۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲
پانی اور سیال اشیاء	۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲
پونچھنا	۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲
کھرچنا	۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲
نلک ہو جانا	۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲
پاک زمین سوکھنے کے بعد دوبارہ تر ہو جائے	۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲
جلنے کی وجہ سے پاک	۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲
پاک مٹی کا برتن	۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲
نور، پاک پانی سے پونچھا جائے	۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲
پاک دھارے کے احکام	۱۷۳	۱۷۳	۱۷۳
پانی کا جانور	۱۷۳	۱۷۳	۱۷۳
خنگلی کا جانور جس میں خون نہ ہو	۱۷۳	۱۷۳	۱۷۳
خنگلی کا جانور جس میں خون ہو	۱۷۳	۱۷۳	۱۷۳
سینگ، ہڈی وغیرہ کا حکم	۱۷۳	۱۷۳	۱۷۳
دودھ اور چھڑا	۱۷۳	۱۷۳	۱۷۳
حقیقت کی تبدیلی	۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲
دباغت و ذبح	۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲
پانی نکالنا	۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲
پھروس سے نجاست کا ازالہ	۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲
کاغذ سے استنجاء	۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲
نجاست حقیقی و حکمی میں پاک کرنے کے اعتبار سے فرق	۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲
کیا پاکی کے لئے نجاست پر پانی ڈالنا ضروری ہے؟	۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲

جھوٹے سے متعلق مسائل

اول	۴۷۱	اوث کے احکام
دوم	۳۳	شرع سے متعلق احکام
۱۱	۳۱۸	تھوک کے احکام
۱۱	۱۱	انسان کا تھوک پاک ہے
۱۱	۳۲۱	نچر کا جھوٹا اور دوسرے احکام
۱۱	۳۱۹	سج اور اس کا جھوٹا
۱۱	۳۳۷	الو کا جھوٹا
سوم	۴	جھوٹا حلال ہے یا حرام؟
۱۱	۲۹۶	گدھے کے احکام
۱۱	۳۳۶	آنسو کا حکم
۱۱	۳۷۸	چھڑا اور جھوٹا
۱۱	۴۰۸	نجست خور مرغی کا حکم
چهارم	۵۹	کوسے کا جھوٹا
۱۱	۱۷۶	سوز سے مراد
۱۱	۱۱	جھوٹے کی چار قسمیں
۱۱	۱۱	پاک اور پاک کرنے والا
۱۱	۱۱	نا پاک
۱۱	۱۱	مکروہ
۱۱	۱۱	مطلوک
۱۱	۱۱	مطلوک پانی کا حکم
۱۱	۱۱	دوسرے فقہاء کی رائیں
۱۱	۱۱	چند اہم مسائل
۱۱	۱۱	غیر محرم کا جھوٹا
۱۱	۱۱	نجست خور دنٹ اور نکل کا جھوٹا

پینے کا حکم	۱۷۶	۱۷۶	۱۷۶
پینے کا حکم	۲۸۶	۲۸۶	۲۸۶
ابن تدامہ کی چشم کش کی بحث	۱۷۶	۱۷۶	۱۷۶
بندہ کا جھوٹا	۲۸۵	۲۸۵	۲۸۵
کتنے کا جھوٹا	۵۶۶	چہارم	۵۶۶
لعاب کا حکم	۵۸۳	۵۸۳	۵۸۳
ملی کا جھوٹا	۳۳۰	۳۳۰	۳۳۰
اگر ملی نے تاپاک چیز کھائی ہو؟	۱۷۶	۱۷۶	۱۷۶
اگر کوئی اور پانی موجود نہ ہو؟	۱۷۶	۱۷۶	۱۷۶
اگر انسان کے ہاتھ کو چاٹ لے؟	۱۷۶	۱۷۶	۱۷۶
کھانے کی چیز میں سے کھالے	۱۷۶	۱۷۶	۱۷۶
ملی کے چڑے کا حکم	۱۷۶	۱۷۶	۱۷۶
پینے، رطوبت، چشم اور لعاب کا حکم	۱۷۶	۱۷۶	۱۷۶
برتن کی نجاست اور پاک	۲۳۵	۲۳۵	۲۳۵
قلوط پاک اور تاپاک برتن	۱۷۶	۱۷۶	۱۷۶
رفقاء سفر کے برتنوں کا اختلاط	۱۷۶	۱۷۶	۱۷۶
پاک اور تاپاک کپڑوں کا اختلاط	۲۳۱	دوم	۲۳۱
سپلائنگ کپڑوں کے برتنوں کا حکم	۲۳۵	اول	۲۳۵
غیر مسسوں کے برتنوں کے احکام	۱۷۶	۱۷۶	۱۷۶
لعوی و اصطلاحی معنی	۳۵۰	چہارم	۳۵۰
طہارت کی اہمیت	۱۷۶	۱۷۶	۱۷۶
کب واجب ہے؟	۱۷۶	۱۷۶	۱۷۶
پاک کرنے کے ذرائع	۱۷۶	۱۷۶	۱۷۶
پانی	۱۷۶	۱۷۶	۱۷۶
سیل جزیں	۱۷۶	۱۷۶	۱۷۶

منی	۳۵۰	//	//
مسح (پوچھا)	//	//	//
فرک (کھرچنا)	//	//	//
رژنا	//	//	//
حک ہو جانا	//	//	//
جدا	//	//	//
جلا	۴۳	دوم	احراق
تبدلی حقیقت	۳۵۰	چہارم	صہارت
دباغت	//	//	//
پانی کا نکالنا	//	//	//
تقسیم	//	//	//
تفسیر کے کچھ اور ذرائع	۳۳۹	//	//
دباغت کی وجہ سے چڑے کی پاکی کا مسئلہ	۶۲	دوم	ادیم
تبدلی حقیقت کا حکم	۹۲	//	استحالة
تبدلی حقیقت سے مراد	۹۳	//	//
اسد مک فقہ اکیڈمی انڈیا کی تجویز	۹۴	//	//
دباغت کے معنی	۴۰۵	۲	//
دباغت کے ذریعہ پاکی	//	//	//
ہاتھی کا چڑا	//	//	//
دوسرا نقطہ نظر	۴۰۶	//	//
فریقین کے دلائل	//	//	//
دباغت کی صورتیں	۴۰۷	//	//
تفسیر کی دو صورتیں	۲۳۹	دوم	اہاب
ذبح	//	//	//
دباغت	//	//	//

دباغت کی دوسورتیں	سوم	۴۰۷	دباغت
حقیقت بدل جائے تو حکم بدل جاتا ہے	دوم	۴۱۷	انقلاب
حقیقت کی تبدیلی کا اثر	"	۴۸۲	تغیر
پھلوں کے رس سے طہارت	چہارم	۴۹۸	عصر
جن چیزوں میں بال تاق سبب طہارت ہے	"	۴۵۲	فرک
مادہ منویہ میں فرک	"	"	"
نجاست حقیقی و حکمی	پنجم	۵۱	مانع (بچنے والی)
نجاست حکمی دور کرنے کے لئے پانی ضروری ہے	"	"	"
نجاست حقیقی دور کرنے کے لئے پانی ضروری نہیں	"	"	"
غیر کے چڑے کی دباغت اور دوسرے احکام	دوم	۴۲۱	بخل
چیز اور جھوٹا	سوم	۴۷۸	خبر

استنجا — آداب و احکام

استنجا کا حکم	دوم	۱۲۶	استنجا
استنجا کے ارکان	"	"	"
استنجا کرنے والے سے متعلق احکام	"	۱۲۷	"
کن چیزوں سے استنجا کیا جائے؟	"	"	"
اگر بے ستری کا اندیشہ ہو؟	"	۱۲۸	"
خارج ہونے والی اور باہر لگنے والی نجاست	"	"	"
استنجا کی کیفیت	"	"	"
مستحبات و آداب	"	"	"
حالت استنجا میں قبلہ کا سامنا یا پیچھا	"	۱۲۹	"
جہاں استنجا کرنا مکروہ ہے	"	"	"
حالت استنجا	"	"	"
ذکر و دعاء	"	۱۳۰	"
جانے اور نکلنے کے آداب	"	"	"

فراغت کے بعد	//	//	//
استدبار، استجد کی حالت میں	//	//	۱۰۸ استدبار
استجداء میں ایثار	//	//	۲۶۲ ایثار
طاق عدد کی اہمیت	//	//	//
درخت کے سایہ میں قضاء حاجت	۳	۱۷۷	شجر
کاغذ سے استجداء	چہارم	۴۹۴	قرطاس
کاغذ سے استجداء	//	//	//
قبلہ کے لغوی معنی	//	۴۶۸	قبلہ
اصطلاح شرع میں	چہارم	۴۶۹	قبلہ
قضاء حاجت کے درمیان استقبالیہ قبلہ	//	//	//
جسم دھونے کے وقت استقبال	//	//	//
استجداء میں استقبالیہ سے متعلق کچھ ضروری مسائل	//	//	//
چھوٹے بچوں کو قبلہ رخ بیٹھانا	//	//	//
خروج ہتھ کی حالت میں قبلہ کا سامنا یا پیچھا	//	//	//
عذر کی بنا پر استقبالیہ قبلہ	//	//	//
ہم بستری کی حالت میں	//	//	//
قبلہ کی طرف پاؤں کرنا	//	//	//
بچوں کو مست قبلہ پاؤں رکھ کر سونا	//	//	//
فقہاء کی آراء	//	//	//
استجداء میں دوسرے	پنجم	۲۶۷	دوسرے
دوسرے شیطان کی طرف سے	//	//	//

نماز

اوقات نماز

صلوٰۃ - لغوی معنی	چہارم	۲۳۱	صلوٰۃ
وجہ تسمیہ	//	//	//
اسلام میں نماز کی اہمیت	//	//	//

نماز بخگانہ کا ثبوت	//	۱۱۱	//
اوقات نماز	//	//	//
چار اوقات	//	//	//
نجر	//	//	//
صبح صادق سے مراد	//	//	//
ظہر	//	//	//
سایہ اصلی کو مستثنیٰ کرنے کی وجہ	//	۲۳۱	//
عصر	//	//	//
مغرب	//	//	//
شفق سے مراد	//	//	//
عشاء	//	//	//
مستحب اوقات	//	//	//
نجر	//	//	//
نجر	۱۳۷	دوم	اسفار
ظہر	۲۳۱	چہارم	صلوٰۃ
ظہر	۳۶۸	اول	ایرلا
عصر	۲۳۱	چہارم	صلوٰۃ
مغرب	//	//	//
عشاء	//	//	//
مکروہ اوقات	//	//	//
تین اوقات مکروہ ہیں	//	//	//
لعل کے لئے دو اوقات مکروہ	//	//	//
نماز کے لئے مکروہ وقت	۱۱۵	دوم	اصغراہ
اصغراہ خمس سے مراد	//	//	//

اذان و اقامت — آداب و احکام

اذان کی ابتداء	دوم	۶۴	اذان
اصولۃ غیر من انوم کا بیان	"	۶۵	"
کلمتہ اذان کی جامعیت اور اثر انگیزی	"	"	"
کلمتہ اذان کی تعداد	"	"	"
اذان کے آداب	"	۶۶	"
بعض تجویذی غلطیاں	"	"	"
کلمتہ اذان میں تقدیم و تاخیر	"	"	"
مسنون طریقہ	"	"	"
اذان کن نمازوں میں ہے؟	"	۶۷	"
اذان شعار دین ہے	"	"	"
کُلُّ اَزْوَاقِ اَذَان	"	"	"
جن کی اذان مکروہ ہے	"	"	"
نشد آور کی اذان	چہ دوم	۶۹	سکران
جب از سر نو اذان دی جائے گی	دوم	۶۸	اذان
موذن کے اوصاف	"	"	"
اذان کا جواب	"	"	"
قبر پر اذان	"	۶۹	"
اذان میں، گھوٹے چومنا	"	۷۰	"
استدارہ فقہ کی اصطلاح میں	"	۱۰۸	استدارہ
مینارہ وسیع ہو تو مؤذن کیا کرے؟	"	"	"
کلمتہ اذان میں ترتیب	"	۴۵۳	ترتیب
اذان میں ترجیح	"	۴۵۴	ترجیح
اذان میں تسکین	"	"	تسکین
ہمارے زمانے میں تعویب کا حکم	دوم	۴۱۶	تعویب

خواص کے لئے اہتمام	//	۳۶۷	//
اذان و اقامت میں استقبال	چہارم	۳۶۹	قبلہ
حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کا حکم	//	//	//
اذان خانہ میں سمت قبلہ سے انحراف	//	//	//
اقامت کی ابتداء	دوم	۱۹۳	اقامت
اقامت کن نمازوں میں؟	//	//	//
جربا تمیں اقامت میں مکروہ ہیں	//	//	//
اقامت کے بعض احکام	//	۱۹۵	//
اقامت کے زیادہ مستحق	//	//	//
مقتدی کب کھڑے ہوں	//	//	//
اگر ہمکمر الصوت	اول	۴۴۱	آلہ
لاؤ اٹیکر	//	//	//
لاؤ اٹیکر پر نماز	//	//	//
لاؤ اٹیکر پر اذان	//	//	//
لاؤ اٹیکر پر وعظ و خطبہ	//	//	//

شواظہ نماز

کیا بغل ستر میں داخل ہے؟	اول	۴۷۰	بط
پستان اعطاء ستر میں ہے	سوم	۳۹	مردی
برہنہ تن کی نماز	دوم	۳۷۵	ایماء
نماز میں	سوم	۳۷۶	غمار
نماز میں ستر	چہارم	۳۸۷	عریاں
مجبور آئے بلایا کی حالت میں نماز	//	//	//
نماز میں استقبال	//	۳۶۹	قبلہ
اگر قبلہ مشتبہ ہو جائے؟	//	//	//
جب استقبال سے عاجز ہو	//	//	//

ٹرین اور بس کا حکم	۳۶۹	۳۶۹	۳۶۹
نفل نماز میں استسبار کا حکم	۳۷۰	۳۷۰	۳۷۰
کیسیت نماز			
نماز میں تحریم اور اس کے الفاظ	۳۷۲	۳۷۲	۳۷۲
خشوع سے مراد	۳۷۸	۳۷۸	۳۷۸
نماز میں خشوع کا حکم	۳۷۹	۳۷۹	۳۷۹
ثناء	۳۸۰	۳۸۰	۳۸۰
کھاتہ توجیہ	۳۸۱	۳۸۱	۳۸۱
کھاتہ توجیہ	۳۸۲	۳۸۲	۳۸۲
نماز میں توجیہ	۳۸۳	۳۸۳	۳۸۳
چند ضروری مسائل	۳۸۴	۳۸۴	۳۸۴
ثناء کے آخر میں "وجہ شاک"	۳۸۵	۳۸۵	۳۸۵
ثناء کون پڑھے؟	۳۸۶	۳۸۶	۳۸۶
ثناء اور اس کے احکام	۳۸۷	۳۸۷	۳۸۷
نماز میں تہود	۳۸۸	۳۸۸	۳۸۸
تہود - ثناء کے تابع ہے یہ قرأت کے؟	۳۸۹	۳۸۹	۳۸۹
بسم اللہ کی فقہی حیثیت	۳۹۰	۳۹۰	۳۹۰
نماز میں	۳۹۱	۳۹۱	۳۹۱
قرأت - غوی معنی	۳۹۲	۳۹۲	۳۹۲
لحن - علم قرأت کی اصطلاح میں	۳۹۳	۳۹۳	۳۹۳
علامہ حوالی اور علامہ شامی کی توضیحات	۳۹۴	۳۹۴	۳۹۴
جہر کی حد اور جہر نماز میں	۳۹۵	۳۹۵	۳۹۵
غیر جہر نماز میں	۳۹۶	۳۹۶	۳۹۶
سری کی حد اور اس مسئلہ میں مشارک کا اختلاف	۳۹۷	۳۹۷	۳۹۷
نماز میں زکاء	۳۹۸	۳۹۸	۳۹۸

قرأت کے درمیان دعاء	۱۱	۱۱	۱۱
آہستہ پڑھنے کی حد	۵۸	دوم	اخفاء
سکونسیان کا احکام پراثر	۱۰۰	چہارم	زلۃ القاری
نماز میں سکون کلام	۱۱	۱۱	۱۱
امام ابو حنیفہ اور امام محمدؒ کا اصول	۱۱	۱۱	۱۱
امام ابو یوسفؒ کا اصول	۱۱	۱۱	۱۱
اعراب میں غلطی	۱۱	۱۱	۱۱
وقف میں غلطی	۱۱	۱۱	۱۱
الفاظ و حروف میں تبدیلی	۱۱	۱۱	۱۱
طرفین کا عقد نظر	۱۱	۱۱	۱۱
امام ابو یوسفؒ کی رائے	۱۱	چہارم	۱۱
سورتوں میں ترتیب	۴۵۳	دوم	ترتیب
پڑھنے کا اطلاق کس کیفیت پر ہوگا؟	۴۸۲	چہارم	قرأت
ہندوائی اور فضلی کا قول	۱۱	۱۱	۱۱
امام احمدؒ اور بشر مرسیؒ کا قول	۱۱	۱۱	۱۱
امام کرخیؒ اور ابو بکر علیؒ کا قول	۱۱	۱۱	۱۱
آمین کا تلفظ	۴۴۳	اول	آمین
آمین صرف نماز میں ہے یا خارج صلوٰۃ بھی؟	۱۱	۱۱	۱۱
آمین کون کہے؟	۱۱	۱۱	۱۱
زور سے کہے یا آہستہ؟	۱۱	۱۱	۱۱
آمین آہستہ کہے	۵۸	دوم	اخفاء
زکوع — لغوی معنی	۴۹۳	۴	زکوع
اصطلاحی معنی	۱۱	۱۱	۱۱
زکوع کا طریقہ	۱۱	۱۱	۱۱
زکوع میں تمییز	۴۹۵	۴	۱۱

تذبح اور اس سے مراد	۴۹۵	۴۹۵	۴۹۵
زکوع میں تعدیل	۴۹۵	۴۹۵	۴۹۵
فقہاء کا اختلاف رائے	۴۹۵	۴۹۵	۴۹۵
زکوع کی تسبیحات اور اس کی مقدار	۴۹۶	۴۹۶	۴۹۶
ام کثی بار پڑھے؟	۴۹۶	۴۹۶	۴۹۶
زکوع کی حالت میں تلاوت قرآن	۴۹۶	۴۹۶	۴۹۶
متفرق احکام	۴۹۶	۴۹۶	۴۹۶
بیٹھ کر زکوع	۴۹۶	۴۹۶	۴۹۶
خواتین کے لئے زکوع کا طریقہ	۴۹۶	۴۹۶	۴۹۶
کوزہ پشت کا حکم	۴۹۶	۴۹۶	۴۹۶
زکوع میں جاتے ہوئے تسبیح	۴۹۶	۴۹۶	۴۹۶
زکوع سے انٹتے ہوئے کیا کہے؟	۴۹۶	۴۹۶	۴۹۶
نماز میں کر خیدہ فحش کا حکم	۴۹۶	۴۹۶	۴۹۶
سبح اللہ من حمد کون کہے؟	۴۹۶	۴۹۶	۴۹۶
زکوع میں تطہیق	۴۹۶	۴۹۶	۴۹۶
زکوع کا مستحب طریقہ	۴۹۶	۴۹۶	۴۹۶
زکوع اور سجدہ کی تسبیح	۴۹۶	۴۹۶	۴۹۶
سجدہ کی تسبیح	۴۹۶	۴۹۶	۴۹۶
جلسہ استراحت	۴۹۶	۴۹۶	۴۹۶
دوسجدوں کے درمیان رُعاء	۴۹۶	۴۹۶	۴۹۶
سجدہ — لغوی اور اصطلاحی معنی	۴۹۶	۴۹۶	۴۹۶
سجدہ اہم ترین رکن	۴۹۶	۴۹۶	۴۹۶
سجدہ کا طریقہ	۴۹۶	۴۹۶	۴۹۶
کھیر کب کھی جائے؟	۴۹۶	۴۹۶	۴۹۶
تسبیح	۴۹۶	۴۹۶	۴۹۶

الشیع کی مقدار	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
ام کثی بار پڑھے؟	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
سجدے میں تلاوت و دعاء	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
اعضاء سجدہ	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
زمین پر پاؤں رکھنا واجب ہے	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
ہاتھ اور گھٹنے رکھنا	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
پیشانی اور ناک	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
اگر زخماں اور ٹھوڑی زمین پر رکھ دی جائے؟	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
سجدے کی مسنون ہیئت	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
اعضاء کے رکھنے اور اٹھانے کی ترتیب	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
ہاتھ کہاں رکھے؟	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
عورتوں کے لئے	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
ہاتھ کی انگلیاں	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
مختلف اعضاء کی ہیئت	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
سجدہ کسی جگہ پر کیا جائے؟	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
روٹی یا برف پر سجدہ	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
ہتھیلی اور عمامہ پر سجدہ	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
سجدہ گاہ نمازی کی جگہ سے اونچا ہو	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
اودھام کے موقع پر	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
پیشانی کا اکثر حصہ زمین پر ہو	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
کچھ اور ضروری احکام	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
نگاہ کا مکمل	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
اگر سجدہ گاہ میں ٹکریاں ہوں؟	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
تسبیح کی تعداد اور انگلیوں سے گنتا	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
اعتدال واجب ہے	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳

سجدہ میں زُعماء	۴۲	۴	
وضو، سجدہ اور تنہم میں پیشانی کا حکم	۷۷	//	
قعدہ کی بیشک	۱۹۹	دوم	
بیٹھنے کی اس کیفیت کا حکم (اکڑ و بیٹھنا)	۳۷	//	
نہار میں احباء	//	//	
اگر عذر ہو	//	//	
نہار میں پالتی مار کر بیٹھنا	۴۵۲	//	
نماز میں بیٹھنے کا طریقہ	۴۴۵	//	
نشست کی کیفیت	۱۱۰	۴	
تشہد کے کلمات	۴۶۳	دوم	
دوسرے احکام	//	//	
نماز میں سلام	۴۵۷	دوم	
نماز میں سلام پھیرنے کا حکم	۴۲۷	//	
سلام کا طریقہ	۴۵۷	//	
نماز کے بعد زُعماء	۴۱۳	سوم	
نقہء کا نقطہ نظر	۴۱۳	//	
خفیہ کا نقطہ نظر	//	//	
اجتماعی زُعماء	//	//	
مولانا بخاری کا چشم کشا بیان	۴۱۵	//	

اوقات نماز

ارکان	چہارم	۲۳۱	صلوۃ
قیام	//	//	//
لعل نمازیں بیٹھ کر پڑھنے کا حکم	//	//	//
قراءت	//	//	//
قراءت سے مراد	چہارم	//	//

مقدار فرض	//	۲۳۱	صلوٰۃ
تین چھوٹی آیتوں سے مراد	//	//	//
قرآن کی حویل تر آیتیں	//	//	//
ایک ہی آیت پر اکتفاء	//	//	//
مقد رواجب	//	//	//
مسنون قراءات	//	//	//
طوال مفصل اور اساط و قصار سے مراد	//	//	//
آیات کی مقدار	//	//	//
کب ٹھہر کر اور میں نہ روی کے ساتھ پڑھے؟	//	//	//
مکروہ ت قراءت	//	//	//
شاذ قراءات	//	//	//
دوسری رکعت میں زیادہ حویل قراءات	//	//	//
خلاف ترتیب قراءات	//	//	//
اوام کے پیچھے قراءات	//	//	//
حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ کی روایت	//	//	//
حضرت ابو ہریرہ ؓ کی روایت	//	//	//
حضرت ابو ہریرہ ؓ کی ایک اور روایت	//	//	//
حضرت جابر ؓ کی روایت	//	//	//
صحابہ ؓ کے اقوال و آثار	//	//	//
ائمہ اربعہ کا مسلک	//	//	//
جہد سر	//	//	//
جن نمازوں میں جہری قراءات ہے	//	//	//
جن صورتوں میں سری قراءات ہے	//	//	//
منفرد کا حکم	//	//	//
تقد و اخیر	چہارم	//	//

خروج صعد کے قوس کی حیثیت	۴۳۱	۴۳۱	صورۃ
نماز کے واجبات و سنن			
واجبات نماز	۴۳۱	۴۳۱	۴۳۱
واجبات کا حکم	۴۳۱	۴۳۱	۴۳۱
نماز میں تعدیل کا حکم	۴۳۱	۴۳۱	۴۳۱
نماز کی سنتیں	۴۳۱	۴۳۱	۴۳۱
نماز کی سنتوں کا حکم	۴۳۱	۴۳۱	۴۳۱
رفع یدین	۴۳۱	۴۳۱	۴۳۱
ہاتھ کہاں تک اٹھایا جائے؟	۴۳۱	۴۳۱	۴۳۱
اگلیوں کی کیفیت	۴۳۱	۴۳۱	۴۳۱
رفع یدین کس موقع پر ہے؟	۴۳۱	۴۳۱	۴۳۱
رفع یدین کی بعض صورتیں منسوخ ہیں	۴۳۱	۴۳۱	۴۳۱
ہاتھ کہاں بندھا جائے؟	۴۳۱	۴۳۱	۴۳۱
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت	۴۳۱	۴۳۱	۴۳۱
حضرت بکرم رضی اللہ عنہ کی روایت	۴۳۱	۴۳۱	۴۳۱
کچھ اور سنتیں	۴۳۱	۴۳۱	۴۳۱
آمین	۴۳۱	۴۳۱	۴۳۱
کون لوگ آمین کہیں؟	۴۳۱	۴۳۱	۴۳۱
آہستہ کہنا اولیٰ ہے	۴۳۱	۴۳۱	۴۳۱
کچھ سنتیں	۴۳۱	۴۳۱	۴۳۱
نماز میں تین وقف، سورۃ فاتحہ کے بعد وقف کا مقصد	۴۳۱	۴۳۱	۴۳۱
زکوع سے اٹھے ہوئے کیا کہے؟	۴۳۱	۴۳۱	۴۳۱
اعتدال کے ساتھ تحریمہ	۴۳۱	۴۳۱	۴۳۱
تکبیر انتقال	۴۳۱	۴۳۱	۴۳۱
تومہ	۴۳۱	۴۳۱	۴۳۱

تشریح میں اشارہ	چہارم	۲۳۱	صلوٰۃ
فرائض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ	"	"	"
درود شریف	"	"	"
درود کے بعد دعاء	"	"	"
سلام کا مسنون طریقہ	"	"	"
آداب و مستحبات	"	"	"
نماز کی مجموعی کیفیت	"	"	"
نقشہ اختداف احکام نماز	"	"	"
بعض کیفیات میں مردوں اور عورتوں کے درمیان فرق	"	"	"
ہاتھ اٹھانے میں	"	"	"
ہاتھ کہاں بندھیں؟	"	"	"
کیسے بندھیں؟	"	"	"
عورتوں کے زکوع کا طریقہ	"	"	"
سجدہ کا طریقہ	"	"	"

نماز کو توڑ دینے والی چیزیں

مغذور کا عذر دور ہو جائے	چہارم	"	"
نماز میں سورج نکل آئے	"	"	"
امام پر مقتدی کی سبقت	"	"	"
مرد و عورت کا برابر میں کھڑا ہونا	"	"	"
نماز میں آہ	اوپر	۴۳۸/۴۱۳	اللہ آہ
نماز میں سانپ مارنے کا حکم	دوم	۱۴۱	اسودین
وضو اور نماز پر بیہوشی کا اثر	"	۱۸۷	دغہ
سجدہ میں اضطجاع	"	۱۶	اضطجاع
ضروری احکام	چہارم	۴۷۷	عقرب
نماز میں کلام	"	۲۳۱	صلوٰۃ

کلام سے مراد	//	۲۳۱	صلوٰۃ
بہ طور جواب کسی آیت کا پڑھنا	چہارم	//	//
چھینک کا جواب	//	//	//
کھانسی، جمالی وغیرہ	//	//	//
ذکار کا حکم	//	//	//
نماز میں رونا	//	//	//
نماز میں رونا	دوم	۳۲۵	بکاء
نماز میں آف کہا	//	۳۹۱	تانیف
نماز میں قسم	//	۴۱۲	قسم
نماز میں قسم	چہارم	۵۲۹	تہنہ
پہننے کے تین درجہات	//	//	//
نماز میں محکم	//	//	//
نماز میں قہقہہ	//	//	//
سلام	//	۲۳۱	صلوٰۃ
زبان سے سلام	//	//	//
ہاتھ کے اشارے سے سلام	//	//	//
نماز میں القہہ دینا	//	صلوٰۃ	//
نماز میں قرآن دیکھ کر تلاوت	//	//	//
عمل کثیر سے مراد	//	//	//
عمل کثیر سے مراد	//	۴۱۲	عمل
نماز میں عمل کثیر	//	//	//
نماز میں چلنا	//	۴۳۶	صلوٰۃ
مختلف صورتیں اور ان کا حکم	//	//	//
عمل نماز سے مراد	//	//	//

نماز میں کھانا پینا	//	۲۳۱	صلوٰۃ
کچھ اور مفصلات	//	//	//
نا پاک شے پر کجہ	چہارم	//	//
بے ستری	//	//	//
قبلہ سے انحراف	//	//	//
سکھانا یا ناکا احکام پر اثر	//	۱۰۰	زیر القاری
نماز میں سکھانا کلام	//	//	//
امام ابو حنیفہ اور امام محمد کا اصول	//	//	//
اعراب میں غلطی	//	//	//
وقف میں غلطی	//	//	//
القاعد و حروف کی تبدیلی	//	//	//
طرفین کا نقطہ نظر	//	//	//
امام ابو یوسف کی رائے	//	//	//
درمیان نماز وضو ٹوٹ جائے	دوم	۳۲۷	بنا

جو چیزیں نماز میں مکروہ ہیں

کروہات نماز سے مراد	چہارم	۲۳۱	صلوٰۃ
کھلی کہنیوں میں نماز کی کراہیت	دوم	۴۰۹	تأبط
اونٹ کے اصلیل میں نماز	اول	۴۷۱	اہل
کپڑا پہننے کی ایک خاص صورت	دوم	۸۷	استعمال
نماز میں اسہال	//	۵۳	اسہال
اختصار سے مراد	//	۵۵	اختصار
دگر رائیں	//	//	//
طبی تقاضے کے وقت نماز	//	۲۰۴	غشمن
نماز میں التفات کے تین درجات اور ان کے احکام	//	۱۳۸	التفات

سدل سے مراد	چہارم	۱۳۲	سدل
نماز میں سدل کا حکم	"	"	"
جوتے میں نماز	پنجم	۲۰۰	نعلین
محراب کے اندر نہ کھڑا ہو	"	۶۷	محراب
نماز سے باہر	چہارم	۱۳۲	سدل
نماز میں غیر عربی زبان میں دُعا	سوم	۴۱۳	زُعاء
پیشاب رکنے والے شخص کی نماز	"	۱۷۴	ماقن
مکروہات کے ارتکاب کا حکم	چہارم	۲۳۱	صلوۃ
ترک واجب اور ترک سنت و مستحب کا حکم	"	"	"
کچھ ہم مکروہات	"	"	"
نماز میں دوسرے	پنجم	۲۶۷	دوسرے
نمازی کے آگے سے گزرنے کی ممانعت	چہارم	۱۲۰	سترہ
سترہ سے مراد	"	"	"
سترہ رکھنے کا حکم	"	"	"
نمازی اور سترہ کے درمیان فصل	"	"	"
کیا چیزیں سترہ ہو سکتی ہیں؟	"	"	"
سترہ کی لمبائی	"	"	"
سترہ کی چوڑائی	"	"	"
سترہ کے لئے حد کھینچنا	"	"	"
نظر کا نکل	"	"	"
اہم کا سترہ، مقتدی کے لئے کافی ہے	"	"	"
کیا آبی سترہ بن سکتا ہے؟	"	"	"
نمازی کے کتے آگے سے گزرا جائے؟	"	"	"
چھوٹی مسجد کا حکم	"	"	"
محراب اور مسجد کبیر کا حکم	"	"	"

مسجد صغیر اور کبیر سے مراد	۱۲۰	۱۱	سترہ
مفرق ضروری اور اہم مسائل	۱۱	۱۱	۱۱
کپڑے کا سترہ	۱۱	۱۱	۱۱
اگر نیزی کی جگہ اونچی ہو	۱۱	۱۱	۱۱
نماز کے آگے سے گزرنے کی چار صورتیں	۱۱	چہارم	۱۱
گزرنے والے کو روکنا	۱۱	۱۱	۱۱
روکنے کا طریقہ	۱۱	۱۱	۱۱
نہ روکنے والوں سے نقل و قال	۱۱	۱۱	۱۱

امام اور امامت سے متعلق مسائل

امام نماز کی اتباع	۳۸۳	اول	اتباع
پانچ امور میں اتباع واجب ہے	۱۱	۱۱	۱۱
چار چیزیں جن میں امام کی اقتداء نہ کی جائے	۱۱	۱۱	۱۱
نو چیزیں کہ امام انہیں نہ کرے تب بھی مقتدی کرے	۱۱	۱۱	۱۱
ضعیف قوی کی امامت نہیں کر سکتا	۳۲۸	دوم	یہاں
اشارے سے نماز پڑھنے والے کی امامت	۲۷۵	۱۱	ایماہ
انہی کی امامت	۲۳۶	۱۱	انہی
اقتداء میں کراہت	۲۵۸	۱۱	اہل ہوی
لنگڑے کی امامت	۱۷۳	۱۱	اعرج
مام - لغوی و اصطلاحی معنی	۲۱۸	۱۱	امام و امامت
منصب امامت کی ہیئت	۱۱	۱۱	۱۱
جو لوگ مام بن سکتے ہیں	۱۱	۱۱	۱۱
بعض اہم فقہی اختلافات	۲۱۹	۱۱	۱۱
توطئہ نے والے کی امامت	۳۹۰	۱۱	حاکم
جن کی امامت مکروہ ہے	۲۱۹	۱۱	امام و امامت
عورت کی امامت	۱۱	۱۱	۱۱

تراویح میں تابانوں کی مامت	//	۲۲۰	//
ناپسندیدگی کے باوجود امانت	//	//	//
امامت کا زیادہ حقدار	//	//	//
شیپ ریکارڈ اور فی وی کے ذریعہ امانت	//	۲۲۱	//
خلاف مسک امام کی اقتداء	//	//	//
نہز میں استکفاف	دوم	۰۸	استکفاف
القمہ دینا	چہارم	۲۳۸	فتح
فتح - لغوی اور اصطلاحی معنی	//	//	//
حرکات و سکناات کی غلطی پر تنبیہ کا طریقہ	//	//	//
قراءت قرآن میں مقدمینے کا حکم	//	//	//
اگر غیر مصلی امام کو مقدمے	//	۳۳۷	//
مقدمینے کے آداب	//	//	//
ایک ہاتھ کی پشت پر دوسرا ہاتھ دانا	دوم	۳۶۳	تصنیق
مسجد میں تھوکتا	//	۳۱۸	بصق
بیاز کھا کر مسجد میں آنا	//	۳۱۹	بھل

نماز وتر سے متعلق مسائل

محراب وسط میں ہو	پہلے	۶۷	محراب
قنوت - لغوی معنی	چہارم	۵۲۶	قنوت
قنوت وتر	//	//	//
وتر - لغوی معنی	پہلے	۲۵۶	وتر
وتر نام رکھنے کی وجہ	//	//	//
نہز وتر واجب ہے یا مسنون؟	//	//	//
امام ابوحنیفہ کے تین اقوال	//	//	//
واجب ہونے کی دلیل	//	//	//
دوسرے فقہاء کا نقطہ نظر	//	//	//

مصرف تعبیر کا اختلاف ہے	پہم	۴۵۶	در
در کی رکعات	"	"	"
احناف کا نقطہ نظر	"	"	"
دوسرے فقہاء کا نقطہ نظر اور دلائل	"	"	"
نہر ز در کا طریقہ	"	"	"
در میں کن سورتوں کا پڑھنا مسنون ہے؟	"	"	"
تعدہ اولی واجب ہے	"	"	"
کیا پورے سال دُعا قنوت ہے	"	"	"
جماعت کے ساتھ در	"	"	"
دُعا قنوت	"	"	"
دُعا کے آخر میں درود	"	"	"
اگر دُعا قنوت یاد نہ ہو؟	"	"	"
دُعا قنوت سے متعلق احکام	"	"	"
زور سے پڑھے یا آہستہ؟	"	"	"
اگر دُعا پڑھنا بھول جائے؟	"	"	"
تیسری رکعت کے رکوع میں امام کو پائے؟	"	"	"
خبر میں دُعا قنوت	"	"	"
اگر امام، شافعی ہو اور معتزلی متقل؟	"	"	"
نماز وتر کا وقت	"	"	"
اگر بعد میں نماز عشاء کا فاسد ہونا معلوم ہو؟	"	"	"
مستحب وقت	"	"	"
قنوت ہازمہ	چہارم	۵۲۶	قنوت
دُعا	"	"	"

فصل نمازیں

فصل - لغوی و اصطلاحی معنی	پہم	۴۱۸	فصل
---------------------------	-----	-----	-----

نفل	۲۱۸	//	نفل شروع کرنے کے بعد توڑنا
//	//	//	کیا نفل شروع کرنے کے بعد واجب ہو جاتا ہے؟
//	//	//	جہور کا نفل نظر
مسرة	۲۳۱	چہارم	نفل نمازیں
//	//	//	سنن مؤکدہ
//	//	//	زیادہ مؤکدہ سنت
//	//	//	سنن غیر مؤکدہ
//	//	//	عشاء سے پہلے چار رکعت
//	//	//	سنت فجر سے متعلق ایک ہم مسئلہ
//	//	//	سنتوں کی قضاء
//	//	//	اگر ظہر سے پہلے کی سنت نہ پڑھ پائے
//	//	//	نماز جمعہ سے پہلے اور بعد کی سنتیں
تراویح	۴۳۸	دوم	نعم اور رکعات
//	۴۴۹	//	جماعت
//	۴۵۰	//	وقت
//	//	//	قضاء
//	//	//	سنت
//	۴۵۱	//	قرأت کی مقدار
//	//	//	متفرق احکام
//	//	//	ترویج کا عمل
//	//	//	اگر دو رکعت قاسد ہوگئی؟
//	۴۵۲	//	امام خوش خواں یا درست خواں؟
//	//	//	ایک سے زیادہ امام
//	//	//	کوئی سورت یا آیت چھوٹ گئی
تہجد	۵۴۷	//	نماز تہجد کی فضیلت

تہجد کا وقت	۵۳۷	۱۱	تہجد
تعداد رکعت	۱۱	۱۱	۱۱
قراءت کی مقدار	۱۱	۱۱	۱۱
روزہ کے موقع سے نماز نفل	۹۹	چہارم	روزہ
جماعت ثابت نہیں	۱۱	۱۱	۱۱
قیام اللیل	۵۳۷	۱۱	قیام اللیل
نماز چاشت	۲۳۱	۱۱	صلوۃ
نماز سفر	۱۱	۱۱	۱۱
صلوۃ اذانین	۱۱	۱۱	۱۱
صلوۃ الزوال	۱۱	۱۱	۱۱
نماز اشراق	۱۱	۱۱	۱۱
محدثین اور صوفیاء کا اختلاف	۱۱	۱۱	۱۱
نماز تہجد	۱۱	۱۱	۱۱
صلوۃ الصبح	۱۱	۱۱	۱۱
صلوۃ الصبح کی ایک ماثورۃ عام	۱۱	۱۱	۱۱
نفل میں افضل طریقہ چار رکعت ہے یا دو رکعت	۱۱	۱۱	۱۱
کثرت رکعات افضل ہے یا طویل قیام؟	۱۱	۱۱	۱۱
صلوۃ حاجت	۱۷۱	سوم	حاجت
مسجد قباء کی فضیلت	۳۳	چہارم	قباء
مسجد قباء میں نماز پڑھنا	۱۱	۱۱	۱۱
بیٹھنے کے بعد	۳۲۹	دوم	تہجد مسجد
تحیۃ الوضوء	۳۳۰	۱۱	تحیۃ الوضوء
سائل سے بندی ہوئی کشتی میں نماز	۱۶۷	چہارم	سفینہ
چلتی ہوئی کشتی میں بیٹھ کر نماز	۱۱	۱۱	۱۱
استقبال قبلہ کا حکم	۱۱	۱۱	۱۱

جہاز اور بس کا حکم	//	۱۶۷	//
کعبہ میں نماز	دوم	۳۳۸	بیت اللہ
کعبہ کی محبت پر نذر	//	۳۳۹	//
کعبہ میں نماز	چہارم	۵۵۷	کعبہ
حطیم میں نماز	//	//	//

وضوء — احکام و مسائل

نماز میں تہی کا مہیوم	دوم	۳۳۸	تہی
جماعت کی اہمیت	سوم	۶	جماعت
جماعت کا حکم	//	۱۱۷	//
لٹل نماز کی جماعت	//	//	//
جماعت میں کھڑے ہونے کی ترتیب	//	۱۱۸	//
جماعت شروع ہونے کے بعد سنت	//	//	//
جماعت ۵۰ کا مسئلہ	//	۱۱۹	//
خواتین کی جماعت	//	۱۲۰	//
نماز کے بعد جماعت میں شرکت	//	//	//
جنوں کے ساتھ نماز	//	۱۳۵	جن
محراب سے ہٹ کر دوسری جماعت	پنجم	۶۷	محراب
مریض اور جماعت	//	۷۸	مریض
نماز میں تبلیغ	دوم	۴۱۲	تبلیغ
تعوذ اور ثناء کب پڑھے؟	پنجم	۸۷	مسابوق
باقی رکعتیں ابتدا کی رکعتیں	//	//	//
امام کے قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد کیا پڑھے؟	//	//	//
امام کے ساتھ سلام پھیرنے کے بعد کیا کرے؟	//	//	//
مجذہ سہو میں امام کی اتباع	//	//	//
اگر امام مسابوق کو نائب بنا دے؟	//	//	//

پہلے صورتیں جن میں مقتدی کے حکم میں ہے	"	۸۷	مسبق
لاحق سے مراد	چہارم	۵۷۲	لاحق
لاحق فوت شدہ رکعتیں کس طرح ادا کرے؟	"	"	"
کیا وہ امام کے ساتھ مجدد سجدہ کرے گا؟	"	"	"
کیا امام لاحق کو نائب بنا سکتا ہے؟	"	"	"

فوت شدہ نمازوں کی قضاء

فوت شدہ نمازوں کی قضاء	چہارم	۲۳۱	صلوٰۃ
تارک نماز کا حکم	"	"	"
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل	"	"	"
جب ترتیب واجب نہیں	"	"	"
فوت شدہ نمازیں کس طرح ادا کی جائیں؟	"	"	"
فائزہ نمازوں کا فدیہ	"	"	"
قضاء اور اعادہ کا فرق	دوم	۱۶۳	اعادہ

سجدۂ سہو — احکام و مسائل

فقہ کا اختلاف	چہارم	۱۳۲	مجدد سجدہ
طریقہ	"	"	"
ایک سلام یا دو سلام	"	"	"
درود و دعاء	"	"	"
ائمہ ثلاثہ کا فقہ منقہ	"	"	"
صرف انصافیت کا اختلاف	"	"	"
کن مواقع پر واجب ہوتا ہے؟	"	"	"
اگر فرض چھوٹ جائے؟	"	"	"
سنتیں چھوٹ جائیں	"	"	"
قصداً واجب ترک کر دے	"	"	"
سہواً واجب فوت ہو جائے	"	"	"

تربک واجب کی چھ صورتیں	//	۱۳۲	سجدہ سہو
تاخیر رکن سے مراد	//	//	//
سجدہ سہو واجب ہونے کا ایک اصول	//	//	//
سجدہ سہو واجب ہونے کی کچھ صورتیں	//	//	//
سورہ فاتحہ بھول جائے	//	//	//
فرض کی آخری رکعتوں میں سورہ مدے	//	//	//
قعدہ میں قرآن پڑھے	//	//	//
قرآن میں ترتیب غلط ہو جائے	//	//	//
نماز میں دیر سے سجدہ کرے	//	//	//
تعدیل کا لحاظ نہ رکھے	//	//	//
تشہد بھول جائے	//	//	//
قعدہ اولیٰ میں درود پڑھ لے	//	//	//
تشہد کر کر پڑھ لے	//	//	//
قعدہ بھول جائے	//	//	//
قعدہ ثانیہ میں کلمہ اہر جائے	//	//	//
دُعائے قنوت بھول جائے	//	//	//
تکبیرات چھوٹ جائیں	//	//	//
تکبیرات عیدین میں کمی و زیادتی	//	//	//
جہر کی جگہ سریا اس کے برعکس	//	//	//
تعوذ وغیرہ جہر پڑھ دے	//	//	//
شک کی وجہ سے سجدہ سہو	//	//	//
جو شک کا عادی نہ ہو	//	//	//
نماز کی رکعات میں شبہ	دوم	۴۲۱	تحری
جسے بار بار شک پیش آئے	چہارم	۱۳۲	سجدہ سہو
جس کا کسی ایک طرف رجحان قلب نہ ہو پائے	//	//	//

کچھ ضروری احکام	۱۳۲	//	سجدہ سہم
امام سے بھول ہو جائے	//	//	//
مقتدی مسبوق ہو	//	//	//
جمعہ وعیدین میں سہم	//	//	//
فرائض و نوافل میں کوئی فرق نہیں	//	//	//
اگر وقت ٹھک ہو	//	//	//

سجدۂ تلاوت

سجدۂ تلاوت کا حکم	چہارم	۱۳۹	سجدۂ تلاوت
کب واجب ہوتا ہے؟	//	//	//
مقتدی پر سجدۂ تلاوت	//	//	//
اگر کھڑے سجدہ کی تلاوت نہ کر سکا؟	//	//	//
آیات سجدہ	//	//	//
بعض آیات کی بابت اختلاف	//	//	//
فقہاء کے اقوال	اول	۲۵۴	آیت سجدہ
سجدۂ تلاوت کن لوگوں پر واجب ہے؟	چہارم	۱۳۹	سجدۂ تلاوت
غیر مکلف کی تلاوت	//	//	//
طوطے کی تلاوت پر سجدہ	دوم	۲۸۵	بہفام
ریلے یو غیرہ سے تلاوت کا حکم	چہارم	۱۳۹	سجدۂ تلاوت
کلمہ سجدہ کا ہے	//	//	//
نمازی کا غیر نمازی سے سنتا	//	//	//
غیر نمازی کا نمازی سے سنتا	//	//	//
سجدۂ تلاوت کا طریقہ	//	//	//
سجدہ کی جگہ رکوع	//	//	//
کچھ ضروری احکام	//	//	//
اگر نماز میں سجدہ نہیں کر پایا؟	//	//	//

آیت سجدہ کو چھوڑ کر تلاوت	۱۴۹	۱۴۹	سجدہ تلاوت
آیت سجدہ کی کمر تلاوت	۱۴۹	۱۴۹	۱۴۹
گراں گوش اور آیت سجدہ کی تلاوت	۱۵۱	۱۵۱	۱۵۱

سجدہ شکر

علم	چہارم	۱۳۷	سجدہ شکر
قول مفتی بہ	۱۳۷	۱۳۷	۱۳۷
شرعیت کی دلیل	۱۳۷	۱۳۷	۱۳۷
سجدہ شکر کا طریقہ	۱۳۷	۱۳۷	۱۳۷
نماز شکر اول ہے	۱۳۷	۱۳۷	۱۳۷

معذور — احکام و مسائل

مریض اور اس کے احکام	بنجم	۷۵	مرض
نماز میں سہارا لینا	اول	۳۸۷	۳۸۷
پہنچ کر نماز	بنجم	۷۵	مرض
لیٹ کر نماز	۷۵	۷۵	۷۵
لیٹ کر نماز	دوم	۱۶۱	اضطیاج
اشارے سے نماز	بنجم	۷۵	مرض
معذور نماز کے درمیان صحت یاب ہو جائے	دوم	۳۲۸	بناہ
معذور نماز کے درمیان صحت یاب ہو جائے	بنجم	۷۵	مرض
نماز کے درمیان بیمار ہو جائے	۷۵	۷۵	۷۵
نماز کے درمیان بیمار ہو جائے	دوم	۳۱۳	براہ
گوتے کے احکام	۵۸-۵۷	۵۸-۵۷	خس
انہی کی نماز کا طریقہ	۲۳۶	۲۳۶	انہی
متفرق مسائل	بنجم	۷۵	مرض

سفر — احکام و مسائل

نماز میں قصر	چہارم	۱۵۵	سفر
--------------	-------	-----	-----

۱۵۵	۱۵۵	سن	ائمہ ثلاثہ کا نقطہ نظر
۱۵۵	۱۵۵	سن	قصر واجب ہونے کی دلیلیں
۱۵۵	۱۵۵	سن	جمع بین الصلوٰتین
۱۵۵	۱۵۵	سن	جمہور کا مسلک
۱۵۵	۱۵۵	سن	حنفیہ کا نقطہ نظر
۱۵۵	۱۵۵	سن	جمہور کا استدلال
۱۵۵	۱۵۵	سن	بہ وقت مشقت حنفیہ کے یہاں بھی اجازت ہے
۱۵۵	۱۵۵	سن	شوافع کے نزدیک جمع کے نئے شرطیں
۱۵۵	۱۵۵	سن	مسافت سفر
۱۵۵	۱۵۵	سن	حنفیہ میں حنفیہ کی رائے
۱۵۵	۱۵۵	سن	معارضین کا نقطہ نظر
۱۵۵	۱۵۵	سن	ائمہ ثلاثہ کا نقطہ نظر
۱۵۵	۱۵۵	سن	جمہور کا استدلال
۳۱۴	۳۱۴	دوم	برید کی مسافت
۱۵۵	۱۵۵	چہارم	اگر ایک مقام کے لئے دور استے ہوں
۱۵۵	۱۵۵	سن	وطن اصل و اقامت
۱۵۵	۱۵۵	سن	وطن اصل سے مراد
۱۵۵	۱۵۵	سن	سسرال کا حکم
۱۵۵	۱۵۵	سن	وطن اقامت
۱۵۵	۱۵۵	سن	وطن اصل کب ختم ہوتا ہے؟
۱۵۵	۱۵۵	سن	وطن اقامت کب باطل ہوتا ہے؟
۱۵۵	۱۵۵	سن	فقہاء کے اقوال
۱۵۵	۱۵۵	سن	متفرق ضروری اور اہم مسائل
۱۵۵	۱۵۵	سن	کب قصر شروع کرے؟
۱۵۵	۱۵۵	سن	طویل مدت تک بدایت اقامت

نیت اقامت کب معتبر ہوگی؟	//	۱۵۵	سفر
جو شخص سفر میں تابع ہو	//	//	//
سفر میں چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضاء	//	//	//
خیر وقت کا اعتبار ہے	//	//	//
مسافر، عقیقہ کی اقتداء کرے	//	//	//
بحری سفر میں نماز	دوم	۲۸۹	بحر
اگر عقیقہ، مسافر کی اقتداء کرے	چہارم	۱۵۵	سفر
سفر معصیت کا حکم	//	//	//
قصر صرف فرائض میں ہے	//	//	//
سفر میں سنتوں کا حکم	//	//	//
سفر میں مقدار قراءت	//	//	//
قائے مصر سے مراد	//	۳۵۶	قہ
قائے شہر کا حکم	//	//	//

نماز جمعہ — آداب و مسائل

خطبہ جمعہ کے دوران	دوم	۴۶۹	تحیۃ مسجد
وجہ تسمیہ	۴۷	۱۲۱	جمعہ
تلفظ	//	۱۲۲	//
جمعہ کی فرضیت	//	//	//
پہم جمعہ کی فضیلت	//	//	//
وقت	//	۱۲۳	//
دوسری شرطیں	//	//	//
اذن عام	//	//	//
جماعت	//	۱۲۴	//
اہم السلکین کی شرط	//	//	//
دیہات میں نماز جمعہ کا مسئلہ	//	۱۲۵	//

جمعہ سے مرد	۱۲۶	//	جمعہ
جمعہ کی ذان طائی	۱۲۷	//	//
جمعہ کے دن غسل	۱۲۸	//	//
جمعہ کے دن سفر	۱۲۹	//	//
مقبولیت کی گھڑی	۱۳۰	//	//
ایک شہر میں ایک سے زیادہ جمعہ	۱۳۱	//	//
جمعہ سے پہلے اور بعد کی سنتیں	۱۳۲	//	//
جمعہ سے متعلق چند ضروری مسائل	//	//	//
ہجرت جمعہ کی چند خصوصیات	//	//	//
احناف کے یہاں جمعہ کے لئے شہر جامع کی شرط	۷۳	سوم	جامع
قائد مصر سے مراد	۳۵۸	چہارم	قائد
قائد شہر کا حکم	//	//	//
خطبہ میں معصاء کا سہارا	۳۸۷	اول	الکاء
خطبہ میں	//	//	الکاء
خطبہ جمعہ کا وقت	۳۳۵	سوم	خطبہ
مقدار	۳۳۶	//	//
مضامین	۳۳۷	//	//
واجبات	۳۳۷	//	//
سنتیں	۳۳۸	//	//
مکروہات	۳۳۹	//	//
خطبہ کے درمیان تحیۃ المسجد	//	//	//
سلام و کلام اور ذکر و تلاوت	//	//	//
آداب	۳۵۰	//	//
خطبہ کے لئے نکلنے کے بعد	۳۵۱	//	//
اگر نماز کے درمیان خطبہ شروع ہو	//	//	//

نماز عیدین

لفظ عید کا مأخذ	چہارم	۴۱۹	عیدین
عیدین کا ثبوت	"	"	"
ایام و اوقات	"	"	"
اگر چاند کی عداغ دیر سے ہو؟	"	"	"
اگر کسی شخص کی تہا نماز چھوٹ جائے؟	"	"	"
ادا نیکی نماز کی جگہ	"	"	"
یوم عید کی سنتیں	"	"	"
عیدین کے ملبوسات	"	"	"
عید گاہ جانے سے پہلے کھانا	"	"	"
عید گاہ کی آمد و رفت	"	"	"
طریقہ نماز	"	"	"
تکبیرات زوائد کے احکام	"	"	"
تکبیر کی تعداد میں فقہاء کا خلاف	"	"	"
عیدین سے پہلے النفل	"	"	"
خواتین کا عید گاہ جانا	"	"	"
عید گاہ جاتے ہوئے تکبیر	"	"	"
ایام تشریق میں تکبیر تشریق	دوم	۴۶۱	ایام تشریق
ایام تشریق میں روزہ	"	"	"
تکبیرات تشریق	"	۵۲۳	تکبیر
مالکیہ اور شوافع کا نقطہ نظر	"	"	"
خطبہ عیدین	سوم	۳۵۱	خطبہ
خطبہ کا وقت	"	"	"
تکبیر تشریق سے آغاز	"	۳۵۲	"
مفہم خطبہ	"	"	"

سورۃ اور چاند گھن کی نماز

خسوف	۳۳۷	سوم	خسوف — لغوی معنی
//	//	//	کسوف اور خسوف
//	//	//	نماز خسوف کی حکمت
خطبہ	۳۵۲	//	کسوف اور استسقاء میں
کسوف (سورج گھن)	۵۵۵	چہارم	ہمز کسوف میں خطبے کی حیثیت
//	//	//	کسوف اور خسوف کے معنی
//	//	//	نماز کسوف اور سورج کا طریقہ
//	//	//	ہمز کسوف کا حکم
//	//	//	ایک رکوع یا دو رکوع؟
//	//	//	قراءت
//	//	//	قراءت کی مقدار
//	//	//	قراءت کی کیفیت
//	//	//	خطبہ
//	//	//	اذان و اقامت نہیں
//	//	//	متفرق حکام
//	//	//	اوقات مکروہہ میں نماز کسوف
//	//	//	کس جگہ پڑھی جائے؟
//	//	//	نماز کسوف میں بدعت
//	//	//	کیا یہ نماز شہری میں پڑھی جائے گی؟
//	//	//	نماز کے علاوہ دوسرے افکار

نماز استسقاء — آداب و احکام

استسقاء	۱۰۹	دوم	نماز استسقاء
//	//	//	پانی اللہ کی ایک بڑی نعمت ہے
//	۱۱۰	//	استسقاء کے معنی

نماز استقامت کب پڑھی جائے؟	۱۱۰	۱۱۰	استقامت
صرف دُعا پر اکتفاء کرنا	۱۱۰	۱۱۰	۱۱۰
نماز استقامت سے پہلے	۱۱۰	۱۱۰	۱۱۰
نماز کے لئے نفل کے آداب	۱۱۰	۱۱۰	۱۱۰
کون لوگ ساتھ ہوں؟	۱۱۰	۱۱۰	۱۱۰
نماز کہاں پڑھی جائے؟	۱۱۰	۱۱۰	۱۱۰
نماز استقامت مانفردی طور پر	۱۱۰	۱۱۰	۱۱۰
نماز استقامت کی رکعت اور سورتیں	۱۱۱	۱۱۱	۱۱۱
استقامت میں خطبہ	۱۱۱	۱۱۱	۱۱۱
دُعا اور اس کا طریقہ	۱۱۱	۱۱۱	۱۱۱
چادر پٹنے کا حکم	۱۱۱	۱۱۱	۱۱۱
استقامت کی دُعا	۱۱۲	۱۱۲	۱۱۲
کسوف اور استقامت میں	۳۵۲	۳۵۲	خطبہ
نماز استقامت میں خطبہ اور فقہاء کے نفاذ نظر	۱۱۲	۱۱۲	۱۱۲

نماز خوف

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صلوات خوف	۳۷۹	۳۷۹	خوف
نماز خوف کا طریقہ	۳۸۰	۳۸۰	۳۸۰
مترقب اور ضروری مسائل	۳۸۱	۳۸۱	۳۸۱

نماز استخارہ

استخارہ — نفوی واصطلاحی معنی	۱۰۶	۱۰۶	استخارہ
استخارہ کن امور میں ہے	۱۰۶	۱۰۶	۱۰۶
دُعا استخارہ	۱۰۶	۱۰۶	۱۰۶
کچھ اور احکام	۱۰۷	۱۰۷	۱۰۷
دُعا پر اکتفاء	۱۰۷	۱۰۷	۱۰۷
استخارہ سے پہلے مشورہ	۱۰۷	۱۰۷	۱۰۷

نماز جنازہ — احکام و مسائل

موت کی تمنا	پنجم	۱۴۵	موت
قرب، موت، شخص کو کس طرح لٹایا جائے گا؟	دوم	۲۸	احتقار
تلقین	//	//	//
مستحب اعمال و احکام	//	//	//
موت کے وقت تلقین	//	۵۲۶	تلقین
موت کے بعد تلقین	//	//	//
قرب موت کو مست قبلہ میں لانا	//	۵۴۵	توجیہ
قرب بہ مرگ کی علامت	پنجم	۶۶	حقیر
اس موقع کی مستحبات	//	//	//
موت کے بعد کے فوری اعمال	لام	۳۸	احتقار
غسل	سوم	۱۴۱	جنازہ
غسل و نماز	//	۱۶۰	جہنم
مرادہ کو غسل دینے میں ہیر کی کپڑے کا استعمال	چہارم	۱۴۲	سدر
کتنی بار دھونی دے؟	//	۵۶۳	کفن
چھینرو پھینین، فرض کفایہ	//	//	//
کفن کی ضرورت	//	//	//
کفن کی سنت	//	//	//
کفن پہنانے کا طریقہ	//	//	//
خواتین کا کفن	//	//	//
مفرق احکام	//	//	//
کفن میں اعتدال	//	//	//
کپڑے کا رنگ	//	//	//
رنگین کفن	//	//	//
کفن کو دھول	//	//	//

سیت کو تمامہ باغ و صفا	۵۶۳	۵۶۳	۵۶۳
مردوں کو تین سے زیادہ کپڑے	۵۶۴	۵۶۴	۵۶۴
محرم کا کفن	۵۶۵	۵۶۵	۵۶۵
کفن میں خمار اور اس کی مقدار	۵۶۶	۵۶۶	۵۶۶
لہاز جنازہ	۵۶۷	۵۶۷	۵۶۷
عائتہ لہاز جنازہ	۵۶۸	۵۶۸	۵۶۸
لہاز جنازہ کے ارکان	۵۶۹	۵۶۹	۵۶۹
لہاز جنازہ کا طریقہ	۵۷۰	۵۷۰	۵۷۰
قبر پر لہاز جنازہ	۵۷۱	۵۷۱	۵۷۱
مگر بطریق غسل کے دفن کر دیا گیا ہو؟	۵۷۲	۵۷۲	۵۷۲
لولو موذی موت	۵۷۳	۵۷۳	۵۷۳
جہنم پر لہاز جنازہ	۵۷۴	۵۷۴	۵۷۴
دوسرے فقہاء کا نقطہ نظر	۵۷۵	۵۷۵	۵۷۵
سقاط حمل سے عدت کی تکمیل	۵۷۶	۵۷۶	۵۷۶
بچوں پر جنازہ کی دعاء	۵۷۷	۵۷۷	۵۷۷
بائز و ناجائز صورتیں	۵۷۸	۵۷۸	۵۷۸
مردے پر رونا	۵۷۹	۵۷۹	۵۷۹
انسانی حکیم کی رعایت	۵۸۰	۵۸۰	۵۸۰
تدفین، نظری اور شائستہ طریقہ	۵۸۱	۵۸۱	۵۸۱
اسلامی طریقہ تدفین پر شبہ اور اس کا ازالہ	۵۸۲	۵۸۲	۵۸۲
نقش قبر میں کس طرح اتاری جائے؟	۵۸۳	۵۸۳	۵۸۳
حقیقی نقطہ نظر	۵۸۴	۵۸۴	۵۸۴
دوسرا نقطہ نظر	۵۸۵	۵۸۵	۵۸۵
تدفین کی دعاء	۵۸۶	۵۸۶	۵۸۶
مترقی ضروری مسائل	۵۸۷	۵۸۷	۵۸۷

قبر میں کتنے لوگ اتریں؟	//	۴۴۲	ذین
خواتین کی قبر میں اترنے والے	//	//	//
مردوں کے لئے حکم	//	۴۴۳	//
نفس قبلہ رخ کر دی جائے	//	//	//
ایک قبر میں کئی مردے	//	//	//
سمندر میں تدفین کا طریقہ	//	//	//
مقام تدفین	//	۴۴۴	//
مکانات میں تدفین	//	//	//
صالحین کے قبرستان	//	//	//
خاندان کے لوگ ایک جگہ	//	//	//
شہداء کا تدفین	//	//	//
نفس کو دور راز لے جانا	//	//	//
بوسیدہ قبر میں دوسرے مردے کی تدفین	//	//	//
مسلمانوں کے قبرستان میں غیر مسلم اور غیر مسلم کے قبرستان میں مسلمانوں کی تدفین	//	//	//
تدفین کا طریقہ	//	۴۴۵	//
مٹی ڈالنے کا طریقہ	//	//	//
تدفین کے بعد دعاء	//	//	//
سورہ بقرہ کی ابتدائی اور اختتامی آیات پڑھنا	//	//	//
تابوت میں تدفین	دوم	۴۸۹	تابوت
سمندری جہاز میں تدفین	//	۴۹۰	بحر
قبر کو مٹی سے لپیٹنا	چہارم	۴۵۳	طین
جلانے کے بجائے تدفین کی حکمت	//	۴۶۴	قبر
قبر کیسی ہو؟	//	//	//
شق	//	//	//
لحد	//	//	//

قبر کی گہرائی	۳۶۳	۱۱	
تابوت میں تدفین	۱۱	۱۱	
قبر کی وضع اور دہچائی	۱۱	۱۱	
قبر پر تعمیر اور مٹی سے لپٹا	۱۱	۱۱	
قبر پر کتبہ	۱۱	۱۱	
قبر کے آداب	۱۱	۱۱	
قبر کی بے احترامی	۱۱	۱۱	
قبر پر خیمہ	۱۱	۱۱	
قبر پر گنبد کی تعمیر	۱۱	۱۱	
قبر پر چراغ جلائے	۱۱	۱۱	
مسجد کی تعمیر	۱۱	۱۱	
قبر پر کیا کرے؟	۳۶۵	۱۱	
اگر کسی کی زمین میں بلا اجازت دفن کر دیا جائے؟	۱۶۳	پنجم	غش
اگر کوئی قیمتی سامان رہ جائے؟	۱۱	۱۱	۱۱
اگر میت کا رخ درست نہ ہو؟	۱۱	۱۱	۱۱
قبر میں تنیم	۳۶۲	دوم	تنبیہ
قبرستان میں مسجد	۱۶۳	پنجم	غش
عہدید - وجہ تسمیہ	۱۱	چہارم	شہید
شہادت کی فضیلت	۱۱	۱۱	۱۱
شہید، باعتبار راجر	۱۱	۱۱	۱۱
اصطلاحی تعریف	۱۱	۱۱	۱۱
غیر مکلف کی اور حالت ناپاکی کی شہادت	۱۱	۱۱	۱۱
شہداء پر نذر جنازہ	۱۱	۱۱	۱۱
ارحاث - لغوی و اصطلاحی معنی	۷۴	دوم	ارحاث

مرثہ شہید کا حکم	//	۷۴	//
مرنے کے بعد کیا کیا جائے	عجم	۱۵۱	میت
پڑوسیوں اور اہل تعلق کو وفات کی اطلاع	//	//	//
مردہ کے پاس قرآن شریف کی تلاوت	//	//	//
راش کی منتقلی	//	//	//
جدا اجازت دوسرے کی زمین میں تدفین	//	//	//
میتہ اور میت	//	۱۵۳	میتہ
معتزلہ کا نقطہ نظر	دوم	۲۶۳	ایصالِ ثواب
اہل سنت والجماعت کا نقطہ نظر	//	//	//
ان عبادت کے ذریعہ	//	//	//
حج کے ذریعہ	//	۲۶۳	//
خالص بدنی عبادات کے ذریعہ	//	//	//
ایصالِ ثواب پر حدیثیں	//	۲۶۵	//
لیس ملائین الاماسی سے مراد	//	//	//
ایصالِ ثواب کی بعض قبیح صورتیں	//	۲۶۶	//
دعوت کا اہتمام	//	۲۶۷	//
قبر پر قاری کو بیٹھانا	//	//	//
اجر ت لے کر ایصالِ ثواب	//	//	//

زکوٰۃ — احکام و مسائل

تمہید	دوم	۲۳۶	انفاق
اسلام میں زکوٰۃ کی اہمیت	چارم	۵۹	زکوٰۃ
اسلام سے پہلے	//	//	//
زکوٰۃ کب فرض ہوئی؟	//	//	//
شرائط زکوٰۃ	//	//	//

زکوٰۃ	۵۹	//	زکوٰۃ ادا کرنے والے سے متعلق شرائط
//	//	//	مسلمان ہونا
//	//	//	بالغ ہونا
//	//	//	عاقل ہونا
//	//	//	پاکگی کا حکم
//	//	//	کامل ملکیت
//	//	//	امانت رکھی ہوئی چیز کا حکم
//	//	//	نکس و پازت کی ہوئی رقم
//	//	چہارم	حاجت اصلیہ سے زائد ہو
حاجت	//	//	حاجت اصلیہ سے مراد
//	۱۷۲	۴۲	حاجت اصلیہ
//	۱۷۳	//	حاجت اصلیہ کے استثناء کی دلیل
زکوٰۃ	۵۹	چہارم	مصنعتی اشیاء کا حکم
//	۵۹	//	مال نامی
//	//	//	سال کا گزرنہ
//	//	//	سامان کب سامان تجارت ہوگا؟
//	//	//	تجارت کے ارادہ سے لیا اور ارادہ بدل گیا
//	//	//	زکوٰۃ بہ صورت سامان یا قیمت؟
//	//	//	سامان گزرنہ
//	۶۸	//	شیئرز، پابونڈز اور مال مضربت میں زکوٰۃ
وَقْص	۲۹۲	پہم	وَقْص - اصطلاحی معنی
//	//	//	نصاب زکوٰۃ کی دو مقداروں کے درمیان پر زکوٰۃ کا حکم
زکوٰۃ	۱۷۷	چہارم	درمیان سال مقدار نصاب سے کم ہو جائے
//	//	//	اموالی زکوٰۃ اور نصاب زکوٰۃ
//	//	//	سامان تجارت میں زکوٰۃ اور اس کا نصاب

دیون کی زکوٰۃ	چہارم	۵۹	زکوٰۃ
جس قرض کی وصولی متوقع نہ ہو	"	"	"
دین قوی و وسط	"	"	"
دین ضعیف	"	"	"
دین کی منہائی	"	"	"
عشر میں دین مانع زکوٰۃ نہیں	"	"	"
۱۰ سال گزرنے کے بعد دین ہو؟	"	"	"
حقوق اللہ سے متعلق دین	"	"	"
بیوی کا مہر	"	"	"
مصنعتی اور زبانی قرضے	"	"	"
دوسرے فقہاء کی رائیں	"	"	"
ضمار سے مراد	"	۳۱۸	ضمار
مل ضمار میں زکوٰۃ واجب نہیں	"	"	"
گائے کی زکوٰۃ	دوم	۳۲۲	بقر
زکوٰۃ میں کب ہنت لیون واجب ہوتی ہے؟	"	۳۲۴	ہنت لیون
زکوٰۃ میں کب ہنت مخاض واجب ہوتی ہے؟	"	"	ہنت مخاض
تبیعہ (ایک سالہ گائے)	"	۳۱۳	تبیع
گھوڑے کی زکوٰۃ	سوم	۳۹۲	خیل
موسک	چہارم	۵۹	زکوٰۃ
موسکی کی تجارت کرے تو شرح زکوٰۃ	"	"	"
جانوروں میں زکوٰۃ	"	"	"
چارہ عوامی چراگاہ سے حاصل ہو جائے	"	"	"
ایک ہی جانور کا مکمل خصاب	"	"	"
دارہ کی جگہ ز	"	"	"
متوسط جانور ہو	"	"	"

زکوٰۃ	۵۹	//	جو مختلف جنس کے اختلاف سے پیدا ہو
//	//	//	اونٹ کا نصاب اور مقدار
//	//	//	گائے
//	//	//	بمیںس کا حکم
//	//	//	بکری
//	//	//	بھیڑ اور دنبہ کا حکم
//	//	//	گھوڑے
//	//	//	جانوروں کی زکوٰۃ میں شراکت کا اثر
//	//	//	اشترک کی دو صورتیں
//	//	//	کمپنی کی زکوٰۃ
//	//	//	مجمعی اور حصّے کی زکوٰۃ
اہل	۴۷۱	اول	اونٹ کی زکوٰۃ
زکوٰۃ	۵۹	چہارم	اموال کی زکوٰۃ اور نصاب زکوٰۃ
//	//	//	معدنی اشیاء
//	//	//	سامان تجارت
//	//	//	سونے اور چاندی کا نصاب
//	//	//	مقدار نصاب کے بارے میں علماء ہند کا اختلاف رائے
//	//	//	جدید اوزان میں
//	//	//	سونا چاندی کا باہم ملایا جانا
//	//	//	نصاب پر اضافہ
//	//	//	سونے چاندی میں ملاوٹ
//	//	//	اگر سونا چاندی مخلوط ہو
//	//	//	زیورات
//	//	//	زکوٰۃ کی مقدار
//	//	//	لوٹوں پر زکوٰۃ

زکوٰۃ	۶۶	//	سونا معیار ہے یا چاندی؟
"	۷۰	//	معدنیات کی زکوٰۃ
"	"	//	موجودہ حالات میں معدنیات قومی ملکیت ہیں یا شخص؟
"	۷۲	//	سمندری معدنیات
معدن	۱۳	پنجم	زکوٰۃ کا مسئلہ
"	"	//	ہالہ کا مسئلہ
"	"	//	شواہغ کی رائے
"	"	//	حاجہ کا نقطہ نظر
"	"	//	کان میں کسی مزدور کی موت ہو جائے
پاؤت	"	"	اگر پاؤت کی کان ل جائے
ریکارڈ	۳۹۲	۶۷	ریکارڈ سے مراد
"	"	"	دینہ کا حکم
"	"	"	درال سام کی غیر محموک اراضی کا دینہ
"	"	"	دینہ پر عہد اسلام کی علامت ہو
"	"	"	محموک اراضی کا دینہ
"	"	"	درالحرب میں دینہ دستیاب ہو
"	۳۹۳	"	معاون میں فسخ کا مسئلہ
دینہ	۵۹	چہارم	دینے

عشر سے متعلق مسائل

عشر	۳۹۲	"	عشر کا وجوب
"	"	"	زکوٰۃ اور عشر کا فرق
"	"	"	کس پیداوار میں عشر ہے؟
"	"	"	عشر کا نصاب
"	"	"	عشری زمینیں
"	"	"	خراجی زمینیں

ہندوستان کی اراضی کا حکم	۳۹۲	۳۹۲	عشر
مولانا عبدالصمد رحمانی کا نقطہ نظر	۳۹۲	۳۹۲	عشر
دوسرے علماء ہند کی رائیں	۳۹۲	۳۹۲	عشر
عشر کی مقدار	۳۹۲	۳۹۲	عشر
متفرق ضروری حکام	۳۹۲	۳۹۲	عشر
عشر واجب ہونے کا وقت	۳۹۲	۳۹۲	عشر
اگر کھیت ہونے سے پہلے عشر ادا کر دے؟	۳۹۲	۳۹۲	عشر
پھل نکل آنے کے بعد عشر	۳۹۲	۳۹۲	عشر
اگر عشری زمین تجارت کے لئے خرید کی؟	۳۹۲	۳۹۲	عشر
بیانی پردی مٹی زمین کا عشر	۳۹۲	۳۹۲	عشر
عشر کے مصارف	۳۹۲	۳۹۲	عشر
عشر میں دین مباح زکوٰۃ نہیں	۶۱	۶۱	زکوٰۃ
عشر	۷۳	۷۳	عشر
عشر کا ایک مسئلہ	۷۳	۷۳	جاگہ
نابالغوں اور عاقلوں پر بھی	۵۹	۵۹	زکوٰۃ
پیدوار سے متعلق	۷۳	۷۳	عشر
زمین کا مالک ہونا ضروری نہیں	۷۳	۷۳	عشر
سبزیوں میں زکوٰۃ	۳۲۲	۳۲۲	جمل
سبزیوں میں زکوٰۃ	۳۲۲	۳۲۲	خضروات
اندازہ سے بٹائی	۳۲۵	۳۲۵	خرص
زکوٰۃ میں اندازہ و تخمین	۳۲۶	۳۲۶	عشر
زیتون میں زکوٰۃ	۱۱۳	۱۱۳	زیتون
عاشر - وجہ تسمیہ	۳۶۳	۳۶۳	عاشر
عاشر کے اوصاف	۳۶۳	۳۶۳	عشر
محصول کی وصولی کے احکام	۳۶۳	۳۶۳	عشر

اموال ظاہرہ سے مراد	۳۶۳	۱۱	عشر
غیر مسلم تجارت کے لئے حکم	۱۱	۱۱	۱۱
غیر ملکی تاجروں کا حکم	۱۱	۱۱	۱۱
اگر چند خراب ہو جانے والا مال چوکی سے گزرے	۱۱	۱۱	۱۱
وصولیٰ زکوٰۃ	۱۰۶	۱۰۶	جلب

مصارف زکوٰۃ

مصارف زکوٰۃ	۵۹	۵۹	چہارم
ایک ہی مدرسہ ادائیگی زکوٰۃ	۱۱	۱۱	۱۱
فقراء و مساکین	۱۱	۱۱	۱۱
فقیر و مسکین کا فرق	۱۱	۱۱	۱۱
فقیر و مسکین کا فرق	۳۵۶	۳۵۶	۱۱
فقراء و احتیاج کا معیار	۵۹	۵۹	۱۱
کس کے لئے زکوٰۃ جائز نہیں؟	۱۱	۱۱	۱۱
زکوٰۃ کا اشتقاق	۱۱	۱۱	۱۱
جو شخص کمانے کی صلاحیت رکھتا ہو	۱۱	۱۱	۱۱
کچھ اہم ضروری مسائل	۱۱	۱۱	۱۱
جس کو کرایہ ضروریات کے لئے کافی ہو	۱۱	۱۱	۱۱
پیداوار سے صرف ضرورت ہی پوری ہو	۱۱	۱۱	۱۱
دوسرے کے ذمہ دیر سے ادا طلب، دین ہو	۱۱	۱۱	۱۱
بیوی کا مہر مؤجل ہائی ہو	۱۱	۱۱	۱۱
غلامی میں فقیر سمجھے	۱۱	۱۱	۱۱
زکوٰۃ دیتے وقت مستحق ہونا ضروری ہے	۱۱	۱۱	۱۱
زکوٰۃ میں استثناء	۴۳۳	۴۳۳	دوم
مال زکوٰۃ خرید کرنا	۵۹	۵۹	چہارم
بچے کو زکوٰۃ	۴۷۳	۴۷۳	اول

تابعین کے ہجرت کا حکم	۱	چہارم	۵۹	زکوٰۃ
بالغ نرکوں کا حکم		"	"	"
طلبہ کے لئے زکوٰۃ		"	"	"
فقیر یا کم و زکوٰۃ		"	"	"
غائبین		"	"	"
ہائیکے میں		"	"	"
زکوٰۃ کے حساب و تقسیم کا دوسرا اہل		"	"	"
مفقور اہل کام		"	"	"
اگر مال صاحب نصاب ہو		"	"	"
مال کی ہجرت کی مقدار		"	"	"
جہاں نقد مبادرت قائم ہو		"	"	"
مؤلفۃ القلوب		"	"	"
مؤلفۃ القلوب سے مراد		"	"	"
حقیقہ کا عقد نظر		"	"	"
بالتحیہ کا عقد نظر		"	"	"
شہادہ الی اللہ کا عقد نظر		"	"	"
نہ ہونے کی آزادی		"	"	"
غائبین		"	"	"
احکام کا عقد نظر		"	"	"
شرعیہ کا عقد نظر		"	"	"
فی حقہ الی اللہ		"	"	"
فی حقہ الی اللہ — مراد		"	"	"
رفاق کا مومن میں زکوٰۃ		"	"	"
سفرین		"	"	"
اگر سفر کے بعد محمد بنی رہے؟		"	"	"

زکوٰۃ	۵۹	"	وطن میں لیکن مال تک رسائی نہ ہو
"	"	"	بنو ہاشم و سادات در زکوٰۃ
"	"	"	بنو ہاشم سے مراد
"	"	"	صدقہ سے نقد و در صدقات واجبہ
"	"	"	موجودہ حالات میں
"	"	"	نسبی یا زوائی قرابت
"	"	"	جن مستحقین کو زکوٰۃ دینی مستحب ہے
"	"	"	زیادہ ضرورت مند
"	"	"	قرابت دار
"	"	"	اہل شہر
"	"	"	دینی ادارے
"	"	"	زکوٰۃ کی کتنی مقدار دی جائے؟
"	"	"	ضرورت پوری ہو جائے
"	"	"	مقدار نصاب زکوٰۃ دینا
"	"	"	تملیک ضروری ہے
"	"	"	چھ تملیک اور فی زہناس کی اہمیت
"	"	"	زکوٰۃ کا اجتماعی نظام
"	"	"	اموال کا ہرہ اور اموال باطنہ
"	"	"	اگر اموال باطنہ میں شخص کی ضرورت نہ پڑے؟
"	"	"	کسی علاقہ کے لوگ زکوٰۃ ادا نہ کریں
"	"	"	امیر کب زکوٰۃ وصول کرے؟
"	"	"	کیا حفاظت و حمایت بھی شرط ہے؟
"	"	"	مسلمان ہند کے لئے راہ عمل
"	"	"	زکوٰۃ کی ادائیگی
"	"	"	فوری ادائگی یا بہرہ ادائگی

ماہِ زکوٰۃ ضائع ہو جائے یا کر دیا جائے	۵۹	۵۹	زکوٰۃ
اگر پورا مال صدقہ کر دے	۵۹	۵۹	۵۹
وہ حصہ نصاب ضائع ہو جائے	۵۹	۵۹	۵۹
بیک وقت نصاب کی وفات	۵۹	۵۹	۵۹
بیک وقت زکوٰۃ کی ادائیگی	۵۹	۵۹	۵۹
تین شرطیں	۵۹	۵۹	۵۹
قبل از وقت سنی مدت کی زکوٰۃ ادا کر سکتا ہے؟	۵۹	۵۹	۵۹
نیت	۵۹	۵۹	۵۹
اگر نیت کرتے وقت ماہِ زکوٰۃ سنی کے پاس موجود ہو؟	۵۹	۵۹	۵۹
زکوٰۃ میں دین معاف کر دے	۵۹	۵۹	۵۹
عیدی یا تحفہ کے نام سے زکوٰۃ	۵۹	۵۹	۵۹
صلہ یا قیمت کے ذریعہ زکوٰۃ؟	۵۹	۵۹	۵۹
کس وقت کی قیمت معتبر ہوگی؟	۵۹	۵۹	۵۹
زکوٰۃ میں جیلہ	۵۹	۵۹	۵۹
امام، پروفیسر کی طرف خط نسبت	۵۹	۵۹	۵۹
اگر ماہِ زکوٰۃ ضائع ہو جائے؟	۳۷۰	۳۷۰	۳۷۰
خارجین سے مراد قرض دہندہ	۳۷۷	۳۷۷	۳۷۷
خارجین سے مراد قرض	۳۷۷	۳۷۷	۳۷۷
شوائف کا نقطہ نظر	۳۷۶	۳۷۶	۳۷۶
کفارت اور نیت کے قرض کی ادائیگی کے لئے زکوٰۃ	۳۷۶	۳۷۶	۳۷۶

آداب زکوٰۃ

آدابِ زکوٰۃ	۵۹	۵۹	زکوٰۃ
من و اذی	۵۹	۵۹	۵۹
ریاء و نمائش نہ ہو	۵۹	۵۹	۵۹
کب ملائیت زکوٰۃ دینا بہتر ہے؟	۵۹	۵۹	۵۹

بہتر ماں کا انتخاب	//	۵۹	زکوٰۃ
حلال و طیب مال	//	//	//
بہتر مصرف کا انتخاب	//	//	//
ان آداب کا حاصل	//	//	//
لغوی و اصطلاحی معنی	//	۱۱۵	سعی
عامل زکوٰۃ کے اوصاف	//	//	//
عامل کے ساتھ حسن سلوک	//	//	//
زکوٰۃ ادا کرنے والوں کو زعماء	//	//	//
صدقہ کا لغوی معنی	چہارم	۲۲۲	صدقہ
اصطلاحی معنی		//	//
صدقات واجبہ		//	//
صدقات نافلہ		//	//
جس کے لئے صدقہ نافلہ جائز نہیں		۳۱۹	//
صدقہ کے آداب		//	//
مرضی و فاق کا پیہ، صدقہ، اور وقف	ہفتم	۷۵	مرضی

رویت ہلال سے متعلق مسائل

ہاں سے مراد	ہفتم	۷۵	ہاں
چاند کیمنے کا حکم	//	//	//
جن مہینوں کا چاند کیمنے واجب ہے	//	//	//
جن مہینوں کا چاند کیمنے مستحب یا مستحب ہے	//	//	//
چاند کیمنے کی زعماء	//	//	//
چاند کیمنے سے روزہ و عید وغیرہ کا تعلق	//	//	//
فلکیاتی حساب اور علوم نجوم کا اعتبار نہیں	//	//	//
رویت ہلال کا ثبوت	//	//	//

حنفیہ کا عقد نظر	۷۵	۷۷	ہلال
اگر مطلع صاف ہو؟	۷۷	۷۷	۷۷
رمضان کے چاند میں مطلع ایرا آو ہو	۷۷	۷۷	۷۷
قاضی یا مذکور کو رؤیت ہلال کی اطلاع دینا واجب ہے	۷۷	۷۷	۷۷
اگر آسمان ایرا آو ہو، ورمضان کے عل وہ کا چاند ہو	۷۷	۷۷	۷۷
اگر ۳۰ رمضان کو چاند نظر نہ آئے؟	۷۷	۷۷	۷۷
دن میں نظر آنے والا چاند	۷۷	۷۷	۷۷
مالکیہ کی رائے	۷۷	۷۷	۷۷
شوافع کا مسلک	۷۷	۷۷	۷۷
حنابلہ کا عقد نظر	۷۷	۷۷	۷۷
یہ اختلاف مطالع معتبر ہے؟	۷۷	۷۷	۷۷
اختلاف معاصی کی حد	۷۷	۷۷	۷۷
ہندوستان میں رؤیت ہلال کا فیصلہ کون کرے؟	۷۷	۷۷	۷۷
تحریری اطلاع	۷۷	۷۷	۷۷
ریڈیو، ورنل وی کی خبر	۷۷	۷۷	۷۷
رؤیت ہلال کی خبر	۷۷	۷۷	۷۷
خبر و شہادت میں فرق	۷۷	۷۷	۷۷

روزہ — احکام و مسائل

صوم — نعت و اصطلاح میں	۲۸۵	چہارم	صوم
اسلام میں روزہ کی اہمیت	۲۸۵	۲۸۵	۲۸۵
روزہ کا مقصد	۲۸۵	۲۸۵	۲۸۵
روزہ کی قسمیں	۲۸۵	۲۸۵	۲۸۵
فرض متعین و غیر متعین	۲۸۵	۲۸۵	۲۸۵
واجب متعین و غیر متعین	۲۸۵	۲۸۵	۲۸۵
واجب روزے	۲۸۵	۲۸۵	۲۸۵

واجب روزوں کی نیت کا وقت	"	"	صوم
روزہ سے متعلق شرائط	"	"	"
نیت	"	"	"
کن روزوں میں نصف نہار تک کی گنجائش ہے؟	"	"	"
جن میں رات ہی کی نیت ضروری ہے	"	"	"
حیض و نفاس سے پاک ہونا	"	"	"
روزہ اور جنازہ	"	"	"
روزہ رمضان کی فرضیت اور اس سے متعلق شرطیں	"	"	"
ادائیگی کب واجب ہے؟	"	"	"
روزہ کی نیت کا وقت	۴۱۳	ردم	مہیت
روزہ میں انجکشن	۴۱۴	"	اکل
انجکشن کا حکم	۴۸۵	چہارم	صوم
جن صورتوں میں روزہ نہیں لوٹتا	"	"	"
جن صورتوں میں صرف قضاء واجب ہوتی ہے	"	"	"
ایک چیز کو قصد صوم سمجھ لیا جس سے روزہ نہیں لوٹتا	"	"	"
کھینچی کھانے اور بیڑی پینے کا حکم	"	"	"
بیمار اور حاملہ کا حکم	"	"	"
دودھ پلانے والی عورت کا حکم	"	"	"
شیخ قانی کا حکم	"	"	"
روزہ رکھتے ہوئے کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا	"	"	"
روزہ کی حالت میں کچھنا لگانا	۱۸۶	سوم	حجرات
معدہ کا میڈیکل ٹیسٹ	۴۸۵	چہارم	صوم
سفر کی وجہ سے روزہ توڑنے کی ممانعت	"	"	"
روزہ رکھ لینا بہتر ہے	"	"	"
ادائیگی کب واجب ہے؟	"	"	"

وقت کے بارے میں غلط فہمی	//	۲۸۵	صوم
جن اعذار کی بناء پر روزہ توڑ دینا جائز ہے	دوم	۱۹۲	افطار
کھانے کا اطلاق	//	۲۱۲	کل
تھوک چاٹنے سے کب روزہ ٹوٹتا ہے؟	//	۳۱۸	بصاق
روزہ میں تریاک نوشی	سوم	۳۰۹	دخان
کفارہ واجب ہونے کا مسئلہ	//	//	//
روزہ کی حالت میں غلغلیہ	چہارم	۱۷۷	نخاسہ، نخاعہ
جو چیزیں روزہ میں مکروہ ہیں	دوم	۲۸۵	صوم
تقضاء میں شایع	چہارم	۳۱۳	تالیق
کفارات کے روزے	//	۲۸۵	صوم
کفارات	//	//	//
کفارہ کب واجب ہوتا ہے؟	//	//	//
فوت شدہ روزوں کی قضاء	//	//	//
سحری مستحب ہے	چہارم	۱۳۹	سحر
مستحب وقت	//	//	//
سحری میں کیا کھایا جائے؟	//	۱۳۷	//
مستحب افطار اور اس کی دعاء	دوم	۱۹۲	افطار
افطار کے سنن و مستحبات	چہارم	۲۸۵	صوم
افطار کی دعاء	//	//	//
روزہ کے آداب	//	//	//
افطار میں نکت	دوم	۲۹۲	افطار
افطار کے آداب و احکام	چہارم	۲۸۵	صوم

منفل روزے

ایام بیض کے روزے	دوم	۲۶۰	ایام بیض
ایام محرم کے روزے	//	۲۶۱	ایام محرم

شبِ براءت	چہارم	۱۹۵	شعبان
فراط و تقریط	"	"	"
فصلِ روزہ شروع کرنے کے بعد	"	۲۸۵	صوم
نذر کا روزہ	"	"	"
مسنونِ روزہ	"	"	"
یومِ عاشورہ	"	"	"
مستحبِ روزہ	"	"	"
یومِ عرفہ	"	"	"
شوال کے چھ روزے	"	"	"
بجرو جمعرات کے روزے	"	"	"
صومِ داؤدی	"	"	"
شیخ فانی سے مراد	چہارم	۲۱۳	شیخ فانی
روزہ کے بدلہ فدیہ کی اجازت	"	۳۳۹	فدیہ و فداء
نفی و اصطلاحی معنی	"	۳۳۷	"
روزے کا فدیہ	"	"	"
غیر رمضان کے روزوں کا فدیہ	"	۳۳۸	"
فدیہ کی مقدار	"	"	"
حاضر اور دودھ پلانے والی کے لئے فدیہ کا حکم	"	۳۳۹	"
فدیہ کی مقدار	"	۲۸۵	صوم
تاخیر کی وجہ سے فدیہ واجب نہیں	"	"	"

اعتکاف — آداب و احکام

اعتکاف — نفی و اصطلاحی معنی	دوم	۱۷۰	اعتکاف
اعتکاف کا ثبوت	"	"	"
اعتکاف کی حکمت	"	"	"
اعتکاف کی قسمیں	"	۱۷۱	"

اعکاف واجب	۱۷۱	۱۱	اعکاف
اعکاف مسنون	۱۱	۱۱	۱۱
اعکاف لیل	۱۷۲	۱۱	۱۱
اعکاف کی شرطیں	۱۱	۱۱	۱۱
اعکاف کی بہتر جگہ	۱۱	۱۱	۱۱
عورتوں کا اعکاف	۱۱	۱۱	۱۱
اعکاف کی مستحبات	۱۷۳	۱۱	۱۱
مفسدات اعکاف	۱۱	۱۱	۱۱
مسجد سے باہر نکلنا	۱۱	۱۱	۱۱
طبی و شرعی ضرورتیں	۱۱	۱۱	۱۱
اعکاف کی قضاء	۱۷۴	۱۱	۱۱
روزہ و اعکاف میں بے ہوشی	۱۷۹	۱۱	۱۱
اعکاف میں تنہا	۴۱۵	۱۱	۱۱
افان، روزہ، اعکاف اور وقوف عرفہ	۱۷۹	چہارم	۱۱

فضیلت والی راتیں

شبہ بزم	۱۹۵	۱۱	شعبان
افراط و تفریط	۱۹۲	۱۱	۱۱
لیلۃ البراءۃ نام رکھنے کی وجہ	۵۹۷	چہارم	لیلۃ البراءۃ
شبہ بزم کے اعمال	۱۱	۱۱	۱۱
اس شب کی قدر و منزلت	۱۱	۱۱	۱۱
کوئی رات؟	۱۱	۱۱	۱۱
رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے اعمال	۱۱	۱۱	۱۱
دوسری راتیں	۱۱	۱۱	۱۱
خصوصی راتوں کے اعمال	۱۱	۱۱	۱۱

عمرہ — آداب و احکام

عمرہ	۴۱۳	چہارم	عمرہ — لغوی و اصطلاحی معنی
//	//	//	عمرہ کی فضیلت
//	//	//	عمرہ کا خم
شہریج	۱۵۰	دوم	عمرہ کا خم
عمرہ	۴۱۳	چہارم	سنن و آداب
//	//	//	ادکان و واجبات
//	//	//	اوقات
//	//	//	ایک سال میں عمرہ کی تحرر
//	//	//	جن ایام میں عمرہ مکروہ ہے
//	//	//	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمرے
//	//	//	حدود میقات سے بلا احرام گزارنا
//	//	//	مرد کی حجام

حج — مسائل و احکام

حج	۱۸۹	سوم	حج کی فرضیت
//	//	//	حج کی حکمت و مصلحت
//	۱۹۰	//	اوقات حج
//	۱۹۱	//	میقات
//	۱۹۲	//	اقسام حج
//	//	//	قرآن
//	۱۹۳	//	تمتع
تمتع	۵۳۷	دوم	تمتع
حج	۱۹۳	سوم	کونسا حج افضل ہے؟
تمتع	۵۳۷	دوم	کونسا حج افضل ہے؟
حج	۱۹۴	سوم	شرائط وجوب

ارکان حج	۱۹۵	//	حج
طواف زیارت	۱۹۶	//	//
واہبات حج	۱۹۷	//	//
سعی	۱۹۸	//	//
وقوف مزدلفہ	//	//	//
ری حمار	//	//	//
طلق وقصر	۱۹۹	//	//
طواف صدر	//	//	//
حج کی سنتیں	۲۰۰	//	//
طواف قدوم	//	//	//
دل	۲۰۱	//	//
آداب حج	//	//	//
حج کے صحیح ہونے کی شرطیں	//	//	//
احرام	//	//	//
ممنوعات حج	۲۰۲	//	//
حج کی مجموعی کیفیت	//	//	//
حج بدل کے احکام	۲۰۳	//	//
میت کی طرف سے حج	۲۰۴	//	//
حج میں خواتین کے احکام	۲۰۵	//	//
اگر حج فوت ہو جائے	//	//	//
حج میں شک	۲۰۱	چهارم	شک
حج کے درمیان ہے ہوشی	۱۷۹	دوم	اثناء
مریض کے لئے حج کی سہولتیں	۷۵	پہلے	مرض
حج کے مسئلہ میں اتفاق ہے	۲۱۸	//	ظن
وادی حصب میں ٹھہرنا	۳۲۳	دوم	محبوب

خطبہ	۴۲۳	سوم	خطبہ ستوج
محب	۶۷	پنجم	جرج کا ودی محب میں وقوف
//	//	//	ودی محب کا مقام
احرام	۴۴	دوم	لغوی و اصطلاحی معنی
//	//	//	احرام کے آداب
//	//	//	احرام کی ممنوعات
حجاست	۱۸۶	سوم	حالت احرام میں
مکہ	۱۳۷	پنجم	سب سے افضل جگہ
//	//	//	مکہ میں داخل ہونے کے آداب
//	//	//	مکہ میں بد احرام داخل ہونا
//	//	//	بد احرام داخل ہونے والوں کا حکم
//	//	//	ذرائعوں کے لئے حکم
آفاق	۳۵۲	اول	ہندوستانی حجاج کے لئے میقات
//	//	//	ہوائی جہاز میں احرام
جھ	۸۱	دوم	اہل شام کے لئے میقات
یلم	۳۵۲	پنجم	اہل مشرق کی میقات
//	//	//	یلم کا محل وقوع
ج	۱۹۱	سوم	میقات اور اس سے متعلق مسائل
اشہرج	۱۵۰	دوم	فقہاء کی رائے
استلام	۱۲۳	دوم	لغوی معنی
//	//	//	حجر اسود کا استلام اور چند ضروری احکام
//	۱۲۴	//	کتنی بار استلام کرے
//	//	//	استلام کا طریقہ
//	//	//	اگر حجر اسود کا بوسہ لینے میں دوسروں کو تکلیف ہو
//	//	//	اگر طواف کے شروع اور آخر میں استلام کیا، درمیان میں نہیں

حالت احرام میں حجر اسود کا چھونا یا ہوسہ لینا	//	۱۳۳	اسلام
رکن یمانی کا اسلام	//	//	//
اضطباع کی کیفیت	دوم	۱۶۰	اضطباع
جمع میں اضطباع کی حکمت	//	//	//
حجر اسود	سوم	۲۱۰	حجر اسود
رکن یمانی کا اسلام	//	۳۹۴	رکن یمانی
ہوسہ لینا درست نہیں	//	//	//
اسلام کا طریقہ	//	//	//
رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان دعاء	//	//	//
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار	سوم	۳۹۷	ری
خذف — نفوی معنی	//	۳۳۵	خذف
یام و اوقات	//	۳۹۸	//
ری جہار	//	//	ج
دس ذوالحجہ کو ری	//	//	//
گیارہ، بارہ ذوالحجہ کی ری	//	//	//
تیرہ ذوالحجہ کی ری	//	۳۹۹	//
تیرہ کی ری کا وقت	//	//	//
ری کا مسنون طریقہ	//	۵۰۰	//
ری جہر کے احکام	//	۱۱۱	جہر، جہرات
کچھ ضروری اور اہم احکام	//	۵۰۰	//
کنکری پھینکنا ضروری ہے	//	//	//
کنکریاں الگ الگ ماری جائیں	//	//	//
عذر کی بنا پر نیابت	//	//	//
من رسیدہ اور حامد کی طرف سے ری میں نیابت	//	۵۰۰	//
گر ری فوت ہو جائے	//	۵۰۱	//

کس پر نگری پھینکنے کی ممانعت	۳۳۵	۱۱	بقار و حرمت
زمزم کے لغوی معنی	۱۰۱	چہرہ	زمزم
زمزم پینے کے آداب	۱۱	۱۱	۱۱
کھڑے ہو کر پینا	۱۱	۱۱	۱۱
زمزم سے شفاء	۱۱	۱۱	۱۱
پینے کے بعد زحام	۱۱	۱۱	۱۱
آب زمزم سے غسل و وضو	۱۱	۱۱	۱۱
تمہ کا دوسری جگہ لے جانا	۱۱	۱۱	۱۱
زمزم کی تاریخ پر ایک نظر	۱۱	۱۱	۱۱
ہدی — لغوی معنی	۳۳۶	پنجم	ہدی
اصطلاح فقہ میں	۱۱	۱۱	۱۱
ہدی کے آداب	۱۱	۱۱	۱۱
قلاوہ کا لٹکانا	۱۱	۱۱	۱۱
حدیث سے اشعار کا ثبوت	۱۳۸	دوم	اشعار
ہدی پر سوار ہونا	۳۳۶	پنجم	ہدی
ہدی کا دودھ	۱۱	۱۱	۱۱
ہدی کا جانور ساتھ لے جانا	۱۱	۱۱	۱۱
ہدی پہلے ہی ہلاک ہو جائے	۱۱	۱۱	۱۱
ہدی کی نذر رہنے تو کس جانور کی قربانی دی جائے	۱۱	۱۱	۱۱
بعض مسائل پر اختلاف رائے	۱۱	۱۱	۱۱
قربانی کے اوقات	۱۱	۱۱	۱۱
قربانی کی جگہ	۱۱	۱۱	۱۱
قربانی کی جگہ میں اختلاف	۱۱	۱۱	۱۱
واجب قربانی	۱۱	۱۱	۱۱
تمتع و قرآن کی قربانی	۱۱	۱۱	۱۱

جنایت در نذر کی قربانی کا حکم	"	"	بدی
قربانی کا گوشت	"	"	"
نقل قربانی	"	"	"
لفوی اصطلاحی معنی	۳۳	دوم	احصار
احصار کی صورتیں	"	"	"
محرم کے احکام	۳۵	"	"
دم احصار کے بخار و حج و عمرہ کی قضاء	"	"	"
مماثلت معنوی مطلوب ہے یا صوری	۹۸	سوم	جزا
جزا کے متفرق احکام	۹۹	"	"
نقصہ جنایات	۱۲۸	"	جنایت
دفعہ اور اس کی دیت	۱۵۱	"	"
جنایت کی بعض صورتیں اور "شہاج"	"	"	"
احرام میں جنایت	۱۳۶	"	"
حائض احرام میں جوں و رہا	۵۲۵	چہارم	حائض
مدینہ میں قیام کی نصیحت	۶۹	پنجم	مدینہ
مسجد نبوی ﷺ کے توسیع شدہ حصہ کا حکم	"	"	"
مدینہ کے چھ مبارک مقامات	"	"	"
ریاض الجنہ	"	"	"
جنت البقیع	"	"	"
حرم میں اجزاء قصاص	۱۵۱	سوم	حرم
حرم سے درخت	"	"	"
حرم میں شکار	۲۵۲	"	"
جن ہا نوروں کا نقل جائز ہے	"	"	"
حرم کا لفظ	"	"	"
کیا مدینہ حرم ہے؟	۲۵۳	"	"

حرم کے درختوں کا حکم	چہارم	۱۸۱	لجر
کیا مدینہ حرام ہے؟	پنجم	۶۹	حینہ
حنفیہ کا نقطہ نظر	"	"	"
تلبیہ کے الفاظ	دوم	۵۲۷	تلبیہ
دوسرے احکام	"	"	"
حج میں بال کنے سے متعلق ضروری احکام	"	۴۹۳	تقصیر
حج کا ایک عمل	چہارم	۱۱۵	سعی
قیام مزدلفہ کا حکم	پنجم	۸۵	مزدلفہ
حاج کا وادی محسر میں قیام	دوم	۴۷۰	الحج
سعی کا مکمل وقوع اور پیکائش	پنجم	۱۴۱	سعی
عرفات کے بہہ تیسرے	چہارم	۳۸۴	عرفہ
وقوف عرفہ	"	"	"
افاضہ کے آداب	دوم	۱۸۰	فاضہ
مصلحین و خضرین کے درمیان فاصلہ	پنجم	۱۶۶	مصلحین و خضرین

نکاح

نکاح کی اہمیت	دوم	۲۷۱	ایم
نکاح - فقوی سنی	پنجم	۲۲۱	نکاح
نکاح کی اصطلاح میں	"	"	"
نکاح کے بارے میں اسلامی تصور	"	"	"
اسلام سے پہلے عربوں میں نکاح کے طریقے	"	"	"
مختلف حالات میں نکاح	"	"	"
جب نکاح کرنا سنت ہے	"	"	"
جب نکاح مکروہ تحریمی ہے	"	"	"
نکاح کا سنون طریقہ	"	"	"
نکاح کو ثابت کرنے کے طریقے	"	"	"

نکاح بیوگان کا مسئلہ	دوم	۸۵	ایم
نکاح کی ترغیب	پنجم	۲۲۱	نکاح
نکاح میں لین دین	"	"	"
نکاح کے متا صد	"	"	"
جنسی خواہش مقصود نہیں	دوم	۵۴	اختصار
پیغام پر پڑھ دینے کی ممانعت	سوم	۳۵۴	خطبہ
عدت کے درمیان پیغام	"	"	"
مخطوبہ کو دیکھنے کی اجازت	"	"	"
الڑکی کا پیام دینے والے کو دیکھن	"	۳۵۵	"
مخطوبہ کو دیکھنے کے 'مصوص' و 'داب	"	"	"
غیر محسوس طریقہ پر دیکھن	"	"	"
نکاح سے پہلے خدمت	"	۳۵۶	"
کتنے حصہ دیکھ سکتا ہے؟	پنجم	۲۲۱	نکاح
مخطوبہ کو دیکھن	"	"	"
نکاح کی اجازت اور اس کا طریقہ	دوم	۷۳	اذن
غیر شوہر دیدہ، باکرہ کے حکم میں ہے	"	۲۸۲	باکرہ
زانیہ کا حکم	"	"	"
نکاح کی اجازت	"	"	"
رونا، ہنسا اور سکوت اور رضامندی کی علامت ہے	"	"	"
نکاح کی اجازت میں کنواری اور شوہر دیدہ کا فرق	پنجم	۲۲۱	نکاح
اجازت کب لی جائے	"	"	"
نکاح کا خیال اور بالغ لڑکیاں	"	"	"
رضا اور اقصاء میں فرق	سوم	۲۸۳	رضا
رضا کی حقیقت	"	"	"
رضا کے بغیر منعقد ہونے والے معاملات	"	"	"

اظہار رضا کے ذرائع	//	۴۸۳	رضا
فصل سے ظہار رضا مندی	//	//	//
اشرہ سے رضا مندی	//	//	//
نحریر بھی اظہار کا ذریعہ	//	//	//
سکوت بحکم رضا	//	۴۸۴	//
(ہزل) نکاح و طلاق میں	ہجیم	۳۳۱	ہزل
گواہ ضروری ہیں	ہجیم	۲۲۱	نکاح
گواہان کے اوصاف	//	//	//
بہرے گواہ اور نکاح	دوم	۱۵۱	اہم
نکاح کی اہیت	ہجیم	۲۲۱	نکاح
عائدین میں مطلوبہ اوصاف	//	//	//
دوس سے نکاح	سوم	۱۷۱	جن
ایجاب نکاح کے وقت آہ	اول	۳۳۸	آہ
گوئے کے احکام	دوم	۵۷-۵۸	آخر
آہستہ ایجاب و قبول	//	۵۸	انفاء
ایجاب کے وقت جہیم	//	۳۱۲	جہیم
ایجاب و قبول	ہجیم	۲۲	نکاح
ایجاب و قبول سے حصول شریع	//	//	//
مذاق اور دہاؤ کے تحت ایجاب و قبول	//	//	//
زبان سے ایجاب و قبول ضروری ہے	//	//	//
ایجاب و قبول شرط نہ ہو	//	//	//
ایجاب و قبول بذریعہ وکیل	//	//	//
شوہر و یدہ عورت کے نکاح کے احکام	سوم	۶۸	ثبہ
تمسک کے لفظ سے نکاح کا انعقاد	دوم	۵۳۷	تمسک
ایجاب و قبول کے الفاظ	ہجیم	۲۲۱	نکاح

بیجاب قبول کا میضہ	۲۲۱	۱۱	نکاح
الفاظ نکاح میں بہام	۲۸۲	اول	ابہام
نکاح میں شرطیں	۲۲۱	پنجم	نکاح
جو شرطیں حقوق نکاح کی مزید ہیں	۱۱	۱۱	۱۱
جو شرطیں احکام نکاح سے تضاد ہیں	۱۱	۱۱	۱۱
جو شرطیں نہ مطلوب ہیں نہ ممنوع	۱۱	۱۱	۱۱
مالکیہ کا نقطہ نظر	۱۱	۱۱	۱۱
حنابلہ کا نقطہ نظر	۱۱	۱۱	۱۱
موجودہ مسائل کا تقاضا	۱۱	۱۱	۱۱
علم کے اعتبار سے نکاح کی تین قسمیں	۱۱	۱۱	۱۱
نکاح صحیح	۱۱	۱۱	۱۱
نکاح صحیح کے احکام	۱۱	۱۱	۱۱
نکاح باطل اور اس کا حکم	۱۱	۱۱	۱۱
نکاح قاسد	۱۱	۱۱	۱۱
باطل اور فسد کا فرق	۳۰۹	سوم	بطان
مذہب کشاف کی وضاحت	۳۲۰	۱۱	۱۱
نکاح موقت	۲۲۱	پنجم	نکاح
عداۃ کی نیت سے نکاح	۲۲۶	دوم	تحلیل
تعدہ حرام ہے	۲۲۱	پنجم	نکاح
اعلان نکاح	۱۱	۱۱	۱۱
سجد میں	۱۱	۱۱	۱۱
دن اور وقت	۱۱	۱۱	۱۱
نقطہ نکاح	۳۵۳	سوم	خطبہ
خطبہ	۲۲۱	پنجم	نکاح
ذف بجائے کا حکم	۲۲۶	سوم	ذف

کلمات تہریک اور زعمائیں	پہم	۲۲۱	نکاح
اسباب حرمت			
موج نکاح	//	//	//
درختی فرقت کے اسباب	دوم	۴۸۳	تفریق
نسبی بھائی	//	۴۷۷	اُخ
سوتیلہ باپ	اول	۴۵۳	اُب
ایک اور صورت	//	//	//
حرمت نکاح	//	۴۷۳	بن
سوتیلی ماں کے بعض احکام	دوم	۴۳۵	ام
سوتیلی بیٹی کے حکام	//	۴۳۳	بنت
بوسہ سے حرمت مصاہرت	//	۴۹۳	تقبیل
صہری رشتے کے اسباب	چہارم	۴۰۴	صہر
سسران نسبت سے حرام رشتے	پہم	۲۲۱	نکاح
زنا سے حرمت مصاہرت	//	//	//
رضائی باپ	اول	۴۵۳	اُب
رضائی بیٹی کے احکام	دوم	۴۳۳	بنت
رضاعت، حرمت نکاح کا سبب	۲	۴۸۳	رضاعت
کب دودھ کا معدے تک پہنچنا باعث حرمت ہے	//	۴۸۵	//
اگر شوہر دودھ پی لے	//	۴۸۶	//
مخلوط دودھ کا حکم	//	۴۸۵	//
دو عورتوں کا مخلوط دودھ	//	//	//
رضاعت سے حرام ہونے والے رشتے	//	۴۸۶	//
حرمت رضاعت سے مشقی رشتہ	//	//	//
حرمت کا ایک بنیادی قاعدہ	//	۴۸۷	//
دودھ کی مقدار	//	۴۸۴	//

رضاعت کا ثبوت	//	۲۸۶	رضاعت
اقرار اور گواہان سے ثبوت کا فرق	//	۲۸۸	//
رضاعی بھئی	دوم	۳۶	اُخ
عارضی حرمت کے اسباب	پنجم	۲۲۱	نکاح
دو محرم عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا	//	//	//
عارضی حرمت کے کچھ اور اسباب	//	//	//
دوسرے کی منکوحہ	//	//	//
جو عورت عدت میں ہو	//	//	//
جس کے پیچھے سے چار بیویاں موجود ہوں	//	//	//
مشرک و راس سے نکاح	//	//	//
اہل کتاب کا اسلام	اول	۲۶۷	۲۶۷
اہل کتاب سے مرد	دوم	۲۵۵	اہل کتاب
عصرہ ضر کے اہل کتاب	//	//	//
نکاح کی اجازت	//	//	//
موجودہ دور میں کتابی عورتوں سے نکاح	//	//	//
بجوں سے نکاح جائز نہیں	پنجم	۶۳	بجوں
مشرک حکام	دوم	۲۳۳	م
لعان کے بعد	پنجم	۲۲۱	نکاح
مالکہ اور باندی سے نکاح	//	//	//
احرام کی حالت میں نکاح	//	//	//
زنا سے حامد	//	//	//

ولایت سے متعلق احکام

ولایت	سوم	۸۲	۴
نکاح میں ولایت اجہر	اول	۵۰۱	جہر
نکاح ولی کی ذمہ داری	دوم	۳۳۱	ہنت

دلائل	۳۱۷	چشم	دلائل — نفوی واصطلاحی معنی
"	"	"	دلائل ثابت ہونے کے اسباب
"	"	"	دلائل عامہ
"	"	"	نفس پر دلائل
"	"	"	دلائل استنباط
"	"	"	بالغ لڑکی کے خود نکاح کرنے کے بارے میں امام ابوحنیفہ کے اقوال
"	"	"	امام ابو یوسف کے اقوال
"	"	"	لڑکوں اور لڑکیوں پر دلائل اجبار
"	"	"	حنفیہ کا نقطہ نظر
"	"	"	دوسرے فقہاء کا نقطہ نظر
"	"	"	کیا لڑکیاں خود اپنا نکاح کر سکتی ہیں؟
"	"	"	اگر عورت کا نقطہ نظر
"	"	"	حنفیہ کا مسلک
"	"	"	دلائل اجبار کن اقارب کو حاصل ہے؟
"	"	"	اگر عورت کا نقطہ نظر
"	"	"	حنفیہ کا مسلک
"	"	"	خیار بلوغ
"	"	"	دلائل کے لئے اہیت
"	"	"	قاسم کی دلائل
"	"	"	دلائل کی اہیت کے لئے وارث ہونے سے مراد
"	"	"	دلائل میں کون مقدم ہے؟
"	"	"	اگر قرعی ولی موجود نہ ہو؟
"	"	"	غیبت مقطوعہ سے مراد
"	"	"	شواہد اور دوسرے فقہاء کا نقطہ نظر
"	"	"	دلائل ختم ہونے کی صورتیں

مال میں ولایت	//	//	ولایت
مال پر ولایت حاصل ہونے کی شرط	//	//	//
قاصد کے ذریعہ نکاح	۴۷۹	سوم	رسول
قاصد خود اپنا نکاح کر لے	//	//	//
قاصد کا مہر قبضہ	//	//	//
نکاح فضولی کا مسئلہ	۵۰۱	اوپ	اجازت
فضولی سے مراد	۴۵۵	چہارم	فضولی
فضول کے ذریعہ نکاح	//	//	//

مہر — مسائل و احکام

مہر کے احکام	اول	۴۶۷	۱۰
مہر میں	//	۴۸۲	ایہام
اجل کی دو قسمیں	//	۵۲۶	اجل
وہی ہاشمہ کی صورت میں مہر کا وجوب	دوم	۳۱۹	بضع
شفہ کا لغوی معنی	چہارم	III	شفار
نکاح شفار سے مراد	//	//	//
نکاح شفر کی بابت فقہاء کا اختلاف	//	//	//
زانیہ کا نکاح	//	۴۰۷	عقر
مہر کی حیثیت	پنجم	۱۴۶	مہر
مہر اور اس کا وجوب	//	//	//
مہر کے دس نام	//	//	//
فقہی تعریف	//	//	//
وجوب مہر کا ثبوت	//	//	//
اگر نکاح میں مہر نہ ہونے کی شرط ہو؟	//	//	//
اگر زندگی میں مہر ادا نہیں کیا؟	//	//	//
کوئی چیزیں مہر بن سکتی ہیں؟	//	//	//

نعم قرآن اور مہر	۱۳۶	۱۱	مہر
معلوم و متعین ہونا ضروری	۱۱	۱۱	۱۱
ائمہ ثلاثہ کا نقطہ نظر	۱۱	۱۱	۱۱
مہر کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مقدار	۱۱	۱۱	۱۱
مختلف حالتوں میں مہر کے احکام	۱۱	۱۱	۱۱
خلوت بکلم محبت	۳۶۸	۱۱	خلوت
خلوت صحیحہ	۳۶۹	۱۱	۱۱
جب خلوت جماع کے حکم میں ہے	۱۱	۱۱	۱۱
جب خلوت جماع کے حکم میں نہیں	۳۷۰	۱۱	۱۱
مہر متعین ہو اور خلوت ہو گئی	۱۳۶	۱۱	مہر
مہر متعین ہو اور خلوت نہ ہو	۱۱	۱۱	۱۱
مہر متعین نہ ہو اور خلوت ہو گئی ہو	۱۱	۱۱	۱۱
مہر متعین ہو اور خلوت کی نوبت نہ آئے	۱۱	۱۱	۱۱
مہر میں اضافہ کی	۱۱	۱۱	۱۱
جن خواتین کے لئے حدہ مستحب ہے	۱۱	۱۱	۱۱
دو حالتوں میں مشروط مہر کی مقدار	۱۱	۱۱	۱۱
مہر مثل	۱۱	۱۱	۱۱
مہر مثل سے مراد	۱۱	۱۱	۱۱
اگر مہر مثل کے بارے میں اختلاف ہو جائے؟	۱۱	۱۱	۱۱
مہر مغل اور مؤجل	۱۱	۱۱	۱۱
کیا عورت تا ادا لگی مہر اپنے لیس کو رد کر سکتی ہے؟	۱۱	۱۱	۱۱
اگر مقدار مہر میں اختلاف ہو جائے	۱۱	۱۱	۱۱
نکاح فاسد کی صورت میں مہر کا حکم	۱۱	۱۱	۱۱
شہد کی بنا پر طہی کی صورت میں مہر کا حکم	۱۱	۱۱	۱۱
مختلف مطلقہ عورتوں کے لئے حدہ کا حکم	۵۸	۱۱	حدہ

حد کی مقدار	۵۸	//	حد
زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم	//	//	//
حد - ایک حسن سلوک	//	//	//

ولیمہ سے متعلق مسائل

ولیمہ سے مراد	پنجم	۳۲۳	ولیمہ
ولیمہ کی مصیبت	//	//	//
ولیمہ کا حکم	//	//	//
کس طرح کے کھانے پنائے جائیں؟	//	//	//
ولیمہ کب کیا جائے؟	//	//	//
دعوت ولیمہ قبول کرنا	//	//	//
غیر مسلم کی دعوت نکاح	//	//	//
اگر دعوت ولیمہ میں مکرات شرعی کا ارتکاب ہو؟	//	//	//
ولیمہ کتنے دنوں تک	//	//	//

اسباب تفریق

زوجین میں سے ایک کا اسلام	اول	۴۶۷	اہل
شوہر نامزد ہو	//	۵۲۶	اہل
جذام کی بناء پر فتح نکاح	//	۵۲۵	اجزاء
جذام کی وجہ سے فتح نکاح	سوم	۸۵	جذام
افضاء کی بناء پر فتح نکاح	دوم	۱۹۱	افضاء
صحف شوہر کا حکم	//	۴۸۰	تعت
فتن کی بناء پر فتح نکاح	چہارم	۴۴۹	فتن
فتن سے مراد	//	//	//
قرن - ایک نسوانی بیماری	//	۴۹۲	قرن
محبوب - لغوی و اصطلاحی معنی	پنجم	۶۲	محبوب
محبوب کا فتح نکاح	//	//	//

عضو تامل کے ہونے کی وجہ سے تفریق	۷۳	۷۵	جب
خصی شوہر سے تفریق کا حکم	//	۳۳۸	خصی
نفقہ کی ادائیگی سے قاصر ہونے کے سبب طلاق نکاح	دوم	۱۷۵	اعمار
قائلین اور بن کا مسلک	//	//	//
مفقود سے مراد	پنجم	۱۳۱	مفقود
مفقود کے مال کا حکم	//	//	//
مفقود کے مال سے متعلقین کا نفقہ	//	//	//
مفقود کے مال میں میراث	//	//	//
کتنی مدت کے بعد وفات کا حکم ملے گا؟	//	//	//
مفقود کی بیوی کا طلاق نکاح	//	//	//
نفقہ مالکی کی تفصیلات	//	//	//
اگر مفقود نے مال نہ چھوڑا ہو؟	//	//	//
متارکہ سے مراد	//	۵۷	متارکہ
کیا متارکہ کے لئے زبان سے کہنا ضروری ہے؟	//	//	//
واقعی فرقت کے اسباب	دوم	۳۸۳	تفریق
جو صورتیں طلاق کے حکم میں ہیں	//	۳۸۵	//
جن صورتوں میں قاضی کے فیصلے کی ضرورت نہیں	//	//	//

حقوق زوجین

باری کی تقسیم	دوم	۲۸۲	ہاکہ
آداب	سوم	۱۱۲	جماع
خاص ہدایات	//	۱۱۳	//
عزل	//	۱۱۴	//
کیفیت و وسعت	//	//	//
جماع میں عورت کا حق	//	۱۱۵	//
جماع سے متعلق احکام	//	۱۱۵	//

نئی شہرہ بیوی کے لئے خصوصی رعایت	//	۶۹	شہرہ
----------------------------------	----	----	------

رضاعت سے متعلق مسائل

رضاعت	دو	۲۳۲	داخل
رضاعت — انوی معنی	سوم	۲۸۳	رضاعت
مدت رضاعت	//	۲۸۵	//
مدت رضاعت کے بعد دودھ پلانا	//	۲۸۶	//
دودھ پلانے پر اجرت کا معاملہ	چہارم	۳۵۵	مکر
کیا اجرت کی تعیین ضروری ہے؟	//	//	//

ثبوت نسب سے متعلق مسائل

نکاح صحیح میں ثبوت نسب	۶۶	۳۵	ثبوت نسب
ثبوت نسب کی شرطیں	//	۳۶	//
مطلقہ کے بچوں کا حکم	//	//	//
نکاح فاسد میں ثبوت نسب	//	//	//
دلی بالشہد میں ثبوت نسب	//	۳۷	//
باندی کے بچہ کا ثبوت نسب	//	//	//
نسب ثابت کرنے کے طریقے	//	//	//
نسب کی نفی	//	۳۸	//
بچہ کی تعیین	//	۲۹۶	حل
مدت حمل	//	۱۵۹	جین
ثبوت نسب	چہارم	۵۴۵	قیافہ
قیافہ — نفی معنی	//	//	//
قیافہ سے ثبوت نسب	//	//	//
حنفیہ کا قلعہ نظر	//	//	//
اھل تشیع کا قلعہ نظر	//	//	//
سینکھل ٹسٹ سے نسب کی تحقیق	//	//	//

فراش سے مراد	//	۳۳۹	فراش
فراش کے چار درجہ جات	//	//	//
قبوت نسب کا ایک مسئلہ	دوم	۳۹	اخبار

طلاق

طلاق - لغوی معنی	چہارم	۳۳۳	طلاق
علاق اور اطلاق میں فرق	//	//	//
اصطلاح میں	//	//	//
ایک ناپسندیدہ فعل	//	//	//
طلاق کی مشرعیّت	//	//	//
طلاق ایک نافذ حکم، ضرورت	//	//	//
حالات کے اعتبار سے طلاق کا حکم	//	//	//
طلاق سے پہلے کے مراحل	//	//	//
کن لوگوں کی طلاق واقع ہوتی ہے؟	//	//	//
تابالغ کی طلاق	//	//	//
بچوں کی طلاق	//	//	//
حرام اطلاق دے دے	//	//	//
فتویٰ کی طلاق	//	//	//
لغوی و اصطلاحی معنی	پہنچم	۳۳۱	بزر
جن امور میں حرام بھی ارادہ کے حکم میں ہے	//	//	//
حالت اکراہ کی طلاق	دوم	۲۰۵	اکراہ
حنفیہ کے دلائل	//	۲۰۶	//
ان دلائل پر ایک نظر	//	//	//
صفوان بن عمرو کی روایت	//	۲۰۷	//
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اثر	//	//	//

کراہ	۲۰۸	//	طلاق میں ارادہ کی حیثیت
//	//	//	جمہور کے دلائل
اغلاق	۱۷۷	دوم	اغلاق سے مراد
//	۱۸۸	//	اغلاق کے معنی میں محرمین کا اختلاف
طلاق	۲۳۳	چہارم	حالت نشہ اور حالت اکراہ کی طلاق
سکران	۱۶۹	//	طلاق سکران نشہ کی طلاق
بج	۲۳۳	دوم	بہنگ کھ کر طلاق دے دینا
طلاق	۲۳۳	چہارم	وکیل کی طلاق کا حکم
مرض	۷۵	پنجم	مرض وفات کی طلاق
اخر	۵۸	دوم	گوئے کا طلاق دینا
اخفاء	//	//	آہستہ طلاق
اخبار	۴۸	//	جموئی خبروں سے بھی طلاق واقع ہوتی ہے
//	//	//	تحریر و ترسیل بھی خبر دینا ہے
ابہام	۴۸۲	اوپر	طلاق میں ابہام
اغناء	۱۷۹	دوم	بے ہوشی کی حالت میں طلاق اور کفر یہ نکاحات
تأنا	۳۹۰	//	توہین کرنے والے کی طلاق
شک	۲۰۱	چہارم	طلاق میں شک
غضب	۴۴۱	//	غضب کے تین درجات
//	۴۴۰	//	حالت غضب کی طلاق
//	//	//	شواہع اور حجابہ کا لحاظ نہ نظر
طلاق	۳۳۳	//	الفاظ طلاق
//	//	//	صرف دل میں طلاق کا خیال پیدا ہو
//	//	//	صریح الفاظ
//	//	//	طلاق کا عقد تنقذ
//	//	//	صریح الفاظ کا حکم

الفاظ کتابیہ سے طلاق	۳۳۳	//	طلاق
کتابیہ کی تین صورتیں	//	//	//
قامہ کی طلاق کا حکم	//	//	//
طلاق کی تین حالتیں	//	چہارم	//
کتابیہ بدرجہ صریح	//	//	//
فارغ خطی اور "جواب دیا" کا حکم	//	//	//
الفاظ کتابیہ سے طلاق کا حکم	//	//	//
تاوانت کو الفاظ طلاق کی تحقیق	//	//	//
تحریر سے طلاق	//	//	//
تحریر سے طلاق	۵۵۱	چہارم	کتابت
کتابت مستحبہ	۳۳۳	//	طلاق
کتابت غیر مستحبہ	//	//	//
کتابت مرسومہ	//	//	//
کتابت غیر مرسومہ	//	//	//
اشارہ سے طلاق	//	//	//
طلاق کا صیغہ	//	//	//
طلاق منجز	//	//	//
طلاق مشروط	//	//	//
طلاق مضاف	//	//	//
طلاق رجعی	//	//	//
طلاق بائن	//	//	//
کن صورتوں میں طلاق بائن واقع ہوتی ہے؟	//	//	//
طلاق مغلطہ	//	//	//
ایک مجلس کی تین طلاقیں	//	//	//
آیت قرآنی	//	//	//

طلاق	۳۳۳	//	۱. حدیث نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم)
"	"	"	آثار مسابہ (رضی اللہ عنہم)
"	"	"	بعض تابعین کے اقوال
"	"	"	فائدہ قیاس
"	"	"	تحقیقاتی کمیٹی سعودی عرب کا فیصلہ
"	"	"	مریقہ طلاق
"	"	"	طلاق احسن
"	"	"	طلاق حسن
"	"	"	طلاق بدی
طلاق بدی کا حکم	۳۰	دوم	
"	"	"	طلاق دینے کا صحیح طریقہ
"	۳۰۲	"	بدی باعتبار وقت
"	"	"	عادت حیض میں طلاق کا حکم
"	۳۰۳	"	غیر مہ خولہ بیوی کو حیض میں طلاق
"	"	"	بدی بھی غاعدہ
"	"	"	کیا طلاق بائن بدی ہے؟
طلاق	۳۳۳	چہارم	کیا طلاق بائن بدی ہے؟
"	"	"	تفرق ضروری مسائل
رجعت	۴۷۲	سوم	رجعت - لغوی معنی
"	"	"	اصطلاحی تعریف
"	"	"	طلاق رجعی
"	"	"	طلاق مغلطہ
"	"	"	رجعت کا ثبوت
"	۴۷۳	"	رجعت کا طریقہ
"	"	"	بہتر طریقہ

فصل کے ذریعہ رجعت	//	//	رجعت
دوسرے فقہاء کی آراء	۳۷۴	//	//
رجعت صحیح ہونے کی شرطیں	//	//	//
رجعت کی بابت اختلاف	۳۷۵	//	//
عدت گذرنے سے متعلق اختلاف	//	//	//
طلاق میں اپنت کی صورتیں	۳۶۶	اول	اپانت
حداق کے معنی میں	۳۶۹	//	اپراء
حداق بائن صغریٰ	۳۸۳	دوم	بائن
بائن ہونے کی سات صورتیں	//	//	//
طلاق بائن کبریٰ	۳۸۴	//	//
طلاق بائن کا حکم	//	//	//
استبراء سے طلاق	۸۸	دوم	استبراء
اطلاق اور طلاق	۳۳۴	//	اطلاق
لفظ طلق سے طلاق	۳۸۶	//	بتلہ
لفظ بتہ سے طلاق	//	//	بتہ
طلاق بائن کا معنی	۴۷۸	//	بات
تفویض طلاق	۳۳۴	چہارم	طلاق
تفویض کے مختلف کلمات اور ان کا حکم	//	//	//
دارالقضاء کو تفویض طلاق	//	//	//
کس عورت پر طلاق ہوگی؟	۳۳۷	//	//
اجنبی عورت کو نکاح سے مشروط طلاق	//	//	//
عورت کے بعض اعضاء کی طرف طلاق کی نسبت	۳۳۸	//	//
جب عورت کو حق طلاق سونپ دیا گیا ہو	۱۳۴	پنجم	موقوفہ
طلاق میں استثناء	۳۳۴	چہارم	طلاق
طلاق کے بعد انشاء اللہ	//	//	//

عدت کے گزرنے کے بعد طلاق	//	۳۴۷	طلاق
عدت کے دوران طلاق	//	//	//
طلاق صریح کی عدت میں لفظ صریح سے طلاق	//	//	//
طلاق بائن کی عدت میں لفظ صریح سے طلاق	//	//	//
طلاق بائن کی عدت میں لفظ کنایہ سے طلاق	//	//	//
مختلف مطلقہ عورتوں کے احکام	پہنچ	۵۸	متحدہ
متحدہ کی مقدار	//	//	//
زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم	//	//	//
متحدہ یک حسن سلوک	//	//	//

خلع سے متعلق مسائل

اہراء — خلع کے معنی	اول	۳۶۹	اہراء
جملہ حقوق سے سبکدوشی	//	//	//
لفظی و دراصلاتی معنی	سوم	۳۶۱	خلع
ثبوت	//	۳۶۲	//
شریعت کی نظر میں	//	//	//
خلع کے الفاظ	//	۳۶۳	//
بدل طلع کی مقدار	//	//	//
بدل طلع	//	۳۶۴	//
بچہ کے حق پرورش کے عوض خلع	//	//	//
حق سکنی کے عوض خلع	//	//	//
احکام اور نتائج	//	//	//
طلاق ہے یا خلع؟	//	//	//
لفظ خلع اور حقوق سے برأت	//	۳۶۵	//
متفرق احکام	//	//	//
خلع میں قاضی اور حکم کے اختیارات	//	۳۶۶	//

فقہاء کے نقاط نظر	//	۳۶۶	خلع
احناف کے دلائل	//	//	//
ام مالک کے دلائل	//	//	//
احادیث	//	۳۶۷	//
آثار صحابہ	//	//	//
خلع کی ایک صورت (مہارت)	پنجم	۵۵	مہارت

اہلاد و ظہار سے متعلق مسائل

الفاظ الیاء	اول	۳۶۸	أبد (بیش)
الیاء — لغوی معنی	دوم	۳۶۷	الیاء
اصطلاح فقہ میں	//	//	//
شرطیں	//	//	//
الیاء موقتہ و موبد	//	۳۶۸	//
ایام جاہلیت میں	//	//	//
اسلام میں	//	//	//
قسم کے بغیر مباشرت نہ کرنے کا عزم	//	۳۶۹	//
استبراء بعد کا نقطہ نظر	//	//	//
فقد مالکی کی تفصیلات	//	۴۷۱	//
زمانہ جاہلیت کی ایک بے جارم	چہارم	۳۵۶	ظہار
ظہار کی حقیقت	//	//	//
ظہار نخت گناہ	//	//	//
شوہر سے متعلق شرطیں	//	//	//
بیوی سے متعلق شرطیں	//	//	//
اگر عورت مرد سے ظہار کرے؟	//	//	//
مطلقہ رہیہ سے ظہار	//	//	//
جس عورت سے تشبیہ دی جائے	//	//	//

مرد سے تشبیہ	//	۳۵۶	ظہار
تعبیر و الفاظ	//	//	//
صریح لفظ	//	//	//
کن یہ لفظ	//	//	//
صریح و کن یہ الفاظ کا حکم	//	//	//
تحریر و اشارہ سے	//	//	//
مختلف انواع اران کا حکم	//	//	//
غیر مشروط ظہار	//	//	//
مشروط ظہار	//	//	//
داغی ظہار	//	//	//
محدود وقت کے لئے ظہار	//	//	//
کفارات	//	//	//
اگر ایک سے زیادہ بیویوں سے کیا ہو	//	//	//
ایک ہی مجلس میں متعدد ارکھت ظہار کہے	//	//	//
مختلف محسوس میں کہے	//	//	//
روزوں میں تسلسل	//	//	//
مسکین کو کھانا کھلانے کی تین صورتیں	//	//	//
اگر کھانا کھلانے کے درمیان محبت کر لے	//	//	//
اگر ادائیگی کفارہ سے پہلے محبت کر لے	//	//	//
بیوی بچل استمتاع سے روکے	//	//	//
اگر شوہر جلد کفارہ ادا نہ کرے	//	//	//
کفارہ ظہار میں شائع	دوم	۳۱۳	تابع

لعان — احکام و مسائل

گوئی کے احکام	//	۵۸-۵۷	آخر
لعان — لغوی معنی	چہارم	۵۸۳	لعان

اصطلاحی تعریف	چہارم	۵۸۳	لعان
حکم لعان کا پس منظر	"	"	"
لعان کی حکمت	"	"	"
لعان کی شرائط	"	"	"
لعان کا طریقہ	"	"	"
لعان کے بعد	"	"	"
بچہ کے نسب کا انکار	"	"	"
بعض مسائل میں فقہاء کا اختلاف	"	"	"
لعان سے انکار	"	"	"

عدت — آداب و احکام

عدت — لغوی معنی	چہارم	۳۷۳	عدت
اصطلاح فقہ میں	"	"	"
عدت کا مقصد اور اس کی مصلحت	"	"	"
ثبوت	"	"	"
عدت وقات	"	"	"
عدت طلاق	"	"	"
عدت طلاق کی مقدار	"	"	"
حاملہ عورت	"	"	"
جوان عورت	"	"	"
کسین یا سن رسیدہ عورت	"	"	"
اگر مرض وقات میں طلاق دے دے	"	"	"
طویل وقفہ حیض والی عورت	"	"	"
عدت کے احکام	"	"	"
عدت کی حالت میں پیغام نکاح	"	"	"
باہر نکلنے کی ممانعت	"	"	"

نفقہ درہائش	چہارم	۳۷۴	عدت
مطلقہ کے ساتھ سفر	//	//	//
سوک	//	//	//
میراث کا مسئلہ	//	//	//
سوک کی مدت	دوم	۴۲	احداد
احداد کن عورتوں کے لئے؟	//	//	//
احداد کے احکام	//	۴۳	//
آگہ عورتوں کی عدت	اول	۴۳۸	آگہ
روزہ و عدت میں مرد لگانا	دوم	۴۰۰	اکتال

پرورش — احکام و مسائل

پرورش	سوم	۲۶۲	حضانت
پرورش کے حقدار	//	۲۶۳	//
حق پرورش کے لئے شرطیں	//	۲۶۴	//
حق پرورش کی مدت	//	۲۶۵	//
پرورش کس جگہ کی جائے؟	//	۲۶۶	//
چند ضروری احکام	//	//	//
حق پرورش	اول	۳۷۳	اہل
حقائل ماں کے خصوصی احکام	دوم	۲۳۴	ام
حق حضانت	//	//	//
لعوی معنی	پنجم	۲۰۳	نفقہ
زنجیری کی نکتہ بنی	//	//	//
اصطلاحی تعریف	//	//	//
خود اپنا نفقہ	//	//	//
قربت داری کی وجہ سے نفقہ کا وجوب	//	//	//
نفقہ — جس سے ضرورت پوری ہو جائے	//	//	//

بیوی کا نفقہ	نجم	۲۰۳	نفقہ
وجوب نفقہ کی وجہ	//	//	//
نفقہ - نکاح صحیح کی وجہ سے	//	//	//
جب بیوی نفقہ کی حقدار نہیں ہوتی	//	//	//
مریضہ کا نفقہ	//	//	//
زمانہ حج کا نفقہ	//	//	//
ناشزہ کا نفقہ	//	//	//
ناشزہ سے مراد	//	//	//
ناشزہ سے مراد	//	۱۹۶	نشوز
مذمت پیشہ خواتین کا حکم	//	۲۰۳	نفقہ
نفقہ میں شامل چیزیں	//	//	//
خوراک	//	//	//
کپا کھنا یا پکا ہوا؟	//	//	//
خوراک کی مقدار	//	//	//
سالن - نوعیت اور مقدار	//	//	//
سالانہ، ہانہ، یا یومیہ	//	//	//
کھانے سے متعلق دوسری ضروریات	//	//	//
پوشاک	//	//	//
لباس میں عرف کی رعایت	//	//	//
سرل میں کم سے کم دو جوڑے	//	//	//
موٹی کپڑے	//	//	//
جوتا، چمچل، موزے	//	//	//
آرائشی اشیاء	//	//	//
بستر اور فرش	//	//	//
گدے اور لحاف	//	//	//

رہائش	پہلے	۲۰۲	نقذ
کرایہ وعاریت کا مکان	"	"	"
مکان کا معیار	"	"	"
غیر مشترک مکان	"	"	"
مشترک مکان کی مختلف صورتیں اور ان کا حکم	"	"	"
صالحین کا پڑوس	"	"	"
بیوی کے رشتہ داروں کا قیام	"	"	"
بیوی کی والدین سے ملاقات	"	"	"
ضرورت کے لئے والدین کی حق روزاری	"	"	"
خادم کا انتظام	"	"	"
سہولت بخش مشینوں کا نظم	"	"	"
بچوان اور گھر بیگام	"	"	"
گزرے ہوئے دنوں کا نقد	"	"	"
واجب ہونے کی صورتیں	"	"	"
حنفیہ کا نقطہ نظر	"	"	"
جمہوریہ کا نقطہ نظر	"	"	"
اگر حقیقی نقد ادا کر دیا اور نقد کی مقدار نہیں دی	"	"	"
نقد کب ساقط ہو جاتا ہے؟	"	"	"
اگر قبل از وقت بیوی کا نقد معاف کر دے	"	"	"
نقد میں کس کا معیار معتبر ہے؟	"	"	"
نقد میں کس کا معیار معتبر ہے؟	دوم	۱۷۵	اعسار
اولاد کا نقد	پہلے	۲۰۲	نقد
اولاد کا نقد	اول	۲۷۳	ابن
باپ مالدار اور بچے نابالغ	"	"	"
باپ مالدار اور بچے بالغ	پہلے	۲۰۲	نقد

نفقہ	۲۰۳	پہلے	باپ محتاج اور بچے نابالغ و ملکہ
"	"	"	باپ محتاج اور بچے بھی محتاج و نابالغ
"	"	"	اگر کفالت کی کوئی صورت نہ ہو
"	"	"	اولاد کی اولاد کا نفقہ
"	"	"	بچہ کو دودھ پلانے کی ذمہ داری
"	"	"	کب عورت پر دودھ پلانا واجب ہے؟
"	"	"	ماں دودھ کی اجرت طلب کرے
"	"	"	بیٹے کا نکاح
"	"	"	بہو کا نفقہ
"	"	"	نفقہ میں والدین کو ترجیح ہے یا اولاد کو؟
"	"	"	والدین کا نفقہ
ام	۲۳۵	دوم	والدین کا نفقہ
اب	۲۵۴	اول	والدین کا نفقہ
نفقہ	۲۰۳	پہلے	والدین کا نفقہ کب واجب ہے؟
"	"	"	نفقہ بہتہ رکفالت
"	"	"	اگر والدین میں سے ایک عی کی کفالت کر سکتا ہو؟
"	"	"	باپ کا نکاح
"	"	"	سوتیلی ماں کا نفقہ
"	"	"	خادم کا نفقہ
"	"	"	دادا، نانا وغیرہ کا نفقہ
"	"	"	تہا اول و نفقہ کی ذمہ دار
"	"	"	دوسرے رشتہ داروں کا نفقہ
ابن	۲۷۳	اول	دوسرے رشتہ داروں کا نفقہ
خال، خالہ	۳۲۶	سوم	نفقہ و میراث کے احکام
نفقہ	۲۰۳	پہلے	نفقہ واجب ہونے کی مقدار

مفروق اہم احکام	پرچم	۲۰۳	فقہ
خوش حال (بیر) سے مراد	//	//	//
رشتہ داروں کا نفقہ کب واجب ہے؟	//	//	//
گذرے ہوئے دنوں کے نفقہ پر قاضی کے فیصلہ کا اثر	//	//	//
نفقہ کے لئے غائب شخص کے سامان کی فروخت	//	//	//
غلام کا نفقہ	//	//	//
جانوروں کا نفقہ	//	//	//
جانوروں کا نفقہ	۳	۳۱۶	حیوان
کام لینے میں اعتدال	//	۳۱۷	//
جمادات کے حقوق	پرچم	۲۰۳	فقہ
بیسار سے مراد اور اس مسئلہ میں فقہاء کے اقوال	//	۳۵۲	بیسار
اعسار سے مراد	دوم	۷۴	اعسار
جن کا نفقہ بہر حال واجب ہوتا ہے	//	//	//

قسم سے متعلق مسائل

قسم

بیمین — فحوی واسطائی معنی	پرچم	۲۰۳	بیمین
قسم کی مشروعیت	//	//	//
قسم کھانے کا حکم	//	//	//
جب قسم مستحب ہے	//	//	//
جب قسم مکہ نامباح ہے	//	//	//
جب قسم مکروہ ہے	//	//	//
جب قسم حرام ہے	//	//	//
قسم کی قسمیں	//	//	//
بیمین غموس کی تعریف	//	//	//
بیمین غموس کا حکم اور فقہاء کی آراء	//	//	//

بیمین منعقدہ	بیمین	۳۵۳	بیمین
تعریف اور حکم	"	"	"
جبر و اکراہ اور بھول کر قسم کھانا	"	"	"
بھول کر یا بے ہوشی وغیرہ میں قسم توڑے	"	"	"
بیمین لغو	"	"	"
تعریف	"	"	"
شواہخ کا لفظ نظر	"	"	"
بیمین لغو کا حکم	"	"	"
قسم کا رکن	"	"	"
قسم زبان کا فعل ہے نہ کہ دل کا	"	"	"
اللہ کی ذات کی قسم کھانا	"	"	"
اسم باری تعالیٰ سے قسم	حلف	۳۹۲	بیمین
متعدد اسماء خداوندی سے قسم کھانا	حلف	۳۹۰	بیمین
صفات سے قسم کھانا	حلف	۳۵۳	بیمین
صفات سے قسم کھانا	حلف	۳۹۲	بیمین
پہلی قسم کی صفات	حلف	۳۵۳	بیمین
دوسری قسم کی صفات	"	"	"
تیسری قسم کی صفات	"	"	"
قرآن مجید کی قسم	"	"	"
غیر اللہ کی قسم	"	"	"
ورنہ میں یہودی ہو جاؤں گا	"	"	"
قسم کی ایک خاص صورت	حلف	۳۹۳	بیمین
حلف میں انشاء اللہ	"	"	"
چند فقہی قواعد	"	"	"
قسم کی بنیاد الفاظ پر ہے	"	"	"

بیمین	۲۵۲	پنجم	بیمین منقطع ہونے کی شرطیں
"	"	"	قسم کھانے والے سے متعلق شرطیں
"	"	"	جس بات پہ قسم کھائی جائے وہ ممکن ہو
"	"	"	اگر قسم کے ساتھ انشاء اللہ کہے؟
"	"	"	مطلق اور مقید قسمیں
"	"	"	اگر قبضہ سے متعلق مطلق قسم کھائے؟
"	"	"	منفی بات پر مطلق قسم
"	"	"	وقت کی قید کے ساتھ قسم
"	"	"	بیمین فوراً اور اس کا حکم
"	"	"	بیمین کی ایک صورت
"	"	"	حلال کو اپنے اوپر حرام کر دینا بھی بیمین ہے
"	"	"	اگر بیمین کسی عبادت سے مشروط ہو
"	"	"	فعل کے ساتھ طلاق کی شرط
"	"	"	بیمین کی اسی صورت سے متعلق شرطیں
"	"	"	قسم کا کفارہ
حج	۲۹۹	۳۲	قسم کا کفارہ
بیمین	۲۵۲	پنجم	کفارہ کے روزے مسلسل رکھنا ضروری ہے یا نہیں؟
"	"	"	روزہ کے ذریعہ کفارہ کے لئے کس وقت فطر مستحب ہے؟
"	"	"	حائض ہونے سے پہلے کفارہ ادا کرے یا بعد میں؟
"	"	"	مسکینوں کو کھانا کھلانا
"	"	"	اداء کفارہ کے لئے حیلہ
"	"	"	مسکینوں کے لئے کمزوروں کا انتظام
"	"	"	ایک سے زیادہ دنوں میں کفارہ کی ادائیگی
"	"	"	اگر کوئی چیز اپنے اوپر حرام کرے
"	"	"	قسم کھانے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا یا کھلانے والی کی؟

مرقسہ بنے والا مظلوم ہو	۳۵۳	پنجم	بیمین
مرقسہ کھانے والا مظلوم ہو؟	۳۵۳	۳۵۳	۳۵۳
مرقسہ کوئی مظلوم نہ ہو؟	۳۵۳	۳۵۳	۳۵۳
مستقبل کی قسم میں کھانے والے کی نیت ہی معتبر ہے	۳۵۳	۳۵۳	۳۵۳
عام میں خاص کی نیت دینا معتبر ہے	۳۵۳	۳۵۳	۳۵۳
کس کی نیت معتبر ہے؟	۳۵۳	۳۵۳	۳۵۳
حلف کے لئے ارادہ ضروری نہیں	۳۵۳	۳۵۳	۳۵۳
لعل یا ترک کا جزوی ارتکاب	۳۵۳	۳۵۳	۳۵۳
کھانے سے متعلق قسم	۵۹	دوم	ادام
ادام سے مراد	۶۰	۶۰	۶۰
سالم نہ کھانے کی قسم کھانا	۲۱۲	۲۱۲	۲۱۲
بیت میں داخل ہونے کی قسم	۳۳۵	۳۳۵	۳۳۵
تجارت میں جھوٹی قسم	۴۱۷	۴۱۷	۴۱۷

نذر سے متعلق مسائل

نذر - لغوی معنی	۱۷۸	پنجم	نذر
اصطلاحی معنی	۱۷۸	۱۷۸	۱۷۸
شرعیت کی دلیلیں	۱۷۸	۱۷۸	۱۷۸
ارکان	۱۷۸	۱۷۸	۱۷۸
شرائط	۱۷۸	۱۷۸	۱۷۸
نذر ماننے والے سے متعلق شرطیں	۱۷۸	۱۷۸	۱۷۸
نذر مانا ہوئی ہی سے متعلق شرطیں	۱۷۸	۱۷۸	۱۷۸
وجود ممکن ہو	۱۷۸	۱۷۸	۱۷۸
اللہ سے تقرب کا ذریعہ ہو	۱۷۸	۱۷۸	۱۷۸
معصیت کی نذر کا حکم	۱۷۸	۱۷۸	۱۷۸
مباح کی نذر	۱۷۸	۱۷۸	۱۷۸

جو عبادت مقصود نہ ہو اس کی نذر	بچم	۱۷۸	نذر
مالک ہونے کی شرط پر نذر	"	"	"
فرض و واجب کی نذر	"	"	"
ممنوعہ اوقات میں عبادت کی نذر	"	"	"
بیٹے کی قربانی کی نذر	"	"	"
پیدر ج کرنے کی نذر	"	"	"
نذر ماننے کا حکم	"	"	"
اگر نذر پوری کرنا نہ چاہے؟	"	"	"
"مجھ پر نذر ہے" کا حکم	"	"	"
نذر کی شرط سے مطلق ہو؟	"	"	"
نذر پوری کرنا کب واجب ہے؟	"	"	"
اگر نذر مطلق ہو؟	"	"	"
کسی خاص جگہ سے متعلق ہو؟	"	"	"
وقت سے متعلق ہو؟	"	"	"
ادا نیکی فوراً واجب ہے یا بہت اخیر؟	"	"	"
حکم کے اعتبار سے نذر کی چار صورتیں	"	"	"
طاعات کی نذر	"	"	"
معصیت کی نذر	"	"	"
مکروہات کی نذر	"	"	"
مباحات کی نذر	"	"	"

مقدمات

اسلام کا تصور جرم و سزا

عقوبت	چہارم	۴۰۸	عقوبت — لغوی معنی
"	"	"	اصطلاحی معنی
"	"	"	

جنایات	چہارم	۲۰۸	عقوبات
تعزیرات	//	//	//
عقوبات کی قسمیں	//	//	//
مقاصد کے اعتبار سے عقوبات	//	//	//
عقوبات کب ساقط ہو جاتی ہیں؟	//	//	//
اسلام کا تصور جرم	۴	۹۰	جرم
اسلام کا تصور سزا	//	۹۱	//
اسلام میں سزائے مقاصد	//	//	//
اسلام کے قانون جرم و سزا کی چند خصوصیات	//	۹۲	//
مساوات	//	//	//
جرم کی مقدار کی رعایت	//	۹۳	//
شبہ کا فائدہ	//	//	//
انسانی پہلو کی رعایت	//	۹۴	//
جرائم اور سزائوں کی قسمیں	//	۹۵	//
حدود و قصاص اور تعزیر میں فرق	//	//	//
تحقیق جرم کے نئے طریق کار	//	۹۶	//
جسمانی سزائوں کی مصمت	//	۱۰۷	//

حدود — احکام و مسائل

حد کی تعریف	۳	۲۱۹	حدود
حدود کے مشترک احکام	//	۲۲۰	//
حقوق اللہ اور حقوق الناس میں فرق	//	//	//
حدود میں تداعل	//	۲۲۱	//
مجرم کی توبہ	//	۲۲۲	//
حدود کون نافذ کرے؟	//	//	//
محدود کا حکم	//	//	//

محدود کی گواہی	۲۲۳	۲	حدود
کیا حدود کفارہ ہیں؟	//	//	//
حدود میں شریعت کی خام رعایت	//	//	//
شبہات کی وجہ سے حدود کا معاف ہونا	//	//	//
حدود و قصاص اور تعزیرات	۲۲۳	//	//
حدود اور قصاص کے احکام میں فرق	//	//	//
قانون حدود کے قواعد	//	//	//
مغرب کا بیجا اعتراض	//	//	//
عفت و عصمت کا محکم نظام	۱۰۳	چہارم	زنا
زنا کی حرمت و شناعت	//	//	//
فقہی تعریف	//	//	//
جو صورتیں زنا میں داخل نہیں	//	//	//
بعض صورتوں کی بابت فقہاء کا اختلاف	//	//	//
ثبوت زنا کے ذرائع	۱۰۲	//	//
اقرار سے ثبوت اور اس کی شرطیں	//	//	//
شہادت و گواہی سے ثبوت	//	//	//
تقدیم سے مراد	//	//	//
اسلام کی نگاہ میں اس جرم کی شناعت	۵۹۳	چہارم	لواطت
لواطت کی سزا	//	//	//
ایک مؤلفہ کی رائے	//	//	//
حنفی کی رائے	//	//	//
چوپائے کے ساتھ بد فعلی	۲۸۲	دوم	بہیمہ
لغوی و اصطلاحی معنی	۲۵	//	احسان
احسان رجم	//	//	//
کوڑاں کی سزا کے اصول	۱۰۸	سوم	جلد

زانی کی جلاوطنی	اول	۵۲۷	اجلاء
اگر زانیہ باکرہ ہو؟	دوم	۴۸۲	باکرہ
زانی کو شہر بدر کرنے کی سزا	//	۴۸۲	تغریب
راہ زن اور شہر بدر	//	//	//
رجم پر اجماع	سوم	۴۷۵	رجم
کس قسم کے زانی پر رجم کیا جائے؟	//	۴۷۶	//
رجم کرنے کا طریقہ	//	//	//
دارالاسلام میں ہی رجم کی سزا	//	//	//
اگر باپ سے قاتل حد یا قصاص جرم ثابت ہو؟	اول	۴۵۴	أب
گوٹکے کے احکام	دوم	۵۷-۵۸	أنفوس
قذف - خوی واسطلاحی معنی	چهارم	۴۷۹	قذف
تہمت تراشی کا گناہ	//	//	//
انسانی عزت و آبرو کی اہمیت	//	۴۷۸	//
دو صورتیں	//	//	//
جس پر حد شرعی جاری ہوتی ہے	//	//	//
احسان سے مراد	//	//	//
تہمت لگانے والے سے متعلق شرطیں	//	//	//
زنا کی صورت تہمت	//	//	//
حد قذف کس ملک میں جاری ہوگی؟	//	//	//
دعویٰ قذف کا حکم	//	//	//
حد قذف کی مقدار	//	//	//
حد قذف کا تداخل	//	//	//
قذف ثابت کرنے کا طریقہ	//	//	//
جب حد قذف ساقط ہو جاتی ہے؟	//	//	//
ثبوت سرقہ کے ذرائع	چهارم	۱۴۳	سرقہ

شہادت	چہارم	۱۴۳	رد
اقرار	"	"	"
گوئی کا اقرار	"	"	"
جن سبب کی وجہ سے حد رد ساقط ہو جاتی ہے	"	"	"
شہادت میں تقادم	"	"	"
تقادم کی مدت اور مشائخ کے اقوال	"	"	"
دوسرے فقہاء کا عقد نظر	"	"	"
چور کسی طرح شہید کرے	"	"	"
مال مسروق کا حکم	"	"	"
حد کا مقدمہ عدالت میں نہ لے جانا بہتر ہے	"	"	"
حدود میں سفارش	"	"	"
جن صورتوں کے ارتکاب پر حد واجب نہیں	"	"	"
حد رد نافذ نہ ہونے کی صورت تحریر	"	"	"
کیا جیب کترے کے ہاتھ کاٹنے جائز ہے؟	"	۳۳۳	طراز
کفن چور کی سزا	پنجم	۱۶۴	عش (کفن چوری)
کب حرام اور کب جائز؟	"	۲۴۴	نہب (لوٹ)
لوٹنے والے کی سزا	"	"	"
تدفین کے بعد قبر کھولنے کا حکم	"	۱۶۴	عش
باپ کے مال سے چوری	اول	۴۷۳	ابن
شبہ — اصطلاحی معنی	چہارم	۱۷۹	شبہ
شبہات سے حد رد ساقط ہو جاتی ہیں	"	"	"
شبہ کی تین قسمیں	"	"	"
شبہی الجمل	"	"	"
شبہی الفضل	"	"	"
شبہ العظہ	"	"	"

قصاص و تعزیر میں شہ	چہارم	۱۷۹	شہ
حراہ - تعزیر	سوم	۲۳۲	حراہ
شرطیں	//	۲۳۳	//
رہزنی کے لئے مطلوبہ ثبوت	//	//	//
مجرم سے متعلق شرطیں	//	//	//
جس کے ساتھ جرم ہوا ہے اس سے متعلق شرطیں	//	//	//
مال سے متعلق شرطیں	//	//	//
مقام رہزنی سے متعلق شرطیں	//	//	//
حراہ (رہزنی) کی سزا	//	//	//
حراہ حقوق اللہ میں ہے	//	۲۳۶	//
کن صورتوں میں حراہ کی سزا معاف ہو جاتی ہے؟	//	//	//

تعزیر سے متعلق مسائل

تعزیر کا ثبوت	سوم	۲۷۷	تعزیر
تعزیر کن جرائم پر ہوگی؟	//	//	//
تعزیر کی حد	//	۲۷۸	//
تعزیر اقل کی سزا	//	//	//
تعزیر مالی	//	۲۷۹	//
شہر کو تادیب کا حق	//	۲۹۰	تادیب
استاذ کو تادیب کا حق	//	//	//
شہر کو تادیب کا حق	//	//	//
استاذ کو تادیب کا حق	//	۲۹۱	//
بیوی کی سرزنش	چہارم	۳۰۸	ضرب
کب سرزنش کی اجازت ہے؟	//	//	//
سرزنش کی حدود	//	//	//
ضرب غیر مبرج سے مراد	//	//	//

اگر سرزنش حد اعتدال سے گزر جائے؟	چہارم	۳۰۸	ضرب
اولاد اور شاگردوں کی سرزنش	"	"	"
اگر سرزنش میں ہلاکت واقع ہو جائے؟	"	"	"
چہرے کی اہمیت	پنجم	۳۶۱	وجہ
چہرے پر مارنے کی ممانعت	"	"	"
نخی من الارض سے مراد	چہارم	۱۳۸	تجن
عہد اسلامی کی پہلی جیل	"	"	"
قید کے احکام	"	"	"
قیدی سے ملاقات	"	"	"
جمعہ و جماعت اور جنازہ و حج	"	"	"
اگر قیدی بیمار ہو؟	"	"	"
قیدی کو رہ پیٹ	"	"	"
مجرم کس جیل میں ڈالا جائے؟	"	"	"
قید کرنے کی مشروعیت	سوم	۱۷۶	جس
کن بنیادوں پر قید کیا جائے گا؟	"	"	"
دین کی وجہ سے قید	"	۱۷۷	"
محبوس (قیدی) کے احکام	"	۱۷۸	"
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی	اول	۳۲۶	احمد
سیاہ کرنا	دوم	۳۵۶	تہجیم
مسلمان جاسوس کی سزا	سوم	۷۳	جاسوس
اسلام میں قتل کی مذمت	چہارم	۳۷۳	قتل
قتل عمد اور اس کے احکام	"	"	"
شبہ عمد	"	"	"
قتل خطا	"	"	"
قائم مقام خطا	"	"	"

خودکشی	چہارم	۴۷۳	قتل
--------	-------	-----	-----

قصاص سے متعلق مسائل

قصاص — لغوی معنی	۵۰۳	۱۱	قصاص
اصطلاح شرع میں	۱۱	۱۱	۱۱
ثبوت	۱۱	۱۱	۱۱
قانون قصاص کی حکمت	۱۱	۱۱	۱۱
قصاص واجب ہونے کی شرطیں	۱۱	۱۱	۱۱
قاتل سے متعلق	۱۱	۱۱	۱۱
اکراہ کی حالت میں قتل کا ارتکاب	۱۱	۱۱	۱۱
مقتول سے متعلق	۱۱	۱۱	۱۱
اکرم و عورت کا قاتل ہو؟	۱۱	۱۱	۱۱
غیر مسلم کا قتل	۱۱	۱۱	۱۱
حنفیہ اور دوسرے فقہاء کا نقطہ نظر	۱۱	۱۱	۱۱
حنفیہ کے دلائل	۱۱	۱۱	۱۱
غلام کا قتل	۱۱	۱۱	۱۱
ایک شخص کے قتل میں متعدد لوگ شریک ہوں	۱۱	۱۱	۱۱
بالواسطہ قتل	۱۱	۱۱	۱۱
مطالبہ قصاص کا حق کس کو ہے؟	۱۱	۱۱	۱۱
حق قصاص کون دھوں کرے؟	۱۱	۱۱	۱۱
اسلام سے پہلے انتقام کے طریقے	۱۱	۱۱	۱۱
طریقہ قصاص میں حنفیہ کا نقطہ نظر	۱۱	۱۱	۱۱
شواہد اور مالکیہ کی رائے	۱۱	۱۱	۱۱
جزوی نقصان کا قصاص	۱۱	۱۱	۱۱
قصاص کب ساقط ہو جاتا ہے؟	۱۱	۱۱	۱۱
قصاص صرف کوار سے	۵۹	پہچم	مثلاً

حشہ کو کاٹنا	۳۶۲	۳۰	حشہ
اگر باپ سے قابل حد یا قصاص جرم ثابت ہو؟	۳۵۳	اول	اُب

دیت — احکام و مسائل

دیت کی تعریف	۳۳۷	۳۰	دیت
دیت، ارش اور حکومت عدس کا فرق	//	//	//
دیت کا ثبوت	//	//	//
دیت کب واجب ہوتی ہے؟	//	//	//
دیت واجب ہونے کی شرطیں	//	//	//
کن اشیاء سے دیت ادا کی جائے؟	۳۳۸	//	//
نقصہ کا اختلاف رائے	//	//	//
عورتوں کی دیت	۳۳۹	//	//
عورت کی دیت کم ہونے کی وجہ	//	//	//
غیر مسلموں کی دیت	//	//	//
خفیہ کی رائے	//	//	//
دوسرے نقطہ نظر	//	//	//
دیت میں شدت اور تخفیف	۳۴۰	//	//
دیت کی ادائیگی میں اہل تحقق عاقد کا تعاون	۳۴۱	//	//
عاقد کے تعاون کی مقررہ شرح	//	//	//
ادائیگی کی مدت	//	//	//
جن اعضا کے کاٹنے پر مکمل دیت واجب ہے	//	//	//
کسی جسمانی منفعت کا ضیاع	۳۴۲	//	//
اگر بزدلی نقصان پہنچے؟	۳۴۳	//	//
سرور چہرے کے، سوزن	//	//	//
حکومت کی زمین کا طریقہ	۳۴۴	//	//
غزوہ سے مراد	۳۴۵	چہارم	غزوہ

زیر عمل بچہ کی ہلاکت کی دیت	چہارم	۴۳۳	غره
زیر عمل بچہ کی ہلاکت کی دیت	سوم	۱۶۰	جین
زیر عمل بچہ کی ہلاکت کی دیت	دوم	۱۳۶	استقامت حمل
حیات سے متعلق احکام	سوم	۲۰۳	حیات
جین میں حیات کا آغاز	//	//	//
انگوٹھے کی دیت	اول	۴۴۳	آمنہ
انگلی کی دیت	دوم	۱۵۰	امع
انگلی کی دیت	//	۲۳۷	بسر
ہاتھ کو نقصان پہنچانے کا تادان	پنجم	۲۵۲	یہ
کان کو نقصان پہنچانے کی سزا	دوم	۷۳	الون
پستان کی دیت	سوم	۴۰	مدی
دانتوں کو نقصان کا تادان	//	۶۷	ثانی
حشفہ کو کاٹ دینا	//	۲۶۲	حشفہ
کمر خیدگی پیدا ہونے کا تادان	دوم	۴۳	احدب
قوت تولید کا ضیاع قابل سرزنش جرم	اول	۲۸۲	ابہام
مداہمت حمل کا ضائع کر دینا	//	//	اختفاء
نقصان پہنچانے کی ایک خاص صورت	سوم	۱۵۱	جناہت
زخم اور اس کی دیت	//	//	//
جناہت کی بعض صورتیں اور شہاج	//	//	//
زخم کا تادان	دوم	۸۵	آرش
باضفہ — اس زخم کا قصاص اور دیت	//	۲۷۸	باضفہ
دامد، دامیہ اور دلفہ سے مراد	سوم	۴۰۵	دامد، دامیہ، دلفہ
عاصہ کا تادان	//	۱۷۳	عاصہ
چاقو کی دیت	//	۱۷۵	چاقو
ہاشمہ سے مراد	پنجم	۲۶۶	ہاشمہ

باشری دیت	پہم	۳۳۶	باشری
-----------	-----	-----	-------

مالی جنابیت سے متعلق مسائل

جانور پر تعدی	۴۷	۱۵۳	جراح
آتش زنی کا نقصان	۷۷	۷۷	۷۷
جانور کے ذریعہ نقصان	۷۷	۱۵۲	۷۷
سحابیہ	۷۷	۱۵۳	۷۷
جانور سے بچنے والا نقصان اور اس کا حکم	۷۷	۷۵	جہار
مشورہ سے مالی تاوان کی تعیین	۷۷	۲۹۱	حکومت
عاقلہ سے مرد	چہارم	۳۶۶	عاقلہ
عاقلہ کو دیت میں شریک کرنے کی حکمت	۷۷	۷۷	۷۷
عاقلہ پر واجب ہونے والی مقدار	۷۷	۷۷	۷۷
عاقلہ کون ہیں؟	۷۷	۷۷	۷۷
المدیوان	۷۷	۷۷	۷۷
المدندان	۷۷	۷۷	۷۷
غیر مسلموں کے حق میں	۷۷	۷۷	۷۷
بچے اور پگل عاقلہ میں شامل نہیں	۷۷	۷۷	۷۷
کس صورت میں عاقلہ پر دیت واجب ہوگی؟	۷۷	۷۷	۷۷
ضمان — لغوی معنی	چہارم	۳۱۸	ضمان
اصطلاحی معنی	۷۷	۷۷	۷۷
قرآن میں وجوب ضمان کی طرف اشارہ	۷۷	۷۷	۷۷
حدیث میں وجوب ضمان کی اصل	۷۷	۷۷	۷۷
ضمان واجب ہونے کے اسباب	۷۷	۷۷	۷۷
مباشرت اور تسہب سے مراد	۷۷	۷۷	۷۷
ضمان واجب ہونے کی شرطیں	۷۷	۷۷	۷۷
کف کردہ بھی مال ہو	۷۷	۷۷	۷۷

موضوع	۳۱۸	چہارم	مالک کے حق میں قابل قیمت ہو
//	//	//	قاضی کے فیصلہ سے پہلے ورنہ ہو
//	//	//	تلف کنندہ ضمان واجب ہونے کا مل ہو
//	//	//	ضمان عائد کرنا مفید ہو
//	//	//	ضمان واجب ہونے کی وجہ
//	//	//	معاملہ کی وجہ سے ضمان
//	//	//	قبضہ
//	//	//	استلاف
//	//	//	جن اشیاء کا ضمان ہے
//	//	//	اعین
//	//	//	منافع
//	//	//	زوائد
//	//	//	نواقص
//	//	//	اوصاف
//	//	//	ضمان کا حکم
بظراف	۳۸۹	اول	ضامن ہونے کی شرطیں
//	//	//	تلف کردہ فی مال ہو
//	//	//	قابل قیمت ہو
//	//	//	تلف کنندہ پر ضمان عائد کیا جاسکتا ہو
//	//	//	اگر نابالغ مال تلف کر دے
//	//	//	ضامن ہونے سے مراد

جہاد — آداب و احکام

جہاد	۱۶۱	سوم	جہاد کا اسلامی تصور
//	۱۶۳	//	جہاد کے چند فقہی احکام
//	//	//	جہاد کا حکم

جہن کی اجازت ضروری ہے	۱۶۳	۳۷	جہد
امیر کے تحت	//	//	//
جنگ سے پہلے دعوت	//	//	//
کب دشمن کے مقابلہ پس کی جائز ہے؟	۳۵	//	//
پسپائی اختیار کرنا	۱۶۳	//	//
جہن کا قتل جائز نہیں	//	//	//
جہاد اقدای و دفاعی	//	//	//
قانون جنگ کی تہذیب	۱۶۳	//	//
دار الحرب کامل	۱۶۳	//	//
جنگ میں بھی قتل کی ممانعت	۳۶۵	۳۷	راہب
سفیر کا قتل درست نہیں	۱۶۷	چہارم	سفیر
اگر خود شریک جنگ یا شریک سازش ہو؟	۳۶۵	۳۷	راہب
قسیم	۵۰۲	چہارم	قسیم
جزیرۃ العرب اور مشرکین	۱۰۲	۳۷	جزیرۃ العرب
جہاد میں اجرت	۱۰۳	//	جعل
بیات	۳۳۰	دوم	بیات
حدیث سے شب خون کا ثبوت	۱۷۷	//	دعا رہ
اسلام سے پہلے	۱۳۹	//	اشہد دم
فتح یا استثناء	//	//	//
گھوڑے کی پرورش	۳۹۱	۳۷	خیل
مال غنیمت میں گھوڑے کا حصہ	۳۹۳	//	//
ڈھال (ترس)	۳۵۲	//	ترس
ال فتنہ سے ہتھیار کی فروخت	۱۷۰	چہارم	سلاح
غیر مسلم طاقتوں سے ہتھیار کی فروخت	//	//	//
جنگ میں خصوصی انعام	۵۳۸	دوم	عملی

سلب کے معنی	چہارم	۱۷۰	سلب
سب انعام ہے یا حق؟	"	"	"
احناف کے نقطہ نظر پر شواہد	"	"	"
اسلام میں مشلہ کی ممانعت	پہلے	۵۹	مشلہ
جنگ میں مکرمہ فی کی رعایت	"	"	"
قیدی	دوم	۱۴۳	ایمیر
خواتین اور بچے	"	"	"
اہل کتاب وغیر عرب مشرکین	"	"	"
قیدیوں کا تبادلہ	"	"	"
امان کی مصمت	"	۲۲۲	امان
اسلام کی فراخ دلی	"	۲۲۳	"
مسلمانوں کی دارالحرب میں آمد	"	"	"
حق شہریت	"	"	"
کافروں کا دارالاسلام میں داخلہ	"	۲۲۳	امان
ہدنہ — فقہی تعریف	پہلے	۳۳۳	ہدنہ
دوسری تعبیرات	"	"	"
کتاب و سنت سے غیر مسلموں کے ساتھ صلح کا ثبوت	"	"	"
عوض پر اور بدعوض صلح	"	"	"
غیر مسلموں سے عوض لینے کی نظیر	"	"	"
غیر مسلموں کو معاوضہ دینے کی نظیر	"	"	"
صلح کا حکم	"	"	"
کیا صلح کے لئے حکومت کی اجازت ضروری ہے؟	"	"	"
کیا صلح لازمی معاہدہ ہے؟	"	"	"
صلح کب ختم ہوتی ہے؟	"	"	"
معاہدہ کی عدت	"	"	"

فئے کی تعریف	چہارم	۴۵۶	فئے
غنیمت - نعت واسطلاح میں	//	۴۴۳	غنیمت
مال فئے کا حکم	//	۴۵۸	فئے
غنیمت اور لعل کا فرق	//	۴۴۳	غنیمت
غنیمت اور فئے کا فرق	//	//	//
مال غنیمت کس طرح تقسیم کیا جائے؟	//	//	//
مکاپہ دین اور بیت المال	//	//	//
نقہء کا اختلاف	//	//	//
بقوت مفتوح علاقوں کا شرعی حکم	//	۴۶۷	عنوة
دعا بلکہ کاظمہ نظر اور موجودہ حالات میں اہمیت	//	//	//
مال غنیمت میں گھوڑے کا حصہ	۴۶۳	۴۶۳	خیل
جزیرہ کے فقہی و اجتماعی احکام	//	۱۰۱	جزیرہ
جزیرہ العرب اور مشرقین - اجتماعی احکام	//	۱۰۲	//
مدافعت کے شرعی اصول	//	۴۲۷	دفاع
مدافعت کا حکم	//	//	//
دفاع ایک فطری حق	//	۴۲۶	//
بقدر ضرورت طاقت کا استعمال	//	۴۲۷	//
مظلوموں کی مدافعت	//	۴۲۶	//
جان و مال کی مدافعت	//	۴۲۷	//
عزت و آبرو کی مدافعت	//	۴۲۸	//
کیا مدافعت کشدہ پر ضامن ہے؟	//	۴۲۹	//
مدافعت میں پاگل اور بچے کا قتل	//	//	//
جانور کا قتل	//	//	//
مفرق احکام	//	//	//
دانت کاٹنے والے کا دانت ٹوٹ جائے	//	//	//

دفاع	۲۲۹	۴	جھانکنے والے کی آنکھ پھوٹ جائے
ہجرت	۲۳۲	پہم	ہجر کا حکم پاتی ہے!
"	"	"	موجودہ دور میں ہجرت کے احکام
"	"	"	جن پر ہجرت واجب ہے!
"	"	"	جن پر ہجرت واجب نہیں
"	"	"	جن کے لئے ہجرت مستحب ہے
"	"	"	جن کے لئے ہجرت ذکرنا اولیٰ ہے

خراج — احکام و مسائل

خراج	۲۳۳	سوم	خراج — لغوی و اصطلاحی معنی
"	"	"	خراج کی ابتدا
"	"	"	کیا خراج غیر مسلم کے ساتھ ظلم ہے؟
"	۲۳۴	"	خراجی زمینیں
"	"	"	خراج کی دو قسمیں
"	"	"	خراج مقاسمہ
"	"	"	خراج وظیفہ
"	۲۳۵	"	خراج کا مصرف

صلح — آداب و احکام

صلح	۲۴۷	چہارم	صلح — لغوی معنی
"	"	"	فقد کی اصطلاح میں
"	"	"	صلح کی شرویت
"	"	"	ارکان
"	"	"	صلح کی شرطیں
"	"	"	بدل صلح سے متعلق شرطیں
"	"	"	حق سے متعلق شرطیں
"	"	"	اقرار کے ساتھ صلح

انکار کے ساتھ صلح	چہارم	۲۶۷	صلح
صلح کے اثرات و نتائج	"	"	"
صلح کے احکام	"	"	"
جن صورتوں میں صلح باطل ہو جاتی ہے	"	"	"
صلح میں واسطہ	"	"	"

قضاء — آداب و احکام

قضاء — غوی معنی	چہارم	۵۱۱	قضاء
قضاء — اصطلاحی تعریف	"	"	"
الزام معنوی	"	"	"
الزام حسی	"	"	"
نظام قضاء کا قیام واجب ہے	"	"	"
کار قضاء کی فضیلت	"	"	"
قضاء کے چہار کان	"	"	"
قاضی مقرر کرنے کا حق	"	"	"
قاضی کا دائرہ عمل	"	"	"
قاضی کے اوصاف	"	"	"
احکام شرعیہ سے آگمی کا معیار	"	"	"
قاضی کا عہدہ قضاء پر مقرر	"	"	"
خواتین کا عہدہ قضاء پر مقرر	"	"	"
قاضی کے آداب	"	"	"
لوب قاضی	دوم	۶۲	ادب
قاضی کا تختہ	چہارم	۵۱۱	قضاء
قاضی کے لئے ہدیہ	سوم	۴۸۲	رشوت
قاضی کی نشست گاہ	چہارم	۵۱۱	قضاء
سجد میں قضاء	"	"	"

سماعت مقدمہ کے آداب	چہارم	۵۱۱	قضاء
فریقین کے ساتھ سلوک	"	"	"
لباس و پوشاک	"	"	"
عزل اور مستغنی	"	"	"
موت	"	"	"
عجز	"	"	"
کیہ گراں گوش قاضی بن سکتا ہے؟	دوم	۶۳	اُطرش
مرض	چہارم	۵۱۱	قضاء
جرح	"	"	"
قاضی کا جلائے فسق ہو جانا	"	"	"
قاضی کا جلائے فسق ہو جانا	"	۴۵۳	فسق وقاسق
فیصلہ کی شرعی دلیلیں	"	۵۱۱	قضاء
پہلے فیصلہ کو توڑنا	"	"	"
مقصدیہ (جس کے حق میں فیصلہ ہو)	"	"	"
اپنے وراپنے قریب ترین رشتہ دار کے حق میں فیصلہ	"	"	"
امام المسلمین اور اس کے متعلقین کا مقدمہ	چہارم	"	"
مقصدیہ فیہ (قاضی کا دائرہ کار)	"	"	"
قاضی کا فیصلہ بطنا بھی نافذ ہوگا	دوم	۲۳۳	املاک مرسد
املاک مرسلہ کا خصوصی حکم	"	"	"
مقصدیہ علیہ (جس کے خلاف فیصلہ ہوا ہو)	چہارم	۵۱۱	قضاء
اگر مدعی عیہ غائب ہو؟	"	"	"
دکیل مسخر کا تقرر	"	"	"
جس سے عداوت ہو	"	"	"
غیر مسلموں کا مقدمہ	"	"	"
قضاء کی کیفیت	"	"	"

فیصلہ - زیر تصفیہ مسئلہ تک محدود	چہارم	۵۱۱	تقدہ
کب تقدہ قاضی ضروری ہے اور کب نہیں؟	"	"	"
کاروائی کی ایک جگہ سے دوسری جگہ ترسیل	"	"	"
موجودہ حالات میں مناسب طریقہ کار	"	"	"
تقدہ کے موضوع پر کچھ اہم کتابیں	"	"	"

فیصلے کی بنیادیں

تحریری اقرار	چہارم	۵۵۱	کتابت
تحریری دلائل	"	"	"
ثبوت کے مختلف ذرائع	دوم	۴۸۷	بینہ
حجت	سوم	۴۳۶	دلیل
بدلی علیہ سے قسم کھائی جائے گی	دوم	۱۰۵	اختلاف
جن امور میں قسم نہیں کھائی جائے گی	"	"	"
حلف پینے کے آداب	"	"	"
قسم کب کھائی جائے؟	"	۴۲۸	تحقیف
کن امور میں قسم کا اعتبار ہوگا	"	"	"
نکول - فیصلہ کی بنیاد	پنجم	۴۴۰	نکول
کن معادلت میں نکول معتبر ہے اور کن میں معتبر نہیں؟	"	"	"
جن امور میں قسم نہیں لی جاسکتی	"	"	"
شواہد اور دلیلیہ کا مسلک	"	"	"
قسم پیش کرنے کا طریقہ	"	"	"
قاضی کے سامنے انکار کا اعتبار	"	"	"
خاموشی انکار کے حکم میں	"	"	"
ہندوستان میں ذرا تقدہ کے نئے موزاں طریقہ کار	"	"	"
انگوٹہ بہ حیثیت وسیلہ ثبوت	اول	۴۸۲	ابہام
تقدہ میں قرآن سے مدد لینا	چہارم	۴۹۷	قرینہ

ابن فرحون کی چشم کشائیت	چہارم	//	قرینہ
ابن قیم کا نقطہ نظر	//	۳۹۷	//
قسمت - لغوی معنی	چہارم	۳۹۸	قسمت
اصطلاحی معنی	//	//	//
قسمت کا مقصد	//	//	//
قسمت کا طریقہ	//	//	//
امیر علیہ کا نقطہ نظر	//	//	//
لوٹ - لغوی معنی	چہارم	۵۹۶	لوٹ
لوٹ سے مراد	//	//	//
ہلی مقدمات میں	//	//	//
حنیفہ کا نقطہ نظر	//	//	//

دعویٰ اور اس سے متعلق مسائل

دعویٰ - لغوی معنی	سہم	۳۲۰	دعویٰ
اصطلاحی معنی	//	//	//
مختلف تعریفیں	//	//	//
ثبات دعویٰ کے ذرائع	ادب	۳۹۰	اثبات
دعویٰ کا ارکن	سہم	۳۳۰	دعویٰ
دعویٰ و اقرار میں ابہام	اول	۳۸۲	ابہام
دعویٰ صحیح ہونے کی شرطیں	سہم	۳۲۰	دعویٰ
مدعی در مدعی علیہ کا تعین	//	۳۲۲	//
مدعی علیہ کی شناخت	دوم	۱۵۱	اصل
مدعی اور مدعی علیہ کی شناخت کے سلسلہ میں مختلف قول	سہم	۳۲۳	دعویٰ
راجع قول	//	//	//
دعویٰ صحیحہ اور دعویٰ فاسدہ	//	۳۲۳	//
دعویٰ کا حکم	//	۳۲۷	//

مدی علیہ کا خاموشی اختیار کرنا	//	۴۲۴	//
منکر سے قسم کا مطالبہ	دوم	۴۲۷	انکار
دعویٰ کی سات قسمیں	۳	۴۲۵	دعویٰ
فرض اور حقوق سے براءت	اول	۴۶۹	ابراء
الفاظ اور شرائط	//	//	//

شہادت — آداب و احکام

شہادت — لغوی و اصطلاحی معنی	چہارم	۴۰۵	شہادت
ثبوت کے مختلف ذرائع	دوم	۴۸۷	بینہ
تحلل شہادت اور اس کی شرطیں	//	۴۰۵	شہادت
تین امور میں شہرت کی بنا پر گواہی	//	//	//
ادائے شہادت کی شرطیں	//	//	//
کن رشتہ داروں کی گواہی معتبر نہیں	//	//	//
بیٹے کی گواہی مقبول نہیں	اور	۴۷۳	ابن
نایب کی گواہی	چہارم	۴۰۵	شہادت
گوئی کے احکام	دوم	۵۸	آخری
گواہی قبول نہ ہونے کے سبب میں اُصول	چہارم	۴۰۵	شہادت
دشمن کی شہادت	//	//	//
شہادت سے متعلق شرطیں	//	//	//
بعض شہادتوں کے خصوصی احکام	//	//	//
حقوق اللہ سے متعلق گواہی	//	//	//
حدود و قصاص	//	//	//
شہادت، مجلس قضاء میں	//	//	//
نصاب شہادت	//	//	//
ثبوت نہ ہونے کے لئے	//	//	//
دوسرے حدود و قصاص	//	//	//

شہادت	۲۰۵	چہارم	نکاح و طلاق وغیرہ اور مالی معاملات میں
"	"	"	اگر قاضی کو کوئی بات تحقیق طلب ہو
"	"	"	جن امور سے عورتیں ہی آگاہ ہو سکتی ہیں
قابلہ	۳۶۰	"	عورت کی کوئی سے بچے کا ثبوت
"	"	"	نسب
"	"	"	ولادت پر دعویٰ کی شہادت
"	"	"	ہاسٹل کے برتھ سرٹیفکیٹ کی حیثیت
عدالت	۳۷۳	چہارم	(عدت) نفوی معنی
"	"	"	عدالت کی حقیقت
"	"	"	اس سلسلہ میں فقہاء و محدثین کے اقوال
"	"	"	موجودہ عہد کا تقاضہ
فسق	۳۵۳	"	فسق — نفوی و اصطلاحی معنی
"	"	"	عادی و فاسق سے مراد
"	"	"	فاسق و عادی کے سلسلہ میں فقہاء کے اقوال کا ابراہامی احوال زمانہ پر ہے
"	"	"	فاسق گوہ
نطق	۱۹۹	پنجم	گوئی کے حق میں اشارہ نطق کے قائم مقام ہے
"	"	"	گوئی، اقرار اور نطق
عدالت	۳۷۳	چہارم	دشمن کے خلاف شہادت
تزکیہ	۳۵۵	دوم	گوہوں کا تزکیہ
شہادت	۲۰۵	چہارم	شہادت پر شہادت
"	"	"	کن صورتوں میں شہادت واجب ہے اور کن صورتوں میں نہیں؟
"	"	"	دعویٰ اور شہادت میں مطابقت
"	"	"	شہادت میں اختلاف
"	"	"	الفاظ کا فرق
"	"	"	قول اور فعل کا فرق

شہادت کا حکم	چہارم	۲۰۵	شہادت
کواہی سے رجوع	//	//	//
کواہ کا مرتبہ وقت مہ اور جہولی کواہی	//	۲۰۷	//

اقرار سے متعلق مسائل

دعویٰ و اقرار میں	اول	۲۸۲	ایہام
تقریف	دوم	۱۹۲	اقرار
اقرار کب معتبر ہوگا؟	//	۱۹۷	//
اقرار کا اعتبار	//	//	//
اقرار میں استثناء	//	//	//
اقرار میں استثناء	//	۹۰	استثناء
مرض موت میں اقرار	//	۱۹۷	اقرار
قربت کا اقرار	//	۱۹۸	//
طلاق کا اقرار	//	//	//
مرض وفات کا اقرار	پنجم	۸۵	مرض
وصول دین کا اقرار	//	//	//

نقطہ اور لقیطہ — مسائل و احکام

نقطہ — لقوی معنی	چہارم	۵۹۰	نقطہ
اسطلاح فقہ میں	//	//	//
اٹھانے کا حکم	//	//	//
اٹھانے کا حکم	دوم	۲۲۶	امانت
کب امانت ہے اور کب قابل ضمان؟	چہارم	۵۹۰	نقطہ
نقطہ کا اعلان	//	//	//
مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان	//	//	//
اگر نقطہ کا مالک آجائے؟	//	//	//

اگر لفظ کا مالک نہیں آئے؟	چہرہ	۵۹۰	لفظ
لقیظ - لغوی معنی	"	"	لقیظ
اصطلاح فقہ میں	"	"	"
لقیظ کو اٹھانے کا حکم	"	"	"
لقیظ کے احکام	"	"	"
مسلمان متصور ہو گیا کافر؟	"	"	"
لقیظ کا نفقہ	"	"	"
اگر اس پر ریت واجب ہو	"	"	"
لقیظ کا نسب	"	"	"
اگر مرد نسب کا دعویٰ کرے	"	"	"
اگر عورت مدعی ہو	"	"	"
اگر دو عورتیں مدعی ہوں	"	"	"

مفقود - احکام و مسائل

مفقود سے مراد	پنجم	۱۳۱	مفقود
مفقود کے مال کا حکم	"	"	"
مفقود کے مال سے متعلقین کا نفقہ	"	"	"
مفقود کے مال میں میراث	"	"	"
کتنی مدت کے بعد وفات کا حکم لگے گا؟	"	"	"
مفقود کی بیوی کا صلح نکاح	"	"	"
فقہ مالکی کی تفصیلات	"	"	"
اگر مفقود نے مال نہ چھوڑا ہو؟	"	"	"

خمنشی سے متعلق مسائل

خمنشی سے مراد	۴۲	۳۷۷	خمنشی
خمنشی مشکل	"	"	"
احکام	"	۳۷۸	"

فصلہ	۴۷۸	۴۷	غشی
دوسرے احکام	"	"	"
صفت کی ترتیب	"	"	"
کفن	"	"	"
احرام	"	"	"
ریشم اور زیورات	"	"	"
غیر محرم کے ساتھ ضلوت	"	"	"
بلا محرم سفر	"	"	"

شرکت — مسائل و احکام

شرکت	چہارم	۱۸۵	شرکت
شرکت — لغوی معنی	"	"	"
اصطلاحی معنی	"	"	"
حنا بلہ کی تعریف	"	"	"
شرکت کا ثبوت	"	"	"
حدیث میں شرکت کی ترغیب	"	"	"
شرکت الماک اور اس کا حکم	"	"	"
شرکت عتود اور اس کی قسمیں	"	"	"
شرکت اموال	"	"	"
شرکت اعمال	"	"	"
شرکت وجوہ	"	"	"
شرکت مفاد	"	"	"
تعریف اور وجہ تسمیہ	"	"	"
شرکت عنان	"	"	"
وجہ تسمیہ	"	"	"
اصطلاحی تعریف	"	"	"

شرکت	۱۸۵	چہارم	شرکت کی قسموں کی بابت فقہاء کی رائیں
"	"	"	شرکت کی عمومی شرطیں
"	"	"	شرکت اموال سے متعلق خصوصی شرطیں
"	"	"	شرکت مفاد و ضل کے احکام
"	"	"	شرکت عمل کے احکام
"	"	"	شرکت اعمال سے متعلق شرطیں
"	"	"	شرکت وجوہ، شرائط و احکام
"	"	"	شرکت عثمان کے احکام
"	"	"	شرکاء کے تصرفات
"	"	"	شرکت لازمی معاملہ ہے یا غیر لازمی؟
"	"	"	کچھ ضروری احکام
امانت	۱۸۶	دوم	کچھ ضروری احکام

وقف سے متعلق مسائل

وقف	۲۹۳	پنجم	وقف - لغوی معنی
"	"	"	امام ابوحنیفہؒ کے نقطہ نظر پر وقف کی تعریف
"	"	"	صاحبین کا نقطہ نظر
"	"	"	شوافع و حنابلہ کا مسلک
"	"	"	فقہ مالکیہ کی رائے
"	"	"	وقف اسلام کے امتیازات میں
"	"	"	اسلام میں وقف کی فضیلت
"	"	"	صحابہؓ کے اندر وقف کا ذوق
"	"	"	صفت وقف
"	"	"	امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وقف جائز نہ کہ لازم
"	"	"	وقف کے لازم ہونے کی صورتیں
"	"	"	صاحبین کا موقف

وقف کارکن	وہم	۲۹۳	وقف
وقف کے لئے اغنا	"	"	"
کیا وقف کے لئے قبول ضروری ہے؟	"	"	"
وقف کے احکام	"	"	"
وقف صحیح ہونے کی شرطیں	"	"	"
وقف سے متعلق شرطیں	"	"	"
غیر مسم کا وقف	"	"	"
مرض وفات میں ایک تہائی سے زیادہ کا وقف	"	"	"
وقف کی ہوئی چیز سے متعلق شرطیں	"	"	"
تھپا راور جانوروں کا وقف	"	"	"
شریعت کی نظر میں قابل قیمت سامان ہو	"	"	"
وقف کرنے کے وقت ملکیت	"	"	"
جاگیر کی زمین کا وقف	"	"	"
مال وقف کا تعین ضروری ہے	"	"	"
کیا وقف کی جائیداد کا منقسم اور غیر مشترک ہونا ضروری ہے؟	"	"	"
شوافع کا نقطہ نظر	"	"	"
مالکیت کی رائے	"	"	"
حائل کی رائے	"	"	"
روپے پیسے کا وقف	"	"	"
مساجد میں وقف کے قرآن	"	"	"
کن مقاصد پر وقف درست ہے؟	"	"	"
معصیت کے کاموں پر وقف درست نہیں	"	"	"
کیا مصرف وقف کا دائمی ہونا ضروری ہے؟	"	"	"
تعمیر وقف سے متعلق شرطیں	"	"	"
وقف کسی شرط کے ساتھ مشروط نہ ہو	"	"	"

بیش کے لئے ہو	نجم	۲۹۳	وقف
فی الغور لازم کئے جانے کا معنی ہو	"	"	"
مقصد وقف کو متاثر کرنے والی شرط نہ ہو	"	"	"
وقف مسجد کے ساتھ شرطیں	"	"	"
وقف کی ملکیت کب ختم ہوگی؟	"	"	"
مسجد، عید گاہ اور جنازہ کا حکم	"	"	"
مساجد اور دوسرے اوقاف کے درمیان فرق	"	"	"
وقف کرنے والے کی شرطوں کی اہمیت	"	"	"
سات مسائل جن میں شرط وقف کا اعتبار نہیں	"	"	"
جن شرطوں کی رعایت واجب ہے	"	"	"
غیر مسلم پر وقف	"	"	"
اگر وقف کا مصرف ختم ہو جائے؟	"	"	"
وقف کا استبدال	"	"	"
اگر وقف نے متولی کے لئے حق تبادلہ کی شرط لگائی ہو؟	"	"	"
وقف ناقابل انتفاع ہو	"	"	"
زیادہ نفع کے لئے وقف کا استبدال	"	"	"
استبدال وقف کی شرائط	"	"	"
دوسرے مکاتب فقہ کا نقطہ نظر	"	"	"
تولیت کا حق	"	"	"
اپنے لئے حق تولیت	"	"	"
دوسروں کے لئے حق تولیت	"	"	"
یکے بعد دیگرے متولیان کا تقرر	"	"	"
اگر وقف متولی مقرر نہ کرے	"	"	"
متولی ہونے کی شرائط	"	"	"
متولی کن اوصاف کا حامل ہو؟	"	"	"

وقف	۲۹۳	نجم	حق تولیت میں واقف کے نظام کی اہمیت
"	"	"	اگر متولی کا نااہل ہونا ثابت ہو جائے؟
"	"	"	متولی کو معزول کرنے کا حق
"	"	"	متولی استعفاء دے دے
"	"	"	متولی دماغی توازن کھودے
"	"	"	متولی کے فرائض و اختیارات
"	"	"	وقف کی جائداد کو کرایہ پر دینا
"	"	"	وقف کی جائداد پر قرض حاصل کرنا
"	"	"	اگر ختم وقف کم کرایہ مقرر کرے؟
"	"	"	وقف کی جائداد کو کرایہ پر دینا
"	"	"	وقف کی راضی کی بنائی کا حکم
"	"	"	وقف کی زمین غصب کروں جائے
"	"	"	وقف کی آمدنی سے کوئی جائداد حاصل کی جائے
"	"	"	متولی کی اجرت
"	"	"	واقف زیادہ اجرت متعین کرے
"	"	"	کارکن کا اضافہ
"	"	"	انتظام وقف کے لئے ملازم کا تقرر
"	"	"	مصالح مسجد کے اوقاف
"	"	"	غیر آباد جائداد کا حکم
"	"	"	قبرستان کے اوقاف
"	"	"	اوراد پر وقف
"	"	"	واحد کا مینو
"	"	"	عمین پشت کی صراحت کر دے
"	"	"	"نہین" کا لفظ استعمال کرے
"	"	"	لاکیوں پر وقف

نسل پر وقف	پنجم	۲۹۳	وقف
عقب کا غلط	//	//	//
آل جنس اور اہل بیت	//	//	//
وقف کا ایک مسئلہ	اول	۳۳۸	آل
سَلِّ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہ علیہ وسلم	//	//	//
عربی لغت میں آل کے معنی	//	//	//
اہل قرابت اور ذی رحم پر وقف	پنجم	۲۹۳	وقف
وقف میں فقراء کی قید	//	//	//
وقف میں مصاعف کی قید	//	//	//
وقف ثابت کرنے کا طریقہ	//	//	//
نسل پر وقف	//	۱۹۴	نس
کیا لڑکیوں کی اور نسل میں داخل ہے؟	//	//	//

مسجد — آداب و احکام

مسجد شرعی کب بنے گی؟	//	۸۹	مسجد
امام ابو یوسفؒ کی رائے	//	//	//
طرفین کا نقطہ نظر	//	//	//
متاخرین کی رائے	//	//	//
مسجد ہونے کے لئے عورت ضروری نہیں	//	//	//
تحت الاثری سے آسمان تک مسجد	//	//	//
اگر تعمیر کے وقت میں ٹہلی منزل میں مسجد کی نیت نہ تھی	//	//	//
بعد میں مسجد سے استثناء کی نیت معتبر نہیں	//	//	//
مسجد کی کھلی ہوئی جگہ پر دکان وغیرہ کی تعمیر	//	//	//
مکتب اور بیت الخلاء مسجد کے حکم میں نہیں	//	//	//
تعمیر مسجد میں حلال پیسے ہی استعمال ہوں	//	//	//
اگر حرام پیسے سے مسجد تعمیر کی؟	//	//	//

مذہب	۸۹	پہلے	تعمیر میں غیر مسلم یا عیسائیوں کا تعاون
"	"	"	ہندوؤں کا تعاون
"	"	"	فصل کی زمین پر مسجد کی تعمیر
"	"	"	قبرستان میں مسجد کی تعمیر تو وسیع
"	"	"	مسجد کی تزئین و آرائش
"	"	"	آرائش میں غلو
"	"	"	زمانہ وحالت کی رعایت
"	"	"	دیواروں پر نقش و نگار
"	"	"	مسجد کو کسی کے نام سے موسوم کرنا
"	"	"	مسجد میں داخل ہونے کے آداب
"	"	"	مسجد کے آداب
"	"	"	تحریۃ المسجد
"	"	"	مسجد میں وضو، استنجاء وغیرہ
"	"	"	مسجد کی دیوار وغیرہ سے مٹی پونچھنا
"	"	"	مسجد میں تھوکانا
"	"	"	حالت جنابت میں مسجد داخل ہونا
"	"	"	بدبودار چیز کھا کر مسجد آنا
"	"	"	کڑھی درجس کے زخم سے ہوا آتی ہو
"	"	"	سکریت، میزہ پیچنے کے بعد
"	"	"	بے شعور بچوں کی مسجد میں آمد
"	"	"	مسجد میں خرید و فروخت، شعر گوئی، درگفتگو
"	"	"	مسجد میں سونا
"	"	"	مسجد میں خراج رتخ
"	"	"	کسی مسلمان کو مسجد سے روکنا درست نہیں
"	"	"	مسجد میں جگہ کی تخصیص

مسجد میں تعلیم	پنجم	۸۹	مجد
تعلیم کے لئے مسجد کی آشیانہ کا استعمال	"	"	"
مسجد میں چراغاں	"	"	"
مختلف احکام	"	"	"
مقدمات کا فیصلہ	"	"	"
سزاؤں کا اجراء	"	"	"
غیر مسلموں کا داخلہ	"	"	"
درس و تذکیر	"	"	"
ذکر ہوا از بلند	"	"	"
بھیک و گنا	"	"	"
دینی غرض کے لئے امانت کی اپیل	"	"	"
گھر کی مسجد	"	"	"
افضل مسجد	"	"	"

مقد — احکام و مسائل

لفظی معنی	چہارم	۱۲۱	مقد
اصطلاح تقد میں	"	"	"
مقدور التزام کا فرق	"	"	"
ایجاب و قبول کے سلسلہ میں خفیہ اور دوسرے فقہاء کی اصطلاح	"	"	"
ازکان	"	"	"
عائدین	"	"	"
مقد کا محل	"	"	"
محل تقد سے متعلق شرطیں	"	"	"
تعبیر	"	"	"
واضح ہونا	"	"	"
ایجاب و قبول میں موافقت	"	"	"

عقد جزم	چہارم	۴۰۱	عقد
ایجاب و قبول کے ذرائع	"	"	"
تحریم	"	"	"
اشارہ	"	"	"
فعل کے ذریعہ	"	"	"
سکوت	"	۴۰۲	"
عقد کا حکم	"	"	"
عقد کی اقسام	"	"	"
عقد صحیح	"	"	"
عقد غیر صحیح	"	"	"
باطل	"	"	"
عقد باطل کا حکم	"	"	"
عقد فاسد	"	"	"
عقد فاسد کا حکم	"	۴۰۳	"
عقد مکروہ	"	"	"
نافذ	"	"	"
موقوف	"	"	"
لازم	"	"	"
غیر لازم	"	۴۰۳	"
عقد مسکنی	"	"	"
اثرات و نتائج کے اعتبار سے عقد کی قسمیں	"	۴۰۴	"
تعلیقات	"	"	"
استقاطات	"	"	"
اطلاقات	"	"	"
تکفیدات	"	"	"

توثیقات	چہارم	۴۰۴	عقد
شرکات	"	"	"
حفظ	"	"	"
عقد کا نتیجہ کب مرتب ہوگا؟	"	"	"
عقد منجز	"	"	"
عقد مضرف	"	"	"
جو معاہدات مستقبل کی طرف منسوب کر کے منعقد نہیں ہوتے	"	"	"
جو عقود دونوں طرح منعقد ہوتے ہیں	"	"	"
جو عقد مستقبل ہی کی طرف منسوب ہوتے ہیں	"	"	"
عقد عینی	"	"	"
عقد غیر عینی	"	"	"
عقد غیر مسمی	"	۴۰۳	"

خرید و فروخت سے متعلق مسائل

جگہ کی تبدیلی سے مجلس کی تبدیلی	یہم	۶۳	مجلس
کام کی تبدیلی سے مجلس کی تبدیلی	"	"	"
اعراض و گریز سے بھی مجلس کی تبدیلی	"	"	"
لفت میں	چہارم	۴۳۰	غیر
اسلامی تعریف	"	"	"
غیر اور غرور کا فرق	"	"	"
غیر اور جہالت میں فرق	"	"	"
غیر اور قمار	"	"	"
تہارتی معاملات میں غرور کا اثر	"	"	"
دوسرے معاملات میں غرور	"	"	"
غرور کب اثر انداز ہوتا ہے؟	"	"	"
فاسد سے مراد	"	"	"

عبادات میں فاسد و باطل کا فرق نہیں	چہارم	۴۳۰	غیر
معاملات میں فاسد و باطل کا فرق	//	//	//
خبر و انشاء کا فرق	دوم	۴۸	اخبار
فقیہی اصطلاح میں	//	۵۷	اختیار
باطل و فاسد کا فرق	//	۲۷۹	باطل
اصطلاح میں	//	۲۴۵	انشاء
انشاء کے لئے مینہ	//	//	//
تعمین کی مختلف صورتیں	//	۴۸۱	تعمین
معاملات کی دوسورتیں	پنجم	۱۳۷	معاوضہ
شارع عام کا حکم	//	۸۱	مرد
مملوک راستہ	//	//	//
سرکاری مال سے پانی کا اخراج	//	۱۰۰	مسئل
دوسرے کی زمین سے پانی کا گزارنا	//	//	//
تجارت کے آداب	دوم	۴۱۷	تجارت
تجارت میں جھوٹی قسم	//	//	//
عیب پوش	//	۴۱۸	//
نجش کے معنی	پنجم	۱۷۷	نجش
نجش کی ممانعت	//	//	//
مسدود	//	۸۶	مسدود
لغوی معنی	//	//	//
اصطلاحی تعریف	//	//	//
مسدود، مراہجہ، تویہ اور وصیہ کا فرق	//	//	//
منابذہ — بیع کی ایک خاص صورت	//	۱۴۲	منابذہ
دین کا اول بدر	//	۱۴۷	مقدمہ
سامان سے سامان کی فروخت	//	//	مقایضہ

وصید (قیمت خرید سے کم میں فروخت کرنا)	بجھ	۲۸۷	وصید
خرید و فروخت کے احکام میں چند بنیادی اصول	دوم	۳۵۰	بیع
دھوکہ نہ ہو	//	//	//
مسحبت میں تعاون نہ ہو	//	۳۵۱	//
غرر سے محفوظ ہو	//	//	//
زنا کا ادیشہ نہ ہو	//	//	//
دیکھنے کا موقع دیا جائے	//	۳۵۲	//
تقاضا بیع کے خلاف شرط نہ ہو	//	//	//
بیع کی تعریف	//	//	//
بیع کے ارکان	//	۳۵۳	//
شرائط انعقاد	//	//	//
شرائط نفاذ	//	۳۵۴	//
شرائط صحت	//	۳۵۵	//
شرائط لزوم	//	//	//
حکم	//	//	//
بیع نافذ، لازم، اور غیر لازم	//	//	//
بیع مؤقف	//	۳۵۶	//
اصطلاحی تعریف	بجھ	۲۶۸	دفع
قیمت اصل کے مقابلہ ہوگی یا دفع کے؟	//	//	//
معاوضہ میں عوض کا مجہول ہونا	//	۶۵	مجہول
مردار کی خرید و فروخت	//	۱۵۳	مید
اعیان مال ہیں	//	۵۲	مال
کیا منافع اور مالی حقوق مال ہیں؟	//	//	//
یہ مسئلہ عرف پر مبنی ہے	//	//	//
موجودہ عرف کا تقاضا	//	//	//

معدوم سے مراد	نجم	۱۲۹	معدوم
معدوم فی کی بیع	"	"	"
قیمت اصل کے مقابلہ ہوگی یا وصف کے؟	"	"	"
فروقت کی جانے والی چیز	"	"	"
اگر ایک طرف ثمن ہو اور دوسری طرف سامان	"	۵۷	بیع
اگر ایک طرف سے مثلی ہو اور دوسری طرف سے قیمی	"	"	"
اگر دونوں طرف سے ایک ہی طرح کی چیز ہو؟	"	"	"
شریعت کی نگاہ میں قابل قیمت	"	۵۹	مستوف
بیع باطل کے ضمن میں	"	"	"
مثلی در قیمی کا فرق	"	۶۰	مثلی
قیمتی کب مثلی کے حکم میں ہو جاتی ہے؟	"	"	"
مثلی اشیاء کے احکام	"	"	"
مال منقول و غیر منقول	"	۶۳	منقول
ثمن (ثمن، قیمت اور دین)	۶۴	۵۵	ثمن
بیع اور ثمن میں تمیز	"	۵۶	"
مثلی اشیاء	"	"	"
ثمن اور بیع کے درمیان احکام میں فرق	"	"	"
نوٹ اور سکے	"	۵۷	"
نوٹ کی شرعی حیثیت	"	"	"
دواہم فقہی قواعد	"	۵۸	"
اہم سوالات	"	"	"
نوٹ ثمن ہیں یا سند؟	"	"	"
نوٹ مثلی ہیں یا قیمی؟	"	۶۰	"
مثلی اشیاء میں نقد کا لحاظ	"	۶۱	"
مثلی اشیاء میں میب کی خلاف	"	۶۲	"

بعض فقہی عبارتوں سے شبہ	۶۲	۶۲	ثمن
ربا کا شبہ	۶۳	۶۳	ثمن
نوٹوں کی قدر کے لئے معیار	۶۴	۶۴	ثمن
خلقی و اصطلاحی ثمن کے احکام میں فرق	۶۵	۶۵	ثمن
کچھ در احکام	۶۶	۶۶	ثمن
قیمت اور ثمن میں فرق	۵۳۸	چہارم	قیمت
قیمت	۵۳۹	۵۳۹	قیمت
مدت سے مربوط بیع کی دو قسمیں	۵۴۰	اول	اجل
فضولی معنی	۴۶۶	چہارم	قبض
اصطلاحی معنی	۴۶۷	۴۶۷	قبض
عرف و رواج کے لحاظ سے قبضہ کی مختلف صورتیں	۴۶۸	۴۶۸	قبض
اشیاء کی نوعیت کے اعتبار سے قبضہ کی مختلف صورتیں	۴۶۹	۴۶۹	قبض
قبضہ سے پہلے تصرف	۴۷۰	۴۷۰	قبض
حنفیہ کا نقطہ نظر	۴۷۱	۴۷۱	قبض
شوافع کا نقطہ نظر	۴۷۲	۴۷۲	قبض
مالکیہ کی رائے	۴۷۳	۴۷۳	قبض
حنابلہ کا نقطہ نظر	۴۷۴	۴۷۴	قبض
موجودہ عادات میں	۴۷۵	۴۷۵	قبض
فضولی کے ذریعہ خرید و فروخت	۴۵۳	چہارم	فضولی
تحریر کے ذریعہ خرید و فروخت	۵۵۱	۵۵۱	کتابت
غیر منقولہ اشیاء	۴۹۹	۴۹۹	عقار
غیر منقولہ اشیاء کی خرید و فروخت	۵۰۰	۵۰۰	عقار
تفریق مصلحہ کا حکم	۲۲۲	۲۲۲	مصلحہ
بیع میں استثناء	۹۰	دوم	استثناء
خیار کے قسمیں میں	۲۹۰	سوم	خیار

خیار مجلس	۲۷	۲۹۰	خیار
خیار کی اور قسمیں	"	"	"

بیع و فاسدہ

تاجز بیع کی صورتیں	۲۸	۳۵۶	بیع
بیع مکروہ	"	"	"
بیع باطل و فاسد	"	"	"
باقیہ قیمت بیع کی قسمیں	" -	۳۵۷	"
باقیہ بیع بیع کی قسمیں	"	"	"
باقیہ مدت بیع کی قسمیں	"	۳۵۸	"
بیع فر	"	"	"
بیع جبل احمد	"	"	"
بیع طامسہ	"	۳۵۹	"
بیع منابذہ	"	"	"
بیع حصۃ	"	"	"
بیع المغامین والملاح	"	۳۶۰	"
مزینہ اور محافلہ	"	"	"
مزینہ کے لغوی معنی	مجموعہ	۸۱	مزینہ
مزینہ حرام ہے	"	"	"
حرام ہونے کی وجوہ	"	"	"
بیع ضرر للہادی	دوم	۳۶۰	بیع
تلقی جلب	"	۳۶۱	"
لمجن	"	۳۶۲	"
نظام	"	"	"
بیعانہ	"	"	"
بیعانہ کا حکم	چہارم	۳۸۱	مربیان

بیع عربیہ	دوم	۳۶۳	بیع
بیع شئین و معاوضہ	"	"	"
قرض پر بیع حاصل کرنے کا حیلہ	"	"	"
خرید و فروخت میں تنافس	"	۳۶۳	"
بیع بالتعاضل	"	۳۶۲	"
زبان بولے بغیر خرید و فروخت	"	۴۷۵	تقاضی
بیع جا مکہ	"	۳۶۲	بیع
بیع الوفاء	"	"	"
تالاب میں مچھلی کی بیع	"	۳۶۷	"
حدیث نبوی کی روشنی میں	"	"	"
فقہاء کی رائیں	"	۳۶۸	"
حنفیہ کا نقطہ نظر	"	"	"
سرکاری تالاب کا اجارہ	"	۳۶۹	"
یہ معاملہ باطل ہے یا قاسد؟	"	۳۷۰	"
فحش تالاب کی مچھلیوں کی خرید و فروخت	"	۳۷۱	"
حوض یا تالاب میں از خود مچھلیاں آجائیں	"	"	"
لوٹوں پر بدلیما	"	۳۷۲	"
فرضی بیع	"	"	"
قبضہ سے پہلے بیع کا مسئلہ	"	"	"
احادیث نبوی کی روشنی میں	"	"	"
شواہخ کا نقطہ نظر	"	"	"
مالکیہ کا نقطہ نظر	"	۳۷۲	"
حنبلیہ کا نقطہ نظر	"	"	"
حنفیہ کے رائے اور ان کی دلیل	"	"	"
حنفی نقطہ نظر کی تفصیل	"	۳۷۵	"

قبضہ سے مراد	دوم	۳۷۶	§
فقہاء کے یہاں مذکور قبضہ کی مختلف صورتیں	//	//	//
قبضہ سے پہلے بیع کی ممانعت کی اصل علت	//	۳۷۸	//
خلاصہ بحث	//	۲۸۰	//
خرید و فروخت میں شرط	//	//	//
بت کی خرید و فروخت	چہارم	۲۸۴	صم
سور کی خرید و فروخت	سوم	۳۷۸	تقریر
ہوام کی خرید و فروخت	پنجم	۳۳۹	ہوام
بندر کی خرید و فروخت	چہارم	۲۸۵	قرہ
مصرعہ	پنجم	۱۱۶	مصرعہ
مصرعہ کے لغوی معنی	//	//	//
دھوکہ دینے کے لئے دودھ روکے ہوئے جانور کا حکم	//	//	//
دھوکہ دینے کے لئے دودھ روکے ہوئے جانور کا حکم	چہارم	۵۷۹	لبن
مصرعہ کی بیع	//	//	//
حنفیہ کا نقطہ نظر	//	۱۱۶	مصرعہ
بیع مصرعہ	دوم	۳۶۵	بیع
وظیفہ کی بیع	سوم	۷۳	جاکیہ
غوطہ میں مٹنے والے سامان کی فروخت	چہارم	۳۶۷	غائض
اون کی خرید و فروخت	//	۲۸۴	صوف
انسانی اودھ کی خرید و فروخت	چہارم	۵۷۹	لبن
درخت کی بیع میں پھل داخل نہ ہوگا	سوم	۴۴	ثمر
باغات اور پھلوں کی خرید و فروخت	//	//	//
پھلوں کی خرید و فروخت کی صورتیں	//	//	//
بد و صلیح سے مراد	//	۴۵	//
مکمل صورت	//	//	//

دوسری صورت	۴۷	۴۷	۴۷
تیسری صورت	۴۶	۴۶	۴۶
چوتھی صورت	۴۹	۴۹	۴۹
جو شرطیں مروج ہو جائیں	۵۰	۵۰	۵۰
پھلوں کی بیج میں مروج استثناء	۵۲	۵۲	۵۲
زراعت کے اندیشہ کی وجہ سے عقد فاسد ہوگا	۵۳	۵۳	۵۳
خلاصہ بحث	۵۴	۵۴	۵۴
بدو صلاح سے مراد	۳۱۲	دوم	۳۱۲
عرایا	۳۸۰	چہارم	۳۸۰
عریہ سے مراد وراس سلسلہ میں فقہاء کا اختلاف	۳۸۰	۳۸۰	۳۸۰
شواہخ اور حجابہ کا نقطہ نظر	۳۸۰	۳۸۰	۳۸۰
حنفیہ کی رائے	۳۸۰	۳۸۰	۳۸۰
مالکیہ کی رائے	۳۸۰	۳۸۰	۳۸۰
خریدے کئے ہوئے سامان پر نکتہ	۳۷۰	۳۷۰	۳۷۰
کئی سامان کے لئے درخت و درباغ کو فروخت کرنا	۱۲۷	پہلے	۱۲۷
درخت پر لگے ہوئے پھلوں کی بیج	۳۷۲	دوم	۳۷۲
معدوم سے مراد	۱۲۹	پہلے	۱۲۹
معدوم فی کی بیج	۱۲۹	۱۲۹	۱۲۹
معدوم سے مراد	۱۲۹	۱۲۹	۱۲۹
معدوم فی کی بیج	۱۲۹	۱۲۹	۱۲۹

شرب سے متعلق مسائل

شرب — نفوی اور اصطلاحی معنی	۱۸۲	چہارم	۱۸۲
شرب اور شفعہ کا فرق	۱۸۲	۱۸۲	۱۸۲
پانی کی چار صورتیں	۱۸۲	۱۸۲	۱۸۲
برتن میں محفوظ پانی	۱۸۲	۱۸۲	۱۸۲

شرب	۱۸۲	چہارم	تخصی حوض اور کنویں کا پانی
"	"	"	ندی اور ریا کا پانی
"	"	"	حق شرب کی خرید و فروخت
"	"	"	عمامہ تلخ کی رائے
حق	۲۷۹	۳	حقوق کی خرید و فروخت کی مروجہ صورتیں
"	"	"	حق تالیف ایجو د حق طباعت
"	۲۸۳	"	رجسٹرڈ ناموں اور نشانات کی حق
"	۲۸۴	"	نفاذ کی حق
"	"	"	خلاصہ بحث

بیع مکروہ

اہل	۵۷۱	اول	جلالہ
"	"	"	بدیودار ادب
احکام	۳۹	دوم	احکام سے مراد
"	"	"	کن چیزوں میں حکام سے ممانعت ہے؟
"	"	"	احکام کی مذمت
"	"	"	قانونی چارہ جوئی
"	۴۰	"	ضروری شیا کی فراہمی
تلقی	۵۳۵	"	تلقی جب سے مراد
"	"	"	تلقی جلب کا حکم
تہاش	۵۳۳	"	تہاش (بولی لگاؤ)
عنب	۴۱۷	چہارم	شراب بنانے والے سے انگور کی فروخت
نہین	۴۲۹	"	نہین بکیر سے مراد
"	"	"	معاملہ پر نہین فاحش کا اثر
"	"	"	اگر وکیل نہین فاحش کے ساتھ کوئی چیز خرید کرے؟

تولید اور مباحہ سے متعلق احکام

تولید	۵۴۶	دوم	تولید (خریدی ہوئی قیمت پر فروخت کرنا)
-------	-----	-----	---------------------------------------

مرابحہ — لغوی معنی	بمجم	۷۲	مرابحہ
اصطلاحی تعریف	"	"	"
مرابحہ بقولیہ اور مساومہ میں فرق	"	"	"
مرابحہ سابق معاہدہ سے مربوط	"	"	"
اگر سلالی وغیرہ کی وجہ سے قیمت سے زیادہ پڑ جائے	"	"	"
درست ہونے کی شرط	"	"	"
اگر بیچنے والے نے دھوکہ دیا	"	"	"
نقد اور ادھار قیمت میں فرق	"	"	"
تخ یا وعدہ میں	"	"	"

خیار — اقسام و احکام

خیر — لغوی و اصطلاحی معنی	۳۸۱	۳۰	خیار
خیر شرط	۳۸۲	"	"
مفرق ضروری احکام	"	"	"
فروخت کردہ سامان کی ملکیت	۳۸۳	"	"
کن معاملات میں خیر شرط ہے؟	"	"	"
خیار نقد	۳۸۹	"	"
خیار رویت	۳۸۴	"	"
مفرق اور ضروری احکام	"	"	"
سامان کا نمونہ دیکھنا	۳۸۵	"	"
ناجوز کی خرید و فروخت	۳۸۶	"	"
تہارت میں عیب پوشی کی ممانعت	"	"	"
عیب سے مراد	۳۸۷	"	"
خیار عیب کے لئے شرطیں	"	"	"

خیر	۳۸۸	سوم	خیر عیب کے حق کا استعمال کس طرح کیا جائے؟
//	//	//	مدت
//	//	//	جن صورتوں میں عیب دار سامان واپس نہیں کیا جاسکتا
//	۳۸۹	//	خیر عیب کا حکم
عیب	۴۱۹	چہارم	عیب کی تعریف
//	//	//	عیب فاحش، دور عیب، سیر
اہرام	۴۶۹	اول	عیب سے برأت
بحر	۴۸۶	دوم	غلام اور باندی میں عیب
خیر	۴۸۳	سوم	خیار یعین اور اس کے احکام

اقالہ — احکام و مسائل

قائم	۱۹۳	//	اقالہ — لغوی و اصطلاحی معنی
/	//	//	اقالہ کی شرطیں
//	۱۹۴	//	اقالہ کی حیثیت

مسلم سے متعلق مسائل

مسلم	۱۷۱	چہارم	مسلم
//	//	//	تعریف
//	//	//	شرودیت
//	//	//	مسلم کے ارکان
//	//	//	ایجاب و قیوں کے الفاظ
//	//	//	مسلم کے تعلقات
//	//	//	معاملہ سے متعلق شرط
//	//	//	کن چیزوں میں مسلم جائز ہے؟
//	//	//	ایک اہم شرط
//	//	//	جانور، گوشت اور روٹی میں مسلم
لحم	۵۸۱	چہارم	گوشت اُدھار ہو

سلم کے احکام و آثار	چہارم	۱۷۱	سلم
قیمت سے متعلق شرطیں	"	"	"
سامان سے متعلق شرطیں	"	"	"

قرض — احکام و مسائل

قرض — لغوی معنی	"	۴۸۶	قرض
فقہ کی اصطلاح میں	"	"	"
ثبوت	"	"	"
قرض دینے کا حکم	"	"	"
قرض، صدقہ سے بھی افضل	"	"	"
جب قرض دینا درست نہیں	"	"	"
قرض لینے کا حکم	"	"	"
قرض دہندہ اور مقروض، شرعی ہدایت	"	"	"
ارکان قرض	"	"	"
قرض دینے کی اہیت	"	"	"
قابل قرض دل	"	"	"
مشکی چیزوں میں	"	"	"
لہمی چیزوں میں قرض جائز نہیں	"	"	"
لکچہ اور محتالہ کا نقطہ نظر	"	"	"
شواہخ کا نقطہ نظر	"	"	"
منفعت کا قرض	"	"	"
معامد قرض جائز ہے یا لازم؟	"	"	"
قرض لینے والے کے حق میں	"	"	"
قرض دہندہ کے حق میں	"	"	"
اداء قرض کی صورت	"	"	"
قیمت کے ذریعہ قرض کی واپسی	"	"	"

مالکیہ اور شوافع کی رائے	چہارم	۳۸۶	قرض
حنابلہ کی رائے	"	"	"
مقرض اضافہ کے ساتھ ادا کرے	"	"	"
ادا قرض کی جگہ	"	"	"
حنفیہ کا نقطہ نظر	"	"	"
شوافع کی رائے	"	"	"
مالکیہ کی رائے	"	"	"
حنابلہ کا نقطہ نظر	"	"	"
امام ابو یوسف کی رائے	"	"	"
قرض کی ادائیگی کب واجب ہوگی؟	"	"	"
ائمہ ثلاثہ کا نقطہ نظر	"	"	"
مالکیہ کی رائے	"	"	"
و شیعہ قرض	"	"	"
دستاور	"	"	"
نفیس	"	"	"
راہن	"	"	"
قرض پر نفع حاصل کرنا	"	"	"
قرض پر با واسطہ نفع	"	"	"
مقرض کا تحفہ	"	"	"
متفرق ضروری مسائل	"	"	"
کاغذ کا قرض کے طور پر بین دین	"	"	"
گوشت کا بین دین	"	"	"
قرض میں قبضہ سے پہلے تصرف	"	"	"
محل قرض کو عاریت پر لینا	"	"	"
قرض پر قبضہ کے لئے وکیل بنانا	"	"	"

قرض کے ساتھ شرط فاسد	چہارم	۴۸۶	قرض
مال میں کی ممانعت	پنجم	۱۲۳	مطل
لفظ ملتج کی تحقیق	چہارم	۱۵۳	ملتجہ
اصطلاحی معنی	"	"	"
ممانعت کی وجہ	"	"	"
حکم	"	"	"
فقہاء کے نقاط نظر	"	"	"
آثار صریحہ	"	"	"
امین قدامت کا بیان	"	"	"
سفری ذرائع کا حکم	"	"	"
دین - لغوی معنی	۴	۴۳۴	دین
اصطلاحی معنی	"	"	"
دین اور قرض میں فرق	"	۴۳۵	"
دین واجب ہونے کے اسباب	"	"	"
دین پر وثیقہ اور ثبوت کی صورتیں	"	۴۳۶	"
دست و باز کی شرعی حیثیت	"	"	"
دین پر قبضہ سے پہلے تصرف	"	"	"
مدیون کو دین کا مالک بنانا	"	۴۳۷	"
فقہاء کا اختلاف	"	"	"
غیر مدیون کو دین کا مالک بنانا	"	"	"
دین کی دین سے بچ	"	"	"
دین ادا نہ کرنے والوں کے ساتھ سلوک	"	۴۳۸	"
مدیون مفلس کا حکم	"	"	"
دین کی اور ایک اصطلاح	"	"	"
دین کے خصوصی احکام	"	۴۳۹	"

ظفر یا حق	۳۵۶	چہارم	اگر بیعہ بی چیز ہاتھ آجائے؟
"	"	"	اگر اس کی جنس ہاتھ آئے؟
"	"	"	خلاف جنس مال کا حکم
"	"	"	موجودہ حالات میں عداوت شامی کی رائے

بیع صرف سے متعلق مسائل

صرف	۲۲۴	چہارم	صرف - لغوی معنی
"	"	"	اصطلاحی معنی
"	"	"	درست ہونے کی شرطیں
"	"	"	مجلس میں قبضہ
"	"	"	مقدار میں برابری
"	"	"	خیار شرط نہ ہونا چاہئے
"	"	"	فریقین کی طرف سے عوض کی خواہگی میں مہلت لینے اور دینے کا حکم
"	"	"	کرکسی کا کرکسی اور سونا چاندی سے تبادلہ
"	"	"	کرکسی کا سونے چاندی سے تبادلہ
"	"	"	یک ملک کی کرکسی دوسرے ملک کی کرکسی کے بدلہ
"	"	"	بیکوں کے ذریعہ رقم کی منتقلی
فلس	۳۵۷	"	سکوں کا حکم
"	"	"	سونے چاندی کے سکے اور دوسرے سکوں کا حکم

ربوا سے متعلق مسائل

ربا	۳۶۵	سوم	ربوا - لغوی معنی
"	"	"	اصطلاح شرع میں
"	"	"	سود کی حرمت
"	"	"	اجماع
"	"	"	آیات
"	۳۶۶	"	احادیث

محابہ کی احتیاط	۳۶۷	سوم	ربا
سود کی علت	۳۶۸	//	//
جنس سے مراد	//	//	//
قدر سے مراد	//	//	//
ربا کا مصل	//	//	//
ربانیہ	//	//	//
خفیہ کا نقطہ نظر	//	//	//
جنس اور قدر ہی علت کیوں؟	//	//	//
مناجلہ کا نقطہ نظر	۳۶۹	//	//
شوائع کا مسلک	//	//	//
مالکیہ کا مسلک	//	//	//
مالکیہ کی دلیل	//	//	//
رائع قول	//	//	//
تجارتی سود	۳۷۰	//	//
دارالحرب میں سود	۳۷۱	//	//
روپیہ اور پیسہ کی آپس میں خرید و فروخت	//	//	//
ایک شہر اور اس کا جواب	//	//	//
عمدہ اور معمولی کا فرق نہیں	//	//	//
راہن سے استفادہ	//	//	//
اموال ربویہ کی اندازہ سے خرید و فروخت	۳۷۲	//	//
اگر نفع ہی متعین ہو؟	//	//	//
جانور کے گوشت کے بدلہ خرید و فروخت	۵۸۱	پنجم	لحم
مختلف جانوروں کا گوشت ایک دوسرے کے بدلہ	//	//	//
اس لفظ کا ماخذ	۳۲۵	چہارم	عینہ
عینہ سے مراد اور اس کی مماثلت	//	//	//

عید کی ایک اور اصطلاح	چہارم	۳۲۵	عید
عید مرثائی کے یہاں عید کی دو ترانے	"	"	"
عید مسودہ دیر کی رائے	"	"	"
عید کا حکم	"	"	"
اختلاف رائے، اختلاف تعبیر کی بناء پر	"	"	"
آج کل کے بعض نام نہاد غیر سودی ادارے	"	"	"
فقوی اصطلاحی معنی	پنجم	۲۱۹	نقد
کرنی کب متعین ہوتی ہے اور کب نہیں؟	"	"	"
راقم الحروف کی رائے	"	"	"
حربی کی جان و مال کا حکم	"	۱۳۰	معلوم
دوطرفہ اُدھار کی ممانعت	چہارم	۵۳۹	کان

انشورنس کے مسائل

انشورنس کا سلسلہ	دوم	۳۹۳	تائین
انشورنس کی مختلف صورتیں	"	۳۹۴	"
بہمی تعاون پر مبنی انشورنس	"	"	"
کمرشیل انشورنس	"	۳۹۵	"
سرکاری انشورنس	"	"	"
تعاون پر مبنی انشورنس کا حکم	"	۳۹۶	"
سرکاری انشورنس کا حکم	"	"	"
جہاز قی انشورنس کے متعلق علماء کی رائے	"	"	"
مجوزین کے دلائل	"	۳۹۷	"
ان دلائل پر ایک نظر	"	۳۹۸	"
ناجائز قرار دیئے گئے واپس کی دلیلیں	"	۴۰۱	"
ان دلائل پر ایک نظر	"	۴۰۲	"
حادثات کا انشورنس ہندوستان کے موجودہ حالات میں	"	۴۰۳	"

خلاصہ بحث	دوم	۳۰۶	تائمن
قمار کے لغوی و اصطلاحی معنی	چہارم	۵۲۳	قمار
حرمت قمار کی بابت قرآن مجید کی تاکید	"	"	"
قمار حدیث میں	"	"	"
زمانہ جاہلیت میں قمار کی مروجہ صورتیں	"	"	"

وکالت — مسائل و احکام

وکالت — لغوی معنی	پنجم	۳۰۹	وکالت
اصطلاح میں	"	"	"
وکالت کا ثبوت	"	"	"
قرآن مجید سے	"	"	"
سنت اور اجماع و آثار	"	"	"
ارکان	"	"	"
موکل سے متعلق شرط	"	"	"
مجھدار نابالغ کن تصرفات کا مالک ہے؟	"	"	"
وکیل کو وکیل بنانے کا حق	"	"	"
نابالغ کو وکیل بنانے کا حق	"	"	"
وکیل متعین ہونا چاہئے	"	"	"
اپنے وکیل بنائے جانے سے واقف ہو	"	"	"
وکیل نے بالقصد تصرف کیا ہو	"	"	"
مطوضہ کام وکیل کے دائرہ اختیار میں ہو	"	"	"
حقوق اللہ کی ادائیگی میں وکیل بنانا	"	"	"
حدود میں توکیل	"	"	"
حقوق العباد میں توکیل	"	"	"
مقدمہ میں وکالت	"	"	"
کوعی میں وکیل	"	"	"

مقامات میں وکالت	پنجم	۳۰۹	وکالت
وکالت عامہ اور اس کا حکم	"	"	"
وکالت خاصہ اور اس کا حکم	"	"	"
معمولی اور غیر معمولی بہم سے مراد اور ان کا حکم	"	"	"
وکیل کے اختیارات	"	"	"
کن مقدمات میں وکیل بنایا جاسکتا ہے؟	"	"	"
کیا مالی مقدمہ کا وکیل مال پر قبضہ بھی کر سکتا ہے؟	"	"	"
یہ دھوکہ دین کا وکیل ثبوت دین کے مقدمہ میں فریق بن سکتا ہے؟	"	"	"
قبضہ کا وکیل دوسرے کو وکیل بنائے	"	"	"
قید کے ساتھ توکیل	"	"	"
مطلق وکیل بنانا	"	"	"
وکیل کا بہت کم قیمت میں فروخت کرنا	"	"	"
وکیل کا بہت زیادہ قیمت میں فروخت کرنا	"	"	"
سامان کے کچھ حصہ کو فروخت کر لے	"	"	"
مطلوبہ سامان کے کچھ حصہ کی خریداری	"	"	"
خرید و فروخت میں وکیل کے اختیارات	"	"	"
وکیل دوسرے کو فروخت کرنے کا وکیل بنادے	"	"	"
وکیل اپنے آپ یا قریبی رشتہ داروں سے فروخت کرے	"	"	"
ایک ہی کام کے لئے ایک سے زیادہ وکیل	"	"	"
حقوق وکیل سے متعلق ہوں گے یا موکل سے؟	"	"	"
جو حقوق و تصرفات وکیل سے متعلق ہیں	"	"	"
جو حقوق موکل سے متعلق ہیں	"	"	"
جن صورتوں میں وکالت ختم ہو جاتی ہے	"	"	"
وکالت عقد لازم نہیں	"	"	"
وکیل کی معزولی	"	"	"

اگر وکیل کو جتوں ہو جائے؟	پہلے	۳۰۹	وکالت
وکیل بہ حیثیت امین	دوم	۳۲۵	امانت
رسول اور وکیل میں فرق	سوم	۳۷۹	رسول

کفالت سے متعلق مسائل

کفالت - نفی معنی	چہارم	۵۶۰	کفالت
اصطلاح فقہ میں	"	"	"
کفالت کا ثبوت	"	"	"
ارکان، الفاظ	"	"	"
کفالت ہائے نفس (مفصل کفالت)	"	"	"
کفالت کی چار صورتیں	"	"	"
مطلق کفالت	"	"	"
مقید کفالت	"	"	"
مشروط کفالت	"	"	"
مستقبل کی طرف منسوب کفالت	"	"	"
کفیل سے متعلق شرط	"	"	"
اصل سے متعلق شرطیں	"	"	"
مکفول سے متعلق شرط	"	"	"
مکفول پر سے متعلق شرط	"	"	"
کفالت کے احکام	"	"	"
پہلا حکم	"	"	"
دوسرا حکم	"	"	"
کفالت کب ختم ہوگی؟	"	"	"
کفیل کب مکفول سے زجر کرے؟	"	"	"
کون چیز کے لئے زجر کرے گا؟	"	"	"
حوالہ کی تعریف	۲۴	۳۰۰	حوالہ

حوالہ کا ثبوت	سوم	۳۰۰	حوالہ
ارکان و شرائط	//	//	//
ضروری احکام	//	۳۰۱	//
حوالہ کب ختم ہو جاتا ہے؟	//	۳۰۲	//
زوجہ کرنے سے متعلق شرطیں	//	//	//
کس دل سے دین وصول کیا جائے گا؟	//	۳۰۳	//
حوالہ کا ایک مسئلہ	دوم	۵۴۳	توئی

مضاربت

مضاربت — غولی واصطلاحی معنی	پہجم	۱۱۷	مضاربت
ثبوت	//	//	//
مضاربت کی حکمت	//	//	//
ارکان	//	//	//
درست ہونے کی شرطیں	//	//	//
عائدین و مکمل بنانے کے اہل ہوں	//	//	//
رائس المال کی کسی ہو	//	//	//
اصل سرمایہ معلوم و متعین ہو	//	//	//
سرمایہ نقد ہونہ کہ دین	//	//	//
سرمایہ مضارب کے حوالہ کرے	//	//	//
نفع میں دونوں کی شرکت ہو	//	//	//
نفع کا تناسب متعین ہونہ کہ قطعی مقدار	//	//	//
شرط لگاؤ	//	//	//
حکم	//	//	//
مین، پھر وکیل، پھر شریک	//	//	//
اگر معاہدہ فاسد ہو جائے؟	//	//	//
مضارب سرمایہ کار کی خلاف ورزی کرے	//	//	//

مضاربہ	۱۱۷	پنجم	اگر اصل سرمایہ میں بھی نقصان ہو جائے
"	"	"	مضاربہ کی دو قسمیں
"	"	"	مضاربہ مطلقہ میں مضاربہ کے تعصبات
"	"	"	مضاربہ کسی اور سے مضاربہ کرے
"	"	"	جو تعصبات بلا صراحت جائز نہیں
"	"	"	جو تعصبات صراحت کے باوجود معتبر نہیں
"	"	"	مقید مضاربہ
"	"	"	جگہ کی تحدید
"	"	"	اشخاص و افراد کی تعیین
"	"	"	مال کی تعیین
"	"	"	مدت کی تحدید
"	"	"	شرائط و قیود کے سلسلہ میں بنیادی اصول
"	"	"	مضاربہ کے حقوق
"	"	"	سرمایہ کاری کا حق
"	"	"	مضاربہ فاسد ہو جائے
"	"	"	مضاربہ عقد لازم نہیں
"	"	"	مضاربہ ختم ہونے کی صورتیں
ایجر	۵۴۰	اول	منافع میں شرکت
اجل	۵۴۶	"	مضاربہ میں اجل
امانت	۴۲۵	"	مضاربہ میں امانت کا حکم

ہفتائیں سے متعلق مسائل

مزارعت	۸۳	پنجم	بنائی کے سلسلہ میں امام صاحب اور صاحبین کا نقطہ نظر
"	"	"	مزارعت کے ارکان
"	"	"	بنائی داری درست ہونے کی شرطیں
"	"	"	چوبہ صورتیں اور ان کا حکم

اگر بنا کی میں مقدار متعین کروے؟	بجم	۸۳	مزارعت
اگر زمین کا کوئی حصہ مقرر کروے؟	"	"	"
بنا کی ۱۰ ار سے متعلق احکام	"	"	"
کھیتی کے اخراجات کی ذمہ داری	"	"	"
مدت ختم ہو گئی اور کھیتی تیار نہیں	"	"	"
فریقین میں سے ایک کا انتقال ہو جائے	"	"	"
اگر معامد فاسد ہو جائے؟	"	"	"
مشروعیت وراثت میں فقہاء کا اختلاف	"	۸۵	مساقات
شرعیہ	"	"	"
مساقات سے متعلق احکام	"	"	"
مخارہ اور مزارعت	بجم	۶۸	مخارہ
مخارہ کا دوا اشتقاق	"	"	"
مزارعت میں جل	د	۵۲۶	اجل
ملح (کاشت کاری کا ایک قدیم طریقہ)	دوم	۵۳۵	ملح
احناف کا نقطہ نظر	سوم	۲۵۵	حریم
دوسرے فقہاء کا مسلک	"	۲۵۶	"
سرکاری زمین میں درخت لگانا	چہارم	۱۸۱	شجر
درخت کے لئے حریم	"	"	"
دوسرے کی زمین سے پانی لے جانے کا مسئلہ	بجم	۶۳	بحری
خند کے مدیکھیتی	"	۶۶	محاذ
متعین مقدار پر بنا کی	"	"	"
تائید	دوم	۳۸۹	تائید

اجارہ — احکام و مسائل

تعریف	اول	۴۹۱	اجارہ
اجارہ کا جواز	"	"	"

اجارہ کے الفاظ	ادب	۴۹۱	اجارہ
شرائط	"	"	"
ناچار و افساد پر اجارہ	"	"	"
اجارہ فاسدہ	"	"	"
اجارہ فاسدہ کا حکم	"	"	"
اجارہ باطلہ	"	"	"
اجارہ لازمہ	"	"	"
اجارہ کی نوعیت	"	"	"
عقد اجارہ کا فتح	"	"	"
دینی کاموں پر اجرت	"	"	"
فریقین کے مائل	"	"	"
تعمیم قرآن پر اجرت اور متخرین حنفیہ	"	"	"
ایسا ثواب کی اجرت	"	"	"
علاحدہ شامی کا چشم کشائیں	"	"	"
وعدہ و پند کی اجرت	"	"	"
تراویح کی اجرت اور اس کے جوار و عدم جواز کی صورتیں	"	"	"
مدرسین درائمتی تعطیلات اور رخصتوں کی تنخواہ کا مسئلہ	"	"	"
جزوئ عمل کو اجرت بنانا	"	"	"
اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف اور اختلاف کے اثرات	"	"	"
جانور کی بنا کی	"	"	"
ادھیا پر سوت کا تنا	"	"	"
درزی کو بطور اجرت کپڑے کا کترن دینا	"	"	"
تصحب کی اجرت	"	"	"
پھل توڑنے پر بطور اجرت پھل دینا	"	"	"
تجارت میں کمیشن	"	"	"

اعانت کی وصولی پر کمیشن	ادب	۴۹۱	اجارہ
تعوذ پر اجرت	//	//	//
نا جائز کاموں کی طاعت	//	//	//
نا جائز ملازمتیں	//	۵۴۰	اجر
عمر ملازمت کے درمیان سبکدوشی	//	//	//
بچہ مزدوری	//	//	//
نقصانات کی ذمہ داری	//	//	//
جو چیزیں اجرت بن سکتی ہیں	اول	۵۲۵	اجرت
ادائیگی میں غلطی	//	//	//
اجارہ میں	//	۵۲۶	اجل
کرایہ کا سامان	دوم	۲۲۶	امانت
کار نگار کو حوالہ کیا ہوا سامان	//	//	//
عمارت کا اجارہ	//	۳۲۹	ہتمام
گم شدہ شخص کو پہنچانے کی اجرت	سوم	۱۰۳	وکیلہ
جعل	//	//	جعل
فقہاء، لکھ کے ایک خصوصی اصطلاح	//	۱۰۴	جعل
اجرت کی مقدار	اول	۵۴۰	اجر
اجرت کی ادائیگی	//	//	//
مزدوروں کی اہمیت	//	//	//
کاموں کی مقدار	//	//	//
حسن سلوک	//	//	//
مزدوروں کی ذمہ داریاں	//	//	//
غیر مسموں کو مکان دینا	دوم	۱۶۷	اعانت
پوشل نظام کی لقمی حیثیت	//	۳۱۴	سید
منی آرڈر کا شرعی حکم	//	۳۱۵	//

عبد ضعف کی ایک رائے	روم	۳۱۵	۴۷
پگڑی کی مختلف مروجہ صورتیں	"	۳۱۴	بدل غلو
زرمناز	"	"	"
مالک مکان کا ابتداء معاہدہ میں پگڑی پینا	"	۳۱۵	"
حقوق ملکیت اور قبضہ	"	۳۱۶	"
حقوق کی خرید و فروخت	"	"	"
زیر بحث مسئلہ میں فقہاء کے رشادات	"	۳۱۷	"
ماہمین کے درائل اور ان کا جائزہ	"	۳۱۸	"
دوسری اور تیسری صورتوں کا حکم	"	۳۱۱	"
چٹھی صورت	"	"	"
سواری کے کرایہ کے احکام	"	۲۰۰	اکڑاء
ریلوے وغیرہ کا بے ٹکٹ سفر	"	۲۰۱	"
قانون سے زیادہ مال	"	"	"
ریلوے کو نقصان	"	"	"
قانون کی خلاف ورزی پر سزا	"	"	"
بے ٹکٹ مسافروں سے سابقہ کرایہ کی وصولی	"	"	"
ریلوے حادثات میں مسافرین کو ہرجانہ	"	۲۰۲	"
ریلوے ٹکٹ کا موجودہ نظام	"	"	"
مکان کے کرایہ کے احکام	"	"	"
درخت کو کرایہ پر لینا	چہارم	۱۸۱	فجر (درخت)
جانوروں کو حضتی کرانے کی اجرت و ہدیہ کا حکم	"	۳۹۰	عسقل
حیوانی و انسانی مادہ تولید کی خرید و فروخت	"	"	"
لوہہ کے لئے اجیر رکھنا	پنجم	۲۴۱	لوہہ

عاریت — آداب و احکام

عاریت — لفظ کا اخذ اور اس سلسلہ میں اہل تحت کے اقوال	چہارم	۳۶۱	عاریت
--	-------	-----	-------

اصطلاحی تعریف	چہارم	۳۶۱	عاریت
شرعیت	//	//	//
ارکان	//	//	//
شرطیں	//	//	//
عاریت دہندہ کے لئے شرط	//	//	//
عاریت پرینے والے کے لئے شرط	//	//	//
اشیاء عاریت	//	//	//
حکم	//	//	//
عاریت گیرندہ کس حد تک نفع اٹھا سکتا ہے؟	//	//	//
مطلق عاریت کا حکم	//	//	//
مشروط عاریت کا حکم	//	//	//
عاریت — غیر لازم معاملہ	//	//	//
اگر سامان عاریت ضائع ہو جائے؟	//	//	//
اگر ضائع ہونے پر ضمان کی شرط لگا دی ہو؟	//	//	//
عاریت میں اجل	اول	۵۳۶	اجل
عاریت کا سامان	دوم	۲۲۶	امانت
فقہ کی اصطلاح میں	دوم	۲۲۴	//
امانت اور ودیعت کا فرق	//	//	//
امانت کا حکم	//	//	//
ماں امانت کی حفاظت	//	//	//
ماں امانت کی واپسی	//	۲۳۵	//

ودیعت سے متعلق مسائل

ودیعت — لغت و اصطلاح میں	پنجم	۲۶۴	ودیعت
ودیعت کا ثبوت	//	//	//
ارکان	//	//	//

شرعیں	پہم	۳۶۲	ودیت
حکم	"	"	"
مال و دیت کی حفاظت کس طرح کی جائے؟	"	"	"
امین کب ضمان ہوگا، اور کب نہیں؟	"	"	"
امین کی کوتاہی کی صورتیں	"	"	"
مال و دیت میں تعدی کی صورتیں	"	"	"
مال و دیت ساتھ لے کر سفر	"	"	"
انکار کے بعد اقرار	"	"	"
صاحب و دیت کی شرطوں کی رعایت	"	"	"
ریوے ضمانت گھر اور سائیکل اسٹاف کا حکم	"	"	"
صاحب و دیت اور امین میں اختلاف	"	"	"

ہبہ کے احکام

ہبہ — اصطلاحی تعریف	"	۳۲۶	ہبہ
ہبہ و عطیہ	"	"	"
ہدیہ اور صدقہ	"	"	"
ہبہ کا حکم	"	"	"
دنوی غرض سے ہبہ	"	"	"
ارکان	"	"	"
ایجاب قبول اور بقض کی حیثیت	"	"	"
قبول کے بارے میں مشائخ کا اختلاف	"	"	"
ہبہ کے الفاظ	"	"	"
"تمہارے نام سے کر دیا" کا حکم	"	"	"
معاملات کی تعبیر میں حرف کی اہمیت	"	"	"
عمری و رسمی کے الفاظ	"	"	"
عمری و رسمی کے الفاظ	چہارم	۴۱۵	عمری

عمری و قبی کے لفظ	سوم	۴۸۹	رقبی
شرائط	پہلے	۳۲۶	بہ
ایجاب و قبول سے متعلق شرط	"	"	"
تا بالغ رجمنوں کا بہ	"	"	"
تا بالغ کی طرف سے ولی کا بہ	"	"	"
بہ کی جانے والی فی سے متعلق شرطیں	"	"	"
دو فی موجود ہو	"	"	"
شریت کی نگاہ میں دل ہو	"	"	"
مہاجہ مہندہ	"	"	"
اس فی پر ملکیت ہو	"	"	"
قابل تسلیم ہو	"	"	"
دو فی مشغول نہ ہو	"	"	"
مشاع سے مراد	"	۱۰۰	مشاع
بہ کی ہوئی فی پر قبضہ	"	"	"
قبضہ کرنے کے لئے بہ کرنے والے کی اجازت	"	"	"
قبضہ کی اہلیت	"	"	"
اصالہ اور تہلیبا قبضہ	"	"	"
اگر بہ کی ہوئی چیز پہلے سے قبضہ میں ہو؟	"	"	"
بہ کا حکم	"	"	"
بہ لازم نہیں	"	"	"
بہ اور شرائط فاسدہ	"	"	"
بہ سے زوج کرنے کا حکم	"	"	"
عمر و رشتہ داروں کو بہ کے بعد زوج	"	"	"
موانع زوج	"	"	"
فی میں اضافہ	"	"	"

طرفین میں سے ایک کی وفات	پنجم	۱۰۰	مشاع
عوض کی رائیگی	"	"	"
ملکیت باقی نہ رہے	"	"	"
زوجهین اور محرم اعزہ کا ہبہ	"	"	"
ہبہ کی ہوئی فحی ہدک ہو جائے	"	"	"
عوض کے ساتھ ہبہ کی دوسورتیں	"	"	"
اول دگوہبہ	"	"	"
بول دس سے کسی کو زیادہ دینا	"	"	"
کیا ہبہ میں لڑکے اور لڑکی کو برابر دے؟	"	"	"
کیا ہبہ میں لڑکے اور لڑکی کو برابر دے؟	دوم	۳۳۳	ہبت
ہدیہ و صدقہ میں فرق	پنجم	۳۳۸	ہدیہ
ہدیہ دینا	"	"	"
ہدیہ قبول کرنا	"	"	"
ہدیہ کے آداب	"	"	"
ہدیہ واپس کرنا	"	"	"
راجعہ و مفتی اور امام کے لئے ہدیہ	"	"	"
قاضی اور قحذہ	"	"	"
عہدیداروں کو قحذہ	"	"	"
قرض دہندہ کو قحذہ	"	"	"
غیر مسلموں کو ہدیہ	"	"	"
گر ہدیہ دینے والے کے پاس ماں حرام ہو؟	"	"	"
مرض وفات کا ہبہ صدقہ در وقت	"	۷۵	مرض

غصب سے متعلق مسائل

غصب کی حقیقت، فقہ حنفی میں	چہارم	۳۳۶	غصب
فقہ اہلی میں	"	"	"

شواہغ اور متابلیہ کا نقطہ نظر	چہارم	۳۳۶	غصب
غصب کی حرمت	"	"	"
غصب کا حکم	"	"	"
غیر منقولہ اموال میں	"	"	"
غیر منقولہ اموال میں	دوم	۳۲۹	بناء
مال منسوب میں غاصب کے یہاں اضافہ	چہارم	۳۳۶	غصب
مال منسوب کے منافع	"	"	"
مترقی اہم مسائل	"	"	"
غصب کی ہوئی زمین پر نماز	"	"	"
مصادره اور غصب میں فرق	پنجم	۱۰۲	مصادره
ایسے مال میں زکوٰۃ کا حکم	"	"	"
کفار کا غلبہ	دوم	۱۳۱	استیلاء

شفعہ کے مسائل

شفعہ — لغوی معنی	چہارم	۱۹۹	شفعہ
اصطلاحی معنی	"	"	"
شفعہ کے اسباب	"	"	"
چند اہم شرطیں	"	"	"
مطالبہ شفعہ کا طریقہ	"	"	"
طلب مواثبت	"	"	"
حق شفعہ میں اشہاد	دوم	۱۴۸	اشہاد
طلب تفریر	چہارم	۱۹۹	شفعہ
طلب تملیک	"	"	"
شفعہ کب ساقط ہو جاتا ہے؟	"	"	"
فقہاء کا اختلاف	"	"	"
جواز کی بنا پر حق شفعہ	"	"	"

پڑوسیوں کے لئے حق شفعہ	سوم	۷۰	جار
پھلوں میں حق شفعہ	"	۵۳	ثمر

قسمت سے متعلق مسائل

قسمت (بخارہ)	چہارم	۴۹۹	قسمت
لغوی معنی	"	"	"
اصطلاحی معنی	"	"	"
تقسیم کا ثبوت	"	"	"
کون تقسیم کرے؟	"	"	"
کیا قاضی ثبوت ملکیت بھی طلب کرے؟	"	"	"
مطالب تقسیم کب قبول کرنا ضروری ہے؟	"	"	"
تقسیم نامہ کی ترتیب	"	"	"
تقسیم کا طریقہ	"	"	"
امام ابو یوسف کا نقطہ نظر اور فی زمانہ اس کی مقبولیت	"	"	"
جب تقسیم ٹوٹ جاتی ہے	"	"	"
اگر کچھ حصہ پر دوسرے فریق کا قبضہ ہو؟	"	"	"
مقررہ قیمت میں اختلاف ہو جائے	"	"	"
تقسیم شدہ فی میں دوسرا حصہ دار کھل آئے	"	"	"
اگر تقسیم کے بعد میت پر دین کا علم ہو؟	"	"	"
مہایا (باری باری استفادہ)	"	"	"
مہایا کا ثبوت	"	"	"
اگر دو فریق میں سے ایک کی موت ہو جائے؟	"	"	"
سواری میں مہایا	"	"	"
مہایا (باری باری استفادہ)	پنجم	۱۳۶	مہایا
قرعہ کے ذریعہ حق کا اثبات	"	۴۹۵	قرعہ
دل داری کے لئے قرعہ	"	"	"

قرعہ کے ذریعہ حصہ کی تعیین	پنجم	۳۹۵	قرعہ
----------------------------	------	-----	------

رہن — احکام و مسائل

رہن — لغوی معنی	۴	۵۰۱	رہن
صطلحی تعریف	"	"	"
رہن کا ثبوت	"	"	"
ارکان	"	"	"
شرطیں	"	"	"
ایجاب و قبول کا مینہ	"	۵۰۲	"
فریقین کی طرف سے شرہ	"	"	"
ماں رہن سے متعلق شرط	"	"	"
دوسرے کا مال رہن رکھنا	"	"	"
دین مرہون سے متعلق شرطیں	"	۵۰۳	"
رہن قائل ضمان حق کے لئے ہے	"	"	"
رہن سے حق وصول کرنا ممکن ہے	"	"	"
رہن قبضہ سے لازم ہوگا؟	"	۵۰۴	"
قبضہ کب درست ہے؟	"	"	"
نہایت قبضہ	"	"	"
تیسرے شخص کے پاس مال مرہون	"	"	"
رہن کے احکام	"	"	"
مال مرہون سے حق کا حصول	"	"	"
حفاظت کی ذمہ داری	"	۵۰۵	"
مال رہن سے نفع اٹھانا	"	"	"
اجازت سے نفع اٹھانے کا مسئلہ	"	"	"
مال مرہون میں تصرف	"	۵۰۶	"
اگر سامان رہن ضائع ہو جائے؟	"	"	"

مال مرہون میں اضافہ ہو جائے	سوم	۵۰۷	راہن
قاسد راہن اور اس کا حکم	"	"	"
راہن اور مرہون کے درمیان اختلاف	"	"	"

نشہ آور چیزیں — مسائل و احکام

خمر	دوم	۱۳۵	اشرہ
خمر کے احکام	"	"	"
منصف و باذن	"	۱۳۶	"
سکر	"	"	"
تفح زبیب	"	"	"
علم	"	"	"
حلال مشروبات	"	۱۳۷	"
صح شہد کی بنید	"	۲۸۵	صح
دواء بھنگ کھانا	"	۳۳۳	بھ (بھگ)
اشرہ	"	۲۷۸	باق
فصح سے مراد	چہرہ	۲۵۶	فصح
فصح کا حکم	"	"	"
قلوہ مشروب	سوم	۳۷۱	خلید
مستش کی بچی شرب کا حکم	پنجم	۲۳۰	تفح (مستش کی خام شراب)
نیزہ کی حد و حرمت	"	۱۶۹	نیزہ
مستش اور کھجور کی شراب	"	"	"
فتویٰ امام محمد کے قول پر	"	"	"
نہ گیسوس وغیرہ کی شراب	"	"	"
شراب کی ممانعت اور اس پر وعید	سوم	۳۷۲	خمر
خمر کی حقیقت	"	۳۷۳	"
خفہ کا متدل	"	"	"

جمہور کا مشعل	۳۷۳	۴۶	نمر
شراب کی سزا	۳۷۴	//	//
بھگ وغیرہ کا نشہ	//	//	//
سزا چوری کرنے کی کیفیت	//	//	//
شراب ساز سے فروخت کرنا	۳۷۵	//	//
مختلف احکام	//	//	//
شراب کو سرکہ بنانا	۳۷۶	۴۷	غل (سرکہ)
شراب کب سرکہ بن جاتی ہے؟	//	//	//
شراب سے سرکہ بننے والے سیل برتن کا حکم	۳۷۷	//	//

حجر — مسائل و احکام

حجر کے مقاصد و اسباب	۲۰۶	//	حجر
سلیہ	//	//	//
مُجور کے تعریفات	۲۰۸	//	//
سلیہ کب مُجور ہوگا؟	//	//	//
رشد اور سقاہت میں فرق	۲۰۹	//	//
الہیت کے اعتبار سے چار احوال	۲۱۰	//	رشد
سلیہ سے مراد	۲۱۱	//	//
سلیہ کو کب مال حوالہ کیا جائے گا؟	//	//	//
رشد سے مراد	//	//	//
سلیہ کے تعریفات	۲۱۲	//	//
آوارہ خیال شخص کو تہ وئی دینے کا حق نہیں	۵۲	۴۸	ماجن
نقوی اصطلاحی معنی	۴۰	دوم	احکام
بلوغ سے مراد	//	//	//
علامات بلوغ	//	//	//
خواب کی وجہ سے	//	//	//

بلوغ	۳۲۶	دوم	بلوغ سے احکام شریعہ کا تعلق
"	۳۲۷	"	علاماتِ بلوغ
"	۳۲۸	"	بلوغ کی عمر
مراہق	۷۳	پنجم	عمرِ مراہق
"	"	"	مراہق کا حکم

ذبح — آداب و احکام

ذبح	۳۵۱	سوم	محلی غذا، ایک ضرورت
"	"	"	ذبح و نحر
"	"	"	طریقہ ذبح
"	"	"	ذبح اضطراری
"	"	"	ذبح اختیار
"	"	"	کن جانوروں میں ذبح افضل ہے اور کن میں غر؟
"	۳۵۲	"	ذبیحہ پر اللہ کا نام لینا
"	"	"	عمر اتسیہ چھوڑ دے
"	"	"	سہوا چھوڑ دے
"	"	"	آلہ ذبح
"	۳۵۳	"	دانت اور ناخن سے ذبح
"	"	"	دھار دار آلہ
"	"	"	مستحبات و مکروہات
"	"	"	ذبح کے سلسلہ میں اسلامی اصلاحات
"	"	"	ذبح کا قبضہ رخ ہونا
"	۳۵۴	"	گردن کی طرف سے ذبح
"	"	"	گردن الگ ہو جائے
"	"	"	چمڑا کب نکالا جائے؟
"	"	"	ذبح کیا جانے والا جانور کیسا ہو؟

ذبیحہ سے متعلق شریعتیں	۴۵۴	۳	ذبح
حیات سے مراد	"	"	"
ذبح کنندہ کے لئے شریعتیں	"	"	"
بچہ اور نشو و نما کا ذبیحہ	"	"	"
شرکین امرتدین کا ذبیحہ	۴۵۵	"	"
الل کتاب سے مرد	"	"	"
الل کتاب کا ذبیحہ کب حلال ہے؟	"	"	"
الل کتاب کا ذبیحہ	۴۵۶	دوم	الل کتاب
شواہد کا تھنہ نظر	۴۵۵	۳	ذبح
ملکیت کی رائے	"	"	"
حنفی کی رائے قوی ہے	"	"	"
جن کا ذبیحہ حلال ہے	"	"	"
کچھ ضروری احکام	"	"	"
بسم اللہ پڑھنے کا وقت	"	"	"
تسمیہ	۴۶۷	دوم	بسم
بسم اللہ کون پڑھے؟	۴۵۶	۳	ذبح
اگر حرام جانور کو ذبح کیا جائے؟	"	"	"
ذبح سے پہلے برقی صدقات	"	"	"
مشنئی ذبیحہ	"	"	"
بجوس کا شکار اور ذبیحہ	۶۴	پہلے	بجوس
مردار اور ذبیحہ کا فرق	۲۴۷	دوم	انہار

حلال و حرام

شر سے متعلق احکام	۱۳۲	"	اسد
غیر اللہ کے نام چھوڑے ہوئے جانور	۲۸۷	"	بحرہ
بحری جانوروں کے بارے میں فقہاء کی رائے	۲۸۸	"	بحر

امام ابوحنیفہ کا مسلک اور دلیل	دوم	۲۸۹	بحر
سک خانی کا حکم	"	"	"
پتھر اور پتھو کھانا درست نہیں	"	۳۱۳	برائیت و بوض
بلخ کا کھانا	"	۳۱۹	بط
باز پرندے کا حکم	"	۲۷۸	بازی
حوطا	"	۲۸۵	ہجاء
الوطال ہے یا حرام؟	"	۳۳۷	یوم
حلال و حرام چوپائے	"	۳۳۹	بیسہ
گائے - گوشت ذبح و قربانی	"	۳۲۲	بقر
ہندوستان میں ذبح گاؤں کی ممانعت	"	۳۲۳	"
گھگھونٹ کر کاٹا گیا جانور	ونجم	۱۳۲	مختصہ
اونٹ کی زکوٰۃ شرعی	اوس	۲۷۱	اہل
خرگوش کا حکم	دوم	۸۵	أرب
نڈی کی حلت	سوم	۸۷	جراد
گدھے کے احکام	"	۲۹۶	حمار
کیوتر کے احکام	"	"	حام
جریت (ایک خاص قسم کی بام بھلی)	"	۹۷	جریت
ایسے جانور کا حکم	"	۱۰۵	جلاد
حلال و حرام کوئے	چہارم	۵۹	زارغ
حلال و حرام جانور	سوم	۳۱۷	حیوان
مرغی کا حکم	"	۳۰۸	دجاجہ
مجاست خورد مرغی کا حکم	"	"	"
بہز کھانا جائز نہیں	چہارم	۱۰۷	زنبور
بہز کا حکم	"	"	"
بندر کا حکم	"	۲۸۵	قرود

مالکیہ کی طرف غلط نسبت	چہارم	۴۸۵	قرہ
شاہین کا کھانا	"	۱۷۹	شاہین
شاہین سے شکار	"	"	"
کوکیل کا حکم	"	۴۳۰	غراب
اس جانور کا حکم	پہلے	۳۵۲	یربوع
نجاست خور کو	چہارم	۴۳۰	غراب
زائغ کا حکم	"	"	"
گھوڑے کا گوشت	سوم	۳۹۱	خیل
درندہ سے مراد	چہارم	۱۲۰	سبح
درندہ کا گوشت	"	"	"
درندہ کا جھوٹا	"	"	"
کٹے ہوئے اعضاء کا حکم	اول	۴۶۶	ابانت
خیر کا حکم	سوم	۷۷	جہن
دو مختلف جنس کے جانوروں کا اختلاط	"	۳۱۹	حیوان
ان جانوروں کی حلت و حرمت اور قربانی	"	"	"
کھانے کی حرمت	پہلے	۳۳۹	ہوام
غدا سے مراد	چہارم	۴۳۰	غدا
غدا کھانے کی ممانعت	"	"	"
"غناء" لغوی معنی	"	۴۳۰	غناء
دودھ کا حکم گوشت کے مطابق	"	۵۷۹	لبن
اگر عدال جانور کی پرورش حرم جانور کے دودھ سے ہو	"	"	"
جب بستر الگ کر دینا ضروری	"	۱۱۷	مضاجعت
سور کے پاس	سوم	۴۷۸	خزیر
گدھے سے اختلاط	"	۴۹۳	خیل
درندہ پرندوں کا حکم	چہارم	۴۵۳	طیر

طیر	۳۵۳	چہارم	کو احوال ہے یا حرام؟
//	//	//	عام پرندوں کا حکم
جن	۳۳۶	سوم	جنوں کے چند خاص احکام

شکار سے متعلق مسائل

صيد (شکار کرنا)	۳۰۳	چہارم	شکار کی اجازت
//	//	//	حیوانات کے بارے میں اسلام کی معتد تعلیم
//	//	//	شکار سے ملکیت کا حصول
//	//	//	شکار کرے والے سے متعلق شرطیں
//	//	//	شکار سے متعلق شرطیں
//	//	//	جانور کو زندہ حالت میں پائے
//	//	//	متفرق ضروری مسائل
//	//	//	شکار کی تعیین ضروری نہیں
//	//	//	اگر پرندہ پیسے پہاڑ یا مکان پر گرے؟
//	//	//	کوئی عضو کٹ کر علاحدہ ہو جائے
//	//	//	جس جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا
//	//	//	اگر جاں میں پرندے آجائیں؟
بندۃ	۳۳۶	دوم	بندۃ سے شکار کا مسئلہ

قربانی — آداب و احکام

انعیہ	۱۵۳	//	اسلام سے پیسے
//	//	//	قربانی کا ثبوت
//	۱۵۴	//	ابراہیم واسحاق علیہما السلام کی یادگار
//	//	//	حکم
//	۱۵۵	//	شرطیں
//	۱۵۶	//	جو عیوب قربانی میں مانع ہیں
احرج	۱۷۴	//	انگلزے جانور کی قربانی

ناہینا جانور کے احکام	دوم	۱۷۷	اغنی
ناہینا جانور کے احکام	//	۲۹۱	انکاء
ثولاء جانور کی قربانی	سوم	۶۸	ثولاء
جس جانور کا قہن کٹا ہوا ہو	//	۸۳	جذاء
ناک کٹے جانور کی قربانی	//	//	جدیہ
کان پٹے جانور کی قربانی	//	۳۳۶	خرقاء
دانت ٹوٹے جانور کی قربانی	//	۶۶	ثایا
یک چشم جانور کی قربانی	چہارم	۴۱۸	عوراء
جو عیب قربانی میں مانع نہیں	دوم	۱۵۶	اضعیہ
اونٹ کی قربانی	اول	۴۷۱	اہل
بیل کی قربانی	سوم	۶۸	ثور
آخند کی قربانی	//	۳۳۹	خصی
بیل - گوشت اور ذبح و قربانی	دوم	۳۲۲	بقر
جانور اور ان کی عمریں	//	۱۵۵	اضعیہ
مختلف جانور میں شئی	سوم	۶۷	شئی
قربانی کی عمر	//	۸۷	جذء
ایام اوقات	دوم	۵۷	اضعیہ
ایام واقعات	//	۲۶۱	ایام نحر
شرکت کے ساتھ قربانی	//	۵۸	اضعیہ
گوشت اور حجم کے مصادر	//	//	//
قربانی کی قضاء	//	//	//
چند آداب و احکام	//	۱۵۹	//
قربانی کے جانور کا اوزن	//	۴۱۸	کجلیل
رجب کی قربانی کا حکم	چہارم	۳۷۱	عمیرہ
منسوخ ہونے کی دلیل	//	//	//

لفظی معنی	چہارم	۴۰۹	حقیقہ
اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	"	"	"
فقہا کی آراء	"	"	"
امام ابوحنیفہ کا عقد نظر	"	"	"
کس دن عقیقہ کرے؟	"	"	"
عقیقہ کا گوشت	"	"	"
متفرق احکام	"	"	"

لباس اور زیبائش و آرائش سے متعلق مسائل حفظ و اباحت

لفظی معنی	چہارم	۵۷۲	لباس
انسان میں لباس کا فطری ذوق	"	"	"
اسلام میں ستر پوشی کی اہمیت	چہارم	۳۸۷	عریان
عسل خانوں میں بے لباسی	"	"	"
پرہیزی خلاف فطرت	چہارم	۵۷۲	لباس
فرض لباس	"	"	"
مستحب	"	"	"
مباح و جائز	"	"	"
مکروہ	"	"	"
بہس شہرت	"	"	"
مرد و عورت کے لباس میں فرق	"	"	"
مولانا قاضی کی چشم کشا وضاحت	"	"	"
مکروہ رنگ	"	"	"
سرخ کپڑے	"	"	"
دوسرے رنگ	"	"	"
مٹھ سے نیچے	"	"	"
خواتین کے لئے	"	"	"

آستین کی مقدار	چہارم	۵۷۲	ہاس
ستر پوشی کی رعایت	"	"	"
باریک اور چشت لباس	"	"	"
لباس میں اسہاں	دوم	۸۶	اسہاں
کپڑے پہننے کے آداب	چہارم	۵۷۲	ہاس
دائیں طرف سے آغاز	"	"	"
نچا کپڑا پہننے کی دعاء	"	"	"
بائیں طرف سے کپڑا اتارنا	"	"	"
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ازار	دوم	۸۶	ازار
وضوہ کے بعد تویہ استعمال کرنے کا حکم	پنجم	۱۴۲	مندیل
لنگوٹ اور جاگلیا کا حکم	دوم	۴۰۹	غمان (لنگوٹ)
خدا کا شرعی حکم	سوم	۳۷۶	خمار (دوپٹہ)
ریشمی کپڑے	چہارم	۵۷۲	لباس
ریشم کی کتنی مقدار مردوں کے لئے جائز ہے؟	سوم	۲۵۴	حریر (ریشم)
دوسرے فقہاء کی رائیں	"	"	"
لباس کے علاوہ میں ریشم	"	۲۵۴	"
مردوں کے لئے بھی جائز	"	۳۳۷	خز
اولی کپڑوں کا استعمال	چہارم	۲۸۴	صوف
نغوی معنی (اللسوۃ)	"	۵۲۳	قلنسوۃ (ٹوپی)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی	"	"	"
ٹوپی پر عمامہ	"	"	"
لبسی باپ	اوپ	۲۵۴	آب
حجاب سے مراد	سوم	۱۷۹	حجاب
انجسی سے پردہ کا ثبوت	"	"	"
کیا چہرہ حکم حجاب میں داخل ہے؟	"	۱۸۰	"

مستحین کے دلائل	سوم	۱۸۱	حجاب
احتاف کے دلائل	//	۱۸۲	//
موجودہ حالات کا تقاضا	//	۱۸۳	//
حجاب کے درجات	//	۱۸۴	//
اجنبیوں سے پردہ	//	//	//
غیر محرم رشتہ داروں سے پردہ	//	//	//
محرم رشتہ داروں سے پردہ	//	//	//
شوہر کا حکم	//	//	//
دو طبقوں کا استثناء	//	//	//
جن کو عورت کی حاجت نہ ہو	//	۱۸۵	//
کم عمر بچے	//	//	//
چہرہ کا پردہ	//	۱۸۷	جلاب
غیر محرم کے ساتھ تنہائی	//	۱۹۰	خلوت
خضاب - لغوی معنی	//	۲۳۹	خضاب
خضاب لگانے کا حکم	//	//	//
خضاب کا رنگ	//	۲۴۰	//
استعمال بہتر ہے یا ترک؟	//	//	//
معمول نبوی ﷺ	دوم	۲۰۰	اکتھال
سر ملکانے کی سنت	//	//	//
سر ملکا استعمال	چہارم	۵۵۱	کل
سر ملکانے کا مسنون طریقہ	//	//	//
سر ملکانے کا وقت	//	//	//
روزہ کی حالت میں	//	//	//
حالت احرام میں	//	//	//
لغوی معنی (واشہ)	پہلیم	۲۵۶	واشہ

گودنے اور گودانے کی ممانعت	پہم	۲۵۶	داشہ
تا بالذی گودوالی	"	"	"
حدیث میں اس کی ممانعت	"	۲۶۸	دثر (دانت کو گھس کر باریک کرنا)
مہندی لگانے کا حکم	سوم	۲۹۸	حنا (مہندی)
مہندی کا خضاب	"	"	"
زنار پہننا، شدید گناہ	چہارم	۱۰۷	زنار
ہال جوڑنے کی ممانعت	"	۱۹۷	شعر
ہال سے متعلق متفرق احکام	"	"	"
سفید ہال اکھاڑنا	"	"	"
عورت کا بال کٹنا	"	"	"
سینہ اور پشت کا بال	"	"	"
بال ترشوانا بہتر ہے یا سٹھانا؟	"	"	"
زلف مبارک	"	"	"
بغل کے بال	"	"	"
عورت کے لئے چوٹی اور جوڑے کا حکم	"	۳۱۷	خفیرہ (جوڑا)
مردوں کے لئے	"	"	"
قزح کی ممانعت	"	۴۹۸	قزح
سفید بال اکھاڑنے کا حکم	"	۲۱۳	شیب
نابصر اور منعمصہ	پہم	۲۴۱	نماص
اگر عورتوں کو داڑھی مونچھ آگ آئے؟	"	"	"
اگر جسم میں کوئی تکلیف دہ اضافہ ہو جائے؟	"	"	"
موئے زیر ناف کے بارے میں احکام و آداب	چہارم	۳۶۹	عانتہ
اس لفظ کا اعراب	"	۴۵۵	ظفر
ناخن کاٹنے کی ہدایت	"	"	"

ناخن کاٹنے کی مدت	چہارم	۳۵۵	ظفر
ناخن کس طرح کاٹیں؟	"	"	"
کچھا اور آداب	"	"	"
سوناٹھیں تراشی جائیں	"	۱۷۹	شہاب
تراشنے کی مقدار	"	"	"
مونہ مونڈانے کے بارے میں فقہاء کے اقوال	"	"	"
مونہ کے دونوں کنارے	"	"	"
کس طرح تراشے؟	"	"	"
(لحمہ) لغوی معنی	"	۵۸۲	لحمہ
ڈاڑھی رکھنے کا حکم	"	"	"
ڈاڑھی کی مقدار	"	"	"
ڈاڑھی سے متعلق مکروہات	"	"	"
ہونٹ کے دونوں کنارے اور نیچے کے بال	"	"	"
مردوں اور عورتوں کے لئے سونا کا استعمال	سوم	۳۶۳	ذہب (سونا)
سونے کی انگلی	"	"	"
تالیاں لڑکوں کو سونا پہنانا	"	"	"
سونے کا برتن	"	"	"
سونے کے قلم اور زریں تار کے کپڑے	"	"	"
مصحف قرآن پر طلائی نقش	"	"	"
برتنوں پر سونے کا پانی	"	"	"
سونا برائے علاج	"	"	"
زہرت میں زکوۃ	سوم	۲۱۴	طلی (زہر)
خواتین کا انگلی پہنانا	"	۳۲۲	خاتم
انگلی پہننے کا حکم اور اس کا وزن	"	"	"
کس چیز کی انگلی ہو؟	"	"	"

گنبد کیسا ہو؟	سوم	۳۲۳	خاتم
کس ہاتھ اور انگلی میں پہنی جائے؟	"	"	"
گنبد کس طرف رکھا جائے؟	"	"	"
اگر آٹھویں پر ہم الٹی کا نقش ہو اور بیت الخلاء جائے؟	"	"	"
خصی سے مراد	"	۳۳۸	خصی
خصی کے احکام	"	"	"
ایک طرح کی خوشبو	دوم	۱۶۴	اُظفار
مردوں کے لئے زعفرانی عطر کی ممانعت	سوم	۳۷۱	خلوق
کپڑے اور جسم کا حکم	چہارم	۳۵۲	طبیب (خوشبو)
خوشبو رسوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ فی	"	"	"
روزہ کی حالت میں خوشبو کا استعمال	"	"	"
روزہ ہمارے لئے خوشبو کی دھوئی	"	"	"
حالت احرام میں خوشبو لگانا	"	"	"
بچوں کا بوسہ	دوم	۴۹۱	تقبیل
بالقوس کے بوسہ کا حکم	"	۴۹۲	"
ختہ میں مصلحت اور اہمیت	سوم	۳۳۰	نشان
انبیاء کرام اور ختنہ	"	"	"
ختہ کا طریقہ اور عمر	"	۳۳۱	"
ختہ کا حکم	"	۳۳۲	"
عورتوں کا ختنہ	"	"	"
دعوت ختنہ	"	"	"
غیر مختون کے احکام	"	۳۳۳	"
غیر مختون کا زبیحہ	"	"	"

وطنی — آداب و احکام

دہلی — لغوی و اصطلاحی معنی	پنجم	۱۸۹	دہلی
----------------------------	------	-----	------

وہی سے متعلق احکام	وجہ	۶۸۹	وہی
احکام وہی سے متعلق ابن نجیم کی بعض وضاحتیں	"	"	"
بیوی سے وہی کی ممانعت کی صورتیں	"	"	"
دوائی وہی کا حکم	"	"	"
ہم بستری کے وقت	اول	۴۱۳	اللہ
دودھ پلانے والی عورت سے ہم بستری	چہارم	۴۴۶	غیلہ
عضو تناسل کے دخول سے متعلق احکام	سوم	۴۶۰	حشفہ
اگر حشفہ کٹا ہوا ہو؟	"	۴۹۲	"
بیوی کے ساتھ	چہارم	۵۹۳	لواطت
باہمی تلذذ حرام ہے	"	۱۳۴	سحاق

کھیل — احکام و مسائل

کھیل میں	سوم	۱۰۶	جب
گھوڑ دوڑ	"	۳۹۱	خیل
سنق اور سبق	چہارم	۱۱۶	سبق
مسابقہ کی اجازت	"	"	"
جن چیزوں میں مسابقہ جائز اور مستحب ہے	"	"	"
کھیل میں انعام کی شرط	"	"	"
جائز ہونے کے لئے پہلی شرط	"	"	"
شرط یک طرفہ	"	"	"
دوسری شرط	"	"	"
تیسرے شخص کو غیر شرط داخل کیا جائے	"	"	"
انعام کسی اور کی طرف سے ہو	"	"	"
تیسری شرط	"	"	"
انعام کی شرط سے استحقاق ثابت نہیں ہوتا	"	"	"
مباح ذکر وہ کہیں	"	"	"

علمی مسائل میں شرع	چہارم	۱۱۶	سہا
مگر شرطی کے ساتھ جو ہو؟	"	۱۹۳	شرعی
بغیر جوئے کے شرعی کا حکم	"	"	"
کھیل کے بارے میں بنیادی اصول	"	۵۸۷	سب (کھیل)
ساترہاں	"	"	"
مختصر وقت کا کھیل	"	"	"
دوسروں کے لئے ایذا اور سامانہ ہو	"	"	"
مرد نہ زنانہ کھیل کا فرق	"	"	"
جوانہ ہو	"	"	"
جسمانی ریاضت	"	"	"
جن کھیلوں کا احادیث میں ذکر ہے	"	"	"
دوڑ	"	"	"
سنگین	"	"	"
تیراکی	"	"	"
گھوڑ دوڑ	"	"	"
تیراندازی	"	"	"
رقص کی حرمت	۳۰	۳۹۰	رقص
صوفیاء کا رقص (حال اوجہد)	"	"	"
مصنوعی حار جائز نہیں	"	"	"
رقص کرنے والے کی گوی	"	۳۹۱	"

جائز و ناجائز کام میں تعاون سے متعلق مسائل

نیکل میں تعاون	دوم	۶۳	اجانت
مصیبت میں تعاون	"	۱۶۵	"
تعاون کے مختلف درجات	"	"	"
غیر مقصود تعاون	"	۱۶۶	"

تاجا نز تعاون کی تین صورتیں	دوم	۱۶۷	اعانت
ایسے کام میں تعاون جس کا مقصود ہی معصیت ہو	"	"	"
معلوم ہو کہ معصیت کے لئے استعمال ہوگا	"	۱۶۸	"
معصیت کی نیت سے تعاون	"	"	"
شراب بنانے والوں سے اس کا فروخت کرنا	چہارم	۳۹۸	عصر
جلب کا حکم	دوم	۱۲۵	استثناء
جلانے کے موانعت	"	۴۳	احراق

کسب — آداب و احکام

کسب معاش، اسدی نقطہ نظر	چہارم	۵۵۴	کسب
کسب معاش کے تین ذرائع	"	"	"
سب سے بہتر ذریعہ معاش	"	"	"
باطل طریقہ پر کھانا	دوم	۴۷۹	باطل

لٹانا — احکام و مسائل

خوشی کے موقع پر پیے یا شیرینی لٹانا	پہلے	۱۷۱	نار
خفیہ کا نقطہ نظر	"	"	"
دوسرے فقہاء کی رائے	"	"	"
نکاح کے موقع پر	"	"	"
لٹانے کے بجائے تقسیم	"	"	"
تسبیح — لغت میں	دوم	۱۵۰	اصح
تسبیح اور حسب کے لئے	"	"	"

احتیاط سے متعلق احکام

احتیاط — تعریف	"	۴	احتیاط
حقوق اللہ میں	"	"	"
کمتر عدد پر فیصلہ	"	"	"
موانع گناہ سے احتیاط	"	"	"

افراط و تفریط	دوم	۴۲	ضیاء
---------------	-----	----	------

سحر سے متعلق مسائل

سحر - لغوی معنی	چہارم	۱۳۹	سحر
اصطلاحی تعریف	"	"	"
سحر ایک حقیقت ہے	"	"	"
معتزل کا نقطہ نظر	"	"	"
سحر اور کرامت کا فرق	"	"	"
قرآن سے سحر کا ثبوت	"	"	"
حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کا اثر	"	"	"
حضرت عائشہؓ پر سحر	"	"	"
جادو گر کی سزا	"	"	"
اگر مسکوکہ موت ہو جائے؟	"	"	"
جادو گر کی توبہ	"	"	"

تعویذ - آداب و احکام

تعویذ - لغوی معنی	سوم	۴۹۱	رقیہ
جہاز پھونک کا حکم	"	"	"
سانپ پھونک کے لئے جہاز پھونک کا جواز	دوم	۱۴۲	أسودین
سانپ پھونک کا شرعی حکم	"	۱۴۶	"
تعویذ رکھنا	"	۵۳۹	تمیمہ
تعویذ پر اجرت	"	۵۳۲	"
تعویذ اور گندے میں بعض بے احتیاطیاں	"	۵۳۳	"
نظر لگنا	پہلیم	۱۹۹	نظر
نظر لگنے کا علاج	"	"	"

طب و علاج

فن طب کی اہمیت	چہارم	۳۲۹	طب و طبیب
----------------	-------	-----	-----------

طبی تحقیق کی حوصلہ افزائی	چہارم	۳۲۹	طب و طبیب
علاج کی حوصلہ افزائی	"	"	"
علاج خلاف توکل نہیں	"	"	"
اہلیت علاج	"	"	"
طیب ماذق سے مراد	"	"	"
علاج باعث نقصان ہو جائے	"	"	"
الہی نہ ہو اور علاج کرے	"	"	"
طریقہ علاج میں کوتاہی سے کام لے	"	"	"
جلا اجازت آپریشن	"	"	"
اگر اجازت لینا ممکن نہ ہو؟	"	"	"
اگر اجازت لینے کا موقع ہو؟	"	"	"
مریض کے راز کا انشاء	"	"	"
طاعون کی ابتداء	"	۵۲۸	طاعون (پلیگ)
طاعون عمواس	"	"	"
بیماری کا متعدی ہونا	"	"	"
طاعون زدہ شہر میں آنا	"	"	"
طاعون زدہ شہر سے باہر جانا	"	"	"
انجمنی مرد و عورت کے مادہ کا اختلاط	دوم	۵۲۸	علاج
زن و شوہر کے مادہ کا اختلاط	"	۵۳۰	"
نہیئت نوب سے ثبوت نسب کا مسئلہ	"	۵۳۱	"
جمادات سے علاج	"	۳۳۸	تداوی
نباتات سے علاج	"	۳۳۹	"
حیوانات سے علاج	"	"	"
حرام اشیاء سے علاج	"	۳۴۰	"
نا پاک اشیاء سے علاج	"	۳۴۱	"

انسانی اجزاء سے علاج	دوم	۴۴۲	تداوی
اعضاء کی پیوند کاری	//	۴۴۵	//
حقنہ - ضروری احکام	۲	۴۸۳	حقنہ
حقنہ سے علاج	//	//	//
حقنہ سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے	//	۴۸۵	//
استقاط	//	۱۶۰	جنین
جراحت (سپریشن)	//	۸۷	جراحت
روح پیدا ہونے کے بعد	دوم	۱۳۳	استقاط حمل
روح سے پیسے	//	//	//
جنین کا حکم	//	۱۳۵	//
دو حیثیتیں	//	//	//
ایک شہ کا ازالہ	//	۱۳۷	//
قاضی خاص کا استدلال	//	۱۳۸	//
عزل کا حکم	چہارم	۳۸۸	عزل
عارضی موانع حمل کا حکم	//	//	//
اختصاص کی ممانعت	دوم	۵۱	اختصاص
تغییر خلق اور اس کا حکم	//	//	//
چاتوروں کا اختصاص	//	//	//
نس بندی کا شرعی حکم	//	//	//
ایک مخالفہ اور اس کا جواب	//	۵۳	//
نس بندی کی واضح نظیر	//	//	//

تصویر سے متعلق مسائل

بے جان تصویریں	دوم	۴۶۵	تصویر
جاندار کی تصویر	//	//	//
تصویریں بطریق احترام	//	۴۶۶	//

تصویر	۴۶۸	دوم	بے سایہ تصویریں
۱۱	۴۶۹	۱۱	مشترکۂ تصویریں
۱۱	۴۷۰	۱۱	بعض اور احکام
تشمل	۵۳۷	۱۱	مجسمہ سازی کی حرمت
تفسیر	۴۸۳	۱۱	خلق اللہ میں تبدیلی سے مراد

تمباکو نوشی

دخان	۴۰۸	سوم	تمباکو نوشی
۱۱	۱۱	۱۱	تمباکو نوشی کے حکم میں اہل علم کا اختلاف
۱۱	۱۱	۱۱	محرمین کے دلائل
۱۱	۱۱	۱۱	قائلین اباحت کے دلائل

غیر واحد — مسائل و احکام

خبر	۴۲۷	سوم	خبر کا مستبر ہونا
۱۱	۱۱	۱۱	معاملات
۱۱	۴۲۸	۱۱	دیانات
۱۱	۱۱	۱۱	مستور الحال شخص کی خبر
مجوس	۶۳	پنجم	اگر خود مجوس کھانے کے حلال ہونے کی اطلاع دے؟
اخبار	۴۹	دوم	مفقود الخمر کی موت کی اطلاع
۱۱	۵۰	۱۱	مغرلی ممالک کے گوشت کا حکم
خبر	۴۲۹	سوم	جب شہادت ضروری ہے
۱۱	۱۱	۱۱	خبر اور شہادت میں فرق
آنیہ	۴۳۵	اول	سونے چاندی اور دوسری دھاتوں کے برتن
۱۱	۱۱	۱۱	بعض برتنوں کی ممانعت اور دوبارہ اجازت
مضبب	۱۲۴	پنجم	جس برتن میں چاندی سونا جڑا ہوا ہو اس کا حکم
غینہ	۱۶۹	۱۱	بعض برتنوں کے استعمال کی ممانعت پھر اجازت

تلاوت — آداب و احکام

آغاز تلاوت میں تعوذ	دوم	۳۸۰	تعوذ
تحقیق، تجوید کی ایک اصطلاح	"	۳۲۳	تحقیق
تدویر، تجوید کی ایک اصطلاح	"	۳۲۸	تدویر
تلاوت کی مقدار	"	۳۲۵	تلاوت
تلاوت کے آداب	"	۳۲۶	"
ختم قرآن مجید پر خطبہ	سوم	۳۵۳	خطبہ
بعض تجوید کی احکام	اول	۳۱۳	تجوید
آمین کا تلفظ	"	۳۳۳	آمین
آمین صرف نذر میں ہے یا خارج صلوٰۃ بھی؟	"	"	"
آمین کون کہے؟	"	"	"
رود سے کہے یا آہستہ؟	"	"	"

شعر و ادب

ادب کا دوسرا وسیع مفہوم	دوم	۶۱	ادب
شعر و سخن	"	"	"
شعر گوئی کا حکم	چہارم	۹۷	شعر
اہمیت پسند شاعروں کی تادیب	"	"	"
اشعار میں استعارات و تشبیہات	"	"	"

نام رکھنا — آداب و احکام

نام رکھنا	دوم	۳۵۹	تسمیہ
نام رکھنے کے ساری اصول	"	۳۶۰	"
ناموں کا انتخاب	دوم	۴۰	نام
کنیت	"	"	"
نام سب رکھا جائے؟	"	"	"
سماں الہی سے بندوں کے نام	اول	۳۱۳	اللہ

اللہ کا نام ینا کب مکروہ ہے	اول	۳۱۳	اللہ
احمد نام رکھنا	//	۳۲۶	احمد
بعض روایتوں کی تحقیق	//	//	//
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی	//	۳۸۳	ابوالقاسم
محمد اور ابوالقاسم کا اجتماع	//	//	//

ملاقات سے متعلق مسائل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	دوم	۳۱۱	تجسم
سلام کے آداب	//	۳۷۵	حلیم
سلام کے الفاظ	//	۳۵۸	//
سہم کے بعض آداب	//	//	//
اہل کتاب کو سلام	//	۳۵۶	اہل کتاب
نفی معنی (مصافحہ)	//	۱۰۲	مصافحہ
مصافحہ کی فضیلت	//	//	//
مصافحہ مستحب ہے	//	//	//
بعض نمازوں کے بعد مصافحہ	//	//	//
داخلی قاری کا چشم کش بیان	//	//	//
مصافحہ کا مسنون طریقہ	//	//	//
دو ہاتھوں سے مصافحہ کی دلیل	//	//	//
امام بخاری کا نقطہ نظر	//	//	//
یہ کے لفظ سے غلط فہمی	//	//	//
ایک ہاتھ سے بھی جائز	//	//	//
موردائے گنہگار کی رائے	//	//	//
علامہ کشمیری کی رائے	//	//	//
معائنہ کا ثبوت	پہلے	۱۴۶	معائنہ
فقہاء کا نقطہ نظر	//	//	//

غیر محرم سے معاف	۱۳۶	پنجم	معاف
معاف کی ایک قبیح و ناجائز صورت	"	"	"

استیذان کے مسائل

جائز برائے داخلہ	۷۰	دوم	رد
استیذان کا طریقہ	۷۱	"	"
استیذان کی صورتیں	"	"	"
پردہ کی رعایت	۷۲	"	"
اطلاع پہ گھر میں بھی مستحب	"	"	"
عمومی مقامات کے احکام	"	"	"
تیلیفون کا حکم	"	"	"

مزاج — آداب و احکام

ظرف نف نبوی	۶۲	دوم	ادب
مزاج اور استہزاء	۸۲	پنجم	مزاج
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج فرما	"	"	"
مزاج میں الزام	"	"	"
مزاج میں جھوٹ جائز نہیں	"	"	"

کھانا — آداب و احکام

سنتیں اور آداب	۴۱۳	دوم	آکل
اذا کاروا عید کھانے سے پہلے	۳۱۷	"	بسمہ
کھانے کے درمیان لپک لگانا	۴۸۷	اول	انکاد
کھانا اور اس کی مقدار	۴۱۲	دوم	آکل
خوان سے مراد	۳۷۹	سوم	خوان
خوان پر کھانا کھانا	"	"	"
کھانے کے بعد خلال کرنا	"	"	خلال
کھانے کی دعوت	۴۱۶	سوم	دعوت

مسلمان کی دعوت	سوم	۳۷۷	دعوت
مسلمان کی دعوت سے متعلق ضروری ہدایات	//	۳۷۹	//
جس دعوت میں مکر ہو	//	۳۷۷	//
غیر مسلموں کی دعوت	//	۳۷۹	//
روٹی کا بحیثیت رزق احرام	//	۳۳۰	قصر
بعض نامعتبر روایتیں	//	//	//
آنا شراب میں گوندھنا	//	//	//
مٹی کا کھانا	دوم	۳۳۸	تراب
مٹی کھانے کا حکم	چہارم	۳۵۳	طین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ غذا	//	۳۹۱	مسل
شہد میں شفاء	//	//	//
ذہانت، صدأ طلال ہیں	پنجم	۱۶۳	ذہانت
تین صورتوں میں حرمت	//	//	//
سڑی ہوئی چیز کھانے کا حکم	//	//	//
مجوی کا ٹکڑا اور زبیحہ	//	۶۳	مجوی
راہ گیر کا درخت کے پھل کھانا	سوم	۵۴	دعوت

سونہ — آداب و احکام

معمول نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	چہارم	۵۴۷	قبولہ
جمعہ کون کب قبولہ کرے؟	//	//	//
سونے کا مسنون طریقہ	دوم	۱۶۰	انقطاع
نا پسندیدہ طریقہ	//	۱۶۱	//

متفرق مسائل

جماعتی کے آداب	دوم	۳۶۵	مآذب
بسم اللہ سے کاموں کی ابتداء	//	۳۶۱	تسمیہ
۸۶ کافی نہیں	//	۳۶۳	//

مختلف امور میں دائیں حصہ سے کام کا آغاز	دوم	۵۴۸	تیسرا
غیر نماز میں تعہد	"	۴۶۲	تعہد
سفر سے دوسرے کے حقوق کا ثبوت	چہارم	۱۵۵	سفر
اگر بیوی سفر حج پر جانا چاہے؟	"	"	"
عورت کے لئے سفر	"	"	"
متعارض روایات میں تطبیق	"	"	"
سفر حج کے لئے بھی محرم شرط ہے	"	"	"
سفر کے آداب	"	"	"
کم سے کم تین رفقہ	"	"	"
امیر مقرر کرے	"	"	"
سفر کا بہتر وقت	"	"	"
واپس ہونے والوں کا استقبال	"	"	"
تعہد کا طریقہ اور اس کا ثبوت	دوم	۱۲۸	تعہد
کسی پر نگرانی بھیکنے کی ممانعت	۴م	۳۲۵	غذ
بیعت تصوف اور اس کا اخذ	دوم	۳۸۳	بیعت
اسلام میں وعدہ کی اہمیت	پہلے	۲۹۱	وعدہ
ایفاء وعدہ قضاء واجب ہے یا نہیں؟	"	"	"
خفیہ اور مشروط وعدہ	"	"	"
مالکیہ کا نقطہ نظر	"	"	"
مسلمان سے ترک گفتگو	پہلے	۳۴۱	حجر
کیا سداً ترک گفتگو کے گناہ سے بچنے کے لئے کافی ہے؟	"	"	"
خط کے ذریعہ سلام	"	"	"
بالواسطہ پہنچانا	"	"	"
دینی امور میں اسراف	دوم	۱۳۳	اسراف
کھانے میں اسراف	"	"	"

روٹی کا کڑا پھینک دینا	دوم	۴۱۱	تذیر
اسراف کی ممانعت	"	"	"
سراف اور تذیر میں فرق	"	۴۱۰	"
تورہ (خلاف ظاہر مفہوم مراد لیتا)	"	۵۴۶	تورہ
جب جھوٹ کی اجازت ہے	چہارم	۵۵۲	کذب
تورہ و تحریض	"	"	"
اسوۃ ابراہیمی	"	"	"
ممانعت و مذمت	چہارم	۴۳۵	غیبت
غیبت کی حقیقت	"	"	"
کن صدقوں میں غیبت جائز ہے؟	"	"	"
ظلم سے بچنے کے لئے	"	"	"
اصلاح کے لئے	"	"	"
مسئلہ شرعی دریافت کرنے کے لئے	"	"	"
کچھ اور صورتیں جن میں غیبت جائز ہے	"	"	"
رشوت - لغوی معنی	سوم	۴۸۱	رشوت
اصطلاح فقہ میں	"	"	"
رشوت بیہ حرام ہے	"	"	"
رشوت دینے کا حکم	"	۴۸۲	"
لعنت - لغوی معنی	چہارم	۵۸۹	لعنت
اصطلاح شرع میں	"	"	"
لعنت کے احکام	"	"	"
مشعین شخص پر لعنت	"	"	"
کافر پر لعنت کی تین صورتیں	"	"	"
مذموم اوصاف پر عمومی لعنت	"	"	"
جن افعال پر لعنت بھیجی گئی ہو وہ گناہ کبیرہ ہے	"	"	"

دوسری حقوقات پر لغت	چہارم	۵۸۹	لغت
پھر کو براہد کہنے کی ممانعت	دوم	۳۶۴	براغیث و جوش
مہبلہ - لغوی و اصطلاحی معنی	پنجم	۵۶	مہبلہ
عہد نبوی میں مہبلہ کا واقعہ	"	"	"
کیا مہبلہ کا حکم اب بھی باقی ہے؟	"	"	"

جانوروں کے حقوق

دم - لغوی معنی	پنجم	۲۷۲	دم
چمے پر داغے کی ممانعت	"	"	"
جسم کو داغنا	"	"	"
بطور عداوت حیوان کے کسی اور حصہ جسم پر داغنا	"	"	"
جانوروں کے ساتھ بد سلوکی کی ممانعت	"	۵۹	مثلاً
کتوں کی پرورش	چہارم	۱۸	کلب
لغوی معنی	"	"	"
جنوں کے چند خاص احکام	سوم	۱۳۶	جن

وصیت سے متعلق مسائل

وصیت - لغوی و اصطلاحی معنی	پنجم	۲۷۲	وصیت
وصیت و بے کافرق	"	"	"
وصیت کے بارے میں اسلامی مزاج	"	"	"
وصیت کی مشروعت	"	"	"
حکم کے اعتبار سے وصیت کی چار قسمیں	"	"	"
وصیت کے ارکان	"	"	"
فعل کے ذریعہ قبولیت کا اقرار	"	"	"
ایجاب و قیوں کے لئے شرط	"	"	"
وصیت کنندہ سے متعلق شرطیں	"	"	"
جس کے لئے وصیت کی جائے اس سے متعلق شرطیں	"	"	"

ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت	پنجم	۴۷۲	وصیت
وارث کے حق میں وصیت	"	"	"
موصی کے حق میں وصیت	"	"	"
وصیت عقد لازم نہیں	"	"	"
وصیت کے مطابق ملکیت	"	"	"
اگر کپڑے کی وصیت کرے؟	سوم	۶۷	ثوب
جنین کے نام وصیت دو وقف	سوم	۱۵۹	جنین
اصطلاحات	پنجم	۲۶۹	وصی
ایجاب و قبول	"	"	"
ذمہ داری قبول کرنے کے بعد اس سے سبکدوشی	"	"	"
ایک سے زیادہ وصی کا تقرر	"	"	"
وصی کے لئے مطلوبہ اوصاف	"	"	"
وصی کی معزولی یا اس کے معاون کا تقرر	"	"	"
عورت اور نابالغ کو وصی بنانا	"	"	"
وصی کے تصرفات	"	"	"
منقولہ مال کی خرید و فروخت کا حکم	"	"	"
غیر منقولہ جائیداد کی فروخت	"	"	"
جیم کے مال میں تجارت	"	"	"
جیم کی خدمت کے لئے اجیر	"	"	"
جیم کا مکان کرایہ پر لگانا	"	"	"
صدقہ الفطر اور قرہانی	"	"	"
تعلیم و تربیت	"	"	"
خرچ میں اعتدال	"	"	"
سفر اور خورد و نوش کے اخراجات	"	"	"
وصی کا کسی اور کو وصی مقرر کرنا	"	"	"

مال کب حوالہ کرے؟	ہجیم	۲۶۹	دسی
یتیم کے مال سے اجرت گمرانی	"	"	"
دسی کی اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوشی	"	"	"

میراث — احکام و مسائل

قانون میراث میں اسام کا عدل و اعتدال	ہجیم	۱۵۳	میراث
متروکہ سے متعلق چار حقوق	"	"	"
جہیز و نفین کا انتظام	"	"	"
دین کی ادائیگی	"	"	"
وصیت کی تکمیل	"	"	"
اقارب کے لئے وصیت	چہارم	۳۹۶	قریب
سرالی رشتہ داروں کے لئے وصیت	"	۳۰۳	صہر
ترکہ کی تقسیم	ہجیم	۱۵۳	میراث
درشہ میں ترتیب	"	"	"
اصحاب لرائض	"	"	"
نسبی عصبر رشتہ دار	"	"	"
اگر عصبات نہ ہوں؟	"	"	"
اگر ذوی القروض بھی نہ ہوں؟	"	"	"
اگر ذوی الارحام بھی نہ ہوں؟	"	"	"
بیت المال	"	"	"
موالہ میراث	"	"	"
محل	"	"	"
اختلاف دین	"	"	"
اختلاف دار	"	"	"
غلامی	"	"	"
مردوں میں میراث کے حق دار	"	"	"

خواتین میں میراث کے حق دار	بنجم	۱۵۴	میراث
ورثہ کی چار قسمیں	"	"	"
ذوی افروض	"	"	"
حصبہ	"	"	"
دوہری حیثیت	"	"	"
ورثہ کے احوال	"	"	"
شوہر	"	"	"
بیوی	"	"	"
فار باطلاق سے مراد	چہارم	۳۳۵	فار باطلاق
جب شوہر و بیوی ایک دوسرے سے وارث ہوتے ہیں	"	۳۳۶	"
جب شوہر وارث نہیں ہوگا	"	"	"
باپ کے وارث ہونے کی صورتیں	اول	۳۵۴	اب
کفر کے باوجود باپ کا حق	"	"	"
کفر کے باوجود باپ کا حق	بنجم	۱۵۴	میراث
دادا کے احوال	۲	۸۲	۴
دادی کے احوال	"	۸۳	۵
دادی و نانی کا حق	"	"	"
دادی و نانی کا حق	بنجم	۱۵۴	میراث
ماں کے احوال	"	"	"
بہن کے احوال	دوم	۳۳۲	بنت
بہن کے احوال	بنجم	۱۵۴	میراث
پوتی کے احوال	"	"	"
ماں شریک بھائی	"	"	"
نگلی بہن	"	"	"
باپ شریک بہن	"	"	"

عصیٰ تین صورتیں	پنجم	۱۵۴	میراث
عصہ بظہر	"	"	"
بہائی کے احکام	دوم	۴۷	ان
عصہ بشیرہ	پنجم	۵۴	میراث
عصہ مع غیرہ	"	"	"
جنین کا حکم	سوم	۱۵۹	جنین
عجوب	پنجم	۱۵۴	میراث
حجب حرمان	"	"	"
یتیم پوتے کی میراث	سوم	۱۸۸	حجب
اقارب سے مراد	چہارم	۴۹۶	قریب
دیگر نقباء کا نقطہ نظر	"	"	"
مومن اور خالہ کے احکام	سوم	۴۲۶	خال، خالہ
مورث اور وارث ایک ساتھ ذوب کر مر جائے تو وارث کا حکم	چہارم	۴۳۳	غریق
مالکیت اور شوائع کی رائے	"	"	"
اگر پہلے اور بعد میں مرنے والا معصوم ہو؟	پنجم	۴۳۴	ہدی
اگر یہ معصوم نہ ہو؟	"	"	"
تجارت	دوم	۴۰۹	تجارت
تکلیف	"	۵۳۶	تکلیف
توافق	"	۵۴۴	توافق
تداخل	"	۴۳۷	تداخل
صحیح	"	۴۶۴	صحیح
مخارج	"	۴۴۰	مخارج
حجب نقصان	سوم	۱۸۷	حجب
حجب حرمان	"	"	"
حجب حرمان کے قاعدے	"	۱۸۸	"

مناسخہ	۱۳۲	پنجم	
مولى الموالات	۱۳۶	//	

معاشرتی احکام

والدین کو آف کہا	۳۹۲	دوم	تأقیف
ماں کے حقوق کی اہمیت	۲۳۳	//	أم
باپ کا درجہ و مقام	۳۵۴	اول	اب
عمر کے مختلف مراحل کے لئے عربی زبان کی تعبیرات	۲۱۲	چہارم	مھی
بچوں سے متعلق مخصوص احکام	//	//	//
بچوں کا ایمان	//	//	//
بچے اور عبادات	//	//	//
عشر و خراج	//	//	//
صدقۃ الفطر اور قربانی	//	//	//
بیوی اور اقارب کا نفقہ	//	//	//
عبادت کا ثواب	//	//	//
مفسد عبادت عمل	//	//	//
مہانی احرام فعل	//	//	//
نہز میں قبضہ	//	//	//
امامت	//	//	//
بچے سے آیت مجدہ سنے	//	//	//
ہاتھ وضو پیش آئے	//	//	//
اذان دینے کا حکم	//	//	//
حدود و قصاص	//	//	//
ولایت اور شہادت و قضاء	//	//	//
بچے کا متولی و وصى بنا	//	//	//
ہلا وضو قرآن مجید چھونا	//	//	//

عدت کے احکام	چہارم	۲۱۶	صحی
روایت و خبر	//	//	//
بچہ کا علاج	//	//	//
کان چھیدنا	//	//	//
غیر محرم کے ساتھ بچیوں کا سفر	//	//	//
بچہ کی املاک	//	//	//
معاملات میں وکالت	//	//	//
بچوں کا زیچہ	//	//	//
غیر محرم عورتوں کو دیکھنا	//	//	//
نابالغ کی طلاق اور قسم	//	//	//
کسی معاملہ کو قیوں کرنا	//	//	//
بچے کسی کا مال تلف کر دیں	//	//	//
بچوں کی سرزنش	//	//	//
محبت کی وجہ سے حرمت مصاہرت	//	//	//
بچوں سے ناجائز کام کا ارتکاب کرایا جائے	//	//	//
اولاد میں مساوات	اول	۲۷۳	ابن
مساوات سے کیا مراد ہے؟	//	//	//
اسلام سے پہلے بیٹی کے ساتھ سلوک	دوم	۳۳۰	بنت
شوہر کے حقوق	چہارم	۰۸	زوج
اطاعت و فرماں برداری	//	//	//
گھر کی گمرانی و حفاظت	//	//	//
بلا اجازت باہر نہ جانا	//	//	//
نادیب کا حق اور اس کے حدود	//	//	//
سرزنش آخری مرحلہ	//	//	//
ضرب غیر مبرج سے مراد	//	//	//

کن امور پر تادیب کی جائے؟	چہارم	۱۰۸	زوج
طلاق کا حق	"	"	"
میراث کا حق	"	"	"
بیوی کے اخلاقی واجبات	"	"	"
حائضہ شوہر کو آگاہ نہ کرے	"	۳۲۷	عائش
شوہر سے جھوٹ بولے کہ وہ حائضہ ہے	"	"	"
بیوی کے حقوق	چہارم	۱۱۲	زوجہ
حسن معاشرت	"	"	"
حق میراث	"	"	"
آزاد شخص سے خدمت لینا	سوم	۳۲۳	خادم
خادم کے ساتھ حسن سلوک	"	"	"
حقوق کا تحفظ	دل	۵۳۰	انجیر
بندھوا مزدور	"	"	"
مہمان نوازی کی اہمیت	چہارم	۳۲۳	ضیف
قرآن میں مہمان نوازی کے آداب	"	"	"
حدیث میں آداب ضیافت	"	"	"
چائزہ	"	"	"
مہمانی کی مدت	"	"	"
کیا میزبانی پر مجبور کیا جاسکتا ہے؟	"	"	"
مہمان کا نفل روزہ رکھنا	"	"	"
مہمان اور میزبان سے متعلق آداب	"	"	"
ایک دوسرے کو کھانا لگانا	"	"	"
یہ حکام عرف و عادت پر مبنی ہیں	"	"	"
اسلام میں عبادت کی اہمیت	چہارم	۴۱۸	عبادت
عبادت کا لغوی حکم	"	"	"

عیادت کا مسنون طریقہ	چہارم	۴۱۸	عیادت
بچوں اور غیر مسموں کی عیادت	//	۴۱۷	//
عیادت کے بعض آداب	//	//	//

دار - مسائل و احکام

دار لغوی معنی	سوم	۳۹۵	دار
اصطلاحی تعریف	//	//	//
دار الاسلام اور دار الحرب	//	//	//
صاحبین کا نقطہ نظر	//	//	//
راج قول	//	//	//
امام ابوحنیفہؒ کی رائے	//	۳۹۶	//
دارالہدیہ دارالموادعہ سے مراد	//	۳۹۷	//
کفر اور حرب میں فرق	//	//	//
جہد نبوی کے نظام پر مملکت	//	//	//
دارالامن	//	۳۹۸	//
در کی تین قسمیں	//	//	//
موجودہ دور کے غیر مسلم اکثریتی ملک	//	۳۹۹	//
دارالاسلام کے احکام	//	//	//
دارالحرب کے احکام	//	//	//
ہجرت کن لوگوں پر واجب ہے؟	//	۴۰۰	//
دارالحرب میں سود	//	۴۰۱	//
دارالحرب کے مسئلے میں بنیادی اصول	//	۴۰۲	//
دارالامن کے احکام	//	۴۰۳	//
موجودہ دور کے غیر مسلم ملک	//	۴۰۴	//
حربی، معصوم الہ نہیں	//	۴۰۹	حربی
حربی کا بل معصوم نہیں	//	۴۵۰	//

حربیوں سے اسلحہ کی فروخت	۳۵۰	۳۴	حربی
حربی اور جرائم	"	"	"
حربی کے لئے صدقہ جائز نہیں	"	"	"
حربی کو اسلامی ملک میں کتنے دنوں قیام کی اجازت ہوگی؟	"	"	"

امارت و امیر سے متعلق مسائل

امیر سے مرد	۲۳۶	دوم	امیر
امیر المؤمنین کا لقب	۲۳۶	"	"
امیر کے اوصاف	۲۳۷	"	"
امیر کے قریبی ہونے کا مسئلہ	"	"	"
امیر کا انتخاب	۲۳۹	"	"
پہلا طریقہ	"	"	"
دوسرا طریقہ	"	"	"
تیسری صورت	"	"	"
چوتھی صورت	"	"	"
قہری امارت	۲۴۰	"	"
موجودہ دور میں انتخاب امیر کی صورت	"	"	"
دوت کی شرعی حیثیت	"	"	"
امیر المؤمنین کے حقوق	"	"	"
امیر المؤمنین کے فرائض	۲۴۱	"	"
امیر المؤمنین کی معزولی	۲۴۲	"	"
اہل تشیع کا مسلک	"	"	"
اولوالامر کی اطاعت	۲۴۸	"	اولوالامر
خدا، رسول اور اولوالامر کی اطاعت میں فرق	"	"	"
معصیت پر اطاعت	۲۴۸	چہارم	طاعت
امارت ایک شرعی فریضہ	۲۱۵	دوم	امارت

دارالکلمہ میں شرعی ادارت	۴۱۵	۴۱۵	دارالکلمہ میں شرعی ادارت
کتاب و سنت کی شہادت	۴۱۶	۴۱۶	کتاب و سنت کی شہادت
فقہاء کی رائیں	۴۱۷	۴۱۷	فقہاء کی رائیں
ماضی بعید کی نظیر میں	۴۱۸	۴۱۸	ماضی بعید کی نظیر میں
شاہ عبد العزیز صاحب کافنوی	۴۱۹	۴۱۹	شاہ عبد العزیز صاحب کافنوی
یہ نئی ہند میں ادارت شریعہ	۴۲۰	۴۲۰	یہ نئی ہند میں ادارت شریعہ
سور کی ریاست و جمہوریت	۴۲۱	۴۲۱	سور کی ریاست و جمہوریت
بیعت	۴۲۲	۴۲۲	بیعت
بیعت ادارت کی تعمیر	۴۲۳	۴۲۳	بیعت ادارت کی تعمیر
بیعت کا طریقہ	۴۲۴	۴۲۴	بیعت کا طریقہ
عصر حاضر میں بیعت کی ممکنہ عمل صورت	۴۲۵	۴۲۵	عصر حاضر میں بیعت کی ممکنہ عمل صورت
رائے دی کی شرعی عمر	۴۲۶	۴۲۶	رائے دی کی شرعی عمر
عواموں سے بیعت	۴۲۷	۴۲۷	عواموں سے بیعت
بیعت تصوف اور اس کا اخذ	۴۲۸	۴۲۸	بیعت تصوف اور اس کا اخذ

ذمی — مسائل و احکام

ذمہ کے معنی	۴۲۹	۴۲۹	ذمہ کے معنی
معاہدین	۴۳۰	۴۳۰	معاہدین
مفتوحین	۴۳۱	۴۳۱	مفتوحین
فوجداری قوانین	۴۳۲	۴۳۲	فوجداری قوانین
سجائاتی قوانین	۴۳۳	۴۳۳	سجائاتی قوانین
مذہبی آزادی	۴۳۴	۴۳۴	مذہبی آزادی
عبادت گاہوں کی تعمیر	۴۳۵	۴۳۵	عبادت گاہوں کی تعمیر
ماس و اسباب کا تحفظ	۴۳۶	۴۳۶	ماس و اسباب کا تحفظ
تہذیب کا تحفظ	۴۳۷	۴۳۷	تہذیب کا تحفظ
جزیہ	۴۳۸	۴۳۸	جزیہ

نقض معاہدہ	دوم	۲۵۲	الحی ذمہ
مہد ذمہ کا قصاص اور ردیت	"	"	"
الحی ذمہ کے حقوق، ایک نظر میں	"	۲۵۳	"
دوسری قوموں کی عہدت گاہوں کے معاملہ میں بہتر سلوک	چہارم	۵۶۹	کنیہ
حضرت خاند بن ولید <small>رحمہ اللہ</small> کی طرف سے غیر مسلم کی عہدت گاہوں کے لئے دستاویز	"	"	"
علامہ شبلی کی بصیرت افروز بیان	"	"	"
بن ہام کا نقطہ نظر	"	"	"
غیر مسلموں کی مورتیاں	چہارم	۲۸۳	منہم
لیکس کی فقہی اور شرعی حیثیت	"	۳۱۶	ضریحہ
لیکس عہدت نہیں	"	"	"
مختلف صورتیں	دوم	۲۸۰	باغی
باغیوں سے کج جنگ کی جائے؟	"	"	"
جنگ میں زرم روپیہ	"	۲۸۱	"
باغیوں کے تصرفات	"	"	"
مفسدین کے خصوصی احکام	"	"	"

شعبہ احتساب

نہی عن المنکر کے تین شعبے	دوم	۳۷	احتساب
مختص کے اوصاف	"	"	"
شعبہ احتساب	"	۲۳۲	امر بالمعروف
محکمہ قضاء اور احتساب	۳	۲۵۶	سہ
محکمہ دفع مظالم اور احتساب	"	۲۵۷	"
امر بالمعروف	"	"	"
نہی عن المنکر	"	۲۵۸	"
جن امور میں گواہی کے لئے دعویٰ ضروری نہیں	"	۲۵۹	"
معروف سے مراد	دوم	۲۳۱	امر بالمعروف

امر بالمعروف کا ایک اہم ذریعہ	۳۴۵	۳	نہجہ
امر بالمعروف کا حکم	۳۳۱	۲	امر بالمعروف
اسلام کا اہم ترین فریضہ	۳۱۵	۳	دعوت
جہاد سے دعوت	۳۱۶	۱۱	۱۱

معاشرتی احکام سے متعلق متفرق مسائل

شوری	۲۰۳	چہارم	شوری
اسلام میں مشورہ کی اہمیت	۱۱	۱۱	۱۱
کن امور میں مشورہ کیا جائے؟	۱۱	۱۱	۱۱
کن لوگوں سے مشورہ لیا جائے؟	۱۱	۱۱	۱۱
فی زمانہ شوریٰ نظام پر مبنی اسلامی حکومت کے قیام کی صورت	۱۱	۱۱	۱۱
اقتراع سے مراد	۱۹۸	دوم	اقتراع
اقتراع تملیک	۱۱	۱۱	۱۱
اقسام و احکام	۱۱	۱۱	۱۱
اقتراع استقلال	۱۹۹	۱۱	۱۱
اقتراع رفاق	۱۱	۱۱	۱۱
المآدہ زمین کی آباد کاری	۲۲۰	۳	مختصر
حمی (عوامی چراگاہ)	۲۹۵	۱۱	حمی
کیا حضور کے بعد حمی کا حکم باقی ہے؟	۲۹۶	۱۱	۱۱
راستہ	۳۳۳	چہارم	طریق
شاہراہ عام کی وسعت	۱۱	۱۱	۱۱
مملوکہ راستہ کی خرید و فروخت	۱۱	۱۱	۱۱
حق راہ داری کی خرید و فروخت	۱۱	۱۱	۱۱
کیا ایک کمرہ کا خریدار راستہ کا مستحق ہوگا؟	۱۱	۱۱	۱۱
راستہ میں اشتراک کی وجہ سے حق منفذ	۱۱	۱۱	۱۱
آگ مباحات میں داخل ہے	۱۹۳	پہلے	نار

آگ میں جانا	پہم	۱۶۳	نار
بٹے کی وجہ سے پاکی	//	//	//
گھاس مباح عام	//	//	//
گھاس کاٹنے کے بعد	//	//	//

انسانی حقوق

انسان	دوم	۲۴۳	انسان
لعوی اور اصطلاحی معنی	پہم	۳۵۱	قیم
اسلام میں قیموں کے ساتھ شفقت کی اہمیت	//	//	//
اکراہ تام	دوم	۲۰۲	اکراہ
اکراہ ناقص	//	۲۰۳	//
اکراہ کی شرطیں	//	//	//
احکام کے اعتبار سے اکراہ کی صورتیں	//	//	//
پہلی صورت	//	//	//
دوسری صورت	//	//	//
تیسری صورت	//	//	//
چوتھی صورت	//	۲۰۴	//
قوی تصرفات کے احکام	//	//	//
میں چیزیں جن میں اکراہ اور اختیار برابر ہے	//	//	//
غدا کی سد باب کی حکیمانہ تدبیر	دوم	۱۳۱	استیلاء
اعتاق	//	۱۶۹	اعتاق

غلامی سے متعلق مسائل

غلام کو آزاد کرنے کی ایک صورت (تدبیر)	//	۳۴۷	تدبیر
اُم ولد باعدی کے احکام	//	۱۳۱	استیلاء
آہنی (بھاگا ہوا غلام)	اول	۳۳۲	آہنی
غلام آزاد کرنے میں ہزل	پہم	۳۳۱	ہزل

مولیٰ	نجم	۱۳۶	مولیٰ
مولیٰ الموارت	"	"	"
استعداء فقہی اصطلاح میں	دوم	۱۰۹	استعداء
غلاموں سے متعلق خاص مسئلہ	"	"	"

الذکر و ادعیہ

لغوی و شرعی معنی	سوم	۴۱۰	دُعاء
اسلام میں دُعاء کا تصور	"	"	"
دُعاء کے آداب	"	۴۱۱	"
اللہ تعالیٰ کے ذکر پر حمد و نیک	اول	۴۱۳	نہ
صلوٰۃ و سلام	"	۴۲۶	احمد
صلوٰۃ و سلام پر کتنا ہیں	"	"	"
صلوٰۃ و سلام سے متعلق مسائل	"	"	"
اسم مبارک آنے پر صلوٰۃ و سلام	"	"	"
اگر ایک مجلس میں بار بار ذکر کرتے؟	"	"	"
اگر محمد احمد سے آپ ﷺ کی ذات مراد نہ ہو؟	"	"	"
اگر اسم مبارک آنے پر درود نہیں پڑھ سکا؟	"	"	"
اگر تحریر میں اسم مبارک آئے؟	"	"	"
درود و سلام کے مواقع	"	"	"
جب درود بھیجنا خلاف ادب ہے	"	"	"
درود سے متعلق متفرق مسائل	"	"	"
تلاوت کے درمیان آپ ﷺ کا ذکر جائے	"	"	"
اگر ضمیر آئے؟	"	"	"
اوقات مکروہ میں درود پڑھنا	"	"	"
آپ کے علاوہ دوسروں پر صلوٰۃ و سلام	"	"	"
سمندری سفر کی دُعاء	دوم	۴۹۰	بحر

کھانے سے پہلے اذکارِ اَدْعِیَہ	دوم	۳۱۷	بسلہ
جماع اور ذبح سے پہلے اَدْعِیَہ	"	"	"
رضعت کرنے کی دُعا	چہارم	۱۵۵	سفر
سفر پر نکلنے ہوئے دُعا	"	"	"
جب آبادی میں داخل ہو	"	"	"
جب دورانِ سفر کہیں پر اترے	"	"	"
والہی پر مسجد میں نماز دو گانہ	"	"	"
گھر میں داخل ہونے کی دُعا	"	"	"
دُعا	"	۵۲۶	قوت

اوزان شرعیہ

قیراط کی مقدار	"	۵۴۷	قیراط
جدید اوزان میں شقال کا وزن	پنجم	۵۹	شقال
موجودہ اوزان میں	"	۶۹	م
مقدار و معیار کی تعیین میں درہم و دینار کی اہمیت	۳	۴۰۹	درہم، دینار
درہم کی مقدار	"	"	"
درہم و دینار کا وزن فاروقی	"	"	"
موجودہ اوزان میں درہم و دینار کی مقدار	"	"	"
صاع کی مقدار	چہارم	۲۱۶	صاع
جدید اوزان میں	پنجم	۲۶۶	دق
امہ کثیر سے مراد	سوم	۴۳۹	ذراع
ذراع کی مقدار	"	"	"
فتہاء کے اقوال	"	"	"
میل کی مسافت	پنجم	۱۶۱	میل
مسافت سفر	چہارم	۱۵۵	سفر
حقہ میں خفیہ کی رائے	"	"	"

متاخرین کا نقطہ نظر	چہارم	۱۵۵	سز
ائمہ علماء کا نقطہ نظر	"	۱۵۹	"
جمہور کا متدل	"	"	"
اگر ایک مقام کے لئے دو راستے ہوں؟	"	"	"

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

احمد آپ ﷺ کا اسم گرامی ہے	اول	۳۲۶	احمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ختنہ	سوم	۳۳۱	ختان
معمول نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	چہارم	۳۳۱	خضاب
قیس (نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)	دوم	۵۲۶	قیس
کیسے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	پنجم	۲۹۲	ذفرۃ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبسم	"	۳۱۱	قبسم
خاتم مبارک	سوم	۳۲۱	خاتم
خاتم مبارک کی گمشدگی	"	"	"
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان	دوم	۶۰	اٹام
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ سامان	"	"	"
(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا روٹی تناول فرمانا	سوم	۲۲۹	خبر
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سرکہ تناول فرمانا	"	۲۶۰	غل
قیام کا قیام	چہارم	۳۶۳	قیام

تاریخ و مستقرات

کعبہ - لغوی معنی	"	۵۵۷	کعبہ
کعبہ کے نام رکھنے کی وجہ	"	"	"
قرآن مجید میں کعبہ کا ذکر	"	"	"
پہلا وہ گھر خدا کا!	"	"	"
کعبہ کی تعمیرات	"	"	"
تعمیر اول	"	"	"

تعمیر ابراہیمی	چہارم	۵۵۷	کعبہ
چوٹی، بانچیں اور چھٹی تعمیر	"	"	"
تعمیر قریش اور اس میں آپ ﷺ کی شرکت	"	"	"
نعت عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیر	"	"	"
تعمیر حجاج	"	"	"
خلافت عثمانیہ کی تعمیر	"	"	"
کعبہ کے مختلف نام	دوم	۳۳۶	بیت اللہ
تعمیر کعبہ کی تاریخ	"	"	"
سب سے افضل شہر	پنجم	۶۹	مدینہ
زمین کا سب سے اشرف حصہ	"	"	"
مالکیہ کا نقطہ نظر	"	"	"
جمہور کی رائے	"	"	"
مدینہ منورہ کا نام	"	"	"
مدینہ کی حدود	"	"	"
کیا مدینہ حرم ہے؟	"	"	"
حنفیہ کا نقطہ نظر	"	"	"
مدینہ میں قیام کی فضیلت	"	"	"
مسجد نبوی کے توسیع شدہ حصہ کا حکم	"	"	"
مدینہ کے کچھ مبارک مقامات	"	"	"
ریاض الجنہ	"	"	"
جنت البقیع	"	"	"
مسجد شہداء اللہ ہیں	"	۸۹	مسجد
تعمیر مسجد کی اہمیت	"	"	"
کعبہ کی تعمیر	"	"	"

نباء میں تعمیر مسجد	۸۹	پنجم	
مسجد نبوی کی تعمیر	//	//	
ہجرت — لغوی و اصطلاحی معنی	۳۳۲	//	
ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	//	//	
اسلامی تقویم کا احاطہ آغاز	//	//	
اخوت ہجرت	۴۷	دسم	
سیرت صحابہ	۳۳۶	//	
اہل بیت کی فضیلت	۳۵۰	//	

